تنظیم المدارس کے نصاب کے مطابق

شرح آثار السنن

متن و ترجمہ



استاذ المحدثین

حضرت مولانا محمد بن سبحان علی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

متوفی ۱۳۲۲ھ

ترجمہ تشریح وتخریج

علامہ ابوالتراب محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری

تنظیم المدارس کے نصاب کے مطابق

متن و ترجمہ

آثار السنن

استاذ المحدثین

حضرت مولانا محمد بن سبحان علی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

متوفی ۱۳۲۲ھ

ترجمہ تشریح و تخریج

علامہ ابو التراب محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری



پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ ، غزنی سٹریٹ
اردو بازار ، لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

آثار السنن

استاذ المحدثین
حضرت مولانا محمد بن سجان علی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ
متوفی ۱۳۲۲ھ

ترجمہ تشریح و تخریج
علامہ ابو التراب محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری

باراول	....	مئی 2016
پرنٹرز	....	آصف صدیق، پرنٹرز
سرورق	....	النافع گرافکس
تعداد	....	600/-
ناشر		

فہرست

كِتَابُ الصَّلٰوة

اَبْوَابُ الْاَذَان

ابواب صفۃ الصلوٰۃ (سے پہلے)

اَبْوَابُ صِفَةِ الصَّلٰوۃِ

اَبْوَابُ صَلٰوۃِ الْوِتْرِ

اَبْوَابُ قِیَامِ شَھْرِ رَمَضَانَ



عرضِ ناشر

الحمد للہ کہ ادارہ پروگریسو بکس کے قیام سے لے کر اب تک ہم کار پردازان ادارہ ہمت وقت اور ہر آن اسی کوشش میں مصروف رہتے ہیں کہ اس ادارے سے مذہبیات اور ادبیات پر بہترین کتب اپنے کرم فرما حضرات کی خدمت میں پیش کی جائیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ رحمت اور قارئین کرام کے تعاون سے ہم آج تک اسی نصب العین کی تکمیل میں مشغول و مصروف رہے ہیں اور اب تک ہم نے اپنی جو مطبوعات آپ کی خدمت میں پیش کی ہیں' ان کی پسندیدگی اور قبولیت نے اس راہ میں ہمیں اور زیادہ سرگرم عمل بنا دیا ہے اور اب تک دینی کتب کے اصل متون یا ان کے تراجم کو موجودہ نسل کی رہنمائی کے لیے پیش کرنا ہی ہمارا مقصود اور نصب العین بن گیا ہے۔ انشاء اللہ! ہم اس راہ میں اور زیادہ سرگرمی سے اپنے قدم اُٹھائیں گے۔

آفتابِ رسالت سے اقتباس شدہ ہدایت کا ذریعہ آیاتِ قرآنی اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

پھر فکرِ آخرت کا یہ تقاضا ہے کہ انسان ایسے عقائد وخیالات اور اعمال کو اپنائے جن پر اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہو بلکہ راضی ہو اور یہ ان بارگاہِ رسالت کی رہنمائی کے بغیر ممکن نہیں۔

اسی بات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے آپ کا ادارہ پروگریسو بکس نے انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے بہت سی نادر کتابیں شائع کی ہیں' جیسے صحیح ابن حبان' صحیح ابن خزیمہ' مسند حمیدی' سنن ابوداؤد شریف' مؤطا امام مالک' مؤطا امام محمد' شرح مسند امام اعظم' شرح المعجم الصغیر للطبرانی' ریاض الصالحین (ترجمہ)' احیاء العلوم' تاریخ الخلفاء اور دیگر ادارہ خریدار حضرات کی ڈیمانڈ پوری کرنے میں مصروفِ عمل ہے۔

اسی حوصلہ افزائی کا نتیجہ ہے کہ ہم نے حدیث شریف کی عظیم اور مستند کتاب ''آثار السنن'' کی عام فہم اور سلیس شرح اپنے کرم فرماؤں کی خدمت میں پیش کی ہے۔

اس عظیم کتاب کی آسان اور سلیس شرح کرنے والے علامہ ابوتراب محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری ہیں۔

انشاء اللہ یہ سلسلہ آگے جاری رہے گا۔

ہم نے اپنی مطبوعات کو حسن صوری سے آراستہ پیراستہ کرنے میں کبھی کوتاہی سے کام نہیں لیا ہے' جس قدر بھی ممکن ہو

سرکا اور جمالیتی حسن سے اپنے کرم فرماؤں کی خدمت میں پیش کیا ہے اور آپ نے ہماری اس کوشش کو سراہا ہے۔

اسی نصب العین کے تحت پیشِ نظر کتاب "شرح آثار السنن" کو بھی بھرپور طریقے سے حسنِ معنوی کی طرح حسنِ ظاہری سے آراستہ کرنے میں بے اعتنائی نہیں برتی ہے۔

اُمید ہے کہ یہ گراں مایہ کتاب ہماری دیگر مطبوعات کی طرح آپ سے شرفِ قبول حاصل کرے گی۔

آخر میں گزارش ہے کہ جب آپ اس عظیم کتاب سے استفادہ کریں تو اپنے لیے دعا کرتے ہوئے ہمارے ادارہ کے تمام لوگوں کے لیے بھی ضرور دعا مانگیں۔

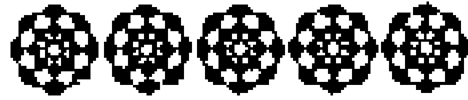
والسلام!

میاں غلام رسول

میاں شہباز رسول

میاں جواد رسول

میاں شہزاد رسول



ابتدائیہ

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ایک مسلمان اپنے ربِ عزوجل کی رضا وخوشنودی اپنے ربِ عزوجل کی عبادت اور اس کے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت وتعلیمات پر عمل کے ذریعہ ہی حاصل کرسکتا ہے جو اپنے ربِ عزوجل کی رضا پانے میں کامیاب ہوگیا درحقیقت وہی دنیا وآخرت کی بھلائیاں وکامیابیاں پانے میں کامیاب ہوگیا۔

بلاشبہ ہمارے نبی کریم ورحیم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسانوں کی رشد وہدایت کے لیے اس دنیا میں جلوہ افروز ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک اقوال وافعال، سیرت وکردار، اخلاق ومعاملات، طلبِ حق کے متلاشیوں کے لیے نورِ ہدایت ہیں۔

ہمارے اسلاف وبزرگانِ دین کی زندگی کے انمول لمحات نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے مختلف پہلوؤں کو اُجاگر کرنے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان وارشادات کو پھیلانے میں صرف ہوئے اور اس طرح انہوں نے زندگی کے ان لمحات کو بیش قیمت بنا کر اپنے لیے سرمایۂ آخرت بنالیا، یقیناً انہوں نے یہ عظیم دینی کام محض رضائے الٰہی پانے اور جذبۂ اصلاحِ اُمت کی خاطر کیا، اسی لیے بارگاہِ الٰہی میں ان کی یہ عظیم دینی خدمت ایسی مقبول ہوئی کہ قیامت تک کے لیے لوگوں کے دلوں میں ان کی عظمت وعقیدت نقش ہوگئی۔

ان ہی بزرگوں میں سے ایک عظیم بزرگ علامہ نیموی علیہ رحمۃ اللہ القوی ہیں جنہوں نے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک اقوال وافعال کو اپنی گرانقدر ومایہ ناز تصنیف لطیف بنام ''آثار السنن'' میں انتہائی عمدہ واحسن انداز میں جمع فرمایا ہے اور راہِ حق کے سالکین کے لیے مشعلِ راہ کا انتظام فرمایا ہے۔

بزرگ موصوف کی اس عظیم دینی خدمت اور اس کے صلہ میں انہیں ملنے والی عزتیں' کرامتیں اور آخرت کے لیے جمع ہونے والے اجر وثواب کے خزانے اس قدر قابل رشک ہیں کہ حقیر پُرتقصیر کو ان رحمتوں اور برکتوں میں کچھ حصہ پانے کا جذبہ وشوق بیدار ہوا اور ذہن بنایا کہ اس مایہ ناز تصنیف کی شرح لکھی جائے' مگر فوراً اپنے بے وقعتی وکم علمی کا احساس ہوا اور قلم اُٹھانے کی جرأت نہ ہوئی' مگر روز بروز یہ خیال جڑ پکڑتا گیا کہ اس مایہ ناز تصنیف کی شرح کے ذریعے مسلمانوں کو نہایت قیمتی علمی خزانے سے مالا مال کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ ربِ عزوجل کی رحمت پر بھروسہ اور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظرِ کرم کی اُمید رکھتے ہوئے قلم اُٹھانے کی جرأت کی اور توجہ مرشد سے آسانیاں پیدا ہوتی چلی گئیں اور یوں الحمد للہ عزوجل یہ شرح پایۂ تکمیل کو پہنچی' اور اس طرح حقیر پُرتقصیر سے ربِ عزوجل نے اپنے محبوب کے مبارک اقوال وافعال کو سہل

انداز میں مسلمانوں تک پہنچانے کا کام لے لیا۔اے کاش! وہ اس خدمت کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرما لے ورنہ دین کا کام تو وہ اپنے فاسق بندوں سے بھی لے لیتا ہے۔

اس تالیف میں کوشش کی گئی ہے کہ ہر حدیث کی وضاحت سہل اور عام فہم انداز میں کی جائے۔ساتھ ہی یہ خیال بھی رکھا گیا ہے کہ انداز اصلاحی ہو۔اس کے علاوہ چند اور خصوصیات بھی اس شرح میں شامل ہیں۔

احادیثِ مبارکہ کی تشریح سہل اور عام فہم انداز میں کی گئی ہے۔

آیاتِ مبارکہ و احادیثِ کریمہ اور دیگر عبارات و جزئیات کی تخریج کی گئی ہے۔

کئی مقامات پر حسبِ ضرورت مفید مواد شامل کیا گیا ہے۔

الحمد للہ احسانہ! اپنی خصوصیات کے سبب شرح آثار السنن کی یہ شرح نہ صرف طلباء بلکہ استاذ و علماء کے لیے بھی بے حد مفید ثابت ہوگی۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے اور اپنے پیاروں کے وسیلے سے فقیر کی اس کاوش کو قبول فرما کر آخرت میں ذریعۂ نجات بنائے۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

علامہ ابو تراب محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری



بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحْمَدُكَ يَا مَنْ جَعَلَ صُدُوْرَنَا مِشْكَاةً لِّمَصَابِيْحِ الْأَنْوَارِ ۔ وَنَوَّرَ قُلُوْبَنَا بِنُوْرِ مَعْرِفَةِ مَعَانِي الْآثَارِ ۔ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى حَبِيْبِكَ الْمُجْتَبَى الْمُخْتَارِ وَرَسُوْلِكَ الْمَبْعُوْثِ بِصِحَاحِ الْأَخْبَارِ وَعَلٰى اٰلِهِ الْأَخْيَارِ وَأَصْحَابِهِ الْكِبَارِ وَمُتَّبِعِيْهِمُ الَّذِيْنَ اخْتَارُوْا سُنَنَ الْهُدٰى وَاسْتَمْسَكُوْا بِأَحَادِيْثِ سَيِّدِ الْأَبْرَارِ ۔

أَمَّا بَعْدُ!

فَيَقُوْلُ الْخَادِمُ لِلْحَدِيْثِ النَّبَوِيِّ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ النِّيْمَوِيُّ إِنَّ هٰذِهٖ نُبْذَةٌ مِّنَ الصِّحَاحِ وَالسُّنَنِ وَالْمَعَاجِمِ وَالْمَسَانِيْدِ وَعَزَوْتُهَا إِلٰى مَنْ أَخْرَجَهَا وَأَعْرَضْتُ عَنِ الْإِطَالَةِ بِذِكْرِ الْأَسَانِيْدِ وَبَيَّنْتُ أَحْوَالَ الرِّوَايَاتِ الَّتِيْ لَيْسَتْ فِي الصَّحِيْحَيْنِ بِالطَّرِيْقِ الْحَسَنِ وَسَمَّيْتُ هٰذَا الْكِتَابَ مُسْتَخِيْرًا بِاللّٰهِ تَعَالٰى بِآثَارِ السُّنَنِ أَسْأَلُهٗ أَنْ يَّجْعَلَهٗ خَالِصًا لِّوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَوَسِيْلَةً إِلٰى لِقَاءِهٖ فِيْ جَنَّاتِ النَّعِيْمِ ۔

كِتَابُ الطَّهَارَةِ — طہارت کا بیان

شرح: طہارت کے اسرار

نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مُجسّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمان عالیشان ہے:

اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْإِيْمَانِ ۔ (صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب فضل الوضوء، الحدیث ۵۳۴، ص ۷۱۸)

ترجمہ: طہارت نصف ایمان ہے۔

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ نظافت نشان ہے: بُنِيَ الدِّيْنُ عَلَى النَّظَافَةِ ترجمہ: دین کی بنیاد طہارت پر ہے۔

(المجروحین لابی حاتم محمد بن حبان البستی، باب النون، الرقم ۱۱۱۹۔ نعیم بن مورع، ج ۲، ص ۴۰۱، روایۃ بالمعنی)

اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ ترجمہ: نماز کی کنجی طہارت ہے۔

(سنن ابی داود، کتاب الطہارۃ، باب فرض الوضوء، الحدیث ۶۱، ص ۱۲۲۷)

اللہ عزَّ وجلّ کا فرمان عالیشان ہے:

فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ أَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ۔ (پ 11، التوبۃ: 108)

ترجمۂ کنز الایمان: اس میں وہ لوگ ہیں کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں۔

طہارت کے چار مراتب ہیں:

(۱) اپنے ظاہر کو احداث (یعنی ناپاکیوں اور نجاستوں) سے پاک کرنا۔ (۲) اعضاء کو جرائم اور گناہ سے پاک کرنا۔ (۳) اپنے دل کو برے اخلاق سے پاک کرنا۔ (۴) اپنے باطن کو اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے غیر سے پاک رکھنا یہ انبیاء کرام علیہم السلام اور صدیقین کی طہارت ہے۔

ہر مرتبہ میں طہارت اس عمل کا نصف ہے جس میں وہ پائی جاتی ہے اور ہر مرتبہ میں تخلیہ (یعنی خالی کرنا) اور تحلیہ (یعنی مزین کرنا) بھی پایا جاتا ہے تخلیہ عمل کا نصف ہے کیونکہ اجر کا ملنا اسی پر موقوف ہے اسی کی طرف اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا یہ فرمان بھی اشارہ فرما رہا ہے۔ ارشاد فرمایا:

قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ (پ ۷، الانعام:۹۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اللہ کہو، پھر انہیں چھوڑ دو۔

پس اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا فرمان "قُلِ اللّٰهُ" اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے ذکر سے دل کو مزین کرنا ہے جبکہ (ثُمَّ ذَرْهُمْ) سے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے سوا ہر چیز سے دل کو خالی کرتا ہے اور اسی طرح دل کو برے اخلاق سے پاک کر کے اسے اچھے اخلاق سے مزین کرنا ضروری ہے اور اعضاء کے لئے بھی ضروری ہے کہ انہیں گناہوں سے خالی اور اطاعت سے مزین کیا جائے۔

ان مراتب میں سے ہر ایک مرتبہ اپنے بعد والے مرتبہ میں داخل ہونے کے لئے شرط ہے اس لئے سب سے پہلے ظاہر کو، پھر اعضاء کو، اس کے بعد دل کو اور پھر باطن کو پاک کیا جائے اور یہ گمان نہ کیا جائے کہ طہارت سے مراد صرف ظاہری طور پر پاک ہونا ہی ہے کیونکہ اس سے مقصود فوت ہو جائے گا اور یہ بھی گمان نہ کیا جائے کہ یہ مراتب صرف خواہش کرنے سے آرزو کرنے اور آسانی سے حاصل ہو جائیں گے بے شک اگر تو ساری زندگی بھی اس کے حصول میں کمر بستہ رہے تو صرف بعض مقاصد میں ہی کامیابی پائے گا۔

بَابُ الْمِيَاهِ — پانی کے احکام

1- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِيْ لَا يَجْرِيْ ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيْهِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں سے کوئی ٹھہرے پانی میں جو بہتا نہ ہو ہرگز پیشاب نہ کرے پھر اس میں غسل کرے گا اس حدیث کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

(بخاری: کتاب الطهارة: باب البول فی الماء الدائم: جلد 1 صفحه 37' مسلم: کتاب الطهارة: باب النهی فی الماء الراکد: جلد 1 صفحه 138' ترمذی: ابواب الطهارات: باب کراهية البول في الماء الراکد: جلد 1 صفحه 21' نسائی: کتاب

الطہارۃ: باب النہی عن البول فی الماء الراکد۔۔۔ الخ: جلد 1 صفحہ 15' ابن ماجۃ: ابواب الطہارۃ وسننہا: باب النہی فی الماء الراکد: صفحہ 39' ابوداؤد: کتاب الطہارۃ: باب البول فی الماء الراکد: جلد 1 صفحہ 10' مسند احمد جلد 2 صفحہ 259)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا ہرگز جائز نہیں کیونکہ اس سے پانی نجس ہو کر غسل و وضو وغیرہ کے قابل نہ رہے گا جس سے اسے بھی تکلیف ہوگی اور دوسروں کو بھی۔ اور بہت سے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا مناسب نہیں کہ اگرچہ وہ ناپاک تو نہ ہوگا لیکن اس کے پینے یا وضو کرنے سے دل کراہت کرے گا۔ پہلی صورت میں ممانعت تحریمی ہے اور دوسری صورت میں تنزیہی۔ یہ حدیث حنفیوں کی قوی دلیل ہے کہ دو ۲ قلے پانی نجاست پڑنے سے ناپاک ہو جاتا ہے۔ اگر ناپاک نہ ہوتا تو یہ ممانعت اس تاکید سے نہ فرمائی جاتی۔ اس کی تحقیق ان شاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گی۔

(مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۳۴۹)

2-وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ نَهٰى اَنْ يُبَالَ فِي الْمَآءِ الرَّاكِدِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ٹھہرے پانی میں پیشاب کیا جائے۔

(مسلم: کتاب الطہارۃ: باب النہی عن البول فی الماء الراکد: جلد 1 صفحہ 138' نسائی: کتاب الطہارۃ: باب النہی فی الماء الراکد: جلد 1 صفحہ 15)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

ٹھہرا پانی خواہ دو قلے ہوں یا اس سے کم و بیش اس میں پیشاب پاخانہ ممنوع ہے بلکہ اس میں تھوک و رینٹ ڈالنا بھی برا۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ رات کو ٹھہرے پانی میں پیشاب ہرگز نہ کرے کہ اس وقت وہاں جنات رہتے ہیں تکلیف پہنچائیں گے۔ ہاں تالاب وغیرہ کا یہ حکم نہیں۔ تالاب وہ ہے کہ اگر اس کے ایک کنارے سے پانی ہلایا جائے تو دوسرے کنارے کا پانی نہ ملے یعنی سو ہاتھ کی سطح والا پانی اسی کو آب کثیر بھی کہتے ہیں اس سے کم پانی قلیل کہلاتا ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۳۵۰)

3-وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِيْ اِنَآءِ اَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعًا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا پی جائے تو اسے سات بار دھوؤ اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

(بخاری: کتاب الطہارۃ: باب اذا شرب الکلب فی الاناء: جلد 1 صفحہ 29' مسلم: کتاب الطہارۃ: باب حکم ولوغ الکلب: جلد 1 صفحہ 137)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یہی مذہب ہے امام شافعی وغیرہ فقہاء واکثر محدثین کا کہ کتے کے چاٹنے پر برتن کا سات بار دھونا اور مٹی سے مانجنا ان کے ہاں فرض ہے۔ ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک اس کا حکم بھی دوسری نجاستوں کی طرح ہے کہ اس کے دھونے میں نہ تعداد مقرر ہے نہ مٹی سے صاف کرنا لازم، بلکہ گندگی کا اثر دور کرنا ضروری ہے کہ مٹی وغیرہ کا برتن جس میں مسام ہوں تین بار دھویا جائے۔ تانبہ، شیشہ وغیرہ جس میں مسام نہ ہوں اس کا ایک بار دھونا یا پونچھ دینا کافی ہے۔ اس لئے کہ دار قطنی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب کتاب برتن چاٹ جائے تو اسے تین بار، پانچ بار، یا سات بار دھوؤ۔ نیز ابن عربی نے مرفوعًا روایت کی کہ جب کتا برتن چاٹ جائے تو پانی چھینک دو اور برتن تین بار دھولو۔ نیز دار قطنی نے بسند صحیح حضرت عطاء سے روایت کی کہ خود حضرت ابو ہریرہ کا یہ عمل تھا جب ان کا برتن کتا چاٹ جاتا تو پانی گرادیتے اور برتن تین بار دھوڈالتے، لہٰذا سات بار کی حدیث منسوخ ہے اور یہ احادیث مذکورہ ناسخ۔ اولاً کتوں کا پالنا ممنوع اور ان کا قتل کرنا واجب تھا، اس ہی زمانہ میں یہ پابندیاں بھی تھیں۔ جب ضرورۃً کتا پالنا جائز قرار دیا گیا اور اس کا قتل واجب نہ رہا تو سات بار کا حکم بھی منسوخ ہو گیا، نیز اگر کتا یا سور برتن میں پیشاب کر دے تو تین بار دھونا کافی۔ کتے کا لعاب تو پیشاب سے بدتر نہیں، لہٰذا اس میں بھی تین بار دھونا کافی ہونا چاہیئے۔ یہ سات کا حکم ایسا ہی ہے جیسے شروع میں شراب کے برتنوں کا توڑ دینا فرض تھا، پھر وہ حکم نہ رہا۔ (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۴۶۲)

4۔ وَعَنْهُ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيْلَ مِنَ الْمَآءِ فَاِنْ تَوَضَّأْنَا بِهٖ عَطِشْنَا اَفَنَتَوَضَّأُ مِنْ مَّآءِ الْبَحْرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الطَّهُوْرُ مَاؤُهٗ وَالْحِلُّ مَيْتَتُهٗ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ وآخرون وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا عرض کیا یارسول اللہ ہم سمندر میں سوار ہوتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑا پانی لے جاتے ہیں اگر اس سے وضو کرلیں تو پیاسے رہ جائیں تو کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کیا کریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال اس حدیث کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا ہے۔ اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مؤطا امام مالک: کتاب الطھارۃ: باب الطھور للوضوء: صفحہ 15' ابوداؤد: کتابِ الطھارۃ: باب الوضوء بماالبحر: جلد 1 صفحہ 11' نسائی: کتاب المیاۃ: باب الوضوء بماالبحر: جلد 1 صفحہ 63)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

سائل کو شبہ یہ تھا کہ سمندر کا پانی سخت کڑوا ہے پینے کے قابل نہیں لہٰذا اس آیت کے تحت نہیں آتا: ”وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا“ کیونکہ بارش کا پانی میٹھا اور مطہر ہے اور سمندر کا پانی میٹھا نہیں تو چاہیے کہ مطہر بھی نہ ہو۔

یعنی سمندر کے پانی کا یہ مزہ اصلی ہے یا زیادہ ٹھہرنے کی وجہ سے کسی نجاست نے اس کا مزہ نہیں بدلا لہٰذا پاک بھی ہے، مطہر بھی۔ خیال رہے کہ اگر کنوئیں کا پانی بہت ٹھہرا رہنے کی وجہ سے بدمزہ یا بدبودار ہو جائے تو پاک رہے گا۔

احناف کے نزدیک اس کے یہ معنی ہیں کہ مچھلی کو ذبح کرنا ضروری نہیں۔ اگر ہمارے پاس آ کر مر جائے یا سمندر کی موج اسے کنارے پر پھینک جائے جس سے وہ مر جائے تو حلال۔ لیکن اگر اپنی بیماری سے مر کر پانی پر تیر جائے تو حرام کیونکہ اب وہ سمندر کا مردار نہیں، بلکہ بیماری کا مردار ہے، بعض آئمہ نے اس کے معنی یہ سمجھے کہ پانی کا ہر جانور حلال حتی کہ مینڈک کچھوا وغیرہ بھی مگر یہ معنی درست نہیں کیونکہ دریائی انسان اور دریائی سور کو وہ بھی حرام جانتے ہیں۔ تو انہیں بھی حدیث میں قید لگانی پڑے گی۔ (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۴۵۴)

5-وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَآءِ وَمَا يَنُوْبُهُ مِنَ الدَّوَابِّ وَالسِّبَاعِ فَقَالَ إِذَا كَانَ الْمَآءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَآخَرُوْنَ وَهُوَ حَدِيْثٌ مَعْلُوْلٌ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس پانی کے بارے میں پوچھا گیا جو میدانی زمین میں ہو اور اس پر چوپائے اور درندے آتے ہوں فرمایا جب پانی دو قلے ہو تو گندگی کو نہیں اٹھاتا اس کو اصحاب خمسہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا اور یہ حدیث معلول ہے۔

(ابوداؤد: کتاب الطھارۃ: باب ماینجس الماء: جلد 1 صفحہ 9' ترمذی: ابواب الطھارات: باب ماجاء ان الماء لا ینجسہ شیئ جلد 1 صفحہ 21' نسائی: کتاب الطھارۃ: باب توقیت فی الماء: جلد 1 صفحہ 63' ابن ماجہ: ابواب الطھارۃ وسننھا: باب مقدار الماء الذی لا ینجس: صفحہ 40' مسند احمد جلد 2 صفحہ 12)

شرح: مُفَسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یہ حدیث امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دلیل ہے کہ دو مٹکے پانی گندگی پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا۔ مٹکوں سے ہجر کے مٹکے مراد لیتے ہیں جو ڈھائی مشک کا ہوتا ہے اور شرعی پچاس من کا۔ روافض بھی یہی کہتے ہیں۔ ہمارے امام اعظم اس حدیث پر چند طرح گفتگو فرماتے ہیں، ایک یہ کہ حدیث صحیح نہیں حتی کہ امام بخاری کے استاد علی ابن مدینی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ دوسرے یہ کہ حدیث اجماع صحابہ کے خلاف ہے کہ ایک بار چاہ زمزم میں ایک حبشی گر کر مر گیا تو حضرت ابن عباس و ابن زبیر نے تمام صحابہ کی موجودگی میں کنواں پاک کرنے کا حکم دیا کسی نے انکار نہ کیا حالانکہ چاہ زمزم میں

ہزاروں قلے پانی تھا۔ تیسرے یہ کہ لفظ قلہ مشترک ہے جس کے بہت معانی ہیں۔ چنانچہ پہاڑ کی چوٹی، اونٹ کا کوہان، سر کی کھوپڑی، بڑے مٹکے سب کو قلہ کہا جاتا ہے۔ پھر مٹکے کی مقدار حدیث میں معین نہیں، اتنے اجمال کے ہوتے ہوئے اس حدیث پر عمل کیونکر کیا جاتا ہے۔ چوتھے یہ کہ یہ حدیث امام شافعی کے بھی خلاف ہے کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ اگر قلتین میں اتنی گندگی گر جائے جس سے پانی کی بو، مزہ یا رنگ بدل جائے تو پانی نجس ہو جاتا ہے، مگر اس حدیث کے اطلاق سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی نجس نہیں ہوتا۔ پانچواں یہ کہ یہ حدیث اس معنی سے دوسری احادیث صحیحہ کے سخت خلاف ہوگی۔ حضور نے فرمایا کہ ٹھہرے پانی میں پیشاب نہ کرو، نیز ارشاد فرمایا کہ جب کتا پانی کے برتن میں منہ ڈال دے تو پانی ناپاک اور برتن بھی پلید ہو گیا۔ ان دونوں حدیثوں میں قلتین کا استثناء نہیں کیا گیا۔ چھٹے یہ کہ لَمْ یَحْمِلْ کے معنے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ قلتین میں پانی نجاست کو برداشت نہیں کرتا، یعنی نجس ہو جاتا ہے، رب فرماتا ہے: ﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا﴾ عرف میں کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص صدمہ نہیں اٹھا سکتا۔ ساتویں یہ کہ اس حدیث کے معنے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ جب جاری پانی کو دو انسانوں کے قد کے برابر بہنے کا موقع مل جائے تو گندگی پڑنے سے ناپاک نہیں ہوگا، وہ ماء جاری ہے اس کی طرح کہ ایک گڑھے سے پانی آ رہا ہے دوسرے میں گر رہا ہے دونوں گڑھوں کے درمیان دو قد انسانی قریباً دس فٹ کا فاصلہ ہے تو چونکہ یہ پانی جاری ہے لہٰذا گندگی سے ناپاک نہ ہوگا۔ اس صورت میں حدیث پر کوئی اعتراض نہ پڑے گا لہٰذا مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نہایت قوی ہے۔ اس کی پوری تحقیق ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو۔ (مراۃ المناجیح ج ا ص ۴۵۲)

6- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِذَا بَلَغَ الْمَآءُ اَرْبَعِيْنَ قُلَّةً لَّمْ يَنْجُسْ۔ رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب پانی چالیس قلوں کو پہنچ جائے تو وہ نجس نہیں ہوتا۔ اس حدیث کو امام دار قطنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(سنن دار قطنی: کتاب الطهارة: باب حکم الماء اذا لاقته النجاسة: جلد 1 صفحہ 27)

7- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْتَسَلَتْ مِنْ جَنَابَةٍ فَتَوَضَّاَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفَضْلِهٖ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ اِنَّ الْمَآءَ لَا يُنَجِّسُهٗ شَيْءٌ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔ وَفِيْ اِسْنَادِهٖ لِيْنٌ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی نے لگن میں غسل کیا حضور نے اس سے وضو کرنا چاہا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ناپاک تھی۔ فرمایا پانی تو ناپاک نہیں ہوتا

(مسند احمد جلد 1 صفحہ 235-284-308' نسائی: کتاب الطھارۃ: جلد 1 صفحہ 62)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

وہ بیوی حضرت میمونہ تھیں۔اور لگن میں غسل کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس سے پانی لے کر غسل کیا نہ کہ اس میں بیٹھ کر یعنی بقیہ پانی حضرت میمونہ کا فضالہ تھا غسالہ نہ تھا۔

یعنی عورت کے فضالے سے مرد وضو و غسل کرسکتا ہے۔خیال رہے کہ تیسری فصل میں اس سے ممانعت بھی آ رہی ہے مگر وہ ممانعت بیان کراہت کے لئے ہے اور یہ حدیث بیان جواز کے لیے یعنی عورت کے فضالے سے مرد کا وضو یا غسل کرنا بہتر نہیں لیکن اگر کرے تو جائز ہے۔(مراۃ المناجیح ج۱ص ۴۲۴)

8- وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَتَتَوَضَّأُ مِنْ بِيْرِ بُضَاعَةَ وَهِيَ بِيْرٌ يُّطْرَحُ فِيْهَا لُحُوْمُ الْكِلَابِ وَالْحِيَضُ وَالنُّتْنُ فَقَالَ الْمَآءُ طَهُوْرٌ لَّا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ۔ رَوَاهُ الثَّلَاثَةُ وَاٰخَرُوْنَ وَصَحَّحَهُ اَحْمَدُ وَحَسَّنَهُ التِّرْمِذِيُّ وَضَعَّفَهُ ابْنُ الْقَطَّانِ (ابوداؤد: كتاب الطهارة: باب ما جاء في بير بضاعة: جلد1 صفحه9' ترمذي: ابواب الطهارة: بابما جاء ان الماء لا ينجسه شيء: جلد 1 صفحه 21' نسائي: كتاب المياة: باب ذكر بيربضاعة: جلد1 صفحه62' مسند احمد جلد3 صفحه86)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیا ہم بضاعہ کنویں سے وضو کریں وہ ایسا کنواں تھا جس میں حیض کے لتے کتوں کے گوشت اور گندگیاں ڈالے جاتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ پانی پاک ہے اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی اس کو اصحاب ثلثہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا۔امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو صحیح قرار دیا اور امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو حسن قرار دیا اور ابن القطان نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یہ کنواں مدینہ منورہ محلہ بنی ساعدہ میں واقع ہے، بنی ساعدہ خزرج کا ایک قبیلہ ہے۔فقیر نے اس کنوئیں کی زیارت بھی کی ہے اور اس کا پانی بھی پیا ہے۔

یعنی یہ کنواں گویا مدفون کوڑی تھا کہ مدینہ کی گلیاں وکوچے صاف کرکے کوڑا کرکٹ وہاں ڈال دیا تھا جیسے ہمارے ہاں بھی ایسے گڑھے دیکھے گئے ہیں۔

اَلْمَاءُ میں الف لام عہدی ہے یعنی یہ پانی پاک ہے ان گندگیوں سے ناپاک نہیں ہوتا۔امام شافعی کے نزدیک تو اس لئے کہ وہ پانی قلتین سے زیادہ تھا، امام اعظم کے نزدیک اس لیے کہ وہ پانی جاری تھا یعنی مدفون نہر پر یہ کنواں واقع تھا جیسا کہ مکہ مکرمہ میں نہر زبیدہ پر اور مدینہ طیبہ میں نہر زرقاء پر تمام کنوئیں ہیں جو بظاہر کنوئیں معلوم ہوتے ہیں مگر حقیقت میں دبی ہوئی نہر، امام اعظم کا قول قوی ہے کیونکہ قلتین تو کیا سینکڑوں قلے پانی اتنی گندگی پڑنے سے بگڑ جائے گا ہمارے کنوئیں میں

اگر ایک بلی پھول پھٹ جائے تو پانی سڑ جاتا ہے، لہٰذا یہ حدیث امام شافعی کے خلاف ہوگی۔ ہاں جاری پانی چونکہ سب کچھ بہا کر لے جائے گا، اس لئے کہ اس کے ناپاک ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اب بھی بیر بضاعہ وغیرہ میں جھانک کر دیکھو تو پانی بہتا ہوا نظر آتا ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ا ص ۳۴۴)

9-وَعَنْ عَطَآءٍ اَنَّ حَبَشِيًّا وَّقَعَ فِيْ زَمْزَمَ فَمَاتَ فَاَمَرَ ابْنُ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَنُزِحَ مَآؤُهَا فَجَعَلَ الْمَآءُ لَا يَنْقَطِعُ فَنُظِرَ فَاِذَا عَيْنٌ تَجْرِيْ مِنْ قِبَلِ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ حَسْبُكُمْ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔ (طحاوی: کتاب الطهارة: باب الماء يقع فيه النجاسة: جلد1صفحه19' مصنف ابن ابی شيبة: كتاب الطهارات: باب فی الفارة والدجاجة واشباهها تقع فی البئر: جلد1صفحه162)

حضرت عطاء رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک حبشی (بیر) زمزم میں گرا تو مر گیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے (اس کنویں کا پانی نکالنے کا) حکم دیا۔ پس اس کا پانی نکالا گیا تو اس کا پانی ختم نہیں ہو رہا تھا۔ پھر دیکھا گیا تو اچانک ایک چشمہ جاری ہے۔ حجر اسود کی جانب سے تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا تمہیں کافی ہے (یعنی اتنا ہی پانی کافی ہے جو تم نکال چکے) اس حدیث کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

10-وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ اَنَّ زَنْجِيًّا وَّقَعَ فِيْ زَمْزَمَ يَعْنِيْ فَمَاتَ فَاَمَرَ بِهِ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَاُخْرِجَ وَاَمَرَ بِهَا اَنْ تُنْزَحَ قَالَ فَغَلَبَتْهُمْ عَيْنٌ جَآءَتْهُمْ مِّنَ الرُّكْنِ فَاَمَرَ بِهَا فَدُسَّتْ بِالْقَبَاطِيِّ وَالْمَطَارِفِ حَتّٰى نَزَحُوْهَا فَلَمَّا نَزَحُوْهَا انْفَجَرَتْ عَلَيْهِمْ۔ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ (سنن دارقطنی: كتاب الطهارة: باب البئر اذا وقع فيها حيوان: جلد1صفحه33)

حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں ایک حبشی (بیر) زمزم میں گرا یعنی گر کر مر گیا تو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کے (نکالنے) کا حکم دیا پس اسے نکالا گیا تو آپ نے کنویں کے بارے میں حکم دیا کہ اس کا پانی نکالا جائے۔ محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ ان پر وہ چشمہ غالب آ گیا جو حجر اسود کی جانب سے آ رہا تھا تو آپ نے اس چشمے کے نکالا۔ پس جب انہوں نے کنویں کا پانی نکالا تو ان پر پانی بکثرت آ گیا۔ اسے دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

11-وَعَنْ مَّيْسَرَةَ اَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ فِيْ بِئْرٍ وَّقَعَتْ فِيْهَا فَارَةٌ فَمَاتَتْ قَالَ يُنْزَحُ

حضرت میسرہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کنویں کے بارے میں فرمایا جس میں چوہا

مَآؤُهَا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ قَالَ النِّيْمَوِيُّ وَفِي الْبَابِ اٰثَارٌ عَنِ التَّابِعِيْنَ

(معانی الآثار: کتاب الطهارة: باب الماء يقع فيه النجاسة: جلد1صفحه19)

گر کر مر جائے کہ اس کا سارا پانی نکالا جائے۔ اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے اور اس کتاب کے مرتب) نیموئیؒ نے فرمایا کہ اس باب میں تابعین سے بھی آثار مروی ہیں۔

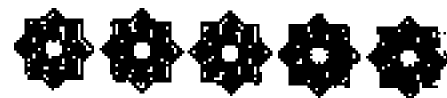
شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوٰی رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کنویں میں جب کوئی چیز گر جائے اور شرع مطہر کچھ ڈول نکالنے کا حکم دے جہاں متون متاخرین میں لفظ دلو وسط واقع ہوا یعنی مثلاً چوہا گر کر مر جائے تو بیس ۲۰ ڈول متوسط نکالے جائیں، اس ڈول کی تعیین میں بھی اقوال مختلف ہیں کہ سات ۷ تک پہنچتے ہیں مگر ظاہر الروایۃ ومختار (۱) امام قاضی خان وصاحب (۲) محیط ومصنف (۳) اختیار ومولف (۴) ہدایہ وغیرہم اکابر علماء یہی ہے کہ ہر کنویں کے لئے اُسی کا ڈول معتبر ہوگا جس سے اس کا پانی بھرا جاتا ہے، ہاں اگر اُس کنویں کا کوئی ڈول معین نہ ہو تو اس ڈول کا اعتبار کریں گے جس میں ایک صاع عدس یا ماش آ جائیں غنیۃ میں ہے:

الدلو الوسط مايسع صاعا من الحب المعتدل۔ (غنیۃ المستملی، فصل فی البئر، سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۵۷)

(درمیانہ ڈول وہ ہے جس میں صاع برابر (دال وغیرہ کے) دانے آ جائیں۔ت) اور صاع (۱) ہمارے امام کے نزدیک آٹھ رطل کا ہوتا ہے ہر رطل بیس ۲۰ اِستار ہر استار ساڑھے چار مثقال ہر مثقال ساڑھے چار ماشے، تو ہر رطل تینتیس ۳۳ تولے نو ماشے، اور صاع دوسو ستر ۲۷۰ تولے کا ہوا۔ (الفتاوی الرضویۃ، ج ۳، ص ۲۵۱)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوٰی رضویہ جلد ۱ تا ۳، اور بہار شریعت جلد ۱ حصہ دوم کا مطالعہ فرمائیں۔



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَبْوَابُ النَّجَاسَاتِ

نجاستوں کا بیان

بَابُ سُؤْرِ الْهِرِّ

بلی کے جھوٹے کے بیان میں

12-عَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَّ كَانَتْ عِنْدَ ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ دَخَلَ عَلَيْهَا قَالَتْ فَسَكَبْتُ لَهُ وَضُوْءًا قَالَتْ فَجَاءَتْ هِرَّةٌ تَشْرَبُ فَأَصْغٰى لَهَا الْإِنَاءَ حَتّٰى شَرِبَتْ قَالَتْ كَبْشَةُ فَرَآنِيْ أَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ أَتَعْجَبِيْنَ يَا بِنْتَ أَخِيْ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ إِنَّمَا هِيَ مِنَ الطَّوَّافِيْنَ عَلَيْكُمْ أَوِ الطَّوَّافَاتِ رواه الخمسة وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ۔

حضرت کبشہ بنت کعب ابن مالک سے روایت ہے آپ ابوقتادہ کے فرزند کی بیوی تھیں۔ابوقتادہ ان کے پاس آئے تو انہوں نے ابوقتادہ کے لیئے وضو کا پانی انڈیلا بلی آکر اس سے پینے لگی آپ نے اس کے لیئے برتن جھکا دیا حتی کہ اس نے پی لیا کبشہ فرماتی ہیں کہ مجھے ابوقتادہ نے اپنی طرف دیکھتے ہوئے ملاحظہ کیا تو بولے بھتیجی کیا تم تعجب کرتی ہو بولیں ہاں تو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلی نجس نہیں وہ تو تم پر پھرنے والے یا پھرنے والیوں میں سے ہے اس حدیث کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا اور امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اسے صحیح قرار دیا۔

(ترمذی: ابواب الطھارۃ: باب ما جاء فی سؤر الھرۃ: جلد 1 صفحہ 27' ابوداؤد: کتاب الطھارات: باب سؤر الھرۃ: جلد 1 صفحہ 10' نسائی: کتاب المیاہ: باب سؤر الھرۃ: جلد 1 صفحہ 63' ابن ماجۃ: ابواب الطھارۃ: باب سؤر الھرۃ: صفحہ 31' مسند احمد جلد 5 صفحہ 303)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

آپ خود بھی صحابیہ ہیں، آپ کے والد کعب ابن مالک بھی صحابی ہیں، جن کی توبہ کا واقعہ مشہور ہے، جن کے بارے میں سورۂ توبہ کی آیات اتری ہیں، عبداللہ ابن ابی قتادہ کی زوجہ ہیں۔

آپ کا نام حارث ابن ربیع ہے، انصاری ہیں، مشہور شاہ سوار ہیں، آپ کے بیٹے کا نام عبداللہ ہے۔

اس حدیث سے بعض علماء نے اس پر دلیل پکڑی کہ بلی کا جوٹھا نہ تو ناپاک ہے نہ مکروہ اس سے بلا کراہت وضو جائز ہے۔ ہمارے امام صاحب کے ہاں اگر بلی چوہا نجاست کھا کر بغیر منہ صاف کئے برتن میں ڈال دے تو پانی بھی نجس اور برتن بھی گندا۔ اور اگر منہ صاف کرکے پانی پی جائے تو وہ پانی مکروہ ہے اور اس سے وضو کرنا مکروہ تنزیہی۔ امام صاحب کا

قول قوی ہے۔اوران علماء کا اس حدیث سے استنباط ضعیف کیونکہ یہ حضرت ابوقتادہ کا اجتہاد ہے حضور نے صرف یہ فرمایا کوئی نجس نہیں یعنی اس کا جسم ناپاک نہیں اس میں یہ کہاں ہے کہ اس کا لعاب اور جوٹھا بھی بالکل پاک ہے۔دیکھو کتے کا سوکھا جسم نجس نہیں مگر اس کا جوٹھا نجس ہے۔طحاوی شریف نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور فرماتے ہیں جب بلی برتن چاٹ جائے تو اسے ایک یا دوبار دھوو، نیز اسی طحاوی میں ہے کہ سیدنا ابن عمر کتے، بلی اور گدھے کے جوٹھے سے وضو نہیں کرتے تھے، بلکہ اس سے منع فرماتے تھے۔اس کے متعلق اور بہت سی روایات طحاوی میں منقول ہیں۔نیز جس کا گوشت ناپاک اور حرام ہو اس کا جوٹھا بھی پاک نہ ہوگا، بلی کا گوشت ناپاک اور حرام ہے لہٰذا اس کا جوٹھا ناپاک ہونا چاہیئے تھا مگر چونکہ یہ گھروں میں آتی جاتی ہے، نیز نجاستوں سے پرہیز نہیں کرتی لہٰذا جوٹھا مکروہ ہے جیسے چھوٹے بچے جو نجاست سے پرہیز نہ کرسکیں اگر وہ پانی میں ہاتھ ڈال دیں تو پانی مکروہ ہوتا ہے۔(مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۴۵۶)

13- وَعَنْ دَاوُدَ بْنِ صَالِحِ بْنِ دِيْنَارٍ التَّمَّارِ عَنْ أُمِّهِ أَنَّ مَوْلَاتَهَا أَرْسَلَتْهَا بِهَرِيْسَةٍ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَوَجَدَتْهَا تُصَلِّيْ فَأَشَارَتْ إِلَيَّ أَنْ ضَعِيْهَا فَجَاءَتْ هِرَّةٌ فَأَكَلَتْ مِنْهَا فَلَمَّا انْصَرَفَتْ أَكَلَتْ مِنْ حَيْثُ أَكَلَتِ الْهِرَّةُ فَقَالَتْ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ إِنَّمَا هِيَ مِنَ الطَّوَّافِيْنَ عَلَيْكُمْ وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ بِفَضْلِهَا۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ۔ (ابوداؤد: کتاب الطهارة: باب سؤر الهرة: جلد 1 صفحہ 27)

حضرت ابوداؤد ابن صالح ابن دینار سے روایت ہے وہ اپنی والدہ سے راوی کہ ان کی مالکہ نے انہیں ہریسہ دے کر حضرت عائشہ کے پاس بھیجا میں نے آپ کو نماز پڑھتے پایا مجھے اشارہ کیا کہ رکھ دو ایک بلی آئی جو اس میں سے کھا گئی جب حضرت عائشہ نماز سے فارغ ہوئیں تو آپ نے وہاں سے ہی کھایا جہاں سے بلی نے کھایا تھا۔فرمانے لگیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلی نجس نہیں وہ تو تم پر گھومنے والوں سے ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ بلی کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرتے تھے اس کو ابوداؤد نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

داؤد ابن صالح مدنی ہیں، جلیل القدر تابعی ہیں، ابوقتادہ انصاری کے آزاد کردہ غلام ہیں، آپ کی والدہ بھی کسی کی آزاد کردہ لونڈی تھیں۔ہریسہ ہرس سے بنا بمعنی سخت کوٹنا عرب کا مشہور حلوہ ہے۔

انگلی سے اشارہ کیا یا سر کی حرکت سے نماز میں بوقت ضرورت اتنا ہلکا سا اشارہ جائز ہے۔

اس میں بھی حضرت عائشہ صدیقہ کا اجتہاد ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلی کے جسم کو پاک فرمایا، لعاب یا جوٹھے کا ذکر نہیں کیا۔

یہ جملہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف نہیں کیونکہ اس سے وضوصرف مکروہ تنزیہی ہے۔ حضور نے بیان جواز کے لیے کیا اور ممکن ہے کہ دوسرا پانی نہ ہونے پر اس سے وضو کیا گیا ہو۔ (مراۃ المناجیح ج۱ ص ۴۵۷)

14-وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُغْسَلُ الْإِنَاءُ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أُولَاهُنَّ أَوْ أُخْرَاهُنَّ بِالتُّرَابِ وَإِذَا وَلَغَتْ فِيهِ الْهِرَّةُ غُسِلَ مَرَّةً. رواه التِّرْمِذِيُّ و صححه. (ترمذی: ابواب الطھارات: باب ماجاء فی سؤر الھرۃ: جلد1صفحہ11)

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا پی جائے تو اسے سات بار دھوؤ۔ ان میں سے پہلی یا ان میں سے آخر مرتبہ مٹی سے مانجا جائے اور جب بلی برتن میں منہ ڈالے تو اسے ایک مرتبہ دھویا جائے اسے امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور صحیح قرار دیا۔

15-وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ طُهُورُ الْإِنَاءِ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْهِرُّ أَنْ يُّغْسَلَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَآخَرُونَ وَقَالَ الدَّارُ قُطْنِيُّ هٰذَا صَحِيحٌ. (طحاوی: کتاب الطھارۃ: باب سؤر الھر: جلد1صفحہ21' سنن دارقطنی: کتاب الطھارۃ: باب سؤر الھرۃ: جلد1صفحہ67)

اور انہیں سے روایت ہے وہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب بلی برتن میں منہ ڈالے تو اس کا پاک کرنا یہ ہے کہ اسے ایک یا دو مرتبہ دھویا جائے اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا اور امام دارقطنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے صحیح قرار دیا۔

شرح: اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

(لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ)

ترجمہ کنزالایمان: "کچھ گناہ نہیں تم پر نہ ان پر آمدورفت رکھتے ہیں تمہارے یہاں ایک دوسرے کے پاس۔" [النور:۵۸] اس آیت مبارکہ میں اللہ عزوجل نے غلاموں کو بغیر اجازت گھروں میں داخلے کی رخصت عطا فرمائی اور کثرت طواف کو اس کی علت قرار دیا یعنی ان کا گھروں میں بار بار آنا جانا ہوتا ہے اور بار بار اجازت لینے میں حرج ہے لہٰذا اس حرج سے بچانے کیلئے فرمایا کہ ان کے گھروں میں بغیر اجازت آنے میں کوئی حرج نہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ کثرتِ طواف سقوطِ حکم (استئذان) کی علت ہے۔ لہٰذا یہ علت قرآن سے معلوم ہوئی پھر اسی علت کی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلی کے جھوٹے کی نجاست کا حکم ساقط کر دیا اور فرمایا: "اَلْهِرَّةُ لَيْسَتْ بِنَجِسَةٍ فَإِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِيْنَ عَلَيْكُمْ وَالطَّوَّافَاتِ" اور اسی پر قیاس کرتے ہوئے فقہاء نے تمام سواکن البیوت (یعنی گھروں میں رہنے والے جانوروں) کے جھوٹے کو بھی پاک قرار دے دیا۔

16-وَعَنْهُ قَالَ اِذَا وَلَغَ الْهِرُّ فِي الْاِنَاۗءِ فَاَهْرِقْهُ وَاغْسِلْهُ مَرَّةً. رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ قَالَ النَّيْمَوِيُّ وَالْمَوْقُوْفُ اَصَحُّ فِي الْبَابِ. (سنن دارقطنی: كتاب الطهارة: باب سؤر الهرة: جلد1 صفحه67)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب بلی برتن میں منہ ڈالے تو اسے بہادو۔ اور اس برتن کو مرتبہ دھولو۔ اسے دار قطنی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔ نیموی فرماتے ہیں اس باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی موقوف حدیث زیادہ صحیح ہے۔

بَابُ سُؤْرِ الْكَلْبِ

کتے کے جھوٹے کے بیان میں

17- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طُهُوْرُ اِنَاۗءِ اَحَدِكُمْ اِذَا وَلَغَ فِيْهِ الْكَلْبُ اَنْ يَّغْسِلَهٗ سَبْعَ مَرَّاتٍ اُوْلَاهُنَّ بِالتُّرَابِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ (مسلم: كتاب الطهارة: باب حكم ولوغ الكلب: جلد1 صفحه137)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کتا تم میں سے کسی ایک برتن میں منہ ڈال کر پی لے تو وہ اسے سات مرتبہ دھو کر پاک کرے اور پہلی مرتبہ مٹی سے مانجے۔ اسے امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

18-وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الْمُغَفَّلِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُهُمْ وَبَالُ الْكِلَابِ ثُمَّ رَخَّصَ فِيْ كَلْبِ الصَّيْدِ وَكَلْبِ الْغَنَمِ وَقَالَ اِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْاِنَاۗءِ فَاغْسِلُوْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَّعَفِّرُوْهُ الثَّامِنَةَ بِالتُّرَابِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم: كتاب الطهارة: باب حكم ولوغ الكلب: جلد1 صفحه137)

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کتوں کو مار دینے کا حکم دیا پھر فرمایا وہ لوگوں کا کیا بگاڑتے ہیں پھر آپ نے شکاری کتے اور بکریوں کی حفاظت کرنے والے کتے کی اجازت دی اور فرمایا جب کتا برتن میں منہ ڈالے تو اسے سات مرتبہ دھولیا کرو اور آٹھویں مرتبہ مٹی سے مانج لیا کرو اسے امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

19-وَعَنْ عَطَاۗءٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْاِنَاۗءِ اَهْرَاقَهٗ وَغَسَلَهٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ. (سنن دار قطنی: كتاب

حضرت عطاء رضی اللہ عنہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب کتا برتن میں منہ ڈالتا تو وہ اسے بہادیتے اور تین مرتبہ دھوتے۔ اسے دار قطنی اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا اور اس کی سند

الطهارة: باب ولوغ الكلب فی الاناء: جلد 1 صفحہ 66) صحیح ہے۔

20-وَعَنْهُ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِی الْاِنَآءِ فَاَهْرِقْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِیُّ۔ وَالطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔ (سنن دارقطنی: کتاب الطهارة: باب ولوغ الکلب فی الاناء: جلد 1 صفحہ 66، شرح معانی الآثار: کتاب الطهارة: باب سؤر الکلب: جلد 1 صفحہ 23)

حضرت عطا رضی اللہ عنہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جب کتا برتن میں منہ ڈالے تو اسے بہادو اور اسے تین مرتبہ دھولو۔ اس حدیث کو امام دارقطنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

21-وَعَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: قَالَ لِیْ عَطَآءٌ يُّغْسَلُ الْاِنَآءُ الَّذِیْ وَلَغَ الْكَلْبُ فِيْهِ قَالَ كُلُّ ذٰلِكَ سَبْعًا وَّخَمْسًا وَّ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِیْ مُصَنَّفِهٖ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

اور ابن جریج روایت فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عطا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب کتا برتن میں منہ ڈالے تو اس برتن کو دھویا جائیگا۔ آپ نے کہا یہ سب سات پانچ اور تین مرتبہ دھویا جائیگا۔ اسے عبد الرزاق نے اپنے مصنف میں نقل کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مصنف عبد الرزاق: ابواب المیاہ: باب الکلب یلغ فی الاناء: جلد 1 صفحہ 96)

بَابُ نَجَاسَةِ الْمَنِیِّ

منی کے ناپاک ہونے کے بیان میں

22-عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ سَاَلْتُ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا عَنِ الْمَنِیِّ يُصِيْبُ الثَّوْبَ فَقَالَتْ كُنْتُ اَغْسِلُهٗ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَخْرُجُ اِلَى الصَّلٰوةِ وَاَثَرُ الْغَسْلِ فِیْ ثَوْبِهٖ بُقَعُ الْمَآءِ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت سلیمان ابن یسار سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے منی کے بارے میں پوچھا جو کپڑے کو لگ جائے فرمانے لگیں کہ میں اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے دھوتی تھی پس آپ نماز کو تشریف لے جاتے تھے حالانکہ دھونے کا اثر آپ کے کپڑے میں ہوتا اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے۔

(بخاری: کتاب الغسل: باب غسل المنی وفرکه: جلد 1 صفحہ 36، مسلم: بمعناہ کتاب الطهارة: باب حکم المنی: جلد 1 صفحہ 140)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

آپ ام المؤمنین حضرت میمونہ کے آزاد کردہ غلام ہیں، فقیہ، تابعی ہیں، عطاء بن یسار کے بھائی ہیں، ۷۳ سال کی عمر

پائی ۱۰ھ میں وفات پائی۔

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ منی نجس ہے، رینٹ یا تھوک کی طرح پاک نہیں، جیسا کہ شوافع کا خیال ہے ورنہ دھونے کی ضرورت نہ پڑتی۔ دوسرے یہ کہ اپنی بیوی سے منی کا کپڑا دھلوانا جائز ہے کیونکہ یہ بھی ایک قسم کی خدمت ہے۔ تیسرے یہ کہ نجس کپڑا دھونے کے بعد ہی پاک ہوجاتا ہے۔ چوتھے یہ کہ گیلے کپڑے میں نماز جائز ہے۔

(مراۃ المناجیح ج ا ص ۲۶۶)

23۔ وَعَنْ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ اَدْنَيْتُ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَسْلَهُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْاِنَاءِ ثُمَّ اَفْرَغَ بِهٖ عَلٰى فَرْجِهٖ وَغَسَلَهُ بِشِمَالِهٖ ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ الْاَرْضَ فَدَلَكَهَا دَلْكًا شَدِيْدًا ثُمَّ تَوَضَّاَ وُضُوْءَهُ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ اَفْرَغَ عَلٰى رَاْسِهٖ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ مِلْءَ كَفِّهٖ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهٖ ثُمَّ تَنَحّٰى عَنْ مَّقَامِهٖ ذٰلِكَ فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ۔ اَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما روایت فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غسل جنابت کے لئے پانی قریب کیا۔ پس آپ نے دو یا تین مرتبہ اپنے دونوں ہاتھوں کو دھویا۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا اپنی شرمگاہ پر پانی ڈالا اور اسے بائیں ہاتھ سے دھویا پھر آپ نے اپنا ہاتھ زمین پر رکھ کر رگڑ کر خوب صاف کیا۔ پھر آپ نے نماز کے وضو کی طرح وضو کیا پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پانی لے کر اپنے سر پر تین چلو پانی ڈالا۔ پھر آپ نے باقی بدن کو دھویا پھر آپ اس جگہ سے ہٹ گئے اور دونوں پاؤں کو دھویا اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے۔

(بخاری فی الغسل: باب تفریق الغسل والوضوء: جلد 1 صفحہ 40، مسلم: کتاب الحیض: باب صفة غسل الجنابة: جلد 1 صفحہ 147)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

آپ کا نام میمونہ بنت حارث ہلالیہ عامریہ ہے، پہلے آپ کا نام برہ تھا، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے نام تبدیل فرمایا، زمانہ جاہلیت میں مسعود ابن عمرو ثقفی کے نکاح میں تھیں، اس کے بعد ابورہم کے نکاح میں آئیں، ان کے فوت ہوجانے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذیقعدہ ۷ھ میں عمرۂ قضاء کے موقع پر مکہ معظمہ سے دس میل دور مقام سرف میں آپ سے نکاح کیا، اللہ کی شان کہ ۶۱ھ میں نکاح کی جگہ ہی آپ کی وفات ہوئی، آپ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری بیوی ہیں، جن کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے نکاح نہیں کیا۔ ام الفضل یعنی عبداللہ ابن عباس کی والدہ اور اسماء بنت عمیس کی آپ ہمشیرہ ہیں، یعنی عبداللہ ابن عباس کی خالہ۔

اگر چہ آپ تہبند باندھ کر غسل فرماتے تھے لیکن پھر بھی آپ چادرتان کر سامنے کھڑی ہوگئیں زیادتی ستر کے لیے۔لہٰذا چاہیئے یہ کہ تہبند باندھ کر غسل میں نہائے، بعض نے کہا کہ اس کے معنی ہیں پانی کو ڈھک دیا، مگر یہ درست نہیں۔(مرقاۃ)

غسل کی ترتیب یہ ہوئی کہ پہلے ہاتھ دھوئے جائیں، پھر استنجاء، پھر وضو کیا جائے، پھر جسم پر بہایا جائے۔چونکہ کچی زمین پر غسل فرمایا تھا اس لیے وضوء کے ساتھ پاؤں نہ دھوئے بلکہ بعد میں دھوئے اگر پختہ زمین پر غسل ہو تو پاؤں پہلے دھو لیے جائیں۔خیال رہے کہ یہاں مسح سر کا ذکر نہیں یا تو حضور نے مسح کیا ہی نہیں کیونکہ سر کے دھلنے میں مسح بھی ہو جاتا ہے، یا مسح کیا تھا مگر ذکر نہیں لہٰذا یہ حدیث پہلی حدیث کے خلاف نہیں جس میں مسح کا ذکر ہے۔

یا اس لئے کہ کپڑا صاف نہ تھا یا آپ جلدی میں تھے، یا وقت گرمی کا تھا، جسم کی تری اچھی معلوم ہوتی تھی، یا اس لئے کہ غسل و وضو کا پانی نہ پونچھنا افضل۔بہر حال اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ پونچھنا ممنوع ہے کیونکہ پچھلی روایتوں میں پونچھنے کا ثبوت بھی ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ وضو اور غسل کے بعد جسم پر جو تری رہ جاتی ہے وہ ماء مستعمل نہیں۔

(مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۳۱۳)

24-وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ تُصِيْبُهُ الْجَنَابَةُ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ وہ رات کو جنبی ہوجاتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا استنجاء کر کے وضو کر لیا کرو پھر سو جایا کرو۔اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

(بخاری: کتاب الغسل: باب الجنب یتوضأ ثم ینام: صفحہ 43، مسلم: کتاب الحیض: باب غسل الوجہ والیدین۔۔۔الخ: جلد1 صفحہ144)

25-عَنْ اَبِي السَّائِبِ مَوْلٰى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْتَسِلُ اَحَدُكُمْ فِي الْمَاۤءِ الدَّائِمِ وَهُوَ جُنُبٌ فَقَالَ كَيْفَ يَفْعَلُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ يَتَنَاوَلُهٗ تَنَاوُلًا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(کتاب الطہارۃ: باب النہی عن الاغتسال فی الماء)

حضرت ابو سائب رضی اللہ عنہ، مولیٰ ہشام بن زہرہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص جنابت کی حالت میں جمع شدہ پانی میں غسل نہ کرے کسی شخص نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا وہ کیسے غسل کرے تو آپ نے فرمایا وہ کسی چیز سے

الراکد: جلد1صفحہ138) پانی لے کر باہر غسل کرے اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:
یعنی چھوٹے حوض یا گڑھے میں جو پانی بھرا ہو جنبی اس میں گھس کر نہ نہائے بلکہ چلوؤں، لپوں، یا برتن سے لے کر الگ نہائے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ تھوڑا پانی جنبی کے گھس جانے سے ماء مستعمل بن جاتا ہے لہٰذا جنبی یا بے وضو اگر کنوئیں میں گھسا تو پانی مستعمل ہو گیا۔ دوسرے یہ کہ ناپاک آدمی بوقت ضرورت ناند یا چھوٹے حوض میں سے چلو یا لپ بھر سکتا ہے اس سے پانی مستعمل نہ ہوگا۔ (مراۃ المناجیح ج ا ص ۴۴۹)

26-وَعَنْ مُّعَاوِيَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهُ سَاَلَ اُخْتَهُ اُمَّ حَبِيْبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِي الثَّوْبِ الَّذِيْ يُجَامِعُهَا فِيْهِ فَقَالَتْ نَعَمْ اِذَا لَمْ يَرَ فِيْهِ اَذًى. رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ. (ابوداؤد: کتاب الطهارة: باب الصلوة فی الثوب الذی یصیب اهله: جلد1صفحہ53)

حضرت معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ بے شک انہوں نے اپنی بہن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن کپڑوں کو پہن کر جماع کرتے کیا ان کپڑوں کے ساتھ نماز پڑھ لیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا ہاں جب کہ ان میں کوئی نجاست لگی ہوئی نہ دیکھتے۔ اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: نماز کی اہم شرط

طہارت: یعنی مصلّی کے بدن کا حدث اکبر واصغر اور نجاست حقیقیہ قدر مانع سے پاک ہونا، نیز اس کے کپڑے اور اس جگہ کا جس پر نماز پڑھے، نجاست حقیقیہ قدر مانع سے پاک ہونا۔ (شرح الوقایۃ، کتاب الصلوۃ، باب شروط الصلوۃ، ج ا، ص ۱۵۶)
حدث اکبر یعنی موجبات غسل اور حدث اصغر یعنی نواقض وضو اور ان سے پاک ہونے کا طریقہ، غسل و وضو کے بیان میں گزرا اور نجاست حقیقیہ سے پاک کرنے کا بیان باب الانجاس میں مذکور ہوا، یہ باتیں وہاں سے معلوم کی جائیں۔ شرط نماز اس قدر نجاست سے پاک ہونا ہے کہ بغیر پاک کیے نماز ہوگی ہی نہیں، مثلاً نجاست غلیظہ درہم سے زائد اور خفیفہ کپڑے یا بدن کے اس حصہ کی چوتھائی سے زیادہ جس میں لگی ہو، اس کا نام قدر مانع ہے اور اگر اس سے کم ہے تو اس کا زائل کرنا سنت ہے یہ امور بھی باب الانجاس میں ذکر کیے گئے۔ ("بہار شریعت"، ج ا، حصہ ۳، ص ۴۷۶)

27-وَعَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ اَنَّهُ حضرت یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب رضی اللہ عنہ

اِعْتَمَرَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِیْ رَکْبٍ فِیْهِمْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَرَّسَ بِبَعْضِ الطَّرِیْقِ قَرِیْبًا مِّنْ بَعْضِ الْمِیَاهِ فَاحْتَلَمَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَقَدْ کَادَ اَنْ یُّصْبِحَ فَلَمْ یَجِدْ مَعَ الرَّکْبِ مَاءً فَرَکِبَ حَتّٰی جَآءَ الْمَاءَ فَجَعَلَ یَغْسِلُ مَا رَاٰی مِنْ ذٰلِكَ الْاِحْتِلَامِ حَتّٰی اَسْفَرَ فَقَالَ لَہٗ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ اَصْبَحْتَ وَمَعَنَا ثِیَابٌ فَدَعْ ثَوْبَكَ یُغْسَلُ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَاعَجَبًا لَكَ یَا عَمْرُو بْنَ الْعَاصِ لَئِنْ کُنْتَ تَجِدُ ثِیَابًا اَفَکُلُّ النَّاسِ یَجِدُ ثِیَابًا وَّاللّٰہِ لَوْ فَعَلْتُهَا لَکَانَتْ سُنَّةً بَلْ اَغْسِلُ مَا رَاَیْتُ وَاَنْضِحُ مَا لَمْ اَرَ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔ (مؤطا امام مالک: کتاب الطهارة: باب اعادة الجنب الصلوٰة: صفحہ 36)

روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایسے گھڑ سواروں یا اونٹ سواروں میں عمرہ کیا جن میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پانی کے قریب کسی راستے میں رات کے آخری حصے میں آرام کے لئے اترے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو احتلام ہو گیا۔ قریب تھا کہ صبح ہو جاتی' انہوں نے سواروں کے پاس پانی نہ پایا تو آپ سوار ہو گئے حتیٰ کہ جب آپ پانی کے پاس آئے تو آپ نے احتلام سے جو کچھ دیکھا اس کو دھونا شروع کر دیا حتیٰ کہ صبح خوب روشن ہو گئی تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ آپ نے صبح کر دی حالانکہ ہمارے پاس کپڑے موجود ہیں۔ آپ اپنے اس کپڑے کو چھوڑ دیں اسے دھولیا جائیگا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عمرو بن عاص تجھ پر تعجب ہے۔ اگر تو کپڑے پاتا ہے تو کیا تمام لوگوں کے پاس کپڑے موجود ہیں۔ خدا کی قسم اگر میں ایسا کرتا تو یہ فعل سنت بن جاتا ہے بلکہ جو مجھے نظر آرہا ہے میں اسے دھوؤں گا اور جو نظر نہیں آرہا اس پر پانی چھڑکوں گا۔ اس حدیث کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

28-وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ فِی الْمَنِیِّ اِذَآ اَصَابَ الثَّوْبَ اِذَا رَاَیْتَہٗ فَاغْسِلْہُ وَاِنْ لَّمْ تَرَہٗ فَانْضَحْہُ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ اِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔ (طحاوی: کتاب الطهارة: باب حکم

ام المومنین سیّدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب منی کپڑے کو لگ جائے تو آپ اس کے بارے میں فرماتی تھیں کہ جب تو اسے دیکھے تو اسے دھولو اور اگر تجھے دکھائی نہ دے تو اس پر پانی چھڑکو اس حدیث کو امام

المنی: جلد 1 صفحہ 43)

طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

29-وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ فِی الْمَنِیِّ یُصِیْبُ الثَّوْبَ اِنْ رَاَیْتَهٗ فَاغْسِلْهُ وَاِلاَّ فَاغْسِلِ الثَّوْبَ كُلَّهٗ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔ (طحاوی: کتاب الطہارۃ: باب حکم المنی: جلد 1 صفحہ 43)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جب منی کپڑے کو لگ جائے تو آپ اس کے بارے میں فرماتے اگر تجھے دکھائی دے تو اسے دھو دے ورنہ سارا کپڑا دھلوا سے امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: منی مطلق ناپاک ہی ہے سوا اُن پاک نطفوں کے جن سے تخلیق حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام ہوئی اور خواہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے نطفے کہ اُن کا پیشاب بھی پاک ہے یونہی تمام فضلات واللہ تعالیٰ اعلم۔

(الفتاوی الرضویۃ، ج ۴، ص ۱۷۵)

30-وَعَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَیْرٍ قَالَ سُئِلَ جَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَنَا عِنْدَهٗ عَنِ الرَّجُلِ یُصَلِّیْ فِی الثَّوْبِ الَّذِیْ یُجَامِعُ فِیْهِ اَهْلَهٗ قَالَ صَلِّ فِیْهِ اِلاَّ اَنْ تَرٰی فِیْهِ شَیْئًا فَتَغْسِلُهٗ وَلاَ تَنْضَحُهٗ فَاِنَّ النَّضْحَ لَا یَزِیْدُهٗ اِلاَّ شَرًّا۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔ (طحاوی: کتاب الطهارة: باب حکم المنی: جلد 1 صفحہ 44)

حضرت عبدالملک بن عمیر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا آپ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو اس لباس میں نماز پڑھتا ہے جسے پہن کر اس نے اپنی بیوی سے جماع کیا تو آپ نے فرمایا تو اس میں نماز پڑھ۔ الا یہ کہ تو اس میں کچھ چیز (منی وغیرہ) دیکھے تو اس کو دھولو لیکن اس پر چھینٹے نہ مارنا کیونکہ اس سے خرابی بڑھتی ۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

31-وَعَنْ عَبْدِ الْكَرِیْمِ بْنِ رَشِیْدٍ قَالَ سُئِلَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ قَطِیْفَةٍ اَصَابَتْهَا جَنَابَةٌ لَا یَدْرِیْ اَیْنَ مَوْضِعُهَا قَالَ اغْسِلْهَا۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔

(طحاوی: کتاب الطهارة: باب حکم المنی: جلد 1 صفحہ 44)

حضرت عبدالکریم بن رشید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس چادر کے بارے میں سوال کیا گیا جس کو منی لگ جائے اور وہ نہ جانتا ہو کہ کس جگہ لگی ہے تو آپ نے فرمایا اسے دھولو۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

بَابُ مَا يُعَارِضُهُ

32۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَنِيِّ يُصِيبُ الثَّوْبَ قَالَ إِنَّمَا هُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُخَاطِ وَالْبُزَاقِ وَإِنَّمَا يَكْفِيكَ أَنْ تَمْسَحَهُ بِخِرْقَةٍ أَوْ بِإِذْخِرَةٍ. رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ وَّرَفْعُهُ وَهْمٌ. (سنن دارقطني: كتاب الطهارة: باب ما ورد في طهارة المني... الخ: جلد 1 صفحه 124)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس منی کے بارے میں سوال کیا گیا جو کپڑے کو لگ جائے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تو رینٹھ اور تھوک کی طرح ہے اور تجھے اتنا ہی کافی ہے کہ تو اسے کپڑے یا ازخر گھاس سے صاف کردے۔ اس حدیث کو امام دار قطنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند ضعیف ہے اور اس کو مرفوع قرار دینا وہم ہے۔

شرح: مَنی والے کپڑے پاک کرنے کے 6 اَحکام

(1) مَنی کپڑے میں لگ کر خشک ہوگئی تو فقط مَل کر جھاڑنے اور صاف کرنے سے کپڑا پاک ہو جائے گا اگرچہ بعد مَلنے کے کچھ اس کا اثر کپڑے میں باقی رہ جائے۔ (اَیضاً ص ۱۲۲)

(2) اِس مسئلے میں عورت و مرد اور انسان و حیوان وتندرست و مریضِ جریان سب کی مَنی کا ایک حکم ہے۔ (اَیضاً)

(3) بدن میں اگر مَنی لگ جائے تو بھی اسی طرح پاک ہو جائے گا۔ (اَیضاً)

(4) پیشاب کر کے طہارت نہ کی پانی سے نہ ڈھیلے سے اور مَنی اس جگہ پر گزری جہاں پیشاب لگا ہوا ہے، تو یہ مَلنے سے پاک نہ ہوگی بلکہ دھونا ضروری ہے اور اگر طہارت کر چکا تھا یا مَنی جست کر کے (یعنی اُچھل کر) نکلی کہ اس مَوضعِ نَجاست (یعنی ناپاک جگہ) پر نہ گزری تو مَلنے سے پاک ہو جائے گی۔ (اَیضاً ص ۱۲۳)

(5) جس کپڑے کو مَل کر پاک کر لیا (اب) اگر وہ پانی سے بھیگ جائے تو ناپاک نہ ہوگا۔ (اَیضاً)

(6) اگر مَنی کپڑے میں لگی ہے اور اب تک تَر ہے (بغیر سکھائے پاک کرنا چاہیں) تو دھونے سے پاک ہوگا (سوکھنے سے قبل) مَلنا کافی نہیں۔ (اَیضاً)

33۔وَعَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ تَحُتُّ الْمَنِيَّ مِنْ ثِيَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَإِسْنَادُهُ مُنْقَطِعٌ. (صحيح ابن خزيمة: جماع ابواب تطهير الثياب:

حضرت محارب بن دثار رضی اللہ عنہ، ام المومنین ام المومنین سیّدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں ام المومنین سیّدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کپڑوں سے منی کو اس حال میں کھرچتی تھیں جب آپ (گھر میں) نماز پڑھ

جلد 1صفحہ 147: رقم الحدیث: 290، معرفة السنن والآثار: کتاب الصلوٰة: باب المنی: جلد 3صفحہ 383: رقم الحدیث: 4012، تلخیص الحبیر: کتاب الطہارة: باب النجاسات: جلد 1صفحہ 32)

رہے ہوتے اس حدیث کو امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور ابن خزیمہ نے اور اس کی سند منقطع ہے۔

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوی رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اقول: تحقیق اور نظر دقیق یہ ہے کہ یہ بھی ان پر یعنی ملک العلماء اور شارحین پر لازم نہ آئیگا اور لازم نہ آنے کے ساتھ ان کے مقصود کیلئے مضر بھی نہیں۔ کپڑے وغیرہ میں جیسے ایک حد تک قلیل نجاست معاف ہوتی ہے کچھ خفیف وقلیل سی نجاست پانی میں بھی تو عفو ہوتی ہے سوئی کے ناکوں کی طرح پیشاب کے چھینٹے پڑ جائیں، کنویں میں مینگنی پڑ جائے ایک دو یا کچھ اور، جہاں تک کہ دیکھنے والا اسے قلیل ہی سمجھے توان سب کے معاف ہونے سے متعلق علماء کی صراحت موجود ہے۔ قلیل گوبر اور لید کا بھی یہی حکم ہے۔ تو خشک زمین پر جو خفیف سی نجاست رہ گئی ہے اس کا بھی یہی حکم ہونا چاہئے کیونکہ جب زمین خشک ہوگئی اور نجاست کا اثر جاتا رہا یہاں تک کہ نہ رنگ باقی رہا نہ بُو، تو اس کے بعد جو کچھ رہ جاتا ہے وہ بس سُوئی کے ناکوں کی طرح یا اس سے بھی کم تر ہوتا ہے (تو یہ کوئی عجیب بات نہیں کہ ایسی خشک زمین پانی پڑنے کے بعد بھی پاک ہی رہے) یہاں پر متون وغیرہا میں جو طاہر کا لفظ آیا ہے اس کا معنی یہ ہے کہ استعمال جائز ہے (یہ معنی نہیں کہ کہ وہ کامل طور پر ایسا پاک وطاہر ہے کہ ذرا بھی نجاست کا وجود نہیں) علماء نے صراحت فرمائی ہے کہ کپڑے پر خشک منی ہو تو رگڑ دینے سے پاک ہوجائیگی۔ اور یہ قطعی طور پر معلوم ہے کہ رگڑ سے منی بالکل ختم نہیں ہوجاتی بلکہ اس کے کچھ اجزاء باقی رہ جاتے ہیں۔ عین کے باقی رہتے ہوئے اجزائے نجس کی طہارت کا حکم دینا ممکن ہی نہیں پھر پاک ہونے کا کیا مطلب ہوا؟ یہی کہ اب استعمال جائز ہے اور جو کچھ رہ گیا ہے وہ معاف ہے۔ اور یہ پانی کے حق میں بھی معاف ہی ہے۔ اس لئے کہ مختار یہی ہے۔ جیسا کہ خلاصہ میں ہے کہ پانی لگنے سے وہ پھر نجس نہ ہوگا۔ (فتاوی خلاصہ جنس آخر من فصل السادس فی غسل الثوب نولکشور لکھنؤ ا/۴۲)

(الفتاوی الرضویۃ، ج ۴، ص ۳۵۷)

34- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ قَالَ فِي الْمَنِيِّ يُصِيبُ الثَّوْبَ قَالَ اَمِطْهُ عَنْكَ بِعُوْدٍ اَوْ اِذْخِرَةٍ فَاِنَّمَا هُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُخَاطِ اَوِ الْبُصَاقِ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَصَحَّحَهُ. قَالَ النِّيْمَوِيُّ هٰذَا اَقْوَى الْاٰثَارِ لِمَنْ ذَهَبَ اِلٰى طَهَارَةِ الْمَنِيِّ وَلٰكِنَّهُ لَا يُسَاوِي الْاَخْبَارَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں انہوں نے کپڑے کو لگ جانے والی منی کے بارے میں فرمایا کہ تم اسے لکڑی یا گھاس کے ذریعے دور کر دیا کرو وہ تو رینٹھ یا تھوک کی طرح ہے۔ اس حدیث کو امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا کتاب المعرفت میں اور صحیح قرار دیا۔ اس کتاب کے مرتب محمد بن علی

الصَّحِيْحَةَ الَّتِيْ اُسْتُدِلَّ بِهَا عَلَى النَّجَاسَةِ وَمَعَ ذٰلِكَ يَحْتَمِلُ اَنْ يَكُوْنَ التَّشْبِيْهُ فِي الْاِزَالَةِ وَالتَّطْهِيْرِ لَافِي الطَّهَارَةِ۔ (معرفة السنن والاثار للبيهقي: كتاب الصلوة: باب المني: جلد 3 صفحه 383: رقم الحديث: 5012، وايضاً سنن الكبرى: كتاب الصلوة: باب المني يصيب الثوب: جلد 2 صفحه 418)

نیموی فرماتے ہیں۔ یہ ان لوگوں کے قوی دلائل ہیں جو منی کے پاک ہونے کی طرف گئے ہیں لیکن یہ ان صحیح احادیث کے برابر نہیں ہوسکتے جن سے منی کے پلید ہونے پر استدلال کیا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی احتمال ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا منی کو رینٹھ یا تھوک کے ساتھ تشبیہ دینا۔ محض اسے دور کرنے اور پاک کرنے میں ہو نہ کہ منی کے پاک ہونے میں۔

بَابٌ فِيْ فَرْكِ الْمَنِيِّ

35۔عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ اَنَّ رَجُلًا نَّزَلَ بِعَآئِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَاَصْبَحَ يَغْسِلُ ثَوْبَهٗ فَقَالَتْ عَآئِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اِنَّمَا كَانَ يُجْزِيْكَ اِنْ رَّاَيْتَهٗ اَنْ تَغْسِلَ مَكَانَهٗ فَاِنْ لَّمْ تَرَهٗ نَضَحْتَ حَوْلَهٗ لَقَدْ رَاَيْتُنِيْ اَفْرُكُهٗ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرْكًا فَيُصَلِّيْ فِيْهِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ لَقَدْ رَاَيْتُنِيْ وَاِنِّيْ لَاَحُكُّهٗ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَابِسًا بِظُفُرِيْ۔ (مسلم: كتاب الطهارة: باب حكم المني: جلد 1 صفحه 140)

منی کو کھرچنے کے بیان میں

حضرت علقمہ اور اسود رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک شخص امّ المومنین سیّدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں مہمان آیا۔ وہ صبح کو کپڑے دھو رہا تھا امّ المومنین سیّدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اگر تو نے کپڑے پر کوئی داغ دیکھا تھا تو صرف اس جگہ کو دھو لیتے اور اگر نہیں دیکھا تھا تو کپڑے کے چاروں طرف پانی چھڑک لیتے کیونکہ اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کپڑوں پر منی ہوتی تو بے شک میں اسے (خشک ہونے کی صورت میں) کھرچ دیا کرتی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کپڑوں میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں خشک منی کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کپڑے سے اپنے ناخن کے ساتھ کھرچ رہی ہوں۔

شرح: مفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

آپ کا نام اسود ابن ہلال محاربی نخعی ہے، علقمہ ابن قیس کے بھتیجے ہیں، ابراہیم نخعی کے ماموں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا، دیدار نہ کرسکے، خلفائے راشدین کے ساتھیوں میں سے ہیں، ۸۰ حج وعمرے کئے، تاوفات ہمیشہ روزہ دار رہے

اور دو شب میں ایک ختم قرآن کرتے تھے، ۸۴ھ میں وصال ہوا۔ (مرقاۃ واشعہ)

اس حدیث سے امام شافعی فرماتے ہیں کہ منی پاک ہے کیونکہ یہ انسان کا مادہ پیدائش ہے، کیسے ہوسکتا ہے کہ ایسی پاک چیز ناپاک سے پیدا ہو، ہمارے امام صاحب کے نزدیک منی نجس ہے، ورنہ اس کے نکلنے سے غسل واجب نہ ہوتا، ہاں آسانی کے لئے خشک منی کامل کر جھاڑ دینا کافی ہے، جیسے کہ کھلیان کا گندم جس پر بیل پیشاب پاخانہ کرتے ہیں تقسیم سے پاک ہوجاتا ہے، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ گوبر اور پیشاب پاک ہو۔ یہ بھی ضعیف ہے کہ پاک انسان ناپاک منی سے کیسے بنا، ماں کا دودھ جو انسان کی پہلی غذا ہے حیض کے خون سے بنتا ہے، بلکہ خود منی خون سے بنی ہے تو کیا خون کو بھی پاک کہو گے۔ یہ تو خدا کی شان ہے کہ ناپاک کو پاک سے اور پاک کو ناپاک سے بناتا ہے۔ چنانچہ دارقطنی نے حضرت عمار ابن یاسر سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا اے عمار پانچ چیزوں سے کپڑا دھوؤ: پیشاب، پاخانہ، قے، خون، اور منی۔ وہ جو حدیث ابن عباس مشہور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منی تھوک و رینٹ کی طرح ہے جس کا کپڑا یا گھاس سے پونچھ دینا کافی ہے۔ اولاً تو وہ حدیث صحیح نہیں اگر صحیح مان لی جائے تو ان احادیث سے مرجوح یا منسوخ ہے کیونکہ اگر اباحت و حرمت میں تعارض ہو تو حرمت کو ترجیح ہوتی ہے۔ (فتح القدیر و مرقاۃ واشعہ) (مراۃ المناجیح ج ۵ ص ۲۹۸)

36-وَعَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اَفْرُكُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ يَابِسًا وَّاَغْسِلُهٗ اِذَا كَانَ رَطْبًا. رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَاَبُوْ عَوَانَةَ فِيْ صَحِيْحِهٖ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

آپ ہی روایت فرماتی ہیں جب منی خشک ہوتی تو میں اسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کپڑوں سے کھرچ دیتی اور جب وہ تر ہوتی تو میں اس کو دھوتی تھی۔ اس حدیث کو امام دارقطنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابوعوانہ نے روایت کیا اپنی صحیح میں اور اس کی سند صحیح ہے۔

(دارقطنی: کتاب الطھارۃ: باب ماورد فی طھارۃ المنی... الخ: جلد 1 صفحہ 125' طحاوی: کتاب الطھارۃ: باب حکم المنی: جلد 1 صفحہ 41' ابوعوانۃ: بیان تطھیر الثوب: جلد 1 صفحہ 204)

37-وَعَنْ هُمَامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ كَانَ ضَيْفٌ عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَاُجْنِبَ فَجَعَلَ يَغْسِلُ مَآ اَصَابَهٗ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُنَا بِحَتِّهٖ. رَوَاهُ ابْنُ الْجَارُوْدِ فِي الْمُنْتَقٰى وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ. (منتقی ابن جارود: باب التنزہ فی

حضرت ہمام بن حارث رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک شخص مہمان تھا اسے احتلام ہوگیا تو اس نے اس منی کو دھونا شروع کردیا جو اسے لگی تھی تو ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں اس کو رگڑ کر دور کرنے کا حکم دیتے

الابدان والثیاب... الخ: صفحه 55)

تھے۔ اس حدیث کو ابن جارود نے منتقی میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمَذِيِّ

مذی کے احکام کے بیان میں

38۔عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ رَجُلاً مَذَّاءً فَكُنْتُ اَسْتَحْيِيْ اَنْ اَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَكَانِ ابْنَتِهٖ فَاَمَرْتُ الْمِقْدَادَ بْنَ الْاَسْوَدِ فَسَأَلَهٗ فَقَالَ يَغْسِلُ ذَكَرَهٗ وَيَتَوَضَّأُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت علی سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں بہت مذی والا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتے ہوئے بھی شرماتا تھا آپ کی صاحبزادی کی وجہ سے تو میں نے مقداد سے کہا انہوں نے حضور سے پوچھا تو فرمایا کہ شرمگاہ دھولیں اور وضو کرلیں اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

(بخاری: کتاب الغسل: باب غسل المذی والوضوء منه: جلد1 صفحه 41' ومسلم: کتاب الحیض: باب المذی: جلد1 صفحه143)

39۔وَعَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ اَلْقٰى مِنَ الْمَذْيِ شِدَّةً وَّ كُنْتُ اُكْثِرُ مِنَ الْاِغْتِسَالِ فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّمَا يُجْزِيْكَ مِنْ ذٰلِكَ الْوُضُوْءُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَكَيْفَ بِمَا يُصِيْبُ ثَوْبِيْ مِنْهُ قَالَ يَكْفِيْكَ بِاَنْ تَأْخُذَ كَفًّا مِّنْ مَّآءٍ فَتَنْضَحَ بِهَا مِنْ ثَوْبِكَ حَيْثُ تَرٰى اَنَّهٗ اَصَابَهٗ. رَوَاهُ الْاَرْبَعَةُ اِلَّا النِّسَائِيَّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں میری کثرت کے ساتھ مذی نکلتی تھی اور میں اس سے اکثر غسل کرتا تھا۔ پس میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا اس کے لئے تجھے وضو کافی ہے۔ آپ فرماتے ہیں میں نے عرض کی اس مذی کا کیا کروں جو میرے کپڑے کو لگ جائے؟ تو فرمایا تمہارے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ کپڑے کی جس جگہ تم اسے لگا ہوا دیکھو اس پر ایک چلو پانی چھڑک دو۔ اس کو اصحاب اربعہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(ابوداؤد: کتاب الطهارة: باب فی المذی: جلد1 صفحه 28' ترمذی: ابواب الطهارة: باب فی المذی یصیب الثوب: جلد1 صفحه 31' ابن ماجة: ابواب الطهارة: باب فی الوضوء من المذی: صفحه 39)

40۔وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ هُوَ الْمَنِيُّ وَالْمَذِيُّ وَالْوَدِيُّ فَاَمَّا الْمَذِيُّ وَالْوَدِيُّ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں وہ منی۔ مذی اور ودی ہے۔ بہرحال مذی اور ودی

فَإِنَّهُ يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأُ وَاَمَّا الْمَنِيُّ فَفِيْهِ الْغُسْلُ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

میں تو وہ اپنے عضو مخصوص کو دھوئے گا اور وضو کریگا اور منی میں غسل کرنا واجب ہے۔ اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(طحاوی: کتاب الطہارۃ: باب الرجل یخرج من ذکرہ المذی: جلد 1 صفحہ 40)

بَابُ مَاجَآءَ فِي الْبَوْلِ

پیشاب سے متعلق احکام کے بیان میں

41۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيْرٍ اَمَّآ اَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ ثُمَّ اَخَذَ جَرِيْدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا نِصْفَيْنِ فَغَرَزَ فِيْ كُلِّ قَبْرٍ وَّاحِدَةً قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا قَالَ لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ. (بخاری: کتاب الوضوء: جلد 1 صفحہ 35؛ مسلم: کتاب الطہارۃ: باب الدلیل علی نجاسۃ البول: جلد 1 صفحہ 141)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر گزرے تو فرمایا کہ یہ دونوں عذاب دیئے جارہے ہیں اور کسی بڑی چیز میں عذاب نہیں دیئے جارہے ان میں سے ایک تو پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور مسلم کی روایت میں ہے کہ پیشاب سے پرہیز نہ کرتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا پھرتا تھا پھر آپ نے ایک ہری تر شاخ لی اور اسے چیر کر دو ۲ حصے فرمائے پھر ہر قبر میں ایک گاڑ دی لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے یہ کیوں کیا، تو فرمایا کہ شاید جب تک یہ نہ سوکھیں تب تک ان کا عذاب ہلکا ہو اس حدیث پاک کو شیخین نے روایت کیا۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یہ حدیث بڑے معرکے کی ہے اس سے بے شمار مسائل مستنبط ہوسکتے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں: (۱) حضور کی نگاہ کے لئے کوئی شے آڑ نہیں، کھلی چھپی ہر چیز آپ پر ظاہر ہے کہ عذاب قبر کے اندر ہے حضور قبر کے اوپر تشریف رکھتے ہیں اور عذاب دیکھ رہے ہیں۔ (۲) حضور خلقت کے ہر کھلے چھپے کام کو دیکھ رہے ہیں کہ کون کیا کررہا ہے اور یہ کیا کرتا تھا، فرمادیا کہ ایک چغلی کرتا تھا اور ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔ (۳) گناہ صغیرہ پر حشر و قبر میں عذاب ہوسکتا ہے۔ دیکھو چغلی وغیرہ گناہ صغیرہ ہیں مگر عذاب ہورہا ہے۔ (۴) حضور ہر گناہ کا علاج بھی جانتے ہیں، دیکھو قبر پر شاخیں لگائیں تاکہ عذاب ہلکا ہو۔ (۵) قبروں پر سبزہ، پھول، ہار وغیرہ ڈالنا سنت سے ثابت ہے کہ اس کی تسبیح سے مردے کو راحت ہے۔ (۶) قبر پر قرآن پاک کی تلاوت، وہاں حافظ بٹھانا بہت اچھا ہے کہ جب سبزہ کے ذکر سے عذاب ہلکا ہوتا ہے تو انسان کے ذکر سے ضرور ہلکا ہوگا۔ اشعۃ اللمعات نے جامع الاصول سے روایت کی کہ حضرت بریدہ صحابی نے وصیت کی تھی میری قبر میں دو

ہری شاخیں ڈال دی جائیں تاکہ نجات نصیب ہو۔(۷) اگر چہ ہر خشک و ترچیز تسبیح پڑھتی ہے مگر سبزے کی تسبیح سے ہر دے کو راحت نصیب ہوتی ہے۔ایسے ہی بے دین کی تلاوت قرآن کا کوئی فائدہ نہیں کہ اس میں کفر کی خشکی ہے۔مؤمن کی تلاوت مفید ہے کہ اس میں ایمان کی تری ہے۔(۸) گنہگاروں کی قبر پر سبزہ عذاب ہلکا کرے گا، بزرگوں کی قبروں پر سبزہ مدفون کا ثواب و درجہ بڑھائے گا۔جیسے مسجد کے قدم وغیرہ۔(۹) حلال جانوروں کا پیشاب نجس ہے جس سے بچنا واجب۔دیکھو اونٹ کا چرواہا اونٹ کے پیشاب کی چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنے کی وجہ سے عذاب میں گرفتار ہوا۔(۱۰) خشک نہ ہونے کی قید سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تاثیر صرف حضور کے ہاتھ شریف کی نہ تھی ہم بھی قبر پر سبزہ ڈالیں تو یہی تاثیر ہوگی۔(۱۱) بزرگوں کے قبرستان میں قدم رکھنے کی برکت سے وہاں عذاب اٹھ جاتا ہے یا کم ہوجاتا ہے۔(مرقاۃ)

(مراۃ المناجیح ج ا ص ۳۲۲)

42- وَعَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَآخَرُونَ وَصَحَّحَهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَالْحَاكِمُ.

حضرت ابو صالح رضی اللہ عنہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت روایت فرماتے ہیں آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اکثر عذاب قبر پیشاب سے (نہ بچنے کی وجہ) سے ہوتا ہے۔اس حدیث کو ابن ماجہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا اور امام دارقطنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو صحیح قرار دیا۔

شرح: شیخ الاسلام شہاب الدین امام احمد بن حجر المکی الھیتمی الشافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنی کتاب اَلزَّوَاجِرُ عَنْ اِقْتِرَافِ الْكَبَائِرِ میں لکھتے ہیں

پس معلوم ہوا کہ یہ احادیثِ مبارکہ پیشاب سے نہ بچنے کے کبیرہ گناہ ہونے میں صریح ہیں،سیدنا امام بخاری علیہ رحمۃ اللہ الباری نے گذشتہ احادیث کا عنوان اس طرح قائم کیا: بَابٌ مِنَ الْكَبَائِرِ اَنْ لَّا يَسْتَتِرَ مِنَ الْبَوْلِ یہ باب اس بیان میں ہے کہ پیشاب (کے چھینٹوں) سے نہ بچنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

سیدنا خطابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبئ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے اس فرمانِ عالیشان: "انہیں کسی بڑی چیز کے سبب عذاب نہیں ہو رہا" کا مطلب یہ ہے کہ انہیں کسی ایسے عمل پر عذاب نہیں ہو رہا جو ان پر بڑا تھا یا اگر وہ اسے کرتے تو یہ انہیں مشقت میں ڈال دیتا اور وہ کام پیشاب سے بچنا اور چغل خوری ترک کرنا ہے،یہ مراد نہیں کہ ان دونوں کا گناہ دین کے معاملے میں بڑا نہیں اور ان کا گناہ کم اور آسان ہے۔"

حافظ منذری علیہ رحمۃ اللہ الولی اس کی وضاحت میں فرماتے ہیں: "اسی (مذکورہ) وہم کو زائل کرنے کے لئے حضور نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "بے شک یہ بڑا گناہ ہے۔" ان احادیثِ مبارکہ میں ہمارے اصحاب

کے اس قول پر واضح دلیل موجود ہے: "چلتے چلتے یا عضوِ تناسل کو کھینچ کر یا کھنکار کر استبراء کرنا واجب ہے۔" کیونکہ ہر انسان کے لئے استبراء کے طریقے میں ایک عادت ہوتی ہے جس کے بغیر پیشاب کے بچے ہوئے قطرے خارج نہیں ہوتے، لہٰذا ہر انسان کو اپنی عادت کے مطابق استبراء کرنا چاہے، مگر اس معاملہ میں جڑ سے ابتداء نہیں کرنی چاہے کیونکہ یہ عمل وسوسے پیدا کرتا ہے، اور اگر عضوِ تناسل کو سختی سے دبایا جائے تو یہ نقصان دہ ہے۔ (الزواجرعن اقتراف الکبائر،ص ۱۴۱)

43۔ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْنَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبَوْلِ فَقَالَ إِذَا مَسَّكُمْ شَيْءٌ فَاغْسِلُوْهُ فَإِنِّيْ أَظُنُّ أَنَّ مِنْهُ عَذَابَ الْقَبْرِ. رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَقَالَ فِي التَّلْخِيْصِ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پیشاب کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا جب تمہیں پیشاب لگ جائے تو اسے دھولیا کرو کیونکہ مجھے یقین ہے کہ عذاب قبر اسی سے ہوتا ہے اور اس کو بزار نے روایت کیا اور صاحب تلخیص نے تلخیص میں فرمایا کہ اس کی سند حسن ہے۔

(ابن ماجة: ابواب الطهارة: باب التشديد في البول: صفحه 39' سنن دارقطني: كتاب الطهارت: باب نجاسة البول... الخ: جلد1 صفحه 128' مستدرك حاكم: كتاب الطهارة: باب عامة عذاب القبر من البول: جلد1 صفحه 183)

شرح: پیشاب سے نہ بچنے والے کی قبر سے پکار!

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ایک مرتبہ دورانِ سفر میرا گزر زمانہ جاہلیت کے قبرستان سے ہوا۔ یکا یک ایک مُردہ قبر سے باہر نکلا، اُس کی گردن میں آگ کی زنجیر بندھی ہوئی تھی، میرے پاس پانی کا ایک برتن تھا۔ جب اُس نے مجھے دیکھا تو کہنے لگا: "اے عبداللہ! مجھے تھوڑا سا پانی پلا دو!" میں نے دل میں کہا: اس نے میرا نام لے کر مجھے پکارا ہے یا تو یہ مجھے جانتا ہے یا عَرَبوں کے طریقے کے مطابق "عبداللہ" کہہ کر پکار رہا ہے۔ پھر اچانک اسی قبر سے ایک اور شخص نکلا، اُس نے مجھ سے کہا: "اے عبداللہ! اس نافرمان کو ہرگز پانی نہ پلانا، یہ کافر ہے۔" دوسرا شخص پہلے کو گھسیٹ کر واپس قبر میں لے گیا۔ میں نے وہ رات ایک بڑھیا کے گھر گزاری، اس کے گھر کے قریب ایک قبر تھی، میں نے قبر سے یہ آواز سنی: یعنی "پیشاب! پیشاب کیا ہے؟ مشکیزہ! مشکیزہ کیا ہے؟" اِس آواز کی مُتعلّق بڑھیا سے پوچھا تو اُس نے کہا: یہ میرے شوہر کی قبر ہے، اسے دو خطاؤں کی سزا مل رہی ہے۔ پیشاب کرتے وقت یہ پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا، میں اس سے کہتی کہ تجھ پر افسوس! جب اُونٹ پیشاب کرتا ہے تو وہ بھی اپنے پاؤں کُشادہ کر کے چھینٹوں سے بچتا ہے، لیکن تُو اس مُعاملے میں بالکل بھی اِحتیاط نہیں کرتا، میرا شوہر میری ان باتوں پر کوئی توجّہ نہ دیتا، پھر یہ مر گیا تو مرنے کے بعد سے آج تک اس کی قبر سے روزانہ اسی طرح کی آوازیں آتی ہیں۔ میں نے پوچھا: شَنٌّ وَّمَا شَنٌّ؟ یعنی مشکیزہ! مشکیزہ کیا

ہے؟" کی آواز آنے کا کیا مقصد ہے؟ بڑھیا نے کہا: ایک مرتبہ اس کے پاس ایک پیاسا شخص آیا، اس نے پانی مانگا تو (اس نے اُس کو پریشان کرنے کیلئے خالی مشکیزے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کہا: جاؤ! اس مشکیزے سے پانی پی لو، وہ پیاسا بے تابانہ مشکیزے کی طرف لپکا، جب اُٹھایا تو اُسے خالی پایا، پیاس کی شدت سے وہ بے ہوش ہو کر گر گیا اور اس کی موت واقع ہو گئی۔ پھر جب سے میرا شوہر مرا ہے آج تک روزانہ اُس کی قبر سے آواز آتی ہے: شَنٌّ وَّمَا شَنٌّ یعنی مشکیزہ! مشکیزہ کیا ہے؟ حضرت سیّدُنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: میں نے رسولُ اللہ عَزَّ وَجَلَّ وَصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہو کر سارا واقعہ عرض کیا تو سرکارِ عالی وقار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے تنہا سفر کرنے سے منع فرما دیا۔ (عُیونُ الحِکایات (عربی) حصہ ۲ ص ۳۰۷)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ بَوْلِ الصَّبِيِّ

بچے کے پیشاب کے بیان میں

44- عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا أَتَتْ بِابْنٍ لَّهَا صَغِيْرٍ لَّمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَجْلَسَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حِجْرِهٖ فَبَالَ عَلٰى ثَوْبِهٖ فَدَعَا بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ اپنے چھوٹے بیٹے کو جو کھانا نہ کھاتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائیں حضور نے اسے اپنی گود میں بٹھالیا اس نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا حضور نے پانی منگایا اس پر پانی بہادیا خوب نہ دھویا اس حدیث کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

(کشف الاستار عن زوائد البزار: باب الاستنجاء بالماء: جلد 1 صفحہ 130' وتلخیص الحبیر جلد 1 صفحہ 106)

شرح: مفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

آپ حضرت عکاشہ ابن محصن کی بہن ہیں، قبیلہ بنی اسد سے ہیں، مکہ معظمہ میں اسلام لائیں، پھر ہجرت کی۔

اس حدیث کی بناء پر بعض لوگوں نے کہا کہ شیر خوار لڑکے کا پیشاب پاک ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ ناپاک تو ہے لیکن صرف پانی کے چھینٹے سے پاک ہو جاتا ہے، دھونے کی ضرورت نہیں۔ ہمارے امام صاحب کے نزدیک نجاست غلیظہ ہے، دھونا فرض۔ یہاں نَضْحٌ کے معنی پانی بہانا ہے نہ کہ چھینٹا دینا اور لَمْ یَغْسِلْ کے معنی ہیں بہت مبالغہ سے نہ دھویا کیونکہ ایسے لڑکے کا پیشاب پتلا اور کم بدبودار ہوتا ہے، ورنہ یہی نَضْحٌ حضرت اسماء کی حدیث میں حیض کے خون کے بارے میں آچکا ہے اگر یہاں اس لفظ سے شیر خوار لڑکے کا پیشاب پاک مانا جائے یا وہاں چھینٹا مانا جائے تو حیض کا خون بھی پاک ماننا پڑے گا اور وہاں چھینٹا کافی ماننا پڑے گا۔ (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۲۶۸)

45- وَعَنْ عَآئِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

ام المومنین امّ المومنین سیّدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

اَنَّهَا قَالَتْ اُتِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلٰى ثَوْبِهٖ فَدَعَا بِمَآءٍ فَاَتْبَعَهٗ اِيَّاهُ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

روایت فرماتی ہیں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک بچہ لایا گیا تو اس نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کردیا تو آپ نے پانی منگا کر اس پر ڈال دیا۔ اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

(بخاری فی الوضوء' باب بول الصبیان' جلد 1صفحہ 35) (مسلم' کتاب الطهارة' باب حکم بول الطفل الرضیع...الخ' جلد 1 صفحہ 139) (ابوداؤد: کتاب الطهارة' باب بول الصبی یصیب الثوب' جلد 1 صفحہ 53) (ترمذی: ابواب الطهارة' باب ما جاء فی نضح بول الغلام' جلد 1 صفحہ 31) (نسائی' کتاب الطهارة' باب بول الصبی الذی...الخ' جلد 1 صفحہ 56) (ابن ماجة' ابواب الطهارة' باب ما جاء فی بول الصبی الذی لم یطعم' صفحہ 40) (مسند احمد جلد 6 صفحہ 355)

شرح: مسئلہ:

بچہ چاہے چند منٹ کا ہو اس کا پیشاب بھی اسی طرح ناپاک ہے جس طرح بڑے کا، یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ دودھ پیتے بچے کا پیشاب پاک ہوتا ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ (الفتاوی الھندیہ، کتاب الطہارۃ، ج ۱، ص ۴۶)

46- وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰى بِالصِّبْيَانِ فَيَدْعُوْلَهُمْ فَاُتِيَ بِصَبِيٍّ مَرَّةً فَبَالَ عَلَيْهِ فَقَالَ صُبُّوْا عَلَيْهِ الْمَآءَ صَبًّا۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

(بخاری' کتاب الوضوء' باب بول الصبیان' جلد 1 صفحہ 35) (طحاوی' کتاب الطهارة' باب حکم بول الغلام' جلد 1 صفحہ 68)

ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بچے لائے جاتے تو آپ ان کے لئے دعا فرماتے ایک مرتبہ ایک بچہ لایا گیا تو اس نے آپ پر پیشاب کردیا تو آپ نے فرمایا اس پر اچھی طرح پانی ڈال دو۔ اس حدیث کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

47- وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَوْلُ الْغُلَامِ يُنْضَحُ عَلَيْهِ وَبَوْلُ الْجَارِيَةِ يُغْسَلُ قَالَ قَتَادَةُ هٰذَا مَالَمْ يَطْعَمَا فَاِذَا طَعِمَا غُسِلَ بَوْلُهُمَا۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جائے اور لڑکی کے پیشاب کو دھویا جائے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ حکم اس وقت ہے جب وہ کھانا نہ کھاتے ہوں۔ اگر وہ کھانا شروع کر

(ابوداؤد' کتاب الطهارة' باب بول الصبی یصیب الثوب' جلد1 صفحه54) (مسند احمد جلد1 صفحه76)

دیں تو ان دونوں کے پیشاب کو دھویا جائیگا۔ اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

48-وَعَنْ اَبِي السَّمْحِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ خَادِمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِيْئَ بِالْحَسَنِ اَوِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَبَالَ عَلٰى صَدْرِهٖ فَاَرَادُوْا اَنْ يَّغْسِلُوْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُشَّهٗ فَاِنَّهٗ يُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ وَيُرَشُّ مِنْ بَوْلِ الْغُلَامِ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَاٰخَرُوْنَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَالْحَاكِمُ وَحَسَّنَهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابو سمح رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔ پس آپ کے پاس امام حسن رضی اللہ عنہ یا امام حسین رضی اللہ عنہ لائے گئے تو انہوں نے آپ کہ سینہ مبارک پر پیشاب کر دیا پس صحابہ نے اُسے دھونے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا اس پر پانی چھڑک دو کیونکہ لڑکی کے پیشاب کو دھویا جاتا ہے اور لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جاتا ہے۔ اس حدیث پاک کو ابن ماجہ ابو داؤد نسائی اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ اور حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے حسن قرار دیا۔

(ابوداؤد' کتاب الطهارة' باب بول الصبی یصیب الثوب' جلد1 صفحه 54) (نسائی' ابواب الطهارة' باب بول الجارية' جلد1 صفحه 57) (ابن ماجة' ابواب الطهارات' باب ما جاء فی بول الصبی...الخ' صفحه40) (ابن خزیمة' کتاب الوضوء' جلد1 صفحه 143' رقم الحدیث: 283) (مستدرک حاکم' کتاب الطهارة' باب ینضح بول الغلام...الخ' جلد1 صفحه166)

49-وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي لَيْلٰى عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى بَطْنِهٖ اَوْ عَلٰى صَدْرِهٖ حَسَنٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَوْ حُسَيْنٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَبَالَ عَلَيْهِ حَتّٰى رَاَيْتُ بَوْلَهٗ اَسَارِيْعَ فَقُمْنَا اِلَيْهِ فَقَالَ دَعُوْهُ فَدَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّهٗ عَلَيْهِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت عبد الرحمٰن بن ابو لیلیٰ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ کے پیٹ مبارک یا سینہ اقدس پر امام حسن رضی اللہ عنہ یا امام حسین رضی اللہ عنہ تھے تو انہوں نے آپ پر پیشاب کر دیا حتی کہ میں نے ان کے پیشاب کی لکیریں دیکھیں تو ہم ان کی طرف اٹھے تو آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ پھر

(طحاوی 'کتاب الطھارۃ' باب حکم بول الغلام' جلد 1 صفحہ 68)

آپ نے پانی منگایا اور اس پر ڈال دیا۔ اس حدیث کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

50۔وَعَنْ اُمِّ الْفَضْلِ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا قَالَتْ لَمَّا وُلِدَ الْحُسَیْنُ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْطِنِیْہِ اَوِادْفَعْہُ اِلَیَّ فَلْاُ کَفِّلَہٗ اَوْ اُرْضِعَہٗ بِلَبَنِیْ فَفَعَلَ فَاَتَیْتُہٗ بِہٖ فَوَضَعَہٗ عَلٰی صَدْرِہٖ فَبَالَ عَلَیْہِ فَاَصَابَ اِزَارَہٗ فَقُلْتُ لَہٗ یَا رَسُوْلَ اللہِ اَعْطِنِیْ اِزَارَكَ اَغْسِلْہُ قَالَ اِنَّمَا یُصَبُّ عَلٰی بَوْلِ الْغُلَامِ وَیُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِیَۃِ۔ رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُہٗ حَسَنٌ۔

(طحاوی 'کتاب الطھارۃ' باب حکم بول الغلام)

حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ انہیں مجھے عطافرمائیں تاکہ میں ان کی کفالت کروں (یا) فرمایا تاکہ میں ان کو اپنا دودھ پلاؤں تو آپ نے ایسا ہی کیا پھر میں انہیں (ایک دن) لے کر آئی اور آپ کے سینے پر بٹھادیا تو انہوں نے آپ پر پیشاب کردیا۔ پس پیشاب آپ کی چادر مبارک تک پہنچ گیا میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی چادر مجھے دیجئے تاکہ میں اسے دھوؤں تو آپ نے فرمایا کہ بچے کے پیشاب پر صرف پانی ڈالا جاتا ہے اور لڑکی کے پیشاب کو دھویا جاتا ہے اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

آپ کی کنیت ام فضل ہے، قبیلہ بنی عامر سے ہیں، حضرت میمونہ کی ہمشیرہ اور سیدنا عباس کی زوجہ ہیں، حضرت عباس کی اکثر اولاد آپ سے ہی ہے، بی بی خدیجہ کے بعد سب سے پہلے عورتوں میں آپ اسلام لائیں، عبداللہ بن عباس اور فضل ابن عباس جیسے اسلام کے شہزادوں کی ماں ہیں۔

عشاق کہتے ہیں کہ نانا کی گود میں پیشاب کرنا سنت حسین ہے اور نواسے سے اپنے کپڑوں پر پیشاب کرانا سنت رسول اللہ ہے۔ سنا گیا ہے کہ حضرت مجدد سرہندی رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ میرے بعد میرے ایک نواسہ (یعنی بیٹی کا لڑکا) ہوگا اس بچے سے میری قبر پر پیشاب کرادیا جائے پھر قبر دھودی جائے کیونکہ ساری سنتوں پر میں نے عمل کیا، نواسے سے پیشاب کرالینے کی سنت ادا نہیں ہوسکی، یہ سنت میری قبر پر ادا کرائی جائے۔ سبحان اللہ! فتویٰ عشق کچھ اور ہی ہے۔

کیونکہ شیرخوار بچی کا پیشاب بچے کے پیشاب سے زیادہ بدبودار ہوتا ہے، نیز کپڑے پر پھیلتا زیادہ ہے اس لئے معمولی پانی سے دھلتا نہیں، لڑکے کا پیشاب اس کے برعکس ہے۔ یہ حدیث امام اعظم کی خلاف نہیں۔ یہ ش حضرت ابوسمح کا

اپنا قول ہے نہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان، وہ اپنے خیال میں ینضح کے معنی کر رہے ہیں۔ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں نضح کے معنی پانی بہانا ہے نہ کہ چھینٹا مارنا۔ خیال رہے کہ ابو سمح کا نام ایاد ہے اور آپ حضور کے آزاد کردہ غلام و خادم ہیں، بعض علماء نے فرمایا کہ چھوٹے لڑکوں کو عموماً والد اپنے ساتھ رکھتے ہیں اور مجلس میں لے جاتے ہیں اس لئے ان کے پیشاب دھونے میں آسانی کی گئی لڑکیاں اکثر ماں کی گود ہی میں رہتی ہیں، اس لئے اس کی نرمی کی ضرورت نہ تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب! (مراۃ المناجیح ج ا ص ۲۷۴)

51- وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ اُمِّهٖ اَنَّهَا اَبْصَرَتْ اُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا تَصُبُّ الْمَآءَ عَلٰى بَوْلِ الْغُلَامِ مَالَمْ يَطْعَمْ فَاِذَا طَعِمَ غَسَلَتْهُ وَكَانَتْ تَغْسِلُ بَوْلَ الْجَارِيَةِ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ قَالَ النِّيْمَوِيُّ لِاَجَلِ اَمْثَالِ هٰذِهِ الرِّوَايَاتِ ذَهَبَ الطَّحَاوِيُّ اِلٰى اَنَّ الْمُرَادَ بِالنَّضْحِ فِيْ بَوْلِ الْغُلَامِ صَبُّ الْمَآءِ عَلَيْهِ تَوْفِيْقًا بَيْنَ الْاَخْبَارِ (ابوداؤد' کتاب الطھارۃ' باب بول الصبی یصیب الثوب' جلد 1 صفحہ 54)

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ اس لڑکے کے پیشاب پر پانی بہاتی تھیں جو ابھی کھانا نہ کھاتا ہو اور جب وہ کھانا شروع کر دیتا تو اسے دھوتی اور لڑکی کے پیشاب کو (مطلقاً) دھوتی تھیں۔ اس حدیث پاک کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس سند صحیح ہے۔ اس کتاب کے مرتب محمد بن علی نیموی فرماتے ہیں' ان جیسی روایات کی وجہ سے علامہ طحاوی اس طرف گئے ہیں کہ لڑکے کے پیشاب میں پانی چھڑکنے سے مراد پانی ڈالنا ہے تاکہ تمام احادیث کے درمیان تطبیق ہو جائے۔

بَابٌ فِيْ بَوْلِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهٗ

ان جانوروں کے پیشاب کے بیان میں جن کا گوشت کھایا جاتا ہے

52- عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا بَأْسَ بِبَوْلِ مَا اُكِلَ لَحْمُهٗ. رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَضَعَّفَهٗ وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَاِسْنَادُهٗ وَاهٍ جِدًّا. (دارقطنی' کتاب الطھارۃ' باب نجاسۃ البول...الخ' جلد 1 صفحہ 128)

حضرت براء سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اس کے پیشاب میں کچھ حرج نہیں جس کا گوشت کھایا جائے۔ اور جابر کی روایت میں ہے کہ جس کا گوشت کھایا جائے اس کے پیشاب سے کوئی حرج نہیں اسے دارقطنی نے روایت کیا اور ضعیف قرار دیا اور اس باب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی

روایت بھی ہے جس کی سند بہت زیادہ کمزور ہے۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی حلال چرندوں کا پیشاب پاک ہے۔ اس حدیث کی بناء پر بعض علماء نے حلال جانوروں کے پیشاب کو پاک مانا مگر ہمارے امام صاحب کے ہاں ناپاک ہے، انکی دلیل وہ حدیث ہے جو باب "عذابِ قبر" میں گزر چکی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پیشاب کی چھینٹوں سے بچو کہ عموماً عذابِ قبر اس سے ہوتا ہے۔ اور جسکی قبر پر کھجور کی تر شاخ گاڑھی تھی اس کے متعلق فرمایا تھا کہ یہ اونٹوں کا چرواہا تھا۔ اس میں حرج سے مراد سخت حرج ہے یعنی جیسے حرام جانوروں کا پیشاب نجاست غلیظہ ہوتا ہے کہ ایک درہم کی بقدر لگنے سے کپڑا نجس ہوجاتا ہے، ایسا حلال جانوروں کا پیشاب نہیں بلکہ وہ نجاست خفیفہ ہے کہ چہارم کپڑا آلودہ ہو تو ناپاک ہوگا۔ لہٰذا یہ حدیث امام صاحب کے خلاف نہیں۔ عرینہ والوں کی حدیث کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اونٹوں کا پیشاب کی اجازت دی، اس کی تحقیق اسی حدیث کے ماتحت کی جائے گی۔ ان شاءاللہ یہاں صرف اتنا عرض کئے دیتے ہیں کہ سخت ضرورت کے موقع پر دواء حرام چیز کا استعمال جائز ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ا ص ۲۸۴)

بَابٌ فِيْ نَجَاسَةِ الرَّوْثِ

53۔وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَائِطَ فَاَمَرَنِيْ اَنْ اٰتِيَهٗ بِثَلَاثَةِ اَحْجَارٍ فَوَجَدْتُّ حَجَرَيْنِ وَالْتَمَسْتُ الثَّالِثَ فَلَمْ اَجِدْ فَاَخَذْتُ رَوْثَةً فَاَتَيْتُهٗ بِهَا فَاَخَذَ الْحَجَرَيْنِ وَاَلْقَى الرَّوْثَةَ وَقَالَ هٰذَا رِكْسٌ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (بخاری' کتاب الوضوء' بابلا یستنجی بروث' جلد1صفحہ27)

لید کے ناپاک ہونے کے بیان میں

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے آئے اور مجھے حکم دیا کہ میں آپ کے پاس تین پتھر لاؤں۔ پس میں نے دو پتھر پائے اور تیسرا تلاش کیا (لیکن) مجھے نہ ملا تو میں نے لید لے لیا وہ لید آپ کے پاس لایا تا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو پتھر لے لئے اور لید پھینک دیا اور فرمایا یہ گندگی ہے۔ اسے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

شرح: نجاستوں کا بیان

نجاست کی دو قسمیں ہے ایک غلیظ (بھاری نجاست) دوسرے خفیفہ (ہلکی نجاست)۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطہارۃ، الباب السابع، الفصل الثانی، ج ا، ص ۴۵۔۴۶)

نجاست غلیظہ:۔ جیسے پیشاب پاخانہ، بہتا ہوا خون، پیپ، منہ بھر تے، دُکھتی ہوئی آنکھ کی کیچڑ کا پانی، دودھ پینے والے لڑکے یا لڑکی کا پیشاب، بچے نے جو منہ بھر کر تے کی، مرد یا عورت کی منی، حرام جانوروں جیسے کتا، شیر، سور وغیرہ کا

پیشاب، پاخانہ اور گھوڑے، گدھے، خچر کی لید۔ اور حلال جانوروں کا پاخانہ جیسے گائے، بھینس وغیرہ کا گوبر اور اونٹ کی مینگنی مرغی اور بطخ کی بیٹ، ہاتھی کے سونڈ کا پانی، درندہ جانوروں کا تھوک، شراب، نشہ ولانے والی تاڑی، سانپ کا پاخانہ، مردار کا گوشت، یہ سب نجاست غلیظہ ہیں۔ (الفتاوی الھندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب السابع، الفصل الثانی، ج۱، ص۴۶)

نجاست خفیفہ:۔ جیسے گائے، بھینس، بھیڑ، بکری وغیرہ حلال جانوروں کا پیشاب یوں ہی گھوڑے کا پیشاب اور حرام پرندوں کی بیٹ یہ سب نجاست خفیفہ ہیں۔ (الفتاوی الھندیہ، کتاب الطہارۃ، الفصل الثانی فی الاعیان النجسۃ، ج۱، ص۴۵۔۴۶)

مسئلہ:۔ نجاست غلیظہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کپڑے یا بدن میں ایک درہم سے زیادہ لگ جائے تو اس کا پاک کرنا فرض ہے۔ بے پاک کئے اگر نماز پڑھ لی تو ہوگی ہی نہیں اور قصداً پڑھی تو گناہ بھی ہوا۔ اور اگر نماز کو حقیر چیز سمجھتے ہوئے ایسا کیا تو کفر ہوا۔ اور اگر درہم کے برابر ہے تو پاک کرنا واجب ہے کہ بے پاک کئے نماز پڑھی تو نماز مکروہ تحریمی ہوئی یعنی ایسی نماز کو دہرالینا واجب ہے اور قصداً پڑھی تو گنہگار بھی ہوا۔ اور اگر درہم سے کم ہے تو پاک کرنا سنت ہے کہ بے پاک کئے نماز ہوگئی مگر خلاف سنت ہوئی۔ اور اس نماز کو دوہرالینا بہتر ہے۔ (ردالمحتار، کتاب الطہارۃ، باب الانجاس، ج۱، ص۵۷۱)

مسئلہ:۔ نجاست غلیظہ اگر گاڑھی ہو جیسے پاخانہ، لید، گوبر تو درہم کے برابر یا کم زیادہ ہونے کے معنی یہ ہے کہ وزن میں درہم کے برابر یا کم یا زیادہ ہو درہم کا وزن ساڑھے چار ماشہ ہے اور اگر نجاست غلیظہ پتلی ہو جیسے پیشاب اور شراب وغیرہ تو درہم سے مراد اس کی لمبائی چوڑائی ہے اور شریعت نے درہم کی لمبائی چوڑائی کی مقدار ہتھیلی کی گہرائی کے برابر بتائی ہے۔ یعنی ہتھیلی خوب پھیلا کر ہموار رکھیں اور اس پر آہستہ آہستہ اتنا پانی ڈالیں کہ اس سے زیادہ پانی رک نہ سکے۔ اب جتنا پانی کا پھیلاؤ ہے۔ اتنی بڑی درہم کی لمبائی چوڑائی ہوتی ہے۔ یعنی روپے کی لمبائی چوڑائی کے برابر۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الطہارۃ، باب الانجاس، ج۱، ص۵۷۳۔۵۷۴)

بَابٌ فِيْ اَنَّ مَا لَا نَفْسَ لَهٗ سَائِلَةٌ لَّا يَنْجُسُ بِالْمَوْتِ

54۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِيْ شَرَابِ اَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ ثُمَّ لِيَنْزِعْهُ فَاِنَّ فِيْ اَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَآءً وَّفِي الْاٰخَرِ شِفَآءً۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔ (بخاری' فی بدء الخلق' باب اذا وقع الذباب... الخ' جلد1 صفحہ 467)

وہ جانور جن میں بہنے والا خون نہ ہو ان کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی ایک کے پینے کی چیز میں مکھی گر جائے تو وہ اسے ڈبو دے پھر اسے نکالے (کیونکہ) اس کے دو پروں میں سے ایک پر میں بیماری ہے اور دوسرے پر میں شفاء ہے۔ اسے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے

روایت کیا۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

ذباب بنا ہے ذب سے بمعنی دفع کرنا، مکھی کو ذباب اس لیے کہتے ہیں کہ اس کو بار بار دفع کیا جاتا ہے مگر یہ آتی رہتی ہے، ذباب بمعنی دفع کی ہوئی چیز۔ اس فرمان عالی سے معلوم ہو رہا ہے کہ مکھی نجس نہیں ہے پاک ہے اور چونکہ اس میں بہتا ہوا خون نہیں ہے اس لیے پانی، دودھ، شوربے وغیرہ میں ڈوب کر مر جانا اسے نجس نہیں کرتا، یہ بھی معلوم ہوا کہ صرف یہ احتمال کہ شاید مکھی نجاست پر بیٹھ کر آتی ہو، شاید اس پر گندگی لگی ہو اس لیے یہ شوربا ناپاک ہو گیا ہو معتبر نہیں، شریعت ظاہر پر ہے۔

حدیث بالکل ظاہری معنی میں ہے کسی تاویل و توجیہ کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بہت جانوروں میں زہر و تریاق جمع فرمادیا ہے۔ شہد کی مکھی کے منہ سے شہد نکلتا ہے جو بیماریوں کی شفاء ہے اور اس کے ڈنگ سے زہر نکلتا ہے جو بیماری ہے، بچھو کے ڈنگ میں زہر ہے اور خود بچھو کے جسم کی راکھ زہر کا علاج ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ مکھی پہلے زہریلا بازو ڈالتی ہے تم دوسرے بازوؤں کو غوطہ دے کر پھینکو، زہریلا بازو پہلے ڈالنا اس کی فطری بات ہے، دیکھو چیونٹی کو رب تعالیٰ نے کیسی کیسی باتیں سکھا دی ہیں، گندم جمع کرتی ہے اگر بھیگی گندم ہو تو اسے خشک کرتی ہے پھر ایسے طریقہ سے رکھتی ہے کہ آئندہ نہ بھیگ سکے، دو ٹکڑے کاٹ کر رکھتی ہے تاکہ اگ نہ جائے، دھنیہ کو نہیں کاٹتی کہ وہ ثابت بھی نہیں اگتا۔ پاک ہے وہ رب بے نیاز جس نے بے عقل جانوروں کو یہ سمجھ بخشی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر مخلوق کی ہر خاصیت سے خبردار ہیں حاکم بھی ہیں حکیم بھی صلی اللہ علیہ وسلم۔ (مراۃ المناجیح ج۵ ص۱۰۰۸)

بَابُ نَجَاسَةِ دَمِ الْحَيْضِ

حیض کے خون کے ناپاک ہونے کا بیان

55۔ عَنْ اَسْمَآءَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا قَالَتْ جَآءَتِ امْرَاَةٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِحْدَانَا یُصِیْبُ ثَوْبَهَا مِنْ دَمِ الْحَیْضَةِ کَیْفَ تَصْنَعُ بِهٖ قَالَ تَحُتُّهٗ ثُمَّ تَقْرُصُهٗ بِالْمَآءِ ثُمَّ تَنْضَحُهٗ ثُمَّ تُصَلِّیْ فِیْهِ رَوَاهُ الشَّیْخَانِ۔

(بخاری، فی الوضوء، باب غسل الدم، جلد 1 صفحہ 36) (مسلم، کتاب الطهارة، باب نجاسة الدم وکیفیة غسله، جلد 1 صفحہ 140)

حضرت اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ! فرمایئے تو ہم میں سے جب کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو کیا کرے؟ تو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو اسے مل دے پھر پانی سے دھو دے پھر اس میں نماز پڑھ لے۔ اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ حیض کا خون نجاست غلیظہ ہے اس لئے اس کے دھونے میں مبالغہ کرنا چاہیئے اسی لئے سرکار نے دھونے سے قبل ملنے کا حکم دیا۔ دوسرے یہ کہ ناپاک کپڑا دھلتے ہی پاک ہو جاتا ہے اس لئے سوکھنا شرط نہیں۔ تیسرے یہ کہ نضح کے معنی چھڑ کنا یا چھینٹا دینا نہیں بلکہ دھونا ہیں کیونکہ حیض کا خون پانی کے چھینٹے سے پاک نہیں ہوتا، خوب دھویا جاتا ہے، لہٰذا یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے کہ شیر خوار لڑکے کا پیشاب چھینٹے سے پاک نہیں ہوتا اس کا دھونا ضروری ہے کیونکہ وہاں بھی لفظ نضح ہی آرہا ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۴۶۵)

56۔عَنْ اُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ دَمِ الْحَيْضِ يَكُوْنُ فِي الثَّوْبِ قَالَ حُكِّيْهِ بِضِلَعٍ وَّاغْسِلِيْهِ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ والنسائی وَابْنُ مَاجَةَ وابن خزيمة وابن حبان وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حیض کے خون کے بارے میں پوچھا جو کپڑے میں لگ جائے تو آپ نے فرمایا کہ اسے لکڑی سے کھرچ دو اور بیری کے پتوں والے پانی سے دھو ڈالو۔ اس حدیث کو ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(ابوداؤد' كتاب الطهارة' باب المرأة تغسل ثوبها... الخ' جلد 1 صفحه 52) (نسائی' كتاب المياة' باب دم الحيض يصيب الثوب' جلد 1 صفحه 69) (ابن ماجة' ابواب الطهارة' باب ما جاء في دم الحيض يصيب الثوب' صفحه 46) (صحيح ابن خزيمة' باب استحباب غسل دم الحيض من الثوب بالماء والسد' جلد 1 صفحه 22' رقم الحديث: 277) (ابن حبان' كتاب الطهارة' باب تطهير النجاسة' جلد 3 صفحه 282)

بَابُ الْاَذٰى يُصِيْبُ النَّعْلَ

جوتے کو لگنے والی نجاست کا بیان

57۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا وَطِئَ الْاَذٰى بِخُفَّيْهِ فَطُهُوْرُهُمَا التُّرَابُ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ وَّعِنْدَهٗ لَهٗ شَاهِدٌ بِمَعْنَاهُ مِنْ حَدِيْثِ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا۔ (ابوداؤد' كتاب الطهارة' باب الاذى يصيب النعل' جلد 1 صفحه 55)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی اپنے جوتے سے پلیدی کو روندے تو مٹی اس کے لیے پاکی ہے اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔ ابوداؤد میں ام المومنین امّ المومنین سیّدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے اس کا ہم معنی شاہد موجود ہے۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یہاں نجاست سے سوکھی ناپاکی مراد ہے یعنی اگر جوتے یا چمڑے کے موزے سے سوکھی ناپاکی لگ جائے تو آئندہ چلنے کی وجہ سے وہ الگ ہوجائے گی، نیز اگر گیلی ناپاکی بھی جوتے وغیرہ میں لگ کر سوکھ جائے وہ بھی زمین سے رگڑ کھا کر پاک ہوجاتی ہے مگر تر ناپاکی جب تک کہ تر رہے رگڑ سے پاک نہیں ہوسکتی، نیز غیر دل والی نجاست جیسے پیشاب یا شراب اگر جوتے یا موزے میں لگ کر سوکھ جائے تو بغیر دھوئے پاک نہیں ہوگا، یہ حدیث مجمل ہے اس کی تفصیل کتب فقہ سے معلوم کرو۔ (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۴۷۳)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ فَضْلِ طُهُوْرِ الْمَرْأَةِ

ان احادیث کے بیان میں جو عورت کے بچے ہوئے پانی کے بارے میں وارد ہوئیں

58 - عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَمْرٍو الْغِفَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يَّتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ طَهُوْرِ الْمَرْأَةِ. رواہ الخمسة وَاٰخَرُوْنَ وحسنه التِّرْمَذِيُّ وَصَحَّحَهُ ابن حبان۔

حضرت حکم ابن عمرو سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہ مرد عورت کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے وضو کرے اس حدیث کو اصحاب خمسہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا اور امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اس کو حسن قرار دیا اور ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

(ابوداؤد' کتاب الطھارۃ' باب الوضوء بفضل المرأۃ' جلد 1 صفحہ 11) (ترمذی' ابواب الطھارات' باب کراھیۃ فضل طھور المرأۃ' جلد 1 صفحہ 19) (نسائی' کتاب المیاہ' باب النھی عن فضل وضوء المرأۃ' جلد 1 صفحہ 64) (ابن ماجۃ' کتاب الطھارۃ' باب النھی عن ذلک' صفحہ 31) (صحیح ابن حبان' کتاب الطھارۃ' باب الوضوء بفضل وضوء المرأۃ' جلد 3 صفحہ 223)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

آپ صحابی ہیں، غفاری ہیں، بصرہ میں قیام رہا، زیاد نے پہلے آپ کو بصرہ کا، پھر خراسان کا حاکم بنایا، ۵۱ھ مقام مرہ میں آپ کا انتقال ہوا۔

یہ ممانعت تنزیہی ہے یعنی عورت کے غسل یا وضو سے بچے ہوئے پانی سے مرد کا غسل یا وضو کرنا بہتر نہیں، لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار اپنی بعض ازواج کے بچے ہوئے پانی سے وضو کیا اور فرمایا کہ پانی جنب نہیں ہوتا کیونکہ وہ حدیث بیان جواز کے لئے ہے اور یہ بیان استحباب کے لئے ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۲۷۴)

59- وَعَنْ حُمَيْدِ بْنِ الْحِمْيَرِيِّ قَالَ لَقِيْتُ رَجُلًا

حمید حمیری سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں اس شخص

صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَ سِنِيْنَ كَمَا صَحِبَهُ اَبُوْهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَغْتَسِلَ الْمَرْأَةُ بِفَضْلِ الرَّجُلِ وَيَغْتَسِلَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ الْمَرْاَةِ وَلْيَغْتَرِفَا جَمِيْعًا. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

سے ملا جو حضرت ابو ہریرہ کی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں چار سال رہے فرمایا منع کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے کہ عورت مرد کے بچے ہوئے سے غسل کرے یا مرد عورت کے بچے ہوئے سے غسل کرے دونوں ایک ساتھ چلو لیں اس حدیث کو امام ابو داؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(ابوداؤد'کتاب الطهارة' باب الوضوء بفضل المرأة' جلد ا صفحه 11) (نسائی'کتاب الطهارة' باب ذكر النهى عن الاغتسال بفضل الجنب' جلد ا صفحه 47)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

آپ حمید ابن عبدالرحمن ہیں، بصرہ کے باشندے، قبیلہ حُمیر سے ہیں، جلیل القدر تابعی ہیں اپنے زمانہ میں بڑے عالم تھے۔

وہ صحابی یا حکم ابن عمرو ہیں یا عبداللہ ابن سرجس اور یا عبداللہ ابن مغفل، چونکہ تمام صحابہ عادل ہیں اس لئے صحابی کا نام معلوم نہ ہونا مضر نہیں۔

یہ ممانعت بھی تنزیہی ہے یعنی ایسا کرنا بہتر نہیں اگر کرے تو حرج بھی نہیں۔

آپ کا نام مسدد (دال کے فتح) سے ابن مسرحد ہے، تبع تابعین میں ہیں، بصرہ کے باشندے ہیں، ۱۲۸ھ میں وفات ہوئی۔

یعنی اگر عورت و مرد ایک برتن سے وضو یا غسل کریں تو آگے پیچھے چلو نہ لیں بلکہ ایک ساتھ لیں تاکہ ان میں سے کوئی دوسرے کے فضلہ سے طہارت نہ کرے اگرچہ آئندہ چلوؤں میں فضلے سے ہی طہارت ہوگی مگر یہ معاف ہے۔

غسل خانہ میں پیشاب کرنا وسوسہ کی بیماری پیدا کرتا ہے خصوصاً جب کہ پانی نکلنے کی کوئی نالی وغیرہ نہ ہو اور روزانہ بال کاڑھنے مانگ نکالنے میں غفلت پیدا ہوتی ہے۔ یہ کام کبھی کبھی کرنا سنت ہے، بال پراگندہ رکھنا بھی ٹھیک نہیں۔

(مراۃ المناجیح ج ا ص ۲۴۸)

60- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ بِفَضْلِ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا. رَوَاهُ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے بچے ہوئے پانی سے غسل فرمایا کرتے تھے اس

مُسْلِمٌ. (مسلم' كتاب الحيض' باب القدر المستحب من الماء... الخ' جلد1صفحہ148)

حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

61۔وَعَنْهُ قَالَ اغْتَسَلَ بَعْضُ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَفْنَةٍ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَتَوَضَّأَ مِنْهَا اَوْ يَغْتَسِلَ فَقَالَتْ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنِّيْ كُنْتُ جُنُبًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَاءَ لَا يَجْنُبُ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَاٰخَرُوْنَ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ. قَالَ النِّيْمَوِيُّ اِخْتَلَفُوْا فِي التَّوْفِيْقِ بَيْنَ الْاَحَادِيْثِ فَجَمَعَ بَعْضُهُمْ بِحَمْلِ النَّهْيِ عَلَى التَّنْزِيْهِ وَبَعْضُهُمْ بِحَمْلِ اَحَادِيْثِ النَّهْيِ عَلٰى مَا تُسَاقِطَ مِنَ الْاَعْضَاءِ لِكَوْنِهٖ صَارَ مُسْتَعْمَلًا وَالْجَوَازِ عَلٰى مَا بَقِيَ مِنَ الْمَاءِ وَبِذٰلِكَ جَمَعَ الْخَطَّابِيُّ.

(ابوداؤد' كتاب الطهارة' باب الماء لا يجنب' جلد 1 صفحہ 10) (ترمذی' ابواب الطهارات' باب الرخصة فی ذلك' جلد1صفحہ19) (صحيح ابن خزيمة' باب اباحة الوضوء بفضل غسل المرأة... الخ' جلد1صفحہ19' رقم الحديث:109)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک زوجہ مطہرہ نے لگن سے غسل کیا پس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے وضو یا غسل کرنے تشریف لائے تو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ میں جنابت سے تھی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (بچا ہوا) پانی تو جنبی نہیں ہوتا۔ اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا اور امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابن خزیمہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ اس کتاب کے مرتب محمد بن علی نیموی فرماتے ہیں کہ محدثین نے ان روایات کی تطبیق میں اختلاف کیا ہے۔ بعض نے ممانعت والی احادیث کو مکروہ تنزیہ پر محمول کیا ہے اور بعض نے ممانعت والی احادیث کو اس پانی پر محمول کیا ہے جو غسل کرتے وقت اعضاء سے گر (کر جمع ہو) کیونکہ وہ مستعمل پانی ہے اور جواز والی روایت کو (برتن میں) بچے ہوئے پانی پر محمول کیا ہے۔ امام خطابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اسی طرح تطبیق دی ہے۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

وہ بیوی حضرت میمونہ تھیں۔ اور لگن میں غسل کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس سے پانی لے کر غسل کیا نہ کہ اس میں بیٹھ کر یعنی بقیہ پانی حضرت میمونہ کا فضالہ تھا غسالہ نہ تھا۔

یعنی عورت کے فضالے سے مرد وضو غسل کر سکتا ہے۔ خیال رہے کہ تیسری فصل میں اس سے ممانعت بھی آرہی ہے مگر وہ ممانعت بیان کراہت (تنزیہی) کے لئے ہے اور یہ حدیث بیان جواز کے لیے یعنی عورت کے فضالے سے مرد کا وضو

یا غسل کرنا بہتر نہیں لیکن اگر کرے تو جائز ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ا ص ۴۴۳)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَطْهِيْرِ الدِّبَاغِ

ان روایات کا بیان جو دباغت کے پاک کرنے میں وارد ہوئیں

62۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ تُصُدِّقَ عَلٰى مَوْلَاةٍ لِّمَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا بِشَاةٍ فَمَاتَتْ فَمَرَّ بِهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَّا اَخَذْتُمْ اِهَابَهَا فَدَبَغْتُمُوْهُ فَانْتَفَعْتُمْ بِهٖ فَقَالُوْا اِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ اِنَّمَا حُرِّمَ اَكْلُهَا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ (مسلم' كتاب الحيض' باب الطهارة جلود الميتة بالدباغ' جلد1صفحه158)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت میمونہ کی لونڈی کو بکری صدقہ دی گئی وہ مرگئی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر گزرے تو فرمایا کہ تم نے اس کی کھال کیوں نہ اتارلی تم اسے پکالیتے اور نفع اٹھاتے لوگوں نے عرض کیا کہ وہ تو مردار ہے فرمایا کہ اس کا کھانا صرف حرام ہے اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

اس سے معلوم ہوا کہ مردار جانور کی کھال پکنے سے پاک ہوجاتی ہے، حتی کہ مردار کے بال، سوکھی ہڈیاں، پٹھے پاک ہیں۔ سواء کھانے کے اور کام میں لائے جاسکتے ہیں۔ دیکھو ہاتھی کا دانت اور مری بھینسوں کے سینگ وغیرہ کی کنگھیاں اور کنگن بنائے جاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ زہرا کو ہاتھی کے دانت کے کنگن پہنائے۔

(مراۃ المناجیح ج ا ص ۴۴۴)

63۔وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا دُبِغَ الْاِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ (مسلم' كتاب الحيض' باب الطهارة جلود الميتة بالدباغ' جلد1صفحه159)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب چمڑے کو دباغت دی جائے تو وہ پاک ہوجاتا ہے اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

64۔وَعَنْ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ يَجُرُّوْنَهَا فَقَالَ لَوْ اَخَذْتُمْ اِهَابَهَا فَقَالُوْا اِنَّهَا مَيْتَةٌ قَالَ يُطَهِّرُهَا الْمَآءُ وَالْقَرَظُ رَوَاهُ

حضرت میمونہ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ قریش کے کچھ لوگ حضور پر گزرے جو اپنی مری بکری کو گدھے کی طرح کھینچ رہے تھے ان سے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اس کی کھال لے لی ہوتی وہ بولے کہ یہ تو

اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَاٰخَرُوْنَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ السَّكَنِ وَالْحَاكِمُ۔ (ابوداؤد' کتاب اللباس' باب فی اھب المیتۃ' جلد 2صفحہ 213) (نسائی' کتاب الفرع والعتیرہ' باب مایدبغ بہ جلود المیتۃ' جلد2صفحہ190)

مردار ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے پانی اور ببول کے پتے پاک کردیتے ہیں اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا اور ابن سکن اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

انکا یہ خیال تھا کہ قرآن پاک کا فرمان "حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ" مردار کی ہر چیز کو شامل ہے کہ نہ اس کا کھانا جائز اور نہ اس کی کسی چیز کا استعمال کسی طرح حلال، اس خیال پر وہ اسے پھینکنے کے لئے جارہے تھے۔ معلوم ہوا کہ حدیث کے بغیر قرآن کی سمجھنا ممکن ہے۔

خیال رہے کہ کھال کی پاکی کے لئے دھونا فرض نہیں لہٰذا یہاں پانی سے مراد کچی دباغت ہے یعنی دھوکر سکھا لینا، اور ببول کی پتے اور چھال سے مراد پکی دباغت ہے، اور ہوسکتا ہے کہ پانی سے مراد دھونا ہی ہو، اور حکم استحبابی ہو یعنی کھال دھوکر پکانا بہت بہتر ہے۔ (مراۃ المناجیح ج۱ ص۴۷۹)

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوی رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اماقول الدر هل يشترط لطهارة جلده كون ذكاته شرعية قيل نعم وقيل لا والاول اظهر لان ذبح المجوسي وتارك التسمية عمدا كلا ذبح اه فاقول نعم ذلك في حق الحل اما طهارة الجلد فلا تتوقف عليه وانما هي لان الذبح يعمل عمل الدباغ في ازالة الرطوبات النجسة كما في الهداية بل لانه يمنع من اتصالها به والدباغ مزيل بعد الاتصال ولما كان الدباغ بعد الاتصال مزيلا ومطهرا كانت الذكاة المانعة من الاتصال اولى ان تكون مطهرة كما في العناية ولاشك ان هذا يعم كل ذبح فكان كما اذا دبغ مجوسي فالاظهر ما اختاره الامام قاضيخان هذا ولعل الاوفق بالقياس والا لصق بالقواعد ماذكر تصحيحه في التنوير والدر والقنية ايضا وبه جزم الاكمل والكمال وابن الكمال في العناية والفتح والايضاح وبالجملة هما قولان مصححان وهذا اوفق وذاك ارفق فاختر لنفسك والاحتياط اولٰى۔

(الدرالمختار باب المیاہ مجتبائی دہلی ۱/۳۸) (الہدایۃ قبیل فصل فی البئر المکتبۃ العربیۃ کراچی ۱/۲۴) (العنایۃ مع فتح القدیر مطبوعہ سکھر ۱/۸۳)

لیکن درمختار کا یہ قول کہ کیا چمڑے کے پاک ہونے کیلئے شرعی ذبح شرط ہے، بعض نے کہا کہ ہاں اور بعض نے کہا نہیں۔ اور اول زیادہ ظاہر ہے کیونکہ مجوسی اور بسم اللہ کو قصداً چھوڑنے والے کا ذبح کالعدم ہوتا ہے، میں کہتا ہوں کہ ہاں

حلال ہونے کے معاملہ میں تو ایسے ہے لیکن چمڑے کے پاک ہونے کا حکم اس پر موقوف نہیں ہے اور یہ اس لئے کہ ذبح کرنے والا اپنے عمل میں دباغ کا عمل کرتا ہے کہ وہ نجس رطوبات کو نکال دیتا ہے جیسا کہ ہدایہ میں ہے بلکہ ذبح کا عمل چمڑے سے ناپاک رطوبتیں لگنے سے منع کرتا ہے جبکہ دباغت کا عمل ناپاک رطوبتوں کو لگنے کے بعد زائل کرتا ہے اور دباغت جو کہ رطوبات کو لگنے کے بعد زائل کرتی ہے، سے چمڑا پاک ہوجاتا ہے تو ذبح سے بطریق اولیٰ پاک ہوگا کیونکہ وہ رطوبات کو چمڑے کے ساتھ لگنے سے روک دیتا ہے جیسا کہ عنایہ میں ہے اور بلا شبہ یہ چیز ہر ذبح میں پائی جاتی ہے جیسا کہ ہر دباغت سے پاک ہوجاتا ہے خواہ مجوسی ہی دباغت کرے لہٰذا ظاہر حکم وہی ہے جس کو قاضی خان نے بیان کیا ہے، اس کو محفوظ کرو۔ ہوسکتا ہے جس قول کی تصحیح تنویر، دُرر اور قُنیہ نے کی وہ بھی قیاس کے موافق اور قواعد کے مطابق ہو۔ اسی کو اکمل، کمال اور ابن کمال نے عنایہ، فتح اور ایضاح میں اختیار کیا ہے۔ حاصل یہ کہ صحیح شدہ یہ دونوں قول ہیں ایک قیاس وقاعدہ کے زیادہ قریب ہے اور دوسرا آسانی کا باعث ہے اپنے طور پر جسے چاہو پسند کرو مگر احتیاط بہتر ہے۔

واگر ازینہم گرزیم وگیریم کہ ذابح معاذ اللہ مرتد شد وذبیحہ بجمیع اجزائہا نجس گشت بریں تقدیر نیز دباغت راموجب طہارت ندانستن جہل عظیم وباطل باجماع ائمہ ماست فقد قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایما اھاب دبغ فقد طھر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (مسند امام احمد بن حنبل عن ابن عباس بیروت ۱/۲۱۹)

اور اگر ہم اس کو بھی درگزر کریں اور تسلیم کرلیں کہ ذابح معاذ اللہ مرتد ہے اور ذبیحہ کے چمڑے سمیت تمام اجزاء ناپاک ہیں تب بھی دباغت کے عمل سے چمڑے کو پاک نہ ماننا جہالت ہے اور باطل ہے کیونکہ اس پر تمام ائمہ کا اجماع ہے اور خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ہر چمڑا رنگنے سے پاک ہوجاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(الفتاوی الرضویۃ، ج ۳، ص ۲۶۷)

65- وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا بِمَاءٍ مِّنْ قِرْبَةٍ عِنْدَ امْرَأَةٍ فَقَالَتْ اِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ اَلَيْسَ قَدْ دَبَغْتِهَا قَالَتْ بَلٰى قَالَ دِبَاغُهَا ذَكَاتُهَا. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

(مسند احمد' جلد5 صفحہ 7) (نسائی 'کتاب الفرع والعتیرۃ' باب جلود المیتۃ' جلد2 صفحہ190)

حضرت سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہما روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مشکیزے سے پانی منگایا جو ایک عورت کے پاس تھا تو اس نے عرض کیا یہ مشکیزہ مردار (کے چمڑے سے بنا ہوا) ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے اس کو دباغت نہیں دی تھی؟ اس نے کہا کیوں نہیں تو آپ نے فرمایا اس کی دباغت ہی اسے پاک کرنے والی ہے۔ اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:
آپ صحابی ہیں، شام کے رہنے والے۔ بعض لوگوں نے محبق کی ب کو زیر پڑھا ہے مگر صحیح فتح ہے۔ آپ سے خواجہ حسن بصری وغیرہ نے روایت لی ہیں۔
تبوک مدینہ منورہ اور شام کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے، غزوۂ تبوک ۹ھ میں ہوا یہ حضور کا آخری با قاعدہ غزوہ ہے۔
ان لوگوں نے اپنے خیال میں اس مشک کو ناپاک خیال کیا ہوا تھا اور اس کا پانی پیتے نہ تھے بلکہ گارے وغیرہ میں استعمال کرتے تھے۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ یہ پکنے سے پاک ہو چکی ہے اس کا پانی پینا جائز ہے۔
(مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۴۸۰)

66-وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُكَيْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَتَبَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ وَفَاتِهٖ بِشَهْرٍ اَنْ لَّا تَنْتَفِعُوْا مِنَ الْمَيْتَةِ بِاِهَابٍ وَّلَا عَصَبٍ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَهُوَ مَعْلُوْلٌ بِالْاِنْقِطَاعِ وَالْاِضْطِرَابِ.

حضرت عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے ایک مہینے پہلے ہماری طرف یہ بات لکھ کر بھیجی کہ تم مردار کے چمڑے اور پٹھوں سے نفع نہ اٹھاؤ۔ اس حدیث کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا اور یہ حدیث انقطاع اور اضطراب کی وجہ سے مضطرب ہے۔

(ابوداؤد' کتاب اللباس' باب فی أهب المیتة' جلد2صفحه 214) (ترمذی' ابواب اللباس' باب ما جاء فی جلود المیتة اذا دبغت' جلد 1 صفحه 303) (نسائی' کتاب الفرع والعتیرة' باب ما یدبغ به جلود المیتة' جلد2صفحه 191) (ابن ماجة' کتاب اللباس' باب من کان لا ینتفع من المیتة باهاب ولا عصب' صفحه 266) (مسند احمد جلد4 صفحه 310)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:
آپ تابعین میں سے ہیں کہ حضور کا زمانہ پایا مگر ملاقات نہ کر سکے، قبیلہ بنی باہلہ سے ہیں یا جہنیہ سے، حضرت عمر فاروق، ابن مسعود، حضرت حذیفہ سے ملاقات ہے، کوفہ میں قیام رہا۔
کچی کھال کو اہاب کہتے ہیں اور پکی کو جلد۔ مردار کی کچی کھال بھی نجس ہے اور پٹھا بھی کہ نہ اس سے نفع لینا جائز نہ اس کی تجارت حلال۔ پکانے اور خشک کرنے کے بعد سب کچھ جائز ہے کہ مردار کا سینگ، ناخن وغیرہ جن میں زندگی کا اثر نہیں ہوتا اور جن کے کاٹنے سے اسے تکلیف بھی نہیں ہوتی ان سے نفع اٹھانا مطلقاً جائز ہے، یہی تمام آئمہ کا مذہب ہے۔
(مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۴۷۷)

بَابُ اٰنِيَةِ الْكُفَّارِ

67۔عَنْ اَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا بِاَرْضِ قَوْمٍ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اَفَنَاْكُلُ فِيْ اٰنِيَتِهِمْ فَقَالَ لَا تَاْكُلُوْا فِيْهَا اِلَّآ اَنْ لَّا تَجِدُوْا غَيْرَهَا فَاغْسِلُوْهَا وَكُلُوْا فِيْهَا۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

کفار کے برتنوں کا بیان

حضرت ابوثعلبہ خشنی سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ہم لوگ سفر والے ہیں یہود اور عیسائیوں اور مجوسیوں پر گزرتے ہیں تو ان کے برتنوں کے سوا اور برتن نہیں پاتے فرمایا اگر ان کے علاوہ نہ پاؤ تو انہیں پانی سے دھولو پھر اس میں کھاؤ پیو اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے۔

(بخاری'کتاب الذبائع' باب آنیۃ المجوس والمیتۃ' جلد2صفحہ 826) (مسلم'کتاب الصید' باب الصید بالکلاب المعلمۃ' جلد2صفحہ146)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی میں اور میرے قبیلہ والے لوگ اکثر سفر میں رہتے ہیں اور ہم کو اکثر یہ واقعات پیش آتے ہیں جو عرض کر رہے ہیں۔

یہ حکم احتیاطی ہے، چونکہ یہود و نصاریٰ اپنے برتنوں میں سوّر و شراب استعمال کرتے ہیں پھر باقاعدہ انہیں پاک نہیں کرتے اس لیے اس احتیاط کا حکم دیا گیا۔فتویٰ یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ بلکہ مشرکین کے برتن ان کے پکائے ہوئے کھانے پاک ہیں جب تک کہ ہم کو انکے ناپاک ہونے کا علم نہ ہو شریعت ظاہر پر ہے۔آج ولایتی دوائیں، گھی اور بہت سی قسم کے بسکٹ، چاکلیٹ وغیرہ ولایت سے بن کر آتی ہیں، مسلمان عموماً استعمال کرتے ہیں، یوں ہی ولایتی دودھ بلکہ ولایتی ڈبوں کا گوشت یہ سب کچھ شرعاً پاک و حلال ہیں کیونکہ ان کے ناپاک ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔تقویٰ یہ ہے کہ ان کے کھانے سے پرہیز کرے، یوں ہی ولایتی کپڑے پاک ہیں ان کا دھونا لازم نہیں۔حضرات صحابہ کرام بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے ہدیۃً بھیجے ہوئے کپڑے استعمال فرمائے، ان میں نمازیں پڑھیں یہ سب فتویٰ ہے یہاں تقویٰ کی تعلیم ہے اور یہ امر استحبابی ہے۔(مراۃ المناجیح ج ۵ ص ۹۸۰)

بَابُ اٰدَابِ الْخَلَاءِ

68۔عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَتَيْتُمُ الْغَآئِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا بِبَوْلٍ وَّلَا بِغَآئِطٍ وَّلٰكِنْ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا۔ رَوَاهُ

بیت الخلاء کے آداب کا بیان

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم قضائے حاجت کے لئے آؤ تو پیشاب اور پاخانہ کرتے وقت نہ تم قبلہ کی طرف منہ کرو اور نہ ہی پیٹھ کرو

اَلْجَمَاعَةُ۔

لیکن تم مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرو اس حدیث کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

(بخاری' کتاب الوضوء' باب لا تستقبل القبلة...الخ' جلد 1 صفحہ 26) (مسلم' کتاب الطهارة' باب الاستطابة' جلد 1 صفحہ 130) (ابوداؤد' کتاب الطهارة' باب کراهية استقبال القبلة عند...الخ' جلد 1 صفحہ 3) (ترمذی' ابواب الطهارات' باب فی النهی عن استقبال القبلة...الخ' جلد 1 صفحہ 8) (نسائی' کتاب الطهارة' باب استدبار القبلة عند الحاجة' جلد 1 صفحہ 10) (ابن ماجه' ابواب الطهارة' باب النهی عن استقبال القبلة بالغائط والبول' صفحہ 27) (ترمذی' ابواب الطهارة' باب فی النهی عن استقبال القبلة بغائط او بول' جلد 1 صفحہ 8) (مسند احمد جلد 5 صفحہ 421)

شرح: مُفَسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

آپ کا نام خالد ابن زید ہے، انصاری ہیں، خزرجی ہیں، بیعت عقبہ میں موجود تھے، تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے، حضور نے ہجرت کے دن اولاً انہی کے گھر قیام فرمایا، صحابہ رضی اللہ عنھم کے اختلاف کے وقت حضرت علی مرتضی کے ساتھ تمام جنگوں میں شامل رہے، یزید ابن معاویہ کی سرکردگی میں جو روم پر جہاد ہوئے ان میں آپ غازیانہ شان سے شامل تھے، قسطنطنیہ پر حملہ کے وقت بیمار ہوگئے، وصیت کی کہ اس جہاد میں میری میت اپنے ساتھ رکھنا، اور قسطنطنیہ فتح ہوجائے تو مجاہدین کے قدموں کے نیچے مجھے دفن کرنا، چنانچہ آپ قسطنطنیہ کی فصیل کے نیچے مدفون ہیں، آپ کی قبر زیارت گاہ خواص وعام ہے، بیماران کی قبر کی مٹی سے شفا پاتے ہیں۔ (مرقاۃ و اکمال)

یعنی پیشاب پاخانہ کے وقت قبلہ کو منہ یا پیٹھ کرنا حرام ہے۔ چونکہ مدینہ منورہ میں قبلہ جانب جنوب ہے اور شام یعنی بیت المقدس جانب شمال، وہاں کے لحاظ سے فرمایا گیا کہ شرق یا غرب کو منہ کرلو۔ چونکہ ہمارے ہاں قبلہ جانب مغرب ہے لہٰذا ہم لوگ جنوب یا شمال کو منہ کریں گے۔ خیال رہے کہ اس حدیث میں جنگل یا آبادی کی کوئی قید نہیں۔ بہرحال کعبہ کو منہ یا پیٹھ کرکے استنجا کرنا حرام ہے۔ حنفیوں کا یہی مذہب ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۳۱۸)

69۔ وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَقَدْ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ اَوْ اَنْ نَّسْتَنْجِيَ بِالْيَمِيْنِ اَوْ اَنْ نَّسْتَنْجِيَ بِاَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ اَحْجَارٍ اَوْ اَنْ نَسْتَنْجِيَ بِرَجِيْعٍ اَوْ بِعَظْمٍ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ (مسلم' کتاب الطهارة' باب الاستطابة' جلد 1 صفحہ 130)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ ہم پیشاب پاخانہ کے وقت قبلہ کو منہ کریں یا داہنے ہاتھ سے استنجاء کریں یا تین پتھروں سے کم سے استنجاء کریں یا گوبر یا ہڈی سے استنجاء کریں اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

شرح: مُفَسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے، ایران کے شہر اصفہان کے مضافات میں بستی "جی" کے رہنے والے تھے، دین کی تلاش میں پھرتے تھے، ۱۴ جگہ فروخت ہوئے، یہاں تک کہ جوئندہ یابندہ حضور تک مدینہ میں پہنچ گئے۔ ساڑھے تین سو ۳۵۰ سال عمر پائی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تابعی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، ۳۵ھ مقام مدائن میں وفات پائی۔ (مرقاۃ) بعض مورخین نے لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں سے آپ نے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف کریمہ سنے تو آپ کی تلاش میں نکلے۔

خیال رہے کہ قبلہ کو منہ کرکے پیشاب پاخانہ کرنا مکروہ تحریمہ ہے، داہنے ہاتھ سے چھوٹا یا بڑا استنجاء مکروہ تنزیہی، اور تین ڈھیلے بڑے استنجے کے لیے عام حالات میں مستحب ہے، اگر اس سے کم وبیش میں صفائی ہو تو کرلے۔ یہی مذہب حنفی ہے، امام شافعی کے یہاں تین ڈھیلے واجب ہیں۔

کیونکہ ہڈی جنات کی غذا ہے اور گوبر ان کے جانوروں کی، نیز گوبر خود نجس ہے، تو اس سے پاکی کیسے حاصل ہوگی اور ہڈی کہیں نوکیلی کہیں چکنی ہوتی ہے، چکنی طرف سے صفائی نہ ہوگی نوک کی طرف سے زخم کا اندیشہ ہے۔

(مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۳۲۰)

70-عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا جَلَسَ اَحَدُكُمْ عَلٰى حَاجَتِهٖ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ (مسلم' کتاب الطھارۃ' باب الاستطابۃ' جلد1 صفحہ 131)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی قضاء حاجت کے لئے بیٹھے تو ہرگز وہ منہ قبلہ کی طرف نہ کرے اور نہ ہی پیٹھ کرے۔ اسے امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

شرح: مفسرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

جنگل میں ہو یا آبادی میں، آڑ میں ہو یا کھلے میدان میں۔ بہر حال کعبے کو منہ یا پیٹھ کرکے پیشاب پاخانہ نہ کرو۔ یہ حدیث امام اعظم کی کھلی ہوئی دلیل ہے چونکہ اس میں کسی جگہ کی کوئی قید نہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۳۳۱)

71-وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ رَقِيْتُ يَوْمًا عَلٰى بَيْتِ اُخْتِيْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا لِّحَاجَتِهٖ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ میں اپنی بہن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے مکان کی چھت پر چڑھا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ قضاء حاجت کے لئے بیٹھے ہیں۔ شام کی طرف منہ کئے ہوئے اور قبلہ کی طرف پیٹھ کئے ہوئے۔ اس حدیث کو محدثین کی ایک جماعت نے

روایت کیا۔

(بخاری' کتاب الوضوء' باب التبرز فی البیوت' جلد 1صفحہ 27) (مسلم' کتاب الطہارۃ' باب الاستطابۃ' جلد 1 صفحہ 131) (ابوداؤد' کتاب الطہارۃ' باب الرخصۃ فی ذلک' جلد 1 صفحہ 3) (ترمذی' ابواب الطہارۃ' باب ماجاء فی الرخصۃ فی ذلک' جلد 1 صفحہ 9) (نسائی' کتاب الطہارۃ' باب الرخصۃ فی ذلک فی البیوت' جلد 1 صفحہ 10) (ابن ماجہ' ابواب الطہارۃ' باب الرخصۃ فی ذلک فی الکنیف' صفحہ 28) (مسند احمد جلد 2 صفحہ 12)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

اس فرمان میں چند طرح گفتگو ہے: ایک یہ کہ ممانعت کی حدیث میں جنگل یا آبادی کی قید نہیں، مطلق کو اپنے اطلاق پر رکھنا ضروری ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ روایت حضور کا ایک فعل شریف بیان کر رہی ہے اور جب فعل وقول میں، نیز ممانعت اور اباحت میں تعارض معلوم ہو تو حدیث قولی کو فعلی پر اور ممانعت کو اباحت پر ترجیح ہوتی ہے، کیونکہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعض افعال کریمہ آپ کی خصوصیت سے ہوتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ حضور کا یہ فعل شریف ممانعت سے پہلے کا ہوگا، لہٰذا یہ منسوخ ہے اور ممانعت کی حدیث ناسخ۔ تیسرے یہ کہ حضرت عبداللہ ابن عمر کو دیکھنے میں غلطی لگی حضور تھوڑا سا قبلہ سے ہٹے ہوں گے جسے جلدی میں ابن عمر نہ دیکھ سکے، کیونکہ ایسے موقعہ پر انسان جلد ہی آنکھیں بند کر کے لوٹ جاتا ہے تحقیق اور غور سے دیکھتا نہیں۔ چوتھے یہ کہ صحابہ کرام کا بھی یہی مذہب تھا کہ آبادی میں بھی اس رخ کو پیشاب پاخانہ نہ کریں۔ چنانچہ مسلم، ابوداؤد، احمد، بخاری، نسائی، ابن ماجہ، دارمی اور ترمذی نے حضرت ابوایوب انصاری سے روایت کی کہ جب ہم شام میں پہنچے تو ہم نے وہاں کے پاخانوں کو قبلہ رخ بنا پایا تو ہم استغفار پڑھتے تھے اور ان میں مڑ کر بیٹھتے تھے۔ ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث احسن اور اصح ہے۔ پانچویں یہ کہ قبلہ کے آداب آبادی اور جنگل میں یکساں ہیں۔ قبلہ کی طرف تھوکنا، پاؤں پھیلانا جنگل میں بھی حرام ہے اور بستی میں بھی، تو چاہیئے کہ پیشاب پاخانہ کا حکم بھی دونوں جگہ یکساں ہو۔

(مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۳۱۹)

72۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهٰى نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِبَوْلٍ فَرَاَيْتُهٗ قَبْلَ اَنْ يُّقْبَضَ بِعَامٍ يَّسْتَقْبِلُهَا۔ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ اِلَّا النِّسَائِيَّ وَحَسَّنَهُ التِّرْمِذِيُّ وَنَقَلَ عَنِ الْبُخَارِيِّ تَصْحِيْحَهٗ۔ قَالَ النِّيْمَوِيُّ النَّهْيُ لِلتَّنْزِيْهِ وَفِعْلُهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہمیں اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیشاب کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے سے منع فرمایا پھر میں نے آپ کی وفات سے ایک سال پہلے آپ کو دیکھا کہ آپ قبلہ کی طرف منہ کرتے تھے۔ اس حدیث کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا سوائے امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے

لِلْاِبَاحَةِ اَوْ مَخْصُوْصًا بِهٖ جَمْعًا بَيْنَ الْاَحَادِيْثِ (ابوداؤد' كتاب الطهارة' باب كراهية استقبال القبلة...الخ' جلد1صفحه3) (ترمذي' ابواب الطهارات' باب ما جاء في من الرخصة في ذلك' جلد1صفحه8) (ابن ماجه' ابواب الطهارة' باب الرخصة في ذلك في الكنيف...الخ' صفحه 28) (مسند احمد جلد 3 صفحه360)

حسن قرار دیا اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس کی تصحیح منقول ہے۔اس کتاب کے مرتب محمد بن علی نیموی فرماتے ہیں کہ قبلہ کی طرف منہ کرنے سے نہی کراہت تنزیہہ پر محمول ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قبلہ کی طرف منہ کرنا بیان جواز کے لئے تھا یا یہ آپ کے ساتھ مخصوص تھا تا کہ تمام احادیث میں مطابقت ہو جائے۔

شرح: ہم احناف کے نزدیک: قبلے کی طرف رخ یا پیٹھ کرنا مطلقاً منع ہے، چاہے میدان میں ہو یا بند کمرے میں۔جیسا کہ علامہ علاؤالدین حصکفی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:"پاخانہ یا پیشاب کرتے وقت یا طہارت کرنے میں نہ قبلہ کی طرف منہ ہو نہ پیٹھ اور یہ حکم عام ہے چاہے مکان کے اندر ہو یا میدان میں اور اگر بھول کر قبلہ کی طرف منہ یا پُشت کر کے بیٹھ گیا تو یاد آتے ہی فوراً رُخ بدل دے، اس میں امید ہے کہ فوراً اس کے لئے مغفرت فرما دی جائے۔"

(الدرالمختار ورد المحتار، کتاب الطہارۃ، فصل الاستنجاء، مطلب فی الفرق بین الاستبراء۔۔۔۔۔۔الخ، ج۱،ص۶۰۸)

مزید تفصیل کے لئے فتاوی رضویہ جلد ۴۔۶ کا مطالعہ فرمائیں۔

73-وَعَنْ مَّرْوَانَ الْاَصْفَرِ قَالَ رَأَيْتُ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَاخَ رَاحِلَتَهٗ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ ثُمَّ جَلَسَ يَبُوْلُ اِلَيْهَا فَقُلْتُ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَلَيْسَ قَدْ نُهِيَ عَنْ ذٰلِكَ قَالَ بَلٰى اِنَّمَا نُهِيَ عَنْ ذٰلِكَ فِي الْفَضَاءِ فَاِذَا كَانَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ شَيْءٌ يَّسْتُرُكَ فَلَا بَأْسَ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ. قَالَ النِّيْمَوِيُّ هٰذَا اِجْتِهَادٌ مِّنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَلَمْ يُرْوَ فِي الْبَابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ. (ابوداؤد' كتاب الطهارة' باب كراهية استقبال القبلة' جلد1صفحه3)

حضرت مروان اصفر سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی سواری قبلہ رخ بٹھائی پھر بیٹھ کر اس کی جانب پیشاب کرنے لگے میں نے کہا اے ابوعبدالرحمان کیا اس کی ممانعت نہیں ہے فرمایا کہ اس سے جنگل میں منع کیا گیا ہے مگر جب تمہارے اور قبلہ کے درمیان کوئی چیز آڑ کرے تو کوئی مضائقہ نہیں۔اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔محمد بن علی نیموی فرماتے ہیں۔یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اجتہاد ہے اور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس بارے میں کچھ بھی مروی نہیں ہے۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:
آپ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غلام ہیں، تابعی ہیں، آپ سے ایک دو حدیثیں مروی ہیں۔
ظاہر یہ ہے کہ یہ واقعہ جنگل کا ہے، جیسا کہ جواب سے معلوم ہو رہا ہے، نیز جنگل ہی میں سواری پر بیٹھا جاتا ہے۔
اس سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ عام صحابہ اور تابعین میں یہی مشہور تھا کہ مطلقاً قبلہ رو پیشاب پاخانہ کرنا منع ہے، تب ہی تو اس تابعی کو حضرت ابن عمر کے اس فعل پر تعجب ہوا، لہٰذا یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے۔
یہ حضرت ابن عمر کا اجتہادی فتویٰ ہے۔ یہ جنگل اور بستی کا فرق حدیث مرفوع میں نہیں اور اس فتوے کی وجہ یہ ہے جو اسی باب میں پہلے گزر چکی ہے، ہم وہاں ہی اس پر مکمل گفتگو کر چکے ہیں۔ (مراۃ المناجیح ج۱ ص۲۵۶)

74-وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں۔ ناپاکی اور ناپاکوں سے اسے محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

(بخاری، کتاب الوضوء، باب ما یقول عند الخلاء، جلد 1 صفحہ 26) (مسلم، کتاب الطہارۃ، باب ما یقول اذا اراد الدخول... الخ، جلد 1 صفحہ 163) (ابو داؤد، کتاب الطہارۃ، باب مایقول رجل اذا دخل الخلاء، جلد 1 صفحہ 2) (ترمذی، ابواب الطہارۃ، باب ما یقول اذا دخل الخلاء، جلد 1 صفحہ 7) (نسائی، کتاب الطہارۃ، باب القول عند دخول الخلاء، جلد 1 صفحہ 9) (ابن ماجۃ، ابواب الطہارۃ، باب مایقول اذا دخل الخلاء، صفحہ 26) (مسند احمد جلد 4 صفحہ 369)

75-وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ غُفْرَانَكَ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ اِلَّا النَّسَائِيَّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَاَبُوْ حَاتِمٍ.

امّ المومنین سیّدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے اے اللہ میں تیری بخشش طلب کرتا ہوں۔ اس حدیث کو امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علاوہ اصحاب خمسہ نے روایت کیا اور ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم اور ابو حاتم نے اس کو صحیح قرار دیا۔

(ابو داؤد، کتاب الطہارۃ، باب مایقول اذا خرج من الخلاء، جلد 1 صفحہ 5) (ترمذی، ابواب الطہارات، باب مایقول اذا خرج من الخلاء، جلد 1 صفحہ 7) (ابن ماجہ، ابواب الطہارۃ، باب مایقول اذا خرج من الخلاء، جلد 1 صفحہ 26) (ابن خزیمہ

جلد 1 صفحہ 48' رقم الحدیث:90) (مسند احمد جلد 4 صفحہ 224) (مستدرک حاکم 'کتاب الطہارۃ' باب مایقول اذا خرج من الغائط' جلد 1 صفحہ 158) (صحیح ابن حبان 'کتاب الطہارۃ' جلد 3 صفحہ 299' برقم:1441)

شرح: حقیقتِ شکر کا بیان:

حضرت سیّدُنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی اپنی کتاب لُبابُ الاِحیاء میں لکھتے ہیں:

شکر کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اس بات کو جان لے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے علاوہ کوئی مُنعِم (یعنی نعمت عطا کرنے والا) نہیں، پھر جب تم نے اپنے اعضاء، جسم، روح اور اپنی معاشی ضروریات کے معاملے میں اپنے اوپر اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی نعمتوں کے بارے میں تفصیلاً جان لیا تو تمہارے دِل میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی اس نعمت وفضل پر خوشی پیدا ہوگی جو تجھ پر ہے پھر تم اس کے موجبات کے مطابق عمل بجالاؤ گے اور یہ دل، زبان اور تمام اعضاء کے ذریعے شکر ادا کرنا ہے۔ (لُبابُ الاِحیاء ۳۰۹)

76-وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یُمْسِکَنَّ اَحَدُکُمْ ذَکَرَهٗ بِیَمِیْنِهٖ وَهُوَ یَبُوْلُ وَلَا یَتَمَسَّحْ مِنَ الْخَلَاءِ بِیَمِیْنِهٖ وَلَا یَتَنَفَّسْ فِی الْاِنَاءِ. رَوَاهُ الشَّیْخَانِ.

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی پیشاب کرتے ہوئے دائیں ہاتھ سے اپنا آلہ تناسل نہ پکڑے اور نہ اپنے دائیں ہاتھ سے استنجاء کرے اور نہ برتن میں سانس لے۔ اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

(بخاری 'کتاب الوضوء' باب لا یمسک ذکرہ بیمینہ اذا بال' جلد 1 صفحہ 27) (مسلم 'کتاب الطہارۃ' باب الاستطابۃ' جلد 1 صفحہ 131)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

آپ کا نام حارث ابن ربعی یا ابن نعمان ہے، انصاری ظفری ہیں، بیعت عقبہ اور تمام غزوات میں شامل ہوئے، بدر یا احد میں آپ کی آنکھ نکل پڑی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی جگہ لگا کر اپنا لعاب شریف لگادیا تو دوسری آنکھ سے زیادہ روشن ہوگئی، ابوسعید خدری کے اخیافی یعنی ماں شریکے بھائی ہیں، ستر سال عمر پائی ۵۴ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

بلکہ برتن منہ سے علیحدہ کر کے سانس لے تا کہ تھوک یا رینٹ پانی میں نہ پڑے، نیز سانس میں اندر کی گرمی اور زہریلا مادہ ہوتا ہے جو پانی میں مل کر بیماری پیدا کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ چائے وغیرہ گرم چیز میں پھونکیں مارنا منع ہے۔

کیونکہ داہنا ہاتھ کھانے پینے اور تسبیح وتہلیل شمار کرنے کے لیے ہے، لہٰذا اسے گندے کام میں استعمال نہ کرے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ اسی طرح زبان وآنکھ وکان کو گناہوں میں استعمال نہ کرے کہ یہ چیزیں اللہ کا ذکر کرنے

قرآن دیکھنے وسننے کے لیے ہیں۔ (مرآۃ المناجیح ج۱ص ۳۲۴)

77-وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اتَّقُوا اللَّعَّانَیْنِ قَالُوْا وَمَا اللَّعَّانَانِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الَّذِیْ یَتَخَلّٰی فِیْ طَرِیْقِ النَّاسِ اَوْ فِیْ ظِلِّھِمْ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔ (مسلم' کتاب الطھارۃ' باب الاستطابۃ' جلد1صفحہ132)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ۲ لعنتی کاموں سے بچو صحابہ رضی اللہ عنھم نے عرض کیا یارسول اللہ لعنتی کام کون سے ہیں، فرمایا وہ جو لوگوں کی راہ یا سایہ کی جگہ پر پاخانہ کرے۔ اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی جن دو کاموں کی وجہ سے لوگ کرنے والے کو طعن لعن کرتے ہیں ان سے پرہیز کرو۔

یعنی راستہ عام طور پر جہاں مسلمانوں کا گزرگاہ ہو وہاں پاخانہ نہ کرو، یوں ہی جس سایہ میں لوگ دھوپ کے وقت عموماً بیٹھتے لیٹتے ہوں وہاں نہ کرو کہ اس سے رب تعالیٰ بھی ناراض ہوتا ہے، لوگ بھی برا کہتے ہیں۔ لہٰذا یہ حدیث اس روایت کے خلاف نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نخلستان میں حاجت قضا فرمائی کیونکہ وہ جگہ لوگوں کے آرام کی نہ تھی۔ مرقاۃ نے فرمایا کہ پانی کے گھاٹ اور گزرگاہ عوام پر پاخانہ نہ کرے اور کسی کی ملک زمین میں اس کی بغیر اجازت نہ کرے۔

(مرآۃ المناجیح ج۱ص ۳۲۳)

78-وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدْخُلُ الْخَلَاءَ فَاَحْمِلُ اَنَا وَغُلَامٌ اِدَاوَۃً مِّنْ مَّاءٍ وَّعَنَزَۃً یَّسْتَنْجِیْ بِالْمَاءِ۔ رَوَاہُ الشَّیْخَانِ۔

حضرت انس سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پاخانہ جاتے تو میں اور ایک لڑکا پانی کا برتن اور برچھا لیتے آپ پانی سے استنجاء کرتے تھے۔ اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

(بخاری' کتاب الوضوء' باب حمل العنزۃ...الخ' جلد 1صفحہ 27) (مسلم' کتاب الطھارۃ' باب الاستطابۃ' جلد1صفحہ132)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

وہ دوسرے صاحب حضرت ابن مسعود تھے یا ابوہریرہ یا بلال رضی اللہ عنہم جن کے ذمہ یہ خدمات تھیں، پانی سے تو آپ ڈھیلوں کے بعد استنجاء کرتے تھے اور برچھے سے یا زمین سے ڈھیلا نکالتے، یا پیشاب کے لئے جگہ نرم کرتے تھے، یا پیشاب کے بعد وضو کرتے، پھر برچھے کو سترہ بنا کر دو نفل وضو کے پڑھتے تھے۔ اب بعض بزرگوں کے ساتھ گولے دالا عصاء رہتا ہے انہی مصلحتوں سے اس کا ماخذ یہی حدیث ہے۔ (مرآۃ المناجیح ج۱ص ۳۲۳)

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْبَوْلِ قَآئِمًا

کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کے متعلق وارد شدہ روایات کا بیان

79-عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَالَ قَآئِمًا فَلَا تُصَدِّقُوْهُ مَا كَانَ يَبُوْلُ اِلَّا جَالِسًا۔ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ اِلَّا اَبَا دَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں جو تمہیں یہ خبر دے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکر پیشاب کرتے تھے تو اسے سچا نہ مانو آپ بیٹھ کر ہی پیشاب کرتے تھے۔ اس حدیث کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا ہے سوائے ابو داؤد کے اور اس کی سند حسن ہے۔

(ترمذی' ابواب الطھارات' باب النھی عن البول قائما' جلد 1 صفحہ 9) (نسائی' کتاب الطھارۃ' باب البول فی البیت جالسًا' جلد 1 صفحہ 11) (ابن ماجہ' ابواب الطہارۃ' باب فی البول قاعدا' صفحہ 26) (مسند احمد جلد 6 صفحہ 192)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

ام المؤمنین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ کا ذکر فرما رہی ہیں۔ یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں کبھی کھڑے ہوکر پیشاب نہ کیا ورنہ ایک آدھ بار عذراً کھڑے ہوکر پیشاب کیا ہے، لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں۔

(مراۃ المناجیح ج ا ص ۳۴۹)

80-وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَآئِمًا ثُمَّ دَعَا بِمَآءٍ فَجِئْتُهُ بِمَآءٍ فَتَوَضَّأَ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قوم کے کوڑا ڈالنے کی جگہ تشریف لائے اور کھڑے ہوکر پیشاب کیا پھر پانی منگوایا تو میں پانی لے کر آیا تو آپ نے وضو فرمایا۔ اس حدیث کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

(بخاری' کتاب الوضوء' باب البول قائما وقاعدًا' جلد 1 صفحہ 35) (مسلم' کتاب الطھارۃ' باب المسح علی الخفین' جلد 1 صفحہ 133) (ابوداؤد' کتاب الطھارۃ' باب البول قائما' جلد 1 صفحہ 4) (ترمذی' ابواب الطھارات' باب ما جاء من الرخصۃ فی ذلک' جلد 1 صفحہ 9) (نسائی' کتاب الطھارۃ' باب الرخصۃ فی البول فی الصحراء' جلد 1 صفحہ 11) (ابن ماجہ' ابواب الطھارۃ' باب ما جآء فی البول قاعدًا' صفحہ 26) (مسند احمد جلد 5 صفحہ 382)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یا تو وہاں بیٹھنے کی جگہ نہ تھی کیونکہ کوڑی پر ہر جگہ نجاست ہی ہوتی ہے، یا پاؤں شریف میں زخم، یا پیٹھ میں درد تھا جس

کے لیے کھڑے ہوکر پیشاب کرنا مفید تھا۔ اطباء کہتے ہیں کہ کھڑے ہوکر انگارے پر پیشاب کرنا ستر بیماریوں کا علاج ہے۔ (مرقاۃ، اشعۃ اللمعات) خیال رہے کہ اس موقع پر سرکار اونچی جگہ کھڑے ہوئے ہوں گے جس سے پیشاب کی چھینٹوں سے محفوظ رہے ہوں۔ (مراۃ المناجیح ج ا ص ۳۴۸)

81-وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَا بُلْتُ قَائِمًا مُنْذُ اَسْلَمْتُ. رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رِجَالُهُ ثِقَاتٌ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب سے میں اسلام لایا میں نے کبھی بھی کھڑے ہوکر پیشاب نہیں کیا۔ اس حدیث کو بزار نے روایت کیا اور ہیثمی نہ کہا ہے کہ اس کے رجال ثقہ ہیں۔

(کشف الاستار عن زوائد البزار' جلد 1 صفحہ 130' رقم الحدیث: 244) (مجمع الزوائد' کتاب الطہارۃ' باب البول قائما' جلد 1 صفحہ 206)

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْبَوْلِ الْمُنْتَقَعِ

جمع کیے ہوئے پیشاب کے متعلق وارد شدہ روایات کا بیان

82-عَنْ بَكْرِ بْنِ مَاعِزٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْقَعُ بَوْلٌ فِيْ طَسْتٍ فِي الْبَيْتِ فَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ بَوْلٌ مُّنْتَقَعٌ وَّلَا تَبُوْلَنَّ فِيْ مُغْتَسَلِكَ. رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ اِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(مجمع الزوائد' کتاب الطہارۃ' باب ما نہی عن التخلی فیہ نقلًا عن الطبرانی' جلد 1 صفحہ 204)

حضرت بکر بن ماعز رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن یزید کو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی برتن میں گھر کے اندر پیشاب جمع نہ کیا جائے کیونکہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں پیشاب جمع کیا گیا ہو اور تم ہرگز اپنے غسل خانے میں پیشاب نہ کرو۔ اس حدیث کو امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اوسط میں بیان فرمایا اور علامہ ہیثمی نے کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے۔

83-وَعَنْ اُمَيْمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ عَنْ اُمِّهَا قَالَتْ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدَحٌ مِّنْ عِيْدَانٍ تَحْتَ سَرِيْرِهٖ كَانَ يَبُوْلُ فِيْهِ بِاللَّيْلِ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَاِسْنَادُهٗ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ.

امیمہ بنت رقیقہ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لکڑی کا پیالہ تھا جو آپ کے تخت کے نیچے رکھا رہتا تھا جس میں رات کو پیشاب کرتے تھے اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ' نسائی رحمۃ اللہ علیہ' ابن حبان اور حاکم نے روایت کیا ہے اور

اس کی سند قوی نہیں ہے۔

(ابوداؤد' کتاب الطھارۃ' باب فی الرجل یبول لیلاً' جلد 1 صفحہ 5) (نسائی' کتاب الطھارۃ' باب البول فی الاناء' جلد 1 صفحہ 14) (مستدرک حاکم' کتاب الطھارۃ' باب البول فی القدح باللیل' جلد 1 صفحہ 167) (صحیح ابن حبان' کتاب الطھارۃ' جلد 3 صفحہ 293' برقم: 1423)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

آپ صحابیہ ہیں، آپ کے والد کا نام عبداللہ اور ماں کا نام رقیقہ ہے، یا حضور کی پھوپھی ہیں یعنی آپ کے والد کی ماں شریکی ہمشیرہ یا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا کی بہن، اور ہوسکتا ہے کہ یہ دونوں رشتے ہوں۔

عیدان یا عود کی جمع ہے۔ (بمعنی لکڑی) یا عیدانیۃ کی، بمعنی درخت کھجور۔ سرکار اکثر زمین پر سوتے تھے (صلی اللہ علیہ وسلم) اور کبھی تخت پر بھی، پائتی کی طرف یہ پیالہ رہتا تھا تاکہ پیشاب کے لیے سردی وغیرہ میں باہر نہ جانا پڑے۔

(مرآۃ المناجیح ج ۱ ص ۲۴۶)

بَابُ مُوْجِبَاتِ الْغُسْلِ

غسل کو لازم کرنیوالی چیزوں کا بیان

84۔عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ فِي الْمَذْيِ الْوُضُوْءُ وَمِنَ الْمَنِيِّ الْغُسْلُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ مجھے مذی بہت زیادہ آتی تھی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا مذی میں وضوء ہے اور منی میں غسل۔ اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابن ماجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور (ترمذی نے اسے) صحیح قرار دیا۔

(ترمذی' ابواب الطھارات' باب ماجاء فی المنی والمذی' جلد 1 صفحہ 31) (ابن ماجۃ' ابواب الطھارۃ' باب الوضوء من المذی' صفحہ 39) (مسند احمد جلد 1 صفحہ 87)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

حضرت علی مرتضیٰ کا یہ سوال حضرت مقداد کے ذریعہ تھا بلا واسطہ نہ تھا جیسا کہ پہلے گزر چکا، لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں۔ منی ومذی میں یہ فرق ہے کہ منی شہوت توڑ دیتی ہے۔ اور مذی بڑھا دیتی ہے۔، نیز منی دودھ کی طرح سفید اور گاڑھی لیسدار ہوتی ہے اور مذی پیشاب کی طرح مگر لیسدار۔ (مرآۃ المناجیح ج ۱ ص ۲۹۹)

85۔وَعَنْ أَبِي سَعِيْدٍ نِالْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّمَا

حضرت ابوسعید سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانی پانی سے ہی ہے۔

اَلْمَآءُ مِنَ الْمَآءِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(مسلم' کتاب الحیض' باب بیان ان الجماع...الخ' جلد 1 صفحہ 155)

شرح: مُفَسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یعنی غسل کرنا منی نکلنے سے ہی واجب ہے جب کہ شہوت سے ہو۔

یعنی اگر چہ حدیث صحبت کے متعلق ہے تب تو منسوخ ہے اسکی ناسخ ابوہریرہ کی گزشتہ حدیث ہے، نیز وہ حدیث جو آگے آرہی ہے۔ اور اگر احتلام کے بارے میں ہے تو محکم ہے کہ اب بھی احتلام میں انزال کے بغیر غسل واجب نہیں۔ اس کا ذکر اگلی حدیث میں بھی آرہا ہے۔ (مراۃ المناجیح ج۱ص۲۱۰)

86-وَعَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَانَبِيَّ اللّٰهِ اِنِّيْ كُنْتُ مَعَ اَهْلِيْ فَلَمَّا سَمِعْتُ صَوْتَكَ اَقْلَعْتُ فَاغْتَسَلْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَآءُ مِنَ الْمَآءِ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ اِسْنَادُهُ حَسَنٌ۔

حضرت عتبان بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اپنی بیوی کے ساتھ تھا پس جب میں نے آپ کی آواز سنی تو میں اس سے الگ ہوگیا۔ پھر غسل کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا پانی پانی سے ہے اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا اور ہیثمی نے کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے۔

(مسند احمد جلد 2 صفحہ 342) (مجمع الزوائد' کتاب الطھارۃ' باب فی قولہ الماء من الماء' جلد 1 صفحہ 264)

87-وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْاَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ و زاد مسلم واحمد وان لم ينزل۔

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی عورت کے چاروں شانے کے درمیان بیٹھے پھر کوشش کرے تو غسل واجب ہوگیا اگر چہ انزال نہ ہو اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے اور امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام احمد رحمۃ علیہ نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ اگر چہ اسے انزال نہ ہو۔

(بخاری' کتاب الغسل' باب اذا التقی الختانان...الخ' جلد 1 صفحہ 43) (مسلم' کتاب الحیض' باب بیان ان الجماع...الخ' جلد 1 صفحہ 156) (مسند احمد جلد 2 صفحہ 347)

شرح: مُفَسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

اس کی شرح وہ حدیث ہے جس میں فرمایا گیا کہ جب ختنہ ختنہ میں غائب ہوجائے تو غسل واجب ہے، وہی یہاں مراد ہے یعنی جب مشتہات عورت سے صحبت کی جائے اور حشفہ غائب ہوجائے تو غسل واجب ہوگیا۔ چار شاخوں سے چار ہاتھ پاؤں مراد ہیں، اور بیٹھنے کا ذکر اتفاقاً ہے، ورنہ جس صورت سے بھی صحبت ہو غسل واجب ہے۔ بہت چھوٹی غیر مشتہات بچی اور جانور سے صحبت کرنے میں انزال شرط ہے بغیر انزال غسل واجب نہیں۔ (مراۃ المناجیح ج۱ ص ۴۰۹)

88-وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَعَدَ بَيْنَ شِعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ مَسَّ الْخِتَانَ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَّالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ

ام المومنین سیّدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھ جائے۔ پھر شرمگاہ شرمگاہ سے مل جائے تو غسل واجب ہوجاتا ہے۔ اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے صحیح قرار دیا۔

(مسلم' کتاب الحیض' باب بیان ان الجماع... الخ' جلد1 صفحہ 156) (ترمذی' ابواب الطہارات' باب ما جاء اذا التقی الختانان... الخ' جلد1 صفحہ30) (مسند احمد جلد6 صفحہ 47' جلد6 صفحہ 112)

89-وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِذٍ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ مُّعَاذَ بْنَ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَمَّا يُوْجِبُ الْغُسْلَ مِنَ الْجِمَاعِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ وَعَنْ مَّا يَحِلُّ مِنَ الْحَائِضِ فَقَالَ مُعَاذٌ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ وَأَمَّا الصَّلٰوةُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَتَوَشَّحْ بِهِ وَأَمَّا مَا يَحِلُّ مِنَ الْحَائِضِ فَإِنَّهُ يَحِلُّ مِنْهَا مَا فَوْقَ الْإِزَارِ وَاسْتِعْفَافُهُ عَنْ ذٰلِكَ أَفْضَلُ۔ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ إِسْنَادُ هٰذَا حَسَنٌ۔ (المعجم الکبیر جلد20 صفحہ 100' رقم الحدیث: 194) (مجمع الزوائد' کتاب الطہارۃ' باب فی

حضرت عبدالرحمٰن بن عائذ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ان چیزوں کے بارے میں پوچھا جو جماع میں غسل کو لازم کرتی ہیں اور ایک کپڑے میں نماز کے بارے میں پوچھا اور حائضہ سے کتنا (نفع) حلال ہے تو حضرت معاذ نے فرمایا میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا جب ختنہ کی جگہ ختنہ کی جگہ سے تجاوز کر جائے تو غسل واجب ہوجاتا ہے اور بہرحال ایک کپڑے میں نماز پڑھنا تو اسے بغل سے نکال کر کندھے پر ڈال دے اور جہاں تک حائضہ سے نفع اٹھانے کے حلال ہونے کا تعلق ہے تو اس سے ازار کے اوپر سے نفع اٹھانا حلال ہے اور

قوله الماء من الماء' جلد 1 صفحہ 267)

اس سے بھی بچنا افضل ہے۔ اس حدیث کو امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے معجم کبیر میں بیان کیا اور ہیثمی نے کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے۔

شرح: پانچ اسباب

احناف کے نزدیک غسل فرض ہونے کے پانچ اسباب ہیں: "امیر اہلسنت بانیٔ دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطاؔر قادری مدظلہ العالی نماز کے احکام میں نقل فرماتے ہیں (۱) منی کا اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہو کر عضو سے نکلنا (۲) احتلام یعنی سوتے میں منی کا نکل جانا (۳) شرمگاہ میں حشفہ (سپاری) داخل ہوجانا خواہ شہوت ہو یا نہ ہو، انزال ہو یا نہ ہو، دونوں پر غسل فرض ہے (۴) حیض سے فارغ ہونا (۵) نفاس (یعنی بچہ جننے پر جوخون آتا ہے اس) سے فارغ ہونا" (نماز کے احکام، غسل کا طریقہ، ص ۱۰۷)

90-وَعَنْ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ الْفُتْيَا اللَّتِيْ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ الْمَآءُ مِنَ الْمَآءِ رُخْصَةٌ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ رَخَّصَ بِهَا فِيْ اَوَّلِ الْاِسْلَامِ ثُمَّ اَمَرَنَا بِالْاِغْتِسَالِ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ اٰخَرُوْنَ وَصَحَّحَهُ التِّرْمَذِيُّ.

(ترمذی' ابواب الطهارات' باب ما جاء ان الماء من الماء' جلد 1 صفحہ 31) (مسند احمد جلد 5 صفحہ 115)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ وہ فتویٰ جو لوگ دیتے ہیں کہ پانی پانی سے ہے۔ یہ رخصت تھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں اس کی رخصت دی پھر غسل کرنے کا حکم دیا۔ اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا اور امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو صحیح قرار دیا۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یعنی شروع اسلام میں بغیر انزال صحبت کرنے سے غسل واجب نہ ہوتا تھا، اب حشفہ غائب ہونے سے غسل واجب ہوگا انزال ہو یا نہ ہو۔ مرقات نے فرمایا کہ اسلام میں اول صرف عقیدۂ توحید فرض ہوا، پھر سورۂ مزمل والی نماز یعنی رات کی، پھر پنج گانہ نماز کی فرضیت سے نماز شب کی فرضیت منسوخ ہوگئی، پھر بعد ہجرت روزے اور زکوٰۃ وغیرہ فرض ہوئے۔

(مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۲۲۵)

91-وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَنَّهَا جَآءَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ امْرَاَةُ اَبِيْ طَلْحَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّ اللهَ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ هَلْ عَلَى

سیّدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی سیّدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ حق بات سے حیا نہیں فرماتا کیا

الْمَرْاَةِ مِنْ غُسْلٍ اِذَا هِیَ احْتَلَمَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ اِذَا رَاَتِ الْمَآءَ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

عورت پر غسل واجب ہوگا جب اس احتلام ہو؟ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں جب وہ پانی (منی) دیکھے۔ اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

(بخاری' کتاب الغسل' باب اذا احتلمت المرأۃ' جلد 1 صفحہ 43) (مسلم' کتاب الحیض' باب وجوب الغسل علی المرأۃ...الخ' جلد 1 صفحہ 146)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

آپ کے نام میں اختلاف ہے، کنیت ام سلیم ہے، مالک ابن نضر کے نکاح میں تھیں، ان سے حضرت انس پیدا ہوئے، مالک کے قتل کے بعد ابوطلحہ کے نکاح میں آئیں، اس وقت تک ابوطلحہ مشرک تھے تو آپ نے اس شرط سے نکاح کیا کہ وہ مسلمان ہوجائیں۔

یہ حدیث گزشتہ حدیث کی تفسیر ہے یعنی خواب کی صورت میں بغیر تری دیکھے غسل واجب نہیں خواہ منی ہو یا مذی، کیونکہ کبھی منی پتلے ہونے کی صورت میں مذی محسوس ہوتی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو بیبیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے والی ہوں انہیں احتلام بھی نہیں ہوتا، یعنی رب تعالیٰ انہیں زنا کے خیال سے بھی پاک رکھتا ہے یہ ہے ازواج پاک کی عصمت۔

سبحان اللہ! کیسا حکیمانہ جواب ہے۔ مقصد یہ ہے کہ احتلام کی علت یا احتلام کی وجہ منی ہے اور منی عورت میں بھی ہے، لہٰذا احتلام بھی عورت کو ہونا چاہیئے۔ اور منی کا ثبوت یہ ہے کہ کبھی بچہ ماں کی ہم شکل ہوتا ہے جب ماں کی منی باپ کی منی پر غالب ہو۔ ہاتھ کا خاک میں ملنا بد دعا نہیں بلکہ عرب والے کبھی محبت میں بھی یہ کلمہ بولتے ہیں۔ جیسے اردو میں منڈی، مشٹنڈی، پنجابی میں رڑ جائیں اوتر جائیں وغیرہ۔

یہ اصلی حالت ہے ورنہ کبھی کمزور مرد کی منی پتلی اور کمزور ہوجاتی ہے اور طاقتور عورت کی منی سفید اور گاڑھی، بچہ ماں باپ کی مخلوط منی سے بنتا ہے جس کے اجزاء زیادہ ہوں گے بچہ اس کی جنس سے ہوگا۔ یعنی اگر عورت کی منی کے زیادہ اجزاء ہیں تو لڑکی ہوگی ورنہ لڑکا، اور رحم میں جس کی منی پہلے گرے گی بچہ اس کی شکل پر ہوگا۔ (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۲۱۱)

92- وَعَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيْمٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا سَاَلَتِ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَرْاَةِ تَرٰى فِیْ مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ فَقَالَ لَيْسَ عَلَيْهَا غُسْلٌ حَتّٰى تُنْزِلَ كَمَا اَنَّ الرَّجُلَ

حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس عورت کے بارے میں پوچھا جو خواب میں وہ کچھ دیکھتی ہے جو مرد دیکھتا ہے تو آپ نے فرمایا اس پر غسل نہیں

لَيْسَ عَلَيْهِ غُسْلٌ حَتّٰى يُنْزِلَ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ و ابن ماجة والنسائی وابن ابی شیبة وَاِسْنَادُهُ صَحِیْحٌ۔

جب تک کہ اسے انزال نہ ہوجائے جیسا کہ مرد پر اس وقت تک غسل واجب نہیں ہوتا جب تک اسے انزال نہ ہوجائے۔ اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابن ماجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابن شیبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مسند احمد جلد6صفحہ 409) (ابن ماجة' ابواب الطهارة' باب فی المرأة تری فی منامها... الخ' صفحه 45) (نسائی' کتاب الطهارة' باب غسل المرأة تری فی منامها... الخ' جلد 1 صفحه 42) (مصنف ابن ابی شیبة' کتاب الطهارات' باب فی المرأة تری فی منامها' جلد 1 صفحه 80)

93- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ اَبِیْ حُبَیْشٍ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَسَاَلَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذٰلِكَ عِرْقٌ وَّلَیْسَتْ بِالْحَیْضَةِ فَاِذَا اَقْبَلَتِ الْحَیْضَةُ فَدَعِی الصَّلٰوةَ وَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْتَسِلِیْ وَصَلِّیْ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔ (بخاری' کتاب الوضوء' باب غسل الدم' جلد 1 صفحه 36)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا کو استحاضہ کا خون آتا تھا (یعنی بیماری کا) تو انہوں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا یہ رگ (کا خون) ہے حیض نہیں ہے جب حیض آئے تو نماز چھوڑ دے اور جب حیض ختم ہوجائے تو غسل کر اور نماز پڑھ۔ اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

شرح: مفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

مسئلہ پوچھنے اور دین حاصل کرنے کے لئے، آپ فاطمہ بنت حبیش ابن عبدالمطلب ابن اسد ابن عبدالعزیٰ ابن قصی ابن کلاب ہیں، یہ عبدالمطلب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا نہیں وہ تو عبدالمطلب ابن ہاشم ہیں۔

یعنی رحم کے قرب کی کوئی رگ کھل گئی ہے جس سے یہ خون جاری ہوگیا ہے رحم کا خون نہیں ہے، لہٰذا اس کے احکام حیض ونفاس کے سے نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت عالم سے مسئلہ پوچھنے میں اور عالم مسئلہ بتانے میں شرم نہ کرے ورنہ دین کی تبلیغ کیسے ہوگی۔

یعنی استحاضہ کی بیماری لگنے سے پہلے تمہیں جن تاریخوں میں حیض آتا تھا وہ ہی تاریخیں اب بھی حیض کی مانو، ان میں نماز وغیرہ چھوڑ دو اور ان تاریخوں کے بعد خون استحاضہ کا شمار کرو اور نماز وغیرہ شروع کر دو اور جس عورت کو بالغہ ہوتے ہی

استحاضہ شروع ہوجائے ،حیض کی تاریخیں مقرر نہ ہونے پائیں وہ ہر مہینہ کے اول دس دن حیض شمار کرے اور بیس دن استحاضہ کے کہ اسی میں احتیاط ہے۔یہاں خون دھوڈالنے سے مراد اگر حیض کا خون ہے تب تو دھوڈالنے سے مراد غسل کرنا ہے کیونکہ حیض جانے پر غسل فرض ہے۔اور اگر استحاضہ کا خون مراد ہے تو مطلب یہ ہے کہ اپنے بدن وکپڑے سے استحاضہ کا خون دھوکر پھر وضوکر کے نماز پڑھ لیا کرو۔اس میں غسل واجب نہیں لہٰذا اس پر یہ اعتراض نہیں کہ مستحاضہ حیض کے بعد غسل ضرور کرے گی مگر یہاں صرف خون دھونے کا حکم دیا گیا۔(مراۃ المناجیح ج ا ص ۵۲۳)

بَابُ صِفَةِ الْغُسْلِ

غسل کے طریقہ کا بیان

94- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ ثُمَّ يُفْرِغُ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى شِمَالِهٖ فَيَغْسِلُ فَرْجَهٗ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوْئَهٗ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ يَأْخُذُ الْمَآءَ فَيُدْخِلُ اَصَابِعَهٗ فِيْ اُصُوْلِ الشَّعْرِ حَتّٰى اِذَا رَاٰى اَنْ قَدِ اسْتَبْرَاَ حَفَنَ عَلٰى رَاْسِهٖ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ ثُمَّ اَفَاضَ عَلٰى سَائِرِ جَسَدِهٖ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب غسل جنابت فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو دھونے سے ابتداء کرتے پھر اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے اور اپنی شرم گاہ کو دھوتے پھر نماز کی طرح وضو فرماتے پھر پانی لے کر اپنی انگلیاں (سر کے) بالوں کی جڑوں میں داخل کرتے حتیٰ کہ جب دیکھتے کہ وہ فارغ ہو چکے ہیں تو اپنے سر پر تین چلو پانی ڈالتے۔پھر باقی جسم پر پانی بہاتے۔پھر اپنے دونوں پاؤں کو دھوتے۔اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

(بخاری' کتاب الغسل' باب الوضوء قبل الغسل' جلد 1 صفحہ 39) (مسلم' کتاب الحیض' باب صفة غسل الجنابة' جلد 1 صفحہ 147)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

خیال رہے کہ انبیاء کرام کو احتلام کبھی نہیں ہوتا جیسا کہ طبرانی میں روایت میں ہے ان کی جنابت صرف صحبت سے ہوتی ہے۔یہ ہاتھ کا دھونا وضو سے پہلے ہے کیونکہ وضو کا ذکر آگے آرہا ہے۔چونکہ اس زمانہ میں عموماً بڑے برتن میں ہاتھ ڈال کر پانی لیا جاتا تھا،اس لئے یہاں ہاتھ دھوئے جاتے تھے،نیز ہاتھ میں گندگی کا بھی احتمال ہوتا ہے۔

کہ اگر تختہ وغیرہ پر ہوتے تو پاؤں بھی دھو لیتے اور اگر کچی زمین پر ہوتے تو پاؤں غسل کے بعد دھوتے۔

زلفوں والے آدمی کے لئے اب بھی سنت ہے کہ پہلے زلفوں کا خلال کرے اور سر کو دھوئے،پھر تمام جسم کے ساتھ بھی سر پر پانی ڈالے۔

اس سے معلوم ہوا کہ غسل سے پہلے استنجا کرنا بھی سنت ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ا ص ۴۱۲)

95۔ وَعَنْ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلًا فَسَتَرْتُهُ بِثَوْبٍ وَّصَبَّ عَلٰى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ صَبَّ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى شِمَالِهٖ فَغَسَلَ فَرْجَهٗ فَضَرَبَ بِيَدِهِ الْاَرْضَ فَمَسَحَهَا ثُمَّ غَسَلَهَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَذِرَاعَيْهِ ثُمَّ صَبَّ عَلٰى رَأْسِهٖ وَاَفَاضَ عَلٰى جَسَدِهٖ ثُمَّ تَنَحّٰى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ فَنَاوَلْتُهٗ ثَوْبًا فَلَمْ يَأْخُذْهُ فَانْطَلَقَ وَهُوَ يَنْفُضُ يَدَيْهِ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

(بخاری' کتاب الغسل' باب نفض الیدین من غسل الجنابة' جلد 1 صفحہ 41) (مسلم' کتاب الحیض' باب صفة غسل الجنابة' جلد 1 صفحہ 147)

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غسل کے لئے پانی رکھا۔ پھر میں نے آپ کے سامنے کپڑے سے پردہ کیا اور آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا اور ان کو دھویا۔ پھر آپ نے اپنے دائیں ہاتھ سے اپنے بائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر اپنی شرمگاہ کو دھویا پھر آپ نے اپنا ہاتھ زمین پر مار کر رگڑ کر ملا۔ پھر اسے دھویا پھر کلی کی اور ناک جھاڑا اور اپنا چہرہ اور دونوں بازو دھوئے۔ پھر اپنے سر پر پانی ڈالا اور اپنے جسم پر پانی ڈالا۔ پھر اپنی جگہ سے ہٹ گئے اور اپنے دونوں قدمین شریفین کو دھویا۔ پھر میں نے آپ کو کپڑا پکڑایا تو آپ نے نہیں لیا۔ پھر آپ چلے گئے۔ اس حال میں کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو جھاڑ رہے تھے۔ اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

آپ کا نام میمونہ بنت حارث ہلالیہ عامریہ ہے، پہلے آپ کا نام برہ تھا، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے نام تبدیل فرمایا، زمانہ جاہلیت میں مسعود ابن عمرو ثقفی کے نکاح میں تھیں، اس کے بعد ابورہم کے نکاح میں آئیں، ان کے فوت ہوجانے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذیقعدہ ۷ھ میں عمرۂ قضاء کے موقع پر مکہ معظمہ سے دس میل دور مقام سرف میں آپ سے نکاح کیا، اللہ کی شان کہ ۶۱ھ میں نکاح کی جگہ ہی آپ کی وفات ہوئی، آپ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری بیوی ہیں، جن کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے نکاح نہیں کیا۔ ام الفضل یعنی عبداللہ ابن عباس کی والدہ اور اسماء بنت عمیس کی آپ ہمشیرہ ہیں، یعنی عبداللہ ابن عباس کی خالہ۔

اگرچہ آپ تہبند باندھ کر غسل فرماتے تھے لیکن پھر بھی آپ چادر تان کر سامنے کھڑی ہوگئیں زیادتی ستر کے لیے۔ لہٰذا چاہیے یہ کہ تہبند باندھ کر غسل میں نہائے، بعض نے کہا کہ اس کے معنی ہیں پانی کو ڈھک دیا، مگر یہ درست نہیں۔ (مرقاۃ)

غسل کی ترتیب یہ ہوئی کہ پہلے ہاتھ دھوئے جائیں، پھر استنجاء، پھر وضو کیا جائے، پھر جسم پر بہایا جائے۔ چونکہ کچی زمین پر غسل فرمایا تھا اس لیے وضوء کے ساتھ پاؤں نہ دھوئے بلکہ بعد میں دھوئے اگر پختہ زمین پر غسل ہو تو پاؤں پہلے دھولیے جائیں۔ خیال رہے کہ یہاں مسح سر کا ذکر نہیں یا تو حضور نے مسح کیا ہی نہیں کیونکہ سر کے دھلنے میں مسح بھی ہو جاتا ہے، یا مسح کیا تھا مگر ذکر نہیں لہٰذا یہ حدیث پہلی حدیث کے خلاف نہیں جس میں مسح کا ذکر ہے۔

یا اس لئے کہ کپڑا صاف نہ تھا یا آپ جلدی میں تھے، یا وقت گرمی کا تھا، جسم کی تری اچھی معلوم ہوتی تھی، یا اس لئے کہ غسل و وضو کا پانی نہ پونچھنا افضل۔ بہر حال اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ پونچھنا ممنوع ہے کیونکہ پچھلی روایتوں میں پونچھنے کا ثبوت بھی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وضو اور غسل کے بعد جسم پر جو تری رہ جاتی ہے وہ ماء مستعمل نہیں۔

(مراۃ المناجیح ج ا ص ۴۱۳)

96- وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنِّيْ امْرَاَةٌ اَشُدُّ ضَفْرِ رَاْسِيْ فَاَنْقُضُهُ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ قَالَ لَا اِنَّمَا يَكْفِيْكِ اَنْ تَحْثِيْ عَلٰى رَاْسِكِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ ثُمَّ تُفِيْضِيْنَ عَلَيْكِ الْمَاءَ فَتَطْهُرِيْنَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ (مسلم' كتاب الحيض' باب حكم ضفائر المغتسلة' جلد1 صفحه149)

سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ایک ایسی عورت ہوں جو اپنے بالوں کو مضبوطی سے باندھتی ہوں تو کیا میں غسل جنابت کے لئے نہیں کھولا کروں؟ تو آپ نے فرمایا نہیں تجھے اتنا ہی کافی ہے کہ تو اپنے سر پر تین چلو ڈال۔ پھر اپنے اوپر پانی ڈالو تو پاک ہو جاؤ گی۔ اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا ہے۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

اسی بناء پر فقہاء فرماتے ہیں کہ عورت پر غسل میں سارے بال بھگونا فرض نہیں تمام کی جڑیں بھیگ جانا کافی ہیں۔ اگر مرد کے بال ہوں تو پورے بھگونے پڑیں گے۔ تین بار کی قید یقین حاصل کرنے کے لیے ہے ورنہ اگر ایک لپ سے ہی تمام جڑوں میں پانی پہنچ جائے تو کافی ہے۔ اور اگر تین لپوں میں بھی نہ پہنچے تو ڈالنا ضروری ہے اور اگر اتنے سخت بال بندھے ہوں کہ بغیر کھولے ہوئے تمام کی جڑیں نہ بھیگ سکیں تو کھولنا ضروری ہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ا ص ۴۱۵)

97- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا وَكَانَتْ حَائِضًا اُنْقُضِيْ شَعْرَكِ وَاغْتَسِلِيْ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا جب وہ حالت حیض میں تھیں کہ اپنے بالوں کو کھولو پھر غسل کرو۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(ابن ماجة' ابواب الطهارة' باب في الحائض كيف تغتسل' جلد 1 صفحه 47)

98- وَعَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ بَلَغَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَأْمُرُ النِّسَآءَ اِذَا اغْتَسَلْنَ اَنْ يَنْقُضْنَ رُؤُسَهُنَّ فَقَالَتْ اَفَلاَ يَأْمُرُهُنَّ اَنْ يَحْلِقْنَ رُؤُسَهُنَّ لَقَدْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَآءٍ وَّاحِدٍ وَّمَآ اَزِيْدُ عَلَى اَنْ اُفْرِغَ عَلٰى رَأْسِيْ ثَلاَثَ اِفْرَاغَاتٍ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(مسلم' كتاب الطهارة' باب حكم ضفائر المغتسلة' جلد1 صفحه 150)

حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ام المومنین سیّدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عورتوں کو حکم دیتے ہیں کہ جب وہ غسل کریں تو اپنے سر کے بالوں کو کھولیں تو ام المومنین سیّدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا وہ عورتوں کو یہ حکم کیوں نہیں دیتے کہ وہ اپنے سر (کے بالوں) کو منڈوائیں۔ میں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے اور میں اس پر کچھ اضافہ نہ کرتی کہ اپنے سر پر تین مرتبہ پانی ڈالتی۔ اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

99- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لاَ يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْلِ۔ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غسل کے بعد وضو نہیں فرماتے تھے۔ اس حدیث کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(ابو داؤد' كتاب الطهارة' باب الوضوء بعد الغسل' جلد1 صفحه 33) (ترمذی' ابواب الطهارات' باب فی الوضوء بعد الغسل' جلد1 صفحه 30) (نسائی' كتاب الغسل والتيمم' باب ترك الوضوء بعد الغسل' جلد1 صفحه 73) (ابن ماجة' ابواب الطهارة' باب في الوضوء بعد الغسل' صفحه 43) (مسند احمد جلد6 صفحه 68)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:
کیونکہ غسل سے پہلے وضو فرما لیتے تھے، وہ وضو نماز کے لئے کافی ہوتا تھا، بلکہ اگر کوئی شخص بغیر وضو کئے بھی غسل کرے اور پھر نماز پڑھ لے تو جائز ہے، کیونکہ طہارت کبریٰ کے ضمن میں طہارت صغریٰ بھی ہو جاتی ہے اور بڑے حدث کے ساتھ چھوٹا حدث بھی جاتا رہتا ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ا ص ۳۲۲)

100- وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوْفُ عَلٰى نِسَآئِهِ بِغُسْلٍ

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک ہی غسل کے ساتھ اپنی

وَّاحِدٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ (مسلم' کتاب الغسل' باب جوازنوم الجنب' جلد1صفحہ144)

ازواجِ مطہرات پر چکر لگایا کرتے تھے۔اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی چند بیویوں کے پاس تشریف لے جاتے اور سب سے آخر میں غسل فرماتے۔ظاہر یہ ہے کہ درمیان میں وضو فرماتے ہوں گے۔خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج حضرت خدیجہ، عائشہ، حفصہ، ام حبیبہ، ام سلمہ، سودہ، زینب، میمونہ ام مساکین، جویریہ، صفیہ رضی اللہ عنھن ہیں۔جن میں حضرت خدیجہ کی موجودگی میں کسی سے نکاح نہ فرمایا۔خیال رہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس جنتیوں کی طاقت دی گئی اور ایک جنتی میں سو مردوں کی طاقت ہوگی لہٰذا حضور میں چار ہزار مردوں کی طاقت تھی، نیز آپ کے ذمہ بیویوں کے درمیان عدل واجب نہ تھا اپنی طرف سے عدل فرماتے تھے اسی لیے ایک شب میں تمام ازواج کے پاس تشریف لے گئے ورنہ ہم کو ایک کی باری میں دوسری کے پاس جانا درست نہیں۔بعض نے فرمایا کہ حضور باری والی کی اجازت سے یہ عمل فرماتے ہوں گے مگر یہ درست نہیں۔

(از مرقاۃ وغیرہ)(مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۳۴۲)

101- وَعَنْ اَبِیْ رَافِعٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَافَ عَلٰی نِسَآءِہٖ فِیْ لَیْلَۃٍ فَاغْتَسَلَ عِنْدَ کُلِّ امْرَاَۃٍ مِّنْھُنَّ غُسْلًا فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوِاغْتَسَلْتَ غُسْلًا وَّاحِدًا فَقَالَ ھٰذَا اَطْھَرُ وَاَطْیَبُ. رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُہٗ حَسَنٌ.

(مسند احمد جلد6صفحہ391)

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے غلام حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات پر ایک رات میں چکر لگایا تو ان میں سے ہر زوجہ کے پاس غسل کیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اگر آپ ایک ہی غسل کر لیتے تو آپ نے فرمایا اس سے زیادہ طہارت اور پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

آپ کا نام اسلم ہے کنیت ابو رافع، قبطی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں، بدر کے سوا تمام غزوات میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ رہے۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو انہی نے پہنچائی اور اسی خوشی میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے انہیں آزاد کیا۔ان کے باقی حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

چونکہ ہر دفعہ غسل کے لئے ابو رافع ہی پانی لاتے ہوں گے، اس لئے انہیں اندازے سے پتا لگا کہ آپ ہر بار غسل

جنابت فرمارہے ہیں۔تب یہ سوال کیا اس قسم کے اظہار میں اور مسئلہ پوچھنے میں نہ عقلا کوئی مضائقہ ہے نہ شرعا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر فعل شریف سے مسائل معلوم ہوئے ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ اگر چند بار صحبت کی جائے تو ہر دفعہ نہالینا سنت ہے۔باقی بحث اسی باب میں پہلے گزر چکی۔(مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۴۴۶)

بَابُ حُكْمِ الْجُنُبِ — جنبی کے حکم کا بیان

102- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ فَرْجَهُ وَتَوَضَّأَ وُضُوْءَهُ لِلصَّلٰوةِ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب حالت جنابت میں سونا چاہتے تو اپنی شرمگاہ کو دھوتے اور نماز کی طرح وضو فرماتے۔اس حدیث کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

(بخاری' کتاب الغسل' باب الجنبی یتوضاء...الخ' جلد 1 صفحہ 43) (مسلم' کتاب الحیض' باب جواز نوم الجنب' جلد 1 صفحہ 144) (ابوداؤد' کتاب الطھارۃ' باب الجنب یأکل' جلد 1 صفحہ 29) (ترمذی' ابواب الطھارۃ' باب فی الوضوء للجنب اذا اراد ان ینام' جلد 1 صفحہ 33) (نسائی' کتاب الطھارۃ' باب وضوء الجنب اذا اراد ان ینام' جلد 1 صفحہ 50) (ابن ماجۃ' ابواب الطھارۃ' باب من قال لا ینام الجنب حتی یتوضاء...الخ' صفحہ 43) (مسند احمد جلد 1 صفحہ 36)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یہ بھی سنت مستحبہ ہے۔(مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۴۴۶)

103- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَرْقُدُ اَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ قَالَ نَعَمْ اِذَا تَوَضَّأَ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا ہم میں سے کوئی شخص حالت جنابت میں سوسکتا ہے تو آپ نے فرمایا ہاں جب وہ وضو کرے اس حدیث کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

(بخاری' کتاب الغسل' باب الجنبی یتوضاء...الخ' جلد 1 صفحہ 43) (مسلم' کتاب الحیض' باب جواز نوم الجنب' جلد 1 صفحہ 144) (ابوداؤد' کتاب الطھارۃ' باب الجنب یأکل' جلد 1 صفحہ 29) (ترمذی' ابواب الطھارات' باب فی الوضوء للجنب اذا اراد ان ینام' جلد 1 صفحہ 32) (نسائی' کتاب الطھارۃ' باب وضوء الجنب اذا اراد ان ینام' جلد 1 صفحہ 50) (ابن ماجۃ' ابواب الطھارات' باب من قال لا ینام الجنب حتی یتوضاء...الخ' صفحہ 74) (مسند

احمد جلد 1 صفحہ 17)

شرح: مفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:
وہ سمجھے یہ تھے کہ شاید فوراً غسل واجب ہے اور کبھی فوراً غسل دشوار ہوتا ہے۔
یہ حکم استحبابی ہے کیونکہ وضو کر کے سونا سنت مستحبہ ہے بغیر وضو سونا نہ حرام ہے نہ مکروہ۔ (مرقاۃ وغیرہ)

(مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۳۲۹)

104- وَعَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لِلْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ أَوْ يَنَامَ أَنْ يَتَوَضَّأَ وُضُوْءَهُ لِلصَّلَاةِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنبی کو یہ رخصت دی ہے کہ جب وہ کھانے پینے یا سونے کا ارادہ کرے تو نماز کے وضو کی طرح وضو کرے۔ اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو صحیح قرار دیا۔

(ابوداؤد 'کتاب الطھارۃ' باب من قال الجنب یتوضاء' جلد 1 صفحہ 29) (مسند احمد جلد 4 صفحہ 320)

105- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ قَالَتْ غَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ يَأْكُلُ أَوْ يَشْرَبُ. رَوَاهُ النِّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب حالت جنابت میں سونا چاہتے تو وضو فرماتے اور جب کھانے یا پینے کا ارادہ کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو دھوتے پھر کھاتے یا پیتے اس حدیث کو امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(نسائی 'کتاب الطھارۃ' باب اقتصار الجنب علی غسل یدیہ ... الخ' جلد 1 صفحہ 105)

106- وَعَنْهَا قَالَتْ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَطْعَمَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ يَطْعَمُ. رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ (صحیح ابن خزیمۃ' جلد 1 صفحہ 109' رقم الحدیث: 218)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب حالت جنابت میں کھانا چاہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو دھوتے پھر کھانا تناول فرماتے۔ اس کو ابن خزیمہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

107- وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی پاک

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ وَّلَا كَلْبٌ وَّلَا جُنُبٌ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر، کتا یا جنبی ہو۔ اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی نے بیان کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(ابوداؤد' کتاب الطہارۃ' باب فی الجنب یؤخر الغسل' جلد 1 صفحہ 30) (نسائی' کتاب الطہارۃ' باب فی الجنب اذالم یتوضأ' جلد 1 صفحہ 51)

شرح: مُفَسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یہاں فرشتوں سے مراد رحمت کے فرشتے ہیں۔ تصویر سے مراد جاندار کی تصویر ہے جو بلا ضرورت حرمت وعزت سے رکھی جائے۔ اور کتے سے مراد بلا ضرورت محض شوقیہ طور پر پالا ہوا کتا ہے۔ جنبی سے مراد وہ شخص ہے جو بلا ضرورت شرعیہ بے غسل رہا کرے۔ لہٰذا حدیث پر نہ تو یہ اعتراض ہے کہ کبھی روپیہ پیسہ میں فوٹو ہوتے ہیں جو ہر گھر میں رہتے ہیں، نہ یہ کہ کھیتی یا گھر بار کی حفاظت یا شکار کے لیے کتا پالنا جائز ہے، نہ یہ کہ رات کو جنبی وضو کر کے رات گزار سکتا ہے، نہ یہ کہ اگر ان گھروں میں فرشتے نہیں آتے تو ان لوگوں کی حفاظت یا نامۂ اعمال کی تحریر کون کرتا ہے یا ان کی جان کون نکالے گا۔

(مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۴۳۹)

108- وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقْرِئُنَا الْقُرْآنَ مَا لَمْ يَكُنْ جُنُبًا۔ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَحَسَّنَهُ التِّرْمَذِيُّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَاٰخَرُوْنَ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں قرآن پڑھاتے جب آپ جنبی نہ ہوتے۔ اس حدیث کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا اور امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے حسن قرار دیا اور ابن حبان اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے اسے صحیح قرار دیا۔

(ابوداؤد' کتاب الطہارۃ' باب فی الجنب یقرأ القرآن' جلد 1 صفحہ 30) (ترمذی' ابواب الطہارۃ' باب ما جاء فی الرجل یقرأ القرآن... الخ' جلد 1 صفحہ 38) (نسائی' کتاب الطہارۃ' باب حجب الجنب من قراۃ القرآن' جلد 1 صفحہ 52) (ابن ماجۃ' ابواب الطہارۃ' باب ما جاء فی قراۃ القرآن علی غیر طہارۃ' صفحہ 44) (مسند احمد جلد 1 صفحہ 83) (ابن حبان جلد 3 صفحہ 31' برقم: 798)

شرح: جنبی کے احکام

ایسے مرد اور عورت کو جن پر غسل فرض ہو گیا "جنب" کہتے ہیں اور اس ناپاکی کی حالت کو "جنابت" کہتے ہیں۔ جنب خواہ

مرد ہو یا عورت جب تک غسل نہ کرے وہ مسجد میں داخل نہیں ہوسکتا۔ نہ قرآن شریف پڑھ سکتا ہے۔ نہ قرآن دیکھ کر تلاوت کرسکتا ہے۔ نہ زبانی پڑھ سکتا ہے۔ نہ قرآن مجید کو چھوسکتا ہے نہ کعبہ میں داخل ہوسکتا ہے۔ نہ کعبہ کا طواف کرسکتا ہے۔

(ردالمحتار مع الدر المختار، کتاب الطہارۃ، مطلب یوم عرفۃ افضل، ج ا، ص ۳۴۵۔۳۴۶)

مسئلہ:۔ جنب کو ساتھ کھلانے اس کا جھوٹا کھانے اس کے ساتھ سلام ومصافحہ اور معانقہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ:۔ جنب کو چاہے کہ جلد سے جلد غسل کرے۔

109- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَآ اُحِلُّ الْمَسْجِدَ لِحَآئِضٍ وَّلَا جُنُبٍ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَاٰخَرُوْنَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں کسی حائض اور جنبی کے لئے مسجد کو حلال قرار نہیں دیتا (یعنی مسجد میں داخل ہونے کو حلال قرار نہیں دیتا) اس حدیث کو ابوداؤد اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا اور ابن خزیمہ نے اسے صحیح قرار دیا۔

(ابوداؤد' کتاب الطھارۃ' باب فی الجنب یدخل المسجد' جلد1 صفحہ30) (صحیح ابن خزیمۃ' جماع ابواب فضائل المسجد' باب الزجر عن جلوس الجنب والحائض... الخ' جلد2 صفحہ284' برقم:1327)

شرح: مُفَسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

انہیں مسجد میں بیٹھنا بھی حرام ہے۔ یہ ہی امام اعظم کا مذہب ہے۔ امام شافعی وغیرہم کے ہاں مسجد سے گزرنا جائز ہے، وہاں ٹھہرنا حرام ہے۔ یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے۔ قرآن کریم میں جو ارشاد ہوا "وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ" وہاں "عابری سبیل" سے مراد مسافر ہے، یعنی جنابت کی حالت میں بغیر غسل نماز کے قریب نہ جاؤ ہاں اگر مسافر ہو اور پانی نہ پاؤ تو تیمم کرکے نماز پڑھ لو وہاں مسجد سے گزرنا مراد نہیں، لہٰذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو مالک احکام بنایا ہے فرماتے ہیں میں حلال نہیں کرتا۔ معلوم ہوا کہ حلال وحرام حضور کرتے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ (مراۃ المناجیح ج ا ص ۴۳۸)

110- وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَقِيَنِیْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا جُنُبٌ فَاَخَذَ بِيَدِیْ فَمَشَيْتُ مَعَهٗ حَتّٰى قَعَدَ فَانْسَلَلْتُ فَاَتَيْتُ الرَّحْلَ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَقَالَ اَيْنَ كُنْتَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے ملے۔ اس حالت میں کہ میں جنبی تھا۔ پس آپ نے میرا ہاتھ پکڑا تو میں آپ کے ساتھ چل پڑا۔ حتیٰ کہ آپ بیٹھ گئے تو میں کھسک گیا گھر آیا اور غسل کیا پھر میں آیا تو آپ بیٹھے

فَقُلْتُ لَهٗ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ

ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تم کہاں تھے تو میں نے آپ کو بتایا تو آپ نے فرمایا سبحان اللہ مومن ناپاک نہیں ہوتا۔ اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

(بخاری 'کتاب الغسل' باب الجنب يخرج ويمشی... الخ' جلد 1 صفحہ 42) (مسلم 'کتاب الحيض' باب الدليل على ان المسلم لا ينجس' جلد 1 صفحہ 162)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یہ نہ فرمایا کہ میں حضور سے ملا کیونکہ آپ کا ارادہ ملنے کا نہ تھا اتفاقاً ملاقات ہوگئی، آپ تو غسل کرنے جارہے تھے۔ محبت اور شفقت کی بنا پر نہ کہ چلنے میں امداد لینے کے لیے جیسا کہ بعض لوگوں نے سمجھا۔

یہ ہے صحابہ کا انتہائی ادب، اس وقت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا خیال یہ تھا کہ ناپاکی کی حالت میں مصافحہ وغیرہ سب ممنوع ہے مگر حیاء اور ادب کی وجہ سے اس وقت عرض نہ کرسکے، خیال تھا کہ بعد میں مسئلہ پوچھ لوں گا چونکہ اس کے ناجائز ہونے کا یقین نہ تھا، اس لئے خاموشی اختیار کی۔

یعنی جنابت نجاست حقیقیہ نہیں تاکہ جنبی سے مصافحہ وغیرہ منع ہو۔ خیال رہے کہ کافر بھی نجس نہیں قرآن کریم میں جو مشرکوں کو نجس فرمایا گیا اس سے گندگی اعتقاد مراد ہے۔ اس حدیث سے چند مسائل معلوم ہوئے: ایک یہ کہ جنبی کا پسینہ یا جھوٹا نجس نہیں۔ دوسرے یہ کہ غسل جنابت میں دیر لگانا جائز ہے۔ تیسرے یہ کہ جنابت کی حالت میں ضروری کام کاج کرنا جائز ہے۔ چوتھے یہ کہ جنبی سے مصافحہ، معانقہ بلکہ اس کے ساتھ لیٹنا بیٹھنا جائز۔ احتیاطاً یہ سمجھے ہوئے کہ شاید جنبی پر نجس حقیقی کے احکام جاری ہوں۔ (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۴۲۸)

بَابُ الْحَيْضِ
حیض کا بیان

111۔ عَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ سَاَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقُلْتُ مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلٰوةَ فَقَالَتْ اَحَرُوْرِيَّةٌ اَنْتِ قُلْتُ لَسْتُ بِحَرُوْرِيَّةٍ وَّلٰكِنِّيْ اَسْاَلُ قَالَتْ يُصِيْبُنَا ذٰلِكَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلٰوةِ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ۔

حضرت معاذہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ام المومنین سیّدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ حیض والی عورت کو کیا ہے کہ وہ روزے کی قضا کرتی ہے اور نماز کی قضا نہیں کرتی تو آپ نے فرمایا کیا تو خارجیہ ہے تو میں نے عرض کیا میں خارجیہ تو نہیں ہوں لیکن میں مسئلہ پوچھ رہی ہوں تو آپ نے فرمایا ہمیں حیض آتا تھا تو ہمیں روزے کی قضاء کا حکم دیا جاتا اور نماز کی قضا کا

حکم نہیں دیا جاتا تھا۔ اس حدیث کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

(ابوداؤد' کتاب الطهارة' باب فی الحائض لاتقضی الصلوٰة' جلد1 صفحه35) (ترمذی' ابواب الطهارات' باب ماجاء فی الحائض انها لا تقضی الصلوٰة' جلد 1 صفحه 34) (بخاری' کتاب الحیض' باب لا یتقضی الحائض الصلوٰة' جلد1 صفحه46) (نسائی' کتاب الصوم' باب وضع الصیام عن الحائض' جلد1 صفحه319) (مسلم' کتاب الحیض' باب وجوب قضاء الصوم علی الحائض...الخ' جلد1 صفحه153) (ابن ماجة' ابواب الطهارة' باب الحائض لا تقضی الصلوٰة' صفحه46) (مسند احمد جلد6 صفحه 231)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یعنی نماز بھی فرض ہے روزہ بھی فرض اور حیض ونفاس دونوں سے مانع، پھر نماز کی قضا کیوں نہیں ہوتی اور روزے کی کیوں ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ احکام شرعیہ کی عقلی حکمتیں پوچھنا برا نہیں، ہاں احکام شرعیہ پر اعتراض کرنا گناہ ہے۔ فقیر نے ایک کتاب لکھی "اسرار الاحکام" اس میں احکام شریعت وطریقت کی عقلی حکمتیں بیان کی ہیں۔

سبحان اللہ! کیسا ایمان افروز جواب ہے کہ مجھے عقلی حکمتوں سے غرض نہیں ہم تو حکم کے تابع ہیں، چونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے کی قضا کا حکم دیا نماز کی قضا کا نہیں اس لیے یہ فرق ہوگیا، ہمیں عقلی حکمتوں سے کیا غرض۔ بیمار طبیب کے نسخے پینے کی کوشش کرتا ہے دواؤں کے اوزان سوچنے میں وقت ضائع نہیں کرتا۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ روزے کی قضا میں ندرت ہے کہ سال میں سات آٹھ روزے قضاء کرنے پڑتے ہیں اس لیے اس میں دشواری نہیں اور قضائے نماز میں کثرت ہے کہ ہر مہینہ سات آٹھ دن کی فی دن پانچ نمازیں قضاء کرنی پڑتیں یعنی چالیس بلکہ بعض کو پچاس نمازیں اس میں بہت دشواری ہوتی اس لیے نمازوں کی قضا نہیں روزوں کی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم! (مراٰۃ المناجیح ج ۳ ص ۲۶۰)

112۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِيْ حَدِيْثٍ لَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَيْسَ اِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اپنی ایک حدیث میں روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا ایسا نہیں ہے کہ جب عورت کو حیض آئے تو وہ نماز نہیں پڑھتی اور نہ روزہ رکھتی ہے اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

(بخاری' کتاب الغسل' باب ترک الحائض الصوم' جلد 1 صفحه 44) (مسلم' کتاب الایمان' باب بیان نقصان الایمان' جلد1 صفحه60)

113۔ وَعَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ اُمِّهٖ مَوْلَاةِ عَائِشَةَ اُمِّ

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ ام المؤمنین ام

اَلْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ النِّسَآءُ يَبْعَثْنَ اِلٰى عَآئِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِالدِّرَجَةِ فِيْهَا الْكُرْسُفُ فِيْهِ الصُّفْرَةُ مِنْ دَمِ الْحَيْضِ يَسْأَلْنَهَا عَنِ الصَّلٰوةِ فَتَقُوْلُ لَهُنَّ لَا تَعْجَلْنَ حَتّٰى تَرَيْنَ الْقَصَّةَ الْبَيْضَآءَ تُرِيْدُ بِذٰلِكَ الطُّهْرَ مِنَ الْحَيْضَةِ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ و عَبْدُ الرَّزَّاقِ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ وَالْبُخَارِيُّ تعليقًا۔

المومنین سیّدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی سے روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ام المومنین سیّدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں عورتیں ڈبیہ میں کرسف رکھ کر بھیجتی تھیں جس میں زردی ہوتی تو ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی جلدی نہ کرو جب تک چونے کی طرح سفیدی نہ دیکھ لو۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس سے حیض سے پاکی مراد لیتی تھیں۔ اس حدیث کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور عبدالرزاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صحیح سند کے ساتھ بیان کیا اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تعلیقاً بیان کیا۔

(بخاری' کتاب الحیض' باب اقبال المحیض وادبارہ' جلد1 صفحہ 46) (مؤطا امام مالک' کتاب الطھارۃ' باب طھر الحائض' صفحہ 43) (مصنف عبدالرزاق' کتاب الحیض' باب کیف الطھر' جلد 1 صفحہ 302' برقم:1159)

شرح: حیض کے رنگ

مسئلہ: حیض کے چھ رنگ ہیں۔ (۱) سیاہ (۲) سرخ (۳) سبز (۴) زرد (۵) گدلا (۶) مٹیالا، خالص سفید رنگ کی رطوبت حیض نہیں۔ (ردالمحتار، کتاب الطہارۃ، باب فی الحیض، ج ۱، ص ۵۳۰)

بَابُ الْاِسْتِحَاضَةِ

استحاضہ کا بیان

114۔ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ جَآءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ اَبِيْ حُبَيْشٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنِّيْ امْرَاَةٌ اُسْتَحَاضُ فَلَا اَطْهُرُ اَفَاَدَعُ الصَّلٰوةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَّلَيْسَ بِحَيْضَةٍ فَاِذَا اَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلٰوةَ وَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْسِلِيْ عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّيْ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ و فِيْ رواية للبخاري ولكن دعي الصلوة قدر الايام التي

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی تھیں۔ فاطمہ بنت ابی حبیش نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اب ایسی عورت ہوں جسے استحاضہ کا خون آ تا ہے پس میں پاک نہیں ہوتی تو کیا میں نماز کو چھوڑ دوں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تو رگ (خون) ہے حیض نہیں ہے پس جب حیض آئے تو نماز چھوڑ دے اور جب حیض چلا جائے تو اپنے آپ سے خون دھو کر نماز پڑھ لیا کرو۔ اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے

كنت تَحِيضِيْنَ فيها ثم اغتسلی وصلی۔

روایت کیا اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں لیکن تو نماز چھوڑ دے ان دنوں کی مقدار جن دنوں میں تجھے حیض آتا تھا پھر غسل کر اور نماز پڑھ۔

(بخاری' کتاب الغسل' باب الاستحاضة' جلد 1 صفحه 44) (مسلم' کتاب الحیض' باب المستحاضة' جلد 1 صفحه 151)

شرح: اِسْتِحَاضہ کسے کہتے ہیں؟

جوخون بیماری کی وجہ سے آئے۔اس کو استحاضہ کہتے ہیں۔

حیض کم از کم تین دن رات ہے جو اس سے کم ہو وہ استحاضہ ہے، اور زیادہ سے زیادہ حیض ۱۰ دن ہے جو اس سے زائد ہو وہ استحاضہ ہے۔)(الہدایہ کتاب الطہارات باب الحیض والاستحاضہ المکتبۃ العربیۃ کراچی ۱/۴۶)

115- وَعَنْهَا قَالَتْ اِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ اَبِیْ حُبَيْشٍ اَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اُسْتَحَاضُ الشَّهْرَ وَالشَّهْرَيْنِ فَقَالَ لَيْسَ ذٰلِكَ بِحَيْضٍ وَّلٰكِنَّهٗ عِرْقٌ فَاِذَا اَقْبَلَ الْحَيْضُ فَدَعِی الصَّلٰوةَ عَدَدَ اَيَّامِكِ الَّتِیْ كُنْتِ تَحِيْضِيْنَ فَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْتَسِلِیْ وَتَوَضَّاِیْ لِكُلِّ صَلٰوةٍ۔ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

(صحیح ابن حبان جلد3 صفحه 265' برقم:1351)

ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں فاطمہ بنت ابی حبیش نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے ایک ایک اور دو دو مہینہ مہینہ استحاضہ کا خون آتا ہے تو آپ نے فرمایا یہ حیض نہیں ہے۔ یہ رگ (کا خون) ہے۔ پس جب حیض آئے تو ان دنوں کی تعداد کے مطابق نماز چھوڑ دے جن دنوں میں تجھے حیض آتا تھا۔ پس جب حیض چلا جائے تو غسل کر اور ہر نماز کے لئے وضو کر۔ اسے ابن حبان نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

116- وَعَنْهَا قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُسْتَحَاضَةِ فَقَالَ تَدَعُ الصَّلٰوةَ اَيَّامَ اَقْرَآئِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ غُسْلاً وَّاحِدًا ثُمَّ تَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ۔ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

(صحیح ابن حبان جلد3 صفحه 266' برقم:1352)

اور آپ ہی روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مستحاضہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا وہ اپنے حیض کے دنوں میں نماز چھوڑ دے۔ پھر ایک غسل کرے اور پھر ہر نماز کے وقت وہ وضو کرے۔ اس حدیث کو ابن حبان نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

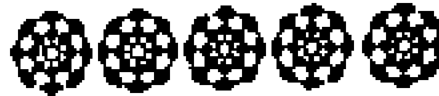
شرح: استحاضہ کے احکام

استحاضہ میں نہ نماز معاف ہے نہ روزہ۔ نہ ایسی عورت سے صحبت حرام۔ استحاضہ والی عورت نماز بھی پڑھے گی۔ روزہ بھی رکھے گی۔ کعبہ میں بھی داخل ہوگی۔ طواف کعبہ بھی کرے گی۔ قرآن شریف کی تلاوت بھی کر سکے گی وضو کر کے قرآن شریف کو ہاتھ بھی لگا سکے گی اور اسی حالت میں شوہر اس سے ہمبستری بھی کر سکے گا۔

(الدر المختار، کتاب الطہارۃ، باب فی الحیض، ج ا، ص ۵۴۴)

اگر کپڑا وغیرہ رکھ کر اتنی دیر تک خون روک سکتی ہے کہ وضو کر کے فرض پڑھ لے، تو عذر ثابت نہ ہوگا۔ (یعنی ایسی صورت میں "معذور" نہیں کہلائے گی) (بہار شریعت حصہ ۲ ص ۱۰۷)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوٰی رضویہ جلد ا تا ۴، بہار شریعت جلد ا حصہ دوم اور سنی بہشتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَبْوَابُ الْوُضُوْءِ

بَابُ السِّوَاكِ

117۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ۔ وفی روایة لاحمد لامرتهم بالسواك مع كل وضوء وللبخاری تعليقًا لامرتهم بالسواك عند كل وضوء

ابواب الوضوء

مسواک کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا۔ اس حدیث کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا اور امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت میں ہے کہ میں انہیں ہر وضو کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے تعلیقاً یہ الفاظ منقول ہیں کہ انہیں ہر وضو کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا۔

(بخاری 'کتاب الجمعة' باب السواک یوم الجمعة' جلد 1 صفحہ 122) (مسلم' کتاب الطهارة' باب السواک' جلد 1 صفحہ 128) (ابوداؤد' کتاب الطهارة' باب السواک' جلد 1 صفحہ 7) (ترمذی' ابواب الطهارات' باب ما جاء فی السواک' جلد 1 صفحہ 12) (نسائی' کتاب الطهارة' باب الرخصة فی السواک بالعشی للصائم' جلد 1 صفحہ 6) (ابن ماجة' ابواب الطهارة' باب السواک' جلد 1 صفحہ 25) (مسند احمد جلد 2 صفحہ 245) (بخاری' کتاب الصوم' باب السواک الرطب والیابس' جلد 1 صفحہ 259)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

اس سے معلوم ہوا کہ حضور باذن الٰہی احکام کے مالک ہیں، جو چاہیں فرض کریں، جو چاہیں حرام کہ فرماتے ہیں میں فرض کر دیتا۔ خیال رہے کہ یہ حدیث امام شافعی کے نزدیک اپنے ظاہر پر ہے مگر ہمارے ہاں ہر نماز سے مراد اس کا وضو ہے یعنی وضو پوشیدہ ہے، کیونکہ ابن خزیمہ، حاکم، بخاری شریف نے "کتاب الصوم" میں انہی ابو ہریرہ سے یہی حدیث روایت کی مگر اس میں بجائے "صَلٰوةٍ کے عِنْدَ كُلِّ وُضُوْءٍ" ہے اور احمد وغیرہ کی روایت ہے "عِنْدَ كُلِّ طُهُوْرٍ" وہ حدیثیں اس کی تفسیر ہیں۔ خیال رہے کہ وضو میں مسواک کی زیادہ تاکید ہے ورنہ وضو کے علاوہ پانچ جگہ اور بھی مسواک سنت ہے جیسا کہ عرض کیا گیا۔ امام احمد کی روایت میں ہے کہ مسواک کی نماز بغیر مسواک کی ستر نمازوں سے افضل ہے۔

(مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۳۵۹)

118- وَعَنْهُ اَنَّهُ قَالَ لَوْلَا اَنْ يَّشُقَّ عَلٰى اُمَّتِهٖ لَاَمَرَهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ وُضُوْءٍ. رَوَاهُ مَالِكٌ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ. (مؤطا امام مالک' کتاب الطہارۃ' باب ماجآء فی السواک' صفحہ 61)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی روایت کرتے ہیں کہ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت پر شاق نہ ہوتا تو آپ ہر وضو کے ساتھ مسواک کا حکم دیتے اس حدیث کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

مسواک اور سواک سُوْكٌ سے بنا بمعنی ملنا، مسواک دانتوں کے ملنے کا آلہ۔ شریعت میں مسواک وہ لکڑی ہے جس سے دانت صاف کئے جاتے ہیں۔ سنت یہ ہے کہ یہ کسی پھول یا پھلدار درخت کی نہ ہو، کڑوے درخت کی ہو، موٹائی چھنگلی کے برابر ہو، لمبائی بالشت سے زیادہ نہ ہو، دانتوں کی چوڑائی میں کی جائے نہ کہ لمبائی میں، بے دانت والا انسان اور عورتیں انگلی پھیر لیا کریں۔ مسواک اتنے مقام پر سنت ہے: وضوء میں، قرآن شریف پڑھتے وقت، دانت پیلے ہونے پر، بھوک، یا دیر تک خاموشی، یا بے خوابی کی وجہ سے منہ سے بو آنے پر۔ احناف کے ہاں مسواک سنتِ وضو ہے نہ کہ سنت نماز، لہٰذا باوضو آدمی نماز کے لیے مسواک نہ کرے۔ امام شافعی کے ہاں سنت نماز ہے نہ کہ سنت وضو اور وجہ ظاہر کہ ان کے ہاں خون وضو نہیں توڑتا تو اگر مسواک سے دانت میں خون نکل بھی آیا تو نماز درست ہوگی۔ لیکن ہمارے ہاں بہتا خون وضو توڑ دیتا ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۲۵۹)

119- وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِّلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِّلرَّبِّ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ وَالْبُخَارِيُّ تَعْلِيْقًا.

ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مسواک منہ کو پاک کرنے والی ہے اور رب کی رضامندی کا باعث ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو سند صحیح کے ساتھ بیان فرمایا اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تعلیقاً۔

(بخاری' کتاب الصوم' باب السواک الرطب والیابس... الخ' جلد 1 صفحہ 259) (مسند احمد جلد 6 صفحہ 47)

(نسائی' کتاب الطہارۃ' باب الترغیب فی السواک' جلد 1 صفحہ 5)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یعنی اس میں دین و دنیا کی بھلائی ہے۔ خیال رہے کہ مسواک سے مسلمان کا مسواک کرنا بہ نیتِ عبادت مراد ہے، کفار کی مسواک اور مسلمانوں کی عادتًا مسواک اگرچہ منہ تو صاف کردے گی مگر رضائے الٰہی کا ذریعہ نہ بنے گی، نیز اگرچہ

مسواک میں دنیوی اور دینی بہت فوائد ہیں، مگر یہاں صرف دو فائدے بیان ہوئے۔ یا اس لئے کہ یہ بہت اہم ہیں یا کیونکہ باقی فوائد بھی ان دو میں داخل ہیں۔ منہ کی صفائی سے معدے کی قوت اور بے شمار بیماریوں سے نجات ہے اور جب رب راضی ہو گیا پھر کیا کمی رہ گئی۔ (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۲۶۳)

120- وَعَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ الْوُضُوْءِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ۔ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ فِيْ صَحِيْحِهٖ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

ام المؤمنین سیّدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں انہیں وضو کے ساتھ ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا۔ اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(صحیح ابن حبان' جلد 3 صفحہ 148' برقم: 1066)

121- وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ وُضُوْءٍ۔ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں انہیں ہر وضو کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا۔ اس کو امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اوسط میں روایت کیا اور ہیثمی نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔

(مجمع الزوائد' کتاب الطہارۃ' باب فی السواک نقلًا عن الطبرانی فی الاوسط' جلد 1 صفحہ 221)

122- وَعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ لِعَآئِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا بِاَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَبْدَاُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ بَيْتَهٗ قَالَتْ بِالسِّوَاكِ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ اِلَّا الْبُخَارِيَّ وَالتِّرْمَذِيَّ۔

حضرت مقدام بن شریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ام المؤمنین سیّدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا جب نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوتے تو کس چیز سے آغاز کرتے تو آپ نے فرمایا مسواک سے۔ اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علاوہ محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

(مسلم' کتاب الطہارۃ' باب السواک' جلد 1 صفحہ 128) (ابوداؤد' کتاب الطہارۃ' باب السواک' جلد 1 صفحہ 8)
(نسائی' کتاب الطہارۃ' باب السواک فی کل حین' جلد 1 صفحہ 6) (ابن ماجۃ' ابواب الطہارۃ' باب السواک' صفحہ 25)
(مسند احمد جلد 6 صفحہ 41)

123- وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ اِلَّا التِّرْمِذِيَّ۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب رات کو بیدار ہوتے تو مسواک سے اپنا منہ مبارک صاف فرماتے تھے۔

(بخاری' کتاب الوضوء' باب السواک' جلد 1 صفحہ 38) (ابوداؤد' کتاب الطہارۃ' باب السواک لمن قام باللیل' جلد 1 صفحہ 8) (نسائی' کتاب الطہارۃ' باب السواک اذا قام من اللیل' جلد 1 صفحہ 5) (ابن ماجۃ' ابواب الطہارۃ' باب السواک' صفحہ 25) (مسند احمد جلد 5 صفحہ 382) (مسلم' کتاب الطہارۃ' باب السواک' جلد 1 صفحہ 128)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یعنی وضو بلکہ استنجے سے بھی پہلے، پھر وضو میں اس کے علاوہ کیونکہ مسواک بیدار ہونے کی بھی سنت ہے اور وضو کی بھی۔

(مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۲۶۱)

124- وَعَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالَا اُحْصِيْ يَتَسَوَّكُ وَهُوَ صَائِمٌ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهُ وَفِيْ اِسْنَادِهٖ مَقَالٌ وَّرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ تَعْلِيْقًا۔ قَالَ النِّيْمَوِيُّ اَكْثَرُ اَحَادِيْثِ الْبَابِ تَدُلُّ عَلَى اسْتِحْبَابِ السِّوَاكِ لِلصَّائِمِ بَعْدَ الزَّوَالِ وَلَمْ يَثْبُتْ فِيْ كَرَاهَتِهٖ شَيْئٌ۔

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روزے کی حالت میں اتنی مرتبہ مسواک کرتے ہوئے دیکھا جس کو میں شمار نہیں کرسکتا۔ اس حدیث کو احمد ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے اسے حسن قرار دیا اور اس کی سند میں کلام ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے تعلیقاً روایت کیا ہے۔ اس کتاب کے مرتب محمد بن علی نیموی فرماتے ہیں اس باب کی اکثر احادیث روزہ دار کے لئے زوال کے بعد مسواک کے مستحب ہونے پر دلالت کرتی ہیں اور زوال کے بعد اس کے مکروہ ہونے کے متعلق کوئی حدیث ثابت نہیں۔

(مسند احمد جلد 3 صفحہ 445) (ابوداؤد' کتاب الصیام' باب للصائم جلد 1 صفحہ 322) (ترمذی' ابواب الصوم' باب ما جاء فی السواک للصائم' جلد 1 صفحہ 154) (بخاری' کتاب الصوم' باب السواک الرطب والیابس' جلد 1 صفحہ 259)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

اس حدیث کی وجہ سے امام ابوحنیفہ و مالک رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ روزے میں ہر وقت ہر قسم کی مسواک بلاکراہت جائز ہے زوال سے پہلے کرے یا بعد، تر مسواک کرے یا خشک، بہرحال بلاکراہت درست ہے۔ خیال رہے کہ یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ روزے دار کی منہ کی بو اللہ تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سے زیادہ پیاری ہے کیونکہ وہاں لفظ خلوف ہے نہ کہ لفظ بخر۔ خلوف منہ کی وہ بو ہے جو معدہ خالی ہونے کی وجہ سے منہ میں پیدا ہوجاتی ہے وہ مسواک سے نہیں جاتی جیسا کہ بارہا کا مشاہدہ ہے۔ رہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا طور والا واقعہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خصوصیات سے ہے کہ آپ نے روزہ میں مسواک کرلی، پھر توریت لینے بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوئے تو ارشاد ہوا اے موسیٰ دس روزے اور رکھو تاکہ پھر وہی مہک پیدا ہو جو مسواک سے جاتی رہی ہے ورنہ مسواک سے روزے کی قضا اور پھر دس روزے رکھنے کا حکم کسی امام کے ہاں نہیں، امام شافعی کے ہاں زوال کے بعد روزے میں مسواک مکروہ ہے اور امام احمد کے ہاں آخری دن میں مکروہ مگر مذہب حنفی بہت قوی ہے۔ چنانچہ دارقطنی میں حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزے دار کا بہترین مشغلہ مسواک ہے۔ طبرانی میں حضرت عبدالرحمن ابن غنم سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت معاذ ابن جبل سے پوچھا کیا میں روزے میں مسواک کرسکتا ہوں فرمایا ہاں پوچھا دن کے کس حصہ میں فرمایا ہر حصہ میں۔ خیال رہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو رب تعالیٰ کو ایسی ہی پیاری ہے جیسے غازی کے قدم کی گرد وغبار، اگر غازی اپنے قدموں پر ویسے ہی خاک ڈال لے تو ثواب ملتا نہیں اور اگر وہ قدموں کی دھول جھاڑ دے تو ثواب گھٹتا نہیں، ایسے ہی اگر وہ روزہ دار بہ تکلف منہ میں بو پیدا کرلے تو ثواب ملتا نہیں اور اگر مسواک کرے تو ثواب گھٹتا نہیں اسی لیے بیہقی، ابن حبان، طبرانی وغیرہ میں عام صحابہ کا یہ عمل بیان ہوا کہ وہ حضرات روزے میں ہر وقت مسواک کرلیتے تھے۔ اس کی پوری تحقیق یہاں مرقاۃ میں دیکھو۔

اس حدیث کو ترمذی نے حسن فرمایا اور احمد و ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا۔ (مراۃ المناجیح ج ۳ ص ۲۳۵)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوٰی رضویہ جلد ا۔ ا تا ۲، جلد ۲۳، مراۃ المناجیح ج ا، بہار شریعت جلد ا حصہ دوم اور سنی بہشتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔

بَابُ التَّسْمِيَةِ عِنْدَ الْوُضُوْءِ
وضو کے وقت بسم اللہ پڑھنے کا بیان

125- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ إِذَا تَوَضَّأْتَ فَقُلْ بِسْمِ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ فَإِنَّ حَفَظَتَكَ لَا تَبْرَحُ تَكْتُبُ لَكَ الْحَسَنَاتِ حَتّٰى تَحْدُثَ مِنْ ذٰلِكَ الْوُضُوْءِ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو ہریرہ جب تم وضو کرنے لگو تو بسم اللہ کہہ لیا کرو کیونکہ نگہبان فرشتے جب تک تم فارغ نہ ہو گے برابر تمہاری نیکیاں لکھتے رہیں گے یہاں تک کہ تم اس وضو سے

الصَّغِيْرِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

بے وضو ہو جاؤ۔ طبرانی نے اسے صغیر میں روایت کیا ہے اور ہیثمی فرماتے ہیں: اس کی اسناد حسن ہیں۔

(مجمع الزوائد' کتاب الطهارة' باب التسمية عند الوضوء' جلد 1 صفحه 220) (المعجم الصغير للطبراني جلد 1 صفحه 73' قال حدثنا احمد بن مسعود الزنبرى... الخ)

شرح: وضو کی سنتیں

وضو میں سولہ چیزیں سنت ہیں۔(۱) وضو کی نیت کرنا (۲) بسم اللہ پڑھنا (۳) پہلے دونوں ہاتھوں کو تین دفعہ دھونا (۴) مسواک کرنا (۵) داہنے ہاتھ سے تین مرتبہ کلی کرنا (۶) داہنے ہاتھ سے تین مرتبہ ناک میں پانی چڑھانا (۷) بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا (۸) داڑھی کا انگلیوں سے خلال کرنا (۹) ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا (۱۰) ہر عضو کو تین تین بار دھونا (۱۱) پورے سر کا ایک بار مسح کرنا (۱۲) ترتیب سے وضو کرنا (۱۳) داڑھی کے جو بال منہ کے دائرہ کے نیچے ہیں ان پر گیلا ہاتھ پھرا لینا (۱۴) اعضا کو لگا تار دھونا کہ ایک عضو سوکھنے سے پہلے ہی دوسرے عضو کو دھو لے (۱۵) کانوں کا مسح کرنا (۱۶) ہر مکروہات سے بچنا۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطہارۃ، الفصل الثانی فی سنن الوضوء، ج۱، ص۶۔۸)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوی رضویہ جلد ۱۔ ۱ تا جلد ۴، مراۃ المناجیح ج۱، بہار شریعت جلد ۱ حصہ دوم، جنتی زیور، سنی بہشتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ صِفَةِ الْوُضُوْءِ

وضو کے طریقہ میں وارد شدہ روایات کا بیان

126- عَنْ حُمْرَانَ مَوْلٰى عُثْمَانَ اَنَّهٗ رَاٰى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ دَعَا بِاِنَآءٍ فَاَفْرَغَ عَلٰى كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ اَدْخَلَ يَمِيْنَهٗ فِى الْاِنَآءِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثًا وَّيَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلَاثَ مِرَارٍ ثُمَّ مَسَحَ بِرَاْسِهٖ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ اِلَى الْكَعْبَيْنِ۔ ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاَ نَحْوَ وُضُوْئِىْ هٰذَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيْهِمَا نَفْسَهٗ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام حمران روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے (پانی کا) برتن منگایا پس اپنی ہتھیلیوں پر تین مرتبہ پانی ڈالا۔ پھر ان کو دھویا پھر اپنا دایاں ہاتھ برتن میں داخل کیا' کلی کی اور ناک جھاڑا۔ پھر اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت تین تین مرتبہ دھویا۔ پھر اپنے سر کا مسح کیا پھر اپنے دونوں پاؤں کو ٹخنوں سمیت تین مرتبہ دھویا پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا پھر دو رکعتیں اس طرح پڑھیں کہ ان میں اپنے آپ سے کلام نہ کیا (یعنی

خیالات کو منتشر نہ ہونے دیا)۔تو اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے۔

(بخاری' کتاب الوضوء' باب الوضوء ثلاثًا' جلد 1 صفحہ 27) (مسلم' کتاب الطہارۃ' باب صفۃ الوضوء وکمالہ جلد 1 صفحہ 120)

شرح: مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوٰی رضویہ جلد ا کا مطالعہ فرمائیں۔

بَابٌ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الْمَضْمَضَةِ وَالْاِسْتِنْشَاقِ

127- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَتْ لَهٗ صُحْبَةٌ قَالَ قِيْلَ لَهٗ تَوَضَّأْ لَنَا وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا بِاِنَآءٍ فَاَكْفَأَ مِنْهُ عَلٰى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلَاثًا ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فَاسْتَخْرَجَهَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفٍّ وَاحِدَةٍ فَفَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثًا ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فَاسْتَخْرَجَهَا فَغَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثًا ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فَاسْتَخْرَجَهَا فَغَسَلَ يَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فَاسْتَخْرَجَهَا فَمَسَحَ بِرَاْسِهٖ فَاَقْبَلَ بِيَدَيْهِ وَاَدْبَرَ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا وُضُوْءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

اکٹھے کلی کرنے اور ناک جھاڑنے کا بیان

حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں اور ان کو صحابیت کا شرف حاصل ہے۔ان سے کہا گیا کہ ہمیں وضو کر کے دکھایئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس طرح وضو کیا کرتے تھے تو انہوں نے ایک برتن (میں پانی) منگایا۔برتن ٹیڑھا کر کے دونوں ہاتھوں کو تین بار دھویا۔پھر برتن میں ہاتھ داخل کر کے پانی لیا تو ایک ہی چلو سے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔یہ عمل تین بار کیا۔پھر برتن میں ہاتھ ڈال کر پانی لیا اور تین بار چہرہ دھویا۔پھر برتن میں ہاتھ ڈال کر پانی لیا اور دونوں کلائیوں کو کہنیوں سمیت دو دو بار دھویا۔پھر برتن سے ہاتھ بھگو کر سر پر سامنے سے پیچھے کی جانب اور پیچھے سے آگے کی طرف ہاتھ پھیرا۔پھر ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھوئے۔پھر کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وضو کرنے کا طریقہ اسی طرح ہے۔اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے۔

(بخاری' کتاب الوضوء' باب من مضمض واستنشق...الخ' جلد 1 صفحہ 31) (مسلم' کتاب الطہارۃ' باب آخر فی

صفة الوضوء' جلد1 صفحہ123)

128- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً وَّجَمَعَ بَيْنَ الْمَضْمَضَةِ وَالِاسْتِنْشَاقِ. رَوَاهُ الدارمی وابن حبان والحاکم وَاِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ایک مرتبہ وضو کیا اور کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کو جمع کیا (یعنی ایک ہی چلو سے کلی بھی کی اور اسی کے باقی ماندہ پانی سے ناک میں پانی ڈالا۔

(سنن دارمی' کتاب الصلوٰۃ' باب الوضوء مرّۃ مرۃ' صفحہ94) (ابن حبان جلد3 صفحہ150' رقم الحدیث:1073)

(مستدرک حاکم' کتاب الطہارۃ' باب الوضوء مرتین... الخ' جلد1 صفحہ150)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوٰی رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

استنشاق: ناک کے دونوں نتھنوں میں جہاں تک نرم جگہ ہے یعنی سخت ہڈی کے شروع تک دھلنا۔ ردالمحتار میں بحرالرائق سے ہے: الاستنشاق اصطلاحا ایصال الماء الی المارن، ولغة من النشق وھو جذب الماء ونحوہ بریح الانف الی داخلہ۔ (ردالمحتار، کتاب الطہارۃ، داراحیاء التراث العربی بیروت، ۱/ ۷۸، ۷۹)

اصطلاح میں استنشاق کا معنی ناک کے نرم حصہ تک پانی پہنچانا۔ اور لغت میں یہ لفظ نشق سے لیا گیا ہے جس کا معنی پانی اور اس جیسی چیز کو سانس کے ذریعہ ناک کے اندر کھینچنا۔

اُسی میں قاموس سے ہے:

المارن مالان من الانف۔ (ردالمحتار، کتاب الطہارۃ، داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۷۹)

مارن ناک کا وہ حصہ ہے جو نرم ہے۔

اور یہ یونہی ہوسکے گا کہ پانی لے کر سونگھے اور اوپر کو چڑھائے کہ وہاں تک پہنچ جائے لوگ اس کا بالکل خیال نہیں کرتے اوپر ہی اوپر پانی ڈالتے ہیں کہ ناک کے سرے کو چھوکر گر جاتا ہے بانسے میں جتنی جگہ نرم ہے اس سب کو دھونا تو بڑی بات ہے ظاھر ہے کہ پانی کا بالطبع میل نیچے کو ہے اوپر بے چڑھائے ہرگز نہ چڑھے گا افسوس کہ عوام تو عوام بعض پڑھے لکھے بھی اس بلا میں گرفتار ہیں۔ کاش استنشاق کے لغوی ہی معنی پر نظر کرتے تو اس آفت میں نہ پڑتے استنشاق سانس کے ذریعہ سے کوئی چیز ناک کے اندر چڑھانا ہے نہ کہ ناک کے کنارہ کو چھو جانا وضو میں تو خیر اس کے ترک کی عادت ڈالے سے سنت چھوڑنے ہی کا گناہ ہوگا کہ مضمضہ واستنشاق بمعنی مذکور دونوں وضو میں سنتِ مؤکدہ ہیں کمافی الدرالمختار (جیسا کہ درمختار میں ہے۔)، اور سنت مؤکدہ کے ایک آدھ بار ترک سے اگرچہ گناہ نہ ہو عتاب ہی کا استحقاق ہو مگر بار ہا ترک سے بلا شبہ گنا ہگار ہوتا ہے کمافی ردالمحتار وغیرہ من الاسفار (جیسا کہ معتبر کتاب ردالمحتار وغیرہ میں ہے۔) تاہم وضو ہو جاتا ہے اور غسل تو ہرگز

اُترے ہی گا نہیں جب تک سارا منہ حلق کی حد تک اور سارا نرم بانسہ سخت ہڈی کے کنارہ تک پورا نہ دھل جائے، بلکہ علماء فرماتے ہیں کہ اگر ناک کے اندر کثافت جمی ہے تو لازم کہ پہلے اسے صاف کرلے ورنہ اس کے نیچے پانی نے عبور نہ کیا تو غسل نہ ہوگا۔

درمختار میں ہے:

فرض الغسل غسل انفه حتی ما تحت الدرن۔ (الدر المختار، کتاب الطہارۃ، مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۸)

غسل میں ناک کا دھونا فرض ہے یہاں تک کہ وہ حصہ بھی جو کثافت اور میل کے نیچے ہے۔

(الفتاوی الرضویۃ، ج ۱۔۲، ص ۵۹۴)

بَابٌ فِي الْفَصْلِ بَيْنَ الْمَضْمَضَةِ وَالْاِسْتِنْشَاقِ

129- عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ شَقِيْقِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ شَهِدْتُّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ وَّعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا تَوَضَّاَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَّاَفْرَدَ الْمَضْمَضَةَ مِنَ الْاِسْتِنْشَاقِ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَاَيْنَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ۔ رَوَاهُ ابْنُ السَّكَنِ فِيْ صِحَاحِهٖ۔

(تلخیص الحبیر جلد 1 صفحہ 79)

مضمضہ اور استنشاق علیحدہ علیحدہ کرنے کا بیان

حضرت ابو وائل شقیق بن سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں علی بن ابو طالب اور عثمان بن عفان کے پاس موجود تھا۔ انہوں نے تین تین بار وضو کیا اور کلی اور ناک میں پانی الگ الگ چلو سے ڈالا پھر فرمایا ہم نے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ اس حدیث کو ابن سکن نے اپنی صحاح میں بیان کیا۔

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوی رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قلت: حضرت محقق رحمہ اللہ تعالیٰ کا مطمح نظر یہ ہے کہ چلو کے لفظ سے وحدت کا مفہوم الگ کردیں، اس پر ان کا استناد اس سے ہے کہ یہاں وضوئے مسنون کی نقل ہورہی ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ مضمضہ اور استنشاق کا ذکر ہے۔ اور مسنون تین بار دھونا ہے تو وحدت کیسے مراد ہوسکتی ہے۔ اس کا معنی بس یہ ہے کہ ہر عمل کے لئے نیا پانی لیا۔ اور یہ اس سے اعم ہے کہ ایک بار لیا یا چند بار لیا تو ان کے قول "پانی کا ایک چلو لے کر اس سے مضمضہ اور استنشاق کیا" کا معنی یہ ہوگا کہ دونوں کے لئے جدید پانی لیا اگرچہ چند بار۔ تو وہ یہ نہیں بتاتا کہ مضمضہ اور استنشاق دونوں ایک ہی پانی میں ہوا جیسا کہ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے قائل ہیں۔ یہ ہے حضرت محقق کی مراد۔ اور وہ ہمارے زیر بحث مسئلہ میں بھی کارآمد ہے اگرچہ ان کا کلام ایک دوسرے مسئلہ کے تحت ہے۔

اقول: لکن فیہ بعد لا یخفی والمحقق عارف بہ ولذا قال یجب صرفہ لکن الشان فی ثبوت الوجوب وما استند بہ سیاتی الکلام علیہ۔

اقول: لیکن اس میں نمایاں بعد ہے۔اور حضرت محقق اس سے واقف ہیں اسی لئے فرمایا:"اسے پھیرنا" واجب ہے۔ لیکن مشکل معاملہ ثبوت وجوب ہے اور جس سے انہوں نے استناد فرمایا اس پر آگے کلام ہوگا۔

(الفتاوی الرضویہ، ج ۱، ص ۸۶۳)

بَابُ مَا يُسْتَفَادُ مِنْهُ الْفَصْلُ

ان روایات کا بیان جن سے مضمضہ اور استنشاق الگ الگ چلوؤں سے سمجھا جاتا ہے

130۔ عَنْ أَبِي حَيَّةَ قَالَ رَأَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ حَتّٰى أَنْقَاهُمَا ثُمَّ مَضْمَضَ ثَلَاثًا وَّاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا وَّغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَّذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا وَّمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَأَخَذَ فَضْلَ طُهُوْرِهِ فَشَرِبَهُ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ أَحْبَبْتُ أَنْ أُرِيَكُمْ كَيْفَ كَانَ طُهُوْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ صَحَّحَهُ (ترمذی' ابواب الطهارة' باب فی وضوء النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کیف کان' جلد 1 صفحہ 17)

حضرت ابو حیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ پس انہوں نے اپنی دونوں ہتھیلیوں کو دھویا۔حتی کہ انہیں خوب صاف کیا۔پھر تین بار کلی کی اور تین بار ناک میں پانی چڑھایا اور تین بار چہرہ دھویا اور تین بار دونوں بازوؤں کو دھویا اور ایک مرتبہ سر کا مسح کیا۔ پھر دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئے پھر کھڑے ہوئے اور اپنے وضو کا بچا ہوا پانی حالت قیام میں پیا۔ پھر فرمایا میں پسند کرتا ہوں کہ تمہیں دکھاؤں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کیسے وضو کیا کرتے تھے۔اسے ترمذی نے روایت کیا اور صحیح قرار دیا۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

آپ کا نام عمرو ابن نصر،کنیت ابوحیہ ہے،ہمدان کے باشندے ہیں،تابعی ہیں،حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے۔

صاف معلوم ہوا کہ اعضاء کا دھونا تین تین بار سنت ہے مگر مسح ایک ہی بار۔یہ حدیث حنفیوں کی قوی دلیل ہے۔

یعنی مع ٹخنوں کے تین بار دھوئے۔اِلٰی بمعنی مع ہے اور چونکہ پہلے تین تین بار کا ذکر ہو چکا ہے اس لیے یہاں ذکر نہ کیا۔

معلوم ہوا کہ وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا سنت ہے، چونکہ اس پانی سے ایک عبادت ادا کی گئی اس لئے یہ برکت والا بھی ہے اور حرمت والا بھی، جیسے آب زمزم حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قدم سے پیدا ہوا اس لئے اس کی بھی حرمت ہے وہ بھی کھڑے ہو کر پیا جاتا ہے، صحابہ کبار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا غسالہ پیتے اور آنکھوں سے لگاتے تھے۔ بعض مریدین اپنے پیر کا جھوٹا پانی اور ان کا دیا ہوا تبرک کھڑے ہو کر کھاتے پیتے ہیں اس احترام کی اصل یہ احادیث ہیں۔

یعنی مجھے اس وقت وضو کی ضرورت نہ تھی تمہاری تعلیم کے لیے تمہیں وضو کر کے دکھایا۔ معلوم ہوا کہ عملی تبلیغ بھی ضروری ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۳۸۹)

131- وَعَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ قَالَ رَاَیْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ سُئِلَ عَنِ الْوُضُوْءِ فَدَعَا بِمَآءٍ فَاُتِیَ بِمِیْضَاةٍ فَاَصْغَاهَا عَلٰی یَدِهِ الْیُمْنٰی ثُمَّ اَدْخَلَهَا فِی الْمَآءِ فَتَمَضْمَضَ ثَلَاثًا وَّاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا وَّغَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ یَدَهُ الْیُمْنٰی ثَلَاثًا وَّغَسَلَ یَدَهُ الْیُسْرٰی ثَلَاثًا ثُمَّ اَدْخَلَ یَدَهٗ فَاَخَذَ مَآءً فَمَسَحَ بِرَاْسِهٖ وَاُذُنَیْهِ فَغَسَلَ بُطُوْنَهُمَا وَظُهُوْرَهُمَا مَرَّةً وَّاحِدَةً ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَیْهِ ثُمَّ قَالَ اَیْنَ السَّآئِلُوْنَ عَنِ الْوُضُوْءِ هٰکَذَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَوَضَّاُ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ.

(ابوداؤد' کتاب الطهارة' باب صفة وضوء النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم جلد 1 صفحہ 15)

حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ سے وضو کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے پانی منگایا تو آپ کے پاس لوٹا لایا گیا تو آپ نے اسے ٹیڑھا کر کے اپنے دائیں ہاتھ پر پانی ڈالا پھر اپنا دایاں ہاتھ پانی میں ڈالا تو تین مرتبہ کلی کی اور تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالا اور تین مرتبہ چہرہ کو دھویا پھر اپنے دائیں اور بائیں ہاتھ کو تین تین مرتبہ دھویا پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈال کر پانی لیا اور اپنے سر اور دونوں کانوں کا مسح کیا پھر اپنے دونوں کانوں کے اندرونی اور بیرونی حصے کو ایک مرتبہ دھویا پھر اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔ پھر فرمایا وضو کے بارے میں سوال کرنے والے کہاں ہیں۔ میں نے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

132- وَعَنْ رَاشِدِ بْنِ نَجِیْحٍ اَبِیْ مُحَمَّدٍ الْحِمَّانِیِّ قَالَ رَاَیْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ بِالزَّاوِیَةِ فَقُلْتُ لَهٗ اَخْبِرْنِیْ عَنْ وُّضُوْءِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَیْفَ کَانَ فَاِنَّهٗ بَلَغَنِیْ اَنَّكَ کُنْتَ

حضرت راشد بن نجیح ابو محمد حمانی روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زاویہ (مقام) میں دیکھا تو ان سے کہا آپ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وضو کے بارے میں خبر دیں کہ

تُوَضِّئُهُ قَالَ نَعَمْ فَدَعَا بِوَضُوْءٍ فَأُتِيَ بِطَسْتٍ وَقَدَحٍ فَوُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَكْفَأَ عَلَى يَدَيْهِ مِنَ الْمَآءِ وَانْعَمَ غَسَلَ كَفَّيْهِ ثُمَّ تَمَضْمَضَ ثَلَاثًا وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ اَخْرَجَ يَدَهُ الْيُمْنٰى فَغَسَلَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ الْيُسْرٰى ثَلَاثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهٖ مَرَّةً وَّاحِدَةً غَيْرَ اَنَّهٗ اَمَرَّهُمَا عَلٰى اُذُنَيْهِ فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا۔ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔ (المعجم الاوسط جلد 3صفحه 428' رقم الحديث:2926) (مجمع الزوائد'كتاب الطهارة' باب ما جآء في الوضوء نقلاً عن الطبراني في الاوسط' جلد 1 صفحه231)

آپ وضو کیسے کرتے تھے کیونکہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ آپ انہیں وضو کرایا کرتے تھے تو انہوں نے کہا ہاں تو انہوں نے وضو کا پانی منگایا تو ان کے پاس ایک طشت اور پیالہ (میں پانی) لایا گیا اور ان کے سامنے رکھ دیا گیا تو انہوں نے اسے ٹیڑھا کر کے اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور خوب اچھی طرح اپنے دونوں ہاتھوں کو دھویا۔ پھر تین مرتبہ کلی کی اور تین مرتبہ ناک میں پانی چڑھایا اور تین مرتبہ اپنا چہرہ دھویا۔ پھر اپنا دایاں ہاتھ (برتن سے) نکال کر اسے تین مرتبہ دھویا۔ پھر اپنے بائیں ہاتھ کو تین مرتبہ دھویا۔ پھر ایک مرتبہ اپنے سر کا مسح کیا۔ سوائے اس کے کہ انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں کانوں پر پھیرا اور ان کا مسح کیا۔ اس حدیث کو امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اوسط میں بیان کیا اور علامہ ہیثمی نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوٰی رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

انہیں مراتب کو طہارت میں لحاظ کیجئے تو جس عضو کا جتنا دھونا فرض ہے اُس کے ذرّے ذرّے پر ایک بار پانی تقاطر کے ساتھ اگرچہ خفیف بہہ جانا مرتبہ ضرورت میں ہے کہ بے اس کے طہارت ناممکن اور تثلیث مرتبہ حاجت میں ہے یوں ہی وضو میں مُنہ دھونے سے پہلے کی سنن ثلاث کہ یہ چاروں مؤکدات ہیں اور ان کے ترک میں ضرر من زاد اونقص فقد تعدی وظلم (جس نے اس سے زیادہ یا کم کیا تو اس نے حد سے تجاوز کیا اور ظلم کیا۔ ت) اور ہر بار پانی بفراغت بہنا جس سے کمال تثلیث میں کوئی شبہ نہ گزرے اور ہر ہر ذرّہ عضو پر غور وتامل کی حاجت نہ پڑے یہ منفعت ہے اور غرہ وتحجیل ف کی اطاعت زینت اور کسی عضو کو قصداً چار بار دھونا فضول۔ (الفتاوی الرضویۃ، ج ۱، ۲، ص ۷۸۴)

بَابُ تَخْلِيْلِ اللِّحْيَةِ

داڑھی کے خلال کا بیان

133- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا تَوَضَّاَ خَلَّلَ

امّ المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب وضو

لِحْيَتَهُ بِالْمَآءِ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاِسْنَادُهُ حَسَنٌ۔

(مسند احمد جلد 6 صفحہ 234)

فرماتے تو پانی کے ساتھ اپنی داڑھی مبارک کا خلال فرماتے۔ اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

شرح: احناف کے نزدیک:

داڑھی کا خلال کرنا سنت ہے۔ جیسا کہ علامہ علاؤالدین حصکفی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "منہ دھوتے وقت داڑھی کا خلال کرے بشرطیکہ احرام نہ باندھے ہو، اس کا طریقہ یہ ہے کہ انگلیوں کو گردن کی طرف سے داخل کرے اور سامنے سے نکالے۔ (درمختار، کتاب الطھارۃ، مطلب السواک، ج ۱، ص ۲۵۵)

بَابُ تَخْلِيْلِ الْاَصَابِعِ

انگلیوں کے خلال کا بیان

134- عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقِيْطِ بْنِ صَبْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِيْ عَنِ الْوُضُوْءِ قَالَ اَسْبِغِ الْوُضُوْءَ وَخَلِّلِ الْاَصَابِعَ وَبَالِغْ فِي الْاِسْتِنْشَاقِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ صَآئِمًا۔ رَوَاهُ الْاَرْبَعَةُ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَالْبَغَوِيُّ وَابْنُ الْقَطَّانِ۔

حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن لقیط بن صبرہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے وضو کے متعلق خبر دیجئے فرمایا وضو پورا کرو انگلیوں کے درمیان خلال کرو اور ناک کے پانی میں مبالغہ کرو مگر جب تم روزہ دار ہو۔ اسے اصحاب اربعہ نے روایت کیا اور ترمذی ابن خزیمہ بغوی اور ابن قطان نے اسے صحیح قرار دیا۔

(ابوداؤد' کتاب الطھارۃ' باب فی الاستنثار' جلد 1 صفحہ 19) (ترمذی' ابواب الطھارات' باب فی تخلیل الاصابع' جلد 1 صفحہ 16) (نسائی' کتاب الطھارۃ' باب الامر بتخلیل اللحیۃ' جلد 1 صفحہ 30) (ابن ماجہ' ابواب الطھارۃ' باب تخلیل الاصابع' صفحہ 35) (صحیح ابن خزیمۃ' کتاب الطھارۃ' جلد 1 صفحہ 78' رقم الحدیث: 150)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

آپ کا نام لقیط ابن عامر ابن صبرہ ہے، کنیت ابورزین عقیلی ہیں، مشہور صحابی ہیں، طائف والوں میں آپ کا شمار ہے۔

یعنی اعضاء پورے دھوؤ اور تین تین بار دھوؤ ہاتھوں، اور پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرو، اگر پاؤں کی انگلیاں چپٹی ہوئی ہوں کہ بغیر خلال ان میں پانی نہ پہنچے تو خلال ضروری ہے، ورنہ سنت۔ حق یہ ہے کہ ہاتھوں کی انگلیوں میں بھی خلال کرنا چاہیے، اس خلال میں چھنگلی شرط نہیں جیسے بھی ہوجائے کافی ہے۔ ناک میں پانی بانسے تک پہنچانا ضروری ہے حتی کہ غسل میں فرض ہے اور اتنا چڑھانا کہ حلق میں اتر جائے بہتر ہے مگر روزے کی حالت میں صرف بانسے تک پہنچائے، اگر حلق میں چلا گیا تو روزہ فاسد ہوجائے گا۔ (اشعۃ اللمعات) (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۳۸۴)

135- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا تَوَضَّأتَ فَخَلِّلْ اَصَابِعَ يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ. رَوَاهُ اَحْمَدُ و ابن ماجة والتِّرْمَذِيُّ وحسنه التِّرْمَذِيُّ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو وضو کرے تو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کر۔ اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔

(ترمذی' ابواب الطهارة' باب فی تخلیل الاصابع' جلد 1 صفحه 16) (ابن ماجه' ابواب الطهارة' باب تخليل الاصابع' صفحه 35) (مسند احمد جلد 1 صفحه 287)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

بہتر یہ ہے کہ ہاتھوں کی انگلیوں کا خلال کہنیوں تک ہاتھ دھونے کے ساتھ کرے اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال پاؤں دھونے کے ساتھ کرے لیکن اگر یہ دونوں خلال پاؤں دھو کر کئے جب بھی جائز کیونکہ واؤ صرف جمع چاہتا ہے۔

(مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۲۸۵)

بَابٌ فِيْ مَسْحِ الْاُذُنَيْنِ

کانوں کے مسح کا بیان

136- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَغَرَفَ غُرْفَةً فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثُمَّ غَرَفَ غُرْفَةً فَغَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى ثُمَّ غَرَفَ غُرْفَةً فَغَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرٰى ثُمَّ غَرَفَ غُرْفَةً فَمَسَحَ بِرَاْسِهِ وَاُذُنَيْهِ دَاخِلَهُمَا بِالسَّبَّابَتَيْنِ وَخَالَفَ بِاِبْهَامَيْهِ اِلٰى ظَاهِرِ اُذُنَيْهِ فَمَسَحَ ظَاهِرَهُمَا وَبَاطِنَهُمَا ثُمَّ غَرَفَ غُرْفَةً فَغَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى ثُمَّ غَرَفَ غُرْفَةً فَغَسَلَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى. رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَاٰخَرُوْنَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ مَنْدَةَ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو فرمایا پس ایک چلو لے کر اپنا چہرہ دھویا پھر ایک چلو لے کر اپنا دایاں ہاتھ دھویا۔ پھر ایک چلو لے کر اپنا بایاں ہاتھ دھویا۔ پھر ایک چلو لے کر اپنے سر کا مسح کیا اور شہادت کی انگلیوں سے اپنے دونوں کانوں کے اندرونی حصہ کا مسح کیا اور اپنے کانوں کے بیرونی حصہ پر اپنے انگوٹھوں کو پھیرا اور ان کے بیرونی اور اندرونی حصہ کا مسح کیا۔ پھر ایک چلو لے کر اپنا دایاں پاؤں دھویا پھر ایک چلو لے کر اپنا بایاں پاؤں دھویا۔ اس حدیث کو ابن حبان اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا۔ ابن خزیمہ اور ابن مندہ نے اسے صحیح قرار دیا۔

(صحیح ابن حبان' کتاب الطهارة' جلد 3صفحه 154' رقم الحدیث: 1083) (صحیح ابن خزیمه' کتاب الطهارة' جلد 1 صفحه 77' برقم: 148) (تلخیص الحبیر' باب سنن الوضوء' جلد 1 صفحه 90)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

کلمہ کی انگلی کہ کفار عرب سبابہ کہتے تھے، یعنی گالیاں دینے والی انگلی، چونکہ گالی گلوچ کرتے وقت اس انگلی سے اشارہ کرتے جاتے تھے اس لیے اس کا یہ نام رکھا تھا۔ اسلام نے اس کا نام سباحہ یا مسبحہ رکھا یعنی تسبیح پڑھنے والی انگلی، اور اردو زبان میں اسے کلمے کی انگلی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ انگلی تسبیح اور کلمے میں استعمال ہوتی ہے کہ پہلے اسی پر شمار کی جاتی ہے۔

یعنی سر کے مسح کے بعد اسی پانی سے نہ کہ دوسرے پانی سے، لہٰذا یہ حدیث حنفیوں کی دلیل ہے۔ امام شافعی کے ہاں کان کا اندرونی حصہ منہ کے ساتھ دھویا جاتا ہے اور بیرونی حصے کا سر کے ساتھ مسح ہوتا ہے۔ یہ حدیث ان کے خلاف ہے، نیز ایک ہی عضو کا دھلنا اور مسح خلاف قانون ہے۔ غسل و مسح جمع نہیں ہونا چاہیئے۔ بعض آئمہ کے نزدیک کان کے مسح کے لیے الگ پانی لیتے ہیں یہ حدیث ان کے بھی خلاف ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ا ص ۲۸۵)

بَابُ التَّيَمُّنِ فِي الْوُضُوْءِ

وضو میں دائیں جانب (سے آغاز کرنے کا) بیان

137- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَابْدَأُوْا بِمَیَامِنِكُمْ۔ رَوَاهُ الْاَرْبَعَةُ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَیْمَةَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم وضو کرو تو اپنی دائیں جانب سے آغاز کرو۔ اس حدیث کو چار محدثین نے بیان کیا اور ابن خزیمہ نے اسے صحیح قرار دیا۔

(ابوداؤد' کتاب اللباس' باب فی الانتعال' جلد 2صفحه 215) (ابن ماجة' ابواب الطهارة' بفب التیمن فی الوضوء' صفحه 33) (ابن خزیمة' کتاب الطهارة' جلد 1 صفحه 91' رقم الحدیث: 178)

شرح: پیارے بھائیو! ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سیدھی طرف سے وضو کرنا پسند فرماتے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ وضو کرتے وقت پہلے سیدھا ہاتھ مبارک دھوتے پھر بایاں۔ اسی طرح پاؤں مبارک دھوتے وقت بھی یہی ترتیب ملحوظ رکھا کرتے۔ نیز اس حدیث پاک میں کنگھا اور نعلین شریفین کے بارے میں بھی سیدھی ہی جانب سے شروع کرنا منقول ہوا۔ یعنی سر اقدس اور داڑھی مبارک میں جب کنگھا فرماتے تو پہلے سیدھی جانب سے شروع کرتے، پھر بائیں جانب۔ نیز نعلین شریفین پہنتے وقت بھی پہلے سیدھے قدم مبارک کو نعل پاک میں داخل فرماتے پھر بائیں قدم مکرم کو۔ صرف ان تین کاموں ہی کی تخصیص نہیں، جتنے بھی تکریم کے کام ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سیدھی جانب سے ہی شروع

کرنا پسند فرماتے۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْوُضُوْءِ

138۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيَبْلُغُ اَوْ فَيُسْبِغُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ يَقُوْلُ أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ اِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَزَادَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔

(مسلم' كتاب الطهارة'باب الذكر المستحب عقب الوضوء' جلد1 صفحه122) (ترمذی' ابواب الطهارات' باب مايقال بعدالوضوء' جلد1 صفحه18)

وضوء سے فارغ ہونے کے بعد کیا کہے

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں جو اچھی طرح وضو کرے پھر کہے أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں وہ جس دروازہ سے چاہے جنت میں داخل ہوجائے اسے امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔ اے اللہ! مجھے بہت زیادہ توبہ کرنیوالوں اور پاکیزہ لوگوں سے بنادے۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:
یعنی اس عمل کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کا حشر ابوبکر صدیق کے غلاموں میں فرمائے گا کہ وہ ان سرکار کے ساتھ جنت میں جائے گا اور جیسے انہیں ہر دروازہ سے پکارا جائے گا کہ ادھر سے آؤ ایسے ہی ان کے صدقے میں اسے بھی لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ آٹھوں دروازے کھلنا حضرت صدیق اکبر کی خصوصیات میں سے ہے جیسا کہ ان کے فضائل میں آئے گا کیونکہ ان کا یہ داخلہ ان کے صدقے سے ہے۔ خیال رہے کہ اگرچہ ہر جنتی داخل ایک ہی دروازہ سے ہوگا مگر ہر دروازہ سے پکارا جانا اس کی عزت افزائی کے لئے ہے۔ (مراۃ المناجیح ج۱ ص ۲۷۷)

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

139۔ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَاَهْوَيْتُ لِاَنْزِعَ خُفَّيْهِ فَقَالَ دَعْهُمَا فَاِنِّيْ

موزوں پر مسح کا بیان

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ پس میں نے ارادہ کیا کہ آپ کے موزے

اَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَیْنِ فَمَسَحَ عَلَیْهِمَا۔ رَوَاہُ الشَّیْخَانِ

اتاروں تو آپ نے فرمایا انہیں چھوڑ دو میں نے ان کو باوضو پہنا تھا۔ پھر آپ نے ان دونوں پر مسح کیا۔ اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے۔

(بخاری' کتاب الوضوء' باب اذا دخل رجلیہ' جلد 1 صفحہ 33) (مسلم' کتاب الطھارۃ' باب المسح علی الخفین' جلد 1 صفحہ 134)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

خیال رہے کہ مسح موزے پر ہوتا ہے نہ کہ موزے میں، نیز چمڑے کے موزے پر مسح ہوگا نہ کہ باریک کپڑے یا سوت کے اس لئے مصنف نے علی اور خُفَّین ارشاد فرمایا۔ خیال رہے کہ موزے کا مسح اشارۃً قرآن شریف سے اور صراحۃً بے شمار احادیث سے ثابت ہے، لہٰذا اس کا انکار گمراہی ہے۔ حضرت انس سے پوچھا گیا کہ اہل سنت کی علامت کیا ہے، فرمایا "تَفْضِیْلُ الشَّیْخَیْنِ وَحُبُّ الْخَتَنَیْنِ وَالْمَسْحُ عَلَی الْخُفَّیْنِ"۔ خواجہ حسن بصری کہتے ہیں کہ میں نے ستر صحابہ سے ملاقات کی سب موزوں پر مسح کے قائل تھے۔ امام کرخی فرماتے ہیں کہ مسح کے منکر کے کفر کا اندیشہ ہے کیونکہ موزے کا مسح متواتر احادیث سے ثابت ہے۔ خیال رہے کہ ابن عباس و عائشہ صدیقہ نے اولاً اس مسح کا انکار کیا تھا، پھر تمام صحابہ کی موافقت فرمائی، حضرت عائشہ صدیقہ بھی مسح کی قائل ہیں۔ وہ جو کہا جاتا ہے کہ آپ فرماتی ہیں میرا پاؤں کٹ جائے تو اچھا موزے پر مسح کرنے سے، یہ محض غلط اور بناوٹی ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۲۸۵)

140- عَنْ شُرَیْحِ بْنِ ھَانِئٍ قَالَ اَتَیْتُ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا اَسْاَلُھَا عَنِ الْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّیْنِ فَقَالَتْ عَلَیْكَ بِابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فَسَلْہُ فَاِنَّہٗ کَانَ یُسَافِرُ مَعَ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْنَاہُ فَقَالَ جَعَلَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ وَّلَیَالِیَھُنَّ لِلْمُسَافِرِ وَیَوْمًا وَّلَیْلَۃً لِّلْمُقِیْمِ

(مسلم' کتاب الطھارۃ' باب التوقیت فی المسح علی الخفین' جلد 1 صفحہ 135)

حضرت شریح بن ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں ام المومنین سیّدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تاکہ ان سے موزوں پر مسح کے متعلق پوچھوں تو آپ نے فرمایا تم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے سوال کرو پس بے شک وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کرتے تھے۔ پس ہم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسافر کے لئے تین دن اور تین راتیں اور مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات مدت مسح مقرر فرمائی۔ اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا

ہے۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

آپ تابعی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں پیدا ہو چکے تھے، آپ کے والد ہانی صحابی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی کنیت ابوشریح رکھی، حضرت علی مرتضی کے مخصوص ساتھیوں میں سے ہیں۔

ظاہر یہ ہے کہ آپ کا سوال مدت مسح کے متعلق تھا نہ کہ طریقہ مسح یا دلائل مسح کے متعلق، جیسا کہ جواب سے ظاہر ہے۔ یعنی مسافر بحالت سفر ایک بار موزے پہن کر مسلسل تین دن و رات مسح کر سکتا ہے۔ اور مقیم ایک دن و رات۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مالک احکام ہیں کہ علی مرتضی نے اس مدت کی تعیین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کی۔ دوسرے یہ کہ مدتیں ان لوگوں کے لئے ہیں جو اول سے آخر تک ایک حال پر رہیں، یعنی مثلاً پہنتے وقت بھی مقیم ہوں اور آخر تک مقیم رہیں۔ اگر پہنتے وقت تو مقیم تھا مگر مدت ختم ہونے سے پہلے مسافر ہو گیا تو اب مسافر کی مدت پوری کرے گا۔ یوں ہی مسافر اگر مقیم ہو جائے تو مقیم کی مدت پوری کرے۔ تیسرے یہ کہ مسح کی مدت حدث کے وقت سے شروع ہوگی کہ نہ پہننے کے وقت سے، نہ مسح کے وقت سے۔ چوتھے یہ کہ شرعاً مسافر وہ ہے جو تین دن کی راہ کا سفر کرے اس سے کم سفر سے مسافر نہ ہوگا۔ ورنہ ایک دن مسافت کا مسافر اس حدیث پر عمل نہیں کر سکتا، حالانکہ حدیث ہر مسافر کو عام ہے۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو۔ (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۴۸۵)

141۔ وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ لِلْمُقِيْمِ يَوْمًا وَّلَيْلَةً وَّلِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَّلَيَالِيْهِنَّ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ. رَوَاهُ ابْنُ الْجَارُوْدِ وَاٰخَرُوْنَ وَصَحَّحَهُ الشَّافِعِيُّ وَالْخَطَّابِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح میں مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات اور مسافر کے لئے تین دن اور تین رات مدت مقرر فرمائی۔ اس حدیث کو ابن جارود اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے بیان کیا اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خطابی اور ابن خزیمہ نے اسے صحیح قرار دیا۔

(المنتقى لابن جارود صفحه 39' رقم الحديث: 87) (تلخيص الحبير' باب المسح على الخفين' جلد 1 صفحه 157)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

آپ کا نام شریف نفیع ہے، ثقفی ہیں، مشہور صحابی ہیں، غزوہ طائف میں ایمان لائے، آخر عمر شریف میں بصرہ میں قیام رہا، ۴۹ھ میں وہیں وفات پائی۔

اس کی پوری شرح اور اس سے مسائل کا استنباط پہلے گزر چکا۔ عام علماء کا یہی قول ہے کہ مسافر تین دن سے زیادہ اور

مقیم ایک دن سے زیادہ مسح نہیں کر سکتے۔ ہاں حنفیوں کے نزدیک یہ مدت حدث کی وقت سے شروع ہوگی۔
منتقی ابن تیمیہ حنبلی کی کتاب ہے۔(مرقاۃ) شیخ فرماتے ہیں کہ یہ خطابی کی تصنیف ہے۔(مراۃ المناجیح ج ۱ص ۲۸۷)

142- وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفَرًا اَنْ لَّا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَّلَيَالِيْهِنَّ اِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ لٰكِنْ مِّنْ غَائِطٍ وَّبَوْلٍ وَّنَوْمٍ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاٰخَرُوْنَ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْخَطَّابِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَحَسَّنَهُ الْبُخَارِيُّ۔

حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب ہم سفر میں ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم سوائے جنابت کے تین دن اور تین راتیں موزے نہ اتاریں۔ لیکن پاخانے' پیشاب اور نیند سے موزے نہ اتاریں۔اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ' نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ' ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا ترمذی خطابی اور ابن خزیمہ نے اسے صحیح قرار دیا اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے حسن قرار دیا۔

(مسند احمد جلد 4صفحہ 239-240) (ترمذی' ابواب الطھارات' باب المسح علی الخفین للمسافر والمقیم' جلد 1صفحہ 27) (نسائی' کتاب الطھارۃ' باب التوقیت فی المسح علی الخفین للمسافر' جلد 1صفحہ 32) (صحیح ابن خزیمۃ' کتاب الطھارۃ' جلد 1صفحہ 99' رقم الحدیث: 196) (تلخیص الحبیر' باب المسح علی الخفین جلد 1صفحہ 157)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:
مشہور صحابی ہیں، قبیلہ بنی مراد سے ہیں، کوفہ میں قیام رہا، حضور کے ساتھ بارہ غزووں میں شریک رہے۔
یہ حکم اجازت کا ہے نہ کہ وجوبی، کیونکہ مسافر کو تین دن تک مسح کرنا جائز ہے۔
یعنی حدث اصغر میں موزوں کا مسح درست اور حدث اکبر میں ناجائز، غسل میں پاؤں دھونا ہی فرض ہیں۔ اس عبارت میں عجیب لطف ہے کہ اِلَّا نے نفی توڑ کر ثبوت کیا، پھر لٰکِنْ نے اِلَّا کا ثبوت توڑ کر نفی پیدا کی، اس پر نحویوں نے معرکۃ الآرا بحثیں کی ہیں۔(مراۃ المناجیح ج ۱ص ۲۸۷)

143- وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَوْ كَانَ الدِّيْنُ بِالرَّأْيِ لَكَانَ اَسْفَلُ الْخُفِّ اَوْلٰى بِالْمَسْحِ مِنْ اَعْلَاهُ وَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اگر دین میں رائے کو دخل ہوتا تو موزوں کے اوپر والے حصہ کی بہ نسبت نیچے والے حصے پر مسح کرنا بہتر ہوتا حالانکہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلٰى ظَاهِرِ خُفَّيْهِ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ. (ابوداؤد' کتاب الطهارة' باب كيف المسح' جلد1 صفحه22)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ موزوں کے اوپر والے حصے پر مسح فرماتے۔ اسے ابوداؤد نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

شرح: مُفَسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ موزوں کے صرف ظاہر پر مسح ہوگا نہ کہ تلے پر جیسا کہ ہمارے امام صاحب کا قول ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر عقل حکم شرع کے خلاف ہو تو عقل مردود ہے، اور حکم شرع مقبول۔ دیکھو حضرت علی کی عقل کہتی تھی کہ موزے کے نیچے مسح ہونا چاہیئے کیونکہ زمین سے وہی حصہ لگتا ہے اور گندگی سے وہی قریب رہتا ہے مگر حکم شرعی کے مقابل آپ نے اپنی رائے چھوڑ دی۔ امام اعظم فرماتے ہیں کہ اگر دین رائے سے ہوتا تو میں پیشاب سے غسل واجب کرتا اور منی سے وضو کیونکہ پیشاب بالاتفاق نجس ہے اور منی بعض علماء کے ہاں پاک بھی ہے۔ اور میں لڑکی کو لڑکے سے دگنی میراث دیتا کیوں کہ لڑکی کمزور ہے۔ (مرقاۃ) (مراۃ المناجیح ج۱ ص ۴۸۷)

144- وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ بِالْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ قَالَ ثَلَاثٌ لِّلْمُسَافِرِ وَيَوْمٌ وَّلَيْلَةٌ لِّلْمُقِيْمِ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رِجَالُهٗ رِجَالُ الصَّحِيْحِ.

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں موزوں پر مسح کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ مسافر کے لئے تین اور مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات (مدت مسح ہے) اسے امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور طبرانی نے اوسط میں روایت کیا اور ہیثمی نے کہا کہ اس کے راوی صحیح کے رجال ہیں۔

(مسند احمد جلد6 صفحه 27) (مجمع الزوائد' كتاب الطهارة' باب التوقيت في المسح على الخفين نقلًا عن الطبراني في الاوسط' جلد1 صفحه259) (كشف الاستار عن زوائد البزار' كتاب الطهارة' جلد 1 صفحه 157' رقم الحديث:309)

شرح: مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوٰی رضویہ جلد ۱۔ ۱ تا ۳، مراۃ المناجیح ج۱، بہار شریعت جلد ۱ حصہ دوم اور سنی بہشتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔

اَبْوَابُ نَوَاقِضِ الْوُضُوْءِ
وضو کو توڑنے والی چیزوں کا بیان

بَابُ الْوُضُوْءِ مِنَ الْخَارِجِ مِنْ اَحَدِ السَّبِيْلَيْنِ
دونوں راستوں میں سے کسی ایک راستہ سے نکلنے والی چیز پر وضو کا بیان

145- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں

اٰلِهٖ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ مَنْ اَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ قَالَ رَجُلٌ مِّنْ حَضْرَمَوْتَ مَا الْحَدَثُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ فُسَآءٌ اَوْ ضُرَاطٌ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ (بخاری، کتاب الوضوء، باب فی الوضوء، جلد 1صفحہ 25) (مسلم، کتاب الطهارة، باب وجوب الطهارة للصلٰوة جلد1صفحہ118)

کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو حدث لاحق ہو اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔ حتیٰ کہ وہ وضو کرلے۔ حضرموت کے ایک شخص نے کہا اے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدث کیا ہے تو آپ نے فرمایا۔ ہوا کا خارج ہونا چاہے بے آواز ہو یا آواز کے ساتھ۔ اس کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

شرح: مُفسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یہ حصر ہوا کے لحاظ سے ہے، یعنی جب تک کہ ہوا نکلنے کا یقین نہ ہو تب تک وضو نہیں جاتا، یہ مطلب نہیں کہ ہوا کے سوا کسی اور چیز سے وضو نہیں جاتا۔ (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۲۹۸)

146- وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَجَدَ اَحَدُكُمْ فِيْ بَطْنِهٖ شَيْئًا فَاَشْكَلَ عَلَيْهِ اَخَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ اَمْ لَا فَلَا يَخْرُجَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا اَوْ يَجِدَ رِيْحًا۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) (مسلم، کتاب الحیض، باب الدليل ان من يتقن... الخ، جلد1صفحہ158)

آپ ہی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے پیٹ میں کچھ پائے پھر اس پر مشکل ہو جائے یہ بات کہ اس سے کوئی چیز نکلی ہے یا نہیں تو وہ ہرگز مسجد نہ نکلے حتیٰ کہ وہ آواز سنے یا بو محسوس کرے اسے امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

شرح: مُفسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یعنی اگر کوئی شخص مسجد میں جماعت سے نماز پڑھ رہا ہے کہ اس کے پیٹ میں گڑگڑاہٹ ہوئی لیکن بو محسوس نہ ہوئی، ہوا کے نکلنے کا یقین نہ ہوا، یونہی شبہ سا ہو گیا تو شبہ کا اعتبار نہ کرے، وہ باوضو ہے، نماز پڑھے جائے۔ آواز سننے سے مراد ہے نکلنے کا یقین۔ اس سے معلوم ہوا کہ یقینی وضو مشکوک حدث سے نہیں جاتا، ہمیں یقین ہے کہ ظہر کے وقت ہم نے وضو کیا تھا مگر ٹوٹنے کا صرف شبہ ہے یقینی نہیں تو ہمارا وضو باقی ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۲۹۴)

147- وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَرْفُوْعًا فِيْ حَدِيْثِ الْمَسْحِ لٰكِنْ مِّنْ غَآئِطٍ وَّبَوْلٍ وَّنَوْمٍ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاٰخَرُوْنَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔ (مسند احمد جلد4صفحہ 239-240)

حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسح والی حدیث میں مرفوعا روایت فرماتے ہیں لیکن پاخانے، پیشاب اور نیند سے (وضو ٹوٹ جائیگا) اسے امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا۔

148۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ رَجُلاً مَذَّاءً فَكُنْتُ اَسْتَحْيِيْ اَنْ اَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَكَانِ ابْنَتِهٖ فَاَمَرْتُ الْمِقْدَادَ بْنَ الْاَسْوَدِ فَسَئَلَهٗ فَقَالَ يَغْسِلُ ذَكَرَهٗ وَيَتَوَضَّأُ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ (بخاری' کتاب الغسل' باب غسل المذی' جلد 1صفحہ 41) (مسلم' کتاب الطھارۃ' باب المذی'جلد1صفحہ143)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے مذی بہت زیادہ آتی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے براہ راست اس کا حکم معلوم کرنے سے مجھے شرم آتی تھی کیونکہ آپ کی صاحبزادی میرے نکاح میں تھیں تو میں نے مقداد بن اسود سے کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھو۔ مقداد نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے (یہ مسئلہ) پوچھا تو آپ نے فرمایا۔ وہ اپنے آلہ تناسل کو دھو کر وضو کرلیا کرے۔ اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے۔

149- وَعَنْ عَآئِشِ بْنِ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ عَلٰى مِنْبَرِ الْكُوْفَةِ يَقُوْلُ كُنْتُ اَجِدُ مِنَ الْمَذْيِ شِدَّةً فَاَرَدْتُّ اَنْ اَسْئَلَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتِ ابْنَتُهٗ عِنْدِيْ فَاسْتَحْيَيْتُ اَنْ اَسْاَلَ فَاَمَرْتُ عَمَّارًا فَسَاَلَهٗ فَقَالَ اِنَّمَا يَكْفِيْ مِنْهُ الْوُضُوْءُ۔ رَوَاهُ الْحُمَيْدِيُّ فِيْ مُسْنَدِهٖ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔ (مسند حمیدی جلد1صفحہ 23' برقم: 39) (سنن نسائی'کتاب الطھارۃ' بابما ینقض الوضوء وما لاینقض من المذی' جلد1صفحہ36)

حضرت عائش بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوفہ کے ممبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں مذی سے بہت شدت پاتا تھا میں نے ارادہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھوں اور آپ کی صاحبزادی میرے نکاح میں تھیں تو مجھے آپ سے (برائے راست) پوچھنے سے شرم محسوس ہوئی تو میں نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا۔ انہوں نے (مسئلہ) پوچھا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے وضو کافی ہے۔ اس کو حمیدی نے اپنی مسند میں نقل کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اقول: سیّد اور فاضل (بعض فضلا) پر خدا کی رحمت ہو۔ ہندیہ کی عبارت اس طرح ہے: مذی ناقضِ وضو ہے، اسی طرح ودی بھی اور منی جب کہ بلاشہوت نکلی ہو اس طرح کہ کوئی وزنی چیز اٹھائی جس کی وجہ سے منی نکل آئی، یا کسی اونچی جگہ سے گر پڑا تو وہ وضو واجب کرتی ہے ایسا ہی محیط میں ہے اھ عبارت انہی الفاظ کے ساتھ ختم ہوئی۔

(الفتاوی الھندیہ کتاب الصلوۃ الفصل الخامس فی نواقض الوضوء نورانی کتب خانہ پشاور ا/ ۱۰)(الفتاوی الرضویہ، ج ۱- ا، ص ۷۴۴)

150- وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ

امّ المومنین سیّدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت

سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُسْتَحَاضَةِ فَقَالَ تَدَعُ الصَّلٰوةَ اَيَّامَ اَقْرَآئِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ غُسْلًا وَّاحِدًا ثُمَّ تَتَوَضَّاُ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ۔ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مستحاضہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا وہ اپنے حیض کے دنوں میں نماز چھوڑ دے پھر ایک غسل کرے اور ہر نماز کے وقت وضو کرے۔ اس حدیث کو ابن حبان نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(صحیح ابن حبان 'کتاب الطہارۃ' جلد 3 صفحہ 266 'رقم الحدیث: 1352)

شرح: اِستحاضہ کے اَحکام

اِستحاضہ اگر اس حد تک پہنچ گیا کہ (بار بار خون آنے کے سبب) اس کو اتنی مُہلت نہیں ملتی کہ وُضو کر کے فرض نَماز ادا کر سکے تو نَماز کا پورا ایک وَقت شروع سے آخر تک اسی حالت میں گزر جانے پر اس کو معذور کہا جائیگا، ایک وُضو سے اُس وَقت میں جتنی نَمازیں چاہے پڑھے، خون آنے سے اس کا وُضو نہ جائے گا۔ (بہارِ شریعت حصہ ۲ ص ۱۰۷)

بَابُ مَا جَآءَ فِي النَّوْمِ

نیند سے متعلق واردشدہ احادیث کا بیان

وَقَدْ تَقَدَّمَ حَدِيْثُ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ فِيْهِ

اس بارے میں حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے۔

151- وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عَهْدِهٖ يَنْتَظِرُوْنَ الْعِشَآءَ حَتّٰى تَخْفِقَ رُءُ وْسُهُمْ ثُمَّ يُصَلُّوْنَ وَلَا يَتَوَضَّاُوْنَ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ وَّاَصْلُهٗ فِيْ مُسْلِمٍ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ آپ کے زمانہ اقدس میں عشاء کی نماز کا انتظار کرتے رہتے حتیٰ کہ اونگھ کی وجہ سے ان کے سر جھک جاتے پھر وہ (اسی حال میں) نماز پڑھتے اور وضو نہیں کرتے تھے۔ اس حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا اور اس کی اصل مسلم میں موجود ہے۔

(ابو داؤد 'کتاب الطہارۃ' باب فی الوضوء من النوم' جلد 1 صفحہ 26) (ترمذی 'ابواب الطہارۃ' باب الوضوء من النوم' جلد 1 صفحہ 24) (مسلم 'کتاب الحیض' باب الدلیل علی ان نوم الجالس ... الخ' جلد 1 صفحہ 163)

152- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمُحْتَبِي النَّآئِمِ وَلَا عَلَى الْقَآئِمِ النَّآئِمِ وَلَا عَلَى السَّاجِدِ النَّآئِمِ وُضُوْءٌ حَتّٰى يَضْطَجِعَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ احتباء کی حالت میں سونے والے پر وضو نہیں اور نہ سجدہ کی حالت میں سونے والے پر وضو ہے۔ حتیٰ کہ وہ

فَاِذَا اضْطَجَعَ تَوَضَّأَ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي التَّلْخِيْصِ اِسْنَادُهٗ جَيِّدٌ.

(معرفة السنن والآثار' كتاب الطهارة' جلد 1 صفحه 369' رقم الحديث: 941) (تلخيص الحبير جلد 1 صفحه 120)

پہلو کے بل لیٹ جائے جب وہ پہلو کے بل لیٹ جائے تو جب وہ پہلو کے بل لیٹ جائے تو وضو کرے۔ اس حدیث کو امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے معرفت میں نقل کیا ہے اور حافظ نے تلخیص میں فرمایا ہے کہ اس کی سند جید ہے۔

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوٰی رضویہ میں لکھتے ہیں:

نیند دو شرطوں سے ناقضِ وضو ہوتی ہے:

اول یہ کہ دونوں سرین اس وقت خوب جمے نہ ہوں۔ دوسرے یہ کہ ایسی ہیأت پر سویا ہو جو غافل ہو کر نیند آنے کو مانع نہ ہو۔ جب یہ دونوں شرطیں جمع ہوں گی تو سونے سے وضو جائیگا اور ایک بھی کم ہے تو نہیں، مثلاً:

(الفتاوی الرضویہ، ج ۱، ص ۳۸۸)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوٰی رضویہ جلد ۱، مراۃ المناجیح ج ۱ کا مطالعہ فرمائیں۔

بَابُ الْوُضُوْءِ مِنَ الدَّمِ

خون (نکلنے) سے وضو (کے لازم ہونیکا) بیان

153- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَصَابَهٗ قَيْءٌ اَوْ رُعَافٌ اَوْ قَلَسٌ اَوْ مَذْيٌ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ ثُمَّ لْيَبْنِ عَلٰى صَلٰوتِهٖ وَهُوَ فِيْ ذٰلِكَ لَا يَتَكَلَّمُ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَفِيْ اِسْنَادِهٖ مقال وتقدم حديث عائشة رضى الله عنها فِيْ باب الاستحاضة.

(ابن ماجة' كتاب الصلوة' باب ما جاء فى البناء على الصلوة' صفحه 87)

ام المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جسے قے یا نکسیر یا کھانے یا پانی کی قے یا مذی آ جائے تو اسے چاہیے کہ وہ نماز سے پھر جائے وضو کرنے اور اپنی نماز پر بنا کرے اور وہ اس دوران گفتگو نہ کرے۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا اور اس کی سند میں کلام ہے اور ام المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث استحاضہ کے باب میں گزر چکی۔

154- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ كَانَ اِذَا رَعُفَ رَجَعَ فَتَوَضَّأَ وَلَمْ يَتَكَلَّمْ ثُمَّ رَجَعَ وَبَنٰى عَلٰى مَا قَدْ صَلّٰى- رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب انہیں نکسیر آتی تو لوٹ جاتے، وضو کرتے اور گفتگو نہ کرتے اور پھر لوٹ کر اس نماز پر بنا کرتے جو پڑھ چکے ہوتے اس حدیث کو امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(سنن الکبرٰی'کتاب الصلوٰۃ' باب ینبی من سبعة الحدیث... الخ' صفحه 259)

155-وَعَنْهُ قَالَ اِذَا رَعُفَ الرَّجُلُ فِي الصَّلٰوةِ اَوْ ذَرَعَهُ الْقَيْئُ اَوْ وَجَدَ مَذْيًا فَاِنَّهٗ يَنْصَرِفُ وَيَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيُتِمُّ مَا بَقِيَ عَلٰى مَا مَضٰى مَا لَمْ يَتَكَلَّمْ۔ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِيْ مُصَنَّفِهٖ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

(مصنف عبد الرزاق' کتاب الصلوٰۃ' باب الرجل یحدث ثم یرجع قبل ان یتکلم' جلد2صفحه339)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ ہی روایت کرتے ہیں کہ جب کسی شخص کو نماز میں نکسیر آئے یا اس پر قے غالب آجائے یا وہ مذی پائے تو وہ (نماز) سے پھر جائے اور وضو کرے پھر لوٹ کر اپنی باقی نماز کو اس نماز کے مطابق پورا کرے جو گزر چکی جب تک اس نے گفتگو نہ کی ہو۔ اسے عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: وضو توڑنے والی چیزیں

(۱) پیشاب یا پاخانہ کرنا (۲) پیشاب یا پاخانہ کے راستوں سے کسی بھی چیز یا پاخانہ کے راستہ سے ہوا کا نکلنا (۳) بدن کے کسی حصہ یا کسی مقام سے خون یا پیپ نکل کر ایسی جگہ بہنا کہ جس کا وضو یا غسل میں دھونا فرض ہے (۴) کھانا، پانی یا خون یا پت کی منہ بھر کر قے ہو جانا (۵) اسطرح سو جانا کہ بدن کے جوڑ ڈھیلے پڑ جائیں (۶) بے ہوش ہوجانا (۷) غشی طاری ہوجانا (۸) کسی چیز کا اس حدتک نشہ چڑھ جانا کہ چلنے میں قدم لڑکھڑائیں (۹) دکھتی ہوئی آنکھ سے پانی کا کیچڑ نکلنا (۱۰) رکوع وسجدہ والی نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسنا۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطہارۃ، الفصل الخامس فی نواقض الوضوء، ج۱، ص۹۔ ۱۳/ بہار شریعت، ج۱، ح۲، ص۲۴)

بَابُ الْوُضُوْءِ مِنَ الْقَيْءِ

قے سے وضو (کے لازم ہونے) کا بیان

156- عَنْ مَّعْدَانَ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاءَ فَتَوَضَّأَ فَلَقِيْتُ ثَوْبَانَ فِيْ مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ صَدَقَ اَنَا صَبَبْتُ لَهٗ وُضُوْءَهٗ۔ رَوَاهُ الثَّلَاثَةُ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ وَقَدْ تَقَدَّمَ اَحَادِيْثُ الْبَابِ فِي الْبَابِ السَّابِقِ۔ (ترمذی' ابواب الطہارۃ' باب الوضوء من القی ء والرعاف' جلد1صفحه25) (ابوداؤد' کتاب الصیام' باب

حضرت معدان بن طلحہ رضی اللہ تعالٰی عنہ' ابودرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو قے آئی تو آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے وضو فرمایا (حضرت معدان فرماتے ہیں) پھر میری ملاقات دمشق کی مسجد میں حضرت ثوبان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہوئی۔ میں نے ان کے سامنے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا ابودرداء نے سچ کہا میں نے آپ کے لئے وضو کا پانی ڈالا تھا۔ اس حدیث کو اصحاب ثلثہ نے بیان کیا

الصائم بِستقی عامدًا' جلد 1 صفحہ 324)

اور اس کی سند صحیح ہے اور گزشتہ باب میں اس کی احادیث گزر چکی ہیں۔

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں لکھتے ہیں:

قے اگر منہ بھر ہوتو ناقضِ وضو ہے لیکن تھوڑی تھوڑی قے چند بار کر کے اتنی مقدار میں آئی کہ اگر سب یکجا ہوتو منہ بھر ہوجائے اسے یکجا مان کر نقضِ وضو کا حکم ہوگا یا نہیں؟ (الفتاوی الرضویۃ، ج ۱۔ا،ص ۳۸۹)

اس مسئلے کی تفصیل جاننے کے لئے فتاویٰ رضویہ کی جلد ۱۔ا کا مطالعہ فرمائیں۔

بَابُ الْوُضُوْءِ مِنَ الضِّحْكِ

ہنسنے سے وضو (کے لازم ہونے) کا بیان

157- عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ اِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَتَرَدّٰی فِیْ حُفْرَۃٍ کَانَتْ فِی الْمَسْجِدِ وَکَانَ فِیْ بَصَرِہٖ ضَرَرٌ فَضَحِكَ كَثِیْرٌ مِّنَ الْقَوْمِ وَھُمْ فِی الصَّلٰوۃِ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ ضَحِكَ اَنْ یُّعِیْدَ الْوُضُوْءَ وَیُعِیْدَ الصَّلٰوۃَ. رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ وَرِجَالُہٗ ثِقَاتٌ وَّالْاِرْسَالُ صَحِیْحٌ فِی الْبَابِ۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اس دوران رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور اس گھڑے میں گر گیا جو مسجد میں تھا اور ان کی بینائی میں کچھ نقص تھا تو اکثر لوگ حالت نماز میں ہنس پڑے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جو ہنسا ہے وہ وضو اور نماز کا اعادہ کرے اسے طبرانی نے کبیر میں نقل فرمایا اور اس کے رجال ثقہ ہیں اور اس باب میں مرسل روایت صحیح ہے۔

(مجمع الزوائد' کتاب الطہارۃ' باب الوضوء من الضحک نقلًا عن الطبرانی فی الکبیر' جلد 1 صفحہ 246)

158- وَعَنْ اَبِی الْعَالِیَۃِ الرِّیَاحِیِّ اَنَّ اَعْمٰی تَرَدّٰی فِیْ بِئْرٍ وَّالنَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ بِاَصْحَابِہٖ فَضَحِكَ بَعْضُ مَنْ کَانَ یُصَلِّیْ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ ضَحِكَ مِنْھُمْ اَنْ یُّعِیْدَ الْوُضُوْءَ وَیُعِیْدَ الصَّلٰوۃَ. رَوَاہُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِیْ مُصَنَّفِہٖ وَاِسْنَادُہٗ مُرْسَلٌ قَوِیٌّ۔ (مصنف عبد الرزاق' کتاب الصلوٰۃ' باب الضحک والتبسم فی الصلوٰۃ)

حضرت ابوالعالیہ ریاحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک اندھا شخص کنویں میں گر گیا اس حال میں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو نماز پڑھا رہے تھے تو جو لوگ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ ان میں سے کچھ ہنس پڑے تو ان میں سے جو ہنسا نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ وضو اور نماز کا اعادہ کریں اس حدیث کو عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں بیان فرمایا

اور اس کی سند مرسل قوی ہے۔

شرح: قہقہے سے وضو ٹوٹنا

نص کے ہوتے ہوئے قیاس کی اجازت نہیں۔ مثلاً حضرت حسن بن زیاد رحمہ اللہ سے کسی نے نماز میں قہقہہ لگانے کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: "نماز میں قہقہہ ناقض وضو ہے" یہ سن کر سائل نے کہا: "اگر کوئی شخص نماز میں پاک دامن عورت پر تہمت لگائے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا حالانکہ یہ انتہائی بڑا گناہ ہے تو نماز میں قہقہہ لگانا جو کہ اس سے ہلکا ہے اس سے وضو کیسے ٹوٹ سکتا ہے؟" لیکن سائل کا یہ قیاس نص (حدیث) کے مقابلے میں ہونے کی وجہ سے درست نہیں ہے۔

بَابُ الْوُضُوْءِ بِمَسِّ الذَّكَرِ

عضو مخصوص کو چھونے سے وضو کا بیان

159- عَنْ بُسْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا مَسَّ اَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ. رَوَاهُ مَالِكٌ فِيْ الموطأ واخرون وَصَحَّحَهُ احمد والتِّرْمَذِيُّ والدارقطني والبيهقي و فِيْ الباب احاديث اُخر

حضرت بسرہ سے روایت ہے فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی اپنے عضو خاص کو چھوئے تو وضو کرے۔ اسے امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مؤطا میں بیان فرمایا اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، دارقطنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے صحیح قرار دیا اور اس بارے میں دیگر روایات بھی ہیں۔

(مؤطا امام مالک، کتاب الطہارۃ، باب الوضوء من مس الفرج، صفحہ 30) (ترمذی، ابواب الطہارات، باب الوضوء من مس الذکر، جلد 1 صفحہ 25) (مسند احمد جلد 6 صفحہ 406) (دارقطنی، کتاب الطہارۃ، باب ما روی فی لمس القبل والدبر والذکر... الخ، جلد 1 صفحہ 147) (سنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الطہارۃ، باب الوضوء من مس الذکر، جلد 1 صفحہ 128)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

آپ بسرہ بنت صفوان ابن نوفل ہیں، قرشیہ ہیں، اسدیہ ہیں، ورقہ ابن نوفل کی بھتیجی ہیں، مشہور صحابیہ ہیں۔

مس کے معنی چھونا بھی ہیں، لگنا و لگانا بھی، اور پہنچنا پہنچانا بھی، رب فرماتا ہے: "مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ" یہاں اگر چھونے کے معنی ہوں تو تھوڑی عبارت پوشیدہ ہوگی، یعنی جو عضو خاص چھوئے اور وہاں تری پائے تو وضو کرے، چھونے سے نہیں بلکہ تری نکلنے سے، جیسے رب فرماتا ہے: "اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ" یعنی تم میں سے کوئی بیت الخلاء (پاخانہ) سے آئے۔ ظاہر ہے کہ بیت الخلاء میں ہو کر آنا وضو نہیں توڑتا بلکہ وہاں پیشاب پاخانہ کر کے آنا وضو

توڑتا ہے۔ اور اگر مس لگانے یا پہنچانے کے معنی میں ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ جب تم میں اپنی عورت سے کوئی مباشرت کرے تب وضو کرے، یعنی مَسّ بِالْیَدْ مراد نہیں بلکہ مَسّ بِالْفَرْج مراد ہے۔ ان دونوں صورتوں میں یہ حدیث بالکل ظاہر پر ہے اور اگلی حدیث کے خلاف بھی نہیں۔ حضرت امام شافعی اس حدیث کی بنا پر فرماتے ہیں کہ مس عضو خاص وضو توڑ دیتا ہے، لیکن اس حدیث سے ان کا مذہب ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ ان کے نزدیک صرف ہتھیلی یا انگلیوں کے پیٹ سے بغیر آڑ چھونا وضو توڑتا ہے۔ انگلیوں یا ہتھیلی کی پیٹھ یا کلائی، کہنی ران سے لگ جانا وضو نہیں توڑتا حالانکہ اس حدیث میں مس مطلق ہے جس میں یہ قیدیں نہیں، نیز یہ حدیث اگلی حدیث کے بھی خلاف ہوگی۔ طحاوی شریف میں ہے کہ یہاں وضو سے مراد ہاتھ دھونا ہے۔ یہی حضرت مصعب ابن سعد کا قول ہے، یعنی جو عضو خاص چھوئے مناسب ہے کہ ہاتھ دھوئے جیسے کھانے کے وضو میں تھا۔ (از مرقاۃ لمعات وغیرہ) (مراۃ المناجیح ج ا ص ۲۹۴)

160- وَعَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ مَسَسْتُ ذَكَرِي اَوْ قَالَ رَجُلٌ يَمَسُّ ذَكَرَهُ فِي الصَّلٰوةِ اَعَلَيْهِ وُضُوْءٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اِنَّمَا هُوَ بَضْعَةٌ مِّنْكَ اَخْرَجَهُ الْخَمْسَةُ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَالطَّبْرَانِيُّ وَابْنُ حَزْمٍ وَّقَالَ ابْنُ الْمَدِيْنِيِّ هُوَ اَحْسَنُ مِنْ حَدِيْثِ بُسْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا۔

حضرت طلق ابن علی سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا گیا کہ جو وضو کے بعد عضو خاص کو چھوئے فرمایا وہ بھی تو جسم انسانی کا ہی حصہ ہے اسے اصحاب خمسہ نے روایت کیا ابن حبان، طبرانی اور ابن حزم نے اسے صحیح قرار دیا اور ابن مدینی نے کہا ہے کہ یہ حدیث بسرہ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

(ابوداؤد' کتاب الطهارة' باب الرخصة في ذلك' جلد 1 صفحه 24) (ترمذی' ابواب الطهارات' باب ترک الوضوء من مس الذكر' جلد 1 صفحه 25) (نسائی' كتاب الطهارة' باب ترک الوضوء من ذلک' جلد 1 صفحه 38) (ابن ماجة' ابواب الطهارة' باب الرخصة في ذلک' صفحه 37) (مسند احمد جلد 4 صفحه 23) (تلخيص الحبير' باب الاحداث' جلد 1 صفحه 125) (معجم كبير للطبرانی جلد 8 صفحه 401' رقم الحديث: 8233-8234-8243-8249) (صحیح ابن حبان' كتاب الطهارة' جلد 3 صفحه 169) (محلی ابن حزم' كتاب الطهارة' باب مس الرجل ذكر نفسه خاصة... الخ' جلد 1 صفحه 196)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی جیسے ناک، انگلی وغیرہ جسم کے اعضاء ہیں کہ ان کے چھونے سے وضو نہیں جاتا، ایسے ہی یہ بھی ایک عضو ہے کہ اس کا چھونا وضو نہیں توڑے گا۔ یہ حدیث ہمارے امام اعظم کی قوی دلیل ہے کہ اس عضو کے چھونے سے وضو نہیں جاتا۔ حضرت علی المرتضیٰ، حضرت ابن عباس، عمار ابن یاسر، حذیفہ، سعد، عبداللہ ابن مسعود وغیرہم بہت صحابہ کا یہی مذہب

ہے۔ چنانچہ علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ناک، کان چھوؤں یا یہ عضو، برابر ہی ہے۔ حضرت سعد سے یہ مسئلہ پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر نجس ہے تو اسے کاٹ ڈالو۔ اس کی پوری بحث طحاوی شریف اور صحیح البہاری وغیرہ میں دیکھو۔

(مراۃ المناجیح ج ا ص ۳۰۶)

161- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ كَانَ لَا يَرٰى فِيْ مَسِّ الذَّكَرِ وُضُوْءً ا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔ (طحاوی' کتاب الطهارة' باب الوضوء بمس الفرج' جلد 1 صفحه 59)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ عضو مخصوص کو چھونے میں وضو کو لازم نہیں سمجھتے تھے۔ اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

162- وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ مَا اُبَالِيْ اَنْفِيْ مَسِسْتُ اَوْ اُذُنِيْ اَوْ ذَكَرِيْ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَفِيْ اِسْنَادِهٖ لِيْنٌ۔ (طحاوی' کتاب الطهارة' باب الوضوء بمس الفرج' جلد 1 صفحه 59)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ میں اپنے ناک یا کان کو چھوؤں یا اپنے ذکر کو۔ اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا اور اس کی سند میں کمزوری ہے۔

163- وَعَنْ اَرْقَمَ بْنِ شُرَحْبِيْلَ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اِنِّيْ اَحُكُّ جَسَدِيْ وَاَنَا فِي الصَّلٰوةِ فَاَمَسُّ ذَكَرِيْ فَقَالَ اِنَّمَا هُوَ بَضْعَةٌ مِّنْكَ۔ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي الْمُوَطَّا وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔ (مؤطا امام محمد' باب الوضوء من مس الذكر' صفحه 55)

حضرت ارقم بن شرحبیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مسعود سے کہا کہ میں اپنے بدن کو کھجاتا ہوا اس حال میں کہ میں نماز میں ہوتا ہوں تو اپنے عضو مخصوص کو چھوجاتا ہوں تو آپ نے فرمایا وہ تو تیرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے۔ اس کو محمد بن حسن نے موطا میں بیان کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

164- وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: قَالَ حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِيْ مَسِّ الذَّكَرِ مِثْلُ اَنْفِكَ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّا وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت براء ابن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عضو مخصوص کو چھونے کے بارے میں کہا کہ وہ تیرے ناک کی طرح ہے۔

(مؤطا امام محمد' باب الوضوء من مس الذكر' صفحه 55)

165- وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اَيَحِلُّ لِيْ اَنْ اَمَسَّ ذَكَرِيْ وَاَنَا فِي الصَّلٰوةِ

حضرت قیس بن ابو حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہا کیا میرے لئے

فَقَالَ اِنْ عَلِمْتَ اَنَّ مِنْكَ بَضْعَةٌ نَجِسَةٌ فَاقْطَعْهَا۔ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّا وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔ (مؤطا امام محمد' باب الوضوء من مس الذکر' صفحہ 58)

جائز ہے کہ میں حالت نماز میں اپنے عضو مخصوص کو چھوؤں تو آپ نے فرمایا اگر تو سمجھتا ہے کہ وہ تیرے بدن کا ایک نجس ٹکڑا ہے تو اسے کاٹ دو۔ اسے امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مؤطا میں بیان فرمایا اور اس کی سند حسن ہے۔

166- وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ مَسِّ الذَّكَرِ فَقَالَ اِنَّمَا هُوَ بَضْعَةٌ مِنْكَ۔ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔ (مؤطا امام محمد' باب الوضوء من مس الذکر' صفحہ 58)

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ان سے عضو مخصوص کو چھونے کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ تیرے بدن کا حصہ ہے۔ اسے امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

167- وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ خَمْسَةٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عَلِيُّ بْنُ اَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَعَبْدُ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَحُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَرَجُلٌ اٰخَرُ اَنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرَوْنَ فِي مَسِّ الذَّكَرِ وُضُوْءًا۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرِجَالُهٗ ثِقَاتٌ۔ (طحاوی' کتاب الطہارۃ' باب الوضوء بمس الفرج' جلد 1 صفحہ 59)

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پانچ صحابہ سے روایت کرتے ہیں جن میں حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت خذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ' عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایک اور شخص ہیں کہ وہ عضو مخصوص کو چھونے میں وضو کو لازم نہیں سمجھتے تھے۔ اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔

شرح: خبر واحد کو کتاب اللہ پر پیش کرنا

حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے حدیث یوں روایت کی گئی "مَنْ مَسَّ ذَكَرَهٗ فَلْيَتَوَضَّأْ" یعنی جس نے اپنے ذکر کو چھوا تو اسے چاہیے کہ وہ وضو کرے۔ یہ خبر واحد ہے اور اسکا مفاد یہ ہے کہ ذکر کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اب اس بات کی صحت کو جانچنے کے لئے ہم اسے کتاب اللہ یا خبر مشہور پر پیش کریں گے اور دیکھیں گے کہ یہ ان میں سے کسی کے مخالف تو نہیں تاکہ مخالفت کی صورت میں اسے رد اور موافقت کی صورت میں بچشم و سر قبول کر لیا جائے چنانچہ جب ہم نے اسے کتاب اللہ پر پیش کیا تو اسکے مخالف پایا کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اہل قباء کی تعریف میں ارشاد فرمایا (فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا) ترجمہ کنزالایمان: "اس میں وہ لوگ ہیں کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں۔" [التوبۃ:۱۰۸] چونکہ یہ

حضرات پتھروں سے استنجاء کرنے کے بعد پانی سے دھوتے تھے پس اگر مس ذکر حدث ہوتا (جیسا کہ خبر واحد میں مذکور ہے) تو یہ طہارت کی بجائے تنجیس ہوتا حالانکہ آیت سے اسکا خلاف مستفاد ہوتا ہے۔لہٰذا خبر واحد کو کتاب اللہ کے مخالف ہونے کی وجہ سے ترک کر دیا جائے گا اور کتاب اللہ پر عمل کیا جائے گا۔

بَابُ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ

آگ پر پکی ہوئی چیز (کھانے) سے وضو کا بیان

168- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تَوَضَّأُوْا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(مسلم' کتاب الحیض' باب الوضوء مما مست النار' جلد1 صفحہ 157)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا تم ان چیزوں کے (کھانے) سے وضو کرو جسے آگ نے چھوا ہو۔اسے امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یہاں وضو لغوی معنی میں ہے،وضاءۃ سے مشتق ہے،بمعنی صفائی۔شرعی معنی مراد نہیں۔مطلب یہ ہے کہ آگ کی پکی چیز کھا کر ہاتھ دھونا اور کلی کرنا بہتر ہے۔پھل فروٹ کھانے کے بعد اس کی ضرورت نہیں،جیسا کہ اگلی احادیث سے ظاہر ہو رہا ہے،نیز ایک بار حضور علیہ السلام نے گوشت کھا کر ہاتھ دھوئے،کلی کی اور فرمایا آگ کی پکی چیز کا وضو یہ ہے،اس صورت میں یہ حدیث منسوخ نہیں،کھانا کھا کر ہاتھ دھونا مستحب ہے۔(مراۃ المناجیح ج۱ ص۲۹۱)

169- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأُوْا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم' کتاب الحیض' باب الوضوء مما مست النار' جلد1 صفحہ 157)

ام المومنین سیّدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم ان چیزوں سے وضو کرو جسے آگ نے چھوا ہو اسے مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

شرح: کھانے کا وضو

عکراش بن ذویب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہتے ہیں: ہمارے پاس ایک برتن میں بہت سی ثرید اور بوٹیاں لائیں گئیں۔میرا ہاتھ برتن میں ہر طرف پڑنے لگا اور رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اپنے سامنے سے تناول فرمایا۔ پھر حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے اپنے بائیں ہاتھ سے میرا داہنا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ عکراش ایک جگہ سے کھاؤ کہ یہ ایک ہی قسم کا کھانا ہے۔اسکے بعد طبق میں طرح طرح کی کھجوریں لائیں گئیں، میں نے اپنے سامنے سے کھانی شروع

کیں اور رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا ہاتھ مختلف جگہ طباق میں پڑتا۔

پھر فرمایا کہ عکراش جہاں سے چاہو کھاؤ، کہ یہ ایک قسم کی چیز نہیں۔ پھر پانی لایا گیا حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) نے ہاتھ دھوئے اور ہاتھوں کی تری سے مونھ اور کلائیوں اور سر پر مسح کر لیا اور فرمایا کہ عکراش جس چیز کو آگ نے چھوا یعنی جو آگ سے پکائی گئی ہو، اس کے کھانے کے بعد یہ وضو ہے۔

سنن الترمذي، کتاب الأطعمة، باب ماجاء في التسمية، الحدیث: ۱۸۵۵، ج ۳، ص ۳۳۵

170- وَعَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بکری کا شانہ تناول فرمایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

(بخاری' کتاب الوضوء' باب من لم یتوضأ من لحم الشاۃ' جلد 1 صفحہ 34)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

حضور کو بکری کا شانہ یعنی دستی بہت مرغوب تھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور نے گوشت کھا کر ہاتھ بھی نہ دھوئے صرف پونچھ ہی لئے۔ (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۳۰۹)

171- وَعَنْ مَّيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكَلَ عِنْدَهَا كَتِفًا ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے ہاں (بکری) کا شانہ تناول فرمایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

(بخاری' کتاب الوضوء' باب من مضمض من السویق ولم یتوضأ' جلد 1 صفحہ 34) (مسلم' کتاب الحیض' باب الوضوء مما مست النار' جلد 1 صفحہ 157)

172- وَعَنْ عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فَاَكَلَ مِنْهَا فَدُعِيَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَقَامَ فَطَرَحَ السِّكِّيْنَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. اَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ.

حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بکری کے شانہ کو کاٹتے ہوئے دیکھا۔ پھر آپ نے اسے تناول فرمایا پھر آپ نے تناول فرمایا پھر آپ کو نماز کے لئے بلایا گیا۔ آپ کھڑے ہوئے چھری رکھی۔ نماز پڑھائی اور وضو نہ کیا اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت

کیا۔

(بخاری 'کتاب الوضوء' باب من لم یتوضأ من لحم الشاۃ' جلد 1 صفحہ 34) (مسلم 'کتاب الحیض' باب الوضوء مما مست النار' جلد 1 صفحہ 157)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

آپ بڑے بہادر پہلوان تھے، جنگ بدر واحد میں مشرکین کی طرف سے لڑنے آئے، جنگ احد سے واپسی کے موقعہ پر مسلمان ہو گئے پھر موتہ میں مجاہد ہو کر گئے ۶ ہجری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو حبشہ نجاشی کی طرف پیغام دے کر بھیجا ۶۰ ساٹھ ہجری میں وفات پائی۔ (اشعہ ومرقات)

اس طرح کہ پوری دستی بھنی ہوئی تھی، حضور انور چھری سے بوٹیاں کاٹتے اور کھاتے تھے یا دانت سے نوچ کر کھاتے تھے۔ احتز از بنا ہے حز سے بمعنی قطع۔

یعنی نہ تو شرعی وضو کیا نہ عرفی وضو کیا یعنی نہ ہاتھ دھوئے نہ کلی کی کیونکہ کھانا کھا کر ہاتھ دھونا کلی کرنا سنت ہے مگر واجب نہیں، یہ عمل شریف بیان جواز کے لیے ہے۔ خیال رہے کہ پختہ گوشت کے بڑے بڑے پارچ چھری سے کاٹ کر کھانا جائز ہے مگر ضرورت کی وجہ سے مگر بلا ضرورت چھری کاٹنے سے کھانا مکروہ وممنوع ہے کہ کفار عجم کا طریقہ ہے، (اشعہ) ہاتھ سے کھانا نوچنا سنت ہے یہاں ضرورۃً یہ عمل کیا گیا۔ (مراۃ المناجیح ج ۶ ص ۳۱)

173- وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ جَلَسَ عَلَى الْبَابِ الثَّانِيْ مِنْ مَّسْجِدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا بِكَتِفٍ فَتَعَرَّقَهَا ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ ثُمَّ قَالَ جَلَسْتُ مَجْلِسَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَكَلْتُ مَا أَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَنَعْتُ مَا صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ أَبُوْيَعْلٰى وَالْبَزَّارُ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رِجَالُ أَحْمَدَ ثِقَاتٌ۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ مسجد نبوی کے دوسرے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے (بکری) کا شانہ منگا کر تناول فرمایا۔ پھر کھڑے ہوئے نماز پڑھائی اور وضو نہیں کیا۔ پھر فرمایا میں نبی پاک ص کی جگہ بیٹھا اور میں نے وہی کھایا جو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھایا اور میں نے وہ ہی کیا جو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا۔ اسے امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابو یعلی اور بزار نے روایت کیا اور ہیثمی نے کہا ہے کہ امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے راوی ثقہ ہیں۔

(مسند احمد جلد 1 صفحہ 62) (کشف الاستار عن زوائد البزار 'کتاب الطھارۃ' باب ترک الوضوء مما مست النار' جلد 1 صفحہ 152' رقم الحدیث: 295) (مجمع الزوائد' کتاب الطھارۃ' باب ترک الوضوء مما مست النار جلد 1

صفحہ 251)

174-وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْكُلُ اللَّحْمَ ثُمَّ يَقُوْمُ اِلَى الصَّلٰوةِ وَلَا يَمَسُّ مَآءً ا۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ يَعْلٰى وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رِجَالُهٗ مُوَثَّقُوْنَ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گوشت تناول فرماتے پھر نماز کے لئے تشریف لے جاتے اور پانی کو نہ چھوتے۔اسے امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابو یعلی نے روایت کیا اور ہیثمی نے کہا کہ اس کے رجال ثقہ ہیں۔

(مسند احمد جلد 1 صفحہ 400) (مسند ابو یعلی جلد 9 صفحہ 182' رقم الحدیث: 5274) (مجمع الزوائد' کتاب الطہارۃ' باب ترک الوضوء مما مست النار' جلد 1 صفحہ 251' ولفظ ابی یعلی فما یمس قطرۃ مآء۔)

175-وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُرُّ بِالْقِدْرِ فَيَاْخُذُ الْعَرَقَ فَيُصِيْبُ مِنْهُ ثُمَّ يُصَلِّيْ وَلَمْ يَتَوَضَّاْ وَلَمْ يَمَسَّ مَآءً۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ يَعْلٰى وَالْبَزَّارُ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رِجَالُهٗ رِجَالُ الصَّحِيْحِ۔

ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہنڈیا کے پاس سے گزرتے پھر اس سے گوشت لے کر تناول فرماتے۔ پھر نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے اور نہ پانی کو چھوتے اسے امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ' ابو یعلیٰ اور بزار نے روایت کیا اور ہیثمی نے کہا ہے کہ اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

(مسند احمد جلد 6 صفحہ 161) (مسند ابی یعلی جلد 7 صفحہ 427' رقم الحدیث: 4449) (کشف الاستار عن زوائد البزار' کتاب الطہارۃ' باب ترک الوضوء مما مست النار' جلد 1 صفحہ 153' رقم الحدیث: 298) (مجمع الزوائد' کتاب الطہارۃ' باب ترک الوضوء مما مست النار' جلد 1 صفحہ 253)

شرح: بیماریوں سے حفاظت کے نسخے

پیارے بھائیو! کھانے کے وضو سے مراد نماز والا وضو نہیں بلکہ اِس میں دونوں ہاتھ گٹوں تک اور منہ کا اگلا حصہ دھونا اور کُلّی کرنا ہے۔ مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں، تَورَیت شریف میں دوبار ہاتھ دھونے کُلّی کرنے کا حکم تھا، کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد مگر یہود نے صِرف بعد والا باقی رکھا، پہلے کا ذِکر مٹا دیا۔ کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کُلّی کرنے کی ترغیب اِس لئے ہے کہ عُمُوماً کام کاج کی وجہ سے ہاتھ میلے، دانت میلے ہو جاتے ہیں، اور کھانے سے ہاتھ منہ چکنے ہو جاتے ہیں لہٰذا دونوں وَقت صفائی کی جائے۔ کھانا کھا کر کُلّی کرنے والا شخص اِن شاءَ اللہ

عزّ وجلّ دانتوں کے موذی مرض پائریا (PHYORRHEA) سے محفوظ رہے گا، وضو میں مسواک کا عادی دانتوں اور معدہ کے امراض سے بچا رہتا ہے۔ کھانا کھانے کے فوراً بعد پیشاب کرنے کی عادت ڈالو اس سے گردہ و مثانہ کے امراض سے حفاظت ہوتی ہے۔ بہت مجرّب (یعنی آزمایا ہوا) ہے۔ (مراۃ شرح مشکوۃ ج ۶ ص ۳۲)

بَابُ الْوُضُوْءِ مِنْ مَّسِّ الْمَرْأَةِ
عورت کو چھونے سے وضو کا بیان

176- عَنْ اَبِیْ عُبَیْدَةَ وَطَارِقِ بْنِ شِهَابٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی (اَوْلٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ) قَوْلاً مَّعْنَاهُ مَا دُوْنَ الْجِمَاعِ۔ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِی الْمَعْرِفَةِ وَقَالَ هٰذَا اِسْنَادُهٗ مَوْصُوْلٌ صَحِیْحٌ۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور طارق بن شہاب بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان اَوْلٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ کے بارے میں کہا کہ اس کا معنیٰ جماع کے علاوہ چھونا ہے اسے بیہقی نے معرفت میں بیان کیا اور فرمایا اس کی سند متصل صحیح ہے۔

(معرفۃ السنن والآثار' کتاب الطهارة' جلد2 صفحه373' رقم الحدیث:955) (سنن الکبری للبیهقی' کتاب الطهارة' باب الوضوء من الملامسة جلد1 صفحه124)

177- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ قُبْلَةُ الرَّجُلِ امْرَاَتَهٗ وَجَسُّهَا بِیَدِهٖ مِنَ الْمُلَامَسَةِ فَمَنْ قَبَّلَ امْرَاَتَهٗ اَوْ جَسَّهَا بِیَدِهٖ فَعَلَیْهِ الْوُضُوْءُ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ فِی الْمُوْطَا وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے۔ مرد کا اپنی بیوی کا بوسہ لینا اور اسے اپنے ہاتھ سے چھونا ملامست سے ہے۔ پس جس نے اپنی بیوی کا بوسہ لیا یا اسے اپنے ہاتھ سے چھوا اس پر وضو لازم ہے۔ اسے امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے موطا میں بیان فرمایا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مؤطا امام مالک' کتاب الطهارة' باب الوضوء من قبلة الرجل امرأته' صفحه 31)

178- عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ کُنْتُ اَنَامُ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَایَ فِیْ قِبْلَتِهٖ فَاِذَا سَجَدَ غَمَزَنِیْ فَقَبَضْتُ رِجْلَیَّ فَاِذَا قَامَ بَسَطْتُّهُمَا قَالَتْ وَالْبُیُوْتُ یَوْمَئِذٍ لَّیْسَ فِیْهَا مَصَابِیْحُ۔ رَوَاهُ الشَّیْخَانِ۔ (بخاری' کتاب الصلوۃ' باب التطوع خلف

ام المؤمنین سیّدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سوئی ہوتی تھی اور میرے پاؤں آپ کے قبلے کی جانب ہوتے جب آپ سجدہ فرماتے تو مجھے دبا دیتے میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی اور جب کھڑے ہوتے تو میں پاؤں پھیلا دیتی اور اس زمانے میں گھروں

المرأة' جلد1 صفحہ73) (مسلم' کتاب الصلوة' باب سترة المصلی... الخ' جلد1 صفحہ198)

میں چراغ نہ تھے۔اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

آپ قبلہ کی طرف پاؤں نہیں پھیلاتی تھیں کہ وہ منع ہے بلکہ آپ کے پاؤں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قبلہ کی طرف ہوتے تھے۔اس حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ نماز میں تھوڑا عمل جائز ہے۔دوسرے یہ کہ عورت کو چھونا وضو نہیں توڑتا اگرچہ بغیر آڑ کے ہو کیونکہ یہاں آڑ کی قید نہیں آئی۔تیسرے یہ کہ عورت کا نمازی کے آگے ہونا نماز خراب نہیں کرتا، لہٰذا یہ حدیث حنفیوں کی دلیل ہے۔

یہ بالکل ابتدائی حالت کا ذکر ہے جب کہ ضرورت کے وقت لکڑیاں جلا کر روشنی کی جاتی تھی بعد میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چراغ رائج ہو گئے تھے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے ایک چوہا چراغ کی جلتی بتی کھینچ کر لے گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چراغ گل کر کے سویا کرو کیونکہ چوہا اس کے ذریعے گھر میں آگ لگا دیتا ہے لہٰذا یہ حدیث چراغ والی احادیث کے خلاف نہیں۔

یعنی جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کا قیام و رکوع فرماتے ہیں اطمینان سے پاؤں پھیلائے سوئی رہتی اور جب حضور کے سجدہ کا وقت ہوتا تو مجھے دبا کر اشارہ کر دیتے جب میں پاؤں سمیٹتی تب سجدہ کے لیے جگہ بنتی اور آپ سجدہ کرتے۔

(مراۃ شرح مشکوۃ ج۲ ص ۳۲)

179-وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ فَقَدْتُّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَیْلَةٍ مِّنَ الْفِرَاشِ فَالْتَمَسْتُهٗ فَوَقَعَتْ یَدِیْ عَلٰی بَطْنِ قَدَمَیْهِ وَهُوَ فِی الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَنْصُوْبَتَانِ وَهُوَ یَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَآ اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَآ اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ام المومنین سیّدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر سے گم پایا میں نے ٹٹولا تو میرا ہاتھ آپ کے تلووں پر پڑا حالانکہ آپ مسجد میں تھے اور تلوے کھڑے ہوئے تھے اور آپ کہہ رہے تھے مولا میں تیری رضا کی تیری ناراضگی سے اور تیری معافی کی تیری سزا سے پناہ لیتا ہوں میں تیری تعریف کی طاقت نہیں رکھتا تو ویسا ہی ہے جیسے تو نے خود اپنی تعریف کی۔ اسے امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

(مسلم' کتاب الصلوة' باب مایقول فی الرکوع والسجود' جلد1 صفحہ192)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی سجدے میں گر کر دعائیں مانگ رہے تھے، مسجد نبوی چونکہ حضرت عائشہ کے حجرے سے بالکل ملی ہوئی تھی، اسی طرف دروازہ تھا اس لیے آپ کا ہاتھ اپنے بستر پر بیٹھے بیٹھے مسجد میں پہنچ گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت کو چھونا وضو نہیں توڑتا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد کے سجدے میں ہیں اور بغیر آڑ کے ام المومنین کا ہاتھ آپ کے تلووں شریف کو لگا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز نہ چھوڑی، نہ وضو دوبارہ کیا۔ ان انگلیوں کے قربان جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تلووں سے لگیں، نصیب والے کما کر چلے گئے۔ شعر

جو ہم بھی واں ہوتے خاک گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اترن
مگر کیا کریں نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے

(مراۃ شرح مشکوۃ ج ۶ ص ۳۲)

180- وَعَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ اَنْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُصَلِّيْ وَاِنِّيْ لَمُعْتَرِضَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ اِعْتِرَاضَ الْجَنَازَةِ حَتّٰى اِذَا اَرَادَ اَنْ يُّوْتِرَ مَسَّنِيْ بِرِجْلِهٖ۔ رَوَاهُ النِّسَآئِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

(نسائي' كتاب الطهارة' باب ترك الوضوء من مس الرجل امراته... الخ' جلد 1 صفحه 38)

حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز پڑھتے اور میں آپ کے سامنے جنازہ کی طرح پڑی ہوتی۔ حتیٰ کہ جب آپ وتر پڑھنے کا ارادہ کرتے تو مجھے اپنے پاؤں سے چھوتے۔ اس حدیث کو امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

181- وَعَنْ عَطَآءٍ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُ بَعْضَ نِسَآئِهٖ ثُمَّ يُصَلِّيْ لَا يَتَوَضَّاُ۔ رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ (نصب الراية جلد 1 صفحه 74)

حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی کا بوسہ لیتے پھر نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے۔ اس حدیث کو بزار نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:
یہ حدیث حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کی قوی دلیل ہے کہ عورت کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(مراۃ شرح مشکوۃ ج ۱ ص ۳۰۸)

بَابُ التَّيَمُّمِ
تیمم کا بیان

شرح: تیمم لغت میں قصد اور ارادے کو کہتے ہیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ

مِنْهُ"۔شریعت میں پاکی کی نیت سے زمین پر دو بار ہاتھ مار کر چہرے اور ہاتھوں پر پھیرنے کو تیمم کہتے ہیں۔تیمم جنابت سے بھی ہوتا ہے اور بے وضو سے بھی، دونوں کا طریقہ ایک ہی ہے صرف نیت میں فرق ہے، تیمم صرف جنس زمین سے ہوسکتا ہے۔جنس زمین وہ ہے جو زمین سے پیدا ہوا اور آگ میں نہ گلے، نہ راکھ بنے، اس کے مسائل فقہ میں دیکھو۔

(مراۃ شرح مشکوۃ ج ا ص ۲۹۴)

182- عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَآءِ اَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِّيْ فَاَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْتِمَاسِهٖ وَاَقَامَ النَّاسُ مَعَهٗ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَاءٍ فَاَتَى النَّاسُ اِلٰى اَبِيْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ فَقَالُوْا اَلَا تَرٰى مَا صَنَعَتْ عَآئِشَةُ اَقَامَتْ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسِ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَاءٍ وَّلَيْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ فَجَآءَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَاْسَهٗ عَلٰى فَخِذِيْ قَدْ نَامَ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَاءٍ وَّلَيْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ فَقَالَتْ عَآئِشَةُ فَعَاتَبَنِيْ اَبُوْ بَكْرٍ وَّقَالَ مَا شَآءَ اللهُ اَنْ يَّقُوْلَ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِيْ بِيَدِهٖ فِيْ خَاصِرَتِيْ فَلَا يَمْنَعُنِيْ مِنَ التَّحَرُّكِ اِلَّا مَكَانُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى فَخِذِيْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اَصْبَحَ عَلٰى غَيْرِ مَاءٍ فَاَنْزَلَ اللهُ اٰيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوْا فَقَالَ اُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ مَا هِيَ بِاَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا اٰلَ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ فَبَعَثْنَا الْبَعِيْرَ الَّذِيْ كُنْتُ عَلَيْهِ

ام المومنین سیّدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے یہاں تک کہ جب ہم مقام بیداء یا ذات الجیش پر پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ (کر گر) گیا پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہار کو تلاش کرنے کے لئے رک گئے اور آپ کے ساتھ تمام قافلہ رک گیا۔اس جگہ پانی اور نہ ہی صحابہ کے ساتھ پانی تھا۔صحابہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شکایت کی اور کہا کہ تم نہیں دیکھ رہے کہ ام المومنین سیّدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کیا کیا۔تمام لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ روک لیا۔اس مقام پر پانی نہیں ہے اور نہ ہی لوگوں کے پاس پانی ہے۔حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس آئے اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے زانو پر سر رکھے آرام فرما تھے۔حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے ڈانٹنا شروع کیا اور کہنے لگے تم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام صحابہ کو روک لیا ہے اور (ایسی جگہ روک لیا ہے) جہاں پانی نہیں ہے نہ صحابہ کے پاس پانی ہے۔پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ناراض ہوکر جو کچھ اللہ نے چاہا کہتے رہے اور اپنی انگلی میری کوکھ میں چبھوتے رہے اور مجھے حرکت کرنے سے صرف یہی

فَاَصَبْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(بخاری' کتاب التیمم' جلد 1 صفحہ 48) (مسلم' کتاب الحیض' باب التیمم' جلد 1 صفحہ 160)

بات رو کے ہوئے تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری ران پر (سر رکھ کے) آرام فرما تھے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صبح اس حال میں ہوئی کہ لوگوں کے پاس پانی نہ تھا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے آیۂ تیمم نازل فرمائی تو لوگوں نے تیمم کیا تو حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے اے ال ابوبکر یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے۔ امّ المومنین سیّدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم نے اس اونٹ کو اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو ہمیں ہار اس کے نیچے سے مل گیا۔ اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے۔

183- وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا فِيْ سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فَلَمَّا انْفَتَلَ مِنْ صَلٰوتِهٖ اِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُّعْتَزِلٍ لَّمْ يُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ مَا مَنَعَكَ يَا فُلَانُ اَنْ تُصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ اَصَابَتْنِيْ جَنَابَةٌ وَّلَا مَآءَ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّعِيْدِ فَاِنَّهٗ يَكْفِيْكَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(بخاری' کتاب التیمم' باب الصعید الطیب وضوء المسلم ... الخ' جلد 1 صفحہ 49) (مسلم' کتاب المساجد' باب قضاء الصلوٰۃ الفائتۃ ... الخ' جلد 1 صفحہ 240)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ پس آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پس جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو اچانک ایک شخص لوگوں سے الگ بیٹھا ہے۔ اس نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے فلان تجھے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روکا تو اس نے کہا میں جنبی ہو گیا ہوں اور پانی موجود نہیں ہے۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم مٹی سے تیمّم کرو۔ تمہارے لئے مٹی ہے پس بے شک وہ تمہیں کافی ہے۔ اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے۔

شرح: تیمم کا بیان

اگر کسی وجہ سے پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہو تو وضو اور غسل دونوں کے لئے تیمم کر لینا جائز ہے۔ مثلاً ایسی جگہ ہو کہ وہاں چاروں طرف ایک میل تک پانی کا پتا نہ ہو۔ یا پانی تو قریب ہی میں ہو مگر دشمن یا درندہ جانور کے خوف یا کسی دوسری مجبوری سے پانی نہ لے سکتا ہو۔ پانی کے استعمال سے بیماری بڑھ جانے کا اندیشہ اور گمان غالب ہو۔ تو ان صورتوں میں بجائے

وضواور غسل کے تیمم کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الاول، ج۱، ص ۲۷۔۲۸)

تیمم کا طریقہ:۔ تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ بسم اللہ پڑھ کر پہلے دل میں تیمم کی نیت کرے اور زبان سے یہ بھی کہہ دے کہ نَوَيْتُ اَنْ اَتَيَمَّمَ تَقَرُّبًا اِلَى اللهِ تَعَالٰى پھر دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو کشادہ کر کے زمین یا دیوار پر دونوں ہاتھوں کو مارے پھر دونوں ہاتھوں کو پورے چہرے پر اس طرح پھرائے کہ جہاں تک وضو میں چہرہ دھونا فرض ہے پورے چہرہ پر ہر جگہ ہاتھ پھر جائے۔ اگر بلاق یا نتھ پہنے ہو تو اس کو ہٹا کر اس کے نیچے کی کھال پر ہاتھ پھرائے پھر دوبارہ دونوں ہاتھوں کو زمین یا دیوار پر مار کر اپنے داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر اور بائیں ہاتھ کو اپنے دائیں ہاتھ پر رکھ کر دونوں ہاتھوں پر کہنیوں سمیت ہاتھ پھرائے اور جہاں تک وضو میں دونوں ہاتھوں کا دھونا فرض ہے وہاں تک ہاتھ کے ہر حصہ پر ہاتھ پھر جائے اگر ہاتھوں میں چوڑیاں یا کوئی زیور پہنے ہوئے ہو تو زیور کو ہٹا کر اس کے نیچے کی کھال پر ہاتھ پھرائے۔ اگر چہرہ اور دونوں ہاتھ پر بال برابر جگہ پر بھی ہاتھ نہیں پھرایا تو تیمم نہیں ہوگا اس لئے خاص طور پر اس کا دھیان رکھنا چاہیے کہ چہرے اور دونوں ہاتھوں پر ہر جگہ ہاتھ پھرائے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطہارۃ الباب الرابع فی التیمم، الفصل الاول فی امور لابد منھا فی التیمم، ج۱، ص ۲۵۔۲۶)

تیمم کے فرائض:۔ تیمم میں تین چیزیں فرض ہیں۔ (۱) تیمم کی نیت (۲) پورے چہرے پر ہاتھ پھرانا (۳) کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں پر ہاتھ پھرانا۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطہارۃ الباب الرابع فی التیمم، الفصل الاول فی امور لابد منھا۔۔۔ الخ، الاستنجاء، ج۱، ص ۲۵۔۲۶)

تیمم کی سنتیں:۔ دس چیزیں تیمم میں سنت ہیں۔ (۱) بسم اللہ پڑھنا (۲) ہاتھوں کا زمین پر مارنا (۳) ہاتھوں کو زمین پر مار کر اگر غبار زیادہ لگ گیا ہو تو جھاڑنا (۴) زمین پر ہاتھ مار کر ہاتھوں کو لوٹ دینا (۵) پہلے منہ پر ہاتھ پھیرنا (۶) پھر ہاتھوں پر ہاتھ پھرانا (۷) چہرہ اور ہاتھوں پر لگاتار ہاتھ پھرانا۔ ایسا نہ ہو کہ چہرہ پر ہاتھ پھرا کر پھر دیر کے بعد ہاتھوں پر ہاتھ پھرائے (۸) پہلے دائیں پھر بائیں ہاتھوں پر ہاتھ پھرانا (۹) انگلیوں سے داڑھی کا خلال کرنا (۱۰) انگلیوں کا خلال کرنا جب کہ ان میں غبار بھر گیا ہو۔ (درمختار مع ردالمحتار، کتاب الطہارۃ، باب التیمم، ج۱، ص ۴۳۷۔۴۳۹)

مسئلہ:۔ مٹی، ریت، پتھر، گیرو وغیرہ ہر اس چیز سے تیمم ہو سکتا ہے جو زمین کی جنس سے ہو۔ لوہا، پیتل، کپڑا، رانگا، تانبا، لکڑی وغیرہ سے تیمم نہیں ہو سکتا جو زمین کی جنس سے نہیں ہیں۔ یاد رکھو کہ جو چیز آگ سے جل کر نہ راکھ ہوتی ہے نہ پگھلتی ہے وہ زمین کی جنس ہے جیسے مٹی وغیرہ اور جو چیز آگ سے جل کر راکھ ہو جائے یا پگھل جائے وہ زمین کی جنس سے نہیں جیسے لکڑی اور سب دھاتیں۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الاول فی امور لابد۔۔۔ الخ، ج۱، ص ۲۶)

مسئلہ:۔ راکھ سے تیمم جائز نہیں۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الاول فی امور لا بد... الخ، ج ۱، ص ۲۷)

مسئلہ:۔ گچ کی دیوار اور پکی اینٹ سے تیمم جائز ہے اگرچہ ان پر غبار نہ ہو اسی طرح مٹی پتھر وغیرہ پر بھی غبار ہو یا نہ ہو بہر حال تیمم جائز ہے۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الاول، ج ۱، ص ۲۶۔۲۷)

مسئلہ:۔ مسجد میں سویا تھا اور نہانے کی حاجت ہوگئی تو فوراً ہی تیمم کر کے جلد مسجد سے نکل جائے۔

(ردالمحتار، کتاب الطہارۃ، باب التیمم، ج ۱، ص ۴۵۸)

مسئلہ:۔ کسی وجہ سے نماز کا وقت اتنا تنگ ہوگیا کہ اگر وضو کرے تو نماز قضا ہو جائے گی تو چاہے کہ تیمم کر کے نماز پڑھ لے۔ پھر لازم ہے کہ وضو کر کے اس نماز کو دہرائے۔ (ردالمحتار، کتاب الطہارۃ، باب التیمم، ج ۱، ص ۴۶۱۔۴۶۲)

مسئلہ:۔ اگر پانی موجود ہو تو قرآن مجید کو چھونے یا سجدہ تلاوت کے لئے تیمم کرنا جائز نہیں بلکہ وضو کرنا ضروری ہے۔

(درمختار و ردالمحتار، کتاب الطہارۃ، باب التیمم، ج ۱، ص ۴۵۸)

مسئلہ:۔ جس جگہ سے ایک شخص نے تیمم کیا اسی جگہ سے دوسرا بھی تیمم کر سکتا ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الثالث فی المتفرقات، ج ۱، ص ۳۱)

مسئلہ:۔ عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ مسجد کی دیوار یا زمین سے تیمم ناجائز یا مکروہ ہے یہ غلط ہے مسجد کی دیوار اور زمین پر بھی تیمم بلا کراہت جائز ہے۔ (بہار شریعت، ج ۱، ح ۲، بیان التیمم، ص ۷۰)

مسئلہ:۔ تیمم کے لئے ہاتھ زمین پر مارا اور چہرہ اور ہاتھوں پر ہاتھ پھرانے سے پہلے ہی تیمم ٹوٹنے کا کوئی سبب پایا گیا تو اس سے تیمم نہیں کر سکتا بلکہ اس کو لازم ہے کہ دوبارہ ہاتھ زمین پر مارے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الاول، ج ۱، ص ۲۶)

مسئلہ:۔ جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے یا غسل واجب ہوتا ہے ان سے تیمم بھی جاتا رہے گا۔ اور ان کے علاوہ پانی کے استعمال پر قادر ہو جانے سے بھی تیمم ٹوٹ جائے گا۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۲۹)

184- وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُضِّلْنَا عَلَى النَّاسِ بِثَلٰثٍ جُعِلَتْ صُفُوْفُنَا كَصُفُوْفِ الْمَلٰٓئِكَةِ وَجُعِلَتْ لَنَا الْاَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا وَّجُعِلَتْ تُرْبَتُهَا طُهُوْرًا اِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَآءَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ (مسلم 'کتاب المساجد' جلد 1 صفحہ 199)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم کو دوسروں لوگوں پر تین چیزوں سے بزرگی دی گئی ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں کی طرح کی گئیں ہمارے لیئے ساری زمین مسجد بنا دی گئی اور جب پانی نہ پائیں تو اس کی مٹی پاک کرنے والی کر دی گئی۔

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی یہ تین چیزیں وہ ہیں جو ہماری امت کو ملیں ہمارے سوا کسی کو ان میں سے ایک بھی نہ ملی۔خیال رہے کہ یہ تین حصر کے لیے نہیں کیونکہ اس امت کی اس کے علاوہ اور بہت سی خصوصیات ہیں۔

یعنی نمازوں کی صفیں جماعت میں اور غازیوں کی صفیں میدانِ جہاد میں ایسی اعلیٰ اور افضل ہیں جیسے مقرب فرشتوں کی صفیں بارگاہِ الٰہی میں بوقتِ عبادت۔

کہ ہر جگہ نماز ہوسکتی ہے، پچھلی امتوں کی نمازیں صرف گرجوں اور کنیسوں ہی میں ہوسکتی تھیں، زمین میں، پہاڑ، دریائی اور ہوائی جہاز وغیرہ سب داخل ہیں۔خیال رہے کہ روڑی، قبرستان، بت خانہ، مذبحہ وغیرہ میں نماز درست نہیں۔مگر یہ ایک عارضہ کی وجہ سے ہے اگر یہ عارضہ ہٹ جائے تو نماز درست، لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں۔

پانی نہ پانے سے مراد اس کے استعمال پر نہ قادر ہونا ہے، خواہ اس لیے کہ پانی موجود نہ ہو یا اس لیے کہ موجود تو ہو، مگر دشمن یا موذی کی وجہ سے استعمال نہ کرسکے۔مٹی سے مراد جنس زمین کی ہر چیز ہے۔ریتا، پتھر، کان کا نمک، پتھری، کوئلہ وغیرہ سب داخل ہیں۔(مراۃ شرح مشکوۃ ج ۱ ص ۴۹۴)

185- وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اِحْتَلَمْتُ لَيْلَةً بَارِدَةً فِيْ غَزْوَةِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ فَاَشْفَقْتُ اَنْ اَغْتَسِلَ فَاَهْلِكَ فَتَيَمَّمْتُ ثُمَّ صَلَّيْتُ بِاَصْحَابِي الصُّبْحَ فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا عَمْرُو صَلَّيْتَ بِاَصْحَابِكَ وَاَنْتَ جُنُبٌ فَاَخْبَرْتُهُ بِالَّذِيْ مَنَعَنِيْ مِنَ الْاِغْتِسَالِ وَقُلْتُ اِنِّيْ سَمِعْتُ اللهَ يَقُوْلُ (وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا) فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا. رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ. (ابوداؤد' کتاب الطھارۃ' باب اذا خاف الجنب البرد التیمم' جلد 1 صفحہ 48)

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔غزوہ ذات السلاسل کے موقع پر ایک ٹھنڈی رات میں مجھے احتلام ہوگیا۔پس مجھے ڈر محسوس ہوا کہ میں غسل کرنے سے ہلاک ہوجاؤں گا۔پس میں نے تیمم کر کے اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔پھر صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا اے عمرو تم نے اپنے ساتھیوں کو جنابت کی حالت میں نماز پڑھائی۔میں نے آپ کو وہ بات بتائی جس نے مجھے غسل سے روکا تھا اور عرض کیا میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اپنی جانوں کو قتل نہ کرو بیشک اللہ تم پر مہربان ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہنس پڑے اور کچھ نہ فرمایا۔اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

186- وَعَنْ عَمَّارٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ فِي الْقَوْمِ حِيْنَ نَزَلَتِ الرُّخْصَةُ فِي الْمَسْحِ بِالتُّرَابِ

حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں میں اسوقت لوگوں میں موجود تھا جب مٹی کے ساتھ تیمم کی

اِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَاءَ فَاُمِرْنَا فَضَرَبْنَا وَاحِدَةً لِلْوَجْهِ ثُمَّ ضَرْبَةً اُخْرٰى لِلْيَدَيْنِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ۔ رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي الدِّرَايَةِ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

(الدرایۃ' کتاب الطھارۃ' باب التیمم' جلد 1 صفحہ 68)

رخصت نازل ہوئی۔ جب ہم پانی نہ پائیں تو ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم ایک ضرب چہرے کے لئے لگائیں اور ایک ضرب دونوں ہاتھوں کے لئے کہنیوں سمیت اسے بزار نے روایت کیا اور حافظ نے درایہ میں کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے۔

187- عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُضِّلْنَا عَلَى النَّاسِ بِثَلَاثٍ جُعِلَتْ صُفُوْفُنَا كَصُفُوْفِ الْمَلٰئِكَةِ وَجُعِلَتْ لَنَا الْاَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا وَجُعِلَتْ تُرْبَتُهَا لَنَا طَهُوْرًا اِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَاءَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ تیمم ایک ضرب چہرے کے لئے اور ایک ضرب دونوں بازوؤں کے لئے ہے۔ کہنیوں تک اسے دارقطنی اور حاکم نے روایت کیا اور صحیح قرار دیا۔

(دارقطنی' کتاب الطھارۃ' باب التیمم' جلد 1 صفحہ 181) (مستدرک حاکم' کتاب الطھارۃ' باب احکام التیمم' جلد 1 صفحہ 180)

188- وَعَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ اَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ وَاِنِّيْ تَمَعَّكْتُ فِي التُّرَابِ فَقَالَ اضْرِبْ هٰكَذَا وَضَرَبَ بِيَدِهِ الْاَرْضَ فَمَسَحَ وَجْهَهُ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدَيْهِ فَمَسَحَ بِهِمَا اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ۔ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَالدَّارُ قُطْنِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں ان کے پاس ایک شخص نے آکر کہا کہ میں جنبی ہوگیا اور میں زمین میں لوٹ پوٹ ہوا تو انہوں نے فرمایا اس طرح مارو اور اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مار کر اپنے چہرہ کا مسح کیا۔ پھر اپنے ہاتھ زمین پر مار کر اپنے دونوں ہاتھوں کا مسح کیا کہنیوں تک۔ اسے امام حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا اور دارقطنی نے اور طحاوی نے اور اس کی سند صحیح ہے۔

(دارقطنی' کتاب الطھارۃ' باب التیمم' جلد 1 صفحہ 182) (مستدرک حاکم' کتاب الطھارۃ' باب احکام التیمم' جلد 1 صفحہ 180) (طحاوی' کتاب الطھارۃ' باب صفۃ التیمم کیف ھی' جلد 1 صفحہ 81)

189- وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ التَّيَمُّمِ فَضَرَبَ بِيَدَيْهِ اِلَى

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے تیمم کے بارے

الْاَرْضِ وَمَسَحَ بِهِمَا يَدَيْهِ وَوَجْهَهٗ وَضَرَبَ ضَرْبَةً اُخْرٰى فَمَسَحَ بِهِمَا ذِرَاعَيْهِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ. (طحاوی' کتاب الطهارة' باب صفة التيمم كيف هي' جلد1 صفحه 81)

میں سوال کیا تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور اپنے دونوں ہاتھوں اور چہرہ کا مسح کیا۔ پھر دوسری ضرب لگائی تو اپنے بازوؤں کا مسح کیا۔ اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

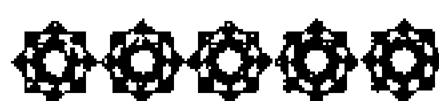
190- وَعَنْهُ اَنَّهٗ اَقْبَلَ هُوَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ مِنَ الْجُرُفِ حَتّٰى اِذَا كَانَا بِالْمِرْبَدِ نَزَلَ عَبْدُ اللّٰهِ فَتَيَمَّمَ صَعِيْدًا طَيِّبًا فَمَسَحَ بِوَجْهِهٖ وَيَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ. رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّا وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ. (مؤطا امام مالک' کتاب الطهارة' باب العمل فی التيمم' صفحه 41)

آپ ہی سے روایت ہے کہ وہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مقام جرف سے لوٹے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اترے اور پاک مٹی سے تیمم کیا تو اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کا مسح کیا کہنیوں تک۔ اس حدیث کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

191- وَعَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ كَانَ اِذَا تَيَمَّمَ ضَرَبَ بِيَدَيْهِ ضَرْبَةً فَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدَيْهِ ضَرْبَةً اُخْرٰى ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا يَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَلَا يَنْفُضُ يَدَيْهِ مِنَ التُّرَابِ رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ. (دارقطنی' کتاب الطهارة' باب التيمم' جلد1 صفحه 182)

حضرت سالم ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ تیمم فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھوں سے زمین پر ضرب لگاتے پھر ان سے اپنے چہرے کا مسح کرتے پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے ایک اور ضرب لگاتے پھر ان سے اپنے دونوں ہاتھوں کا مسح کرتے کہنیوں تک اور اپنے دونوں ہاتھوں کو مٹی سے نہ جھاڑتے اسے دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوی رضویہ جلد ۱۔ ۱ تا ۴، مراۃ المناجیح ج ۱، بہار شریعت جلد ۱ حصہ دوم، جنتی زیور اور سنی بہشتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کِتَابُ الصَّلٰوۃِ نماز کا بیان

بَابُ الْمَوَاقِيْتِ نماز کے اوقات کا بیان

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

مواقیت وقتوں کی جمع ہے۔ میقات بمعنی وقت ہے، جیسے معیاد بمعنی وعدہ، میلاد بمعنی ولادت، معراج بمعنی عروج، یہاں نماز کے اوقات مراد ہیں۔ نماز کے اوقات تین قسم کے ہیں: وقت مباح، وقت مستحب اور وقت مکروہ۔ نماز کے اوقات تشریعی چیزیں ہیں جن میں عقل کو دخل نہیں مگر ان میں حکمتیں ضرور ہیں۔ یہ حکمتیں ہماری کتاب "اسرار الاحکام" میں دیکھو۔

(مرآۃ المناجیح ج ۱ ص ۵۴۵)

192- عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ اَتَاهُ سَائِلٌ يَسْأَلُهُ عَنْ مَوَاقِيْتِ الصَّلٰوةِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ شَيْئًا قَالَ فَاَقَامَ الْفَجْرَ حِيْنَ انْشَقَّ الْفَجْرُ وَالنَّاسُ لَا يَكَادُ يَعْرِفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا ثُمَّ اَمَرَهُ فَاَقَامَ بِالظُّهْرِ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَالْقَائِلُ يَقُوْلُ قَدِ انْتَصَفَ النَّهَارُ وَهُوَ كَانَ اَعْلَمَ مِنْهُمْ ثُمَّ اَمَرَهُ فَاَقَامَ بِالْعَصْرِ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ ثُمَّ اَمَرَهُ فَاَقَامَ بِالْمَغْرِبِ حِيْنَ وَقَعَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ اَمَرَهُ فَاَقَامَ الْعِشَاءَ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ اَخَّرَ الْفَجْرَ مِنَ الْغَدِ حَتّٰى انْصَرَفَ مِنْهَا وَالْقَائِلُ يَقُوْلُ قَدْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ اَوْ كَادَتْ ثُمَّ اَخَّرَ الظُّهْرَ حَتّٰى كَانَ قَرِيْبًا مِنْ وَّقْتِ الْعَصْرِ بِالْاَمْسِ ثُمَّ اَخَّرَ الْعَصْرَ حَتّٰى انْصَرَفَ مِنْهَا وَالْقَائِلُ يَقُوْلُ قَدِ احْمَرَّتِ الشَّمْسُ ثُمَّ اَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتّٰى كَانَ عِنْدَ سُقُوْطِ الشَّفَقِ

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک سائل آیا جو آپ سے نمازوں کے اوقات کے بارے میں پوچھنے لگا تو آپ نے اسے کچھ جواب نہ دیا۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں پھر آپ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اقامت کہنے کا حکم دیا پس انہوں نے فجر کی اقامت کہی جب فجر طلوع ہوگئی اور قریب نہ تھا کہ لوگ ایک دوسرے کو پہچانتے (اندھیرے کی وجہ سے) پھر آپ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے ظہر کی اقامت کہی جب سورج ڈھل گیا اور کہنے والا کہہ رہا تھا نصف النہار ہوگیا۔ حالانکہ آپ ان سے زیادہ جانتے ہیں آپ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے عصر کی اقامت کہی در انحالیکہ سورج بلند ہو چکا تھا پھر آپ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے مغرب کی اقامت کہی جب سورج غروب ہوگیا پھر آپ نے

ثُمَّ اَخَّرَ الْعِشَآءَ حَتّٰی کَانَ ثُلُثُ اللَّیْلِ الْاَوَّلِ ثُمَّ اَصْبَحَ فَدَعَا السَّائِلَ فَقَالَ الْوَقْتُ بَیْنَ ھٰذَیْنِ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔ (مسلم‘ کتاب الصلوٰۃ‘ باب اوقات الصلوٰۃ الخمس‘ جلد 1 صفحہ 223)

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے عشاء کی اقامت کہی۔ جب شفق غائب ہو گیا پھر دوسرے دن فجر کو موخر کیا حتیٰ کہ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو کہنے والا کہہ رہا تھا کہ سورج طلوع ہو گیا یا طلوع ہونے کے قریب ہے پھر ظہر کو موخر کیا حتیٰ کہ گزشتہ ادا کی ہوئی عصر کے وقت کے قریب ہو گیا۔ پھر عصر کو موخر کیا یہاں تک کہ جب آپ عصر سے فارغ ہوئے تو کہنے والا کہہ رہا تھا کہ سورج زرد پڑ گیا۔ پھر آپ نے صبح کی اور سائل کو بلا کر کہا (نمازوں) کا وقت ان دو وقتوں کے درمیان ہے۔ اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

193- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَقْتُ الظُّھْرِ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَکَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ کَطُوْلِہٖ مَا لَمْ یَحْضُرِ الْعَصْرِ وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ وَوَقْتُ صَلٰوۃِ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ یَغِبِ الشَّفَقُ وَوَقْتُ صَلٰوۃِ الْعِشَآءِ اِلٰی نِصْفِ اللَّیْلِ الْاَوْسَطِ وَوَقْتُ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعْ الشَّمْسُ فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَاَمْسِكْ عَنِ الصَّلٰوۃِ فَاِنَّھَا تَطْلُعُ بَیْنَ قَرْنَیْ شَیْطَانٍ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔ (مسلم‘ کتاب الصلوٰۃ‘ باب اوقات الصلوٰۃ الخمس‘ جلد 1 صفحہ 223)

حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کا وقت جب ہے کہ سورج ڈھل جائے اور آدمی کا سایہ اس کے قد کی برابر ہو جائے جب تک کہ عصر نہ آئے اور عصر کا وقت جب تک ہے کہ سورج زرد نہ پڑ جائے اور نماز مغرب کا وقت جب تک ہے کہ شفق غائب نہ ہو جائے اور عشاء کی نماز کا وقت رات کے درمیانی آدھے تک ہے اور نماز صبح کا وقت صبح چمکنے سے اس وقت تک ہے کہ سورج نہ چمکے۔ جب سورج چمک جائے تو نماز سے باز رہو کیونکہ سورج شیطان کے سینگوں کے درمیان نکلتا ہے اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

ظہر یا ظہور سے بنا یا ظہیرہ سے (دوپہری) چونکہ معراج کے بعد اولاً یہی نماز ظاہر ہوئی اور سب سے پہلے یہی پڑھی

گئی، نیز یہ دوپہری میں ادا کی جاتی ہے لہٰذا اسے ظہر کہا جاتا ہے۔

آفتاب صبح سے دوپہر تک چڑھتا ہے اور دوپہر سے شام تک پچھم کی طرف اترتا ہے جس حد پر چڑھنا ختم ہو جائے اور اس کے بعد اترنا شروع ہو وہ نصف النہار سے آگے بڑھنے کا نام زوال ہے، یہ زوال ہی وقت ظہر کی ابتداء ہے وہی یہاں مراد۔

زوال کے وقت سایہ برابر ہونا بعض ملکوں اور بعض زمانوں میں ہوگا۔ سردی میں چونکہ سورج جنوب کی طرف ہوتا ہوا جاتا ہے لہٰذا اس وقت بعض جگہ یہ سایہ چیز کے برابر ہو جاتا ہے، لیکن کبھی بعض ملکوں میں اس وقت سایہ بالکل نہیں ہوتا یا ہوتا ہے مگر بہت تھوڑا۔ جس زمانہ میں حضور نے یہ فرمایا ہوگا وہ موسم سردی کا ہوگا، لہٰذا یہ حدیث بالکل ظاہر ہے اور آئندہ حدیثوں کے خلاف نہیں جن میں اس سایہ کی مقدار تسمہ کی برابر بیان فرمائی گئی کیونکہ وہاں موسم گرمی کا ذکر ہے اور یہاں سردی کا اور ہوسکتا ہے کہ اس جملہ میں ظہر کا آخری وقت مراد ہو اور حدیث کے معنی یہ ہوں کہ آفتاب ڈھلنے سے ظہر شروع ہوتی ہے اور ایک مثل سایہ پر ختم، اس صورت میں یہ حدیث امام شافعی کی دلیل ہے کیونکہ ہمارے ہاں دو مثل پر ظہر کا وقت نکلتا ہے ان کے ہاں ایک مثل پر لیکن ان کی یہ دلیل کمزور ہے کیونکہ اس میں اصلی سایہ کا ذکر نہیں، امام شافعی کے ہاں اصلی سایہ کے علاوہ ایک مثل سایہ چاہیے۔

پہلی تفسیر پر یہ جملہ ظہر کے آخر وقت کا بیان ہے اور دوسری تفسیر پر پہلے جملہ کی تاکید ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ظہر و عصر کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں یعنی ظہر جاتے ہی عصر آجاتی ہے۔

یہ عصر کے وقتِ مستحب کا بیان ہے یعنی دھوپ پیلی پڑنے سے پہلے عصر کی نماز پڑھ لینی چاہیے، ورنہ غروب آفتاب تک وقت عصر ہے، جیسا کہ مسلم و بخاری کی روایات میں ہے۔ خیال رہے کہ آفتاب ڈوبنے سے بیس منٹ قبل پیلا پڑتا ہے۔

یعنی مغرب کا وقت آفتاب ڈوبنے سے شروع ہوتا ہے اور شفق غائب ہونے پر ختم۔ امام اعظم کے نزدیک شفق اس سفیدی کا نام ہے جو آسمان کے مغربی کنارے پر سرخی کے بعد نمودار ہوتی ہے۔ اور امام شافعی و صاحبین کے نزدیک سرخی کا نام شفق ہے، یعنی سفیدی کا وقت امام صاحب کے نزدیک مغرب ہے، یہی قول سیدنا ابو ہریرہ، امام اوزاعی اور عمر ابن عبدالعزیز کا ہے۔ اور امام شافعی کے نزدیک یہ وقت عشاء ہے، یہی قول سیدنا عبداللہ ابن عمر اور ابن عباس کا ہے۔ احتیاط یہ ہے کہ سفیدی آنے سے پہلے مغرب پڑھ لے اور سفیدی ڈوبنے کے بعد عشاء پڑھے تاکہ اختلاف سے بچ جائے۔

یہاں بھی وقتِ مستحب مراد ہے، یعنی مستحب یہ ہے کہ آدھی رات سے پہلے پڑھ لے ورنہ وقت عشاء صبح صادق تک رہتا ہے۔ درمیانی سے مراد یا درمیانی رات ہے، یا درمیانی آدھا یعنی راتیں لمبی بھی ہوتی ہیں، چھوٹی بھی اور درمیانی بھی، تم درمیانی رات کے آدھے تک پڑھ لو، یا پورے آدھے تک نماز پڑھ لو، نہ کم نہ زیادہ۔

یعنی سورج نکلتے وقت کوئی نماز نہ پڑھو، نہ نفل، نہ فرض۔ یہاں دو مسئلے سمجھنا چاہیئے: ایک یہ کہ تین وقت مطلقاً نماز ممنوع ہے، سورج نکلتے وقت، بیچ دوپہر یعنی نصف النہار پر، سورج ڈوبتے وقت کہ ان اوقات میں فرض و نفل نماز بلکہ سجدہ ہی حرام ہے، البتہ سورج ڈوبتے وقت آج کی عصر درست ہے۔ دوسرے یہ کہ جب تک سورج میں تیزی نہ آجائے تب تک طلوع مانا جائے گا یعنی سورج چمکنے سے بیس منٹ تک سجدہ حرام ہے۔

یعنی ایک شیطان سورج نکلتے وقت سورج کے سامنے اس طرح کھڑا ہو جاتا ہے کہ سورج اس کے دونوں سینگوں کے درمیان معلوم ہو، تاکہ اپنے دوسرے شیاطین کو دکھائے کہ سورج کی پوجا کرنے والے مجھے پوج رہے ہیں، بہت مشرکین اس وقت سورج کو سجدہ کرتے ہیں اس کی طرف پانی پھینک کر اس کی تعظیم کرتے ہیں، مسلمانوں کو اس وقت سجدہ حرام ہے تاکہ مشرکوں سے مشابہت نہ ہو اور شیطان یہ نہ کہہ سکے کہ مسلمان مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ خیال رہے کہ سورج ہر وقت کہیں نہ کہیں طلوع کرتا ہے تو مطلب یہ ہے کہ شیطان سورج کے ساتھ اسی طرح گردش کرتا ہے کہ جہاں سورج طلوع ہو رہا ہو وہاں اس وقت وہ نمودار ہوتا ہے اس کی بہت تفسیریں ہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۵۴۵)

194- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَمَّنِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ فَصَلَّى الظُّهْرَ فِي الْاُوْلٰى مِنْهُمَا حِيْنَ كَانَ الْفَيْءُ مِثْلَ الشِّرَاكِ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِيْنَ كَانَ كُلُّ شَيْءٍ مِثْلَ ظِلِّهٖ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ حِيْنَ وَجَبَتِ الشَّمْسُ وَاَفْطَرَ الصَّائِمُ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ حِيْنَ بَرَقَ الْفَجْرُ وَحَرُمَ الطَّعَامُ عَلَى الصَّائِمِ وَصَلَّى الْمَرَّةَ الثَّانِيَةَ الظُّهْرَ حِيْنَ كَانَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهٗ لِوَقْتِ الْعَصْرِ بِالْاَمْسِ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِيْنَ كَانَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَيْهِ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ لِوَقْتِهِ الْاَوَّلِ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ الْاٰخِرَةَ حِيْنَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ ثُمَّ صَلَّى الصُّبْحَ حِيْنَ اَسْفَرَتِ الْاَرْضُ ثُمَّ الْتَفَتَ اِلَيَّ جِبْرِيْلُ فَقَالَ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل نے بیت اللہ کے پاس دو مرتبہ میری امامت کی۔ پس اس نے ان میں سے پہلی بار میرے ساتھ نماز ظہر پڑھی۔ جب سایہ تسمہ کے برابر ہو گیا پھر میرے ساتھ نماز عصر پڑھی۔ جب ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہو گیا پھر میرے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی جب سورج غروب ہو گیا اور روزہ دار نے روزہ افطار کر لیا۔ پھر میرے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی جب شفق غائب ہو گئی۔ پھر فجر کی نماز پڑھی جب فجر طلوع ہو گئی اور روزہ دار پر کھانا حرام ہو گیا اور دوسری بار ظہر کی نماز پڑھی۔ جب ہر شے کا سایہ اس کی مثل ہو گیا گزشتہ دن کی عصر کے وقت قریب پھر عصر کی نماز پڑھی جب ہر چیز کا سایہ اس کی دو مثل ہو گیا۔ پھر مغرب کی نماز پڑھی اس کے پہلے وقت میں پھر عشاء کی نماز پڑھی اس کے آخری وقت

يَا مُحَمَّدُ هٰذَا وَقْتُ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِكَ وَالْوَقْتُ فِيمَا بَيْنَ هٰذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ و اَبُو دَاوُدَ واحمد وابْنُ خُزَيْمَةَ والدارقطني والحاكم وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ. قَالَ النِّيْمَوِيُّ المراد بالوقت وقت الفضل جمعا بين الاحاديث

میں جب رات کا ایک تہائی حصہ گزر گیا پھر صبح کی نماز پڑھی۔ جب زمین خوب روشن ہوگئی پھر جبرئیل میری طرف متوجہ ہوئے اور عرض کی اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! یہ آپ سے پہلے انبیاء کا وقت ہے اور (نمازوں کا) وقت وہ ہے جو ان دو وقتوں کے درمیان ہے۔ اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ' ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ' احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابن خزیمہ دارقطنی اور حاکم نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔ اس کے کتاب مرتب محمد بن علی نیموی فرماتے ہیں: (ان احادیث میں) وقت سے مراد افضل وقت ہے تا کہ احادیث کے درمیان تطبیق ہوجائے۔

(ترمذی' ابواب الصلٰوۃ' باب ما جاء فی مواقیت الصلٰوۃ...الخ' جلد 1 صفحہ 139) (ابوداؤد' کتاب الصلٰوۃ' باب المواقیت' جلد 1 صفحہ 56) (مسند احمد جلد 1 صفحہ 333) (صحیح ابن خزیمۃ' کتاب الصلٰوۃ' باب ذکر الدلیل علی ان فرض الصلٰوۃ...الخ' جلد 1 صفحہ 168) (دارقطنی' کتاب الصلٰوۃ' باب امامۃ جبرئیل' جلد 1 صفحہ 258) (مستدرک حاکم' کتاب الصلٰوۃ' باب اوقات الصلوات الخمس' جلد 1 صفحہ 193)

شرح: مفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی شبِ معراج کے سویرے جبریل امین نے دو دن مجھے نماز پڑھائی سب سے پہلے ظہر پڑھائی۔ خیال رہے کہ حضرت جبریل حضور کے استاذ نہیں بلکہ خادم ہیں، یہ نماز پڑھانا پیغامِ الٰہی پہنچانے کے لئے تھا۔ یہ عملی رسالت تھی جو ادا کی اور کبھی مقتدی امام سے افضل ہوتا ہے۔ حضور نے حضرت عبدالرحمن بن عوف کے پیچھے نماز فجر پڑھی حالانکہ حضور نبی تھے وہ امتی، نیز اس امامت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نفل والے کے پیچھے فرض نماز درست ہے کیونکہ آج یہ نمازیں حضرت جبریل پر فرض ہوگئی تھیں، جب رب نے انہیں یہ حکم دیا تو فرض ہوگئیں۔ یہ واقعہ بیت اللہ کے دروازے سے متصل ہوا جہاں اب بھی لوگ نفل پڑھتے ہیں، یہاں حوض کی طرح جگہ نیچی ہے، غسلِ کعبہ کے وقت یہاں ہی زمزم بھرا جاتا ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ حضرت جبریل کی یہ تعلیم امت کے لئے تھی نہ کہ حضور کے لئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو نماز کا طریقہ اس کے اوقات اوّل سے ہی جانتے تھے پہلی وحی جب آئی تو آپ غار حرا میں معتکف تھے، نیز معراج کو جاتے وقت بیت المقدس میں سارے رسولوں کو نماز پڑھا کر گئے، پھر بیت المعمور میں سارے فرشتوں کو نماز پڑھائی وہ تو نبیوں اور فرشتوں کے امام ہیں

مگر امت کو تعلیم احکام کے نزول کے بعد ہوتی ہے۔

یعنی اس دن آفتاب ڈھلنے پر انسان کا سایہ جوتہ کے تسمہ کے برابر تھا کیونکہ گرمی کا موسم تھا یہ سایہ موسموں کے لحاظ سے گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔خیال رہے کہ یہاں سایہ سے مراد عام انسانوں کا سایہ ہے نہ کہ حضور کا سایہ، نہ حضرت جبریل کا کہ یہ دونوں نور ہیں نور کا سایہ نہیں ہوتا، حضور کا سایہ نہ تھا اگر چہ سارے عالم پر انہیں کا سایہ ہے۔اس کی تحقیق ہماری کتاب رسالہ"نور"میں دیکھو۔

اس حدیث سے امام شافعی وصاحبین نے دلیل پکڑی کہ ایک مثل پر عصر کا وقت ہوجاتا ہے۔ہمارے امام اعظم کے نزدیک دو مثل پر ہوتا ہے۔مگر یہ حدیث ان کے بھی خلاف ہے کیونکہ اس میں سایہ اصلی کا ذکر نہیں، حالانکہ ان بزرگوں کے نزدیک بھی عصر کا وقت سایہ اصلی کے سواء ایک مثل سایہ ہونے پر ہوتا ہے۔حق یہ ہے کہ اوقات کی یہ حدیث منسوخ ہے، جیسے کہ اس دن ہر نماز دو رکعت تھی ایسے ہی اس دن اوقات نماز یہ تھے، بعد میں نمازوں کی رکعتوں میں بھی زیادتی ہوئی اور اوقات میں بھی تبدیلی۔ان شاءاللہ اس کی تحقیق اگلے باب میں ہوگی اور ہماری کتاب"جاءالحق"حصہ دوم میں بھی ملاحظہ کرو۔ اس کی ناسخ احادیث کا بھی ذکر آرہا ہے۔

یعنی آج کل جس وقت افطار ہوتا ہے اس وقت مغرب پڑھائی سورج ڈوبتے ہی، ورنہ اس دن نہ روزہ فرض تھا نہ افطار تھا۔روزے بعد ہجرت فرض ہوئے لہٰذا حدیث پر اعتراض نہیں۔

اس کا وہی مطلب ہے جواوپر بیان ہوا یعنی غروب آفتاب کی سرخی کے بعد وہ سفیدی شفق ہے اس کے چھپنے پر وقت عشاء ہوجاتا ہے وہ ہی یہاں مراد ہے جیسا کہ ان شاءاللہ اگلے باب میں آرہا ہے۔

اس کا وہ ہی مطلب ہے جواوپر بیان ہوا یعنی آج کل جب پو پھٹنے پر روزہ دار کو کھانا پینا حرام ہوتا ہے اس وقت نماز فجر پڑھائی ورنہ اس وقت نہ روزے تھے نہ سحری وافطار۔

ظاہر یہ ہے کہ آج ظہر اس وقت پڑھائی جس وقت کل عصر پڑھائی تھی، یعنی ایک مثل سایہ پر۔لہٰذا یہ حدیث بالاتفاق منسوخ ہے۔کسی کا مذہب یہ نہیں کہ ظہر کا آخر اور عصر کا اول بالکل ایک وقت ہے، سب کے نزدیک ظہر کے بعد عصر کا وقت ہوتا ہے۔بعض نے فرمایا کہ یہاں تقریبی وقت مراد ہے یعنی قریباً ایک مثل سایہ تھا ایک مثل سے کچھ ہی پہلے۔بعض نے فرمایا کہ نماز ظہر ختم ہونے پر ایک مثل ہوا نہ کہ شروع پر۔بعض نے فرمایا کہ ایک مثل مع سایہ اصلی کے مراد ہے، یعنی کل عصر پڑھائی ایک مثل پر، علاوہ سایہ اصلی کے اوپر، آج ظہر پڑھائی ایک مثل مع سایہ اصلی کے۔غرض کہ یہ حدیث مشکلات میں سے ہے حق یہ ہے کہ منسوخ ہے۔

یہ خبر بھی بالاتفاق منسوخ ہے کیونکہ سب کے نزدیک وقت عصر آفتاب چھپنے پر ختم ہوتا ہے نہ کہ سایہ دوگنا ہونے پر بلکہ امام اعظم کے ہاں اس وقت عصر شروع ہوتی ہے۔

یعنی مغرب دو دن ایک ہی وقت پڑھائی، امام شافعی و مالک کا یہ ہی قول ہے۔مگر ہمارے ہاں یہ حدیث ہی منسوخ ہے۔پچھلی حدیث میں گزر گیا کہ حضور نے دوسرے دن مغرب شفق غائب ہونے سے کچھ پہلے پڑھائی۔اگر وقت مغرب صرف اداء نماز کے بقدر ہوتا تو اس تاخیر کے کیا معنی ہیں؟ اور وہ حدیث اس کے بعد کی ہے کیونکہ آج تو اسلام کی پہلی نمازیں ادا ہو رہی ہیں۔

یہ کلمہ حضور انکسار کے طور پر اپنے الفاظ میں ادا فرما رہے ہیں ورنہ حضرت جبریل نے نہایت ادب سے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ یا حبیب اللہ، جیسے آج کوئی عالم کہے کہ مجھے جلسہ والوں نے کہا کہ تو بھی کچھ کہہ حالانکہ جلسے والے ادب سے عرض کرتے ہیں۔حضرت جبریل صرف نام شریف لے کر کیسے پکار سکتے ہیں یہ تو حکم قرآنی کے خلاف ہے، رب فرماتا ہے:"لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ" الایہ۔

یعنی ان نمازوں میں سے جس نبی نے جو نماز پڑھی وہ ان ہی وقتوں میں پڑھی۔خیال رہے کہ کسی نبی پر یہ پانچ نمازیں جمع نہ ہوئیں یہ اجتماع حضور کی امت کی خصوصیت ہے، لہٰذا حدیث صاف ہے بلکہ ابوداؤد، بیہقی، ابن ابی شیبہ کہتے ہیں حضور نے فرمایا کہ نماز عشاء تم سے پہلے کسی امت نے نہ پڑھی، ہوسکتا ہے کہ یہ نماز بعض انبیاء نے پڑھی ہوں ان کی امت پر فرض نہ ہو جیسے آج نماز تہجد ہمارے حضور پر فرض تھی ہم پر فرض نہیں۔طحاوی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا سے روایت کی کہ نماز فجر حضرت آدم نے پڑھی جب توبہ قبول ہوئی، نماز ظہر حضرت ابراہیم نے پڑھی حضرت اسماعیل کا فدیہ دنبہ آنے پر، نماز عصر حضرت عزیر نے پڑھی جب سو برس کے بعد آپ زندہ ہوئے، نماز مغرب حضرت داؤد نے پڑھی اپنی توبہ قبول ہونے پر، مگر چار رکعت کی نیت باندھی تھی تین رکعت پر سلام پھیر دیا تھک گئے تھے لہٰذا تین ہی رہ گئیں، نماز عشاء ہمارے حضور نے پڑھی۔بعض نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پڑھی جب آگ لینے طور پر گئے، خیریت سے نبوت لے کر آئے، بیوی صاحبہ کو بخیریت پایا کہ بچہ پیدا ہو چکا تھا۔واللہ اعلم!

ظاہر یہ ہے کہ ان دو دنوں میں صرف حضور نے حضرت جبریل کے ساتھ نمازیں پڑھیں ان میں صحابہ ساتھ نہ تھے جیسا کہ اَمَّنِی سے معلوم ہوا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود نماز پڑھ کر پڑھنے کا حکم دیتے تھے یا حضور بطور نفل حضرت جبریل کے ساتھ پڑھتے رہے اور بعد میں صحابہ کو پڑھاتے رہے۔خیال رہے کہ معراج کے سویرے نماز فجر نہ پڑھی گئی نہ قضاء کی گئی کیونکہ قانون بیان سے پہلے عمل کے لائق نہیں ہوا، معراج کی رات نماز فرض ہوئی اور پہلے ظہر پڑھی گئی لہٰذا آج چار نمازیں ہوئیں پھر پانچ اس کی تحقیق ہماری کتاب "تفسیر نعیمی" وغیرہ میں دیکھو۔(مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۵۴۵)

195- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ رَّسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَّقْتِ الصَّلٰوةِ فَلَمَّا دَلَكَتِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نماز کے وقت کے بارے میں پوچھا۔پس جب سورج

الشَّمْسُ اَذَّنَ بِلَالٌ لِلظُّهْرِ فَاَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَلّٰى ثُمَّ اَذَّنَ لِلْعَصْرِ حِيْنَ ظَنَنَّا اَنَّ ظِلَّ الرَّجُلِ اَطْوَلُ مِنْهُ فَاَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَلّٰى ثُمَّ اَذَّنَ لِلْمَغْرِبِ حِيْنَ غَابَتِ الشَّمْسُ فَاَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَلّٰى ثُمَّ اَذَّنَ لِلْعِشَآءِ حِيْنَ ذَهَبَ بَيَاضُ النَّهَارِ وَهُوَ الشَّفَقُ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ فَصَلّٰى ثُمَّ اَذَّنَ لِلْفَجْرِ حِيْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ فَاَمَرَهٗ فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ فَصَلّٰى ثُمَّ اَذَّنَ بِلَالٌ الْغَدَ لِلظُّهْرِ حِيْنَ دَلَكَتِ الشَّمْسُ فَاَخَّرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِّثْلَهٗ فَاَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقَامَ وَصَلّٰى ثُمَّ اَذَّنَ لِلْعَصْرِ فَاَخَّرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِّثْلَيْهِ فَاَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقَامَ وَصَلّٰى ثُمَّ اَذَّنَ لِلْمَغْرِبِ حِيْنَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخَّرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى كَادَ يَغِيْبُ بَيَاضُ النَّهَارِ وَهُوَ الشَّفَقُ فِيْمَا يُرٰى ثُمَّ اَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَلّٰى ثُمَّ اَذَّنَ لِلْعِشَآءِ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ فَنِمْنَا ثُمَّ قُمْنَا مِرَارًا ثُمَّ خَرَجَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ يَنْتَظِرُ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ

ڈھل گیا تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ظہر کی اذان دی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اقامت کا حکم دیا تو انہوں نے نماز (ظہر) کی اقامت کہی اور آپ نے نماز پڑھائی پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عصر کی اذان دی جب ہم یہ گمان کرنے لگے کہ آدمی کا سایہ اس سے لمبا ہوگیا پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا۔ انہوں نے اقامت کہی اور آپ نے نماز پڑھائی پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مغرب کی اذان دی۔ جب سورج غروب ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا۔ انہوں نے نماز کے لئے اقامت کہی اور آپ نے نماز پڑھائی۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عشاء کی اذان دی جس وقت دن کی سفیدی یعنی شفق غروب ہوگیا۔ پھر آپ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا۔ انہوں نے اقامت کہی تو آپ نے نماز پڑھائی۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فجر کی اذان دی۔ جب فجر طلوع ہوئی تو آپ نے انہیں حکم دیا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اقامت کہی اور آپ نے نماز پڑھائی۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسرے دن ظہر کے لئے اذان کہی جب سورج ڈھل گیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے مؤخر کیا حتیٰ کہ ہر شے کا سایہ اس کی ایک مثل ہوگیا تو آپ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اقامت کہنے کا حکم دیا۔ انہوں نے اقامت کہی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔ عصر کی اذان دی تو رسول اللہ

غَيْرُكُمْ فَإِنَّكُمْ فِيْ صَلٰوةٍ مَا انْتَظَرْتُمُوْهَا وَلَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ لَأَمَرْتُ بِتَأْخِيْرِ هٰذِهِ الصَّلٰوةِ إِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ أَوْ أَقْرَبَ مِنْ نِصْفِ اللَّيْلِ ثُمَّ أَذَّنَ لِلْفَجْرِ فَأَخَّرَهَا حَتّٰى كَادَتِ الشَّمْسُ أَنْ تَطْلُعَ فَأَمَرَهُ فَأَقَامَ الصَّلٰوةَ فَصَلّٰى ثُمَّ قَالَ الْوَقْتُ بَيْنَ هٰذَيْنِ۔ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ۔ قَالَ النِّيْمَوِيُّ هٰذَا الْحَدِيْثُ يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ الشَّفَقَ هُوَ الْبَيَاضُ كَمَا ذَهَبَ إِلَيْهِ أَبُوْ حَنِيْفَةَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔ (مجمع الزوائد' کتاب الصلوۃ' باب بیان الوقت نقلًا عن الطبرانی فی الواسط' جلد 1 صفحہ 304)

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے مؤخر کیا حتیٰ کہ ہر شے کا سایہ اس کی دو مثل ہو گیا تو آپ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا۔ انہوں نے اقامت کہی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔ پھر انہوں نے مغرب کے لئے اذان کہی جب سورج غروب ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے مؤخر کیا۔ حتیٰ کہ قریب تھا کہ دن کی سفیدی یعنی شفق بظاہر غروب ہو جائے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا۔ انہوں نے اقامت کہی اور آپ نے نماز پڑھائی۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عشاء کی اذان کہی جب شفق غروب ہو گیا۔ پھر ہم سو گئے اور کئی بار اٹھے پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا تمہارے سوا لوگوں میں کوئی بھی اس نماز کا انتظار نہیں رہا۔ بے شک جب تک تم نماز کا انتظار کر رہے ہو تو تم نماز میں ہی ہو اور اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں اس نماز کو آدھی رات تک مؤخر کرنے کا حکم دیتا۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فجر کی اذان کہی تو آپ نے نماز فجر کو مؤخر کیا حتیٰ کہ قریب تھا کہ سورج طلوع ہو جاتا۔ پھر آپ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا۔ انہوں نے اقامت کہی تو آپ نے نماز پڑھائی۔ پھر فرمایا کہ نماز کا وقت ان دو وقتوں کے درمیان ہے اسے امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسط میں روایت کیا اور ہیثمی نے کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے۔ علامہ نیموی نے فرمایا یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ شفق سفیدی ہے جیسا

کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الظُّهْرِ

ان روایات کا بیان جو ظہر کے (وقت) کے بارے میں وارد ہوئیں

196- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوْا بِالصَّلوٰةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب گرمی سخت ہو تو نماز کو ٹھنڈا کرو پس بے شک گرمی کی سختی جہنم کے جوش سے ہے اسے محدثین کی جماعت نے روایت فرمایا۔

(بخاری 'کتاب مواقیت الصلوٰۃ' باب الابراد بالظهر ...الخ' جلد 1 صفحہ 76) (مسلم 'کتاب المساجد' باب استحباب الابراد بالظهر ...الخ' جلد 1 صفحہ 224) (ابوداؤد 'کتاب الصلوٰۃ' باب وقت صلوٰۃ الظهر' جلد 1 صفحہ 58) (ترمذی' ابواب الصلوٰۃ' باب ما جاء فی تاخیر الظهر ...الخ' جلد 1 صفحہ 40) (نسائی 'کتاب المواقیت' باب الابراد بالظهر ...الخ' جلد 1 صفحہ 87) (ابن ماجۃ' کتاب الصلوٰۃ' باب الابراد بالظهر ...الخ' جلد 1 صفحہ 49) (مسند احمد جلد 2 صفحہ 256)

شرح: مفسرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یہ حدیث ان تمام احادیث کی شرح ہے جن میں فرمایا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوپہری میں ظہر پڑھتے تھے، اس نے بتایا کہ وہاں جاڑوں کی ظہر مراد ہے، گرمیوں میں ظہر ٹھنڈی کرنے کا تاکیدی حکم ہے۔ اس سے حنفیوں کے دو مسئلے ثابت ہوئے: ایک یہ کہ گرمی کی ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھنا سنت ہے۔ دوسرے یہ کہ ظہر کا وقت دو مثل سایہ تک رہتا ہے کیونکہ ایک مثل تک ہر جگہ خصوصاً عرب میں بہت تپش رہتی ہے۔ نیز بخاری، ابوداؤد و بیہقی، طحاوی، ترمذی وغیرہ نے حضرت ابوذرغفاری سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر میں ظہر جب پڑھی جب کہ ٹیلوں کا سایہ پڑ گیا اور ٹیلہ کا سایہ ایک مثل کے بعد ہی پڑتا ہے، نیز بخاری شریف نے حضرت ابن عمر سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود ان مزدوروں کی طرح ہیں جو صبح سے ظہر تک ایک قیراط پر کام کریں، عیسائی وہ مزدور ہیں جو ظہر سے عصر تک ایک قیراط پر محنت کریں، اور تم وہ مزدور ہو جو عصر سے مغرب تک دو قیراط کے بدلے کام کریں تمہارا کام کم اور مزدوری زیادہ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وقت عصر وقت ظہر سے کم ہے ورنہ یہ مثال درست نہ ہوتی اگر ایک مثل پر عصر شروع ہو جایا کرے تو اس کا وقت ظہر کی برابر بلکہ گرمیوں میں اس سے کہیں زیادہ ہو جائیگا۔ اس مسئلہ پر امام صاحب کے اور بہت دلائل ہیں اگر شوق ہو تو ہماری کتاب "جاءالحق" حصہ دوم کا یہ باب دیکھو۔ (مراۃ المناجیح ج ۵ ص ۲۹۸)

197- عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ نِ الْغِفَارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَاَرَادَ الْمُؤَذِّنُ اَنْ یُّؤَذِّنَ لِلظُّهْرِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَبْرِدْ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ یُّؤَذِّنَ فَقَالَ لَهٗ اَبْرِدْ حَتّٰی رَاَیْنَا فَیْئَ التُّلُوْلِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَهَنَّمَ فَاِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ. رَوَاهُ الشَّیْخَانِ.

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو موذن نے ظہر کی اذان دینے کا ارادہ کیا تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسے ٹھنڈا کرو پھر اس نے اذان کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا ٹھنڈا کرو۔ حتیٰ کہ ہم نے ٹیلوں کے سائے دیکھے تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک گرمی کی سختی جہنم کے جوش سے ہے۔ پس جب گرمی سخت ہو تو نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھو۔ اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

(بخاری' کتاب مواقیت الصلوٰۃ' باب الابراد بالظهر فی السفر' جلد 1 صفحه 77) (مسلم' کتاب المساجد' باب استحباب الابراد بالظهر... الخ' جلد 1 صفحه 224)

شرح: ظہر کا وقت

سورج ڈھلنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور ٹھیک دوپہر کو وقت کسی چیز کا جتنا سایہ ہوتا ہے اس سایہ کے علاوہ اس چیز کا سایہ دوگنا ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ ظہر کے وقت میں مستحب یہ ہے کہ جاڑوں میں اول وقت اور گرمیوں میں دیر کر کے نماز ظہر پڑھیں۔ (الفتاوی الھندیہ، کتاب الصلوۃ، الباب الاول، الفصل الاول فی اوقات الصلوۃ، ج۱، ص۵۱)

سورج ڈھلنے اور دوپہر کے سایہ کے علاوہ سایہ دوگنا ہونے کی پہچان یہ ہے کہ برابر زمین پر ایک ہموار لکڑی بالکل سیدھی گاڑ دیں کہ پورب پچھم یا اتر دکھن کو ذرا بھی جھکی نہ ہو۔ اب خیال رکھو کہ جتنا سورج اونچا ہوتا جائے اس لکڑی کا سایہ کم اور چھوٹا ہوتا جائے گا۔ جب سایہ کم ہوتا رک جائے تو سمجھ لو کہ ٹھیک دوپہر ہوگئی اور اس وقت میں اس لکڑی کا جتنا بڑا سایہ ہو اس کو ناپ کر دھیان میں رکھو۔ اس کے بعد جوں ہی سایہ بڑھنے لگے تو سمجھ لو کہ سورج ڈھل گیا اور ظہر کا وقت شروع ہو گیا اور جب سایہ بڑھتے بڑھتے اتنا بڑا ہو جائے کہ دوپہر والے سایہ کو نکال کر اس لکڑی کا سایہ اس لکڑی سے دوگنا بڑا ہو جائے تو سمجھ لو کہ ظہر کا وقت نکل گیا اور عصر کا وقت شروع ہو گیا۔

(الفتاوی الھندیہ، کتاب الصلوۃ، الباب الاول، الفصل الاول فی اوقات الصلوۃ، ج۱، ص۵۱)

جمعہ کا وقت وہی ہے جو ظہر کا وقت ہے۔ (البحر الرائق، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجمعۃ، ج۲، ص۲۵۶)

198- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول

رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا اَجَلُكُمْ فِيْ اَجَلِ مَنْ خَلَا مِنَ الْاُمَمِ مَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ وَاِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى كَرَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ اِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُوْدُ اِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ اِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارٰى مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ اِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلٰى قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ اَلَا فَاَنْتُمُ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلٰى قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ اَلَا لَكُمُ الْاَجْرُ مَرَّتَيْنِ فَغَضِبَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى فَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ عَمَلًا وَّاَقَلُّ عَطَاءً قَالَ اللهُ تَعَالٰى هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِّنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا قَالُوْا لَا قَالَ فَاِنَّهٗ فَضْلِيْ اُعْطِيْهِ مَنْ شِئْتُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرماتے ہیں کہ گزشتہ امتوں کی عمروں کے مقابلہ میں تمہاری عمر وہ ہے جو عصر کی نماز کے درمیان سے سورج ڈوبنے کے درمیان ہے اور تمہاری اور یہود ونصاریٰ کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کچھ مزدوروں سے کام کراتے ہیں تو کہے کون شخص ہے جو میرا کام کرے ایک ایک قیراط پر تو یہود نے دوپہر تک ایک ایک قیراط پر کام کیا پھر مالک نے کہا کہ کون شخص ہے جو دوپہر سے عصر کی نماز تک میرا کام کرے گا ایک ایک قراط پر تو نصاریٰ نے دوپہر سے عصر کی نماز تک ایک ایک قیراط پر کام کیا پھر اس نے کہا کہ کون میرا کام کرے گا نماز عصر سے سورج ڈوبنے تک دودو قیراط پر، آگاہ رہو کہ تم ہی وہ ہو جو عصر کی نماز سے سورج ڈوبنے تک کام کرتے ہو تمہاری مزدوری دوگنی ہے تو یہود ونصاریٰ غصہ ہوکر بولے کہ کام میں ہم زیادہ ہیں اور عطیے کم ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا میں نے تمہارے حق میں سے کچھ کم کیا وہ بولے نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ میرا فضل ہے جسے چاہوں میں دوں اسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔

(بخاری کتاب الانبیاء، باب ماذکر عن بنی اسرائیل، جلد 1 صفحہ 491)

شرح: مفسرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یہاں اجل بمعنی عمر ہے نہ کہ بمعنی موت، رب فرماتا ہے: "وَ اَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ" اور آیتِ کریمہ "اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ" میں اجل بمعنی موت ہے وہ یہاں مراد نہیں۔ یعنی پچھلی امتوں کے لحاظ سے اے میری امت والو تمہاری عمریں بہت کم ہیں لہٰذا تمہارے کام بھی تھوڑے ہی ہوں گے۔

یعنی یہود کا عمل بہت زیادہ ہے ثواب تھوڑا اور عیسائیوں کے اعمال اگرچہ یہود سے کم ہیں مگر ثواب ان کا اتنا ہی یہود کی

برابر، یہود کے احکام شرعیہ بہت سخت تھے عیسائیوں کے نرم لہٰذا یہ تشبیہ بہت موزوں ہے۔

اس تشبیہ سے اشارۃً معلوم ہو رہا ہے کہ عصر کا وقت دو مثل سایہ سے شروع ہوتا ہے کیونکہ وہ ظہر کے وقت سے کم ہے اگر ایک مثل پر شروع ہو جاتا تو ظہر کے وقت کے برابر بلکہ زیادہ بھی ہو جایا کرتا لہٰذا یہ حدیث امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی قوی دلیل ہے۔

دیکھو شمسون یہودی نے ایک ہزار مہینے اللہ تعالٰی کی عبادت کی یعنی سوا اکیاسی سال مسلمانوں سے کہا گیا کہ "لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ" تمہارے لیے ایک شب قدر ایک ہزار ماہ سے بہتر ہے کہ تم صرف اس رات میں عبادت کرلو تو تم کو اس شمسون اسرائیلی سے زیادہ ثواب ملے گا تو ظاہر ہے کہ ان قوموں کو شکایت ہوگی کہ مسلمانوں پر اس رحم و کرم کی وجہ کیا ہے۔ خیال رہے کہ یہ مقابلہ اصلی یہودیوں عیسائیوں سے ہے جو اس زمانہ میں تھے جب کہ ان کا دین منسوخ نہیں ہوا تھا، اب جب کہ ان کا دین منسوخ ہو چکا تو انہیں کسی عمل کا کوئی ثواب نہیں کیونکہ ثواب کے لیے ایمان شرط ہے کٹی ہوئی شاخ پانی سے سرسبز نہیں رہ سکتی۔

یعنی فضل عدل کے خلاف نہیں تم سے جو وعدہ کیا گیا تھا وہ پورا پورا تم کو دے دیا گیا۔ خیال رہے کہ یہ تشبیہ صرف زیادتی میں ہے ورنہ مسلمانوں کا ثواب ان قوموں سے دوگنا نہیں بلکہ سات سوگنا اور اس سے زیادہ تک ہے پھر اسلامی احکام ان کے احکام سے بہت نرم، ان پر چوتھائی مال زکوۃ ہم پر چالیسواں حصہ، ان کے لیے ترک دنیا ثواب ہمارے لیے رمضان کے آخری عشرہ کے اعتکاف میں پوری زندگی ترک دنیا کا ثواب، حضور کے صدقے سے ان کو ہم سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ معلوم ہوا کہ نسبت بڑی بہاریں دکھاتی ہے مسلمانوں کی یہ عظمتیں صرف حضور کی نسبت سے ہیں۔

(مراۃ المناجیح ج ۸ ص ۵۲۳)

199- وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَافِعٍ مَّوْلٰی اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ سَاَلَ اَبَا هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ اَنَا اُخْبِرُكَ صَلِّ الظُّهْرَ اِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ وَالْعَصْرَ اِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَیْكَ وَالْمَغْرِبَ اِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَالْعِشَآءَ مَا بَیْنَكَ وَبَیْنَ ثُلُثِ اللَّیْلِ وَصَلِّ الصُّبْحَ بِغَبَشٍ یَعْنِی الْغَلَسَ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ فِی الْمُوَطَّا وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔ قَالَ النِّیْمَوِیُّ

حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی زوجہ ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام عبداللہ بن رافع روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے نماز کے وقت کے بارے میں پوچھا تو ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا میں تجھے خبر دیتا ہوں تو ظہر کی نماز پڑھ جب تیرا سایہ تیری مثل ہو جائے اور عصر کی نماز پڑھ۔ جب تیرا سایہ تیری دو مثل ہو جائے اور مغرب کی نماز پڑھ جب سورج غروب ہو جائے اور عشاء کی نماز اس وقت میں پڑھ جو تیرے اور رات کے تہائی حصہ

استدل الحنيفة بهذه الاحاديث على ان وقت الظهر لاينقضي بعد المثل بل يبقى بعده ووقته ازيد من وقت العصر وفي الاستدلال بها ابحاث واني لم اجد حديثًا صريحا صَحِيْحًا او ضَعِيْفًا يدل على ان وقت الظهر الى ان يصير الظل مثليه وعن الامام ابي حنيفة ﷺ فِيْهِ قولان۔

(مؤطاامام مالک' کتاب وقوت الصلوٰة' صفحہ 5)

کے درمیان ہے اور صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھ۔ اس حدیث کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا میں نقل کیا اور اس سند صحیح ہے۔ اس کتاب کے مرتب محمد بن علی نیموی نے فرمایا احناف نے ان احادیث سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ ظہر کا وقت ایک مثل کے بعد ختم نہیں ہوتا بلکہ اس کے بعد بھی باقی رہتا ہے اور ظہر کا وقت عصر کے وقت سے زیادہ ہے لیکن ان احادیث سے استدلال کرنے میں کئی بحثیں ہیں اور میں نے کوئی صریح صحیح حدیث یا ضعیف حدیث ایسی نہیں پائی جو اس بات پر دلالت کرے کہ ظہر کا وقت ہر چیز کے سائے کے دو مثل ہونے تک ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس بارے میں دو قول ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْعَصْرِ

ان روایات کا بیان جو (وقت) عصر کے بارے میں وارد ہوئیں

200- عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْأَحْزَابِ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَلَأَ اللهُ قُبُوْرَهُمْ وَبُيُوْتَهُمْ نَارًا كَمَا حَبَسُوْنَا وَشَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ ولمسلم فِيْ رواية شغلونا عن الصلوٰة الوسطى صلوة العصر۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب غزوہ احزاب کا دن تھا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ ان (کافروں کی) قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے جیسے انہوں نے ہمیں روکے رکھا اور صلوٰۃ الوسطیٰ سے مشغول رکھا حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔ اس حدیث کو شیخین نے روایت کیا اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے۔ انہوں نے ہمیں صلوٰۃ الوسطیٰ یعنی عصر کی نماز سے مشغول رکھا۔

(بخاری' کتاب المغازی' باب غزوۃ الخندق وھی الاحزاب' جلد 2 صفحہ 590) (مسلم' کتاب المساجد' باب الدلیل لمن قال الصلوٰة الوسطى ... الخ' جلد 1 صفحہ 227)

شرح: عصر کا وقت

ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور سورج ڈوبنے تک رہتا ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلوۃ، الباب الاول، الفصل الاول فی اوقات الصلوۃ، ج ۱، ص ۵۱)

جاڑوں میں عصر کا وقت تقریباً ڈیڑھ گھنٹے لمبا رہتا ہے اور گرمیوں میں قریب قریب دو گھنٹے (کچھ کم زیادہ مختلف تاریخوں میں) رہتا ہے، عصر کی نماز میں ہمیشہ تاخیر مستحب ہے۔ لیکن نہ اتنی تاخیر کہ سورج کی ٹکیا میں زردی آجائے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلوۃ، الباب الاول، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۵۲)

201- وَعَنْ شَقِيقِ بْنِ عُقْبَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ) فَقَرَاْنَاهَا مَا شَآءَ اللهُ ثُمَّ نَسَخَهَا اللهُ فَنَزَلَتْ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى فَقَالَ رَجُلٌ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ شَقِيقٍ لَهُ هِيَ إِذًا صَلٰوةُ الْعَصْرِ فَقَالَ الْبَرَاءُ قَدْ اَخْبَرْتُكَ كَيْفَ نَزَلَتْ وَكَيْفَ نَسَخَهَا اللهُ وَاللهُ اَعْلَمُ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ (مسلم' کتاب الصلوۃ' باب الدلیللمن قال الصلوۃ الوسطی...الخ' جلد 1 صفحہ 227)

حضرت شقیق بن عقبہ براء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ آیت اس طرح نازل ہوئی کہ تم نمازوں کی حفاظت کرو اور عصر کی نماز کی جب تک اللہ نے چاہا ہم نے اس کو پڑھا پھر اللہ نے اس کو منسوخ کر دیا۔ پھر آیت (اس طرح) نازل ہوئی کہ تم نمازوں کی حفاظت کرو اور درمیانی نماز کی حفاظت کرو تو حضرت شقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے۔ ایک شخص نے کہا تب تو صلوٰۃ الوسطیٰ عصر کی نماز ہے تو حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے تجھے بتادیا کہ وہ کیسے نازل ہوئی اور کیسے اللہ تعالیٰ نے اسے منسوخ کر دیا۔ واللہ اعلم اسے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔

202- وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ الْوُسْطٰى صَلَاةُ الْعَصْرِ۔ رَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ وَ صححہ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا صلوٰۃ الوسطیٰ عصر کی نماز ہے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور صحیح قرار دیا۔

(ترمذی' ابواب الصلوۃ' باب ماجاء فی الصلوۃ الوسطی انہا العصر' جلد 1 صفحہ 45)

شرح: مفسرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

کیونکہ یہ نماز دن اور رات کی نمازوں کے درمیان ہے، نیز اس وقت دن اور رات کے فرشتے جمع ہوتے ہیں، نیز اس

وقت دنیوی کاروبار زیادہ زور پر ہوتے ہیں اس لئے اس کی تاکید زیادہ فرمائی گئی، اکثر صحابہ کا یہی قول ہے۔

(مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۵۹۶)

203- وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ تِلْكَ صَلٰوۃُ الْمُنَافِقِ یَجْلِسُ یَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰی اِذَا كَانَتْ بَیْنَ قَرْنَیِ الشَّیْطٰنِ قَامَ فَنَقَرَهَا اَرْبَعًا لَا یَذْكُرُ اللهَ فِیْهَا اِلَّا قَلِیْلًا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب التکبیر بالعصر، جلد1 صفحہ225)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ منافق کی نماز ہے جو بیٹھے سورج کا انتظار کرتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ جب وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہوتا ہے تو وہ کھڑا ہوتا ہے اور اس نماز کے چار ٹھونگیں لگاتا ہے اور وہ اس نماز میں اللہ کو بہت کم یاد کرتا ہے۔ اسے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

اس حدیث سے تین مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ دنیوی کاروبار میں پھنس کر نماز عصر دیر سے پڑھنا منافقوں کی علامت ہے۔ دوسرے یہ کہ غروب سے ۲۰ منٹ پہلے کراہت کا وقت ہے، وقت مستحب میں عصر پڑھنا چاہیئے۔ تیسرے یہ کہ رکوع اور سجدہ بہت اطمینان سے کرنا چاہیئے، حضور نے جلد باز سجدے کو مرغ کے چونچ مارنے سے تشبیہ دی جو وہ دانہ چگتے وقت زمین پر جلدی جلدی مارتا ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۵۹۶)

204- وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ تَعْجِیْلًا لِّلظُّهْرِ مِنْكُمْ وَاَنْتُمْ اَشَدُّ تَعْجِیْلًا لِّلْعَصْرِ مِنْهُ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔

اُم المؤمنین سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظہر کی نماز تمہاری نسبت جلدی پڑھتے تھے اور تم نماز عصر آپ کی نسبت جلدی پڑھتے ہو۔ اسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مسند احمد، جلد6 صفحہ289) (ترمذی، ابواب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی تاخیر صلوٰۃ العصر، جلد1 صفحہ42)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عصر کی نماز وقت شروع ہوتے ہی نہ پڑھے کچھ دیر سے پڑھے۔ اگر حضور وقت شروع ہوتے ہی پڑھا کرتے تو یہ حضرات اس سے پہلے کیسے پڑھ سکتے، لہٰذا یہ حدیث امام اعظم کی تاخیر عصر پر قوی دلیل ہے۔ حضرت ام سلمہ ان سے فرما رہی ہیں کہ اگر تم سنت کی اتباع چاہتے ہو تو عصر دیر سے پڑھا کرو۔

(مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۵۸۱)

بَابُ مَا جَآءَ فِي صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ

مغرب کی نماز میں واردشدہ روایات کا بیان

205۔عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ اِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَتَوَارَتْ بِالْحِجَابِ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ الا النسائی۔

حضرت سلمۃ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مغرب کی نماز پڑھاتے جب سورج غروب ہو جاتا اور پردے میں چھپ جاتا۔ اسے محدثین کی ایک جماعت نے روایت فرمایا ہے سوائے امام نسوائی رحمۃ اللہ علیہ کے۔

(بخاری' باب مواقیت الصلوٰۃ' باب وقت المغرب' جلد 1 صفحہ 79) (مسلم' کتاب المساجد' باب بیان ان اول وقت المغرب...الخ' جلد 1 صفحہ 228) (ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب وقت المغرب' جلد 1 صفحہ 60) (ابن ماجہ' کتاب الصلوٰۃ' باب وقت صلوٰۃ المغرب' صفحہ 50) (ترمذی' ابواب الصلوٰۃ' بابما جاء فی وقت المغرب' جلد 1 صفحہ 42) (مسند احمد جلد 4 صفحہ 51)

شرح: مغرب کا وقت

سورج ڈوبنے کے بعد سے مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور شفق غائب ہونے تک رہتا ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلوۃ، الباب الاول، الفصل الاول فی اوقات الصلوۃ، ج ا، ص ۵۱)

شفق سے مراد وہ سپیدی ہے جو سورج ڈوبنے کی سرخی کے بعد پچھم میں صبح صادق کی سپیدی کی طرح اتر دکھن میں پھیلی رہتی ہے مغرب کے وقت کی لمبائی ہمارے دیار میں کم سے کم سوا گھنٹہ اور زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ گھنٹہ تقریباً ہوا کرتی ہے۔ اور ہر روز جتنا لمبا فجر کا وقت ہوتا ہے اتنا ہی لمبا مغرب کا وقت بھی ہوتا ہے۔

(شرح وقایہ، کتاب الصلوۃ، باب اوقات الصلوات الخمس، ج ا، ص ۱۴۷)

206۔ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزَالُ اُمَّتِي بِخَيْرٍ اَوْ عَلَى الْفِطْرَةِ مَا لَمْ يُؤَخِّرُوا الْمَغْرِبَ حَتّٰى تَشْتَبِكَ النُّجُوْمُ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ اَبُوْ دَاوٗدَ وَ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت ہمیشہ بھلائی پر رہے گی یا فرمایا فطرت پر رہے گی۔ جب تک نماز مغرب میں اتنی نہیں کرے گی کہ تارے چمکنے لگیں۔ اسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب وقت المغرب' جلد 1 صفحہ 60) (مسند احمد جلد 4 صفحہ 147)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

فطرت سے مراد اسلام ہے، یا سنت انبیاء، یا اسلام کی دائمی سنت۔

اس سے معلوم ہوا کہ مغرب میں اتنی تاخیر مکروہ ہے جب تارے خوب چمک جائیں اور سارے تارے ظاہر ہو کر گھنے پڑ جائیں، جیسے روافض کی مغرب کا وقت۔ یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے کہ شفق سفیدی کا نام ہے نہ کہ سرخی کا، سفیدی میں وقت مغرب رہتا ہے کیونکہ تاروں کا گتھنا اور گھنا پڑنا سرخی کے وقت نہیں ہوتا، سفیدی کے وقت ہوتا ہے اس وقت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کا آخری وقت قرار دیا، اسے تاخیر مغرب فرمایا، قضاء نہ فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان شاء اللہ اہل سنت خیر پر ہیں اور رہیں گے کیونکہ یہ مغرب جلدی پڑھتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۵۷۲)

بَابُ مَا جَآءَ فِي صَلٰوةِ الْعِشَآءِ

عشاء کی نماز کے بارے میں وارد شدہ روایت کا بیان

207- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَآ اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ اَنْ يُّؤَخِّرُوا الْعِشَآءَ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ اَوْ نِصْفِهِ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ و ابن ماجة والتِّرْمَذِيُّ وَصَحَّحَهٗ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا میں انہیں رات کے تہائی حصہ یا نصف رات تک نماز کو مؤخر کرنے کا حکم دیتا۔ اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

(مسند احمد جلد 2 صفحہ 250) (ترمذی' ابواب الصلوٰۃ' باب ما جاء فی تاخیر العشاء الآخرۃ' جلد 1 صفحہ 42)

(ابن ماجۃ' کتاب الصلوٰۃ' باب وقت العشاء' جلد 1 صفحہ 50)

شرح: عشاء کا وقت

شفق کی سپیدی غائب ہونے کے بعد سے صبح صادق کی سپیدی ظاہر ہونے تک ہے لیکن عشاء میں تہائی رات تک تاخیر کرنی مستحب ہے اور آدھی رات تک مباح ہے۔ اور آدھی رات کے بعد عشاء کی نماز پڑھنی مکروہ ہے۔

(البحر الرائق، کتاب الصلوۃ، ج ۱، ص ۴۳۰)

208- وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ انْتَظَرْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً لِّصَلٰوةِ الْعِشَآءِ حَتّٰى ذَهَبَ نَحْوٌ مِّنْ شَطْرِ اللَّيْلِ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں ہم نے ایک رات نماز عشاء کے لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انتظار کیا۔ یہاں تک کہ آدھی رات

قَالَ فَجَآءَ فَصَلّٰی بِنَا ثُمَّ قَالَ خُذُوْا مَقَاعِدَكُمْ فَاِنَّ النَّاسَ قَدْ اَخَذُوْا مَضَاجِعَهُمْ وَاِنَّكُمْ لَمْ تَزَالُوْا فِيْ صَلٰوةٍ مُّنْذُ انْتَظَرْتُمُوْهَا وَلَوْلَا ضُعْفُ الضَّعِيْفِ وَسُقْمُ السَّقِيْمِ وَحَاجَةُ ذِي الْحَاجَةِ لَاَخَّرْتُ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ اِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ۔ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ اِلَّا التِّرْمِذِيَّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

... کے قریب ... پڑھائی اور فرمایا اپنی جگہوں پر بیٹھے رہو۔ پھر فرمایا دوسرے لوگ نماز پڑھ کے اپنے بستروں میں ہیں اور تم اس وقت تک نماز میں ہی شمار ہوگے جب تک تم نماز کا انتظار کررہے ہو۔ اگر کمزور کی کمزوری بیمار کی بیماری اور ضرورت مند کی ضرورت کا خیال نہ ہوتا تو میں اس نماز کو آدھی رات تک مؤخر کردیتا۔ اس حدیث کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا۔ بسوائے ترمذی احمد ابن خزیمہ کے اور اس کی سند صحیح ہے۔

(نسائی' کتاب المواقیت' باب ما یستحب من تاخیر العشاء) (ابن ماجة' کتاب الصلٰوة' باب وقت صلٰوة العشاء' جلد1 صفحه50) (ابوداؤد' کتاب الصلٰوة' باب وقت صلٰوة العشاء الآخرة' جلد1 صفحه61) (مسند احمد جلد3 صفحه5) (ابن خزیمة' کتاب الصلٰوة' باب استحباب تاخیر صلٰوة العشاء' جلد1 صفحه 177' رقم الحدیث:345)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

نماز پڑھنے سے مراد پڑھنے کا ارادہ کرنا ہے۔ صحابہ کرام کا طریقہ یہ تھا کہ حضور خواہ کتنی ہی دیر میں تشریف لاتے مگر نہ حضور کو نماز کے لئے بلاتے تھے نہ اکیلے پڑھ لیتے اور نہ اپنی جماعت علیحدہ کرلیتے، وہ سمجھتے تھے کہ حضور کے ساتھ قضا علیحدہ ادا سے افضل ہے۔۔

شطر لیل سے مراد تقریبًا آدھی رات ہے یعنی تہائی۔ اَخَّرْتُ سے معلوم ہوا کہ حضور کو نمازیں آگے پیچھے کرنے کا اختیار دیا گیا ہے، آپ بعطاء الٰہی احکام شرعیہ کے مالک ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگرچہ نماز کا انتظار مطلقًا عبادت ہے مگر مسجد میں بیٹھ کر انتظار بڑی عبادت، اسی لئے اس حالت میں انگلیوں میں انگلی ڈالنا منع ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ا ص ۵۸۰)

209- وَعَنْ نَّافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ كَتَبَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِلٰى اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَصَلِّ الْعِشَآءَ اَيَّ اللَّيْلِ شِئْتَ وَلَا تُغْفِلْهَا۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرِجَالُهٗ ثِقَاتٌ۔ (طحاوی' کتاب الصلٰوة' باب مواقیت الصلٰوة' جلد1 صفحه110)

حضرت نافع بن جبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ابوموسٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف دیکھا کہ تو رات کی نماز جس حصہ میں چاہے پڑھ اور اس میں غفلت نہ کر اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اس کے رجال ثقات ہیں۔

210- وَعَنْ عُبَيْدَةَ بْنِ جُرَيْجٍ أَنَّهُ قَالَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَا إِفْرَاطُ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ قَالَ طُلُوعُ الْفَجْرِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب مواقیت الصلوٰۃ جلد1صفحہ110)

حضرت عبیدہ بن جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ نماز عشاء میں کوتاہی یعنی تاخیر کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا طلوع فجر۔ اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

قَالَ النِّيمَوِيُّ دَلَّ الْحَدِيثَانِ عَلَى أَنَّ وَقْتَ الْعِشَاءِ يَبْقَى بَعْدَ مُضِيِّ نِصْفِ اللَّيْلِ إِلَى طُلُوعِ الْفَجْرِ وَلَا يَخْرُجُ بِخُرُوجِهِ فَبِهَا الْجَمْعُ بَيْنَ الْأَحَادِيثِ كُلِّهَا يَثْبُتُ أَنَّ وَقْتَ الْعِشَاءِ مِنْ حِينِ دُخُولِهِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ أَفْضَلُ وَبَعْضُهُ أَوْلَى مِنْ بَعْضٍ وَأَمَّا بَعْدَ نِصْفِ اللَّيْلِ فَلَا يَخْلُو مِنَ الْكَرَاهَةِ.

محمد بن علی نیموی فرماتے ہیں کہ دونوں حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ عشاء کا وقت آدھی رات گزرنے کے بعد طلوع فجر تک باقی رہتا ہے اور نصف رات گزرنے سے ختم نہیں ہوتا۔ تمام احادیث کے درمیان تطبیق اسی طرح ہوگی کہ عشاء کا وقت اس کے داخل ہونے سے لے کر نصف رات تک افضل ہے اور اس میں بھی بعض حصہ بعض حصے سے اولیٰ ہے اور آدھی رات کے بعد کا وقت کراہت سے خالی نہیں۔

شرح: عشا میں تہائی رات تک تاخیر مستحب ہے اور آدھی رات تک تاخیر مباح یعنی جب کہ آدھی رات ہونے سے پہلے فرض پڑھ چکے اور اتنی تاخیر کہ رات ڈھل گئی مکروہ ہے، کہ باعث تقلیل جماعت ہے۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، ج۲، ص ۳۲، والبحر الرائق، کتاب الصلاۃ، ج۱، ص ۴۳۰)

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّغْلِيسِ

اندھیرے میں نماز پڑھنے کے بارے میں وارد شدہ روایات

211- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنَّ نِسَاءُ الْمُؤْمِنَاتِ يَشْهَدْنَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْفَجْرِ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ إِلَى بُيُوتِهِنَّ حِينَ يَقْضِينَ الصَّلٰوةَ لَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الْغَلَسِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

سیّدہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ مومنوں کی عورتیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز فجر میں حاضر ہوتیں۔ اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی۔ پھر وہ اپنے گھروں کو پلٹ کر جاتیں۔ جب نماز پڑھ لیتیں تو اندھیرے کی وجہ سے انہیں کوئی بھی پہچان نہ سکتا۔ اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ

علیہما نے روایت کیا ہے۔

(بخاری' کتاب مواقیت الصلوٰۃ' باب وقت الفجر' جلد 1 صفحہ 82) (مسلم' کتاب المساجد' باب استحباب التکبیر بالصبح... الخ' جلد 1 صفحہ 230)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یہ اندھیرا یا تو مسجد کا ہوتا تھا کیونکہ مسجد نبوی بہت گہری تھی یا وقت کا کیونکہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر اول وقت میں ادا فرماتے تھے ان نمازی عورتوں کی وجہ سے تاکہ اندھیرے ہی میں اپنے گھر چلی جائیں پھر عورتوں کو مسجد میں آنے سے روک دیا گیا تب یہ حکم بھی بدل گیا۔ پہلی صورت میں یہ حدیث محکم اور ہمارے واسطے لائق عمل ہے۔ دوسری صورت میں یہ عمل اس وقت کے لحاظ سے ہے اور حضور کی خصوصیات سے۔ ہم نے توجیہیں اس لئے کیں کہ آگے فجر اجیالے میں پڑھنے کا حکم آرہا ہے اس توجیہ کی بنا پر یہ فعلی حدیث اس قولی کے خلاف نہ ہوگی۔ غالبًا یہ بیبیاں سلام پھیرتے ہی دعا سے پہلے چلی جاتی تھیں جیسا کہ فَتَنْصَرِفُ کی "ف" سے معلوم ہو رہا ہے اور مرد دعا کے بعد جاتے تھے تاکہ عورتوں اور مردوں کا اختلاط نہ ہو۔ خیال رہے کہ حضرت عمر فاروق نے عورتوں کو مسجد سے روک دیا حضرت عائشہ صدیقہ نے اس کی تائید کی اور فرمایا کہ اگر حضور انور بھی آج کے حالات دیکھتے تو عورتوں کو مسجد سے روک دیتے افسوس ان لوگوں پر جو اس دور میں اپنی عورتوں کو بے پردہ سینما اور بازاروں میں بھیجیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۵۶۱)

212- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَّالْمَغْرِبَ إِذَا وَجَبَتْ وَالْعِشَآءَ إِذَا كَثُرَ النَّاسُ عَجَّلَ وَإِذَا قَلُّوْا اَخَّرَ وَالصُّبْحَ بِغَلَسٍ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظہر دوپہری میں پڑھتے تھے اور عصر جب کہ سورج صاف ہوتا اور مغرب جب کہ سورج ڈوب جاتا ہے اور عشاء جب لوگ زیادہ ہوتے تو جلدی پڑھ لیتے اور جب تھوڑے ہوتے تو دیر میں پڑھتے اور صبح اندھیرے میں۔ اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے۔

(بخاری' کتاب مواقیت الصلوٰۃ' باب وقت العشاء اذا اجتمع الناس... الخ' جلد 1 صفحہ 80) (مسلم' کتاب المساجد' باب استحباب التکبیر بالصبح' جلد 1 صفحہ 230)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

اس کی شرح پہلے گزر گئی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر وقت میں گنجائش ہو تو لوگوں کے اجتماع کا خیال رکھا جائے۔ ریل کا سا وقت نہ ہو کہ نمازی ہوں یا نہ ہوں نماز پڑھ لی جائے۔ دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل کہ اگر لوگ کم

ہوتے تو عشاء دیر سے پڑھتے۔ (مراۃ المناجیح ج۵ ص۲۹۸)

213- وَعَنْ أَبِي مَسْعُوْدِنِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ نَزَلَ جِبْرَئِيْلُ فَأَخْبَرَنِيْ بِوَقْتِ الصَّلٰوةِ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ يَحْسِبُ بِأَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ حِيْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ وَرُبَّمَا أَخَّرَهَا حِيْنَ يَشْتَدُّ الْحَرُّ وَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ قَبْلَ أَنْ تَدْخُلَهَا الصُّفْرَةُ فَيَنْصَرِفُ الرَّجُلُ مِنَ الصَّلٰوةِ فَيَأْتِيْ ذَا الْحُلَيْفَةِ قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ وَيُصَلِّي الْمَغْرِبَ حِيْنَ تَسْقُطُ الشَّمْسُ وَيُصَلِّي الْعِشَاءَ حِيْنَ يَسْوَدُّ الْأُفُقُ وَرُبَّمَا أَخَّرَهَا حَتّٰى يَجْتَمِعَ النَّاسُ وَصَلَّى الصُّبْحَ مَرَّةً بِغَلَسٍ ثُمَّ صَلّٰى مَرَّةً أُخْرٰى فَأَسْفَرَ بِهَا ثُمَّ كَانَتْ صَلٰوتُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ التَّغْلِيْسَ حَتّٰى مَاتَ لَمْ يَعُدْ إِلٰى أَنْ يُّسْفِرَ۔ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ حِبَّانَ وَفِيْ إِسْنَادِهِ مَقَالٌ وَّالزِّيَادَةُ غَيْرُ مَحْفُوْظَةٍ۔ (ابوداؤد' كتاب الصلٰوة' باب المواقيت' جلد 1 صفحه 57) (صحيح ابن حبان' كتاب الصلٰوة' جلد 4 صفحه 25' رقم الحديث: 1492)

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت جبرئیل نازل ہوئے تو انہوں نے مجھے نماز کے اوقات بیان کئے۔ میں نے اس کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ اپنی انگلیوں پر پانچ نمازیں شمار کیں۔ پس میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز ظہر زوال آفتاب کے بعد پڑھی اور کبھی گرمی شدید ہونے کے وقت اسے مؤخر فرماتے اور میں نے آپ کو نماز عصر پڑھتے ہوئے دیکھا۔ جب سورج خوب بلند اور روشن تھا۔ اس میں زردی آنے سے پہلے آدمی نماز سے فارغ ہونے کے بعد ذوالحلیفہ پہنچ جاتا۔ اس سے پہلے کہ سورج غروب ہو اور سورج غروب ہوتے ہی نماز مغرب پڑھی اور نماز عشاء اس وقت پڑھی۔ جبکہ افق میں سیاہی آ گئی اور کبھی اس میں تاخیر کرتے تاکہ لوگ جمع ہو جائیں اور نماز فجر ایک مرتبہ اندھیرے میں پڑھی اور دوسری مرتبہ اسے خوب روشن کر کے پڑھا پھر آپ کی نماز اس کے بعد اندھیرے میں رہی۔ یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ آپ نے دوبارہ اسے روشنی میں نہیں پڑھا۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور ابن حبان نے روایت کیا اور اس کی سند میں کلام ہے اور اس میں الفاظ کی زیادتی محفوظ نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْإِسْفَارِ

ان روایات کا بیان جو روشنی میں نماز پڑھنے کے بارے میں وارد ہوئیں

214۔ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلٰوةً لِّغَيْرِ مِيقَاتِهَا إِلَّا صَلٰوتَيْنِ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَصَلَّى الْفَجْرَ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ مِيقَاتِهَا۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ ولمسلم قبل وقتها بغلس۔

(بخاری' کتاب الحج' باب متی یصلی الفجر بجمع' صفحہ 228) (مسلم' کتاب الحج' باب استحباب زیادۃ التغلیس... الخ' جلد 1 صفحہ 417)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی نماز اس کے وقت کے بغیر پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ سوائے دو نمازوں کے کہ آپ نے مغرب اور عشاء کو جمع کیا اور فجر کی نماز اس کے وقت سے پہلے پڑھی۔ اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا اور مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ نے اسے اس کے وقت سے پہلے اندھیرے میں پڑھا۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یہ حدیث امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی دلیل ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی سفر میں جمع بین الصلوتین نہ کیا یعنی چند نمازیں بیک وقت نہ پڑھیں، وہاں جمع صوری تھا کہ ظہر آخر وقت میں پڑھی اور عصر اول وقت میں، رہا غزوۂ خندق میں چند نمازیں یکدم پڑھنا وہ جمع نہ تھا بلکہ قضاء پڑھی گئی تھیں، جمع اور ہے قضاء کچھ اور۔

یعنی مزدلفہ میں مغرب وعشاء کو حقیقتاً جمع فرمایا کہ مغرب عشاء کے وقت میں پڑھی اور دوسری عرفات میں کہ وہاں عصر ظہر کے وقت میں پڑھی، چونکہ وہ جمع صلوتین دن میں اور سب کے سامنے ہوا تھا اسی لیے اس کا علیحدہ نام نہ لیا اور مزدلفہ میں نمازوں کا اجتماع رات میں تھا جس میں سارے حجاج جمع نہ تھے اس لیے صرف اس کا ذکر صراحۃً علیحدہ بھی کر دیا لہٰذا حدیث واضح ہے دو نمازوں سے مراد عرفہ ومزدلفہ کی نمازیں ہیں۔

یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ فجر خوب اجیالا میں پڑھتے تھے مگر آج مزدلفہ میں پو پھٹنے کے بعد اندھیرے میں پڑھی، یہ حدیث امام اعظم قدس سرہ کی قوی دلیل ہے کہ ہمیشہ فجر اجیالہ میں پڑھی جائے، صرف مزدلفہ میں اندھیرے منہ پڑھے کیونکہ اگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ہی نماز فجر پو پھوٹتے ہی پڑھتے ہوتے تو آج وقت معتاد سے پڑھنے کے کیا معنی، کیا وقت سے پہلے پڑھ لی ہرگز نہیں لہٰذا قول احناف قوی ہے، یہاں تمام آئمہ کے ہاں وقت سے مراد وقت معتاد ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۴ ص ۲۲۲)

215۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيَ اللهُ

حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت

عَنْهُ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عَبْدِاللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَى مَكَّةَ ثُمَّ قَدِمْنَا جَمْعًا فَصَلَّى الصَّلَاتَيْنِ كُلَّ صَلٰوةٍ وَحْدَهَا بِأَذَانٍ وَّإِقَامَةٍ وَّالْعَشَاءُ بَيْنَهُمَا ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ حِيْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ قَائِلٌ يَقُوْلُ طَلَعَ الْفَجْرُ وَقَائِلٌ يَقُوْلُ لَمْ يَطْلُعِ الْفَجْرُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ حُوِّلَتَا عَنْ وَقْتِهِمَا فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ فَلَا يَقْدَمُ النَّاسُ جَمْعًا حَتّٰى يُعْتِمُوْا وَصَلٰوةَ الْفَجْرِ هٰذِهِ السَّاعَةَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. وفى رواية له فلما طلع الفجر قال ان النبى صلى الله عليه وسلم كان لا يصلى هذه الساعة الا هذه الصلوة فِيْ هذا المكان من هذا اليوم قال عبدالله هما صلوتان تحولان عن وقتهما صلوة المغرب بعد ما يأتى الناس المزدلفة والفجر حين يبزغ الفجر قال رايت النبى ﷺ يفعله. (بخاری کتاب الحج باب متى يصلى الفجر بجمع ورواية اخرى جلد 1 صفحه 228) (بخاری کتاب الحج باب من اذن واقام لكل واحد منهما جلد 1 صفحه 227)

کرتے ہیں کہ میں عبداللہ بن مسعود کے ساتھ مکہ المکرمہ کی طرف نکلا۔ پھر ہم مزدلفہ آئے تو انہوں نے دو نمازیں پڑھیں۔ ہر نماز کو الگ ایک اذان اور اقامت کے ساتھ پڑھا اور ان کے درمیان رات کا کھانا تناول فرمایا۔ پھر طلوع فجر کے وقت فجر کی نماز پڑھی۔ کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا کہ فجر طلوع ہوگئی اور کوئی کہہ رہا تھا کہ فجر طلوع نہیں ہوئی۔ پھر کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دو نمازیں اپنے وقت سے پھیر دی گئیں۔ اس جگہ یعنی مغرب اور عشاء پس لوگ مزدلفہ نہ آتے۔ یہاں تک کہ وہ عشاء کے آخری وقت میں داخل ہوں اور فجر کی نماز اس وقت میں پڑھیں۔ اسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں جب فجر طلوع ہوئی تو عبداللہ بن مسعود کہنے لگے۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس دن اس جگہ اس گھڑی میں صرف یہی نماز پڑھی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ یہ دو نمازیں اپنے وقت سے پھیر دی گئی۔ مغرب کی نماز بعد اس کے کہ لوگ مزدلفہ آجائیں اور فجر کی نماز جب فجر طلوع ہوجائے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اسی طرح کرتے ہوئے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا۔

شرح: فجر کا وقت

صبح صادق سے شروع ہوکر سورج نکلنے تک ہے اس درمیان جب چاہیں فجر کی نماز پڑھ لیں۔ لیکن مستحب یہ ہے کہ فجر کی نماز اتنا اجالا ہوجانے کے بعد پڑھیں کہ مسجد کے نمازی ایک دوسرے کو دیکھ کر پہچان لیں۔ صبح صادق ایک روشنی ہے جو سورج نکلنے سے پہلے آسمان کے پوربی کناروں میں ظاہر ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ رفتہ رفتہ یہ روشنی پورے آسمان پر پھیل

جاتی ہے اور اجالا ہو جاتا ہے۔صبح صادق کی روشنی ظاہر ہوتے ہی سحری کا وقت ختم نماز فجر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔صبح صادق جاڑوں میں تقریباً سوا گھنٹہ اور گرمیوں میں لگ بھگ ڈیڑھ گھنٹہ سورج نکلنے سے پہلے ظاہر ہوتی ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلوۃ، الباب الاول، الفصل الاول فی اوقات الصلوۃ، ج ۱، ص ۵۱)

216- عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَسْفِرُوْا بِصَلٰوةِ الْفَجْرِ فَاِنَّ ذٰلِكَ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ اَوْ قَالَ لِاُجُوْرِكُمْ. رَوَاهُ الْحُمَيْدِيُّ وَاَصْحَابُ السُّنَنِ وَاِسْنَادُهٗ.

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔صبح کو خوب روشن کیا کرو۔پس بے شک اس میں تمہارے لئے زیادہ اجر یا اس میں تمہارے لئے زیادہ ثواب ہے۔اس کو حمیدی اور اصحاب سنن نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مسند احمیدی جلد 1 صفحہ 199' برقم: 409) (ابوداؤد' کتاب الصلٰوۃ' باب وقت الصبح' جلد 1 صفحہ 61) (ترمذی' ابواب الصلٰوۃ' باب ما جاء فی الاسفار بالفجر' جلد 1 صفحہ 40) (دارمی' کتاب الصلٰوۃ' باب الاسفار بالفجر' صفحہ 143) (ابن ماجۃ' ابواب مواقیت الصلٰوۃ' باب وقت صلٰوۃ الفجر' صفحہ 49) (نسائی' کتاب المواقیت' باب الاسفار' جلد 1 صفحہ 94) (نصب الرایۃ جلد 1 صفحہ 238)

شرح: مُفَسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یہ حدیث امام اعظم کی قوی دلیل ہے کہ فجر اجیالے میں پڑھنی چاہیئے۔خیال رہے کہ تاریکی میں فجر پڑھنے کی عملی حدیثیں تو ہیں مگر قولی حدیث کوئی نہیں۔ان احادیث میں احتمال ہے کہ شاید مسجد کی تاریکی ہو نہ کہ وقت کی مگر اس حدیث میں کوئی تاویل نہیں ہوسکتی، اسی لئے صحابہ کرام فجر اجیالے میں پڑھتے تھے، جیسا کہ بہت احادیث سے ثابت ہے۔ہم نے وہ احادیث اپنی کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں جمع کی ہیں۔اس حدیث کی تائید دو چیزوں سے ہوتی ہے: ایک یہ کہ مسلم، بخاری نے سیدنا ابن مسعود سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں فجر کی نماز روزانہ کے وقت سے پہلے پڑھی تو اگر حضور روز پو پھٹتے ہی فجر پڑھتے ہوتے تو آج مزدلفہ میں کس وقت پڑھی؟ کیا وقت شروع ہونے سے پہلے پڑھ لی؟ لہٰذا اس حدیث کا یہی مطلب ہوگا کہ روزانہ اجالے میں پڑھتے تھے آج اندھیرے میں پڑھی، یہی حنفیوں کا مذہب ہے۔دوسرے یہ کہ نماز فجر بہت چیزوں میں نماز مغرب کے حکم میں ہے، مغرب میں اجالا سنت ہے تو یہاں بھی اجالا ہی چاہیے، ہاں وہاں اجالا اول وقت ہوتا ہے، فجر میں آخر وقت۔اس کی پوری بحث "جاء الحق" میں دیکھو۔

ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے، نیز یہ حدیث ابن ماجہ، بیہقی، ابوداؤد، طیالسی اور طبرانی میں بھی ہے۔

(مراۃ المناجیح ج ۱، ص ۵۷۶)

217- وَعَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ عَنْ رِجَالٍ مِّنْ قَوْمِهِ الْاَنْصَارِ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَسْفَرْتُمْ بِالْفَجْرِ فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَقَالَ الْحَافِظُ الزَّيْلَعِيُّ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ. (نسائی کتاب المواقیت باب الاسفار جلد1 صفحہ194)

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی انصار قوم کے کچھ افراد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم نماز فجر کو جتنا زیادہ روشن کر کے پڑھو گے تمہیں اتنا ہی زیادہ ثواب ملے گا۔ اس نسائی نے روایت کیا اور حافظ نے زیلعی میں فرمایا۔ یہ حدیث سند صحیح کے ساتھ مروی ہے۔

218-وَعَنْ هُرَيْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ جَدِّيْ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبِلَالٍ نَوِّرْ بِصَلٰوةِ الصُّبْحِ حَتّٰى يَبْصُرَ الْقَوْمُ مَوَاقِعَ نَبْلِهِمْ مِّنَ الْاَسْفَارِ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَّابْنُ عَدِيٍّ وَّالطَّيَالِسِيُّ وَاِسْحٰقُ وَابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَالطَّبَرَانِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبدالرحمٰن بن رافع بن خدیج روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے دادا رافع بن خدیج کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا صبح کی نماز کو خوب روشن کر دیتی کہ لوگ روشنی کی وجہ سے تیر پھینکنے کی جگہ کو دیکھ لیں۔ اس حدیث کو ابن ابی حاتم' ابن عدی' طیالسی' اسحاق' ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(مسند ابی داؤد طیالسی صفحہ 129' رقم الحدیث: 961) (المعجم الکبیر للطبرانی صفحہ 278' رقم الحدیث:4414) (کتاب العلل' احادیث فی الصلوۃ جلد1 صفحہ143' برقم:400)

219- وَعَنْ بَيَانٍ قَالَ قُلْتُ لِاَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدِّثْنِيْ بِوَقْتِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ عِنْدَ دُلُوْكِ الشَّمْسِ وَيُصَلِّي الْعَصْرَ بَيْنَ صَلٰوتِكُمُ الْاُوْلٰى وَالْعَصْرِ وَكَانَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ عِنْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ وَيُصَلِّي الْعِشَآءَ عِنْدَ غُرُوْبِ الشَّفَقِ وَيُصَلِّي الْغَدَاةَ عِنْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ حِيْنَ يَفْتَحُ الْبَصَرُ كُلُّ مَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَقْتٌ اَوْ قَالَ صَلٰوةٌ رَوَاهُ اَبُوْ يَعْلٰى وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ اِسْنَادُهٗ

حضرت بیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کا وقت بیان فرمائیں تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظہر کی نماز سورج ڈھلنے کے وقت پڑھتے اور عصر کی نماز تمہاری پہلی نماز اور عصر کے درمیان پڑھتے اور مغرب کی نماز غروب آفتاب کے وقت پڑھتے اور عشاء کی نماز غروب شفق کے وقت پڑھتے اور صبح کی نماز طلوع فجر کے وقت پڑھتے جب ہر چیز نظر آنے لگتی۔ ان تمام

حَسَنٌ. (مسند ابی یعلی جلد7 صفحہ76' رقم الحدیث: 1249(4004) (مجمع الزوائد' کتاب الصلوٰۃ' باب بیان الوقت' جلد1 صفحہ304)

اوقات کے درمیان نماز کا وقت ہے یا فرمایا نماز ہے۔ابو یعلیٰ نے اسے روایت کیا اور ہیثمی نے فرمایا اس کی سند حسن ہے۔

220- وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الصُّبْحَ بِغَلَسٍ فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَسْفِرُوْا بِهٰذِهِ الصَّلٰوةِ فَإِنَّهُ أَفْقَهُ لَكُمْ إِنَّمَا تُرِيْدُوْنَ أَنْ تَخْلُوْا بِحَوَائِجِكُمْ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(طحاوی' کتاب الصلوٰۃ' باب وقت الفجر' جلد 1 صفحہ126)

حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ہمیں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھائی تو حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس نماز کو خوب روشن کر کے پڑھو۔پس بے شک یہ تمہارے لئے بڑی سمجھداری کی بات ہے تم اپنی ضروریات کے لئے فارغ ہونا چاہتے ہو۔اسے عبدالرزاق اور ابو بکر بن شیبہ اوطحاوی نے بیان فرمایا اور اس کی سند صحیح ہے۔

221- وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ لِمُؤَذِّنِهِ أَسْفِرْ أَسْفِرْ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَالطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

حضرت علی بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنا کہ وہ اپنے مؤذن کو فرمارہے تھے کہ صبح کو روشن کر کے پڑھ صبح کو روشن کر کے پڑھ اسے عبدالرزاق اور ابو بکر بن شیبہ اور طحاوی نے بیان فرمایا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مصنف عبد الرزاق' کتاب الصلوٰۃ' باب وقت الصبح' جلد1 صفحہ569) (مصنف ابن ابی شیبۃ' کتاب الصلوات' باب من کان ینوبھا... الخ' جلد1 صفحہ 321) (طحاوی' کتاب الصلوٰۃ' باب وقت الفجر' جلد1 صفحہ123)

222- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَكَانَ يُسْفِرُ بِصَلٰوةِ الصُّبْحِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

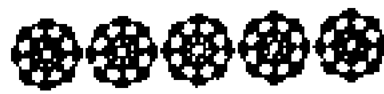
حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم ابن مسعود کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے تو آپ صبح کی نماز کو روشن کر کے پڑھتے۔اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اور عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ اور ابو بکر بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(طحاوی' کتاب الصلوٰۃ' باب وقت الفجر' جلد1 صفحہ125) (مصنف عبدالرزاق' کتاب الصلوٰۃ' باب وقت الصبح'

جلد 1 صفحہ 568) (مصنف ابن ابی شیبۃ' کتاب الصلوات' باب من کان ینور بھا و یسفر ... الخ' جلد 1 صفحہ 321)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوی رضویہ میں لکھتے ہیں:

وقت نماز فجر کا طلوع یا انتشار صبح صادق سے ہے علی اختلاف المشائخ اور انتہا اس کی طلوع اول کنارہ شمس ہے اور ہمارے علماء کے نزدیک مردوں کو دواما ہر زمان و ہر مکان میں اسفار فجر یعنی جب صبح خوب روشن ہو جائے نماز پڑھنا سنت ہے۔ (الفتاوی الرضویہ، ج ۵، ص ۳۳۴)



بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَبْوَابُ الْاَذَانِ — اذان کا بیان

شرح: اذان کے لغوی معنی اعلان و اطلاع عام ہے۔ رب فرماتا ہے: "وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ" اور فرماتا ہے: "فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ"۔ شریعت میں خاص الفاظ سے نماز کی اطلاع کا نام اذان ہے۔ سب سے پہلی اذان ہے جبریل امین نے معراج کی رات بیت المقدس میں دی جب حضور نے سارے نبیوں کو نماز پڑھائی، مگر مسلمانوں میں ہجرت کے بعد ۱ھ میں شروع ہوئی جس کا واقعہ آگے آ رہا ہے۔ (درمختار) خیال رہے کہ اذان نماز پنجگانہ اور جمعہ کے سوا کسی نماز کے لیے سنت نہیں۔ نماز کے علاوہ ۹ جگہ اذان کہنا مستحب ہے: بچے کے کان میں، آگ لگتے وقت، جنگ میں، جنات کے غلبہ کے وقت، غمزدہ اور غصے والے کے کان میں، مسافر جب راستہ بھول جائے، مرگی والے کے پاس، میت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر۔ (درمختار، وشامی) مرقات میں ہے کہ حضرت علی مرتضٰے فرماتے ہیں ایک دن مجھے حضور نے غمگین پایا فرمایا علی! اپنے کان میں کسی سے اذان کہلوالو، اذانِ نماز اسلامی شعار میں سے ہے اگر کوئی قوم اذان چھوڑ دے تو ان پر جہاد کیا جاسکتا ہے۔ خیال رہے کہ امام اعظم کے نزدیک اذان وتکبیر یکساں ہیں، تکبیر میں صرف "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ" زیادہ ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۶۰۲)

بَابٌ فِيْ بَدْءِ الْاَذَانِ — اذان کی ابتدا کا بیان

223- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ حِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ يَجْتَمِعُوْنَ فَيَتَحَيَّنُوْنَ الصَّلٰوةَ لَيْسَ يُنَادٰى لَهَا فَتَكَلَّمُوْا يَوْمًا فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمُ اتَّخِذُوْا نَاقُوْسًا مِثْلَ نَاقُوْسِ النَّصَارٰى وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ بُوْقًا مِثْلَ قَرْنِ الْيَهُوْدِ فَقَالَ عُمَرُ اَوَلَا تَبْعَثُوْنَ رَجُلًا يُّنَادِيْ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بِلَالُ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلٰوةِ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب مسلمان مدینہ آئے تو جمع ہو کر اوقات نماز کا اندازہ لگالیتے تھے نمازوں کی اذان کوئی نہ دیتا تھا ایک دن اس بارے میں مشورہ کیا بعض نے کہا کہ عیسائیوں کے ناقوس کی طرح بنالو اور بعض بولے کہ یہود کے بگل کی طرح بنالو تب حضرت عمر نے فرمایا کسی کو نماز کی منادی کرنے کیوں نہیں بھیج دیتے تب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلال اٹھو نماز کی منادی کرو اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

(بخاری 'کتاب الاذان' باب بدء الاذان' جلد 1 صفحہ 85) (مسلم 'کتاب الصلوٰۃ' باب بدء الاذان' جلد 1 صفحہ 164)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

محلوں میں جا کر پکار آئے "اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ" مسلمانوں نماز تیار ہے، یہ وہ شرعی اذان نہ تھی جواب رائج ہے وہ تو حضرت عبداللہ ابن زید کی خواب پر کہلوائی گئی جیسا کہ اگلی حدیث میں آرہا ہے، للہذا احادیث میں تعارض نہیں، اسی لے آپ نے عرض کیا "اَوَلَا تُبْعَثُوْنَ" تم لوگ بھیجتے کیوں نہیں۔

مسلمانوں کے محلوں میں جا کر، اس حدیث کی بناء پر بعض مؤرخین نے دھوکا کھایا کہ انہوں نے اذان کو حضرت عمر کی رائے سے سمجھا، درست وہی ہے جو ابھی عرض کیا گیا۔ (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۶۱۰)

224- وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ذَكَرُوا النَّارَ وَالنَّاقُوْسَ فَذَكَرُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى فَاُمِرَ بِلَالٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنْ يَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَاَنْ يُّوْتِرَ الْاِقَامَةَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

حضرت انس سے رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے فرماتے ہیں کہ صحابہ نے آگ اور ناقوس کا ذکر کیا تو یہود اور عیسائیوں کا ذکر کیا تب حضرت بلال کو حکم دیا گیا کہ اذان کے کلمات دو دو بار کہیں اور تکبیر کے ایک ایک بار۔ اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

(بخاری 'کتاب الاذان' باب بدء الاذان' جلد 1 صفحہ 85) (مسلم 'کتاب الصلوٰۃ' باب بدء الاذان' جلد 1 صفحہ 164)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی بعد ہجرت نماز کی اطلاع کا کوئی قاعدہ نہ تھا، اندازے سے مسلمان مسجد میں جمع ہوجاتے اور جماعت ہو جاتی، جب مسلمان زیادہ ہوگئے تو صحابہ نے نماز کے اعلان کی تدابیر سوچیں، بعض نے رائے دی کہ نماز کے وقت آگ جلادی جایا کرے اس پر اعتراض ہوا کہ یہ طریقہ یہود کا ہے، بعض نے کہا کہ ناقوس (گھنٹا) بجائے جائے اس پر اعتراض ہوا کہ یہ طریقہ عیسائیوں کا ہے وہ اپنی عبادات کے وقت گھنٹے بجاتے ہیں، اسلامی اعلان ان سے ممتاز چاہیئے۔ خیال رہے کہ بعض یہود اپنی عبادت کے اعلان کے لئے سنکھ یا بگل بجاتے تھے، بعض لوگ آگ جلاتے تھے، یہاں ان کی ایک جماعت کا ذکر ہے۔

یہ حدیث ان لوگوں کی دلیل ہے جو تکبیر کے کلمے ایک ایک بار کہتے ہیں، جیسے شوافع اور موجودہ وہابی مگر ان کی یہ دلیل بہت ضعیف ہے کیونکہ یہاں اذان میں ترجیع کا ذکر نہیں حالانکہ یہ حضرات اذان ترجیع کے قائل ہیں، نیز اس حدیث سے لازم آتا ہے کہ تکبیر کے سارے کلمے ایک ایک بار ہوں حالانکہ یہ حضرات "اللہ اکبر" چار بار اور "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ" دو بار کہتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہاں اذان اور تکبیر سے شرعی اذان مراد نہیں بلکہ لغوی اعلان واطلاع مراد ہے، یعنی حضور نے اس وقت یہ رائے دی کہ حضرت بلال محلوں میں جا کر بار بار نماز کا اعلان کریں اور پھر جب نمازی مسجد میں جمع ہوجائیں اور جماعت کھڑی ہونے لگے تو اہل مسجد کو جمع کرنے کے لئے ایک بار کہہ دیں کہ اٹھو جماعت تیار ہے، ورنہ شرعی اذان تو عبداللہ ابن زید وغیرہم صحابہ نے خواب میں دیکھی انہوں نے بارگاہ نبوی میں پیش کی تب سب سے پہلے فجر کے وقت

دی گئی۔ للہذا یہ حدیث ان بزرگوں کی دلیل ہرگز نہیں بن سکتی۔
یعنی تکبیر کے سارے کلمات ایک بار کہے جائیں مگر "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ" دوبار۔ اب بھی یہ حدیث وہابیوں کی دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ یہاں "اِلَّا الْاِقَامَۃَ" ایوب راوی کا اپنا قول ہے حضور کے الفاظ طیبہ نہیں، نیز "اللہ اکبر" چار بار اب بھی نہیں آیا۔ (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۶۰۲)

225- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاقُوْسِ يُعْمَلُ لِيُضْرَبَ بِهٖ لِلنَّاسِ لِجَمْعِ الصَّلٰوةِ طَافَ بِيْ وَاَنَا نَائِمٌ رَّجُلٌ يَّحْمِلُ نَاقُوْسًا فِيْ يَدِهٖ فَقُلْتُ لَهٗ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اَتَبِيْعُ النَّاقُوْسَ فَقَالَ وَمَا تَصْنَعُ بِهٖ فَقُلْتُ نَدْعُوْ بِهٖ اِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ اَفَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى مَا هُوَ خَيْرٌ مِّنْ ذٰلِكَ فَقُلْتُ لَهٗ بَلٰى قَالَ فَقَالَ تَقُوْلُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ فَذَكَرَ الْاَذَانَ وَالْاِقَامَةَ قَالَ فَلَمَّا اَصْبَحْتُ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ بِمَا رَاَيْتُ فَقَالَ اِنَّهَا لَرُؤْيَا حَقٌّ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَقُمْ مَعَ بِلَالٍ فَجَعَلْتُ اُلْقِيْهِ عَلَيْهِ وَيُؤَذِّنُ بِهٖ قَالَ فَسَمِعَ ذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ فِيْ بَيْتِهٖ فَخَرَجَ يَجُرُّ رِدَائَهٗ يَقُوْلُ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُ مِثْلَ مَا اَرٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَاَحْمَدُ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

(ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب کیف الاذان' جلد 1 صفحہ 71) (مسند احمد جلد 4 صفحہ 43)

حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ناقوس کو حکم فرمایا تاکہ اسے بجا کر لوگوں کو نماز کے لئے جمع کیا جائے تو میرے پاس سے ایک آدمی گزرا جبکہ میں سویا ہوا تھا اس کے ہاتھ میں ناقوس تھا۔ میں نے کہا اے اللہ کے بندے کیا تم ناقوس بیچتے ہو تو اس نے کہا کہ تم اس کا کیا کرو گے۔ میں نے کہا ہم اس کے ذریعے نماز کے لئے بلائیں گے۔ اس نے کہا کیا میں تمہاری اس سے بہتر چیز پر رہنمائی نہ کروں۔ میں نے اس سے کہا کیوں نہیں تو انہوں نے کہا تم کہو اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ بہت بڑا تو اس نے اذان اور اقامت کا ذکر کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب صبح ہوئی تو میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور انہیں وہ چیز بتائی جو میں نے دیکھی تھی تو آپ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یہ سچا خواب ہے تم بلال کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ۔ پس میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتاتا رہا اور وہ اذان کہتے رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر میں جب اسے سنا تو اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے آئے اور عرض کیا یارسول اللہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ میں نے بھی وہ کچھ دیکھا جو اس نے

دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سب
تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اسے ابوداؤد اور احمد نے
روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

آپ انصاری ہیں، خزرجی ہیں، دوسری بیعت عقبہ میں ستر انصاریوں میں آپ بھی تھے، بدر اور تمام غزووں میں حضورانور کے ساتھ رہے، آپ خود بھی صحابی ہیں اور والدین بھی صحابی، آپ کا لقب صاحب اذان ہے کیونکہ انہی کی خواب پر اسلام میں اذان جاری ہوئی سنہ ۱ھ میں آپ نے یہ خواب دیکھا اور سنہ ۲ھ میں آپ کی وفات ہوئی، ۶۴ سال کی عمر شریف ہوئی، مدینہ پاک میں مدفون ہوئے۔

یہاں امر سے بمعنی ارادۂ امر ہے، جیسا کہ مرقاۃ میں معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادۂ مبارک ناقوس بجانے کا ہو چکا تھا۔ غالب یہ ہے کہ یہ عارضی ارادہ ہوگا کہ جب تک اس بارے میں وحی نہ آئے تب تک ناقوس سے کام لیا جائے، ورنہ حضور معراج کی رات ملائکہ سے اذان سن چکے تھے جیسا کہ اسی جگہ مرقاۃ میں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ انسان بیداری میں جس خیال میں رہتا ہے خواب میں بھی وہی کرتا اور کہتا ہے انہیں خواب میں ناقوس دیکھ کر نماز یاد آئی۔ صوفیائے فرماتے ہیں کہ جس خیال میں جیوگے، اسی خیال میں مروگے اور محشر میں اٹھوگے۔ خیال رہے کہ رب تعالیٰ نے دوسرے احکام کی طرح حضور پر اذان کی وحی نہ بھیجی بلکہ صحابہ کے خواب کو درمیان میں رکھا، تاکہ لوگوں کو ان حضرات کی عظمت کا پتا لگے اور لوگ جانیں کہ جب ان بزرگوں کی خوابیں ایسی ہیں تو ان کی بیداری کے احکام کیسے پاکیزہ ہوں گے۔ دیکھو اذان جیسا اسلامی شعار صحابہ کے خواب کا نتیجہ ہے ان کی نیند پر ہم جیسے لاکھوں کی بیداریاں قربان۔

جس میں یہود ونصاریٰ سے مشابہت بھی نہ ہو اور نماز کے اعلان کے ساتھ اللہ کا ذکر اور نماز کی ترغیب بھی ہوجائے، بے معنی آواز بھی نہ ہو۔

یہ حدیث امام اعظم کی قوی دلیل ہے کہ اذان میں ترجیع نہیں اور تکبیر کے کلمات ایک ایک نہیں کیونکہ اذان کی اصل یہ خواب ہے، نیز اسی پر صحابہ کا عمل رہا۔ خیال رہے کہ اقامت میں "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ" کا بڑھانا اور فجر کی اذان میں "اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ" کی زیادتی حضور کے اجتہادی حکم سے ہوئی۔

کیونکہ ہم نے بھی یہ اذان معراج میں فرشتوں کی زبانی سنی تھی۔ اے عبداللہ رب نے تمہیں خواب میں دکھا کر ہمیں اشارۃً فرمایا کہ اے حبیب! وہی فرشتوں والی اذان کیوں نہیں کہلواتے۔ خیال رہے کہ یہاں ان شاء اللہ برکت کے لئے نہ کہ شک کے لئے، جیسے رب نے فرمایا: "لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ"۔ اس حدیث سے معلوم

ہوا کہ مؤمن کے خواب خصوصًا جب کہ نبوت کے ذریعہ اس کی تصدیق ہوجائے وحی کے حکم میں ہیں، پھر نبی کی خواب کا کیا پوچھنا، ابراہیم علیہ السلام خواب میں دیکھ کر اپنے فرزند کو ذبح کرنے پر تیار ہوگئے۔ خواب تین قسم کے ہوتے ہیں: نفس کے خیالات، شیطانی وسوسے، ربانی الہام۔ پہلے دو خواب اضغاث احلام کہلاتے ہیں اور جھوٹے ہوتے ہیں۔ تیسرے خواب رویاء صادقہ۔ خواب کی پوری تحقیق ان شاء اللہ "کتاب الرؤیا" میں کی جائے گی۔

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ اذان میں بلند آواز محبوب ہے، لہٰذا لاؤڈ اسپیکر پر اذان بہت بہتر۔ دوسرے یہ کہ یہ جائز ہے ایک آدمی اذان بتاتا جائے دوسرا اذان کہتا جائے۔

یعنی میں نے وہی اذان حضرت بلال کو بتائی جو فرشتہ سے سنی تھی جس میں ترجیع نہ تھی۔ معلوم ہوا کہ اسلام کی پہلی اذان بغیر ترجیع کے ہوئی اور سیدنا بلال آخر تک یہی اذان دیتے رہے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم نے حضرت عبداللہ ابن زید کا خواب کشف سے معلوم کیا یا آپ نے عبداللہ ابن زید کو فرشتے سے گفتگو کرتے خواب میں دیکھا تھا کیونکہ ابھی آپ سے کسی نے حضرت عبداللہ کی خواب بیان نہ کی۔ مرقاۃ نے فرمایا ظاہر یہی ہے کہ جناب عمر نے کشف سے معلوم کیا۔

مرقاۃ نے یہاں فرمایا کہ اس رات دس سے زیادہ صحابہ نے قریبًا یہی خواب دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر خدا کا شکر کیا، ابن قیم نے "کتاب الروح" میں لکھا کہ مسلمانوں کی خوابوں کا اجتماع اجتماع مسلمین کی طرح معتبر ہے اس پر یہی حدیث پیش کی۔ (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۱۱ ۶)

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّرْجِيعِ

ترجیع کے بارے میں واردشدہ روایات کا بیان

226- عَنْ اَبِیْ مَحْذُوْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَذَانَ فَقَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ثم يعود فَيَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا

حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے اذان سکھائی اور فرمایا اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے' اللہ سب سے بڑا ہے' اللہ سب سے بڑا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ پھر وہ مؤذن لوٹے اور کہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا

الہ الا اللہ. رَوَاہُ النَّسَائِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ وَاَخْرَجَہٗ مُسْلِمٌ بِتَثْنِیَۃِ التَّکْبِیْرِ۔ (نسائی' کتاب الاذان' باب کیف الاذان' جلد 1 صفحہ 103) (ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب کیف الاذان' جلد 1 صفحہ 73) (ابن ماجۃ' کتاب الصلوٰۃ' باب الترجیع الاذان' صفحہ 52) (مسلم' کتاب الصلوٰۃ' باب الامر بشفع الاذان' جلد 1 صفحہ 164)

مستحق نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ آؤ نماز کے لئے آؤ نماز کے لئے آؤ فلاح کی طرف آؤ فلاح کی طرف اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سے بڑا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسے نسائی ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے اور اسے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے تکبیر کے دو بار ذکر کے ساتھ نقل کیا ہے۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

آپ مشہور صحابی ہیں، آپ کا نام سَمُرہ یا اَوس، یا سلمان، یا سلمٰے ہے، اپنی کنیت میں مشہور ہوئے۔ ان کے باقی حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں۔

اس کا نام ترجیع ہے، یعنی اذان میں شہادتیں پہلے آہستہ دو بار کہنا، پھر بلند آواز سے دو بار کہنا یہ شوافع کے ہاں سنت ہے، حنفیوں کے نزدیک نہیں، دلائل ابھی آتے ہیں۔

یہ حدیث وہابیوں کی انتہائی دلیل ہے کہ اذان میں ترجیع ہے۔ امام اعظم فرماتے ہیں عبداللہ ابن زید کے خواب میں جو فرشتے نے اذان کی تعلیم دی اس میں ترجیع نہ تھی، نیز خود عبداللہ ابن زید نے جب وہ خواب بارگاہ نبوی میں پیش کی اس میں بھی ترجیع نہ تھی، نیز حضرت بلال جو امام المؤذنین ہیں ان کی اذان میں ترجیع منقول نہیں، نیز عبداللہ ابن مکتوم جو مسجد نبوی شریف کے نائب مؤذن تھے ان کی اذان میں بھی ترجیع منقول نہیں، نیز حضرت سعد قُرظی مسجد قباء کے مؤذن کی اذان میں بھی ترجیع منقول نہیں۔ رہی حدیث ابو محذورہ، ان کی روایت سخت متعارض ہیں، اور ان میں اضطراب ہے، اور مضطرب ومتعارض حدیث قابل عمل نہیں۔ چنانچہ طبرانی نے انہیں ابو محذورہ سے جو اذان نقل کی اس میں ترجیع نہیں۔ طحاوی شریف نے ابو محذورہ کی اذان میں دو بار اللہ اکبر کا ذکر کیا اور یہاں ترجیع کا بھی ذکر ہے، نیز صحابہ کرام نے ابو محذورہ کی روایت پر عمل نہ کیا، چنانچہ حضرت علی، حضرت بلال، حضرت ثوبان، حضرت سلمہ ابن اکوع وغیرہم رضی اللہ عنہم اذان وتکبیر کے کلمات دو ۲ دو ۲ بار کہتے اور کہلواتے تھے۔ عنایہ شرح ہدایہ نے فرمایا کہ حضرت ابو محذورہ کو زمانۂ کفر میں توحید ورسالت سے سخت نفرت تھی، اسلام کے بعد انہیں اذان کا حکم ملا تو یہ شرم کی وجہ سے شہادتین آہستہ کہہ گئے تب

حضور نے فرمایا کہ پھر زور سے کہو۔ فتح القدیر نے فرمایا کہ حضرت ابو محذورہ ...
کلمات دوبارہ کہلوائے گئے۔ ہماری تفسیر کی بناء پر حضرت ابومحذورہ کی حدیث میں نہ تعارض ہوگا نہ اضطراب کیونکہ ترجیع والی روایات میں خصوصی واقعہ کا ذکر ہے اور دیگر روایات میں عام حالات کا۔ اس کی پوری تحقیق ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو۔ (مراۃ المناجیح ج ا ص ۴۰۳)

227- وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ الْاَذَانَ تِسْعَ عَشْرَةَ کَلِمَةً وَالْاِقَامَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ کَلِمَةً۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔

ان ہی سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اذان انیس کلمے اور اقامت کے سترہ کلمہ سکھائے۔ اسے ترمذی اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

(ترمذی' ابواب الصلوٰۃ' باب ما جاء فی الترجیع فی الاذان' جلد 1 صفحہ 48) (ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب کیف الاذان' جلد 1 صفحہ 73)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

حنفیوں کے نزدیک اذان کے پندرہ کلمے ہیں اور اقامت کے سترہ۔ یہ حدیث اقامت کے دو ۲ دو ۲ بار ہونے پر حنفیوں کی قوی دلیل ہے کیونکہ اگر اس کے کلمات ایک ایک بار ہوتے تو ۱۳ کلمے ہوتے نہ کہ سترہ، لہٰذا یہ حدیث گزشتہ حدیث ابن عمر کی ناسخ ہے۔ رہے اذان کے ۱۹ کلمے اس کے متعلق عرض کیا جا چکا ہے کہ یہ حضرت شہادتیں آہستہ پڑھ گئے تھے، اس لئے دوبارہ آواز سے کہلوائے گئے، اس دن ۱۹ کلمے کہے، لہٰذا یہ واقعہ گزشتہ حدیث ابن عمر کے خلاف نہیں۔

(مراۃ المناجیح ج ا ص ۴۰۵)

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ عَدَمِ التَّرْجِیْعِ

عدم ترجیع میں واردشدہ روایات

228- عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ اللّٰهُ اَکْبَرُ اللّٰهُ اَکْبَرُ فَقَالَ اَحَدُکُمُ اللّٰهُ اَکْبَرُ اللّٰهُ اَکْبَرُ ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ قَالَ لَا

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب مؤذن اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہے تو تم میں سے بھی کوئی شخص دل سے اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ پھر کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے تو وہ بھی اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے۔ پھر مؤذن اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہے تو وہ بھی اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہے۔ پھر مؤذن حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ کہے تو وہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ

حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ ثُمَّ قَالَ اللهُ اَكْبَرُ اللهُ اَكْبَرُ قَالَ اللهُ اَكْبَرُ اللهُ اَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مِنْ قَلْبِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم' كتاب الصلوة'باب استحباب القول مثل قول المؤذن... الخ' جلد 1 صفحه 167)

اِلَّا بِاللهِ کہے۔ پھر مؤذن حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہے تو وہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ کہے۔ پھر مؤذن کہے اَللهُ اَكْبَرُ اَللهُ اَكْبَرُ کہے تو وہ بھی کہے اَللهُ اَكْبَرُ اَللهُ اَكْبَرُ۔ پھر مؤذن کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ تو وہ بھی کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ تو وہ جنت میں داخل ہو جائیگا۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

ظاہر یہ ہے کہ مؤذن سے مراد نماز کے لیے اذان دینے والا ہے کیونکہ دوسری اذانوں کا جواب دینا سنت سے ثابت نہیں۔ اَحَدُكُمْ سے مراد ہر وہ مسلمان ہے جو جواب اذان دینے پر قادر ہو، لہٰذا اس سے نماز پڑھنے والا، استنجا کرنے والا وغیرہ علیحدہ ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ جواب دینے والا "حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ" بھی کہے اور لاحول بھی پڑھے تا کہ اس حدیث پر بھی عمل ہو جائے اور گزشتہ پر بھی۔ اس وقت لاحول پڑھنا اس لیے ہے تا کہ شیطان دور رہے اور نماز کی حاضری آسان ہو۔

ظاہر یہ ہے کہ مِنْ قَلْبِهٖ کا تعلق سارے جواب سے ہے، یعنی اذان کا پورا جواب سچے دل سے دے کیونکہ بغیر اخلاص کوئی عبادت قبول نہیں۔ اگر جنت سے وہی جنت مراد ہے جو قیامت کے بعد ملے گی تو دَخَلَ بمعنی مستقبل ہے اور اگر جنت سے مراد دنیا کی جنت ہے، یعنی عبادات کی توفیق، اچھی زندگی تو دَخَلَ ماضی کے معنی میں ہے، رب فرماتا ہے: "وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ" یعنی اللہ سے ڈرنے والے کے لئے دو جنتیں ہیں: ایک دنیا میں، ایک آخرت میں۔ (مرقاۃ) (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۶۱۹)

229- وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ هَمَّ بِالْبُوْقِ وَاَمَرَ بِالنَّاقُوْسِ فَنُحِتَ فَاُرِيَ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ فِي الْمَنَامِ قَالَ رَاَيْتُ رَجُلًا عَلَيْهِ ثَوْبَانِ اَخْضَرَانِ يَحْمِلُ نَاقُوْسًا فَقُلْتُ لَهٗ يَا عَبْدَ اللهِ تَبِيْعُ النَّاقُوْسَ قَالَ وَمَا تَصْنَعُ بِهٖ قُلْتُ اُنَادِيْ بِهٖ اِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ اَفَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى خَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكَ قُلْتُ وَمَا هُوَ قَالَ تَقُوْلُ اَللهُ اَكْبَرُ اللهُ اَكْبَرُ اللهُ اَكْبَرُ اللهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بگل کا ارادہ کر لیا اور ناقوس کا حکم دیا۔ پس وہ بنا لیا گیا تو حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دکھایا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جس پر دو سبز چادریں تھیں ۔ وہ ایک ناقوس اٹھائے ہوئے تھا تو میں نے اس سے کہا: اے اللہ کے بندے کیا تم ناقوس بیچتے ہو تو اس نے کہا تم اسے کیا کرو گے تو میں نے کہا میں اس کے ساتھ نماز کے لئے بلاؤں گا۔ اس نے کہا کیا

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ حَتّٰى اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ بِمَا رَاٰى قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَاَيْتُ رَجُلًا عَلَيْهِ ثَوْبَانِ اَخْضَرَانِ يَحْمِلُ نَاقُوْسًا فَقَصَّ عَلَيْهِ الْخَبَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ صَاحِبَكُمْ قَدْ رَاٰى رُؤْيَا فَاخْرُجْ مَعَ بِلَالٍ اِلَى الْمَسْجِدِ فَاَلْقِهَا عَلَيْهِ وَلْيُنَادِ بِلَالٌ فَاِنَّهٗ اَنْدٰى صَوْتًا مِنْكَ قَالَ فَخَرَجْتُ مَعَ بِلَالٍ اِلَى الْمَسْجِدِ فَجَعَلْتُ اُلْقِيهَا عَلَيْهِ وَهُوَ يُنَادِيْ بِهَا فَسَمِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِالصَّوْتِ فَخَرَجَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُ مِثْلَ الَّذِيْ رَاٰى۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ و اَبُوْ دَاوٗدَ و احمد و صححه التِّرْمَذِيُّ و ابْنُ خُزَيْمَةَ وَالْبُخَارِيُّ فيما حكاه عنه التِّرْمَذِيُّ فِي العلل۔ (ابن ماجة' كتاب الصلوٰة' باب بدء الاذان' جلد 1صفحه 51) (ابوداؤد' كتاب الصلوٰة' باب كيف الاذان' جلد1صفحه 71) (مسند احمد جلد4صفحه 43) (ترمذی' ابواب الصلوٰة' باب منا جاء فی بدء الاذان' جلد 1صفحه 48) (صحيح ابن خزيمة' جماع ابواب الاذان' باب ذكر الخير المفس...الخ' جلد1صفحه 191)

میں اس سے بہتر چیز پر تمہاری راہنمائی نہ کروں۔ میں نے اس سے کہا وہ کیا ہے تو اس نے کہا تو کہہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تو حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکلے حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور انہیں وہ چیز بتائی جو انہوں نے خواب میں دیکھی اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے ایک شخص دیکھا جس پر دو سبز چادریں تھیں۔ وہ ایک ناقوس اٹھائے ہوئے تھا۔ پھر واقعہ بیان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے ساتھی نے خواب دیکھا ہے تم بلال کے ساتھ مسجد جاؤ اور انہیں وہ کلمات بتاؤ اور بلال اذان دے کیونکہ اس کی آواز تم سے زیادہ بلند ہے۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف گیا۔ میں ان کو وہ کلمات بتاتا اور وہ پکارتے جاتے۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آواز سنی تو وہ نکلے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم' اللہ کی قسم میں نے بھی وہی دیکھا جو اس نے دیکھا۔ اسے ابن ماجہ ابوداؤد اور احمد نے روایت کیا اور امام ترمذی رحمۃ اللہ

علیہ نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اسے کتاب العلل میں بیان فرمایا اور صحیح قرار دیا۔

بَابٌ فِیْ اِفْرَادِ الْاِقَامَةِ

اقامت (کے الفاظ) ایک ایک مرتبہ کہنے کا بیان

230- عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ فَاُمِرَ بِلَالٌ اَنْ یَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَاَنْ یُّوْتِرَ الْاِقَامَةَ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ وزاد بعضهم الا الاقامة

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا گیا وہ اذان دو دو مرتبہ اور اقامت ایک ایک مرتبہ کہیں اسے محدثین کی ایک جماعت نے روایت اور بعض نے الا الاقامہ کے الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔

(بخاری' کتاب الاذان' باب الاذان مثنٰی مثنٰی' جلد 1 صفحہ 85) (مسلم' کتاب الصلوٰۃ' باب الامر ان یشفع الاذان' جلد 1 صفحہ 164) (ترمذی' ابواب الصلوٰۃ' باب ماجاء فی افراد الاقامۃ' جلد 1 صفحہ 48) (ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب فی الاقامۃ' جلد 1 صفحہ 75) (نسائی' کتاب الاذان' باب تثنیۃ الاذان' جلد 1 صفحہ 103) (ابن ماجۃ' کتاب الصلوٰۃ' باب افراد الاقامۃ' جلد 1 صفحہ 53) (مسند احمد جلد 3 صفحہ 103)

231- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اِنَّمَا كَانَ الْاَذَانُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتَیْنِ مَرَّتَیْنِ وَالْاِقَامَةُ مَرَّةً مَرَّةً غَیْرَ اَنَّهٗ یَقُوْلُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَآئِیُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اذان دو دو بار تھی اور تکبیر ایک بار سواء اس کے کہ مؤذن کہتا تھا قد قامت الصلوۃ قد قامت الصلوۃ۔ اسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ' ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور نسائی نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مسند احمد جلد 2 صفحہ 85) (ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب فی الاقامۃ' جلد 1 صفحہ 76) (نسائی' کتاب الاذان' باب تثنیۃ الاذان' جلد 1 صفحہ 103)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یعنی کلمات اذان دو بار کہے جاتے تھے اور اقامت کے کلمات ایک ایک بار۔ خیال رہے کہ یہ حدیث اگر صحیح ہو تو یا منسوخ ہے یا اس کی تاویل واجب۔ مخالفین اس سے اپنا مدعا ہرگز ثابت نہیں کر سکتے کیونکہ وہ اذان کی دونوں شہادتوں میں ترجیع کے قائل ہیں جس سے یہ دونوں کلمے چار چار بار کہے جاتے ہیں۔ اور یہاں آیا کہ اذان کے سارے کلمے دو دو بار کہے جاتے تھے، نیز وہ حضرات اقامت میں اولاً تکبیر چار بار اور آخر میں دو بار کہتے ہیں مگر یہاں آیا کہ اقامت کے

سارے کلمے ایک ایک بار ہیں، نیز اگر تکبیر کے کلمات ایک ایک بار ہوتے تو صحابہ کرام حضور کے بعد یہ عمل چھوڑ نہ دیتے۔ بیہقی شریف میں ہے کہ حضرت علی مرتضٰی نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اقامت ایک ایک بار کہہ رہا ہے، آپ ناراض ہوئے اور فرمایا "اِجْعَلْهَا مَثْنٰى مَثْنٰى لَا اُمَّ لَكَ" یعنی تیری ماں مرے دو دو بار کہہ، اب دو ہی صورتیں ہیں: یا اس حدیث کو منسوخ مانو جس کی ناسخ اگلی حدیث ہے یا اس میں یہ تاویل کی جائے کہ یہ دائمی عمل نہ تھا بلکہ کبھی کسی عارضہ کی بناء پر ہوا تھا یا اذان اور اقامت کے لغوی معنی مراد لئے جائیں جیسے پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔ (مرآۃ المناجیح ج ا ص ۴۰۴)

232- وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ طَافَ بِيْ وَاَنَا نَائِمٌ رَجُلٌ فَقَالَ تَقُوْلُ اَللهُ اَكْبَرُ فَذَكَرَ الْاَذَانَ بِتَرْبِيْعِ التَّكْبِيْرِ بِغَيْرِ تَرْجِيْعٍ وَّالْاِقَامَةَ فُرَادٰى اِلَّا قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ اَخْرَجَهٗ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

(مسند احمد جلد 4 صفحہ 43) (ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب کیف الاذان' جلد 1 صفحہ 71)

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں ایک شخص نے میرے پاس چکر لگایا اس حال میں کہ میں سو رہا تھا تو اس نے کہا تم اس طرح کہو اَللّٰهُ اَكْبَرُ پھر اس نے اذان کا ذکر کیا۔ چار بار تکبیر کے ساتھ بغیر ترجیع کے اور اقامت ایک ایک بار سوائے قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ کے اسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور ابوداؤد نے اور اس کی سند حسن ہے۔

بَابٌ فِيْ تَثْنِيَةِ الْاِقَامَةِ

دو دو بار اقامت کہنے کا بیان

233- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ زَيْدٍ الْاَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ رَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَاَنَّ رَجُلًا قَامَ وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ اَخْضَرَانِ فَقَامَ عَلٰى حَائِطٍ فَاَذَّنَ مَثْنٰى مَثْنٰى وَاَقَامَ مَثْنٰى مَثْنٰى. رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت عبدالرحمٰن بن ابو لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم سے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ نے بیان فرمایا کہ عبداللہ بن زید انصاری نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ میں نے خواب میں دیکھا ایک شخص کھڑا تھا اور اس پر دو سبز چادریں تھیں۔ پس وہ دیوار پہ کھڑا ہوا تو اس نے دو دو مرتبہ اذان اور دو دو مرتبہ اقامت کہی۔ اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ' کتاب الاذان والاقامۃ' باب ماجاء فی الاذان والاقامۃ کیف ھو' صفحہ 203)

234- وَعَنْهُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ زَيْدٍ

آپ ہی سے روایت ہے فرماتے ہیں مجھے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ نے خبر دی کہ عبداللہ بن زید

الْاَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَاٰى فِي الْمَنَامِ الْاَذَانَ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ فَقَالَ عَلِّمْهُ بِلَالًا فَاَذَّنَ مَثْنٰى مَثْنٰى وَاَقَامَ مَثْنٰى مَثْنٰى وَقَعَدَ قَعْدَةً رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔

انصاری نے خواب میں اذان دیکھی تو نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہیں خبر دی تو آپ نے فرمایا یہ بلال سکھاؤ تو انہوں نے دو دو بار اذان کہی اور دو دو بار اقامت کہی۔ اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(طحاوی' کتاب الصلوٰۃ' باب الاقامۃ' جلد 1 صفحہ 93)

235- وَعَنْ اَبِي الْعُمَيْسِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدِ الْاَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّهٗ اُرِيَ الْاَذَانَ مَثْنٰى مَثْنٰى وَالْاِقَامَةَ مَثْنٰى مَثْنٰى قَالَ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ عَلِّمْهُنَّ بِلَالًا قَالَ فَتَقَدَّمْتُ فَاَمَرَنِيْ اَنْ اُقِيْمَ۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْخِلَافِيَاتِ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي الدِّرَايَةِ اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔ (الدرایۃ' باب الاذان' جلد 1 صفحہ 115' نقلًا عن البیھقی فی الخلافیات)

حضرت ابو عمیس رضی اللہ تعالٰی عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن زید انصاری کو از والد خود از دادخود بیان کرتے ہوئے سنا کہ انہیں اذان دکھائی گئی۔ دو دو بار اور اقامت دو دو بار۔ آپ فرماتے ہیں میں نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ کو اس کی خبر دی تو آپ نے فرمایا یہ کلمات حضرت بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ کو سکھاؤ۔ آپ فرماتے ہیں میں آگے بڑھا پھر آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مجھے اقامت کہنے کا حکم دیا۔ اسے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے خلافیات میں بیان کیا اور حافظ نے درایہ میں کہا کہ اس کی سند صحیح ہے۔

236- وَعَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدِ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ اَذَانَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ اَذَانُهٗ وَاِقَامَتُهٗ مَثْنٰى مَثْنٰى۔ رَوَاهُ اَبُوْ عَوَانَةَ فِيْ صَحِيْحِهٖ وَهُوَ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ۔

حضرت شعبی عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ کی اذان سنی۔ پس آپ کی اذان اور اقامت دو دو بار تھی۔ اسے ابو عوانہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا اور یہ حدیث مرسل قوی ہے۔

(المسند الصحیح لابی عوانۃ' کتاب الصلوٰۃ' باب تاذین النبی علیہ السلام' جلد 1 صفحہ 331)

237- وَعَنْ اَبِيْ مَحْذُوْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ الْاَذَانَ تِسْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انہیں اذان انیس

وَالْاِقَامَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنسائى والدارمى وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

کلمے اور اقامت سترہ کلمے سکھائے۔ اسے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ' نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(ترمذی' ابواب الصلوۃ' باب ما جاء فی الترجیع فی الاذان' جلد 1 صفحہ 48) (نسائی' کتاب الاذان جلد 1 صفحہ 103) (دارمی' کتاب الصلوۃ' باب الترجیع فی الاذان' جلد 1 صفحہ 141)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

حنفیوں کے نزدیک اذان کے پندرہ کلمے ہیں اور اقامت کے سترہ۔ یہ حدیث اقامت کے دو ۲ دو ۲ بار ہونے پر حنفیوں کی قوی دلیل ہے کیونکہ اگر اس کے کلمات ایک ایک بار ہوتے تو ۱۳ کلمے ہوتے نہ کہ سترہ، لہٰذا یہ حدیث گزشتہ حدیث ابن عمر کی ناسخ ہے۔ رہے اذان کے ۱۹ کلمے اس کے متعلق عرض کیا جاچکا ہے کہ یہ حضرت شہادتیں آہستہ پڑھ گئے تھے، اس لئے دوبارہ آواز سے کہلوائے گئے، اس دن ۱۹ کلمے کہے، لہٰذا یہ واقعہ گزشتہ حدیث ابن عمر کے خلاف نہیں۔

(مراۃ المناجیح ج۱ص ۴۰۵)

238- وَعَنْهُ قَالَ عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَذَانَ تِسْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً وَّالْاِقَامَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً الْاَذَانُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَالْاِقَامَةُ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ اللّٰهُ اَكْبَرُ

آپ ہی روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اذان انیس کلمے اور اقامت سترہ کلمہ سکھائی۔ اذان یہ ہے اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ پھر انہوں نے ترجیع کے ساتھ اذان مفصل ذکر کی اور فرمایا اقامت سترہ کلمے اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اس حدیث کو ابن ماجہ ابو داؤد نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

(ابن ماجة' كتاب الصلٰوة' باب الترجيع في الاذان' صفحه 52) (ابوداؤد' كتاب الصلٰوة' باب كيف الاذان' جلد1 صفحه73)

239- وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا مَحْذُوْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُؤَذِّنُ مَثْنٰى مَثْنٰى وَيُقِيْمُ مَثْنٰى مَثْنٰى. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

حضرت عبدالعزیز بن رفیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابومحذورہ کو دو دو مرتبہ اذان اور دو دو مرتبہ اقامت کہتے ہوئے سنا۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(طحاوی' کتاب الصلٰوۃ' باب الاقامۃ کیف ھی' جلد1 صفحہ95)

240- وَعَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ اَنَّ بِلَالًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يُثَنِّيْ الْاَذَانَ وَيُثَنِّيْ الْاِقَامَةَ وَكَانَ يَبْدَأُ بِالتَّكْبِيْرِ وَيَخْتِمُ بِالتَّكْبِيْرِ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالطَّحَاوِيُّ وَالدَّارُ قُطْنِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت اسود بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو دو مرتبہ اذان کہتے اور دو دو مرتبہ اقامت کہتے اور آپ تکبیر سے آغاز کرتے اور تکبیر پر اختتام کرتے۔ اسے عبدالرزاق طحاوی اور دارقطنی نے بیان فرمایا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مصنف عبد الرزاق' كتاب الصلٰوة' باب بدء الاذان' جلد1 صفحه 462) (طحاوی' كتاب الصلٰوة' باب الاقامة' جلد1 صفحه94) (دارقطنی' کتاب الصلٰوۃ' باب ذکر الاقامۃ واختلاف الروایات فیھا' جلد1 صفحہ 242)

241- وَعَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ سَمِعْتُ بِلَالًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُؤَذِّنُ مَثْنٰى وَيُقِيْمُ مَثْنٰى. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

(طحاوی' کتاب الصلٰوۃ' باب الاقامۃ' جلد1 صفحہ94)

حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے بلال کو دو دو مرتبہ اذان اور دو دو مرتبہ اقامت کہتے ہوئے سنا۔ اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

242- وَعَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ بِلَالًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يُؤَذِّنُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثْنٰى مَثْنٰى وَيُقِيْمُ مَثْنٰى مَثْنٰى. رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ وَفِيْ اِسْنَادِهٖ لِيْنٌ.

حضرت عون بن ابوجحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے دو دو بار اذان کہتے اور دو دو بار اقامت کہتے۔ اسے دار قطنی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(دار قطنی 'کتاب الصلوٰۃ' باب ذکر الاقامۃ ... الخ' جلد 1 صفحہ 242) (معجم الکبیر للطبرانی جلد 22 صفحہ 101' رقم الحدیث:246) (مجمع الزوائد' باب کیف الاذان وقال رجالہ ثقات' جلد 1 صفحہ 330)

243- وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ إِذَا لَمْ يُدْرِكِ الصَّلٰوةَ مَعَ الْقَوْمِ أَذَّنَ وَأَقَامَ وَيُثَنِّي الْإِقَامَةَ. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت یزید بن ابوعبید سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ جب جماعت کے ساتھ نماز نہ پائیں تو وہ اذان اور اقامت کہتے اور اقامت دو دو بار کہتے۔ اسے دار قطنی نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(دار قطنی 'کتاب الصلوٰۃ' باب ذکر الاقامۃ ... الخ' جلد 1 صفحہ 241)

244- وَعَنْ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ كَانَ ثَوْبَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُؤَذِّنُ مَثْنٰى وَيُقِيْمُ مَثْنٰى. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَهُوَ مُرْسَلٌ.

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو دو بار اذان کہتے اور دو دو بار اقامت کہتے۔ اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور یہ مرسل حدیث ہے۔

(طحاوی 'کتاب الصلوٰۃ' باب الاقامۃ' جلد 1 صفحہ 95)

245- وَعَنْ فِطْرِ بْنِ خَلِيْفَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ ذُكِرَ لَهُ الْإِقَامَةُ مَرَّةً مَرَّةً فَقَالَ هٰذَا شَيْءٌ اِسْتَخَفَّهُ الْأُمَرَآءُ الْإِقَامَةُ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ. رَوَاهُ عَبْدُالرَّزَّاقِ وَأَبُوْبَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَالطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت فطر بن خلیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ان کے سامنے ایک ایک مرتبہ اقامت کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے کہا یہ ایک ایسی چیز ہے جسے امراء نے کم کر دیا۔ اقامت دو دو بار ہے۔ اسے عبدالرزاق' ابوبکر بن ابی شیبہ اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مصنف عبد الرزاق 'کتاب الصلوٰۃ' باب بدء الاذان' جلد 1 صفحہ 463) (طحاوی 'کتاب الصلوٰۃ' باب بدء الاذان' جلد 1 صفحہ 95)

شرح: اذان کی ابتداء

مسجد نبوی کی تعمیر تو مکمل ہو گئی مگر لوگوں کو نمازوں کے وقت جمع کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا جس سے نماز باجماعت کا انتظام ہوتا، اس سلسلہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مشورہ فرمایا، بعض نے نمازوں کے وقت آگ جلانے کا مشورہ دیا، بعض نے ناقوس بجانے کی رائے دی مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کے ان طریقوں کو پسند نہیں فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ تجویز پیش کی کہ ہر نماز کے وقت کسی آدمی کو

بھیج دیا جائے جو پوری مسلم آبادی میں نماز کا اعلان کردے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس رائے کو پسند فرمایا اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ نمازوں کے وقت لوگوں کو پکار دیا کریں۔ چنانچہ وہ "الصلوٰۃُ جامعۃٌ" کہہ کر پانچوں نمازوں کے وقت اعلان کرتے تھے، اسی درمیان میں ایک صحابی حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ اذان شرعی کے الفاظ کوئی سنا رہا ہے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے صحابہ کو بھی اسی قسم کے خواب نظر آئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو منجانب اللہ سمجھ کر قبول فرمایا اور حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ تم بلال کو اذان کے کلمات سکھا دو کیونکہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز ہیں۔ چنانچہ اسی دن سے شرعی اذان کا طریقہ جو آج تک جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا شروع ہو گیا۔ (المواہب اللدنیۃ والزرقانی، باب بدء الأذان، ج ۲، ص ۱۹۴۔۱۹۷ ملخصاً)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ "اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ"

ان روایات کا بیان جو الصلوٰۃ خیر من النوم کے بارے میں نازل ہوئیں

246- عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ فِيْ اَذَانِ الْفَجْرِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ. رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَالدَّارُ قُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَقَالَ اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ یہ مسنون ہے کہ جب مؤذن فجر کی اذان میں حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہے تو (اس کے بعد) الصلوٰۃ خیر من النوم کہے۔ اسے ابن خزیمہ دار قطنی اور بیہقی نے روایت کیا اور فرمایا اس کی سند صحیح ہے۔

(صحیح ابن خزیمة' جلد 1 صفحه 202' رقم الحدیث: 386) (دارقطنی' کتاب الصلوٰة' باب ذکر الاقامة...الخ' جلد 1 صفحه 243) (سنن الکبریٰ للبیهقی' کتاب الصلوٰة' باب التثویب فی اذان الصبح' جلد 1 صفحه 423)

247- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ الْاَذَانُ الْاَوَّلُ بَعْدَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ الصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ مَرَّتَيْنِ. اَخْرَجَهُ السِّرَاجُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي التَّلْخِيْصِ وَسَنَدُهٗ حَسَنٌ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ پہلی اذان میں حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے بعد الصلوٰۃ خیر من النوم (کے الفاظ ہیں) دو مرتبہ۔ اسے سراج' طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا اور حافظ نے تلخیص میں فرمایا کہ اس کی سند صحیح ہے۔

(سنن الکبریٰ للبیهقی' باب التثویب فی اذان الصبح' جلد 1 صفحه 423) (تلخیص الحبیر جلد 1 صفحه 201' نقلاً عن الطبرانی والسراج والبیهقی)

248- وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ السَّائِبِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ وَاُمُّ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ اَبِيْ مَحْذُوْرَةَ عَنْ اَبِيْ مَحْذُوْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُنَيْنٍ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ وَفِيْهِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ و اَبُوْدَاوٗدَ مُخْتَصَرًا وَّصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ۔

حضرت عثمان بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے میرے والد اور ام عبدالملک بن ابو محذورہ نے ابو محذورہ کے حوالہ سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوہ حنین سے نکلے پھر آگے حدیث بیان کی اور اس حدیث میں یہ بھی تھا کہ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے بعد الصلوۃ خیر من النوم الصلوۃ خیر من النوم (کے الفاظ ہیں دو مرتبہ) ہے۔ اسے نسائی ابو داؤد نے مختصراً بیان کیا اور اسے ابن خزیمہ نے صحیح قرار دیا۔

(نسائی' کتاب الصلوٰۃ' باب الاذان فی السفر' جلد 1 صفحہ 104) (ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب کیف الاذان' جلد 1 صفحہ 72) (صحیح ابن خزیمۃ' باب التثویب فی اذان الصبح' جلد 1 صفحہ 201)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

(الصلوۃ خیر من النوم) یہ داخلی تثویب ہے، یعنی اعلان کے بعد اعلان سواء فجر کے کسی اور اذان میں کہنا بدعت سیئہ ہے، ہاں اذان و اقامت کے درمیان تثویب متاخرین علماء نے مستحب جانی۔ (کتب فقہ و مرقات) اس تثویب کے لئے الفاظ مقرر نہیں، مسلمان جو چاہیں مقرر کرلیں۔ بعض جگہ "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ" پڑھ دیتے ہیں یہ بھی ٹھیک ہے کہ درود بھی ہے، تثویب بھی۔ (مراۃ المناجیح ج ۵ ص ۲۹۸)

تثویب کیا ہے؟

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوی رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مسلمانوں کو نماز کی اطلاع اذان سے دے کر پھر دوبارہ اطلاع دینا اور وہ شہروں کے عرف پر ہے جہاں جس طرح اطلاع مکرر رائج ہو وہی تثویب ہے خواہ عام طور پر ہو جیسے "صلاۃ" کہی جاتی ہے یا خاص طریقہ پر، مثلاً کسی سے کہنا اذان ہوگئی یا جماعت کھڑی ہوتی ہے یا امام آگئے یا کوئی قول یا فعل ایسا جس میں دوبارہ اطلاع دینا ہو وہ سب تثویب ہے اور اس کا اور صلاۃ کا ایک حکم ہے یعنی جائز، جس کی اجازت سے عامہ کتب مذہب متون مثل تنویر (۱) الابصار وقایہ (۲) ونقایہ (۳) وغرر الاحکام (۴) وکنز (۵) وغرر الاذکار (۶) ووافی (۷) وملتقی (۸) واصلاح (۹) نورالایضاح (۱۰) وشروح مانند درمختار (۱۱) وردالمحتار (۱۲) وطحطاوی (۱۳) وعنایہ (۱۴) ونہایہ (۱۵) وغنیۃ (۱۶) شرح منیہ وصغیری (۱۷) وبحرالرائق

(۱۸) ونہر الفائق (۱۹) وتبیین الحقائق (۲۰) وبرجندی (۲۱) وقہستانی (۲۲) ودرر (۲۳) وابن ملک (۲۴) وکافی (۲۵) ومجتبیٰ (۲۶) وایضاح (۲۷) وامداد الفتاح (۲۸) ومراقی الفلاح (۲۹) وحاشیہ مراقی للعلامۃ الطحطاوی (۳۰) وفتاوی مثل ظہیریہ (۳۱) وخانیہ (۳۲) وخلاصہ (۳۳) وخزانۃ المفتین (۳۴) وجواہر اخلاطی (۳۵) وعلمگیری (۳۶) وغیرہا مالا مال ہیں، وھو الذی علیہ عامۃ الائمۃ المتاخرین والخلاف خلاف زمان لا برھان (عام ائمہ متاخرین اسی پر ہیں اور یہ اختلاف زمانی اختلاف ہے برہانی نہیں۔)

مختصر الوقایہ میں ہے:

التثویب حسن فی کل صلاۃ۔ (مختصر الوقایہ فی مسائل الہدایہ فصل الاذان نور محمد کارخانہ تجارت کراچی ص ۱۲)

(تثویب ہر نماز کے لئے بہتر ہے۔)

متن علامہ غزی تمرتاشی میں ہے:

یثوب الافی المغرب (مغرب کے علاوہ ہر نماز کے لئے تثویب کہی جائے۔ت) شرح محقق علائی میں ہے:

یثوب بین الاذان والاقامۃ فی الکل للکل بما تعارفوہ الخ (اذان اور اقامت کے درمیان متعارف ومروجہ طریقہ پر تمام نمازوں میں ہر ایک کے لئے تثویب کہی جائے۔الخ)

(درمختار فصل الاذان مجتبائی دہلی ۱/۶۳) (الفتاوی الرضویہ، ج۵، ص ۳۶۰۔۳۶۲)

بَابٌ فِيْ تَحْوِيْلِ الْوَجْهِ يَمِيْنًا وَّشِمَالاً

(اذان میں) چہرے کو دائیں بائیں پھیرنے کا بیان

249۔ عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ رَاٰى بِلَالًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُؤَذِّنُ فَجَعَلْتُ اَتَتَبَّعُ فَاهُ هٰهُنَا وَهٰهُنَا بِالْاَذَانِ. اَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ.

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا وہ اذان دے رہے تھے۔ میں ان کے منہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ منہ کو دائیں بائیں کر رہے تھے اذان میں اُسے شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

(بخاری، کتاب الاذان، باب هل يتبع المؤذن فاه...الخ، جلد 1 صفحه 88) (مسلم، کتاب الصلوة، باب سترة المصلی...الخ، جلد 1 صفحه 196)

250- وَعَنْهُ قَالَ رَاَيْتُ بِلَالًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَرَجَ اِلَى الْاَبْطَحِ فَاَذَّنَ فَلَمَّا بَلَغَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ لَوٰى عُنُقَهٗ يَمِيْنًا

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا وہ (وادی) ابطح کی طرف نکلے۔ انہوں نے اذان کہی۔

وَّشِمَالاً وَّلَمْ يَسْتَدِرْ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔ (ابوداؤد' کتاب الصلوۃ' باب المؤذن یستدیل فی اذانه' جلد1 صفحه77)

پس جب وہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر پہنچے تو انہوں نے اپنی گردن کو دائیں بائیں پھیرا اور وہ خود نہ پھرے اسے ابوداؤد نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

251- وَعَنْهُ قَالَ رَاَيْتُ بِلَالًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُؤَذِّنُ وَيَدُوْرُ وَيَتَتَبَّعُ فَاهُ هٰهُنَا وَهٰهُنَا وَاِصْبَعَاهُ فِيْ اُذُنَيْهِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ واحمد و ابوعوانة وقال التِّرْمِذِيُّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

آپ ہی سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان دیتے ہوئے دیکھا اور پھرتے ہوئے اور وہ اپنے منہ کو دائیں بائیں پھیر رہے تھے اور ان کی دونوں انگلیاں ان کے کانوں میں تھی۔ اسے ترمذی احمد اور ابوعوانہ نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(ترمذی' ابواب الصلوٰۃ' باب ما جاء فی ادخال الاصبع الاذن عند الاذان' جلد1 صفحه 49) (مسند احمد جلد4 صفحه308) (ابوعوانة' کتاب الصلوٰۃ' باب بیان اذان بلال واقامته' جلد1 صفحه329)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوی رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

علماء نے اقامت میں بھی دہنے بائیں منہ پھیرنے کا حکم دیا ہے اور بعض نے اسے اس صورت کے ساتھ خاص کیا ہے کہ کچھ لوگ اِدھر اُدھر منتظر اقامت ہوں، درمختار میں ہے: ويلفت فيه وكذا فيها مطلقا۔

(درمختار، باب الاذن، مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۶۳)

(اذان میں منہ پھیرے اور اسی طرح تکبیر میں بھی ہر حال میں۔ت)

قنیہ میں ہے: الاصح ان الصلاة عن يمينه والفلاح عن شماله. مت. شم. قع. ضح. والاقامة كذلك اه اى مجد الائمة الترجماني وشرف الائمة المكي والقاضي عبد الجبار والايضاح اوضياء الائمة الحججي۔ (قنیہ، باب الاذان مطبعۃ مشتہرۃ بالمہانیۃ انڈیا، ص۱۹و۲۰)

اصح یہ ہے کہ حی علی الصلاۃ کے وقت دائیں اور حی علی الفلاح کے وقت بائیں جانب منہ پھیرے مت، شم، قع، ضح۔ اور اسی طرح اقامت میں بھی اھ یعنی "مت" سے مجد الائمہ ترجمانی، "شم" سے شرف الائمہ المکی، "قع" سے قاضی عبدالجبار اور "ضح" سے ایضاح یا ضیاء الائمہ الحججی مراد ہیں۔

اُسی میں ملتقط سے ہے:

لايحول راسه فى الاقامة عند الصلاة والفلاح الالاناس ينتظرون الاقامة۔ (قنیہ باب الاذان)

تکبیر کے اندر حی علی الصلوٰۃ اور حی الفلاح پر دائیں بائیں سر نہ پھیرے مگر اس صورت میں کہ جب لوگ تکبیر کا انتظار کر رہے ہوں۔ (الفتاوی الرضویۃ، ج ۵، ص ۴۱۳۔ ۴۱۴)

بَابُ مَا يَقُوْلُ عِنْدَ سَمَاعِ الْاَذَانِ

اذان سنتے وقت کیا کہے؟

252- عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَآءَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اذان سنو تو اسی کی مثل کہو جو مؤذن کہہ رہا ہے۔ اسے محدثین کی ایک جماعت نے روایت فرمایا۔

(بخاری 'کتاب الاذان' باب مایقول اذا سمع المنادی' جلد 1 صفحہ 86) (مسلم 'کتاب الصلٰوۃ' باب استحباب القول مثل قول المؤذن... الخ' جلد 1صفحہ 166) (ترمذی' ابواب الصلٰوۃ' باب ما یقول اذا سمع اذا اذّن المؤذن' جلد 1 صفحہ 51) (ابوداؤد 'کتاب الصلوۃ' باب مایقول اذا اذّن المؤذن' جلد 1 صفحہ 77) (ابن ماجۃ 'کتاب الصلوٰۃ' باب ما یقال اذا اذّن المؤذن' صفحہ 53) (نسائی 'کتاب الاذان' باب القول مثل مایقول المؤذن' جلد 1 صفحہ 109) (مسند احمد جلد 3 صفحہ 90)

253- وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ اللهُ اَكْبَرُ اللهُ اَكْبَرُ فَقَالَ اَحَدُكُمْ اللهُ اَكْبَرُ اللهُ اَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ ثُمَّ قَالَ اللهُ اَكْبَرُ اللهُ اَكْبَرُ قَالَ اللهُ اَكْبَرُ اللهُ اَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مِنْ قَلْبِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ و ابوداؤد.

(مسلم' کتاب الصلوٰۃ' باب استحباب القول مثل

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب مؤذن اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے تو تم میں سے کوئی شخص اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے۔ پھر جب مؤذن اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کہے تو وہ بھی اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کہے۔ پھر جب مؤذن اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ کہے تو وہ بھی اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ کہے۔ پھر جب مؤذن حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ کہے تو وہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ کہے پھر جب مؤذن حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہے تو وہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ کہے۔ پھر جب مؤذن لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کہے تو وہ بھی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کہے۔ جس نے یہ کلمات) صدق دل سے کہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اسے امام مسلم

قول المؤذن...الخ' جلد 1 صفحہ 167) (ابوداؤد' کتاب الصلوۃ' باب مایقول اذا اذّن المؤذّن) رحمۃ اللہ علیہ اور ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

ظاہر یہ ہے کہ مؤذن سے مراد نماز کے لیے اذان دینے والا ہے کیونکہ دوسری اذانوں کا جواب دینا سنت سے ثابت نہیں۔ اَحَدُکُمْ سے مراد ہر وہ مسلمان ہے جو جواب اذان دینے پر قادر ہو، لہٰذا اس سے نماز پڑھنے والا، استنجا کرنے والا وغیرہ علیحدہ ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ جواب دینے والا "حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحْ" بھی کہے اور لاحول بھی پڑھے تاکہ اس حدیث پر بھی عمل ہوجائے اور گزشتہ پر بھی۔ اس وقت لاحول پڑھنا اس لیے ہے تاکہ شیطان دور رہے اور نماز کی حاضری آسان ہو۔

ظاہر یہ ہے کہ مِن قلبہٖ کا تعلق سارے جواب سے ہے، یعنی اذان کا پورا جواب سچے دل سے دے کیونکہ بغیر اخلاص کوئی عبادت قبول نہیں۔ اگر جنت سے وہی جنت مراد ہے جو قیامت کے بعد ملے گی تو دَخَلَ بمعنی مستقبل ہے اور اگر جنت سے مراد دنیا کی جنت ہے، یعنی عبادات کی توفیق، اچھی زندگی تو دَخَلَ ماضی کے معنی میں ہے، رب فرماتا ہے: "وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ" یعنی اللہ سے ڈرنے والے کے لئے دو جنتیں ہیں: ایک دنیا میں، ایک آخرت میں۔ (مرقاۃ) (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۶۱۹)

254- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّهٗ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ فَاِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِيْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَاَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ فَمَنْ سَاَلَ اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ (مسلم' کتاب الصلوۃ' باب استحباب القول مثل قول المؤذن' جلد 1 صفحہ 166)

حضرت عبداللہ ابن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم مؤذن کو سنو تو تم بھی اسی طرح کہو جو وہ کہہ رہا ہے پھر مجھ پر درود بھیجو کیونکہ جو مجھ پر ایک درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے پھر اللہ سے میرے لئے وسیلہ مانگو وہ جنت میں ایک جگہ ہے جو اللہ کے بندوں میں سے ایک ہی کے لائق ہے مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں تو جو میرے لئے وسیلہ مانگے اس پر میری شفاعت لازم ہے اسے مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

اس سے معلوم ہوا کہ کلمات اذان سارے دہرائے "حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ" بھی "حَیَّ عَلَی الْفَلَاحْ" بھی اور

"اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم" بھی۔ اگلی حدیث میں آرہا ہے کہ "حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ" اور "حَیَّ عَلَی الْفَلَاحْ" پر لَاحَوْلَ پڑھے۔ چاہیے کہ دونوں ہی کہہ لیا کرے تاکہ دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اذان کے بعد درود شریف پڑھنا سنت ہے، بعض مؤذن اذان سے پہلے ہی درود شریف پڑھ لیتے ہیں اس میں بھی حرج نہیں، ان کا ماخذ یہ ہی حدیث ہے۔ شامی نے فرمایا کہ اقامت کے وقت درود شریف پڑھنا سنت ہے۔ خیال رہے کہ اذان سے پہلے یا بعد بلند آواز سے درود پڑھنا بھی جائز بلکہ ثواب ہے، بلا وجہ اسے منع نہیں کہہ سکتے۔

خیال رہے کہ وسیلہ سبب اور توسل کو کہتے ہیں، چونکہ اس جگہ پہنچنا رب سے قرب خصوصی کا سبب ہے، اس لیے وسیلہ فرمایا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ "امید کرتا ہوں" تواضع اور انکساری کے لئے ہے ورنہ وہ جگہ حضور کے لئے نامزد ہو چکی ہے۔ (مرقاۃ و اشعہ) ہمارا حضور کے لیے وسیلہ کی دعا کرنا ایسا ہی ہے جیسے فقیر امیر کے دروازے پر صدا لگاتے وقت اس کی جان و مال کی دعائیں دیتا ہے تاکہ بھیک ملے، ہم بھکاری ہیں، حضور داتا، انہیں دعائیں دینا، مانگنے، کھانے کا ڈھنگ ہے۔

یعنی میں وعدہ کرتا ہوں کہ اس کی شفاعت ضرور کروں گا۔ یہاں شفاعت سے خاص شفاعت مراد ہے، ورنہ حضور ہر مؤمن کے شفیع ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بہت قسم کی ہے۔ شفاعت کی پوری بحث اور اس کی قسمیں ہماری کتاب "تفسیر نعیمی" جلد سوم میں دیکھو۔ (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۶۱۸)

بَابُ مَا يَقُوْلُ بَعْدَ الْاَذَانِ

255۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَآءَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَانِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

اذان کے بعد کیا کہے؟

حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو اذان سنتے وقت یہ کہا کرے یا اللہ اس عام دعوت اور کامل نماز کے رب محمد مصطفٰی کو وسیلہ اور بزرگی دے اور انہیں اس مقام محمود پر پہنچا جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا تو اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت واجب ہوگی اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔

(بخاری 'کتاب الاذان' باب الدعاء عند النداء' جلد 1 صفحہ 86)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

خیال رہے کہ جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص مقام کا نام "وسیلہ" ہے اور قیامت میں حضور کے مقام کا نام "مقام محمود" ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم دولہا بنائے جائیں گے، سارے اولین و آخرین، کفار و

مؤمنین، انبیاء ومرسلین، بلکہ خود رب العالمین حضور کی ایسی تعریفیں کریں گے جو آج ہمارے خیال ووہم سے وراء ہیں، وہ مقام نہ معلوم کیسا عظیم الشان ہے جس کا رب نے قرآن شریف میں اعلان فرمایا اور ہم لوگوں کو ہر اذان کے بعد اس کی دعا مانگنے کا حکم دیا گیا، اسی مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم "شفاعت کبریٰ" فرمائیں گے اور یہیں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر "دروازہ شفاعت" کھلے گا۔

یعنی اس دعا کی برکت سے اسے ایمان پر خاتمہ نصیب ہوگا اور وہ میری شفاعت عامہ وخاصہ کا مستحق ہوگا۔ مرقاۃ نے فرمایا کہ اذان کے بعد دعا بہت قبول ہوتی ہے، لہٰذا مصیبت زدہ کو چاہیئے کہ اس وقت دعا مانگا کرے اسی لیے مسلمان اس دعا کے ساتھ یہ بھی کہہ دیتے ہیں "وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهٗ" خدایا ہمیں ان کی شفاعت نصیب کر۔

(مرآۃ المناجیح ج ا ص ۴۲۰)

بَابُ مَا جَآءَ فِي اَذَانِ الْفَجْرِ قَبْلَ طُلُوْعِهٖ

طلوع فجر سے پہلے اذان فجر کے بارے میں وارد شدہ روایات کا بیان

256- عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ بِلَالًا يُنَادِيْ بِلَيْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُنَادِيَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک بلال رات کو اذان دیتا ہے تو تم کھاؤ اور پیو حتیٰ کہ عبداللہ بن ام مکتوم اذان دے۔ اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

(بخاری' کتاب الاذان' باب الاذان بعد الفجر' جلد 1 صفحہ 87) (مسلم' کتاب الصیام' باب بیان ان الدخول فی الصوم یحصل بطلوع الفجر... الخ' جلد 1 صفحہ 349)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

غالبًا ہمیشہ صبح کی دو اذانیں ہوا کرتی تھیں ایک تہجد اور سحری کے لئے، دوسری نماز فجر کے لئے، پہلی اذان سیدنا بلال دیتے تھے اور دوسری اذان سیدنا ابن ام مکتوم۔ اب بھی مدینہ منورہ میں تہجد کی اذان ہوتی ہے چونکہ ان دونوں اذانوں کی آوازوں اور طریقہ ادا میں فرق ہوتا تھا اس لیے لوگوں کو اشتباہ نہ ہوتا تھا۔

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ اذان صرف نماز کے لئے خاص نہیں اور مقاصد کے لیے بھی ہوسکتی ہے۔ دیکھو سیدنا بلال کی یہ اذان سحری کو جگانے کے لئے ہوتی تھی۔ دوسرے یہ کہ فجر یا دیگر اذانیں اگر وقت سے پہلے ہو جائیں تو وقت میں کہنی پڑیں گی۔ دیکھو سیدنا بلال کی اذان پر اکتفا نہ کی گئی، امام اعظم کا یہی مذہب ہے۔ امام شافعی کے ہاں اذان فجر وقت سے پہلے بھی جائز ہے، اسی حدیث کی بناء پر مگر یہ دلیل کمزور ہے ورنہ دوبارہ اذان کی کیا ضرورت

تھی۔ تیسرے یہ کہ نابینا کو اذان کے لیے مقرر کر سکتے ہیں جب کہ اسے وقت بتانے والا کوئی ہو۔ چوتھے یہ کہ ایک مسجد میں دو یا زیادہ مؤذن ہو سکتے ہیں۔ پانچویں یہ کہ سحری کو جگانے کے لیے اذان دینا جائز بلکہ سنت سے ثابت ہے مگر یہ جب ہوگا جب لوگ اس اذان سے شبہ میں نہ پڑ جائیں ورنہ ہرگز نہ دی جائے۔ ہمارے ملک میں اذان صبح صادق کی علامت ہے اگر یہاں سحری کی اذان دی گئی تو کوئی فجر کے شبہ میں سحری نہ کھا سکے گا یا کوئی دوسری اذان کو پہلی سمجھ کر دن میں کھا کر روزہ خراب کر یگا اس لیے اب ہرگز اس پر عمل نہ کیا جائے۔ بہت سی چیزیں عہد صحابہ میں درست تھیں، اب ممنوع ہیں۔ دیکھو اُس زمانہ میں جوتا پہن کر مسجد میں آنا اور مع جوتے نماز پڑھنا مروج تھا اب ممنوع ہے۔ پختہ مکان بنانے منع تھے، اب جائز ہے۔ کھیتی باڑی سے لوگوں کو روکا گیا تھا اب ضروری ہے۔ زکوۃ کے مصرف آٹھ تھے اب سات ہیں۔ حالات بدل جانے سے ہنگامی احکام بدل جاتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۴۲۱)

257- وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْنَعَنَّ اَحَدَكُمْ اَذَانُ بِلَالٍ مِّنْ سَحُوْرِهٖ فَاِنَّهٗ يُؤَذِّنُ اَوْ يُنَادِيْ بِلَيْلٍ لِيَرْجِعَ قَائِمُكُمْ وَلِيَنْتَبِهَ نَائِمُكُمْ۔ اَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہرگز تم میں سے کسی ایک کو بلال کی اذان سحری کھانے سے نہ روکے۔ پس بے شک وہ تورات کے وقت اذان دیتا ہے یا فرمایا ندا دیتا ہے تاکہ تم میں سے تہجد پڑھنے والا لوٹ آئے اور سونے والا بیدار ہوجائے۔ اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

(بخاری' کتاب الاذان' باب الاذان قبل الفجر' جلد 1 صفحہ 87) (مسلم' کتاب الصیام' باب بیان ان الدخول فی الصوم یحصل بطلوع الفجر' جلد 1 صفحہ 350)

258- وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَغُرَّنَّ اَحَدَكُمْ نِدَاءُ بِلَالٍ مِّنَ السَّحُوْرِ وَلَا هٰذَا الْبَيَاضُ حَتّٰى يَسْتَطِيْرَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(مسلم' کتاب الصیام' باب بیان ان الدخول فی الصوم...الخ' جلد 1 صفحہ 350)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا تم میں سے کسی ایک کو ہرگز بلال کی اذان سحری کھانے سے دھوکے میں نہ رکھے اور نہ ہی یہ سفیدی (یعنی صبح کاذب) حتیٰ کہ روشنی پھیل جائے اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

صبح دو ہوتی ہیں: صادق اور کاذب۔ صبح کاذب مشرق و مغرب میں بھیڑیئے کی دم کی طرح لمبی سفیدی ہے جو

ظاہر ہوکر غائب ہوجاتی ہے۔اس سے کچھ دیر بعد جنوباً شمالاً سفیدی نمودار ہوتی ہے جو بعد میں پھیل جاتی ہے اس کا نام صبح صادق ہے۔اسی وقت سے دن شروع ہوتا ہے۔سبحان اللہ! حضور نے ایک لفظ "مستطیل" فرما کر صدہا مسئلے بیان فرما دیئے۔ (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۶۴۲)

259- وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغُرَّنَّكُمْ اَذَانُ بِلَالٍ فَاِنَّ فِيْ بَصَرِهٖ شَيْئًا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ ، وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ. (طحاوی' کتاب الصلوٰۃ' باب التاذین للفجر ای وقت... الخ' جلد1 صفحہ97)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم کو ہرگز بلال کی اذان دھوکے میں نہ ڈالے۔پس بے شک ان کی نظر میں کچھ کمزوری ہے۔اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

260- وَعَنْ شَيْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ تَسَحَّرْتُ ثُمَّ اَتَيْتُ الْمَسْجِدَ فَاسْتَنَدْتُّ اِلٰى حُجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاَيْتُهٗ يَتَسَحَّرُ فَقَالَ اَبُوْ يَحْيٰى؟ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ هَلُمَّ اِلَى الْغَدَاءِ قُلْتُ اِنِّيْ اُرِيْدُ الصِّيَامَ قَالَ وَاَنَا اُرِيْدُ الصِّيَامَ وَلٰكِنْ مُؤَذِّنُنَا هٰذَا فِيْ بَصَرِهٖ سُوْءٌ اَوْ قَالَ شَيْءٌ وَاِنَّهٗ اَذَّنَ قَبْلَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الْمَسْجِدِ فَحَرَّمَ الطَّعَامَ وَكَانَ لَا يُؤَذِّنُ حَتّٰى يُصْبِحَ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي الدِّرَايَةِ اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ. (المعجم الکبیر للطبرانی جلد 7صفحہ 312' رقم الحدیث: 7228) (مجمع الزوائد جلد 3صفحہ 153' نقلًا عن الطبرانی فی الکبیر والاوسط) (الدرایۃ جلد1 صفحہ120)

حضرت شیبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے سحری کھائی پھر میں مسجد آیا اور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حجرہ انور کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا تو میں نے دیکھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سحری تناول فرما رہے ہیں تو آپ نے فرمایا ابویحییٰ میں نے عرض کی جی ہاں آپ نے فرمایا آؤ صبح کے کھانے کی طرف تو میں نے عرض کی میں تو روزے کی نیت کر چکا ہوں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی روزے کی نیت کر چکا تھا لیکن ہمارے مؤذن کی نظر میں کچھ کمزوری ہے اور بے شک اس نے طلوع فجر سے پہلے اذان دیدی۔پھر آپ مسجد کی طرف تشریف لائے اور کھانا ترک فرما دیا اور اذان نہیں دیتے تھے حتیٰ کہ صبح (صادق) طلوع ہوجائے۔اسے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

261- وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ اَبِيْ رَوَّادٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ بِلَالًا اَذَّنَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

عبدالعزیز بن ابی روّاد نے نافع اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے واسطے سے بیان کیا کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فجر کے طلوع ہونے سے پہلے اذان دے

وَسَلَّمَ مَا حَمَلَكَ عَلٰى ذٰلِكَ فَقَالَ اسْتَيْقَظْتُ وَاَنَا وَسِنَانُ فَظَنَنْتُ اَنَّ الْفَجْرَ طَلَعَ فَاَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّنَادِيَ بِالْمَدِيْنَةِ ثَلَاثًا اَنَّ الْعَبْدَ قَدْ نَامَ ثُمَّ اَقْعَدَهُ اِلٰى جَنْبِهٖ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔ (سنن الکبرٰی‘کتاب الصلوٰۃ‘ باب روایۃ من روی النھی عن الاذان قبل الوقت‘ جلد1صفحہ383)

دی‘ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تمہیں کس چیز نے اس پر مائل کیا؟ انہوں نے کہا: میں جب جاگا تو اونگھ رہا تھا‘ میں نے سمجھا کہ صبح طلوع ہو چکی ہے‘ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ مدینہ منورہ میں تین مرتبہ اعلان کرواؤ کہ اذان دینے والا بندہ نیند میں تھا‘ پھر انہیں اپنے پاس بٹھالیا‘ ایسے میں فجر طلوع ہو گئی۔ یہ حدیث بیہقی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہیں۔

262- وَعَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ اَنَّ بِلَالًا اَذَّنَ لَيْلَةً بِسَوَادٍ فَاَمَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّرْجِعَ اِلٰى مَقَامِهٖ فَيُنَادِيَ اَنَّ الْعَبْدَ نَامَ فَرَجَعَ۔ رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ وَقَالَ فِي الْاِمَامِ هُوَ مُرْسَلٌ جَيِّدٌ لَّيْسَ فِيْ رِجَالِهٖ مَطْعُوْنٌ فِيْهِ۔ (دارقطنی‘ کتاب الصلوٰۃ‘ باب ذکر الاقامۃ...الخ‘ جلد1صفحہ244)

حضرت حمید بن ہلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک رات تاریکی میں اذان دیدی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی جگہ لوٹ جائیں اور اعلان کریں کہ بندہ سو رہا تھا تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوٹ گئے۔ اسے دارقطنی نے روایت کیا اور امام میں کہا کہ یہ حدیث مرسل جید ہے۔ اس کے رواۃ میں سے کوئی ایسا راوی نہیں جس میں طعن کیا گیا ہو۔

263- وَعَنِ امْرَاَةٍ مِّنْ بَنِي النَّجَّارِ قَالَتْ كَانَ بَيْتِيْ مِنْ اَطْوَلِ بَيْتٍ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَكَانَ بِلَالٌ يَّاْتِيْ بِسَحَرٍ فَيَجْلِسُ عَلَيْهِ يَنْظُرُ اِلَى الْفَجْرِ فَاِذَا رَاٰهُ اَذَّنَ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي الدِّرَايَةِ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔ (ابوداؤد‘ کتاب الصلوٰۃ‘ باب الاذان فوق المنارۃ‘ جلد1صفحہ77) (الدرایۃ جلد1صفحہ120)

بنو نجار کی ایک عورت بیان کرتی ہیں میرا گھر مسجد کے ارد گرد گھروں میں سب سے اونچا تھا تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سحری کے وقت آ کر اس پر بیٹھ جاتے اور طلوع فجر کا انتظار کرتے رہتے۔ پس جب دیکھتے (کہ فجر طلوع ہو گئی ہے) تو اذان کہتے اسے ابوداؤد نے روایت کیا اور حافظ نے درایہ میں کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔

264- وَعَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتی

اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ بِالْفَجْرِ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الْمَسْجِدِ وَحَرَّمَ الطَّعَامَ وَكَانَ لَا يُؤَذِّنُ حَتّٰى يُصْبِحَ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَاِسْنَادُهٗ جَيِّدٌ.

ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب موذن اذان دیتا تو کھڑے ہو کر فجر کی دو رکعتیں پڑھتے۔ پھر مسجد تشریف لے جاتے اور کھانا ترک کر دیتے اور آپ اذان نہیں کہنے دیتے تھے حتیٰ کہ صبح ہو جائے۔ اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(طحاوی' کتاب الصلوٰۃ' باب التاذین للفجر ای وقت... الخ' جلد 1 صفحہ 97) (الجوهر النقی مع السنن الکبرٰی' کتاب الصلوٰۃ' باب روایۃ من روی النبی عن الاذان قبل الوقت نقلًا عن البیهقی' جلد 1 صفحہ 384)

265- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا كَانُوْا يُؤَذِّنُوْنَ حَتّٰى يَنْفَجِرَ الْفَجْرُ اَخْرَجَهٗ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ فِيْ مُصَنَّفِهٖ وَاَبُو الشَّيْخِ فِيْ كِتَابِ الْاَذَانِ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

سیدہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں صحابہ اذان نہیں کہتے تھے۔ یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جائے اسے ابوبکر بن ابوشیبہ نے اپنے مصنف میں بیان فرمایا اور ابو الشیخ نے کتاب الاذان میں اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبة' کتاب الاذان' باب من کرہ ان یؤذن المؤذن قبل الفجر' جلد 1 صفحہ 214) (الدرایة' کتاب الصلوٰۃ' باب الاذان نقلًا عن ابی الشیخ' جلد 1 صفحہ 120)

شرح: مسئلہ:۔ وقت ہونے کے بعد اذان پڑھی جائے۔ اگر وقت سے پہلے اذان ہو گئی تو وقت ہونے پر دوبارہ اذان پڑھی جائے۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی، الفصل الاول فی صفتہ واحوال المؤذن، ج۱، ص۵۳)

266- وَعَنْ نَافِعٍ عَنْ مُؤَذِّنٍ لِعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُقَالُ لَهٗ مَسْرُوْحٌ اَذَّنَ قَبْلَ الصُّبْحِ فَاَمَرَهٗ عُمَرُ اَنْ يَرْجِعَ فَيُنَادِيَ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارُقُطْنِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ. (ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب فی الاذان قبل دخول الوقت' جلد 1 صفحہ 79) (دارقطنی' کتاب الصلوٰۃ' باب ذکر الاقامۃ' جلد 1 صفحہ 344)

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موذن کے حوالہ سے بیان فرماتے ہیں جنہیں مسروح کہا جاتا تھا کہ انہوں نے طلوع فجر سے پہلے اذان کہہ دی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ وہ لوٹ جائیں اور اعلان کریں۔ اسے ابوداؤد اور دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

قَالَ النِّيْمَوِيُّ ثَبَتَ بِهٰذِهِ الْاَخْبَارِ اَنَّ

اس کتاب کے مرتب محمد بن علی نیموی فرماتے ہیں ان

صَلٰوةَ الْفَجْرِ لَا يُؤَذَّنُ لَهَا اِلَّا بَعْدَ دُخُوْلِ وَقْتِهَا وَاَمَّا اَذَانُ بِلَالٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَبْلَ طُلُوْعِهٖ فَاِنَّمَا كَانَ فِيْ رَمَضَانَ لِيَنْتَبِهَ النَّائِمُ وَلِيَرْجِعَ الْقَائِمُ لَا لِلصَّلٰوةِ وَاَمَّا فِيْ غَيْرِ رَمَضَانَ فَكَانَ ذٰلِكَ خَطَأً مِّنْهُ لِظَنِّهٖ اَنَّ الْفَجْرَ قَدْ طَلَعَ وَاللهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

احادیث سے ثابت ہوا کہ فجر کی اذان فجر کا وقت داخل ہونے کے بعد ہی دی جائیگی اور رہا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طلوع فجر سے پہلے اذان دینا تو وہ صرف رمضان میں ہوتا تھا تا کہ سونے والا بیدار ہو جائے اور قیام کرنیوالا لوٹ جائے اور غیر رمضان میں طلوع فجر سے پہلے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اذان دینا آپ کی خطا تھی کہ انہوں نے یہ گمان کرلیا کہ فجر طلوع ہوگئی ہے۔ واللہ اَعلم بالصواب!

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اَذَانِ الْمُسَافِرِ

مسافر کی اذان کے بارے میں وارد روایات کا بیان

267- عَنْ مَّالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اَتَى رَجُلَانِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدَانِ السَّفَرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَنْتُمَا خَرَجْتُمَا فَاَذِّنَا ثُمَّ اَقِيْمَا ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمَا اَكْبَرُكُمَا۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ دو شخص نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے جو سفر کا ارادہ رکھتے تھے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا جب تم دونوں (سفر) پر نکل جاؤ تو تم اذان اور اقامت کہو۔ پھر تم میں سے بڑا تمہاری امامت کرائے اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

(بخاری، کتاب الاذان، باب الاذان للمسافر...الخ، جلد 1 صفحہ 87) (مسلم، کتاب المساجد، باب من احق بالامامۃ، جلد 1 صفحہ 236)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

آپ کا نام مالک، کنیت ابوسلیمان ہے، قبیلۂ بنی لیث سے ہیں، ایک وفد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے، ۲۰ دن حاضری رہی، بصرہ میں قیام کیا، عبدالملک کے زمانہ میں ۹۴ھ میں وہیں وفات پائی۔

وداع ہونے کے لیے ۲۰ دن قیام کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ مدینہ سے چلتے وقت خدمت اقدس میں حاضر ہونا سنت صحابہ ہے۔ اب بھی حجاج مکہ معظمہ سے چلتے وقت طواف وداع کرتے ہیں اور مدینہ پاک سے رخصت ہوتے وقت سلام وداع عرض کرتے ہیں۔

یعنی اذان وتکبیر کوئی بھی کہہ دے مگر امامت بڑا ہی کرے۔ سفر کی قید اس لیے لگائی کہ سفر میں کوئی امام مقرر نہیں ہوتا، مسجدوں میں جو امام مقرر ہوگا وہی امامت کرے گا چھوٹا ہو یا بڑا، جیسا کہ دیگر روایات میں ہے۔ بڑے میں بہت تفصیل ہے۔ علم میں بڑا، قرأت قرآن میں بڑا، تقویٰ اور پرہیزگاری میں بڑا، عمر میں بڑا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اذان سے امامت افضل ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ سفر میں بھی حتی الامکان جماعت سے نماز پڑھنی چاہیئے، نیز اگر دو آدمی بھی ہوں تو بھی جماعت کرلیں الگ الگ نہ پڑھیں۔ بعض علماء نے اس حدیث کی بناء پر اذان کو فرض فرمایا مگر صحیح یہی ہے کہ اذان سنت ہے۔ ہاں شعار دین میں سے ہیں کہ اس کے روکنے پر جہاد واجب ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ا، ص ۴۲۲)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ جَوَازِ تَرْكِ الْاَذَانِ لِمَنْ صَلّٰى فِيْ بَيْتِهٖ

گھر میں نماز پڑھنے والے کے لئے اذان چھوڑ دینے کے جواز کا بیان

268- عَنِ الْاَسْوَدِ وَعَلْقَمَةَ قَالَا اَتَيْنَا عَبْدَ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ دَارِهٖ فَقَالَ اَصَلّٰى هٰؤُلَاءِ خَلْفَكُمْ قُلْنَا لَا قَالَ قُوْمُوْا فَصَلُّوْا وَلَمْ يَاْمُرْ بِاَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ مُسْلِمٌ وَاٰخَرُوْنَ. (مصنف ابن ابی شیبۃ' کتاب الاذان' باب من کان یقول یجزیہ ان یصلی ... الخ' جلد 1 صفحہ 220)

حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور علقمہ روایت کرتے ہیں۔ ہم عبداللہ بن مسعود کے پاس آئے ان کے گھر میں تو انہوں نے فرمایا کیا انہوں نے تمہارے پیچھے نماز پڑھی ہے تو ہم نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو اور آپ نے اذان اور اقامت کا حکم نہیں دیا اسے ابن ابی شیبہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا ہے۔

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وجیز امام کروری میں ہے:

ويكره للرجال اداء الصلوة بجماعة فى مسجد بلا اعلامين لا فى المفازة والكروم والبيوت. الخ

مردوں کے لئے مسجد میں فرائض کی جماعت اذان واقامت کے بغیر مکروہ ہے، جنگل، گھنے باغوں اور گھروں میں مکروہ نہیں الخ۔ (فتاویٰ بزازیہ علی حاشیہ فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلوٰۃ فصل الاول فی الاذان، مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۴ / ۲۴)

اقول: قوله بلا اعلامين اى بدون الجمع بينهما فنافى الكراهة هو الايتان بهما لا باحدهما بدليل قوله لا فى المفازة الخ فان ترك اعلام الشروع مكروه مطلقا ولو فى المفازة وقد نص على الاساءة فى تركهما.

قول (یعنی مبسوط) اس کا قول (لا) یعنی اذان واقامت کو جمع کیے بغیر لہٰذا منافی کراہت دونوں کے ساتھ نماز باجماعت ادا کرنا ہے نہ صرف ایک کے ساتھ اس کا قول لا فی المفازۃ الخ اس پر دلیل ہے کیونکہ جماعت کے ساتھ اذان کا ترک ہر حال میں مکروہ ہے خواہ جنگل میں ہو اور ان دونوں کے ترک پر اساءت کی تصریح ہے۔

درر و غرر علامہ مولیٰ خسرو میں ہے:

(أتی بهما) ای الاذان والاقامة (المسافر والمصلی فی المسجد جماعة وفی بيته بمصر وكره للاول) ای المسافر (تركها) ای الاقامة (وللثانی) ای للمصلی فی المسجد (تركه) انی الاذان (يحف) ای كالاقامه. (الدرر الحکام شرح غرر الاحکام باب الاذان مطبوعہ مطبع احمد کامل الکائنۃ فی دار السعادت مصر ۱/۵۶)

(ان دونوں کو بجالائے) یعنی اذان واقامت کے ساتھ (مسافر اور نمازی مسجد میں جماعت کے لئے اور شہر میں گھر پر نماز ادا کرنے والا، اور پہلے کے لئے مکروہ ہے) یعنی مسافر کے لئے (اس کا چھوڑنا) یعنی تکبیر کا (اور دوسرے کے لئے) یعنی مسجد میں نماز ادا کرنے والے کے لئے (اس کا چھوڑنا) یعنی اذان کا (بھی) یعنی اقامت کی طرح مکروہ ہے۔

(الفتاوی الرضویہ، ج۷، ص۹۲)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوی رضویہ جلد ۵ تا ۸، مراۃ المناجیح ج ۱، بہار شریعت جلد ۱ حصہ سوم، اور جنتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔

بَابُ اِسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ

قبلہ کی طرف منہ کرنے کا بیان

269- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَهُوَ بِمَكَّةَ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَالْكَعْبَةُ بَيْنَ يَدَيْهِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

(مسند احمد جلد 1 صفحہ 325) (ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ درانحالیکہ آپ مکہ میں تھے تو کعبہ آپ کے سامنے ہوتا تھا۔ اسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: قبلہ کی تبدیلی

جب تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ میں رہے خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے مگر ہجرت کے بعد جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو خداوند تعالیٰ کا یہ حکم ہوا کہ آپ اپنی نمازوں میں "بیت المقدس" کو اپنا قبلہ بنائیں۔ چنانچہ آپ سولہ یا سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے رہے مگر آپ کے دل کی تمنا یہی تھی کہ کعبہ ہی کو قبلہ

بنایا جائے۔ چنانچہ آپ اکثر آسمان کی طرف چہرہ اٹھا اٹھا کر اس کے لئے وحی الٰہی کا انتظار فرماتے رہے یہاں تک کہ ایک دن اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قلبی آرزو پوری فرمانے کے لئے قرآن کی پ ۲، البقرۃ: ۱۴۴ آیت نازل فرمادی کہ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبیلۂ بنی سلمہ کی مسجد میں نماز ظہر پڑھا رہے تھے کہ حالت نماز ہی میں یہ وحی نازل ہوئی اور نماز ہی میں آپ نے بیت المقدس سے مڑ کر خانہ کعبہ کی طرف اپنا چہرہ کر لیا اور تمام مقتدیوں نے بھی آپ کی پیروی کی۔ اس مسجد کو جہاں یہ واقعہ پیش آیا "مسجد القبلتین" کہتے ہیں اور آج بھی یہ تاریخی مسجد زیارت گاہ خواص وعوام ہے جو شہر مدینہ سے تقریباً دو کیلومیٹر دور جانب شمال مغرب واقع ہے۔

270- وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيْنَا النَّاسُ بِقُبَآءٍ فِيْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ اِذْ جَآءَ هُمْ اٰتٍ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْاٰنٌ وَّقَدْ اُمِرَ اَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَكَانَتْ وُجُوْهُهُمْ اِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا اِلَى الْكَعْبَةِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں۔ اس دوران کہ لوگ مسجد قبا میں صبح کی نماز میں مشغول تھے کہ ان کے پاس ایک آنیوالا آیا اور اس نے کہا کہ گزشتہ رات نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا اور آپ کو حکم دیا گیا کہ آپ کعبہ کی طرف منہ کرلیں پس تم بھی کعبہ کی طرف منہ کرلو تو ان کے چہرے شام کی طرف تھے تو وہ کعبہ کی طرف پھر گئے۔ اس حدیث کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے۔

(بخاری' کتاب الصلوۃ' باب ماجاء فی القبلۃ... الخ' جلد 1 صفحہ 58) (مسلم' کتاب المساجد' باب تحویل القبلۃ من القدس الی الکعبۃ' جلد 1 صفحہ 200)

271- وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اَوَّلَ مَا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ نَزَلَ عَلٰى اَجْدَادِهٖ اَوْ قَالَ اَخْوَالِهٖ مِنَ الْاَنْصَارِ وَاَنَّهٗ صَلّٰى قِبَلَ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا اَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَّكَانَ يُعْجِبُهٗ اَنْ تَكُوْنَ قِبْلَتُهٗ قِبَلَ الْبَيْتِ وَاَنَّهٗ صَلّٰى اَوَّلَ صَلٰوةٍ صَلَّاهَا صَلٰوةَ الْعَصْرِ وَصَلّٰى مَعَهٗ قَوْمٌ فَخَرَجَ رَجُلٌ مِّمَّنْ صَلّٰى مَعَهٗ فَمَرَّ عَلٰى اَهْلِ مَسْجِدٍ وَّهُمْ رَاكِعُوْنَ فَقَالَ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ لَقَدْ صَلَّيْتُ

حضرت براء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب پہلی مرتبہ مدینہ تشریف لائے تو اپنے انصار ننھیال یا اپنے ماموں کے پاس اترے اور بے شک آپ نے سولہ یا سترہ مہینے بیت المقدس کی جانب منہ کرکے نماز پڑھی اور آپ کو یہ پسند تھا کہ آپ کا قبلہ بیت اللہ کی جانب ہو اور بے شک آپ نے سب سے پہلی نماز جو بیت اللہ کی طرف پڑھی وہ عصر کی نماز تھی اور آپ کے ساتھ کچھ لوگوں نے بھی نماز پڑھی تو آپ کے ساتھ نماز پڑھنے

مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ مَكَّةَ فَدَارُوْا كَمَا هُمْ قِبَلَ الْبَيْتِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.
(بخاری' کتاب الایمان' باب الصلوٰۃ من الایمان)

والوں میں سے ایک شخص نکلا تو اس کا گزر مسجد والوں کے پاس سے ہوا۔ درانحالیکہ وہ رکوع میں تھے تو اس نے کہا میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ یقیناً میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ المکرمہ کی جانب نماز پڑھی۔ پس وہ اسی حالت میں بیت اللہ کی طرف گھوم گئے۔ اسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔

272-وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ. رَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ وَصَحَّحَهُ وقواه البخاري. (ترمذی' ابواب الصلوٰۃ' باب ما جاء ان بين المشرق والمغرب قبلة' جلد1 صفحہ79)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو مشرق و مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔ اسے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت اور صحیح قرار دیا اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے قوی قرار دیا۔

273-وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا قُمْتَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو نماز کے ارادہ سے کھڑا ہو تو اچھی طرح وضو کر پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے تکبیر کہہ اسے مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔

(مسلم' کتاب الصلوٰۃ' باب وجوب القرأۃ فی کل رکعۃ' جلد1 صفحہ170) (بخاری' کتاب الاستیذان' باب من رد فقال علیک السلام' جلد2 صفحہ924)

274-وَعَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ كَانَ اِذَا سُئِلَ عَنْ صَلَاةِ الْخَوْفِ وَ صَفَهَا ثُمَّ قَالَ فَاِنْ كَانَ خَوْفٌ هُوَ اَشَدَّ مِنْ ذٰلِكَ صَلُّوْا رِجَالًا قِيَامًا عَلٰى اَقْدَامِهِمْ وَ رُكْبَانًا مُّسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ اَوْ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِيْهَا قَالَ نَافِعٌ لَا اُرٰى عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ ذَكَرَ ذٰلِكَ اِلَّا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ

حضرت نافع، ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سے صلوٰۃ الخوف کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے اس کا طریقہ بیان فرمایا۔ پھر کہنے لگے اگر یہ خوف اس سے زیادہ سخت ہو تو تم پیدل اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر نماز پڑھو یا سواری کی حالت میں قبلہ کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے یا قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے بغیر حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے

اَلْبُخَارِيُّ۔ (بخاری' کتاب التفسیر' باب قوله عزوجل وَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا۔۔۔الخ' جلد1 صفحه 651)

ہیں میرا یہی خیال ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی سخت خوف کے موقعہ پر جب اس طرح نماز پڑھنا بھی ممکن نہ ہو تو غازی نماز قضا نہ کریں بھاگتے دوڑتے، پیدل یا سوار جیسے ہو سکے پڑھ لیں مگر پڑھیں وقت میں۔ خیال رہے کہ غزوہ خندق میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پانچ نمازیں قضاء فرما دینا اس خوف کی بنا پر نہ تھا کیونکہ وہاں اس وقت دشمن موجود ہی نہ تھا وقت تنگ تھا، کھدائی زیادہ تھی، نمازوں کا وقت کھدائی میں صرف ہوا، لہٰذا واقعہ خندق نہ منسوخ ہے نہ اس کے مخالف کیونکہ جنگ میں غازیوں کو صرف اپنی جانوں کا خطرہ ہوتا ہے اور جنگ خندق میں سارا مدینہ خطرے میں تھا۔

کیونکہ صحابی کا وہ قول جو عقل سے وراء ہو حدیث مرفوع کے حکم میں ہوتا ہے، اس کی تائید قرآن کریم کی اس آیت سے بھی ہو رہی ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا"۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۶۴۶)

275۔ وَعَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَبِّحُ عَلَى الرَّاحِلَةِ قِبَلَ اَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ وَيُوْتِرُ عَلَيْهَا غَيْرَ اَنَّهُ لَا يُصَلِّيْ عَلَيْهَا الْمَكْتُوْبَةَ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی سواری پر جس جانب متوجہ ہوتے' نفل پڑھتے تھے اور وتر بھی سواری پر پڑھتے سوائے اس کے کہ سواری پر فرض نماز نہیں پڑھتے تھے۔ اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے۔

(بخاری' ابواب تقصیر الصلوٰۃ' باب سینزل للمکتوبة' جلد1 صفحه 148) (مسلم' کتاب صلوٰۃ المسافرین' باب جواز صلوٰۃ النافلة علی الدابة۔۔۔الخ' جلد1 صفحه 244)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی سفر میں نوافل سواری پر ادا فرماتے، ان کے لیے سفر نہ توڑتے اور اس کی پرواہ نہ کرتے کہ رخ قبلہ کو ہو یا نہ ہو، وہاں اس آیت پر عمل تھا "فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ"۔ یہ حدیث گزشتہ حدیث کی شرح ہے جس میں حضرت ابن عمر نے سفر میں نفل پڑھنے والوں پر ناراضی کا اظہار کیا۔ معلوم ہوا کہ وہاں مراد سفر توڑ کر نفل پڑھنا تھا۔

یہ حکم اس وقت تھا جب وتر واجب نہ ہوئے تھے صرف سنت تھے، اب چونکہ وتر واجب ہیں لہٰذا وہ سواری پر نہیں پڑھے جا سکتے۔ چنانچہ حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ آپ وتر کے لیے زمین پر اترتے تھے اور فرماتے تھے کہ حضور صلی

اللہ علیہ وسلم بھی ایسا کیا کرتے تھے، یہ واقعہ وتر کے وجوب کے بعد کا ہے۔ (مرقاۃ) (مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۷۰)

276- وَعَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الرَّاحِلَةِ يُسَبِّحُ يُومِئُ بِرَأْسِهِ قِبَلَ أَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ وَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ ذٰلِكَ فِي الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوبَةِ. أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ.

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے سر کے اشارہ کے ساتھ سواری پر نفل پڑھتے ہوئے دیکھا۔ جس جانب آپ متوجہ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرض نماز میں ایسا نہیں کرتے تھے۔ اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے۔

(بخاری' ابواب تقصیر الصلوۃ' باب سینزل للمکتوبۃ' جلد 1 صفحہ 148) (مسلم' کتاب صلوۃ المسافرین' باب جواز صلوۃ النافلۃ علی الدابۃ...الخ' جلد 1 صفحہ 244)

شرح: استقبال قبلہ کے چند مسائل

پوری نماز میں خانہ کعبہ کی طرف منہ کرنا نماز کی شرط اور ضروری حکم ہے۔ لیکن چند صورتوں میں اگر قبلہ کی طرف منہ نہ کرے پھر بھی نماز جائز ہے۔ مثلاً

مسئلہ:۔ جو شخص دریا میں کسی تختہ پر بہا جا رہا ہو اور اسے صحیح اندیشہ ہو کہ منہ پھیرنے سے ڈوب جائے گا اس طرح کی مجبوری سے وہ قبلہ کی طرف منہ نہیں کر سکتا۔ تو اس کو چاہیے کہ وہ جس رخ بھی نماز پڑھ سکتا ہے پڑھ لے۔ اس کی نماز ہو جائے گی۔ اور بعد میں اس نماز کو دہرانے کی بھی ضرورت نہیں۔

(الفتاوی الھندیۃ، الباب الثالث، الفصل الثالث فی استقبال القبلۃ، ج ۱، ص ۶۳)

مسئلہ:۔ بیمار میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ قبلہ کی طرف منہ کر سکے اور وہاں دوسرا ایسا کوئی آدمی بھی نہیں ہے جو کعبہ کی طرف اس کا منہ کر دے تو اس مجبوری کی حالت میں جس طرف بھی منہ کر کے نماز پڑھ لے گا اس کی نماز ہو جائے گی اور اس نماز کو بعد میں دہرانے کی بھی ضرورت نہیں۔ (الفتاوی الھندیۃ، الباب الثالث، الفصل الثالث فی استقبال القبلۃ، ج ۱، ص ۶۳)

مسئلہ:۔ چلتی ہوئی کشتی میں اگر نماز پڑھے تو تکبیر تحریمہ کے وقت قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز شروع کر دے اور جیسے جیسے کشتی گھومتی جائے خود بھی قبلہ کی طرف منہ پھیرتا رہے اگرچہ فرض نماز ہو یا نفل۔ (غنیۃ المستملی، فروع فی شرح الطحاوی، ص ۲۲۵)

مسئلہ:۔ اگر یہ نہ معلوم ہو کہ قبلہ کدھر ہے اور وہاں کوئی بتانے والا بھی نہ ہو تو نمازی کو چاہیے کہ اپنے دل میں سوچے اور جدھر قبلہ ہونے پر دل جم جائے اسی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے۔ اس کے حق میں وہی قبلہ ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، الباب الثالث، الفصل الثالث فی استقبال القبلۃ، ج ۱، ص ۶۴)

مسئلہ:۔ جس طرف دل جم گیا تھا ادھر منہ کر کے نماز پڑھ رہا تھا پھر نماز کے درمیان ہی میں اس کی یہ رائے بدل گئی کہ

قبلہ دوسری طرف ہے یا اس کو اپنی غلطی معلوم ہوگئی تو اس پر فرض ہے کہ فوراً ہی اس طرف گھوم جائے اور پہلے جتنی رکعتیں پڑھ چکا ہے اس میں کوئی خرابی نہیں آئے گی اسی طرح اگر نماز میں اس کو چاروں طرف بھی گھومنا پڑا پھر بھی اس کی نماز ہو جائے گی۔ اور اگر رائے بدلتے ہی یا غلطی ظاہر ہوتے ہی دوسری طرف نہیں گھوما۔ اور تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے برابر دیر لگادی تو اس کی نماز نہ ہوگی۔ (ردالمحتار مع الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، مطلب مسائل التحری فی القبلۃ، ج ۲، ص ۱۴۴)

مسئلہ:۔ نمازی نے اگر بلا عذر قصداً جان بوجھ کر قبلہ سے سینہ پھیر دیا تو اگرچہ فوراً ہی اس نے قبلہ کی طرف سینہ پھرا لیا پھر بھی اس کی نماز ٹوٹ گئی اور وہ پھر سے نماز پڑھے۔ (صغیری شرح منیۃ المصلی، شرائط الصلاۃ، الشرط الرابع، ص ۱۲۵)

بَابُ سُتْرَةِ الْمُصَلِّيْ — نمازی کے (سامنے) سترہ کا بیان

شرح: سترہ

سترہ سُتر سے بنا ہے، بمعنی ڈھانپنا۔ سترہ کے لغوی معنی ہیں چھپانے والی چیز یعنی آڑ۔ شریعت میں سترہ وہ چیز ہے جو نمازی اپنے سامنے رکھے تاکہ اس سترہ کے پیچھے سے لوگ گزر سکیں، اس کی لمبائی کم از کم ایک ہاتھ (۲/۱ ۱ فٹ) اور موٹائی ایک انگل چاہیے۔ بغیر سترہ نمازی کے آگے سے گزرنا حرام مگر حرم شریف کی مسجد میں جائز ہے۔ مرقات نے فرمایا کہ اگر صف اول میں لوگوں نے خالی جگہ چھوڑی ہو تو بعد میں آنے والا صفوں کے سامنے سے گزرتا ہوا وہاں پہنچے اور جگہ پر کرے کیونکہ اس میں قصور جماعت والوں کا ہے نہ کہ اس کا۔ (مراٰۃ المناجیح ج ۲ ص ۱)

277۔ عَنْ أَبِي جُهَيْمِ بْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِيْنَ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

حضرت ابوجہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والا جانے کہ اس پر کتنا گناہ لازم آیا تو اس کے نزدیک چالیس (سال) کھڑے رہنا نمازی کے آگے سے گزرنے کی بہ نسبت بہتر ہوتا۔ اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

(بخاری' کتاب الصلوٰۃ' باب اسم المار بین یدی المصلی' جلد 1 صفحہ 73) (مسلم' کتاب الصلوٰۃ' باب سترۃ المصلی... الخ' جلد 1 صفحہ 197)

شرح: مُفَسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

آپ صحابی ہیں، ابی ابن کعب کے بھانجے، آپ کا نام عبداللہ ابن حارث ابن صمہ انصاری ہے، امیر معاویہ کے زمانہ میں وفات پائی۔

ظاہر یہ ہے کہ چالیس سال فرمایا ہوگا جیسا کہ بعض روایات میں ہے۔ مطلب اس کا ظاہر ہے۔ چالیس کا عدد اس لیے

ارشاد فرمایا کہ انسان کا ہر حال چالیس پر ہی تبدیل ہوتا ہے، ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک نطفہ، پھر چالیس دن تک خون، پھر چالیس دن تک جمی بوٹی، پھر پیدائش کے بعد چالیس دن تک ماں کو نفاس، پھر چالیس سال تک عمر کی پختگی اس لیئے بعد وفات چالیس روز تک مسلسل فاتحہ کی جاتی ہے اور چالیسویں کی فاتحہ اہتمام سے ہوتی ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵)

278- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ عَنْ سُتْرَةِ الْمُصَلِّيْ فَقَالَ كَمُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم' کتاب الصلوۃ' باب سترۃ المصلی... الخ' جلد 1 صفحہ 195)

سیّدہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نمازی کے سترہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر ہو۔ اسے مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔

279- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ يُصَلِّيْ فَاِنَّهٗ يَسْتُرُهٗ اِذَا كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلُ اٰخِرَةِ الرَّحْلِ فَاِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلُ اٰخِرَةِ الرَّحْلِ فَاِنَّهٗ يَقْطَعُ صَلٰوتَهُ الْحِمَارُ وَالْمَرْاَةُ وَالْكَلْبُ الْاَسْوَدُ قُلْتُ يَا اَبَا ذَرٍّ مَا بَالُ الْكَلْبِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْكَلْبِ الْاَحْمَرِ مِنَ الْكَلْبِ الْاَصْفَرِ قَالَ يَا ابْنَ اَخِيْ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا سَاَلْتَنِيْ فَقَالَ الْكَلْبُ الْاَسْوَدُ شَيْطَانٌ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ اِلَّا الْبُخَارِيَّ.

حضرت عبداللہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ' ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب نمازی کے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز ہو تو وہ اس کا سترہ بن جاتی ہے اور جب اس کے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز نہ ہو تو بے شک اس کی نماز کو گدھا' عورت اور سیاہ کتا توڑ دیتے ہیں۔ میں نے ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ سیاہ سرخ اور زرد رنگ کے کتے میں کیا فرق ہے تو انہوں نے فرمایا اے بھتیجے میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا جیسا کہ تو نے کیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سیاہ کتا شیطان ہے۔ اسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ محدثین کی ایک جماعت نے روایت فرمایا۔

(مسلم' کتاب الصلوۃ' باب سترۃ المصلی... الخ' جلد 1 صفحہ 197) (ترمذی' ابواب الصلوۃ' باب ما جاء انه لا يقطع الصلوۃ الا الكلب... الخ' جلد 1 صفحہ 79) (ابوداؤد' کتاب الصلوۃ' باب ما يقطع الصلوۃ' جلد 1 صفحہ 102) (نسائی'

كتاب القبلة' باب ذكر ما يقطع الصلوة وما لا يقطع' جلد 1 صفحه 122) (ابن ماجة' ابواب اقامة الصلوات' باب ما يقطع الصلوة' صفحه 68) (مسند احمد جلد 5 صفحه 151)

280- وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَضَعَ اَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلَ مُؤَخِّرَةِ الرَّحْلِ فَلْيُصَلِّ وَلَا يُبَالِ مَنْ مَرَّ وَرَآءَ ذٰلِكَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم' كتاب الصلوة' باب سترة المصلى... الخ' جلد 1 صفحه 195)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کی مثل کوئی چیز رکھ لے تو اسے چاہئے کہ وہ نماز پڑھے اور پرواہ نہ کرے۔ ان چیزوں کی جو اس کے پیچھے سے گزریں۔ اسے مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔

281- وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْاَةُ. رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کتا' گدھا اور عورت نماز کو توڑ دیتے ہیں۔ اسے بزار نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(كشف الاستار عن زوائد البزار' كتاب الصلوٰة' باب ما يقطع الصلوٰة' جلد 1 صفحه 281' برقم: 582)

282- وَعَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِيْ بَادِيَةٍ لَّنَا وَمَعَهٗ عَبَّاسٌ فَصَلّٰى فِيْ صَحْرَآءَ لَيْسَ بَيْنَ يَدَيْهِ سُتْرَةٌ وَّحِمَارَةٌ لَّنَا وَكَلْبَةٌ تَعْبَثَانِ بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَا بَالٰى بِذٰلِكَ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَآئِيُّ نَحْوَهٗ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

(ابوداؤد' كتاب الصلوة' باب من قال الكلب لا يقطع الصلوة' جلد 1 صفحه 104) (نسائى' كتاب القبلة' باب ذكر ما يقطع الصلوة وما لا يقطع... الخ' جلد 1 صفحه 123)

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم اپنے صحراء میں تھے۔ آپ کے ساتھ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے تو آپ نے کھلے صحراء میں نماز پڑھائی حالانکہ آپ کے سامنے سترہ بھی نہ تھا اور ہماری گدھی اور کتیا آپ کے سامنے کھیل رہی تھیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور نسئی نے اسی کی مثل بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

283- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جِئْتُ اَنَا وَغُلَامٌ مِّنْ بَنِيْ هَاشِمٍ عَلٰى حِمَارٍ فَمَرَرْنَا بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں اور بنو ہاشم کا ایک لڑکا گدھے پر سوار ہو کر آئے۔ پس ہم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

يُصَلِّي فَنَزَلْنَا عَنْهُ وَتَرَكْنَا الْحِمَارَ يَأْكُلُ مِنْ بَقْلِ الْأَرْضِ أَوْ قَالَ نَبَاتِ الْأَرْضِ فَدَخَلْنَا مَعَهُ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ رَجُلٌ أَكَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ قَالَ لَا رَوَاهُ أَبُو يَعْلٰى. وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ (مسند ابو يعلى جلد 4صفحه 311' برقم: 96(2423)

سامنے سے گزرے درانحالیکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ پس ہم اس سے اتر گئے اور گدھے کو زمین سے گھاس چرنے کے لئے چھوڑ دیا (راوی کو شک ہے کہ بقل الارض کہا یا نبات الارض) پھر ہم آپ کے ساتھ نماز میں شامل ہو گئے (تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے ہوئے) ایک شخص نے کہا کیا ان کے سامنے نیزہ تھا تو آپ نے فرمایا نہیں۔ اس حدیث کو ابو یعلی نے روایت کیا ہے اور اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

284- وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِالنَّاسِ فَمَرَّ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ حِمَارٌ فَقَالَ عَيَّاشُ بْنُ رَبِيعَةَ سُبْحَانَ اللهِ سُبْحَانَ اللهِ سُبْحَانَ اللهِ فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ الْمُسَبِّحُ آنِفًا سُبْحَانَ اللهِ قَالَ أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي سَمِعْتُ أَنَّ الْحِمَارَ يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ قَالَ لَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ شَيْءٌ. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(دار قطنی' كتاب الصلوة' باب صفة السهو فی الصلوة واحكامه...الخ' جلد 1 صفحه 367)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی تو لوگوں کے سامنے سے گدھا گزرا تو حضرت عیاش بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین مرتبہ کہا سبحان اللہ سبحان اللہ سبحان اللہ۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو فرمایا ابھی کون سبحان اللہ کہہ رہا تھا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں تھا۔ بے شک میں نے سنا ہے کہ گدھا نماز کو توڑ دیتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی۔ اسے دار قطنی نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

285- وَعَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُولُ لَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ شَيْءٌ مِمَّا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي. رَوَاهُ مَالِكٌ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ نمازی کے سامنے سے گزرنے والی چیزوں میں سے کوئی چیز نماز کو نہیں توڑتی۔ اسے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مؤطا امام مالک' كتاب قصر الصلوة فی السفر' باب الرخصة في المرور بين يدى المصلى' صفحه 140)

286- وَعَنْهُ قَالَ قِيْلَ لِابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّ عَبْدَاللهِ بْنَ عَيَّاشِ بْنِ اَبِيْ رَبِيْعَةَ يَقُوْلُ يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا لَا يَقْطَعُ صَلٰوةَ الْمُسْلِمِ شَيْءٌ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

آپ ہی بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کہ عبداللہ بن عیاش بن ابوربیعہ کہتے ہیں کہ کتا اور گدھا نماز کو توڑ دیتے ہیں تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مسلمان کی نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی۔ اس حدیث کو امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اسکی سند صحیح ہے۔

(طحاوی 'کتاب الصلوٰۃ' باب المرور بین یدی المصلی... الخ' جلد 1 صفحہ 312)

شرح: نمازی کے آگے سے گزرنے کے بارے میں ۱۵ اَحکام

(۱) میدان اور بڑی مسجد میں نمازی کے قدم سے مَوضَعِ سُجود تک گزرنا جائز ہے۔ مَوضَعِ سُجود سے مُراد یہ ہے کہ قیام کی حالت میں سجدہ کی جگہ نظر جمائے تو جتنی دُور تک نگاہ پھیلے وہ مَوضَعِ سُجود ہے۔ اس کے درمیان سے گزرنا جائز نہیں۔

(عالمگیری، ج۱، ص۱۰۴، دُرِّمُختار ج۲ ص۴۷۹)

مَوضَعِ سُجود کا فاصِلہ اندازاً قدم سے لے کر تین گز تک ہے لہٰذا میدان میں نمازی کے قدم کے تین گز کے بعد سے گزرنے میں حَرَج نہیں۔ (قانونِ شریعت حصہ اوّل ص ۱۱۴)

(۲) مکان اور چھوٹی مسجِد میں نمازی کے آگے اگر سُترہ (یعنی آڑ) نہ ہو تو قدم سے دیوارِ قبلہ تک کہیں سے گزرنا جائز نہیں۔ (عالمگیری، ج۱، ص۱۰۴)

(۳) نمازی کے آگے سُترہ یعنی کوئی آڑ ہو تو اُس سُترہ کے بعد سے گزرنے میں کوئی حَرَج نہیں (اَیضاً)

(۴) سُترہ کم از کم ہاتھ (یعنی تقریباً آدھا گز) اُونچا اور اُنگلی برابر موٹا ہونا چاہئے۔ (دُرِّمُختار ج۲ ص۴۸۴)

(۵) دَرَخت، آدمی اور جانور وغیرہ کا بھی سُترہ ہو سکتا ہے۔ (غُنیہ ص۳۶۷)

(۶) انسان کو اِس حالت میں سُترہ کیا جائے جبکہ اُس کی پیٹھ نمازی کی طرف ہو کہ نمازی کی طرف منہ کرنا منع ہے۔

(بہارِ شریعت حصہ ۳ ص ۱۸۴)

(اگر نماز پڑھنے والی کے چہرے کی طرف کسی نے مُنہ کیا تو اب کراہت نمازی پر نہیں اُس مُنہ کرنیوالی پر ہے)

(۷) ایک شخص نمازی کے آگے سے گزرنا چاہتا ہے اگر دوسرا شخص اُسی کو آڑ بنا کر اس کے چلنے کی رفتار کے عین مطابق اُس کے ساتھ ہی ساتھ گزر جائے تو جو نمازی سے قریب ہے وہ گنہگار ہوگا اور دوسرے کیلئے یہ پہلا شخص سُترہ (یعنی آڑ) بھی بن گیا۔ (عالمگیری، ج1، ص104)

(۸) اگر کوئی اس قدر اونچی جگہ پر نماز پڑھ رہی ہے کہ گزرنے والی کے اَعضاء نمازی کے سامنے نہیں ہوئے تو گزرنے میں

حرج نہیں۔ (بہارِ شریعت حصہ 3 ص 183 مکتبۃ المدینہ)

(۹) دو عورتیں نمازی کے آگے سے گزرنا چاہتی ہیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ ان میں سے ایک نمازی کے سامنے پیٹھ کر کے کھڑی ہو جائے۔ اب اس کو آڑ بنا کر دوسری گزر جائے۔ پھر دوسری پہلی کی پیٹھ کے پیچھے نمازی کی طرف پیٹھ کر کے کھڑی ہو جائے۔ اب پہلی گزر جائے پھر وہ دوسری جدھر سے آئی تھی اُسی طرف ہٹ جائے۔

(عالمگیری ج1 ص104، رَدُّ الْمُحتار ج2 ص483)

(۱۰) کوئی نمازی کے آگے سے گزرنا چاہتی ہے تو نمازی کو اجازت ہے کہ وہ اسے گزرنے سے روکے خواہ "سُبْحٰنَ اللّٰہ" کہے یا جہر (یعنی بلند آواز سے) قراءت کرے یا ہاتھ یا سر یا آنکھ کے اشارے سے منع کرے۔ اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ مثلاً کپڑا پکڑ کر جھٹکنا یا مارنا بلکہ اگر عملِ کثیر ہو گیا تو نماز ہی جاتی رہی۔

(دُرِّمختار، رَدُّ المُحتار، ج۲ ص ۴۸۵)

(۱۱) تسبیح و اشارہ دونوں کو بلاضرورت جمع کرنا مکروہ ہے۔ (دُرِّمختار، ج۲ ص ۴۸۶)

(۱۲) عورت کے سامنے سے گزرے تو عورت تَصْفِیق (تَص۔ فِیق) سے منع کرے یعنی سیدھے ہاتھ کی انگلیاں اُلٹے ہاتھ کی پُشت پر مارے۔ (ایضاً)

(۱۳) اگر مرد نے تَصْفِیق کی اور عورت نے تسبیح کہی تو نماز فاسد نہ ہوئی مگر خلافِ سنّت ہوا (ایضاً ص ۴۸۷)

(۱۴) طواف کرنے والی کو دورانِ طواف نمازی کے آگے سے گزرنا جائز ہے۔ (رَدُّ المُحتار، ج۲ ص ۴۸۲)

(۱۵) سعی کے دوران نمازی کے آگے سے گزرنا جائز نہیں۔

287- وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ اَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَا يَقْطَعُ صَلٰوةَ الْمُسْلِمِ شَيْئٌ وَّادْرَءُ وْا عَنْهَا مَا اسْتَطَعْتُمْ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

(طحاوی، کتاب الصلوٰۃ، باب المرور بین یدی المصلی... الخ، جلد1 صفحہ312)

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مسلمان کی نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی اور جتنی تم استطاعت رکھتے ہو اسے نماز سے دور کرو۔ اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یعنی نمازی کے آگے سے کسی چیز کا گزر جانا نماز کو باطل نہیں کرتا لہٰذا یہ حدیث توڑنے کی روایت کے خلاف نہیں کہ وہاں حضورِ قلبی کا توڑنا مراد ہے نہ کہ اصل نماز کا اور یہاں اصل نماز توڑنے کی نفی ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۴)

288- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ فَلْیَجْعَلْ تِلْقَآءَ وَجْهِهٖ شَیْئًا فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ فَلْیَنْصِبْ عَصًا فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ مَّعَهٗ عَصًا فَلْیَخْطُطْ خَطًّا ثُمَّ لَا یَضُرُّهٗ مَا مَرَّ اَمَامَهٗ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَاَحْمَدُ وَاِسْنَادُهٗ ضَعِیْفٌ۔

کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمہیں سے کوئی ایک نماز پڑھے تو وہ اپنے چہرے کے سامنے کوئی چیز رکھ دے۔ اگر وہ نہ پائے تو عصٰی گاڑ دے اور اگر وہ بھی نہ پائے تو خط کھینچ دے۔ پھر اس کے آگے سے گزرنے والی کوئی چیز اسے نقصان نہیں دے گی۔ اسے ابوداؤد ابن ماجہ اور احمد نے روایت کیا اور اس کی سند ضعیف ہے۔

(ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب الخط اذا لم یجد عصا' جلد 1 صفحہ 100) (ابن ماجة' کتاب الصلوٰۃ' باب ما یستر المصلی' صفحہ 68) (مسند احمد جلد 2 صفحہ 249)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی ایک ہاتھ لمبی اور ایک انگل موٹی کوئی چیز جیسا کہ پچھلی احادیث میں صراحتًا گزر گیا۔ بعض نمازی اپنے آگے چاقو یا پیالہ وغیرہ رکھ لیتے ہیں سخت غلطی کرتے ہیں وہ حدیث کا مطلب نہیں سمجھے۔

خط کھینچنے کی حدیث مضطرب ہے ضعیف بھی۔ دیکھو مرقات، لمعات وغیرہ۔ اس لیے اکثر علماء نے اس پر عمل نہ کیا وہ خط کو محض بے کار سمجھتے ہیں۔ بعض نے فرمایا کہ اس خط کی وجہ سے سامنے گزرنے کا اثر نماز پر نہ ہوگا اس کی نماز خراب نہ ہوگی مگر اس سے گزرنا جائز نہ ہوگا اور گزرنے والا گنہگار بھی ہوگا اسی لیے یہاں لَا یَضُرُّهٗ فرمایا یعنی نمازی کو مضر نہیں نہ کہ گزرنے والے کو، مگر صحیح قول جمہور ہی کا ہے کیونکہ خط نہ تو آڑ بنتا ہے نہ کسی کو نظر ہی آتا ہے تو اس کا ہونا نہ ہونا یکساں ہے۔

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۰)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوٰی رضویہ جلد ۵ تا ۷، مراۃ المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ۱ حصہ سوم، اور جنتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔

بَابُ الْمَسَاجِدِ

مسجدوں کا بیان

289- عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ م بَنٰی مَسْجِدًا لِلّٰہِ تَعَالٰی بَنَی اللّٰہُ لَهٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ۔ رَوَاهُ الشَّیْخَانِ۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ کے لئے مسجد بنائی اللہ اس کے لئے جنت میں محل بنائے گا۔ اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے۔

(مسلم' کتاب المساجد' باب فضل بناء المساجد...الخ' جلد 1 صفحہ 201) (بخاری' کتاب الصلوٰۃ' باب من بنی مسجدًا' جلد 1 صفحہ 64)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوی رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
صحیح حدیث میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

من بنی اللہ مسجدا زاد فی روایۃ ولو کمفحص قطاۃ بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ زاد فی روایۃ من در ویاقوت۔ (مسند احمد بن حنبل مروی از مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما دارالفکر بیروت ۱/۲۴۱)(سنن ابن ماجہ ابواب المساجد باب من بنی للہ مسجدا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۵۴)(المعجم الاوسط حدیث ۵۰۵۵ مکتبۃ المعارف الریاض ۶/۲۷)

جو اللہ عزوجل کے لئے مسجد بنائے اگرچہ ایک چھوٹی سی چڑیا کے گھونسلے کے برابر، اللہ عزوجل اس کے لئے جنت میں موتی اور یاقوت کا محل تیار فرمائے گا۔

اور اس میں ہر وہ شخص جو کسی قدر چندہ سے شریک ہوا، داخل ہے۔ ساری مسجد بنانے پر یہ ثواب موقوف نہیں۔ مدینہ طیبہ میں خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنائی، پھر امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں زیادت فرمائی، پھر امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اس کی تعمیر میں افزائش فرمائی، اس پر یہی حدیث روایت کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (الفتاوی الرضویۃ، ج ۱۶، ص ۳۲۵)

290- وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِی الْجَمَاعَةِ تُضَعَّفُ عَلٰی صَلَاتِهٖ فِیْ بَیْتِهٖ وَفِیْ سُوْقِهٖ خَمْسًا وَّعِشْرِیْنَ ضِعْفًا وَّذٰلِكَ اَنَّهٗ اِذَا تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَی الْمَسْجِدِ لَا یُخْرِجُهٗ اِلَّا الصَّلٰوةُ لَمْ یَخْطُ خَطْوَةً اِلَّا رُفِعَتْ لَهٗ بِهَا دَرَجَةٌ وَّحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِیْئَةٌ فَاِذَا صَلّٰی لَمْ تَزَلِ الْمَلٰٓئِكَةُ تُصَلِّیْ عَلَیْهِ مَا دَامَ فِیْ مُصَلَّاهُ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْهِ اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ وَلَا یَزَالُ اَحَدُكُمْ فِیْ صَلٰوةٍ مَّا انْتَظَرَ الصَّلٰوةَ۔ رَوَاهُ الشَّیْخَانِ۔ (بخاری' کتاب الاذان' باب فضل صلوٰۃ الجماعۃ' جلد 1 صفحہ 89) (مسلم' کتاب المساجد' باب فضل الصلوٰۃ المکتوبۃ جماعۃ' جلد 1 صفحہ 234)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اس کے گھر اور بازار میں نماز سے پڑھنے سے پچیس گنا زیادہ ثواب کا کام ہے وہ اس طرح کہ جب وہ اچھی طرح وضو کرے پھر مسجد کی طرف نکلے اور اسے نماز ہی (گھر سے) نکالنے والی ہو۔ ہو کوئی قدم نہیں اٹھائے گا مگر اس کے لئے اس قدم کے بدلے ایک درجہ بلند ہوگا اور اس کا ایک گناہ مٹا دیا جائیگا۔ پھر جب وہ نماز پڑھتا ہے تو فرشتے اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ جب تک وہ اپنی نماز کی جگہ میں ہو (ان الفاظ کے ساتھ) کہ اے اللہ اس کی مغفرت فرما۔ اے اللہ اس پر رحم فرما اور تم میں سے کوئی ایک اس وقت تک نماز میں رہتا ہے جب

تک وہ نماز کا انتظار کرتا رہتا ہے جب تک وہ نماز کا انتظار کرتا رہتا ہے۔ اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یہاں بازار سے مراد دکان ہے نہ کہ بازار کی مسجد، بعض مسجدوں میں ۲۵ کا ثواب ہے، بعض میں ۲۷ کا، بعض میں ۵۰۰ کا، جیسی مسجد ہو، جیسی جماعت، جیسا امام ویسا ثواب، لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں جو کوئی اپنے گھر میں جماعت کرالے وہ بھی مسجد کے ثواب سے محروم ہے۔

معلوم ہوا کہ گھر سے وضو کر کے مسجد کو جانا ثواب ہے کیونکہ یہ چلنا عبادت ہے اور عبادت باوضو افضل۔ بعض لوگ بیمار پرسی کرنے باوضو جاتے ہیں۔

یہ گنہگاروں کے لیے ہے۔ نیک کاروں کے لئے ہر قدم پر دو نیکیاں اور دو درجے بلند کیونکہ جس چیز سے گنہگاروں کے گناہ معاف ہوتے ہیں اس سے بے گناہوں کے درجے بڑھتے ہیں۔

غالبًا یہاں صلوۃ سے مراد اخروی رحمت ہے اور رحم سے مراد دنیوی رحمت یا صلوٰۃ سے مراد خاص رحمت ہے اور رحم سے مراد عام رحمت، اور بہت سی توجیہیں ہوسکتی ہیں۔

یعنی انتظار نماز کے سوا اور کسی وجہ سے مسجد میں نہیں بیٹھتا گویا نماز ہی میں رہتا ہے، اسی لیے اس وقت انگلیوں کی "تشبیک" منع ہے۔

یعنی فرشتوں کی یہ دعائیں اس وقت تک ملیں گی جب تک وہ کسی نمازی کو ستائے نہیں، اور وہاں ریح نہ نکالے۔ خیال رہے کہ غیر معتکف کو مسجد میں ریح نکالنا منع ہے، معتکف چونکہ مسجد ہی میں رہتا ہے اس لئے اسے معافی ہے۔

(مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۴۶۲)

291- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ اَسْوَاقُهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

آپ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے نزدیک شہروں کی پسندیدہ جگہیں ان کی مسجدیں ہیں اور سب سے بڑی جگہ ان کے بازار ہیں۔ اسے مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

(مسلم 'کتاب المساجد' باب فضل الجلوس فی مصلاہ... الخ' جلد 1 صفحہ 236)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

کیونکہ مسجدوں میں اکثر ذکر اللہ کے لیے حاضری ہوتی ہے اور بازاروں میں اکثر جھوٹ، فریب، غیبت وغیرہ، اگر چہ

کبھی مسجدوں میں بھی جوتی چور اور بازاروں میں بھی اولیاء اللہ چلے جاتے ہیں اسی لیے فرمایا گیا کہ تم ان لوگوں میں سے ہونا کہ جن کا جسم بازار میں اور دل مسجد میں ہے، ان میں سے نہ ہو جن کا جسم مسجد میں اور دل بازار میں ہو۔ خیال رہے کہ یہاں شہروں سے مراد عام شہر ہیں۔ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ ان سے علیحدہ ہیں۔ وہاں کے تو گلی کوچے بازار وغیرہ سب خدا کو پیارے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَ هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ" اور فرماتا ہے: "لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ"۔ کیوں نہ ہو کہ یہ محبوب کی نگریاں ہیں ۔

کھائی قرآن نے خاک گزر کی قسم   اس کف پاء کی حرمت پہ لاکھوں سلام

(مراۃ المناجیح ج ۱ ص ٤٥٦)

292- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ فِيْمَا سِوَاهُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری اس مسجد میں نماز پڑھنا اس کے ماسوا میں ہزار نمازیں پڑھنے سے زیادہ بہتر ہے۔ سوائے مسجد حرام کے۔ اس کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

(مسلم' کتاب الحج' باب فضل الصلوة بمسجدی مكة والمدينة' جلد1 صفحه 447) (بخاری' کتاب التهجد والتطوع' باب فضل الصلوة فی مسجد مكة ... الخ' جلد1 صفحه 159)

293- وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ اُجُوْرُ اُمَّتِيْ حَتّٰى الْقَذَاةُ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَاٰخَرُوْنَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھ پر میری امت کے کار ثواب پیش کیے گئے حتیٰ کہ وہ کوڑا کرکٹ جسے آدمی مسجد سے نکالتا ہے اسے ابوداؤد اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا اور ابن خزیمہ نے اسے صحیح قرار دیا۔

(ابوداؤد' کتاب الصلوة' باب كنس المسجد' جلد1 صفحه 66)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

اس سے معلوم ہوا کہ مسجد میں جھاڑو دینا، اس کی دیواروں اور چھت کی مرمت کرنا بہترین عمل ہے۔

(مراۃ المناجیح ج ۱ ص ٤٥٦)

294- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيْئَةٌ وَّ كَفَّارَتُهَا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد

دَفْنُهَا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اس کو دفن کرنا ہے۔
اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

(بخاری' کتاب الصلوۃ' باب کفارۃ البزاز فی المسجد' جلد 1 صفحہ 59) (مسلم' کتاب المساجد' باب النھی عن البصاق فی المسجد... الخ' جلد 1 صفحہ 207)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:
اس سے معلوم ہوا کہ مسجد کے پکے فرش اور وہاں کی چٹائیوں، مصلّوں پر ہرگز نہ تھوکے کیونکہ وہاں اسے دفن نہ کر سکے گا۔ یہ ان مسجدوں کے لیے حکم تھا جہاں کے فرش کچے تھے اور وہ بھی سخت ضرورت کے موقعہ پر جب کہ نماز میں کھنکار آ جائے اور باہر جانے کا موقعہ نہ ہو، بلا وجہ وہاں تھوکنا منع اور اہانت کے لیے وہاں تھوکنا کفر ہے۔
(مراۃ المناجیح ج۱ ص۶۶۸)

295- وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتِنَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَاِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ تَاَذّٰى مِمَّا يَتَاَذّٰى مِنْهُ الْاِنْسُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اس بدبودار درخت سے کھایا وہ ہرگز ہماری مسجد کے قریب نہ آئے کیونکہ فرشتوں کو ان چیزوں سے اذیت ہوتی ہے۔ جن چیزوں سے انسانوں کو اذیت ہوتی ہے۔ اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا۔

(مسلم' کتاب المساجد' باب نھی من اکل ثوما وبصلا... الخ' جلد 1 صفحہ 209) (بخاری' کتاب المساجد' باب ماجاء فی الثوم والنی... الخ' جلد 1 صفحہ 118)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:
یعنی جو کچی پیاز یا کچا لہسن کھائے تو جب تک منہ سے بو آتی ہو تب تک کسی مسجد میں نہ آئے، لہٰذا حقہ پی کر، کچی مولی یا گندنا کھا کر بھی نہ آئے، نیز جس کے کپڑوں یا منہ سے بدبو ظاہر ہو مسجد میں نہ آئے، گندہ دہن کا حکم بھی یہی ہے۔ خیال رہے کہ تمام دنیا کی مسجدیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں، لہٰذا مَسْجِدَنَا یعنی ہماری مسجد فرمانا درست ہے۔ اس سے صرف مسجد نبوی مراد نہیں، جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔ بعض روایات میں بجائے مَسْجِدَنَا کے اَلْمَسَاجِدَ ہے۔
یعنی اگر مسجد انسانوں سے خالی بھی ہو تب بھی وہاں بدبو لے کر نہ جائے کہ وہاں رحمت کے فرشتے ہر وقت رہتے ہیں اس کی بدبو سے ایذاء پائیں گے۔ خیال رہے کہ مسجد کے فرشتے رحمت کے فرشتے ہیں، ان کی طبیعت نازک اور ان کا احترام زیادہ ہے، لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ فرشتے تو ہر انسان کے ساتھ ہر وقت رہتے ہیں تو چاہیے کہ کبھی یہ چیزیں

نہ کھائے کیونکہ اللہ تعالٰی نے ساتھی فرشتوں کی طبیعت اور قسم کی بنائی ہے۔علماء فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کے کسی مجمع میں بدبو دار منہ یا کپڑے لے کر نہ جائے تاکہ لوگوں کو ایذاء نہ پہنچے۔(مراۃ المناجیح ج ا ص ۲۶۷)

296-وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا رَاَیْتُمْ مَنْ یَّبِیْعُ اَوْ یَبْتَاعُ فِی الْمَسْجِدِ فَقُوْلُوْا لَا اَرْبَحَ اللہُ تِجَارَتَكَ۔ رَوَاهُ النَّسَائِیْ وَالتِّرْمِذِیُّ وَحَسَّنَهٗ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ مسجد میں خرید و فروخت کر رہا ہے تو تم کہو کہ اللہ تیری تجارت میں نفع نہ دے اسے ترمذی اور نسائی نے روایت کیا اور حسن قرار دیا۔

(ترمذی' کتاب البیوع' باب النھی عن البیع فی المسجد' جلد 1 صفحہ 247) (دارمی' کتاب الصلوٰۃ' باب النھی عن استنشاد الضالۃ فی المسجد...الخ' صفحہ 170) (عمل الیوم واللیلۃ للنسائی مع ترجمۃ نبوی لیل ونہار صفحہ 128' برقم:176)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

معلوم ہوا کہ گناہ پر بددعا دینا جائز ہے۔بہتر یہ ہے کہ اسے سنا کر بددعا دے تاکہ تبلیغ بھی ہو جائے۔خرید و فروخت سے مراد صرف خرید و فروخت کی باتیں بھی ہیں اور وہاں مال حاضر کرکے بیچنا بھی۔

اس کی شرح گزر چکی کہ ڈھونڈنے سے مراد شور مچا کر تلاش کرنا ہے۔(مراۃ المناجیح ج ا ص ۶۹۱)

297-وَعَنْ عَآئِشَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْهَا قَالَتْ جَآءَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَوُجُوْهُ بُیُوْتِ اَصْحَابِهٖ شَارِعَۃٌ فِی الْمَسْجِدِ فَقَالَ وَجِّهُوْا هٰذِهِ الْبُیُوْتَ عَنِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ یَصْنَعِ الْقَوْمُ شَیْئًا رَجَآءَ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْهِمْ رُخْصَۃٌ فَخَرَجَ اِلَیْهِمْ فَقَالَ وَجِّهُوْا هٰذِهِ الْبُیُوْتَ عَنِ الْمَسْجِدِ فَاِنِّیْ لَآ اُحِلُّ الْمَسْجِدَ لِحَائِضٍ وَّلَا لِجُنُبٍ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

(ابوداؤد' کتاب الطھارۃ' باب فی الجنب یدخل المسجد' جلد 1 صفحہ 30)

سیدہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ کے بعض صحابہ کرام کے گھروں کے دروازے مسجدوں کی طرف کھلتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے دروازے مسجد کی طرف سے بند کردو۔ پھر آپ اندر تشریف لے گئے اور لوگوں نے کچھ بھی نہ کیا۔ اس امید پر کہ شاید اجازت نازل ہو جائے کچھ دیر بعد آپ دوبارہ ان کے پاس تشریف لائے تو فرمایا ان کے دروازے مسجد کی طرف سے بند کردو کیونکہ میں حائضہ اور جنبی کے لئے مسجد کو حلال نہیں کرتا۔ اسے ابوداؤد نے روایت کیا اور

اس کی سند حسن ہے۔

شرح: مُفَسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

اولاً بعض صحابہ کے گھر کے دراز ے مسجد نبوی شریف میں تھے جن کی وجہ سے گھروں میں آنا جانا مسجد کے راستے سے ہوتا تھا۔ حکم دیا کہ ان گھروں کے دروازے اور طرف نکالو یہ موجودہ دروازے بند کردو۔

یعنی اگر دروازے مسجد میں رہے تو جنبی، حائضہ، نفساء مسجد سے گزریں گے حالانکہ انہیں مسجد میں بیٹھنا بھی حرام ہے۔ یہ ہی امام اعظم کا مذہب ہے۔ امام شافعی وغیرہم کے ہاں مسجد سے گزرنا جائز ہے، وہاں ٹھہرنا حرام ہے۔ یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے۔ قرآن کریم میں جو ارشاد ہوا "وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ" وہاں "عابری سبیل" سے مراد مسافر ہے، یعنی جنابت کی حالت میں بغیر غسل نماز کے قریب نہ جاؤ ہاں اگر مسافر ہو اور پانی نہ پاؤ تو تیمم کرکے نماز پڑھ لو وہاں مسجد سے گزرنا مراد نہیں، لہٰذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو مالک احکام بنایا ہے فرماتے ہیں میں حلال نہیں کرتا۔ معلوم ہوا کہ حلال و حرام حضور کرتے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

(مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۴۳۸)

298- وَعَنْ اَبِیْ حُمَیْدٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَوْ عَنْ اَبِیْ اُسَیْدٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیَقُلِ اللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاِذَا خَرَجَ فَلْیَقُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوحمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا ابواسید روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو چاہئے وہ کہے اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور جب نکلے تو کہے اے اللہ میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں۔ اسے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔

(مسلم 'کتاب صلوۃ المسافرین... الخ' باب مایقول اذا دخل المسجد' جلد 1 صفحہ 248)

شرح: مُفَسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

ابوداؤد وغیرہ کی روایت میں ہے کہ مسجد میں قدم رکھتے وقت یہ کہے "بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ" پھر یہ دعا پڑھ لے۔ خیال رہے کہ مسلمان مسجد میں صرف عبادت کے لیے آتا ہے اور اکثر طلب روزی کے لیے مسجد سے نکلتا ہے، لہٰذا آتے وقت رحمت اور جاتے وقت فضل مانگنا بہتر ہے۔ (مرقاۃ وغیرہ) (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۴۴۳)

299- وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ السُّلَمِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیَرْكَعْ رَكْعَتَیْنِ. رَوَاهُ

حضرت ابوقتادہ سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی ایک مسجد میں داخل ہو تو چاہئے کہ وہ دو

الشَّيْخَانِ.

رکعتیں (نفل) پڑھے۔ اسے شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے۔

(مسلم' کتاب صلوٰۃ المسافرین' باب استحباب تحیۃ المسجد...الخ' جلد 1 صفحہ 248) (بخاری' کتاب الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 63' باب اذا دخل احدکم المسجد...الخ)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یہ نفل تحیۃ المسجد ہیں جو مسجد میں داخلے کے وقت پڑھے جاتے ہیں جب کہ وقت کراہت نہ ہو، لہٰذا فجر اور مغرب کے سوا باقی نمازوں میں یہ نفل پڑھنا مستحب ہے۔ خیال رہے کہ یہ حکم عام مسجدوں کے لیے ہے، مسجد حرام کے لیے بجائے ان نوافل کے طواف بہتر ہے اور یہ حکم غیر خطیب کے لئے ہے، خطیب جمعہ کے دن مسجد میں آتے ہی خطبہ پڑھے گا۔

(مراۃ المناجیح ج ا ص ٦٦٤)

300- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَجُلٌ بَعْدَ مَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقَالَ أَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنْتُمْ فِي الْمَسْجِدِ فَنُودِيَ بِالصَّلٰوةِ فَلَا يَخْرُجْ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُصَلِّيَ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ. (مسند احمد جلد 2 صفحہ 537) (مجمع الزوائد' کتاب الصلوٰۃ' باب فیمن خرج من المسجد بعد الاذان' جلد 2 صفحہ 5)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص مسجد سے نکلا۔ اس کے بعد کے مؤذن نے اذان کہہ لی تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بہرحال یہ تو اس نے ابو القاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ پھر فرمایا ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا جب تم مسجد میں ہو پھر نماز کے لئے اذان کہی جائے تو تم میں سے کوئی ایک مسجد سے نہ نکلے یہاں تک کہ وہ نماز پڑھ لے۔ اسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور ہیثمی نے کہا کہ اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یہ حکم اس کے لیے ہے جس نے ابھی نماز نہ پڑھی ہو اور بلا عذر مسجد سے جائے واپسی کا ارادہ نہ ہو لہٰذا جو نماز پہلے ہی پڑھ چکا ہے، پھر اذان ہوئی وہ مسجد سے جا سکتا ہے، ایسے ہی اذان کے بعد استنجاء وغیرہ کر کے پھر لوٹنے کے ارادے سے جا سکتا ہے، ایسے ہی اگر یہ دوسری مسجد کا امام یا جماعت کا منتظم ہو۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۹۸)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوٰی رضویہ جلد ۵ تا ۸، مراۃ المناجیح ج ا، بہار شریعت جلد ا حصہ سوم، کا مطالعہ فرمائیں۔

بَابُ خُرُوْجِ النِّسَآءِ اِلَى الْمَسَاجِدِ

عورتوں کا مسجدوں میں جانا

301۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اسْتَاْذَنَكُمْ نِسَاءُ كُمْ بِاللَّيْلِ اِلَى الْمَسْجِدِ فَأْذَنُوا لَهُنَّ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ اِلَّا ابْنَ مَاجَةَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمہاری عورتیں تم سے رات کے وقت مسجد جانے کی اجازت مانگیں تو ان کو اجازت دے دیا کرو۔ اسے ابن ماجہ کے علاوہ محدثین کی ایک جماعت نے روایت فرمایا۔

(بخاری' کتاب الاذان' باب خروج النسآء الی المساجد... الخ' جلد 1 صفحہ 119) (مسلم' کتاب الصلوٰة' باب خروج النسآء الی المساجد اذا لم یترتب علیه فتنة... الخ' جلد 1 صفحہ 183) (نسائی' کتاب المساجد' باب النهی عن منع النساء... الخ' جلد 1 صفحہ 115) (ابوداؤد' کتاب الصلوٰة' باب ما جاء فی خروج النسآء الی المسجد' جلد 1 صفحہ 84) (ترمذی' ابواب السفر' باب فی خروج النسآء الی المساجد' جلد 1 صفحہ 127) (مسند احمد جلد 2 صفحہ 143)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

صحیح بخاری و صحیح مسلم و سُنن ابی داوٗد میں اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد اپنے زمانہ میں تھا:

لو ادرك رسول الله صلى الله تعالى عله وسلم ما احدث النساء لمنعهن المسجد كما منعت نساء بنى اسرائيل۔ (صحیح مسلم باب خروج النساء الی المساجد نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/ ۱۸۳)

اگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ملاحظہ فرماتے جو باتیں عورتوں نے اب پیدا کی ہیں تو ضرور انھیں مسجد سے منع نہ فرمادیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتیں منع کردی گئیں۔

پھر تابعین ہی کے زمانے سے ائمہ نے ممانعت شروع فرمادی، پہلے جوان عورتوں کو پھر بوڑھیوں کو بھی، پہلے دن میں پھر رات کو بھی، یہاں تک کہ حکم ممانعت عام ہوگیا، کیا اس زمانے کی عورتیں گربے والیوں کی طرح گانے ناچنے والیاں یا فاحشہ دلالہ تھیں اب صالحات ہیں یا جب فاحشات زائد تھیں اب صالحات زیادہ ہیں یا جب فیوض و برکات نہ تھے اب ہیں یا جب کم تھے اب زائد ہیں، حاشہ بلکہ قطعاً یقیناً اب معاملہ بالعکس ہے۔ اب اگر ایک صالحہ ہے تو جب ہزار تھیں، جب اگر ایک فاسقہ تھی اب ہزار ہیں، اب اگر ایک حصہ فیض ہے جب ہزار حصے تھا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا يأتى عام الا والذى بعده شر منه۔ (صحیح البخاری باب لایأتی الزمان الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۰۴۷) (فتح الباری شرح البخاری باب لایأتی الزمان الخ دار المعرفۃ بیروت ۱۳/ ۱۷)

جو سال بھی آئے اس کے بعد والا اس سے بُرا ہی ہوگا۔

بلکہ عنایہ امام اکمل الدین بابرتی میں ہے کہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورتوں کو مسجد سے منع

فرمایا، وہ ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس شکایت لے گئیں، فرمایا: اگر زمانہ اقدس میں حالت یہ ہوتی حضور عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت نہ دیتے۔

حیث قال ولقد نہی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ النساء عن الخروج الی المساجد فشکون الی عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا فقالت لو علم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماعلم عمر ماأذن لکن فی الخروج۔ (العنایہ علی حاشی فتح القدیر باب الامامۃ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۳۱۷)

وہ فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورتوں کو مسجد جانے سے روک دیا، وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس شکایت لے کر گئیں، انھوں نے فرمایا: اگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ دیکھتے جو حضرت عمر نے دیکھا تو وہ بھی مسجد جانے کی اجازت نہ دیتے۔

پھر فرمایا: فاجتمع بہ علماؤنا و منعوا الشواب عن الخروج مطلقا امام العجائز فمنهن ابوحنیفة رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن الخروج فی الظہر والعصر دون الفجر والمغرب والعشاء والفتوی الیوم علی کراہة حضورهن فی الصلوات کلها الظهور الفساد۔

(العنایہ علی حاشی فتح القدیر باب الامامۃ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۳۱۷)

اسی سے ہمارے علماء نے استدلال کیا، اور جوان عورتوں کو جانے سے مطلقاً منع فرمایا۔ رہ گئیں بوڑھی عورتیں، ان کے لیے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ظہر و عصر میں جانے سے ممانعت اور فجر، مغرب اور عشاء میں اجازت رکھی، اور آج فتویٰ اس پر ہے کہ تمام نمازوں میں ان کی بھی حاضری منع ہے اس لیے کہ خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں۔

(الفتاوی الرضویہ، ج۹ ص۵۴۹_۵۵۰)

302- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمْنَعُوْا إِمَاءَ اللهِ مَسَاجِدَ اللهِ وَلْيَخْرُجْنَ تَفِلَاتٍ۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ أَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اللہ کی بندیوں کو مسجد جانے سے نہ روکو اور ان کو چاہیے کہ وہ خوشبو لگا کر نہ نکلیں۔ اسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(مسند احمد جلد 2 صفحہ 438) (ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب ماجاء فی خروج النسآء الی المسجد' جلد 1 صفحہ 84)

(ابن خزیمۃ' جماع ابواب صلوٰۃ النساء فی الجماعۃ جلد 3 صفحہ 90' رقم الحدیث: 1679)

303- وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللهُ

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَمْنَعُوْا اِمَآءَ اللّٰهِ الْمَسَاجِدَ وَلْيَخْرُجْنَ تَفِلَاتٍ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَزَّارُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم اللہ کی بندیوں مسجدوں سے نہ روکو اوران کو چاہئے کہ وہ خوشبو لگا کر نہ نکلیں۔ اسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، بزار رحمۃ اللہ علیہ اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور ہیثمی نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔

(مسند احمد، جلد5صفحہ192) (کشف الاستار، کتاب الصلوٰۃ جلد1 صفحہ222، رقم الحدیث:445) (المعجم الکبیر للطبرانی جلد5صفحہ248، رقم الحدیث: 5239) (مجمع الزوائد، کتاب الصلوٰۃ، باب خروج النسآء الی المساجد...الخ، جلد2صفحہ32)

304- عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَوْ اَدْرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَحْدَثَ النِّسَآءُ لَمَنَعَهُنَّ كَمَا مُنِعَتْ نِسَآءُ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ۔ اَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ملاحظہ فرماتے ہیں جو اب عورتوں نے حال بنایا ہے تو آپ ضرور انہیں مسجدوں سے روک دیتے جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔

(بخاری، کتاب الاذان، باب خروج النسآء الی المساجد...الخ، جلد1 صفحہ119) (مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب خروج النسآء الی المساجد...الخ، جلد1 صفحہ183)

305- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا امْرَاَةٍ اَصَابَتْ بَخُوْرًا فَلَا تَشْهَدْ مَعَنَا الْعِشَآءَ الْاٰخِرَةَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَاَبُوْ دَاؤُدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت خوشبودار دھونی لے تو وہ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز میں حاضر نہ ہو اس حدیث کو مسلم ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

(مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب خروج النسآء الی المساجد...الخ، جلد1 صفحہ183) (ابوداؤد، کتاب الترجل، باب فی طیب امرأۃ للخروج، جلد2صفحہ219) (نسائی، کتاب الزینۃ، باب النھی للمرأۃ ان تشھد الصلوٰۃ...الخ، جلد2 صفحہ282)

شرح: مفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

کیونکہ اس وقت اندھیرا ہوتا ہے، فساد کا خطرہ زیادہ ہے۔ معلوم ہوا کہ اس زمانے میں بھی عورتوں کو نہایت سخت

پابندیوں کے ساتھ مسجدوں میں آنے کی اجازت تھی حالانکہ وہ زمانہ خیر تھا، دھونی کی خوشبو کپڑوں میں نہایت معمولی بستی ہے مگر اس پر بھی انہیں نکلنے سے منع کیا گیا۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۸۵)

306- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنُ سُوَيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ عَمَّتِهٖ اُمِّ حُمَيْدٍ امْرَاَةِ اَبِيْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا جَآءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُحِبُّ الصَّلٰوةَ مَعَكَ قَالَ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّكِ تُحِبِّيْنَ الصَّلٰوةَ مَعِيْ وَصَلٰوتُكِ فِيْ بَيْتِكِ خَيْرٌ لَّكِ مِنْ صَلٰوتِكِ فِيْ حُجْرَتِكِ وَصَلٰوتُكِ فِيْ حُجْرَتِكِ خَيْرٌ لَّكِ مِنْ صَلٰوتِكِ فِيْ دَارِكِ وَصَلٰوتُكِ فِيْ دَارِكِ خَيْرٌ لَّكِ مِنْ صَلٰوتِكِ فِيْ مَسْجِدِ قَوْمِكِ وَصَلٰوتُكِ فِيْ مَسْجِدِ قَوْمِكِ خَيْرٌ لَّكِ مِنْ صَلٰوتِكِ فِيْ مَسْجِدِيْ قَالَ فَاَمَرَتْ فَبُنِيَ لَهَا مَسْجِدٌ فِيْ اَقْصٰى شَيْءٍ مِّنْ بَيْتِهَا وَاَظْلَمِهٖ فَكَانَتْ تُصَلِّيْ فِيْهِ حَتّٰى لَقِيَتِ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔ (مسند احمد جلد 6 صفحہ 371)

حضرت عبداللہ بن سوید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی پھوپھی ابوحمید ساعدی کی بیوی ام حمید سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کو پسند کرتی ہوں تو آپ نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ تو میرے ساتھ نماز پڑھنے کو پسند کرتی ہے اور تیرے گھر میں تیری نماز بہتر ہے۔ تیری بیٹھک میں پڑھی ہوئی نماز سے اور تیری بیٹھک میں نماز بہتر ہے۔ گھر میں نماز سے اور تیری گھر میں نماز بہتر ہے۔ اپنے محلّہ کی مسجد سے اور اپنے محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنا تیرے لئے زیادہ بہتر ہے۔ میری مسجد میں نماز پڑھنے سے راوی فرماتے ہیں اس عورت نے حکم دیا تو اس کے لئے اس کے گھر کے آخری اور تاریک کونے میں ایک مسجد بنادی گئی۔ پس وہ اسی میں نماز پڑھتی رہی حتیٰ کہ اس کا وصال ہوگیا۔

307- وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا صَلَّتِ امْرَاَةٌ خَيْرٌ لَّهَا مِنْ قَعْرِ بَيْتِهَا اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ اَوْ مَسْجِدُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا امْرَاَةٌ تَخْرُجُ فِيْ مَنْقَلَيْهَا يَعْنِيْ خُفَّيْهَا۔ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رِجَالُهٗ رِجَالُ الصَّحِيْحِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کسی عورت نے نماز نہیں پڑھی جو اس کے لئے اس کے گھر کی پوشیدہ جگہ نماز پڑھنے سے بہتر ہو۔ سوائے مسجد حرام یا مسجد نبوی کے مگر وہ عورت جو اپنے موزے پہن کر نکلے۔ اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا اور ہیثمی نے کہا اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

(المعجم الكبير للطبراني جلد 9 صفحه 339، رقم الحديث: 9472) (مجمع الزوائد، باب خروج النسآء الى المساجد... الخ، جلد 2 صفحه 34)

شرح: مفسرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یہاں حجرے سے مراد صحن ہے کیونکہ اس کی طرف حجرے کے دروازے ہوتے ہیں اس لیے مجازاً اسے حجرہ کہہ دیا گیا۔ ۱۲ مخدع سامان کی کوٹھڑی کو کہتے ہیں یہ خدع سے ہے، بمعنی چھپانا اور بیت رہنے کی کوٹھڑی کو کہتے ہیں بیتوتت سے ہے، بمعنی شب گزارنا، سامان کی کوٹھڑی دوسری کوٹھڑی کے پیچھے ہوتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ عورت کے لیے پردہ بہت اَولیٰ ہے لہٰذا جس قدر پردے میں نماز پڑھے گی اسی قدر بہتر ہوگا۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۸۷)

308- وَعَنْهُ قَالَ كَانَ الرِّجَالُ وَالنِّسَآءُ مِنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ يُصَلُّوْنَ جَمِيْعًا فَكَانَتِ الْمَرْاَةُ اِذَا كَانَ لَهَا خَلِيْلٌ تَلْبَسُ الْقَالِبَيْنِ تَطُوْلُ بِهَا لِخَلِيْلِهَا فَاَلْقَى اللهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهِنَّ الْحَيْضَ فَكَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ اَخْرِجُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَخْرَجَهُنَّ اللهُ قُلْنَا مَا الْقَالِبَيْنِ قَالَ رَفِيْصَتَيْنِ مِنْ خُشُبٍ۔ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيْحِ۔

آپ ہی روایت کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے مرد اور عورتیں اکٹھے نماز پڑھتے تھے۔ پس عورت کا جب کوئی دوست ہوتا تو وہ قالبین پہن کر اس کے لئے نمایاں ہوجاتی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر حیض مسلط کردیا تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرمایا کرتے ہیں۔ ان کو نکالو جہاں سے اللہ تعالیٰ نے ان کو نکالا ہم نے کہا قالبین کیا ہے تو فرمایا لکڑی کے بنے ہوئے جوتے۔ طبرانی نے اسے کبیر میں روایت کیا ہے اور ہیثمی فرماتے ہیں: اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

(المعجم الكبير للطبراني جلد 9صفحه 342' رقم الحديث: 9484) (مجمع الزوائد' باب خروج النسآء الى المساجد...الخ' جلد2صفحه35)

309- وَعَنْ اَبِيْ عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ اَنَّهُ رَاٰى عَبْدَاللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُخْرِجُ النِّسَآءَ مِنَ الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَقُوْلُ اُخْرُجْنَ اِلٰى بُيُوْتِكُنَّ خَيْرٌ لَّكُنَّ۔ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رِجَالُهُ مُوَثَّقُوْنَ۔

حضرت ابوعمرو شیبانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عبداللہ بن مسعود کو دیکھا کہ وہ جمعہ کے دن عورتوں کو مسجد سے نکالتے تھے اور فرماتے اپنے گھروں کی طرف نکل جاؤ۔ وہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا اور ہیثمی نے کہا کہ اس کے رجال ثقہ ہیں۔

(المعجم الكبير للطبراني جلد9صفحه 340' رقم الحديث:9475) (مجمع الزوائد' كتاب الصلوٰة' باب خروج النسآء الى المساجد' جلد1 صفحه35)

شرح: مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوٰی رضویہ جلد ۷ تا ۹، مرآۃ المناجیح ج ۲، بہارِ شریعت جلد ۱ حصہ سوم، اور جنتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

أَبْوَابُ صِفَةِ الصَّلٰوةِ
نماز کے طریقہ کا بیان

بَابُ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ بِالتَّكْبِيْرِ
تکبیر کے ساتھ نماز کے آغاز کا بیان

310۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو نماز کے ارادہ سے کھڑا ہو تو اچھی طرح وضو کر۔ پھر قبلہ کی طرف منہ کرکے تکبیر کہہ۔ اسے شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری' کتاب الاستیذان' باب من رد فقال علیک السلام' جلد2 صفحہ 924) (مسلم' کتاب الصلوٰۃ' باب وجوب القرأۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ ... الخ' جلد1 صفحہ 170)

311۔ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ وَتَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ الا النسائی وَفِيْ إِسْنَادِهٖ لِيْنٌ.

حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کی چابی طہارت ہے۔ اس کی تحریم تکبیر اور اس کی تحلیل سلام پھیرنا ہے۔ اسے نسائی کے علاوہ پانچ محدثین نے بیان کیا ہے اور اس کی سند میں کمزوری ہے

(ترمذی' ابواب الصلوٰۃ' باب ما جاء فی تحریم الصلوٰۃ وتحلیلها' جلد1 صفحہ 55) (ابوداؤد' کتاب الطهارۃ' باب فرض الوضوء' جلد 1 صفحہ 9) (ابن ماجۃ' کتاب الطهارۃ' باب مفتاح الصلوٰۃ الطهور صفحہ 24) (مسند احمد جلد1 صفحہ 123)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

کہ جیسے بغیر کنجی قفل نہیں کھلتا، ایسے ہی وضو، غسل یا تیمم کے بغیر نماز شروع نہیں ہوسکتی۔ یہ حدیث امام اعظم رضی اللہ عنہ کی دلیل ہے کہ جو وضو اور تیمم نہ کرسکے وہ نماز نہ پڑھے۔

یعنی حج کا احرام تلبیہ سے بندھتا ہے کہ تلبیہ کہتے ہی حاجی پر صدہا چیزیں حرام ہوجاتی ہیں، ایسے ہی نماز کا احرام تکبیر سے بندھتا ہے کہ تکبیر کہتے ہی کلام، سلام، کھانا، پینا سب حرام۔ نیز جیسے حج کے احرام سے کھلنا سر منڈانے سے ہوتا ہے، ایسے ہی نماز کا احرام سے کھلنا سلام سے ہوتا ہے کہ سلام پھیرتے ہی مذکورہ بالا تمام چیزیں حلال۔ خیال رہے کہ تکبیر تحریمہ سب کے نزدیک فرض ہے مگر سلام امام شافعی و مالک واحمد رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک فرض، اور ہمارے امام صاحب کے یہاں واجب ہے۔ ان بزرگوں کی دلیل یہی حدیث ہے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل ان اعرابی کی دلیل

ہے جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی تعلیم دی اس میں سلام کا ذکر نہیں۔ اگر فرض ہوتا تو ضرور ذکر فرمایا جاتا، اس حدیث کی بنا پر ہم سلام کی فرضیت کا انکار کرتے ہیں، اس حدیث کی بنا پر سلام کے وجوب کے قائل، ہمارا عمل دونوں حدیثوں پر ہے۔ تکبیر وسلام کے پورے مسائل کتب فقہ میں دیکھو۔ (مراۃ المناجیح ج۱ ص ۳۰۰)

312- وَعَنْ حُمَيْدِنِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللهُ أَكْبَرُ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو قبلہ کی طرف منہ کرتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(ابن ماجہ' کتاب الصلوٰۃ' باب افتتاح الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 58)

313- وَعَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ التَّكْبِيْرُ وَانْقِضَاؤُهَا التَّسْلِيْمُ. رواه ابو نعيم فِيْ كتاب الصلوة وقال الحافظ فِي التلخيص وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نماز کی چابی تکبیر ہے اور اس کا اختتام سلام ہے۔ اسے ابو نعیم نے کتاب الصلوٰۃ میں روایت کیا اور حافظ نے تلخیص میں فرمایا کہ اس کی سند صحیح ہے۔

(تلخیص الحبیر' باب صفۃ الصلوٰۃ نقلاً عن ابی نعیم فی کتاب الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 216)

شرح: مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوٰی رضویہ جلد ۵ تا ۹، مراۃ المناجیح ج ۲، اور بہار شریعت جلد ۱ حصہ سوم، کا مطالعہ فرمائیں۔

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ تَكْبِيْرَةِ الْإِحْرَامِ وَبَيَانِ مَوَاضِعِهٖ

تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانا اور ہاتھ اٹھانے کی جگہوں کا بیان

314- وَعَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو اپنے کندھوں کے برابر ہاتھوں کو اٹھاتے۔ اس حدیث کو شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری' کتاب الاذان' باب رفع الیدین فی التکبیرۃ الافتتاح' جلد 1 صفحہ 103) (مسلم' کتاب الصلوٰۃ' باب استحباب رفع الیدین ... الخ' جلد 1 صفحہ 168)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

اس کی شرح ابھی گزر چکی کہ گٹے کندھوں تک رہتے اور انگوٹھے کانوں تک۔

اس حدیث سے یہ تو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع میں جاتے آتے رفع یدین کیا مگر یہ ذکر نہیں کیا کہ آخر وقت تک کیا۔حق یہ ہے کہ رفع یدین منسوخ ہے۔چنانچہ عینی شرح بخاری میں ہے کہ سیدنا عبداللہ ابن زبیر نے ایک شخص کو رکوع میں جاتے آتے رفع یدین کرتے دیکھا تو فرمایا ایسا نہ کیا کرو یہ وہ کام ہے جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاً کیا تھا پھر چھوڑ دیا، نیز سیدنا ابن مسعود، عمر ابن خطاب، علی مرتضی، براء ابن عازب، حضرت علقمہ وغیرہم بہت صحابہ سے کہ وہ رفع یدین نہ کرتے تھے اور کرنے والوں کو منع کرتے تھے، نیز ابن ابی شیبہ اور طحاوی نے حضرت مجاہد سے روایت کی کہ میں نے حضرت ابن عمر کے پیچھے نماز پڑھی آپ نے سوا تکبیر اولی کے کسی وقت ہاتھ نہ اٹھائے۔معلوم ہوا کہ سیدنا ابن عمر کے نزدیک بھی رفع یدین منسوخ ہے، نیز رسالہ آفتاب محمدی میں ہے کہ حضرت ابن عمر کی حدیث چند روایتوں سے منقول ہے جس میں سے ایک روایت میں یونس ہے جو سخت ضعیف ہے، دوسری اسناد میں ابوقلابہ ہے جو خارجی المذہب تھا (دیکھو تہذیب)، تیسری اسناد میں عبید اللہ ہے یہ پکا رافضی تھا، چوتھی اسناد میں شعیب ابن اسحاق ہے جو مرجیہ مذہب کا تھا۔غرض کہ رفع یدین کی احادیث کی اکثر اسنادوں میں بدمذہب خصوصاً روافض بہت شامل ہیں کیونکہ یہ ان کا عمل ہے۔ہوسکتا ہے کہ روافض کے تقیہ کی وجہ سے امام بخاری کو بھی پتہ نہ لگا ہو، لہٰذا مذہب حنفی نہایت قوی ہے کہ نمازوں میں سوا تکبیر تحریمہ کے اور کہیں رفع یدین نہ کیا جائے۔اس کی پوری تحقیق ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو۔(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۲)

315- وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ اِلٰى اٰخِرِ الْحَدِيْثِ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَ صححه احمد والتِّرْمِذِيُّ۔

حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب فرض نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے کندھوں تک اٹھاتے۔آخر تک حدیث بیان کی۔اسے پانچ محدثین نے روایت کیا اور احمد اور ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا۔

(ابوداؤد'کتاب الصلوٰۃ'باب مایستفتح بہ الصلوٰۃ' جلد1 صفحہ 110) (ابن ماجۃ'کتاب الصلوٰۃ'باب رفع الیدین اذا رفع رأسہ من الرکوع' صفحہ 62) (نسائی'کتاب الافتتاح' باب رفع الیدین حذو المنکبین' جلد1 صفحہ 140) (ترمذی' ابواب الصلوٰۃ' باب رفع الیدین عند الرکوع' جلد 1 صفحہ 59) (مسند احمد جلد1 صفحہ 93)

316- عَنْ اَبِيْ حُمَيْدِنِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے۔یہاں

مَنْكِبَيْهِ الْحَدِيْثَ اَخْرَجَهُ الْخَمْسَةُ اِلاَّ النَّسَائِيُّ وَصَحَّحَهُ التِّرْمَذِيُّ۔

تک کہ انہیں اپنے دونوں کندھوں کے برابر کر دیتے۔ نسائی کے علاوہ اس حدیث کو پانچ محدثین نے بیان کیا اور ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا۔

(ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب افتتاح الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 106) (ترمذی' ابواب الصلوٰۃ' باب رفع الیدین عند الرکوع' جلد 1 صفحہ 59) (ابن ماجۃ' کتاب الصلوٰۃ' باب رفع الیدین اذا رکع واذا رفع رأسہ من الرکوع' جلد 1 صفحہ 62) (مسند احمد جلد 5 صفحہ 424)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

اس طرح کہ ہاتھ کے گٹے کندھوں کے مقابل ہوتے اور انگوٹھے کانوں کے مقابل لہٰذا یہ حدیث مسلم، بارری کی اس روایت کے خلاف نہیں جو ابھی آ رہی ہے جس میں یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ کانوں تک اٹھاتے تھے کیونکہ وہاں انگوٹھے مراد ہیں جو لوگ کندھوں سے انگوٹھے لگاتے ہیں وہ اس حدیث پر عمل نہیں کر سکتے، حنفیوں کا عمل اس پر بھی ہے اور اس پر بھی، لہٰذا یہ حدیث حنفیوں کے بالکل خلاف نہیں، بلکہ موافق ہے۔ کانوں تک ہاتھ اٹھانے کی پوری بحث ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو جہاں اس پر بیس حدیثیں بیان کی گئی ہیں۔ حدیثوں کو جمع کرنا ضروری ہے نہ کہ کسی حدیث کو چھوڑنا۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۱)

317- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا۔ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ اِلاَّ ابْنَ مَاجَةَ وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اونچا کر کے اٹھاتے۔ اسے پانچ محدثین نے بیان کیا۔ سوائے ابن ماجہ کے اور اس کی سند صحیح ہے۔

(ترمذی' ابواب الصلوٰۃ' باب فی نشر الاصابع' جلد 1 صفحہ 56) (ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع' جلد 1 صفحہ 110) (نسائی' کتاب الافتتاح' باب رفع الیدین مدًّا' جلد 1 صفحہ 141) (مسند احمد جلد 2 صفحہ 375)

318- وَعَنْ مَّالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا اُذُنَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوْعَ اُذُنَيْهِ۔ رَوَاهُ

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے حتیٰ کہ انہیں اپنے دونوں کانوں کے برابر کر دیتے اور ایک روایت

مُسْلِمٌ۔ (مسلم' كتاب الصلوة' باب استحباب الرفع اليدين خذو المنكبين... الخ' جلد1صفحہ168)

میں ہے حتیٰ کہ وہ انہیں اپنے دونوں کانوں کے اوپر والے حصہ کے برابر کرتے۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے کہ ہاتھ کانوں تک اٹھائے جائیں، مطلب وہی ہے کہ انگوٹھے کانوں تک اٹھیں اور گٹے کندھوں تک۔ کانوں تک ہاتھ اٹھانے کی بہت احادیث ہیں جو ہم نے اپنی کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں جمع کردی ہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۴)

319- وَعَنْ وَّائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ كَبَّرَ وَصَفَ هَمَّامٌ حِيَالَ اُذُنَيْهِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(مسلم' كتاب الصلوة' جلد1صفحہ173)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے تو آپ اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور تکبیر کہتے۔ ہمام نے اس کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرمایا اپنے دونوں کانوں تک اسے امام مسلم نے روایت کیا۔

320- وَعَنْهُ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيَالَ اُذُنَيْهِ قَالَ ثُمَّ اَتَيْتُهُمْ فَرَاَيْتُهُمْ يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ اِلٰى صُدُوْرِهِمْ فِيْ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَعَلَيْهِمْ بَرَانِسُ وَّاَكْسِيَةٌ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

آپ ہی روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ نے نماز شروع کی تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھایا۔ وائل بن حجر فرماتے ہیں پھر میں ان کے پاس آیا تو وہ نماز کے شروع میں اپنے ہاتھ اپنے سینوں تک اٹھا رہے تھے اور ان پر لمبی ٹوپیاں اور چادریں تھیں۔

(ابوداؤد' كتاب الصلوة' باب رفع اليدين' باب وضع يده اليمنى على اليسرىٰ' جلد 1 صفحہ105)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

الحمدللہ! یہ وہی چیز ہے جو فقیر نے ابھی عرض کی تھی اور یہ حدیث ان تمام حدیثوں کی شرح ہے جن میں کندھوں یا کانوں تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے اس حدیث نے ان دونوں کو جمع کردیا، حنفیوں کا اسی پر عمل ہے۔

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۱)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۵ تا ۹، مراۃ المناجیح ج ۲، اور بہار شریعت جلد ۱ حصہ سوم، کا مطالعہ فرمائیں۔

بَابُ وَضْعِ الْیُمْنٰی عَلَی الْیُسْرٰی

دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنے کا بیان

321۔ عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ النَّاسُ یُؤْمَرُوْنَ اَنْ یَّضَعَ الرَّجُلُ یَدَہُ الْیُمْنٰی عَلٰی ذِرَاعِہِ الْیُسْرٰی فِی الصَّلٰوۃِ قَالَ اَبُوْ حَازِمٍ لَآ اَعْلَمُہٗ اِلَّا یَنْمِیْ ذٰلِکَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ آدمی اپنا دایاں ہاتھ بائیں بازو پر رکھے نماز میں ابوحازم فرماتے ہیں کہ میں یہی جانتا ہوں آپ نے یہ حدیث نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک مرفوع بیان کی ہے۔ اسے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

(بخاری 'کتاب الاذان' باب وضع الیمنی علی الیسری فی الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 102)

شرح: مُفَسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

آپ انصاری ہیں، خذرجی ہیں، قبیلہ بنی ساعدہ سے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت پندرہ برس کے تھے، مدینہ میں آخری صحابی آپ ہی ہیں، یعنی سب سے آخر میں آپ ہی کا انتقال ہوا۔

ذراع کلائی سے لے کر کہنی تک کو کہتے ہیں، یہاں ناف کے نیچے کلائی پر ہاتھ رکھنا مراد ہے اگر سینہ پر ہاتھ رکھنا مراد ہوتا تو مرد کی قید نہ ہوتی کیونکہ عورتیں سینہ پر ہاتھ رکھتی ہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۷)

322۔ عَنْ وَّائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ رَاَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَفَعَ یَدَیْہِ حِیْنَ دَخَلَ فِی الصَّلٰوۃِ وَ کَبَّرَ ثُمَّ الْتَحَفَ بِثَوْبِہٖ ثُمَّ وَضَعَ یَدَہُ الْیُمْنٰی عَلَی الْیُسْرٰی۔ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَ مسلم۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا جب وہ نماز میں داخل ہوئے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور تکبیر کہی پھر آپ نے اپنا کپڑا اوڑھ لیا۔ پھر اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھا اسے امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور مسلم نے روایت کیا۔

(مسلم' کتاب الصلوٰۃ' باب وضع یدہ الیمنی علی الیسری...الخ' جلد 1 صفحہ 173) (مسند احمد' جلد 4 صفحہ 317)

شرح: مُفَسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

آپ کا نام وائل ابن حجر ابن ربیعہ ابن وائل ابن یعمر ہے، کنیت ابوہنیدہ، قبیلہ بنی حزم سے ہیں، حضر موت کے شاہزادہ تھے، جب اسلام لانے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو حضور نے ان کے لیے اپنی چادر بچھادی اور اپنے قریب بٹھالیا اور فرمایا کہ تم نے اللہ کے لیے بہت دراز سفر کیا اور بہت دعائیں دیں، حضر موت کا حاکم بنایا۔ اس

سے معلوم ہوا کہ آپ کو ہمیشہ حاضری بارگاہ میسر نہ تھی۔
چونکہ سردی زیادہ تھی اس لیے ہاتھ لپیٹ لیے۔ معلوم ہوا کہ نماز میں ہاتھ کھولنا ضروری نہیں، چادر وغیرہ میں ہاتھ لپیٹ کر یا ڈھک کر بھی جائز ہے۔

سوائے امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تمام اماموں کے ہاں نماز میں ہاتھ باندھنا سنت ہیں، امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں ہاتھ چھوڑنا سنت ہیں۔ یہ حدیث تمام اماموں کی دلیل ہے، نیز داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا ان سب کے ہاں سنت ہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ ناف کے اوپر ہاتھ رکھے یا نیچے، ہمارے ہاں نیچے رکھنا سنت ہے۔ فقیر نے جاء الحق" حصہ دوم میں اس پر چودہ حدیثیں پیش کیں جس میں لفظ تحت السرہ یعنی ناف کے نیچے صراحتاً مذکور ہے۔ چنانچہ ابن ابی شیبہ نے سند صحیح سے جس کے سارے راوی ثقہ ہیں انہیں وائل ابن حجر سے روایت کی کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا تو آپ نے ناف کے نیچے بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھا۔ دارقطنی، بیہقی، رزین، کتاب الاثار، مصنفہ امام محمد ابن حزم وغیرہم نے مختلف صحابہ سے مرفوع وموقوف حدیثیں نقل کیں جن سب میں تحت السرہ موجود ہے، نیز ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے میں ادب کا اظہار ہے۔ غلام مولیٰ کے سامنے ایسے ہی کھڑے ہوتے ہیں، کہنی پر ناف سے اوپر ہاتھ رکھنا پہلوانوں کا طریقہ ہے جو کشتی لڑتے وقت خم ٹھونک کر مقابل کے سامنے آتا ہے۔ اس کی پوری تحقیق "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو۔ (مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۶)

323- وَعَنْهُ قَالَ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَآئِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

آپ ہی روایت کرتے ہیں کہ پھر آپ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر اور کلائی پر رکھا۔ اسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مسند احمد جلد 4صفحہ 318) (نسائی' کتاب الافتتاح' باب موضع الیمین من الشمال فی الصلٰوۃ' جلد 1 صفحہ 141) (ابوداؤد' کتاب الصلٰوۃ' باب رفع الیدین' جلد 1 صفحہ 105)

324- وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يُصَلِّيْ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلَى الْيُمْنٰى فَرَاٰهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى. رَوَاهُ الْاَرْبَعَةُ اِلَّا التِّرْمِذِيَّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھتے تو اپنا بایاں ہاتھ اپنے دائیں ہاتھ پر رکھتے تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو ان کا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ دیا۔ اسے امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علاوہ چار محدثین نے بیان کیا اور اس کی سند حسن

ہے۔

(نسائی' کتاب الافتتاح' باب فی الامام اذا رأی الرجل... الخ' جلد 1 صفحہ 141) (ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب وضع الیمنٰی علی الیسرٰی' جلد 1 صفحہ 110) (ابن ماجہ' کتاب الصلوٰۃ' باب وضع الیمین علی الشمال فی الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 59)

شرح: مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوٰی رضویہ جلد ۵ تا ۹، مراۃ المناجیح ج ۲، اور بہارِ شریعت جلد ۱ حصہ سوم، کا مطالعہ فرمائیں۔

بَابٌ فِيْ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الصَّدْرِ

دونوں ہاتھوں کو سینے پر رکھنے کا بیان

325- عَنْ وَّآئِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى عَلٰى صَدْرِهٖ۔ رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ فِيْ صَحِيْحِهٖ وَفِيْ إِسْنَادِهٖ نَظَرٌ وَّزِيَادَةٌ عَلٰى صَدْرِهٖ غَيْرُ مَحْفُوْظَةٍ۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھا اپنے سینے کے اوپر اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں بیان اور اس کی سند میں نظر ہے اور علی صدرہ کے الفاظ کی زیادتی غیر محفوظ ہے۔

(صحیح ابن خزیمۃ' کتاب الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 243' رقم الحدیث: 479)

326- وَعَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ هُلْبٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصَرِفُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ يَّسَارِهٖ وَرَأَيْتُهٗ يَضَعُ هٰذِهٖ عَلٰى صَدْرِهٖ وَوَصَفَ يَحْيٰى الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فَوْقَ الْمَفْصِلِ رَوَاهُ أَحْمَدُ۔ وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ لٰكِنْ قَوْلُهٗ عَلٰى صَدْرِهٖ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ۔ (مسند احمد جلد 5 صفحہ 226)

حضرت قبیصہ بن ہلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنی دائیں اور بائیں جانب پھرتے اور میں نے آپ کو دیکھا کہ انہوں نے یہ اپنے سینہ پر رکھا اور حضرت یحییٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر جوڑ کے اوپر رکھا۔ اسے امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے لیکن علی صدرہ کا قول غیر محفوظ۔

شرح: نماز میں ہاتھ باندھنے کا حنفی طریقہ:

علامہ محمد ابراہیم حلبی علیہ رحمۃ اللہ الحلبی تحریر فرماتے ہیں: "بعد تکبیر فوراً ہاتھ باندھ لیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے: مرد ناف

کے پیچھے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی کلائی کے جوڑ پر رکھے، چھنگلیا اور انگوٹھا کلائی کے اغل بغل (دائیں بائیں) رکھے اور باقی انگلیوں کو بائیں کلائی کی پشت پر بچھائے۔ عورت اور خنثیٰ بائیں ہتھیلی سینہ پر چھاتی کے نیچے رکھ کر اس کی پشت پر دہنی ہتھیلی کو رکھے۔ (غنیۃ المستملی، صفۃ الصلاۃ، ص۳۰۰)

صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: بعض لوگ تکبیر کے بعد ہاتھ سیدھے لٹکا لیتے ہیں پھر باندھتے ہیں یہ نہ چاہیے بلکہ ناف کے نیچے لا کر باندھ لے۔ (بہار شریعت حصہ ۳، ص۹۰)

327- وَعَنْ طَاؤسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى ثُمَّ يَشُدُّ بِهِمَا عَلٰى صَدْرِهٖ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ فِي الْمَرَاسِيْلِ وَاِسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ. قَالَ النِّيْمَوِيُّ وَفِي الْبَابِ اَحَادِيْثُ اُخَرُ كُلُّهَا ضَعِيْفَةٌ.

حضرت طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھا پھر انہیں حالت نماز میں اپنے سینے پر باندھتے اس کو ابوداؤد نے مراسیل میں بیان کیا اور اس کی سند ضعیف ہے۔ علامہ نیموی فرماتے تھیں اس بارے اور بھی احادیث ہیں لیکن سب کی سب ضعیف ہیں۔

(مراسیل ملحقة سنن ابی داؤد 'کتاب الصلٰوة' باب ماجآء فی الاستفتاح' صفحه 6)

شرح: مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۶، مراۃ المناجیح ج ۲، اور بہار شریعت جلد ۱ حصہ سوم، کا مطالعہ فرمائیں۔

بَابٌ فِيْ وَضْعِ الْيَدَيْنِ فَوْقَ السُّرَّةِ

ہاتھوں کو ناف کے اوپر رکھنے کا بیان

328- عَنْ جَرِيْرِ نِ الضَّبِّيِّ قَالَ رَاَيْتُ عَلِيًّا يُمْسِكُ شِمَالَهٗ بِيَمِيْنِهٖ عَلَى الرُّسْغِ فَوْقَ السُّرَّةِ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَزِيَادَةُ فَوْقَ السُّرَّةِ غَيْرُ مَحْفُوْظَةٍ.

حضرت جریر ضبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ کے ساتھ ناف کے اوپر کلائی پر رکھ کر پکڑے ہوئے تھے۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا اور ناف کے اوپر کے الفاظ کی زیادتی محفوظ نہیں ہے۔

(ابوداؤد' کتاب الصلٰوة' باب وضع الیمنی علی الیسرٰی فی الصلٰوة هذا الحدیث موجود فی بعض نسخ ابی داود دون بعض نقلناه من مطبوعه المصر وایضًا موجود فی حواشی طبع مکتبه امدادیه' ملتان (پاکستان)' جلد 1 صفحه 280' رقم الحدیث:756)

329- وَعَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ

حضرت ابو زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

اَمَرَنِیْ عَطَاءٌ اَنْ اَسْاَلَ سَعِیْدًا اَیْنَ تَکُوْنَ الْیَدَانِ فِی الصَّلٰوۃِ فَوْقَ السُّرَّۃِ اَوْ اَسْفَلَ مِنَ السُّرَّۃِ فَسَاَلْتُہٗ فَقَالَ سَعِیْدٌ فَوْقَ السُّرَّۃِ۔ رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ وَاِسْنَادُہٗ لَیْسَ بِالْقَوِیِّ۔

(سنن الکبرٰی للبیہقی' کتاب الصلوٰۃ' باب وضع الیدین علی الصدر... الخ' جلد2صفحہ31)

مجھے حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھوں کہ نماز میں دونوں ہاتھ ناف کے اوپر ہوں گے یا ناف کے نیچے پس میں نے ان سے پوچھا تو آپ نے فرمایا ناف کے اوپر ہوں گے۔ اس حدیث کو بیہقی نے روایت کیا اور اس کی سند قوی نہیں ہے۔

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوٰی رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

علماء احناف (اللہ تعالیٰ ان پر لطف وکرم عام فرمائے) کے نزدیک حکم یہ ہے کہ خواتین نماز میں سینے پر ہاتھ باندھیں، اس مسئلہ پر ہمارے ائمہ کا اتفاق ہے۔ علماء کا جم غفیر نے یہ بات اپنی اپنی کتب میں بغیر اختلاف نقل کی ہے، چنانچہ علامہ محمد بن محمد المعروف ابن امیر الحاج حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے منیہ کی شرح میں فرمایا: تیسرا ۳ مقام ہاتھ رکھنے کے بارے میں ہمارے علماء نے فرمایا کہ مرد ناف کے نیچے اور عورت سینہ پر ہاتھ باندھے اھ ملخصاً۔ اور یہ بھی فرمایا کہ عورت اپنے دونوں ہاتھ سینہ پر رکھے جیسا کہ جم غفیر نے تصریح کی ہے (حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی) (۲۔ حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی)

لاجرم علّامہ ابراھیم بن محمد بن ابراھیم حلبی رحمہ اللہ تعالیٰ در غنیہ ایں مسئلہ را متفق علیہا گفت و حدیث اگر بمواقف معلوم نیست بمخالف ھم واردنیست ومن ادعی فعلیہ البیان ولہٰذا محقق حلبی در حلیہ فرمود: ثم انما قلنا ان المرأۃ تضع یمنا ھا علی یسر ھا علی صدرھا لانہ استر لہا فیکون ذلک فی حقھا اولی لما عرف من ان الاولی اختیار ماھو استرلھا من الامور الجائزۃ کل منہا لہا من غیر منع شرعی عنہ وخصوصا فی الصلوٰۃ ایں است آنچہ درباری النظر رونماید وانما۔ اور علامہ ابراہیم بن محمد بن ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے غنیۃ میں اس مسئلہ پر اتفاق علما کی تصریح کی ہے اور اگر کوئی حدیث اس کے موافق نہیں ملتی تو اس کی مخالفت میں بھی وارد نہیں م اگر کوئی دعوٰی کرتا ہے ت دلیل پیش کرے، اسی لیے محقق حلبی نے حلیہ میں فرمایا: ہم نے جو یہ کہا کہ عورت اپنا دایاں ہاتھ بایں ہاتھ پر اپنے سینے پر باندھے یہ اس لیے کہ عورت کے لئے اس میں زیادہ ستر ہے لہٰذا یہ اس کے حق میں اولیٰ ہے کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ عورت کے حق میں جتنے بھی امور جائز ہیں ان میں سے اسی کو اختیار کرنا بہتر ہے جو سب سے زیادہ ستر کا سبب ہو خصوصا حالتِ نماز میں زیادہ خیال رکھنا چاہئے، یہ تو وہ ہے جو ظاہر نظر میں آیا ہے۔ (حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی)

اقول وباللہ التوفیق میرسد کہ ایں مسئلہ را بحدیثے جید الاسناد درنگِ اثبات وہم تقریرش آنچناں کہ درمحل وضع از سید عالم دوصورت مروی است یکے زیر ناف بستن ودروے احادیث عدیدہ وارداست اجلھا ماروی ابوبکر بن ابی شیبۃ فی مصنفہ قال

حدثنا وکیع عن موسی بن عمیر عن علقمۃ بن وائل بن حجر عن ابیہ رضی اللہ عنہ قال رأیت رسول اللہ ﷺ وضع یمینہ علی شمالہ فی صلاۃ تحت السرۃ۔ امام علامہ قاسم بن قطلو بغا رحمہ اللہ تعالٰی در تخریج احادیث اختیار شرح مختار فرماید سندہ جید ورواتہ کلھم ثقات اقول: (میں کہتا ہوں) اللہ کی توفیق سے کہ اس مسئلہ پر ایک حدیث جید الاسناد پیش کروں اس کی تقریر یوں ہے کہ حضورؐ سے ہاتھ باندھنے کی دو صورتیں مروی ہیں ایک صورت زیرِ ناف کی ہے اور اس بارے میں متعدد احادیث وارد ہیں سب سے اہم روایت وہ ہے جسے ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں ذکر کیا کہ ہمیں وکیع نے موسی بن عمیر سے علقمہ بن وائل بن حجر نے اپنے والد گرامی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے دورانِ نماز نبی اکرمؐ کو دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے باندھے دیکھا ہے۔ امام علامہ قاسم بن قطلو بغا حنفی رحمہ اللہ تعالٰی اختیار شرح مختار کی احادیث کی تخریج کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کی سند جید اور تمام راوی ثقہ ہیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ وضع الیمین علی الشمال من کتاب الصلوۃ مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱/۳۹۰) (تخریج احادیث شرح مختار للقاسم بن قطلو بغا)

دوم بر سینہ نہادن و دریں باب ابن خزیمہ را حدیثے است در صحیح خودش ہم از وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ: قال صلیت مع رسول اللہ ﷺ فوضع یدہ الیمنی علی یدہ الیسری علی صدرہ دوسری ۲ صورت سینے پر ہاتھ باندھنے کی ہے اس بارے میں ابن خزیمہ اپنے صحیح میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہی روایت لائیں ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی معیت میں نماز پڑھنے کا شرف پایا تو آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر رکھ کر سینے پر ہاتھ باندھیں۔ (صحیح ابن خزیمہ باب وضع الیمین علی الشمال فی الصلوۃ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۲۴۳)

واز انجا کہ تاریخ مجہول است وہر دو روایت ثابت ومقبول ناچار کار بترجیح افتاد چوں نیک نگریم بنائے ایں امر بلکہ تمام افعال صلاۃ بر تعظیم است ومعہود ومعلوم عند التعظیم دست زیر ناف بستن است، ولہٰذا امام محقق علی الاطلاق در فتح فرماید: فیحال علی المعھود من وضعھا حال قصد التعظیم فی القیام والمعھود فی الشاھد منہ تحت السرۃ ۲؎

(۲ فتح القدیر باب صفت الصلوۃ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۲۴۹)

چونکہ اس کی تعریف کا علم نہیں کہ کون سی روایت پہلے کی ہے اور کون سی بعد کی، اور دونوں روایات ثابت ومقبول ہیں تو لاجرم دونوں میں سے کسی ایک کو ترجیح ہوگی جب ہم نماز کے اس فعل بلکہ نماز کے تمام افعال پر نظر ڈالتے ہیں تو وہ تمام کے تمام تعظیم پر مبنی نظر آتے ہیں اور مسلم ومعروف تعظیم کا طریقہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا ہے لہٰذا امام محقق علی الاطلاق نے فتح میں فرمایا ہے: قیام میں بقصد تعظیم ہاتھ باندھنے کا معاملہ معروف طریقے پر چھوڑا جائے اور قیام میں تعظیما ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا ہی معروف ہے۔ (الفتاوی الرضویہ، ج ۶ ص ۱۴۷۔ ۱۴۸)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوی رضویہ جلد ۶، مراۃ المناجیح ج ۲، اور بہار شریعت جلد ۱ حصہ سوم، کا مطالعہ فرمائیں۔

بَابٌ فِيْ وَضْعِ الْيَدَيْنِ تَحْتَ السُّرَّةِ

ہاتھوں کو ناف کے نیچے رکھنے کا بیان

330- عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ يَمِيْنَهٗ عَلٰى شِمَالِهٖ فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ۔ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

(مصنف ابن ابی شیبة' کتاب الصلوات' باب وضع الیمین علی الشمال' جلد 1 صفحہ 390)

حضرت علقمہ بن وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا ہوا تھا۔ ناف کے نیچے اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

331- وَعَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ حَسَّانٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا مِجْلَزٍ اَوْ سَاَلْتُهٗ قَالَ قُلْتُ كَيْفَ اَضَعُ قَالَ يَضَعُ بَاطِنَ كَفِّ يَمِيْنِهٖ عَلٰى ظَاهِرِ كَفِّ شِمَالِهٖ وَيَجْعَلُهُمَا اَسْفَلَ مِنَ السُّرَّةِ۔ رَوَاهُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ۔ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

(مصنف ابن ابی شیبة' کتاب الصلوات' باب وضع الیمین علی الشمال' جلد 1 صفحہ 391)

حضرت حجاج بن حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابو مجلز کو سنا یا راوی نے کہا کہ میں نے اس سے پوچھا کہ میں ہاتھ کیسے رکھوں تو انہوں نے کہا کہ وہ اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے ظاہر کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رکھے اور ان دونوں کو ناف سے نیچے رکھے۔ اس حدیث کو ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوۃ باب وضع الیمین علی الشمال ج ۱ ص ۳۹۱

332- وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ يَضَعُ يَمِيْنَهٗ عَلٰى شِمَالِهٖ فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ۔ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ۔ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھے۔ ناف کے نیچے اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبة' کتاب الصلوات' باب وضع الیمین علی الشمال' جلد 1 صفحہ 390)

بَابُ مَا يَقْرَأُ بَعْدَ تَكْبِيْرَةِ الْاِحْرَامِ

تکبیر تحریمہ کے بعد کیا پڑھے؟

333- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْكُتُ بَيْنَ التَّكْبِيْرِ وَبَيْنَ الْقِرَاءَةِ اِسْكَاتَةً قَالَ اَحْسِبُهٗ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تکبیر اور قراءت کے درمیان خاموش رہتے۔ راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے

قَالَ هُنَيَّةً فَقُلْتُ بِأَبِيْ وَأُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِسْكَاتُكَ بَيْنَ التَّكْبِيْرِ وَالْقِرَاءَةِ مَا تَقُوْلُ قَالَ أَقُوْلُ اللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا التِّرْمَذِيَّ.

کہ انہوں نے کہا تھوڑی دیر تو میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یارسول اللہ تکبیر اور قرأت کے درمیان آپ خاموش رہتے ہیں۔ کیا کہتے ہیں تو آپ نے فرمایا میں کہتا ہوں اے اللہ! میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اتنی دوری کردے جو دوری تو نے مشرق و مغرب کے درمیان کی اور مجھے خطاؤں سے ایسے صاف کردے' جیسے سفید کپڑے کو میل سے صاف کیا جاتا ہے۔ اے اللہ میری خطاؤں کو پانی' برف اور اولوں سے دھو ڈال۔ اسے سوائے ترمذی کے محدثین کی ایک جماعت نے روایت فرمایا۔

(بخاری' کتاب الاذان' باب مایقرأ بعد التکبیر' جلد 1 صفحہ 103) (مسلم' کتاب المساجد' باب مایقال بین تکبیرۃ الاحرام والقرأۃ' جلد 1 صفحہ 219) (نسائی' کتاب الافتتاح' باب الدعاء بین التکبیر والقرأۃ' جلد 1 صفحہ 142) (ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب السکتۃ عند الافتتاح' جلد 1 صفحہ 113) (ابن ماجہ' کتاب الصلوٰۃ' باب افتتاح الصلوٰۃ' صفحہ 59) (مسند احمد جلد 2 صفحہ 231)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی تلاوتِ قرآن سے پہلے خاموش رہتے تھے جہر نہ کرتے تھے جیسا کہ آئندہ کلام سے معلوم ہو رہا ہے۔

یہ ہے عشق و ادب کا اجتماع! سوال سے پہلے اپنی قربانی کا ذکر، پھر آپ کا عمل شریف پوچھا تاکہ خود بھی اس کی نقل کر کے رحمتِ الٰہی کے مستحق ہو جائیں۔

یعنی مجھے خطاؤں سے بہت دور رکھ یا جو خطائیں مجھ سے واقع ہو چکیں انہیں مجھ سے دور کر جیسے مشرق مغرب سے نہیں مل سکتی ایسے وہ خطائیں مجھ سے نہ مل سکیں۔ پہلی صورت میں دعائے عصمت ہے اور دوسری صورت میں تعلیم امت۔

۴؎ خیال رہے کہ سفید کپڑے کو بہت احتیاط سے صاف کرتے ہیں کیونکہ اس کا معمولی دھبہ دور سے نظر آتا ہے اس لیے سفید کپڑے کا ذکر فرمایا۔

۵؎ یعنی مجھے اپنی مغفرت و رحمت کے ٹھنڈے پانی سے غسل دے دے جس سے طہارت بھی حاصل ہو اور ٹھنڈک و راحت بھی، یہ عجیب قسم کی تمثیل ہے۔ خیال رہے کہ ان جیسی تمام دعاؤں میں ہم گنہگاروں کو تعلیم دینا مقصود ہے، ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر طرح طیب و طاہر تھے، ہیں اور رہیں گے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو بہت بلند و بالا ہے۔ جس

پر حضور کی نگاہ کرم ہو جائے وہ پاک ہو جائے، رب فرماتا ہے:"وَيُزَكِّيهِم" ہمارے نبی لوگوں کو پاک فرماتے ہیں۔

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۱۴)

334- وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلٰوتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَنْتَ رَبِّيْ وَاَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ جَمِيْعًا اِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ وَاهْدِنِيْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا يَهْدِيْ لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّيْ سَيِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِيْ يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْكَ اَنَا بِكَ وَاِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ وَاِذَا رَكَعَ قَالَ اِلٰى اٰخِرِ الْحَدِيْثِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِيْ صلٰوة الليل۔

(مسلم' كتاب صلٰوة المسافرين وقصرها' باب صلٰوة النبى صلى الله عليه وسلم ودعائه بالليل' جلد 1 صفحه 263)

حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو فرماتے میں نے اپنا چہرہ اس ذات کی طرف کیا کہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ میں ہر باطل سے جدا ہوں اور میں مشرکوں سے نہیں ہوں۔ بے شک میری نماز میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے یہی حکم دیا گیا اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔ اے اللہ تو بادشاہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں۔ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا۔ پس تو میرے تمام گناہوں کو معاف کر دے۔ بے شک تیرے سوائے کوئی گناہ نہیں بخشتا اور مجھے اچھے اخلاق کی ہدایت دے صرف تو ہی اچھے اخلاق کی ہدایت دیتا ہے اور مجھ سے برے اخلاق کو دور کر دے اور تیرے سوا کوئی بھی مجھ سے برے اخلاق کو دور نہیں کر سکتا۔ میں حاضر ہوں۔ تمام بھلائیاں تیرے قبضہ قدرت میں ہیں اور برائی تیری طرف منسوب نہیں۔ میں تیری ہی طرف پناہ پکڑتا ہوں تو بابرکت اور بلند ہے۔ میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور جب رکوع میں جائے پھر اسی طرح آخر تک حدیث بیان کی۔ اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صلوٰۃ

اللیل میں روایت کیا ہے۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:
نسائی کی روایت سے ثابت ہے کہ یہ نماز نفل تھی۔ابن حبان اور دارقطنی کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ فرض نماز تھی،مسلم کی اس روایت سے ظاہر ہے کہ سرکار مدینہ ہر نماز میں یہ دعا پڑھتے تھے۔مرقات میں ہے کہ یہ دعائیں شروع اسلام میں تھیں بعد میں "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ" الخ عموماً پڑھتے تھے۔ظاہر ہے کہ حضور قدرے بلند آواز سے پڑھتے تھے ورنہ حضرت علی مرتضیٰ کو کیسے پتہ چلتا۔
مطلقاً پیدا کرنے کو خلق کہا جاتا ہے اور بغیر مثال پیدا کرنے (ایجاد) کو فطرت،یعنی میں نے اپنا ظاہر باطن عمل اور نیت اللہ کے لیے خالص کر دیئے۔ضروری ہے کہ یہ کہتے وقت انتہائی خشوع دل میں موجود ہو تاکہ رب کے سامنے جھوٹا نہ ہو۔
حنیف حنفٌ سے بنا،بمعنی میل۔حنیف وہ جو ہر برے دین اور برے عمل،برے خیالات،برے لوگوں سے الگ ہو اور حق پر قائم ہو،اب دین ابراہیم کو حنیف کہا جاتا ہے۔مشرکین سے مراد کفار ہیں۔اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے:ایک یہ کہ کھرا مومن اور خالص ہونا کمال ہے،ملاوٹ والا ہونا عیب ہے،کھرا سونا،خالص دودھ قابلِ قدر ہے ایسے ہی کھرا مومن خالص سنی لائق احترام۔دوسرے یہ کہ اپنے ایمان کا اعلان ضروری ہے،ایمان چھپانا تقیہ کرنا منع۔
نُسُكٌ،نُسُكَةٌ کی جمع ہے،بمعنی عبادت۔اصطلاح میں ارکان حج،قربانی،مطلق عبادت کو نُسُك کہا جاتا ہے مگر عموماً قربانی کو نُسُك بولتے ہیں۔
۵۔ مسلم سے مراد رب کا مطیع ہے،رب فرماتا ہے:"فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ" یعنی میں رب کے فرمانبردار بندوں میں سے ہوں،بعض روایات میں ہے "اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ" میں پہلا مطیع ہوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہلے عابد وساجد بندے ہیں کہ سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا نور پیدا ہوا جو ہزاروں سال رب کی عبادت میں مشغول رہا،نیز میثاق کے دن سب سے پہلے حضور ہی کی روح مبارک نے کہا سب نے حضور سے سن کر کہا۔اس معنی سے حضور کے سوا کوئی پہلا مسلم نہیں ہم اپنے کو پہلا مسلم اپنی اولاد اور اپنے ماتحت کے لحاظ سے کہہ سکتے ہیں یا یہ معنی ہوں گے کہ خدایا تیرے احکام کی اطاعت پہلے میں کروں گا۔(از اشعۃ)
خیال رہے کہ اس قسم کی ساری دعائیں امت کی تعلیم کے لیے ہیں ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گناہوں سے محفوظ ہیں اور آپ کی خطاؤں کی مغفرت ہو چکی ہے جس کا اعلان قرآن شریف میں بھی ہوا،جو اس قسم کی دعائیں دیکھ کر حضور کو گنہگار مانے وہ بے دین ہے۔
اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلیٰ درجہ کے اخلاق عطا فرمائے اور ہر بد خلقی سے محفوظ فرماتا ہے:"اِنَّكَ لَعَلٰى

خُلُقٍ عَظِیْمٍ" پھر حضور کا یہ دعا مانگنا طلب استقامت کے لیے ہے جیسے ہم سب دعا کرتے ہیں "اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ"۔

اگرچہ ہر خیر وشر کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن اس بارگاہ کا ادب یہ ہے کہ خیر کو اس کی طرف نسبت کیا جائے اور شر کو اپنی طرف۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: "وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ" جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے۔ بیماری کو اپنی طرف نسبت کیا اور شفا کو رب کی طرف، خضر علیہ السلام نے فرمایا: "فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِیْبَھَا" میں نے چاہا کہ اس کشتی کو عیب دار کردوں اس لیے رب تعالیٰ کو رب البیت، ربّ محمد کہتے ہیں۔ رب کلاب وغیرہ کہنا منع ہے۔ لہٰذا حدیث بالکل واضح ہے اور اس حدیث کے خلاف نہیں جس میں ارشاد ہوا کہ خیر وشر رب کی طرف سے ہے کہ وہاں خلق مراد ہے اور یہاں نسبت۔

زیادتی خیر ہمیشگی خیر کو برکت کہا جاتا ہے اور وہم وگمان سے اونچا ہونا تعالیٰ کہلاتا ہے اسی لیے یہ دو کلمات رب کے ساتھ خاص ہیں ان کی شان تو یہ ہے۔ شعر

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا پہچان گیا میں تیری پہچان یہی ہے

گزشتہ گناہوں پر ندامت وشرمندگی اور آئندہ گناہوں سے بچنے کا ارادہ توبہ ہے اور معافی چاہنا استغفار۔ ہم لوگ گناہ کرکے توبہ کرتے ہیں اور خاص بندے گناہ نہیں کرتے اور توبہ کرتے ہیں، خاص الخاص نیکیاں کرتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں کہ خدایا تیری شان کے لائق ہم سے نیکی نہ ہوسکی۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۲)

335- وَعَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَامَ یُصَلِّیْ تَطَوُّعًا قَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ وَبِحَمْدِكَ ثُمَّ یَقْرَأُ۔ رَوَاهُ النَّسَآئِیُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔

(نسائی 'کتاب الافتتاح' باب الدعاء بین التکبیر والقرأة' صفحہ 143)

حضرت محمد بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نفل پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے تو کہتے اَللّٰهُ اَكْبَرُ میں نے اپنا چہرہ اس ذات کی طرف پھیر دیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ میں ہر باطل سے جدا ہوں اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں بے شک میری نماز میری قربانیاں اور مرنا اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے یہی حکم دیا گیا اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔ اے اللہ! تو بادشاہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو پاک ہے اور تیری ہی حمد ہے پھر (اس کے بعد) قرأت کرتے۔ اس کو نسائی نے

روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

آپ انصاری ہیں، اوسی اشہلی ہیں، سواء غزوہ تبوک باقی تمام غزوات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، حضرت مصعب ابن عمیر کے ہاتھ شریف پر مدینہ پاک میں ایمان قبول کیا، مسلمانوں کے اختلاف پر آپ گوشہ نشیں رہیں ن ۴۳ھ میں وفات پائی، آپ فضلاء صحابہ میں سے ہیں۔

یہ حدیث گزشتہ ساری حدیثوں کی شرح ہے جس نے بتادیا کہ نماز کی یہ ساری دعائیں اور اذکار نوافل میں ہیں، احناف یہی کہتے ہیں کہ فرائض و واجبات میں صرف "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ" پڑھے نفل میں جو چاہے، یہ حدیث حنفیوں کی قوی دلیل ہے۔

اس کی شرح گزر چکی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مقبول مومن وہ ہے جس کا دل ہر بے دین اور ہر بے دینی سے متنفر ہو، کسی برائی کی طرف نہ جھکے یہی حنیف کے معنی ہیں، اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی تعریف میں حنیف فرمایا۔

یعنی اَعُوْذُ بِاللهِ اور بِسْمِ اللهِ پڑھ کر جیسا کہ دوسری احادیث میں ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۹)

336- وَعَنْ حُمَيْدِ نِ الطَّوِيْلِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلٰوةَ قَالَ سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِيْ كِتَابِهِ الْمُفْرَدِ فِي الدُّعَآءِ وَاِسْنَادُهُ جَيِّدٌ.

حضرت حمید طویل رضی اللہ تعالیٰ عنہ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز کا آغاز کرتے تو کہتے یا اللہ میں تیری تعریف کے ساتھ تیری پاکی بیان کرتا ہوں۔ تیرا نام برکت والا ہے۔ تیری شان بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسے طبرانی اپنی کتاب المفرد باب فی الدعاء میں نقل کیا اور اس کی سند جید ہے۔

(الدرایۃ فی تخریج احادیث الھدایۃ' کتاب الصلوٰۃ' باب صفۃ الصلوٰۃ نقلًا عن الطبرانی فی الدعآء' جلد 1 صفحہ129)

337- وَعَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهُ كَانَ اِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلٰوةَ قَالَ سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ. رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ والطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

حضرت اسود رضی اللہ عنہ' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ جب نماز کا آغاز کرتے تو کہتے اے اللہ میں تیری تعریف کے ساتھ تیری پاکی بیان کرتا ہوں۔ تیرا نام برکت والا ہے اور تیری شان بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسے دارقطنی اور

طحاوی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(دارقطنی 'کتاب الصلوٰۃ' باب دعاء الاستفتاح التکبیر' جلد 1 صفحہ 300) (طحاوی 'کتاب الصلوٰۃ' باب ما یقال بعد تکبیرۃ الافتتاح' جلد 1 صفحہ 136)

338- وَعَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ کَانَ عُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ یَقُوْلُ سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ۔ یُسْمِعُنَا ذٰلِکَ۔ رَوَاہُ الدَّارُقُطْنِیُّ وَاِسْنَادُہٗ حَسَنٌ۔

(دارقطنی 'کتاب الصلوٰۃ' باب دعاء الاستفتاح بعد التکبیر' جلد 1 صفحہ 302)

حضرت ابووائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نماز کا آغاز کرتے تو کہتے اے اللہ! میں تیری حمد کے ساتھ تیری تعریف کرتا ہوں اور تیرا نام برکت والا ہے اور تیری شان بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں یہ کلمات سناتے تھے۔ اسے دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

شرح: مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوی رضویہ جلد ۶، مراۃ المناجیح ج ۲، اور بہار شریعت جلد ۱ حصہ چہارم، کا مطالعہ فرمائیں۔

بَابُ التَّعَوُّذِ وَقِرَآءَۃِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَتَرْکِ الْجَھْرِ بِھِمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی

تعوذ اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا اور انہیں اونچا نہ پڑھنا

(فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب تم قرآن پڑھو تو اللہ کی پناہ مانگو شیطان مردود سے۔

339- عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ رَاَیْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ حِیْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ کَبَّرَ ثُمَّ قَالَ سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ ثُمَّ یَتَعَوَّذُ۔ رَوَاہُ الدَّارُقُطْنِیُّ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

(دارقطنی 'کتاب الصلوٰۃ' باب دعاء الاستفتاح بعد التکبیر' جلد 1 صفحہ 300)

حضرت اسود بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا جب وہ نماز کا آغاز کرتے تو تکبیر کہتے۔ پھر کہتے یا اللہ میں تیری حمد کے ساتھ تیری تعریف کرتا ہوں۔ تیرا نام برکت والا ہے اور تیری شان بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر آپ تعوذ پڑھتے اس حدیث کو دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی

سند صحیح ہے۔

340- وَعَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ کَانُوْا یُسِرُّوْنَ التَّعَوُّذَ وَالْبَسْمَلَةَ فِی الصَّلٰوةِ۔ رَوَاهُ سَعِیْدُ ابْنُ مَنْصُوْرٍ فِیْ سُنَنِهٖ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔

حضرت ابو وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نماز میں تعوذ اور تسمیہ آہستہ پڑھتے تھے۔ اس حدیث کو سعید بن منصور نے اپنی سنن میں بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(الدرایة' کتاب الصلٰوة' باب صفة الصلٰوة نقلاً عن سعید بن منصور' جلد 1 صفحہ 135)

341- وَعَنْ نُعَیْمِ الْمُجْمِرِ قَالَ صَلَّیْتُ وَرَآءَ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ فَقَرَاَ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ثُمَّ قَرَاَ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ حَتّٰی اِذَا بَلَغَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقَالَ اٰمِیْنَ فَقَالَ النَّاسُ اٰمِیْنَ وَیَقُوْلُ کُلَّمَا سَجَدَ اللهُ اَکْبَرُ وَاِذَا قَامَ مِنَ الْجُلُوْسِ فِی الْاِثْنَتَیْنِ قَالَ اَللهُ اَکْبَرُ وَاِذَا سَلَّمَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنِّیْ لَاَشْبَهُکُمْ صَلٰوةً بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ رَوَاهُ النَّسَآئِیُّ وَالطَّحَاوِیُّ وَابْنُ خُزَیْمَةَ وَابْنُ الْجَارُوْدِ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاکِمُ وَالْبَیْهَقِیُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔

حضرت نعیم مجمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو انہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا۔ پھر سورۃ فاتحہ پڑھی۔ حتیٰ کہ جب وہ غیر المغضوب علیہم والا الضالین پر پہنچے تو آمین کہا اور وہ جب بھی سجدہ کرتے تو اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے اور جب دو رکعتوں کے بعد بیٹھ کر کھڑے ہوئے تو اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا اور جب سلام پھیرا تو کہنے لگے مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ میں نماز میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مشابہ ہوں۔ اس حدیث کو امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ' طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابن خزیمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابن جارود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابن حبان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(نسائی' کتاب الافتتاح' باب قرأة بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم' جلد 1 صفحہ 144) (طحاوی' کتاب الصلٰوة' باب قرأة بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم' جلد 1 صفحہ 137) (صحیح ابن خزیمة' کتاب الصلٰوة' جلد 1 صفحہ 251' رقم الحدیث: 499) (صحیح ابن حبان' کتاب الصلٰوة' جلد 4 صفحہ 145' رقم الحدیث: 1798) (مستدرک حاکم' کتاب الصلٰوة' باب ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قرأ فی الصلٰوة بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم... الخ' جلد 1 صفحہ 232) (منتقی ابن جارود' باب

صفۃ الصلوٰۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم' صفحہ 72' برقم: 184) (سنن الکبرٰی للبیہقی' کتاب الصلوٰۃ' باب افتتاح القرأۃ' جلد2 صفحہ46)

342۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانُوْا يَفْتَتِحُوْنَ الصَّلٰوةَ (بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ)۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔ وزاد مسلم لا يذكرون بسم الله الرحمن الرحيم فِيْ اوّل قرآءة ولا فِيْ اخرها۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما الحمد للہ رب العالمین کے ساتھ نماز کا آغاز کرتے تھے۔ اس حدیث کو شیخین نے روایت کیا ہے اور امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ قرأت کے شروع میں پڑھتے اور قرأت کے آخر میں۔

(بخاری' کتاب الاذان' باب ما یقرأ بعد التکبیر' جلد1 صفحہ103) (مسلم' کتاب الصلوٰۃ' باب حجۃ من قال لا یجھر بالبسملۃ' صفحہ172)

343۔ وَعَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِنْهُمْ يَقْرَاُ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

آپ ہی روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی تو میں نے ان میں سے کسی ایک کو بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔ اس کو امام مسلم نے روایت کیا۔

(مسلم' کتاب الصلوٰۃ' باب حجۃ من قال لا یجھر بالبسملۃ' جلد1 صفحہ173)

344۔ وَعَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَّعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِّنْهُمْ يَجْهَرُ بِبِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

انہی سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو ان میں سے کسی ایک کو بھی جہراً بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔ اسے امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور دیگر محدثین اور اس کی سند صحیح ہے۔

(نسائی' کتاب الافتتاح' باب ترک الجھر ببسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم' جلد1 صفحہ145)

345- وَعَنِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ سَمِعَنِيْ اَبِيْ وَاَنَا فِي الصَّلَاةِ اَقُوْلُ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَقَالَ لِيْ اَيْ بُنَيَّ مُحْدَثٌ اِيَّاكَ وَالْحَدَثَ قَالَ وَلَمْ اَرَ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اَبْغَضَ اِلَيْهِ الْحَدَثُ فِي الْاِسْلَامِ يَعْنِيْ مِنْهُ قَالَ وَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ اَبِيْ بَكْرٍ وَّمَعَ عُمَرَ وَمَعَ عُثْمَانَ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ) فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِّنْهُمْ يَقُوْلُهَا فَلَا تَقُلْهَا اِذَا اَنْتَ صَلَّيْتَ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وحَسَّنَهٗ۔

(ترمذی' ابواب الصلوۃ' باب ما جاء فی ترک الجھر ببسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم' جلد1 صفحہ 57)

حضرت ابن عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں مجھے میرے والد نے نماز کی حالت میں سنا کہ میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ رہا تھا تو انہوں نے کہا اے بیٹے یہ ایک نیا کام ہے تو اپنے آپ کو نئے کام سے بچا اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی صحابی کو نہیں دیکھا کہ اس کے نزدیک اسلام میں نئے کام سے زیادہ ناپسندیدہ کوئی چیز ہو اور فرمانے لگے میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ؛ حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پیچھے نماز پڑھی لیکن ان میں سے کسی ایک کو بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہتے ہوئے نہیں سنا پس تو بھی نہ کہہ جب تو نماز پڑھے الحمدللہ رب العالمین کہہ (کر نماز شروع کر) اسے امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا اور حسن قرار دیا۔

شرح: اعلٰی حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوٰی رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

امام حافظ عقیلی کتاب الضعفاء میں لکھتے ہیں:

لایصح فی الجھر بالبسملۃ حدیث مسند ۲؎ ۔ ذکرہ فی عمدۃ القاری۔

(عمدۃ القاری باب مایقول بعد التکبیر مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ بیروت ۵/۲۸۸)

بسم اللہ میں کوئی حدیث مسند صحیح نہیں، اسے عمدۃ القاری میں ذکر کیا گیا ہے۔

امام دارقطنی فرماتے ہیں: لم یصح فی الجھر حدیث ۳؎ ۔ ذکرہ فی عنایۃ القاضی۔

(عنایۃ القاضی علی تفسیر البیضاوی مبحث البسملۃ مطبوعہ دار صادر بیروت ۱/۳۱)

جہر تسمیہ میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہوئی۔ اسے عنایۃ القاضی میں ذکر کیا گیا۔

یہی امام دارقطنی جب مصر تشریف لے گئے کسی مصری کی درخواست سے درباره جہر ایک جز تصنیف فرمایا بعض مالکیہ نے قسم دے کر پوچھا کہ اس میں کون سی حدیث صحیح ہے آخر براہ انصاف اعتراف فرمایا کہ:

کل ماروی عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی الجھر فلیس بصحیح۔ ذکرہ الامام

الزیلعی عن التنقیح عن مشایخه عن الدار قطنی والمحقق فی الفتح۔

(نصب الرایہ لاحادیث الہدایہ کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ ریاض الشیخ ۱/۳۵۹)

یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے جہر میں جو کچھ روایت کیا گیا ہے اس میں کچھ صحیح نہیں۔ اس کو امام زیلعی نے اپنے مشائخ کی تنقیح قرار دے کر دارقطنی سے نقل کیا ہے اور محقق نے فتح القدیر میں ذکر کیا۔

امام ابن الجوزی نے کہا: لم یصح عنه صلی الله تعالٰی علیه وسلم فی الجهر شیئ [۲]۔ ذکره القاری فی المرقاۃ۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب القراءۃ فی الصلوٰۃ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۲/۲۸۶)

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے جہر بسم اللہ میں کوئی روایت صحیح نہیں۔ اسے ملا علی قاری نے مرقاۃ میں ذکر کیا۔

یہاں تک کہ تنقیح میں احادیث جہر لکھ کر فرما گئے: هذه الاحادیث فی الجملة لاتحسن بمن له علم بالنقل ان یعارض بها الاحادیث الصحیحة، ولولا ان یعرض للمتفقة شبهة عند سماعها فیظنها صحیحة لکان الاضراب عن ذکرها اولی، ویکفی فی ضعفها اعراض المصنفین للمسانید والسنن عن جمهورها [۳]۔ (نصب الرایہ بحوالہ التنقیح کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ ریاض الشیخ ۱/۳۵۸)

ان احادیث کو صحیح احادیث کے معارض قرار دینا نقل کے فن میں علم والے کو درست نہیں۔ اگر ان روایات کو فقیہ ان کر غلط فہمی کی بنا پر صحیح گمان کرنے کا خدشہ نہ ہوتا تو ان کو ذکر نہ کرنا مناسب تھا، اور ان روایات کے ضعف پر دلیل تمام مسانید و سنن کے مصنفین کا ان کو ذکر نہ کرنا ہی کافی ہے۔

خلاصہ یہ کہ وہ احادیث نہ احادیث صحیحہ کے مقابل نہ ذکر کے قابل، ولہٰذا مصنفان مسانید و سنن نے ان کے ذکر سے اعراض کیا نقله فی نصب الرایة (اس کو نصب الرایہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ ت) خود پیشوائے وہابیہ ابن القیم نے اپنی کتاب مسمی بالہدی میں لکھا: فصحیح تلک الاحادیث غیر صریح وصریحها غیر صحیح [۴]۔ نقله امام الوهابیة الشوکانی فی نیل الاوطار۔ (نیل الاوطار باب ماجاء فی بسم اللہ الخ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۲/۲۲۸)

ان حدیثوں میں جو صحیح ہے وہ جہر میں صریح نہیں اور جو جہر میں صریح ہے وہ صحیح نہیں۔ اس کو وہابیوں کے امام شوکانی نے نیل الاوطار میں ذکر کیا ہے۔

امام زیلعی تبیین الحقائق میں فرماتے ہیں: الحاصل ان احادیث الجهر لم تثبت۔ اثره السید الازهری فی الفتح۔ (تبیین الحقائق فصل اذا اراد الدخول فی الصلوٰۃ مطبوعہ مکتبہ امیریہ بولاق مصر ۱/۱۱۲)

خلاصہ یہ کہ جہر کی حدیثیں ثابت نہ ہوئیں۔ سید ازہری نے اس کو فتح میں نقل کیا ہے۔

امام زیلعی نصب الرایہ میں فرماتے ہیں: فهذه الاحادیث کلها لیس فیها صریح صحیح، ولیست مخرجة فی شیئ من الصحیح ولا المسانید ولا السنن المشهورة وفی رواتها الکذّابون والضعفاء

والمجاهيل ۲ ۔الخ۔(نصب الرایہ لاحادیث الہدایہ کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ ریاض الشیخ ۱/ ۳۵۵)

ان حدیثوں میں کوئی حدیث صریح وصحیح نہیں، نہ یہ صحاح ومسانید وسنن مشہورہ میں مروی ہوئیں ان کی روایتوں میں کذاب، ضعیف، مجہول لوگ ہیں الخ۔

امام عینی عمدۃ القاری میں فرماتے ہیں: احادیث الجهر لیس فیها صریح بخلاف حدیث الاخفاء فانه صحیح صریح ثابت مخرجه فی الصحیح والمسانید المعروفة والسنن المشهورة ۳۔

(عمدۃ القاری النوع الرابع اختلاف الفقہاء فی البسملۃ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ بیروت ۵/ ۲۹۱)

جہر کی حدیثوں میں کوئی حدیث صحیح وصریح نہیں بخلاف حدیث اخفا کہ وہ صحیح وصریح اور صحاح ومسانید وسنن مشہورہ میں ثابت ہے۔(الفتاوی الرضویۃ، ج ۷، ص ۶۸۳۔ ۶۸۴)

346- وَعَنْ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِي الْجَهْرِ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَالَ ذٰلِكَ فِعْلُ الْاَعْرَابِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ. (طحاوی' کتاب الصلوٰۃ' باب قرأۃ بسم اللّٰہ فی الصلوٰۃ' جلد1 صفحہ140)

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جہراً بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا یہ دیہاتیوں کا کام ہے اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

شرح: مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوی رضویہ جلد۔۷۔۶، مراۃ المناجیح ج ۲، اور بہار شریعت جلد ۱ حصہ چہارم، کا مطالعہ فرمائیں۔

بَابٌ فِيْ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ

سورۃ فاتحہ پڑھنے کا بیان

347- عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ.

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی کوئی نماز نہیں جس نے فاتحۃ الکتاب (یعنی سورۃ فاتحہ) نہ پڑھی اس کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت فرمایا۔

(بخاری' کتاب الاذان' باب وجوب القرأۃ للامام والمأموم...الخ' جلد1 صفحہ104) (مسلم' کتاب الصلوٰۃ' باب وجوب القرأۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ...الخ' جلد1 صفحہ169) (ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب من ترک القرأۃ فی صلوتہ' جلد1 صفحہ119) (ترمذی' ابواب الصلوٰۃ' باب ما جاء انہ لا صلوٰۃ لا بفاتحۃ الکتاب' جلد1 صفحہ145) (ابن ماجہ' ابواب الصلوٰۃ' باب القرأۃ خلف الامام' صفحہ60) (مسند احمد جلد5 صفحہ314)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

احناف کے نزدیک سورۂ فاتحہ واجب ہے فرض نہیں، بعض اماموں کے نزدیک فرض ہے۔ وہ حضرات حدیث کے یہ معنے کرتے ہیں کہ جو فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز صحیح نہیں، ہم اس کے معنی یہ کرتے ہیں کہ جو فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز کامل نہیں، یعنی لائے نفی جنس کی خبر ان کے ہاں صَحِیْحٌ ہے، ہمارے ہاں کَامِلٌ مگر مذہب حنفی نہایت قوی ہے اور ان کا یہ ترجمہ نہایت مناسب چند وجوہ سے: ایک یہ کہ حنفی ترجمہ کی صورت میں یہ حدیث قرآن کی اس آیت کے خلاف نہ ہوگی "فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ" اور ان بزرگوں کے ترجمہ پر یہ حدیث اس آیت کے سخت خلاف ہوگی کیونکہ قرآن سے معلوم ہو رہا ہے کہ مطلقًا تلاوت کافی ہے اور حدیث کہہ رہی ہے کہ بغیر فاتحہ نماز نہیں ہوتی۔ دوسرے یہ کہ اسی حدیث کے آخر میں آرہا ہے کہ جو سورۂ فاتحہ اور ساتھ کچھ اور نہ پڑھے اس کی نماز نہیں اور ان بزرگوں کے ہاں سورت ملانا فرض نہیں تو ایک ہی لفظ سے سورۂ فاتحہ فرض ماننا اور ضم سورت فرض نہ ماننا کچھ عجیب سی بات ہے۔ تیسرے یہ کہ اگلی حدیث ابوہریرہ میں حنفی معنی صراحۃً آرہے ہیں کہ جو نماز میں الحمد نہ پڑھے اس کی نماز ناقص ہے اور حدیث کی شرح حدیث سے ہو تو قوی ہے، نیز حنفیوں کے نزدیک فاتحہ مطلقًا پڑھنے سے مراد مطلقًا پڑھنا ہے حقیقتًا ہو یا حکمًا۔ اکیلا امام حقیقتًا فاتحہ پڑھے گا اور مقتدی حکمًا کہ امام کا پڑھنا اس کا پڑھنا مانا جائے گا مگر بعض کے نزدیک یہاں حقیقتًا پڑھنا ہی مراد ہے ان کے ہاں مقتدی پر بھی فاتحہ پڑھنا فرض ہے لیکن حنفیوں کی توجیہ نہایت ہی قوی ہے چند وجوہ سے: ایک یہ کہ اس صورت میں یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہ ہوگی "وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا" الخ۔ ان لوگوں کی تفسیر کے مطابق آیت و حدیث میں سخت تعارض ہوگا۔ دوسرے یہ کہ اس صورت میں یہ حدیث مسلم شریف کی اس روایت کے خلاف نہ ہوگی "وَاِذَا قَرَءَ فَاَنْصِتُوْا"۔ تیسرے یہ کہ حنفی ترجمے کے مطابق رکوع میں ملنے والا بلا تکلف رکعت پالے گا مگر ان لوگوں کو اس مسئلے پر بہت مصیبت پیش آئے گی کہ بغیر فاتحہ پڑھے رکعت کیسے پالی۔ چوتھے یہ کہ بعض صورتوں میں وہ لوگ اس حدیث پر عمل نہیں کرسکتے مثلاً مقتدی فاتحہ کے بیچ میں تھا کہ امام نے رکوع کردیا اس کے لیے یہ حدیث وبال جان بن جائے گی لہٰذا مذہب حنفی نہایت ہی قوی ہے اور یہ حدیث ان کے بالکل خلاف نہیں۔ اس کی پوری تحقیق ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۰)

348-وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى صَلٰوةً لَمْ يَقْرَاْ فِيْهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَهِيَ خِدَاجٌ يَقُوْلُهَا ثَلَاثًا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کوئی نماز پڑھی اور اس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی پس وہ نماز ناتمام ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ تین بار کہا۔ اسے امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا

(مسلم' کتاب الصلٰوۃ' باب وجوب القرأۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ' جلد 1 صفحہ 170)

شرح: مُفَسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یہ حدیث گزشتہ حدیث کی تفسیر ہے اس نے صراحتاً بتا دیا کہ بغیر سورۃ فاتحہ نماز فاسد نہیں ہوتی بلکہ ناقص ہوتی ہے یعنی سورۂ فاتحہ نماز میں فرض نہیں بلکہ واجب ہے، لہٰذا یہ حدیث حنفیوں کی قوی دلیل ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۱)

349- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَن صَلّٰى صَلٰوةً لَّمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِأُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِيَ خِدَاجٌ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ والطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کوئی نماز پڑھی اور اس میں ام القرآن یعنی سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو وہ نماز ناتمام ہے۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابن ماجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور طحاوی نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(مسند احمد جلد 6 صفحہ 142) (ابن ماجہ' کتاب الصلٰوۃ' باب القرأۃ خلف الامام' صفحہ 61) (طحاوی' کتاب الصلٰوۃ' باب القرأۃ خلف الامام' جلد 1 صفحہ 148)

350- وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اُمِرْنَا اَنْ نَّقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَمَا تَيَسَّرَ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَاَحْمَدُ وَاَبُوْ يَعْلٰى وَابْنُ حِبَّانَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم سورۃ فاتحہ اور قرآن میں سے جو آسان ہو پڑھیں۔ اس حدیث کو ابو داؤد امام احمد رحمۃ اللہ علیہ' ابو یعلٰی ابن حبان نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(ابو داؤد' کتاب الصلٰوۃ' باب من ترک القراۃ فی صلاتہ' جلد 1 صفحہ 118) (مسند احمد جلد 3 صفحہ 30) (صحیح ابن حبان' کتاب الصلٰوۃ' جلد 4 صفحہ 140' رقم الحدیث: 1787) (مسند ابی یعلٰی جلد 2 صفحہ 417' رقم الحدیث: 236(1210)

351- وَعَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ وَّرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ فَصَلّٰى قَرِيْبًا

حضرت رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں اور یہ صحابی ہیں کہ ایک شخص آیا درانحالیکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے تو اس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب نماز

مِّنْهُ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ اَعِدْ صَلٰوتَكَ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِّمْنِىْ كَيْفَ اَصْنَعُ قَالَ اِذَا اسْتَقْبَلْتَ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَاْ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ اقْرَاْ بِمَا شِئْتَ فَاِذَا رَكَعْتَ فَاجْعَلْ رَاحَتَيْكَ عَلٰى رُكْبَتَيْكَ وَامْدُدْ ظَهْرَكَ وَمَكِّنْ لِّرُكُوْعِكَ فَاِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ فَاَقِمْ صُلْبَكَ حَتّٰى تَرْجِعَ الْعِظَامُ اِلٰى مَفَاصِلِهَا فَاِذَا سَجَدْتَّ فَمَكِّنْ لِّسُجُوْدِكَ فَاِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ فَاجْلِسْ عَلٰى فَخِذِكَ الْيُسْرٰى ثُمَّ اصْنَعْ ذٰلِكَ فِىْ كُلِّ رَكْعَةٍ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

(مسند احمد جلد4صفحہ 340)

پڑھی۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تو نماز دوبارہ پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کیسے نماز پڑھوں مجھے سکھا دیجئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو قبلہ کی طرف منہ کر لے تو تکبیر کہہ پھر ام القرآن یعنی سورۃ فاتحہ پڑھ پھر (قرآن میں سے) جو چاہے پڑھ پس جب تو رکوع میں جائے تو اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھ اور اپنی پشت کو پھیلا دے اور اطمینان سے رکوع کر پس جب تو (رکوع سے) اپنا سر اٹھائے تو اپنی کمر سیدھی رکھ (یعنی سیدھا کھڑا ہوجا) حتیٰ کہ ہڈیاں اپنی جگہ کی طرف لوٹ آئیں پس جب تو سجدہ کرے تو اطمینان سے سجدہ کر پس جب تو (سجدہ سے) اپنا سر اٹھائے تو اپنی بائیں ران پر بیٹھ جا پھر ایسا تو ہر رکعت میں کر اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

شرح: مُفَسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

آپ انصاری خزرجی ہیں، آپ کی کنیت ابو معاذ ہے، خود بدری ہیں اور آپ کے والدان نقیبوں میں سے تھے جو ہجرت سے پہلے مدینہ منورہ میں مبلغ مقرر ہوئے۔ مالک ابن رافع اور خلاد ابن رافع کے بھائی ہیں، قبیلہ خزرج میں سب سے پہلے آپ اسلام لائے، آپ جنگ جمل و صفین میں حضرت علی مرتضیٰ کے ساتھ تھے۔ (اشعہ)

یہ آنے والے حضرت رفاعہ کے بھائی خلاد ابن رافع تھے، انہوں نے ناقص یا فاسد نماز پڑھی تھی ان کا واقعہ ابھی تھوڑے فرق کے ساتھ گزر گیا۔

کیونکہ بالکل نہیں پڑھی یا کامل نہیں پڑھی۔ خیال رہے کہ فرض رہ جانے سے نماز قطعاً نہیں ہوتی اس کا لوٹانا فرض ہے اور واجب رہ جانے سے نماز سخت ناقص ہوتی ہے اس کا لوٹانا واجب ہے، یہ فرمان شریف دونوں معنی کا احتمال رکھتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں قبلہ رو ہونا شرط ہے اور تکبیر تحریمہ رکن، اگر کوئی تکبیر پہلے کہہ دے اور قبلہ رخ بعد میں تو نماز نہیں ہوگی۔

یعنی سورۃ فاتحہ کے سوا قرآن کی کوئی اور سورت بھی پڑھ لو، یہ حدیث حنفیوں کی قوی دلیل ہے کہ نماز میں سورۃ فاتحہ بھی واجب ہے اور اس کے علاوہ کوئی اور سورت یا ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں بھی واجب۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں سورۃ فاتحہ فرض اور دوسری سورت ملانا سنت۔ یہ حدیث ان کے خلاف ہے کیونکہ ان دونوں چیزوں کے لیے ایک "اِقْرَاْ" ارشاد ہوا۔ خیال رہے کہ اور سورت کا پڑھنا واجب مگر اس کے مقرر کرنے میں کہ کون سی پڑھے نمازی کو اختیار ہے، سورۃ فاتحہ میں نمازی کو کوئی اختیار نہیں اس لیے مَاشَاءَ اللّٰہ فرمایا گیا۔ شوافع اس مَاشَاءَ اللّٰہ سے سورۃ کا سنت ہونا ثابت نہیں کر سکتے، حنفیوں نے "اِقْرَاْ" کا بھی لحاظ رکھا ہے اور مَاشَاءَ اللّٰہ کا بھی، مطلقاً سورت کو واجب جانا اور تعین میں اختیار دیا۔

یعنی اطمینان کے ساتھ رکوع کرو۔ خیال رہے کہ رکوع میں ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھنا سنت ہے اور اطمینان واجب۔

یعنی پورے کھڑے ہو جاؤ، چونکہ صرف کام بتائے ہیں اس لیے پڑھنے کے کلمات ارشاد نہ فرمائے۔

۸ یعنی اطمینان سے ادا کرو کہ تین تسبیح بقدر ٹھہرو، سجدے میں ہاتھوں کا زمین پر لگنا ہمارے ہاں سنت ہے، شوافع کے ہاں فرض۔ اس عبارت سے ان کا مذہب ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ تسکین سے مراد اطمینان ہے۔

یعنی نماز میں جب بیٹھو تو بائیں ران پر اس طرح کہ داہنا قدم کھڑا ہو۔ معلوم ہوا ہے کہ نماز کے دونوں قعدوں کی نشست یکساں ہے یعنی بائیں ران پر بیٹھنا یہ ہی حنفی کہتے ہیں۔

۱۰ یعنی وضو کے بعد کلمہ پڑھنا سنت ہے، بعض روایات میں آتا ہے کہ "اِنَّا اَنْزَلْنَا" پڑھے، بہتر ہے کہ دونوں پڑھ لے۔

یعنی اگر قرآن شریف بالکل یاد نہ ہو تو اس کی بجائے یہ پڑھ لو "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ"۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ وہ نو مسلم جو ابھی قرآن یاد نہ کر سکا ہو وہ نماز میں بجائے قرآن یہی پڑھے۔ ہمارے ہاں صرف ایک دفعہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں سات دفعہ۔ غالباً یہ صاحب اس وقت نو مسلم تھے اس لیے یہ اجازت دی گئی ورنہ تلاوت نماز میں فرض ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۳)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوی رضویہ جلد۔ ۷-۶، مراۃ المناجیح ج ۲، اور بہار شریعت جلد ۱ حصہ سوم، کا مطالعہ فرمائیں۔

بَابٌ فِی الْقِرَاءَۃِ خَلْفَ الْاِمَامِ

امام کے پیچھے قرأت کا بیان

352۔ عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَقَدْ تَقَدَّمَ حَدِيْثُ اَبِي هريرة رَضِيَ اللهُ عَنْهُ و عائشة رَضِيَ اللهُ عَنْهَا. قَالَ النِّيْمَوِيُّ وفى الاستدلال بهذه الاحاديث نظر.

اس شخص کی کوئی نماز نہیں جس نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی۔ اس کو شیخین نے روایت کیا اور حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث اس سے پہلے گزر چکی۔ علامہ نیموی فرماتے ہیں کہ ان احادیث سے استدلال کرنے میں اعتراض ہے۔

(بخاری' کتاب الاذان' باب وجوب القرأة الامام والمأموم' جلد 1 صفحہ 104) (مسلم' کتاب الصلوٰة' باب وجوب القرأة الفاتحة فی کل رکعة... الخ' جلد 1 صفحہ 169)

353- وَعَنْهُ قَالَ كُنَّا خَلْفَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ فَقَرَأَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ لَعَلَّكُمْ تَقْرَءُوْنَ خَلْفَ إِمَامِكُمْ قُلْنَا نَعَمْ هٰذًّا يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ لَا تَفْعَلُوْا إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَإِنَّهُ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِهَا. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالْبُخَارِيُّ فِيْ جُزْءِ الْقِرَاءَةِ وَاٰخَرُوْنَ. (ابوداؤد' کتاب الصلوٰة' باب من ترک القرأة فی صلوته' جلد 1 صفحہ 119) (ترمذی' ابواب الصلوٰة' باب ما جاء انه لا صلوٰة الا بفاتحة الکتاب' جلد 1 صفحہ 57) (جزء القرأة للبخاری صفحہ 8)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم فجر کی نماز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھ رہے تھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرأت کی تو آپ کو قرأت کرنے میں دقت پیش آئی جب فارغ ہوئے تو فرمایا شاید تم امام کے پیچھے قرأت کرتے ہو۔ ہم نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ کیا کرو سوائے سورۃ فاتحہ کے کیونکہ جو سورۃ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں اسے ابوداؤد اور ترمذی اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جزء القرأۃ میں۔

قَالَ النِّيْمَوِيُّ فِيْهِ مَكْحُوْلٌ وَّهُوَ يُدَلِّسُ رَوَاهُ مُعَنْعَنًا وَّقَدِ اضْطَرَبَ فِيْ إِسْنَادِهٖ وَمَعَ ذٰلِكَ قَدْ تَفَرَّدَ بِذِكْرِ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ عَنْ عُبَادَةَ فِيْ طَرِيْقِ مَكْحُوْلٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحٰقَ وَهُوَ لَا يُحْتَجُّ بِمَا انْفَرَدَ بِهٖ فَالْحَدِيْثُ مَعْلُوْلٌ بِثَلَاثَةٍ

علامہ نیموی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں ایک راوی مکحول ہے جو کہ مدلس ہے اور عن عن کے الفاظ سے روایت کرتا ہے اور اس کی سند میں اضطراب ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ حدیث حضرات عبادہ سے نقل کرنے میں محمود بن ربیع کا ذکر صرف محمد بن اسحاق نے کیا ہے اور

وُجُوْہٍ۔

جس سند میں محمد بن اسحاق منفرد ہو اس روایت سے استدلال نہیں کیا جاتا لہٰذا یہ حدیث تین وجوہ سے معلول ہے۔

354- وَعَنْ نَافِعِ بْنِ مَحْمُوْدِ بْنِ رَبِيْعٍ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَبْطَأَ عُبَادَةُ عَنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ فَاَقَامَ اَبُوْ نُعَيْمٍ الْمُؤَذِّنُ الصَّلٰوةَ فَيُصَلِّيْ اَبُوْ نُعَيْمٍ بِالنَّاسِ وَاَقْبَلَ عُبَادَةُ وَاَنَا مَعَهُ حَتّٰى صَفَفْنَا خَلْفَ اَبِيْ نُعَيْمٍ وَّاَبُوْ نُعَيْمٍ يَّجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ فَجَعَلَ عُبَادَةُ يَقْرَأُ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ لِعُبَادَةَ سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ وَ اَبُوْ نُعَيْمٍ يَّجْهَرُ قَالَ اَجَلْ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ الصَّلَوٰتِ الَّتِيْ يُجْهَرُ فِيْهَا الْقِرَاءَةُ قَالَ فَالْتَبِسَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ هَلْ تَقْرَءُوْنَ اِذَا جَهَرْتُ بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ بَعْضُنَا اِنَّا لَنَصْنَعُ ذٰلِكَ قَالَ فَلَا تَفْعَلُوْا وَاَنَا اَقُوْلُ مَا لِيْ يُنَازِعُنِي الْقُرْاٰنُ فَلَا تَقْرَءُوْا بِشَيْءٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ اِذَا جَهَرْتُ اِلَّا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالْبُخَارِيُّ فِيْ جُزْءِ الْقِرَاءَةِ وَخَلْقِ اَفْعَالِ الْعِبَادِ وَاٰخَرُوْنَ وَفِيْهِ مَسْتُوْرٌ۔ قَالَ النِّيْمَوِيُّ اِنَّ حَدِيْثَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فِي الْتِبَاسِ الْقِرَاءَةِ قَدْ رُوِيَ بِوُجُوْهٍ كُلُّهَا ضَعِيْفَةٌ۔

(ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب من ترک القراۃ فی صلوتہ' جلد 1 صفحہ 119) (نسائی' کتاب الافتتاح' باب قرأۃ ام

حضرت نافع بن محمود بن ربیع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فجر کی نماز میں دیر سے پہنچے تو ابونعیم مؤذن نے اقامت کہی اور لوگوں کو نماز پڑھانے لگے تو حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور میں ان کے ساتھ تھا۔ یہاں تک کہ ہم نے ابونعیم کے پیچھے صف بنالی اور حضرت ابونعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہراً قراءت کر رہے تھے تو حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سورۃ فاتحہ پڑھنے لگے۔ جب فارغ ہوئے تو میں نے کہا میں نے آپ کو سورۃ فاتحہ پڑھتے ہوئے سنا ہے حالانکہ ابونعیم جہراً قراءت کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا یہی بات ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں ان نمازوں میں سے کوئی نماز پڑھائی جن میں جہراً قراءت کی جاتی ہے تو قراءت میں آپ کو دقت پیش آئی جب فارغ ہوئے تو ہماری جانب متوجہ ہو کر فرمایا کیا جب میں جہراً قراءت کروں تو تم بھی اس وقت پڑھتے ہو۔ ہم میں سے بعض نے کہا ہم اسی طرح کرتے ہیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ کیا کرو میں بھی کہہ رہا تھا مجھے کیا ہو گیا کہ مجھ سے قرآن چھینا جا رہا جب میں قرآن پڑھ رہا ہوں تو سورۃ فاتحہ کے علاوہ قرآن میں سے کچھ نہ پڑھا کرو۔ اس کو ابوداؤد نسائی اور بخاری نے جزء القراءۃ و خلق افعال العباد میں روایت کیا اور دیگر محدثین نے اور

القرآن خلف الامام فیما جہر بہ الامام' جلد 1 صفحہ 146)

(جزء القرأة للبخاری صفحہ 22' برقم:33)

اس میں ایک روای مستور الحال ہے۔ علامہ نیموی فرماتے ہیں کہ قرأت کے ملتبس ہونے میں عبادہ بن صامت کی حدیث کئی وجوہ سے روایت کی گئی وہ ساری کی ساری ضعیف ہیں۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

معلوم ہوا کہ مقتدی کی غلطی کا امام پر اثر پڑتا ہے۔ دیکھو مقتدیوں نے اپنے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے قرأت کی جس کا اثر یہ ہوا کہ حضور کو لقمہ لگ گیا جیسے اگر مقتدی کی طہارت درست نہ ہو تو امام کو لقمہ لگتا ہے۔

یہ حدیث ان حضرات کی دلیل ہے جو امام کے پیچھے قرأت کے قائل ہیں کیونکہ اس میں صراحتاً مقتدیوں کو امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا گیا لیکن اس میں چند طرح گفتگو ہے: ایک یہ کہ یہ حدیث ابو ہریرہ کی حدیث کے خلاف ہے جو ابھی اس کے بعد آرہی ہے جس میں جہری نمازوں میں مقتدی کو مطلقاً قرأت سے منع کر دیا گیا۔ دوسرے یہ کہ یہ حدیث حضرت جابر، علقمہ، عبداللہ ابن مسعود، عبداللہ ابن عباس، زید ابن ثابت، عبداللہ ابن علی، علی مرتضٰی، حرت عمر کی ان احادیث کے خلاف ہے جن میں امام کے پیچھے مطلق خاموشی کا حکم دیا گیا ہے۔ تیسرے یہ کہ یہ حدیث حکم قرآنی کے بھی خلاف ہے، رب نے فرمایا: "وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا"۔ چوتھے یہ کہ اس حدیث کے متعلق امام ترمذی نے فرمایا کہ زیادہ صحیح یہ ہے کہ اس میں صرف اتنا ہے "لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَءْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ" یعنی اس میں مقتدی کا ذکر نہیں لہٰذا یہ حدیث نا قابل عمل ہے یا منسوخ ہے۔

یہ الفاظ بظاہر ہمارے مخالفین کے بھی خلاف ہیں کیونکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جہری نماز میں میرے پیچھے صرف الحمد پڑھا کرو اور اخفا کی نماز میں الحمد اور سورت سب پڑھ لیا کرو حالانکہ وہ حضرات بھی مقتدی کو سورت پڑھنے کی اجازت نہیں دیتے۔ (مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۸۰)

355- وَعَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِاَصْحَابِهٖ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهٗ اَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اَتَقْرَءُوْنَ فِيْ صَلٰوتِكُمْ خَلْفَ الْاِمَامِ وَالْاِمَامُ يَقْرَاُ فَسَكَتُوْا فَقَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ قَائِلٌ اَوْ قَائِلُوْنَ اِنَّا لَنَفْعَلُ قَالَ لَا تَفْعَلُوْا وَلْيَقْرَاْ اَحَدُكُمْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فِيْ

حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ' حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھائی جب آپ نماز پڑھا چکے تو آپ ان کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا تم امام کے پیچھے اپنی نماز میں قرأت کرتے ہو جبکہ امام قرأت کر رہا ہو تو صحابہ رضی اللہ عنہم خاموش رہے پس تین مرتبہ آپ نے یہ کلمات دہرائے تو کسی کہنے

نَفْسِهٖ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ جُزْءِ الْقِرَاءَةِ وَاٰخَرُوْنَ وَاَعَلَّهُ الْبَيْهَقِيُّ بِاَنَّ هٰذِهِ الطَّرِيْقَ غَيْرُ مَحْفُوْظَةٍ.

(جزء القراۃ للبخاری صفحہ 23' برقم: 35) (سنن الکبرٰی للبیھقی' کتاب الصلوٰۃ' باب من قال لا یقرأ خلف الامام علی الاطلاق' جلد2صفحہ166)

والے نے یا کہنے والوں نے کہا ہم اس طرح کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا ایسا نہ کرو اور تم میں سے ایک سورۃ فاتحہ اپنے دل میں پڑھ لیا کرے اسے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جزء القراۃ میں اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو معلول قرار دیا اس وجہ سے کہ اس کی سند غیر محفوظ ہے۔

356- وَعَنْهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّكُمْ تَقْرَءُوْنَ وَالْاِمَامُ يَقْرَاُ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا لَنَفْعَلُ قَالَ لَا تَفْعَلُوْا اِلَّا اَنْ يَّقْرَاَ اَحَدُكُمْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ.

(مسند احمد جلد5صفحہ60)

حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' محمد بن ابو عائشہ اصحاب رسول میں سے کسی صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا شاید تم قرأت کرتے ہو جب امام قرأت کر رہا ہو آپ نے یہ دو یا تین مرتبہ فرمایا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ ہم ایسا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ایسا نہ کرو سوائے اس کے کہ تم میں کوئی سورۃ فاتحہ پڑھے۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند ضعیف۔

357- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰى صَلٰوةً لَمْ يَقْرَاْ فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِيَ خِدَاجٌ ثَلَاثًا غَيْرُ تَمَامٍ فَقِيْلَ لِاَبِيْ هُرَيْرَةَ اِنَّا نَكُوْنُ وَرَاءَ الْاِمَامِ فَقَالَ اقْرَاْ بِهَا فِيْ نَفْسِكَ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى قُسِّمَتِ الصَّلٰوةُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَبْدِيْ نِصْفَيْنِ وَلِعَبْدِيْ مَا سَاَلَ فَاِذَا قَالَ الْعَبْدُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى حَمِدَنِيْ عَبْدِيْ وَاِذَا قَالَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَثْنٰى

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا کہ جس نے نماز پڑھی اور سورۃ فاتحہ نہ پڑھی۔ اس کی نماز ناتمام ہے۔ ابو ہریرہ سے کہا گیا ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں تو انہوں نے کہا اس کو دل میں پڑھ لیا کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نصف نصف تقسیم کر دیا ہے اور میرے بندے کے لئے ہے جو اس نے مانگا۔ بندہ کہتا ہے الحمد للہ رب العالمین تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے

عَلَيَّ عَبْدِي وَإِذَا قَالَ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ قَالَ مَجَّدَنِي عَبْدِي وَقَالَ مَرَّةً فَوَّضَ إِلَيَّ عَبْدِي فَإِذَا قَالَ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ قَالَ هٰذَا بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ فَإِذَا قَالَ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ قَالَ هٰذَا لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ (مسلم' کتاب الصلوٰۃ' باب وجوب القرأۃ فی کل رکعۃ' جلد1صفحہ169)

بندے نے میری تعریف بیان کی اور جب بندہ کہتا ہے الرحمٰن الرحیم تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میر ثناء بیان کی جب بندہ کہتا ہے مالک یوم الدین تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی اور جب بندہ کہتا ہے ایاک نعبد وایاک نستعین تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرے بندے کے لئے ہے جو اس نے مانگا اور جب بندہ کہتا ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم الصراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین تو اللہ تعالیٰ فرماتا: یہ میرے بندے کے لئے ہے اور میرے بندے کے لئے ہے جو اس نے مانگا۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یہ حدیث گزشتہ حدیث کی تفسیر ہے اس نے صراحتًا بتادیا کہ بغیر سورۂ فاتحہ نماز فاسد نہیں ہوتی بلکہ ناقص ہوتی ہے یعنی سورۂ فاتحہ نماز میں فرض نہیں بلکہ واجب ہے، لہٰذا یہ حدیث حنفیوں کی قوی دلیل ہے۔

یہ حضرت ابوہریرہ کی اپنی رائے ہے اسی لیے آپ اس پر کوئی حدیث مرفوع پیش نہیں فرماتے بلکہ ایک حدیث سے اس مسئلے کا استنباط کرتے ہیں ان کی رائے پر ہر جگہ عمل نہیں ہوسکتا، بعض جگہ بہت دشواریاں پیش آئیں گی مثلاً یہ کہ مقتدی امام کے پیچھے فاتحہ پڑھ رہا تھا یہ ابھی بیچ میں تھا کہ امام نے کہا "وَلَا الضَّآلِّيْنَ" اب یہ بے چارہ آمین کہے یا نہیں یا مقتدی بیچ فاتحہ میں تھا کہ امام نے رکوع کردیا یہ مقتدی رکوع میں جائے یا نہیں وغیرہ۔ خیال رہے کہ حضرت ابوہریرہ کا یہ ارشاد پہلے کا ہے بعد میں خود انہیں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جب امام قرأت کرے تو خاموش رہو جیسا کہ مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ میں ہے اور مشکوٰۃ شریف میں اس باب میں آرہا ہے، لہٰذا یہ قول خود ان کے اپنے نزدیک متروک ہے یا اس کے معنی یہ ہیں کہ سورۂ فاتحہ کے معنی و مطالب دل میں سوچو ان پر غور کرو کیونکہ پڑھنا زبان سے ہوسکتا ہے، دل میں سوچنا ہوتا ہے نہ کہ پڑھنا۔ (از مرقات) اس صورت میں حدیث بالکل ظاہر ہے کسی توجیہ کی ضرورت نہیں۔

یہاں نماز سے مراد سورۂ فاتحہ ہے یعنی جب سورۂ فاتحہ اتنی اہم ہے کہ اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عین نماز فرمایا تو چاہیے اس کا پڑھنا یا اس میں غور کرنا بہت ضروری ہے۔ خیال رہے کہ اَلْحَمْد کی سات آیتیں ہیں۔ پہلی تین آیتیں "مٰلِكِ

يَوۡمِ الدِّيۡنِ" تک اللہ کی حمد ہیں اور آخری تین آیتیں اِهۡدِنَا سے "وَلَا الضَّآلِّيۡنَ" تک دعا، درمیان کی آیت "اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ" آدھی ثنا ہے آدھی دعا، لہٰذا یہ فرمان بالکل درست ہے کہ الحمد آدھی آدھی ہی ہوئی ہے۔

۴؎ یعنی سورۂ فاتحہ آدھی دعا ہے تو جو بندہ اسے پڑھے میں اس کی دعا ضرور قبول کروں گا یا بعینہ اس کا سوال پورا کروں گا یا اس کی مثل اور نعمتیں دوں گا یا اس سے کوئی آفت ٹال دوں گا جیسا کہ قبولیت دعاء کا قانون ہے۔

۵؎ یعنی ادھر بندہ الحمد پڑھ کر رب کی حمد کرتا ہے ادھر رب تعالٰی فرشتوں سے یہ فرماتا ہے۔ یہ بندے کی خوش نصیبی ہے کہ اس کی تھوڑی سی زبان کی حرکت سے اس کا نام رب کی بارگاہ میں اس عزت سے آجائے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بسم اللہ سورۂ فاتحہ کا جز نہیں کیونکہ یہاں الحمد سے ذکر شروع ہوا بسم اللہ کا ذکر نہ ہوا لہٰذا یہ حدیث امام اعظم کی قوی دلیل ہے۔

یہ خطاب بھی حاضرین بارگاہ فرشتوں سے ہے جو رب تعالٰی بطور فخر و اظہار خوشی فرماتا ہے، ثناء و حمد قریبًا ایک ہی ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ حمد سے ظاہری کمالات کا بیان ہو اور ثنا سے مراد پوشیدہ کمالات کا اظہار یا حمد سے مراد شکر ہو اور ثناء سے مراد مطلقًا تعریف۔

یعنی میری ایسی بڑائی بیان کی جو میرے سوا کسی کو حاصل نہیں کیونکہ قیامت کے دن کی بادشاہی صرف رب تعالٰی کی صفت ہے۔

کیونکہ عبادت اللہ کے لیے ہے اور استعانت یعنی مدد بندے کے لیے ہے لہٰذا یہ آیت رب و بندے کے درمیان ہے۔

یعنی بندے اپنے ہر کام میں خصوصًا عبادات میں مجھ سے مدد مانگ رہا ہے میں اس کی ضرور مدد کروں گا، اس کے بعد بھی جو دعائیں مانگے گا قبول کروں گا۔

۱۰؎ یعنی خدایا مجھے اس راستہ کی ہدایت دے جو تیرے انعام والے بندے کا راستہ ہے، اولیاء، صالحین، شہید اور صدیقین کا۔ معلوم ہوا کہ وہ دین حق ہے جس میں اولیاء اللہ ہوں، وہ صرف اہلِ سنت والجماعت کا دین ہے کہ ان کے سوا کسی فرقہ میں اولیاء اللہ نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ "انعمت علیھم" پر وقف ہے ورنہ فاتحہ کی آیات سات نہ ہوں گی کیونکہ یہاں بسم اللہ کو الحمد میں شامل نہیں کیا گیا، لہٰذا یہ حدیث احناف کی دلیل ہے۔

یعنی جو کچھ اس سورت میں مانگے اور جو اس کے بعد مانگے وہ سب اسے دوں گا، بعض مشائخ کا طریقہ ہے کہ وہ دعا کرتے وقت الحمد شریف پڑھا کرتے ہیں ان کا ماخذ یہ حدیث ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۱)

358- وَعَنۡهُ قَالَ إِذَا قَرَأَ الۡإِمَامُ بِأُمِّ الۡقُرۡاٰنِ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں

فَاقْرَأْ بِهَا وَاسْبِقْهُ فَإِنَّهُ إِذَا قَالَ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَتِ الْمَلَآئِكَةُ اٰمِيْنَ مَنْ وَّافَقَ ذٰلِكَ قَمِنٌ اَنْ يُّسْتَجَابَ بِهِمْ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ جُزْءِ الْقِرَاءَةِ وَاِسْنَادُهُ حَسَنٌ. قَالَ النِّيْمَوِيُّ وَفِي الْبَابِ اٰثَارٌ اُخَرُ عَنِ الصَّحَابَةِ.

(جزء القرأة للبخاری صفحہ 73، رقم الحدیث:153)

جب امام سورۃ الفاتحہ پڑھے تو تو بھی اسے پڑھ اور اس میں تو (اس سے) سبقت لے جا۔ پس بے شک جب امام کہے ولا الضالین تو فرشتے کہتے ہیں آمین۔ جو اس کے موافق ہو گیا تو یہ اس لائق ہے کہ ان کی دعا قبول کی جائے۔ علامہ نیموی فرماتے ہیں اس بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دیگر آثار بھی منقول ہے۔

شرح: مفسرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ نماز میں الحمد کے ختم پر امام بھی آمین کہے گا۔ دوسرے یہ کہ ہماری حفاظت کرنے والے اور نامۂ اعمال لکھنے والے فرشتے نمازوں میں ہمارے ساتھ شریک ہوتے ہیں ولا الضالین پر آمین کہتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ آمین بالکل آہستہ کہنی چاہیے کیونکہ فرشتے آہستہ ہی آمین کہتے ہیں جو ہم نہیں سنتے اگر ہم آمین چیخ کر کہیں تو ہماری آمین فرشتوں کی آمین کے خلاف ہوگی پھر ہماری بخشش کیسے ہو۔ چوتھے یہ کہ رب کی بارگاہ میں وہی نیکی قبول ہوتی ہے جو نیک بندوں کی طرح ہو ان کی نقل پیاری ہے۔ دیکھو فرمایا گیا کہ جس کی آمین فرشتوں کی سی ہوگی اس کی مغفرت ہوگی۔

اس سے معلوم ہوا کہ مقتدی الحمد نہ پڑھے کیونکہ فرمایا گیا کہ جب امام ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو یہ نہ فرمایا کہ جب تم ولا الضالین کہو تو آمین کہو۔ لہٰذا یہ حدیث احناف کی دلیل ہے۔

۳۔ فقیر کو آہستہ آہستہ آمین کی چھبیس ۲۶ حدیثیں اور دو آیتیں ملیں مگر نماز میں بالجہر آمین کی کوئی صریح حدیث نہ ملی جس میں نماز کا ذکر ہو اور لفظ جہر ہو۔ اس کی پوری بحث فقیر کی کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو۔ آمین دعا ہے (قرآن کریم) اور دعا آہستہ مانگی چاہیے (قرآن کریم) احادیث میں جہاں آمین سے مسجد گونجنے کا ذکر ہے وہاں نماز کا ذکر نہیں اور جہاں نماز کا ذکر ہے وہاں جہر نہیں بلکہ "مد بہا صوتہ" ہے یا "رفع بہا صوتہ" جس کے معنی ہیں آمین آواز کھینچ کر کہی۔

خیال رہے کہ ان جیسی تمام حدیث میں موافقت سے مراد کیفیت میں موافقت ہے نہ کہ وقت میں کیونکہ فرشتوں کی آمین کہنے کا تو یہی وقت ہے جب امام ولا الضالین کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین جیسی ہوگی اسکی بخشش ہوگی یعنی جیسے فرشتے آہستہ آمین کہتے ہیں ایسے یہ بھی آہستہ کہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۳)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوی رضویہ جلد۔ ۷۔ ۶، مراۃ المناجیح ج ۲، اور بہار شریعت جلد ۱ حصہ سوم، کا مطالعہ فرمائیں۔

بَابٌ فِیْ تَرْكِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ فِی الْجَهْرِیَّةِ قَالَ اللهُ تَعَالٰی وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ

جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قرأت کو ترک کرنے کا بیان اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جب قرآن پڑھا جائے تو غور سے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے

شرح: اس آیت کے تحت مفسرِ شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ جس وقت قرآنِ کریم پڑھا جائے خواہ نماز میں یا خارجِ نماز، اس وقت سننا اور خاموش رہنا واجب ہے۔ جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم اس طرف ہیں کہ یہ آیت مقتدی کے سننے اور خاموش رہنے کے باب میں ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اس میں خطبہ سننے کے لئے گوش برآواز ہونے اور خاموش رہنے کا حکم ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے نماز و خطبہ دونوں میں بغور سُننا اور خاموش رہنا واجب ثابت ہوتا ہے۔ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے آپ نے کچھ لوگوں کو سنا کہ وہ نماز میں امام کے ساتھ قرأت کرتے ہیں تو نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم اس آیت کے معنیٰ سمجھو۔ غرض اس آیت سے قرأت خَلْفَ الْاِمَام کی ممانعت ثابت ہوتی ہے اور کوئی حدیث ایسی نہیں ہے جس کو اس کے مقابل حُجت قرار دیا جا سکے۔ قرأت خَلْفَ الْاِمَام کی تائید میں سب سے زیادہ اعتماد جس حدیث پر کیا جاتا ہے وہ یہ ہے۔ "لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ" مگر اس حدیث سے قرأت خَلْفَ الْاِمَامِ کا وجوب تو ثابت نہیں ہوتا صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ بغیر فاتحہ کے نماز کامل نہیں ہوتی تو جب کہ حدیث قِرَاْءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ سے ثابت ہے کہ امام کا قرأت کرنا ہی مقتدی کا قرأت کرنا ہے تو جب امام نے قرأت کی اور مقتدی ساکت رہا تو اس کی قرأت حُکمیہ ہوئی اس کی نماز بے قرأت کہاں رہی، یہ قرأت حُکمیہ ہے تو امام کے پیچھے قرأت نہ کرنے سے قرآن و حدیث دونوں پر عمل ہو جاتا ہے اور قرأت کرنے سے آیت کا اِتباع ترک ہوتا ہے لہٰذا ضروری ہے کہ امام کے پیچھے فاتحہ وغیرہ کچھ نہ پڑھے۔ (پ۹، الاعراف: ۲۰۴)

359- عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ فَلْیَؤُمَّكُمْ اَحَدُكُمْ وَاِذَا قَرَاَ الْاِمَامُ فَاَنْصِتُوْا۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَّهُوَ حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو تم میں سے کوئی ایک تمہاری امامت کرائے اور جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور یہ صحیح حدیث ہے۔

(مسند احمد جلد 4 صفحہ 415) (مسلم' کتاب الصلوٰۃ' باب التشہد فی الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 174)

360- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَأَ فَانْصِتُوْا. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ اِلَّا التِّرْمِذِيَّ وَهٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: امام اس لئے بنایا گیا تا کہ اس کی اقتدا کی جائے پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔ اس حدیث کو سواء ترمذی کے پانچ محدثین نے بیان کیا ہے اور یہ صحیح حدیث ہے۔

(ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب الامام لیصلی من تعوذ' جلد 1 صفحہ 89) (نسائی 'کتاب الافتتاح' باب تاویل قولہ اذا قریٔ القرآن' جلد 1 صفحہ 146) (ابن ماجۃ' ابواب الصلوٰۃ' باب اذا قرأ الامام فانصتوا' صفحہ 61) (مسند احمد جلد 2 صفحہ 376)

شرح: مفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی مقتدی پر اعمال نماز میں امام کی پیروی واجب ہے نہ کہ اقوال میں لہٰذا جو کام کر رہا ہو مقتدی پر بھی کرنا واجب ہیں حتی کہ حنفی مقتدی شافعی امام کے پیچھے نماز فجر پڑھے، امام بعد رکوع قنوت نازلہ پڑھے تو حنفی مقتدی پر اس وقت کھڑا رہنا واجب ہے اگرچہ قنوت نہ پڑھے، اس کا ماخذ یہی حدیث ہے۔ یہاں اقوال کی پیروی کسی کے نزدیک مراد نہیں۔

یعنی امام کے پیچھے قرآن بالکل نہ پڑھو نہ فاتحہ نہ دوسری سورت، خواہ امام آہستہ تلاوت کر رہا ہو یا زور سے، خواہ تم تک اس کی آواز پہنچ رہی ہو یا نہ۔ یہ حدیث ابو ہریرہ مسلم میں بھی ہے جیسا کہ پہلی فصل میں گزر چکا۔ اس کی تائید قرآن کریم کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے "وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا" اسی پر جمہور صحابہ کا عمل ہے کہ وہ امام کے پیچھے قرآن بالکل نہ پڑھتے تھے۔ یہ حدیث امام اعظم ابوحنیفہ کی قوی دلیل ہے، اسی حدیث کی بنا پر امام مالک واحمد جہری نمازوں میں مقتدی کو خاموشی کا حکم دیتے۔ بعض حنبلی لوگ فرماتے ہیں کہ مقتدی امام کے سکتوں میں الحمد کی آیتیں پڑھے، بعض کے نزدیک امام الحمد پڑھ کر خاموش رہے، پھر مقتدی پڑھے۔ حتی کہ امام شافعی کا ایک قول ہے کہ جہری نماز میں مقتدی خاموش رہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث کتنی اہم ہے اور امام اعظم کا مذہب کتنا قوی ہے۔ اس کی پوری بحث ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۸۳)

361- وَعَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ اُكَيْمَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَصْحَابِهٖ صَلٰوةً نَّظُنُّ اَنَّهَا الصُّبْحُ فَقَالَ هَلْ قَرَاَ

حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں از زہری از ابن اکیمہ کہ میں نے ابو ہریرہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھائی ہمارے خیال میں

مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ قَالَ رَجُلٌ اَنَا قَالَ اِنِّیْ اَقُوْلُ مَا لِیْ اُنَازَعُ الْقُرْاٰنَ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔ (ابن ماجه' كتاب الصلوة' باب اذا قرأ الامام فانصتوا' صفحه 61)

وہ صبح کی نماز تھی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم میں سے کسی ایک نے قرأت کی ہے؟ ایک شخص نے عرض کی کہ میں نے قرأت کی ہے تو آپ نے فرمایا بے شک میں بھی کہہ رہا تھا کہ مجھے کیا ہو گیا کہ میرے ساتھ قرآن میں جھگڑا کیا جا رہا ہے۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

معلوم ہوا کہ ساری جماعت صحابہ میں صرف ان صاحب نے حویر صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے الحمد پڑھی باقی کسی نے نہ پڑھی، انہوں نے بھی بے خبری کی وجہ سے پڑھی۔

یعنی تمہارے پڑھنے کا مجھ پر یہ اثر پڑا کہ مجھے قرآن میں لقمے لگنے لگے۔ اس کی تحقیق ابھی ہم کر چکے کہ مقتدی کی قرأت کا امام پر اثر پڑتا ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ انہوں نے چیخ کر قرأت کی ہو ورنہ حضور نہ پوچھتے کہ کیا تم نے قرأت کی ہے۔

یعنی اس فرمان کے بعد صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے جہری نمازوں میں تلاوت بالکل چھوڑ دی نہ الحمد پڑھی نہ اور سورت۔ خیال رہے کہ نسخ کی ترتیب یہ ہے کہ اولاً مسلمان نماز میں باتیں بھی کرتے تھے اور امام کے پیچھے فاتحہ بھی پڑھتے تھے جب یہ آیت اتری "وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ" تو نماز میں کلام بند ہو گیا، پھر اس حدیث سے جہری نمازوں میں امام کے پیچھے الحمد پڑھنا بند ہو گئی، پھر یہ آیت اتری "وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ" الخ، تب امام کے پیچھے قرأت بالکل بند ہو گئی، نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے۔ نسخ کی یہ ترتیب تفسیر خازن وغیرہ میں دیکھو۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ "وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ" میں قرآن سے مراد خطبہ ہے اور آیت میں خطبہ کے وقت خاموشی کا حکم دیا گیا ہے مگر یہ غلط ہے کیونکہ اس آیت کے نزول کے وقت جمعہ فرض ہی نہیں ہوا تھا۔ اس کی پوری تحقیق ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو۔

نیز یہ حدیث امام مالک و شافعی نے بھی روایت کی۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے، ابن حبان نے فرمایا کہ صحیح ہے، بیہقی و حمیدی نے اسے ضعیف کہا۔ (مرقات) یعنی یہ حدیث مختلف اسنادوں سے محدثین کو ملی، بعض کو صحیح اسناد سے، بعض کو حسن سے بعض کو ضعیف سے، ہر ایک نے اپنی اسناد کے مطابق اسے حسن یا صحیح وغیرہ کہا۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۸۱)

362- عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلَّی الظُّهْرَ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز

فَجَعَلَ رَجُلٌ يَقْرَأُ خَلْفَهُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اَيُّكُمْ قَرَأَ اَوْ اَيُّكُمُ الْقَارِئُ فَقَالَ رَجُلٌ اَنَا فَقَالَ قَدْ ظَنَنْتُ اَنَّ بَعْضَكُمْ خَالَجَنِيْهَا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(مسلم' کتاب الصلوٰۃ' باب نهی الماموم عن جهره بالقرأة خلف امامه' جلد1 صفحه172)

پڑھائی تو ایک شخص آپ کے پیچھے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى پڑھنا شروع ہوگیا۔ پس جب آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو فرمایا تم میں سے کس نے قرأت کی؟ یا فرمایا تم میں سے کون قرأت کرنے والا ہے تو ایک شخص نے عرض کیا میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا میں سمجھا کہ تم میں سے کوئی میرے ساتھ جھگڑ رہا ہے۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

بَابٌ فِيْ تَرْكِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ فِي الصَّلٰوةِ كُلِّهَا

تمام نمازوں میں امام کے پیچھے قرأت کو ترک کرنے کا بیان

363- وَعَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانُوْا يَقْرَءُوْنَ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خَلَطْتُمْ عَلَيَّ الْقِرَاءَةَ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالطَّبَرَانِيُّ وَاِسْنَادُهُ حَسَنٌ۔

حضرت ابو الاحوص رضی اللہ تعالٰی عنہ' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پیچھے قرأت کرتے تھے تو آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے مجھ پر قرأت خلط ملط کردی اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اور امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(طحاوی' کتاب الصلوٰۃ' باب القرأة خلف الامام' جلد1 صفحه149) (مسند احمد جلد1 صفحه451) (کشف الاستار عن زوائد البزار' باب القرأة خلف الامام' جلد1 صفحه239' برقم:488) (مسند ابی یعلٰی' جلد8 صفحه423' رقم الحدیث:5006) (مجمع الزوائد جلد2 صفحه110' وقال الهیثمی ورجال احمد رجال الصحیح) (مجمع الزوائد' جلد2 صفحه110' فتشت ولم اجده فی المعجم الکبیر)

شرح: اعلٰی حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوٰی رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فقیر کہتا ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ جو افاضل صحابہ و مومنین سابقین سے ہیں حضر و سفر میں ہمراہِ رکاب سعادت انتساب حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رہتے اور بارگاہِ نبوت میں بے اذن لئے جانا اُن کے لئے جائز تھا بعض صحابہ فرماتے ہیں ہم نے راہ وروش سرور انبیاء علیہ التحیۃ والثنا سے جو چال ڈھال ابن مسعود کو ملتی پائی کسی کی نہ پائی،

خود حضور اکرم الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

رضیت لامتی ما رضی لھا ابن ام عبد و کرھت لامتی ما کرہ لھا ابن ام عبد۔

(مجمع الزوائد باب ما جاء فی عبداللہ بن مسعود مطبوعہ دارالکتاب بیروت ۹/۲۹۰)

میں نے اپنی امت کے لئے وہ پسند کیا جو عبداللہ بن مسعود اس کے لئے پسند کرے اور میں نے اپنی امت کے لئے ناپسند کیا جو اُس کے لئے عبداللہ بن مسعود ناپسند کرے۔ گویا ان کی رائے حضورِ والا کی رائے اقدس ہے اور معلوم ہے کہ جناب ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مقتدی ہوتے فاتحہ وغیرہ کچھ نہیں پڑھتے تھے اور ان کے سب شاگردوں کا یہی وتیرہ تھا۔ (الفتاویٰ الرضویۃ، ج ۶، ص ۲۴۳)

364- وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ. رَوَاهُ الْحَافِظُ أَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ فِيْ مُسْنَدِهٖ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي الْمُوَطَّا وَالطَّحَاوِيُّ وَالدَّارُقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا کوئی امام ہو تو امام کی قرأت ہی اس کی قرأت ہے۔ اس کو حافظ احمد بن منیع نے اپنی مسند میں اور محمد بن حسن نے مؤطا میں طحاوی اور دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مؤطا امام محمد' باب القرأۃ فی الصلوۃ خلف الامام' صفحہ 96) (طحاوی' کتاب الطھارۃ' باب القرأۃ خلف الامام' جلد 1 صفحہ 149) (دارقطنی' کتاب الصلوۃ' باب ذکر قولہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من کان لہ امام... الخ' جلد 1 صفحہ 323) (بغیۃ الالمعی فی تخریج الزیلعی حاشیۃ نصب الرایۃ' نقلاً عن مسند احمد بن منیع' جلد 2 صفحہ 7)

365- وَعَنْ نَّافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ خَلْفَ الْإِمَامِ فَحَسْبُهُ قِرَاءَةُ الْإِمَامِ وَإِذَا صَلّٰى وَحْدَهُ فَلْيَقْرَأْ قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ لَا يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوطَا وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔ (مؤطا امام مالک' کتاب الصلوۃ' باب ترک القرأۃ خلف الامام فیما جھر بہ' صفحہ 68)

حضرت نافع رضی اللہ عنہ' ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ایک امام کے پیچھے نماز پڑھے تو اسے امام کی قرأت کافی ہے اور جب وہ اکیلا نماز پڑھے تو چاہئے کہ وہ قرأت کرے۔ حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما امام پیچھے قرأت نہیں کرتے تھے۔ اس حدیث کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مؤطا میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

366- عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰى رَكْعَةً لَّمْ يَقْرَاْ فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ يُصَلِّ اِلَّا وَرَآءَ الْاِمَامِ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ واسناده صَحِيْحٌ۔

حضرت وہب بن کیسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا جس شخص نے کوئی رکعت پڑھی اور اس میں سورۃ الفاتحہ نہ پڑھی تو اس نے نماز نہ پڑھی مگر یہ کہ وہ امام کے پیچھے ہو۔ اس کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مؤطا امام مالک' کتاب الصلوٰۃ' باب ما جاء فی ام القرآن' صفحہ 66) (ترمذی' ابواب الصلوٰۃ' باب ما جاء فی ترک القرأۃ خلف الامام اذا جهر بالقرأۃ' جلد 1 صفحہ 71) (طحاوی' کتاب الصلوٰۃ' باب القرأۃ خلف الامام' جلد 1 صفحہ 149)

367- وَعَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَاَلَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ الْقِرَآءَةِ مَعَ الْاِمَامِ فَقَالَ لَا قِرَاءَةَ مَعَ الْاِمَامِ فِيْ شَيْءٍ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِيْ باب سجود التلاوة۔

(مسلم' کتاب المساجد' باب سجود التلاوۃ' جلد 1 صفحہ 115)

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے زید بن ثابت سے امام کے ساتھ قرأت کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا امام کے ساتھ کسی نماز میں کوئی قرأت نہیں۔ اسے مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے باب سجود التلاوۃ میں روایت کیا ہے۔

368- وَعَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مِقْسَمٍ اَنَّهٗ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالُوْا لَا يُقْرَاُ خَلْفَ الْاِمَامِ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

(طحاوی' کتاب الصلوٰۃ' باب القرأۃ خلف الامام جلد 1 صفحہ 151)

حضرت عبیداللہ بن مقسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا (یعنی امام کے پیچھے قرأت کے بارے میں) تو انہوں نے کہا امام کے پیچھے کسی نماز میں کوئی قرأت نہیں کی جائے گی۔ اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

369- وَعَنْ اَبِيْ وَآئِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَنْصِتْ لِلْقِرَآءَةِ فَاِنَّ فِي الصَّلٰوةِ شُغُلاً وَّسَيَكْفِيْكَ ذٰلِكَ الْاِمَامُ۔ رَوَاهُ

حضرت ابووائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ تو قرأت سے خاموش رہ پس بے شک نماز

الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ

میں مشغولیت ہے اور اس میں تجھے امام ہی کافی ہے۔ اس کو امام طحاوی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب القراۃ خلف الامام جلد 1 صفحہ 150) (المعجم الکبیر للطبرانی جلد 9 صفحہ 303 رقم الحدیث: 9311)

370- وَعَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَيْتَ الَّذِي يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ مُلِئَ فُوْهُ تُرَابًا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب القراۃ خلف الامام جلد 1 صفحہ 150)

حضرت علقمہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کاش کے وہ شخص جو امام کے پیچھے قرأت کرتا ہے اس کے منہ کو مٹی سے بھر دیا جائے۔ اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

371- وَعَنْ اَبِي جَمْرَةَ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَقْرَأُ وَالْإِمَامُ بَيْنَ يَدَيَّ فَقَالَ لَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب القراۃ خلف الامام جلد 1 صفحہ 151)

حضرت ابو جمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ کیا میں قرأت کروں۔ اس حال میں کہ امام میرے سامنے ہو تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے۔

372- وَعَنْ كَثِيْرِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللهِ اَفِي كُلِّ صَلٰوةٍ قُرْاٰنٌ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ وَجَبَ هٰذَا فَقَالَ اَبُو الدَّرْدَاءِ يَا كَثِيْرُ وَاَنَا اِلٰى جَنْبِهٖ لَا اَرَى الْإِمَامَ اِذَا اَمَّ الْقَوْمَ اِلَّا قَدْ كَفَاهُمْ. رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَاَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ وَفِي الْبَابِ اٰثَارُ التَّابِعِيْنَ رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالٰى.

حضرت کثیر بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کھڑا ہوا۔ اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہا ہر نماز میں قرأت ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تو قوم سے ایک شخص نے کہا کیا یہ واجب ہے تو حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے کثیر اور میں آپ کے پہلو میں تھا میرے خیال میں امام جب لوگوں کو امامت کرا رہا ہو تو ان کی طرف سے کافی ہے۔ اسے دار قطنی احمد اور طحاوی نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔ اور اس بارے میں تابعین سے آثار منقول

ہیں۔

(دارقطنی 'کتاب الصلوۃ' باب ذکر قولہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من کان لہ امام...الخ' جلد 1 صفحہ 332) (طحاوی' کتاب الصلوۃ' باب القرأۃ خلف الامام' جلد 1 صفحہ 148) (مسند احمد جلد 6 صفحہ 448)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوٰی رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مذہب حنفیہ دربارہ قرأت مقتدی عدم اباحت وکراہت تحریمیہ ہے۔نماز سرّی میں روایت استحباب کہ حضرت امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی طرف نسبت کی گئی محض ضعیف کما بسط المحقق علی الاطلاق فقیہ النفس مولنا کمال الملۃ والدین محمد رحمہ اللہ تعالٰی کما قالہ فی الدر المختار۔ جیسا کہ محقق علی الاطلاق فقیہ النفس مولٰنا کمال الملۃ والدین محمد (ابن ہمام) رحمہ اللہ تعالٰی نے اس پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔ جیسا کہ دُرِمختار میں بیان کیا گیا ہے۔

خود تصانیفِ امام محمد میں جابجا عدمِ جواز مصرح آثار میں فرماتے ہیں یہی مذہب ہمارا مختار اور اسی پر عامہ حدیث و اخبار وارد، اور فرمایا ایک جماعتِ صحابہ رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین قرأتِ مقتدی کو مفسدِ نماز کہتی ہے اور قوی الدلیلین پر عمل کرنے میں احتیاط ہے۔

مؤطا میں بہت آثار روایت فرمائے جن سے عدمِ جواز ثابت

قالہ الشیخ مولٰنا عبدالحق المحدث الدہلوی قدس اللہ سرہ العزیز فی اللمعات (یہ بات شیخ محقق حضرت مولانا عبدالحق دہلوی قدس اللہ تعالٰی سرہ نے اشعۃ اللمعات میں کہی ہے۔ت) بااین ہمہ خلاف تصریحات امام ایک روایت مرجوحہ مجروحہ سے نماز سری میں جواز خواہ استحباب قرأت اُن کا مذہب ٹھہرانا اور فقہ حنفی میں اس کا وجود سمجھنا محض باطل و وہم عاطل۔ ہمارے علمائے مجتہدین بالاتفاق عدمِ جواز کے قائل ہیں اور یہی مذہب جمہور صحابہ و تابعین کا ہے حتّٰی کہ صاحب ہدایہ امام علامہ برہان الملۃ والدین مرغینانی رحمہ اللہ تعالٰی نے دعوٰیِ اجماعِ صحابہ کیا ہے رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔

(الفتاوی الرضویۃ، ج۶، ص ۲۴۷)

بَابُ تَأْمِيْنِ الْاِمَامِ

امام کے آمین کہنے کا بیان

373- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ تَاْمِيْنُهٗ تَاْمِيْنَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام امین آمین کہے تو تم بھی آمین کہو پس بے شک جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہو گئی تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔ اسے محدثین کی ایک

جماعت نے روایت فرمایا۔

(بخاری 'کتاب الاذان' باب جهر الامام بالتامین' جلد 1 صفحه 108) (مسلم 'کتاب الصلوٰۃ' باب التسبیح والتحمید والتامین' صفحه 176) (ترمذی' ابواب الصلوۃ' باب ما جاء فی فضل التامین' جلد 1 صفحه 58) (ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب التامین وراء الامام' جلد 1 صفحه 135) (نسائی 'کتاب الافتتاح' باب جهر الامام بآمین' جلد 1 صفحه 147) (ابن ماجه 'کتاب الصلوٰۃ' باب الجهر بآمین' صفحه 61) (مسند احمد جلد 2 صفحه 459)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوی رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

نماز کی ہر رکعت میں امام ومنفرد کو ولا الضالین کے بعد آمین کہنا سنت ہے۔ جہری نماز میں مقتدی بھی ہر رکعت میں کہیں اور غیر جہری رکعت یا سری نماز میں ولا الضالین ایسی خفی آواز میں کہا کہ اس کے کان تک پہنچی تو اس وقت بھی یہ آمین کہے ورنہ نہیں اور آمین سے سجدہ سہو کسی وقت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (الفتاوی الرضویۃ، ج ۶ ص ۲۰۳)

374- وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ (غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ) فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ولمسلم نحوه.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب امام غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہے تو تم آمین کہو پس بے شک جس کا قول فرشتوں کے قول کے موافق ہوگیا تو اس کے گزشتہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔ اسے بخاری نے روایت کیا اور امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس کی مثل روایت ہے۔

(بخاری 'کتاب الاذان' باب جهر الامام بالتامین' جلد 1 صفحه 108) (مسلم 'کتاب الصلوٰۃ' باب التسبیح والتحمید والتامین' جلد 1 صفحه 176)

375- وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَنَا فَبَيَّنَ لَنَا سُنَّتَنَا وَعَلَّمَنَا صَلٰوتَنَا فَقَالَ اِذَا صَلَّيْتُمْ فَاَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ ثُمَّ لْيَؤُمَّكُمْ اَحَدُكُمْ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذْ قَالَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ يُجِبْكُمُ اللّٰهُ. رَوَاهُ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک طویل حدیث میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا تو ہمارے لئے سنتیں بیان کیں اور ہمیں ہماری نماز سکھائی تو فرمایا جب تم نماز پڑھو اپنی صفیں سیدھی کرلو پھر تم میں سے کوئی ایک تمہاری امامت کرائے۔ پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ

مُسْلِمٌ۔ (مسلم' کتاب الصلوٰۃ' باب التشھد فی الصلوٰۃ' جلد1 صفحہ174)

کہے تو تم آمین کہو اللہ تعالیٰ تم سے محبت فرمائے گا۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

376- وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ (غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ) فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ فَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَقُوْلُ اٰمِیْنَ وَاِنَّ الْاِمَامَ يَقُوْلُ اٰمِیْنَ فَمَنْ وَّافَقَ تَأْمِيْنُهٗ تَأْمِيْنَ الْمَلَآئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ والنسائی والدارمی وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا امام غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہے تو تم آمین کہو کیونکہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور امام بھی آمین کہتا ہے جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگئی اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔ اسے امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ' نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دارمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مسند احمد جلد2 صفحہ233) (نسائی' کتاب الافتتاح' باب جھر الامام بآمین' جلد1 صفحہ147) (سنن دارمی' کتاب الصلوٰۃ' باب فی فضل التامین' جلد1 صفحہ147)

بَابُ الْجَهْرِ بِالتَّامِيْنِ

اونچی آواز سے آمین کہنے کا بیان

377- عَنْ وَّائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَرَأَ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ اٰمِیْنَ رَفَعَ بِهَا صَوْتَهٗ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمَذِيُّ وَاٰخَرُوْنَ وَهُوَ حَدِيْثٌ مُّضْطَرِبٌ۔

حضرت وائل ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ نے پڑھا "غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ" تو کہا آمین اپنی آواز کھینچ کر۔ اسے ابو داؤد' ترمذی اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور یہ مضطرب حدیث ہے۔

(ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب التامین وراء الامام' جلد1 صفحہ135) (ترمذی' ابواب الصلوٰۃ' باب ماجاء فی التامین' جلد1 صفحہ57)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

اس حدیث سے نماز میں اونچی آمین کہنا ہرگز ثابت نہیں ہوسکتا چند وجہ سے: ایک یہ کہ یہاں نماز کا ذکر نہیں، ممکن ہے کہ نماز کے علاوہ یہ تلاوت اور آمین ہوئی ہو۔ دوسرے یہ کہ یہاں "مَدَّ بِهَا صَوْتَهٗ" ہے مَدّ کے معنی چیخنا نہیں بلکہ اس کے معنی ہیں کھینچنا، دراز کرنا، اس کا مقابل قصر ہے اسی لیے مہلت دینے، ڈھیل دینے کو مد کہا جاتا ہے، رب فرماتا ہے: "وَيَمُدُّهُمْ

فِي ظُغْيِانِهِمْ" یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم آمین کا الف اور میم مد کے ساتھ پڑھتے تھے، بروزن قالین قصر سے نہیں جیسے کریم، یہی معنی ظاہر ہیں۔ تیسرے یہ کہ امام احمد، دارقطنی، حاکم، مستدرک، طبرانی، ابوداؤد طیالسی، ابویعلیٰ موصلی نے انہی وائل ابن حجر سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں جب "وَلَا الضَّآلِّيْنَ" پڑھا تو "قَالَ اٰمِيْن وَ اَخْفٰى بِهَا صَوْتَه"۔ اور ابو داؤد و ترمذی، ابن ابی شیبہ نے انہی وائل ابن حجر سے روایت کی "وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَه"۔ اَخْفٰى کے معنی ہیں آہستہ پڑھا اور خَفَضَ کے معنی ہیں پست آواز سے پڑھا تو اب یہاں مَدَّ کے ایسے معنی کرنے چاہیں جو وہاں کے اَخْفٰى اور خَفَضَ کے خلاف نہ ہوں یعنی آواز کھینچی اس لیے یہاں جَهَرَ نہیں بلکہ مَدَّ آیا کیونکہ اخفاء کا مقابل مَدّ نہیں بلکہ جہر ہے رب فرماتا ہے: "يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى"۔ جن احادیث میں "رَفَعَ بِهَا صَوْتَه" ہے وہاں بھی "رَفَعَ مَدَّ" کا ترجمہ ہے اور یہی معنی ہیں کہ آواز کھینچ کر پڑھا۔ غرض کہ ایسی حدیث آج تک نہ مل سکی جس میں نماز کا ذکر ہو اور آمین کے لیے لفظ جہر ہو، نیز اونچی آمین کہنا حکم قرآن کے خلاف ہے کیونکہ آمین قرآن کی آیت نہیں بلکہ دعا ہے، رب فرماتا ہے: "قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا" اور دعا آہستہ کہنی چاہیے، رب فرماتا ہے: "اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً" اس کی پوری بحث ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو۔ (مراۃ المناجیح ج ۵ ص ۲۹۸)

378- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ اُمِّ الْقُرْاٰنِ رَفَعَ صَوْتَهٗ وَقَالَ اٰمِيْن. رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَالْحَاكِمُ وَفِيْ اِسْنَادِهٖ لِيْنٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سورۃ الفاتحہ سے فارغ ہوتے تو اپنی آواز بلند کرتے اور آمین کہتے۔ اسے دار قطنی اور حاکم نے روایت کیا اور اس کی سند میں کمزوری ہے۔

(مستدرک حاکم' کتاب الصلوٰة' باب کان اذا فرغ من ام القرآن...الخ' جلد 1 صفحہ 223) (دارقطنی' کتاب الصلوٰة' باب التامین فی الصلوٰة...الخ' جلد 1 صفحہ 335)

379- وَعَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمِّ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ تَرَكَ النَّاسُ التَّاْمِيْنَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ اٰمِيْن حَتّٰى يَسْمَعَهَا اَهْلُ الصَّفِّ الْاَوَّلِ فَيَرْتَجُّ بِهَا الْمَسْجِدُ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاِسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ.

حضرت ابوعبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ' ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا لوگوں نے آمین کہنا چھوڑ دیا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہتے تو آمین کہتے۔ حتیٰ کہ پہلی صف والے اس کو سنتے پس اس سے مسجد گونج اٹھتی اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا اور اس کی

(ابن ماجه کتاب الصلوة' باب الجهر بآمین' صفحه 62)

سند ضعیف ہے۔

380۔ وَعَنْ أُمِّ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا صَلَّتْ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَالَ وَلَا الضَّالِّيْنَ قَالَ اٰمِيْنَ فَسَمِعَتْهُ وَهِيَ فِيْ صَفِّ النِّسَاءِ. رَوَاهُ ابْنُ رَاهْوَيْهِ فِيْ مُسْنَدِهٖ وَالطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَفِيْهِ إِسْمٰعِيْلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْمَكِّيُّ وَهُوَ ضَعِيْفٌ.

(المعجم الكبير للطبراني جلد 25 صفحه 158' رقم الحديث: 383) (الدراية' كتاب الصلوة' باب صفة الصلوة نقلا ابن راهويه' جلد 1 صفحه 139)

حضرت ام حصین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے والا الضالین کہا تو آمین کہا تو انہوں نے اسے سنا حالانکہ وہ عورتوں کو صف میں تھیں۔ اسے ابن راھویہ نے اپنی مسند میں روایت کیا اور طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا اور اس حدیث کی سند میں ایک راوی اسماعیل بن مسلم مکی ہیں جو کہ ضعیف ہے۔ علامہ نیموی فرماتے ہیں کہ جھراً آمین کہنا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اور نہ ہی خلفائے اربعہ سے اور اس بارے میں جو روایات آئی ہیں وہ ضعف سے خالی نہیں۔

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوٰی رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

آمین بالجہر امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب میں ہے اگر کوئی سنی شافعی مذہب آمین بآواز کہے وہ بلا تکلف حنفیوں کی جماعت میں شریک ہو بلکہ بشرائط مذکورہ کتب فقہ وہ امامت کرے ہم اس کے پیچھے نماز پڑھ لیں گے کہ ہم اور وہ سب حقیقی بھائی ہیں، ہمارا باپ اسلام، ہماری ماں سنت سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام۔ مگر یہاں جو آمین بالجہر والے ہیں یہ غیر مقلد وہابی ہیں یہ اللہ ورسول کی توہین کرنے والے ہیں یہ ہمارے ائمہ کرام کو گالیاں دینے والے ہم کو مشرک کہنے والے ہیں ان کی شرکت جماعت حنفی سے ضرور ضرر ہے کہ ان کے عقائد باطلہ تکذیب خدا و توہین رسول کے باعث ان کی نماز ہی نہیں تو جماعت میں ان کا کھڑا ہونا بالکل ایسا ہے کہ ایک شخص بے نماز بیچ میں داخل ہے اس سے صف قطع ہوگی اور صف کا قطع کرنا حرام، حدیث میں فرمایا:

من وصل صفا وصله الله ومن قطع صفا قطعه الله ۳۔

(سنن ابوداؤد، باب تسویۃ الصفوف، مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۹۷)

جو صف کو ملائے اللہ اسے اپنی رحمت سے ملائے گا اور جو صف کو قطع کرے گا اللہ اسے اپنی رحمت سے جدا کردے گا۔

حدیث میں حکم فرمایا کہ نماز میں خوب مل کر کھڑے ہو کہ بیچ میں شیطان نہ داخل ہو۔ یہاں آنکھوں دیکھا شیطان

صف میں داخل ہے یہ جائز نہیں تو بشرط قدرت اسے ہرگز اپنی جماعت میں نہ شامل ہونے دیں اور جو مجبور ہے معذور ہے۔

(الفتاوی الرضویہ، ج ۷، ص ۱۵۳)

بَابُ تَرْكِ الْجَهْرِ بِالتَّامِيْنِ

اونچی آواز سے آمین نہ کہنا

قَالَ عَطَآءٌ اٰمِيْنَ دُعَآءٌ وَقَدْ قَالَ اللهُ تَعَالٰى اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً

حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں آمین دعا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنے رب کو پکارو عاجزی کرتے ہوئے اور چپکے چپکے۔

381- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا يَقُوْلُ لَا تُبَادِرُوا الْاِمَامَ اِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَالَ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوا اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ قَالَ النِّيْمَوِيُّ يستفاد منه ان الامام لا يجهر بامين۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں (نماز) کی تعلیم دیتے ہوئے فرماتے۔ امام سے جلدی نہ کرو جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور جب وہ ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم کہو اللھم ربنا لک الحمد اسے مسلم نے روایت کیا۔ نیموی فرماتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امام جہراً آمین نہیں کہے گا۔

(مسلم کتاب الصلوٰۃ باب ائتمام الماموم بالامام جلد 1 صفحہ 177)

382- وَعَنِ الْحَسَنِ اَنَّ سَمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَعِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تَذَاكَرَا فَحَدَّثَ سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهٗ حَفِظَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَكْتَتَيْنِ سَكْتَةً اِذَا كَبَّرَ وَسَكْتَةً اِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَحَفِظَ ذٰلِكَ سَمُرَةُ وَاَنْكَرَ عَلَيْهِ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ فَكَتَبَا فِيْ ذٰلِكَ اِلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَكَانَ فِيْ كِتَابِهٖ اِلَيْهِمَا اَوْ فِيْ رَدِّهٖ عَلَيْهِمَا اَنَّ سَمُرَةَ قَدْ حَفِظَ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن جندب اور عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باہم گفتگو ہوئی تو سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن جندب نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دو سکتے یاد کئے ایک سکتہ جب امام تکبیر تحریمہ کہے اور دوسرا جب غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے یاد کرلیا اور عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا انکار کیا۔ ان دونوں نے اس بارے میں ابی ابن کعب کی طرف خط لکھا تو حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ

وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ صَالِحٌ۔ (ابوداؤد'کتاب الصلوٰۃ' باب السکتۃ عند الافتتاح' جلد1صفحہ113)

تعالیٰ عنہ نے جو ان کی طرف لکھایا جو انہیں جواب دیا اس میں یہ تھا کہ سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحیح یاد رکھا اسے ابوداؤد اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

383-وَعَنْهُ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا صَلّٰى بِهِمْ سَكَتَ سَكْتَتَيْنِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَاِذَا قَالَ وَلَا الضَّآلِّيْنَ سَكَتَ اَيْضًا هُنَيَّةً فَاَنْكَرُوْا ذٰلِكَ عَلَيْهِ فَكَتَبَ اِلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَكَتَبَ اِلَيْهِمْ اُبَيٌّ اِلَيْهِمْ اَنَّ الْاَمْرَ كَمَا صَنَعَ سَمُرَةُ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالدَّارُ قُطْنِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔ (مسند احمد جلد5صفحہ23) (سنن دارقطنی'کتاب الصلوٰۃ' باب موضع سکتات... الخ' جلد1صفحہ336)

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ جب انہیں نماز پڑھاتے تو دو سکتے کرتے جب نماز کا آغاز کرتے اور جب ولا الضالین کہتے تب بھی تھوڑی دیر خاموش کہتے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس پر انکار کیا تو انہوں نے حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لکھا تو انہوں نے جواباً ان کی طرف لکھا یہ معاملہ ایسا ہی ہے جیسے سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا اسے امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دار قطنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

"سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ" پڑھنے کے لیے کیونکہ یہ تکبیر اور سورۂ فاتحہ کے درمیان ہوتی ہے لہٰذا یہ سکوت بمعنی عدم جہر ہے نہ کہ بالکل خاموشی، اس سکوت پر تمام آئمہ کا اتفاق ہے۔

حق یہ ہے کہ اس خاموشی میں حضور آہستہ آمین کہتے تھے اور اگلی سورت کے لیئے آہستہ بسم اللہ پڑھتے تھے لہٰذا یہ حنفیوں کے بالکل خلاف نہیں، شوافع کے ہاں یہ خاموشی آرام لینے کے لیئے تھی اور امام مالک کے ہاں یہ خاموشی اسی لیے تھی کہ مقتدی اس وقت سورۂ فاتحہ پڑھ لیں کیونکہ ان کے ہاں مقتدی امام کے ساتھ فاتحہ نہیں پڑھتا بلکہ بعد میں پڑھتا ہے مگر احناف کی توجیہ بہت قوی ہے اس سکوت کے بارے میں اور بہت سی روایتیں ہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۶)

384-وَعَنْ وَّآئِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَرَاَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ اٰمِيْنَ وَاَخْفٰى بِهَا صَوْتَهٗ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی پس جب غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھا تو آمین کہا اور اس کے ساتھ اپنی آواز کو پست کردیا اور اپنا

عَلٰی يَدِهِ الْيُسْرٰی وَسَلَّمَ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ يَّسَارِهٖ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَ اَبُوْدَاوٗدَ الطَّيَالَسِيُّ وَالدَّارُ قُطْنِيُّ وَالْحَاكِمُ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ. وَفِيْ مَتْنِهٖ اِضْطِرَابٌ.

دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھا اور اپنی دائیں اور بائیں جانب سلام پھیرا۔ اسے احمد، ترمذی، ابوداؤد طیالسی دارقطنی حاکم اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے اور اس کے متن میں اضطراب ہے۔

(مسند احمد جلد 4 صفحہ 316) (ترمذی، ابواب الصلوۃ، باب ما جاء فی التامین، جلد 1 صفحہ 58) (ابو داؤد الطیالسی صفحہ 138، رقم الحدیث: 1024) (دارقطنی، کتاب الصلوۃ، باب التامین فی الصلوۃ، جلد 1 صفحہ 334) (مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، باب آمین یخفض الصوت۔

385- وَعَنْ اَبِيْ وَآئِلٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا يَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا بِالتَّعَوُّذِ وَلَا بِاٰمِيْنَ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَابْنُ جَرِيْرٍ وَّاِسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ.

حضرت ابو وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہراً بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں پڑھتے تھے نہ ہی تعوذ اور نہ ہی آمین۔ اسے طحاوی اور ابن جریر نے روایت کیا اس کی سند ضعیف ہے۔

(طحاوی، کتاب الصلوۃ، باب قراۃ بسم اللّٰہ فی الصلوۃ، جلد 1 صفحہ 140)

شرح: آمین دعا ہے اور دعا کے اخفاء کا قرآن عظیم میں حکم ہے اور حدیث مرفوع بھی اسی کا افادہ فرماتی ہے کہ:

واذا قال ولا الضالین فقولوا امین فان الامام یقولها۔ ۲؎ (۲؎ سنن النسائی کتاب الافتتاح باب جہر الامام آمین نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/۱۴۷) (مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۲۷۰)

جب امام ولا الضالین کہے تم آمین کہو کہ امام بھی کہے گا۔

معلوم ہوا کہ آہستہ کہے گا۔

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(الفتاوی الرضویۃ، ج۲۹، ص ۳۹۴)

386- وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ خَمْسٌ يُّخْفِيْهِنَّ الْاِمَامُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَالتَّعَوُّذُ وَبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَاٰمِيْنَ وَاَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِيْ مُصَنَّفِهٖ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ پانچ چیزیں ایسی ہیں جنہیں امام آہستہ کہے گا۔ سبحانک اللّٰھم وبحمدک تعوذ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ آمین اور اللّٰھم ربنا لک الحمد اسے عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مصنف عبدالرزاق کتاب الصلوۃ باب مایخفی الامام جلد2صفحہ 87)

شرح: آہستہ آواز سے آمین کہنا

حنفیوں کے نزدیک ہر نمازی خواہ امام ہو یا مقتدی یا اکیلا اور نماز جہری ہو یا سرّی آمین آہستہ کہے مگر غیر مقلد وہابیوں کے نزدیک جہری نماز میں امام و مقتدی بلند آواز سے آمین کہیں۔ آہستہ آمین کہنا حکمِ خدا و رسول (عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم) کے موافق ہے چیخ سے آمین کہنا قرآن کریم کے بھی خلاف ہے اور سنت کے بھی مخالف ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔
"اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً" ترجمہ کنزالایمان: اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے اور آہستہ"

(پ۸، الاعراف:۵۵)

چونکہ آمین بھی دعا ہے۔ لہٰذا یہ بھی آہستہ کہنی چاہیے، رب تعالیٰ تو اپنے علم و قدرت کے اعتبار سے ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے پھر چیخنے کی کیا ضرورت ہے۔ بخاری و مسلم، احمد، مالک، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگی اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اس حدیث سے معلوم ہو اکہ گناہوں کی معافی اس نمازی کے لئے ہے جس کی آمین فرشتوں کی آمین کی طرح ہوگی اور ظاہر ہے فرشتے آہستہ آمین کہتے ہیں ہم نے ان کی آمین آج تک نہ سنی تو چاہیے کہ ہماری آمین بھی آہستہ ہوتا کہ فرشتوں کی موافقت ہو اور گناہوں کی معافی ہو جو لوگ چیخ کر آمین کہتے ہیں وہ فرشتوں کی آمین کی مخالفت کرتے ہیں۔

(ماخوذ از جاء الحق، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ص ۵۱۸، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز کراچی)

اب ہاتھوں کے اٹھانے کو کہتے ہیں! احناف اہل سنت کے نزدیک رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت دونوں ہاتھ اٹھانا خلافِ سنت اور ممنوع ہے مگر وہابی غیر مقلد ان دونوں وقتوں میں رفع یدین کرتے ہیں اور اس پر بہت تشدد کرتے ہیں۔ امام ابوداؤد نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تھے تو اپنے ہاتھ اپنے کانوں کے قریب تک اٹھاتے تھے (پھر نماز سے فارغ ہونے تک) نہ اٹھاتے تھے (سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ، باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع، الجزء الاول، ص ۲۹۲، دار احیاء التراث العربی، بیروت) طحاوی شریف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے پھر نماز کی کسی حالت میں ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔ (شرح معانی الآثار، کتاب الصلوۃ، باب التکبیر للرکوع الخ، ج۱، ص ۲۸۸، دار الکتب العلمیہ بیروت)

علاوہ ازیں جن احادیث میں رفع یدین کا حکم ہے وہ تمام منسوخ ہیں (ماخوذ از جاء الحق)

مصنف عبدالرزاق کتاب الصلوۃ باب ما یخفی الامام ج ۲ ص ۸۷

بَابُ قِرَاءَةِ السُّوْرَةِ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ فِي الْاُوْلَيَيْنِ

پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ کے بعد سورت پڑھنے کا بیان

387- عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَاُ فِي الظُّهْرِ فِي الْاُوْلَيَيْنِ بِاُمِّ الْكِتَابِ وَسُوْرَتَيْنِ وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُخْرَيَيْنِ بِاُمِّ الْكِتَابِ وَيُسْمِعُنَا الْاٰيَةَ وَيُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى مَا لَا يُطِيْلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ وَهٰكَذَا فِي الْعَصْرِ وَهٰكَذَا فِي الصُّبْحِ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے اور آخری دو رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ پڑھتے اور ہمیں کوئی آیت سنا دیتے اور پہلی رکعت میں جتنی قرأت کرتے اتنی دوسری رکعت میں نہ کرتے اور اسی طرح عصر اور فجر کی نماز میں کرتے۔ اسے شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری' کتاب الاذان' باب یقرأ فی الاخریین بفاتحۃ الکتاب) (مسلم' کتاب الصلوٰۃ' باب القرأۃ فی الظہر والعصر' جلد1 صفحہ 185)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

نماز فرض کی رکعتوں میں چند طرح فرق ہے: ایک یہ کہ اگلی دو رکعتوں میں قرأت فرض ہے، آخری رکعات میں نفل۔ دوسرے یہ کہ اول رکعتیں بھری پڑھی جاتی ہیں بعد کی خالی۔ تیسرے یہ کہ فجر، مغرب، عشاء میں اول رکعتوں میں امام اونچی تلاوت کرتا ہے بعد والیوں میں آہستہ۔ چوتھے یہ کہ اول کی دو رکعتیں سفر و حضر ہر حالت میں پڑھی جاتی ہیں مگر آخری دو رکعتیں سفر میں معاف ہو جاتی ہیں۔ یہ تمام مسائل حدیث سے ثابت ہیں جن میں سے ایک مسئلہ یہاں آیا کہ اول رکعتیں بھری پڑھو آخری خالی۔

یعنی ظہر و عصر کی نمازوں میں سرکار ایک آدھ آیت زور سے پڑھ دیتے تاکہ صحابہ کرام کو معلوم ہو جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فلاں سورت پڑھ رہے ہیں، اب ہم کو یہ جائز نہیں ہم لوگ اخفاء نمازوں میں ایک آیت بھی آواز سے نہیں پڑھ سکتے، یہ حضور کی خصوصیات سے ہے۔

یعنی رکعت اول بمقابلہ دوسری رکعت کے کچھ دراز پڑھتے یا اس لیے کہ اس میں سبحانک اللّٰھم، اعوذ، بسم اللہ بھی ہے، رکعت دوم میں یہ نہیں یا اس لیے کہ رکعت اول میں قرأت کچھ زیادہ فرماتے تاکہ پیچھے آنے والے شرکت کر سکیں۔ احناف کے نزدیک فتویٰ اسی پر ہے کہ ہر نماز میں اول رکعت دوسری سے کچھ دراز پڑھے خصوصاً نماز فجر کہ اس میں پہلی رکعت زیادہ دراز کرے، لہٰذا یہ حدیث احناف کے خلاف نہیں بلکہ ان کی مؤید ہے۔ (مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۶)

388- عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ الا التِّرْمِذِيّ۔

ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مغرب کی نماز میں سورۃ الطور پڑھتے ہوئے سنا۔ اس حدیث کو ترمذی کے علاوہ محدثین کی ایک جماعت نے روایت فرمایا۔

(بخاری کتاب الاذان' باب الجهر فی المغرب' جلد 1 صفحہ 105) (مسلم' کتاب الصلوۃ' باب القراۃ فی الصبح' جلد 1 صفحہ 187) (ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب قدر القراۃ فی المغرب' جلد 1 صفحہ 118) (نسائی' کتاب الافتتاح' باب القراۃ فی المغرب بالطور' جلد 1 صفحہ 154) (ابن ماجۃ' کتاب الصلوۃ' باب القراۃ فی صلوۃ المغرب' صفحہ 60) (مسند احمد جلد 4 صفحہ 84)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یعنی مغرب کی دونوں رکعتوں میں پوری سورۃ طور پڑھتے تھے یا طور کی بعض آیات جو کچھ بھی ہو یہ بیان جواز کے لیے ہے ورنہ مغرب میں قصار مفصل کی سورتیں پڑھنا مستحب ہے، سورۂ طور میں ۴۹ آیات ہیں اگر یہ پوری سورت مغرب میں پڑھی جاوے تو بھی وقت تنگ نہیں ہوتا۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۹)

389- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِي صَلوٰةِ الْمَغْرِبِ بِسُوْرَةِ الْاَعْرَافِ فَرَّقَهَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز میں سورۃ الاعراف پڑھی تو اس کو دو رکعتوں میں تقسیم فرمایا۔ اسے نسائی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(نسائی' کتاب الافتتاح' باب القراۃ فی المغرب بالمّص' جلد 1 صفحہ 154)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

ظاہر یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پوری سورت دو رکعتوں میں پڑھی۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ تا رۂ آسمان میں سیاہی آنے تک وقت مغرب رہتا ہے سفیدی وقت عشاء نہیں ورنہ اتنی بڑی سورت دو رکعتوں میں پھر بقیہ نماز کا ادا کرنا مشکل ہوتا، لہٰذا یہ حدیث حنفیوں کی دلیل ہے۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل بیان جواز کے لیے ہے، ورنہ مغرب میں چھوٹی سورتیں پڑھنا افضل ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اکثری عمل تھا۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۷۵)

390- وَعَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي سَفَرٍ فَقَرَأَ فِي الْعِشَآءِ فِي اِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ بِالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ۔

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر میں تھے تو انہوں نے عشاء کی دو رکعتوں میں سے پہلی رکعت میں سورۃ والتین

رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

والزیتون پڑھی اسے شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری کتاب الاذان باب الجہر فی العشآء جلد 1 صفحہ 105) (مسلم کتاب الصلٰوۃ باب القرأۃ فی العشآء جلد 1 صفحہ 187)

391- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ عُمَرُ لِسَعْدٍ لَقَدْ شَكَوْكَ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى الصَّلٰوةِ قَالَ اَمَّا اَنَا فَاَمُدُّ فِي الْاُوْلَيَيْنِ وَاَحْذِفُ فِي الْاُخْرَيَيْنِ وَلَا اٰلُوْ مَا اقْتَدَيْتُ بِهٖ مِنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَدَقْتَ ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ اَوْ ظَنِّيْ بِكَ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

(بخاری کتاب الاذان باب یطول فی الاولیین...الخ جلد 1 صفحہ 106) (مسلم کتاب الصلٰوۃ باب القرأۃ فی الظہر والعصر جلد 1 صفحہ 186)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سعد (بن ابی وقاص) سے کہا لوگوں نے ہر چیز میں تیری شکایت کی حتیٰ کہ نماز میں بھی تو انہوں نے کہا بہر حال میں تو پہلی دو رکعتوں میں قرأت لمبی کرتا ہوں اور آخری دو رکعتوں میں مختصر اور میں اس کوتاہی نہیں کرتا جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز میں اقتداء کی ہے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تو نے سچ کہا تمہارے بارے میں یہی گمان تھا اسے شیخین نے بیان کیا۔

392- وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اُمِرْنَا اَنْ نَّقْرَاَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَمَا تَيَسَّرَ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَاَحْمَدُ وَاَبُوْ يَعْلٰى وَابْنُ حِبَّانَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم سورۃ فاتحہ پڑھیں (اور قرآن مجید میں سے) جو آسان ہو پڑھیں اس کو ابوداؤد، ابویعلیٰ، ابن حبان نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(ابوداؤد کتاب الصلٰوۃ باب من ترک القرأۃ فی صلوتہ جلد 1 صفحہ 118) (مسند احمد جلد 3 صفحہ 3) (مسند ابی یعلٰی جلد 2 صفحہ 417 رقم الحدیث: 236) (صحیح ابن حبان جلد 4 صفحہ 140 رقم الحدیث: 1787)

شرح: عام غیر مخصوص:

عام کے حکم سے اگر کسی فرد کو بھی خارج نہ کیا جائے تو اسے "عام غیر مخصوص" کہتے ہیں۔ جیسے اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: (فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ)

ترجمہ کنز الایمان: اب قرآن میں سے جتنا تم پر آسان ہو اتنا پڑھو۔" [المزمل: ۲۰]

اس آیت مبارکہ میں لفظ "ما" عام ہے اور اس کے حکم یعنی قراءت سے کسی فرد (آیت یا سورت) کو خاص نہیں کیا گیا مطلب یہ ہے کہ قرآن پاک کے کسی بھی مقام سے جتنا چاہو نماز میں تلاوت کرو۔

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوٰی رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فرض قراءت نماز میں ایک آیت سے ادا ہو جاتا ہے اب یہ نہ کہیں گے کہ الحمد شریف کی پہلی آیت فرض تھی باقی اُس کا غیر بلکہ الحمد اور سورت بلکہ سارا قرآن مجید اگر ایک رکعت میں ختم کرے سب زیر فرض داخل ہوں گے کہ

فاقرأوا ما تیسر من القرآن۔

(پس قرآن میں سے جتنا تم پر آسان ہو اُتنا پڑھو۔ت) کا فرد ہے ولہٰذا اگر سورۂ فاتحہ پڑھ کر سورت ملانا بھول گیا اور وہاں یاد آیا تو حکم ہے رکوع کو چھوڑے اور قیام کی طرف عود کر کے سورت پڑھے اور رکوع میں جائے حالانکہ واجب کے لئے فرض کا چھوڑنا جائز نہیں ولہٰذا اگر پہلی التحیات بھول کر پورا کھڑا ہو گیا اب عود کی اجازت نہیں مگر سورت کے لئے خود شرع نے عود کا حکم دیا کہ جتنا قرآن مجید پڑھا جائے گا سب فرض ہی میں واقع ہوگا تو یہ واجب کی طرف عود نہیں بلکہ فرض کی طرف، ولہٰذا اگر دوبارہ رکوع نہ کرے گا نماز نہ ہوگی کہ پہلا رکوع عود الی الفرض کے سبب زائل ہو گیا تو جس طرح الحمد اور سورت دونوں سے فرض ہی ادا ہوتا ہے یوں ہی دونوں خطبوں سے بھی کہ سب مطلق۔

فاسعوا الیٰ ذکر اللہ

(اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ کر آؤ۔) کے تحت میں داخل ہے۔ (الفتاوی الرضویہ، ج ۸، ص ۳۱۲)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوٰی رضویہ جلد ۷ تا ۹، مراۃ المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ۱ حصہ سوم کا مطالعہ فرمائیں۔

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَعِنْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنَ الرُّكُوْعِ

رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنے کا بیان

393- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ اِذَا فْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَاِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا كَذٰلِكَ اَيْضًا وَّقَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ فِي السُّجُوْدِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ. قَالَ النِّيْمَوِيُّ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ حُمَيْدِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَمَالِكِ بْنِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز کا آغاز کرتے تو اپنے دونوں کندھوں کے برابر اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے جب وہ رکوع کے لئے تکبیر کہتے اور جب وہ رکوع سے اپنا سر مبارک اٹھاتے تو اسی طرح اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور فرماتے سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولك الحمد اور آپ سجدے میں ایسا نہیں کرتے تھے اسے شیخین نے روایت کیا۔ اس کتاب

الْحُوَيْرِثِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَوَآئِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَغَيْرِهِمْ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کے مرتب محمد بن علی نیموی فرماتے ہیں: اس بارے میں ابوحمید ساعدی مالک بن حویرث وائل بن حجر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایات موجود ہیں۔

(بخاری'کتاب الاذان' باب رفع الیدین فی التکبیرۃ الاولی...الخ' جلد1 صفحہ102) (مسلم'کتاب الصلوۃ' باب استحباب رفع الیدین حذو المنکبین...الخ' جلد1 صفحہ169)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

اس حدیث سے یہ تو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع میں جاتے آتے رفع یدین کیا مگر یہ ذکر نہیں کیا کہ آخر وقت تک کیا۔ حق یہ ہے کہ رفع یدین منسوخ ہے۔ چنانچہ عینی شرح بخاری میں ہے کہ سیدنا عبداللہ ابن زبیر نے ایک شخص کو رکوع میں جاتے آتے رفع یدین کرتے دیکھا تو فرمایا ایسا نہ کیا کرو یہ وہ کام ہے جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاً کیا تھا پھر چھوڑ دیا، نیز سیدنا ابن مسعود، عمر ابن خطاب، علی مرتضیٰ، براء ابن عازب، حضرت علقمہ وغیرہم بہت صحابہ سے کہ وہ رفع یدین نہ کرتے تھے اور کرنے والوں کو منع کرتے تھے، نیز ابن ابی شیبہ اور طحاوی نے حضرت مجاہد سے روایت کی کہ میں نے حضرت ابن عمر کے پیچھے نماز پڑھی آپ نے سوا تکبیر اولیٰ کے کسی وقت ہاتھ نہ اٹھائے۔ معلوم ہوا کہ سیدنا ابن عمر کے نزدیک بھی رفع یدین منسوخ ہے، نیز رسالہ آفتاب محمدی میں ہے کہ حضرت ابن عمر کی حدیث چند روایتوں سے منقول ہے جس میں سے ایک روایت میں یونس ہے جو سخت ضعیف ہے، دوسری اسناد میں ابوقلابہ ہے جو خارجی المذہب تھا (دیکھو تہذیب)، تیسری اسناد میں عبیداللہ ہے یہ پکا رافضی تھا، چوتھی اسناد میں شعیب ابن اسحاق ہے جو مرجیہ مذہب کا تھا۔ غرض کہ رفع یدین کی احادیث کی اکثر اسنادوں میں بدمذہب خصوصاً روافض بہت شامل ہیں کیونکہ یہ ان کا عمل ہے۔ ہوسکتا ہے کہ روافض کے تقیہ کی وجہ سے امام بخاری کو بھی پتہ نہ لگا ہو، لہٰذا مذہب حنفی نہایت قوی ہے کہ نمازوں میں سوا تکبیر تحریمہ کے اور کہیں رفع یدین نہ کیا جائے۔ اس کی پوری تحقیق ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۲)

بَابُ مَا اسْتُدِلَّ بِهٖ عَلٰى اَنَّ رَفْعَ الْيَدَيْنِ فِي الرُّكُوْعِ وَاظَبَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا دَامَ حَيًّا

ان روایات کا بیان جن سے اس بات پر استدلال کیا گیا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رکوع میں رفع یدین پر مواظبت فرمائی جب تک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زندہ رہے

394- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُوْدِ فَمَا زَالَتْ تِلْكَ صَلٰوتُهٗ حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ تَعَالٰى. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَهُوَ حَدِيْثٌ ضَعِيْفٌ بَلْ مَوْضُوْعٌ.

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور سجدے میں ایسا نہیں فرماتے یہ نماز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہمیشہ رہی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے اسے بیہقی نے روایت کیا اور یہ ضعیف حدیث ہے بلکہ یہ موضوع حدیث ہے۔

(نصب الراية'كتاب الصلوة'جلد 1صفحه 409) (والدراية جلد 1صفحه 153) (وتلخيص الحبير جلد 1 صفحه 218' نقلًا عن البيهقي)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوٰی رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہرگز کسی حدیث میں ثابت نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ رفع یدین فرمایا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا خلاف ثابت ہے۔ نہ احادیث میں اسکی مدت مذکور۔ ہاں حدیثیں اس کے فعل و ترک دونوں میں وارد ہیں۔ (الفتاوی الرضویۃ، ج۶ ص ۱۵۴)

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الْقِيَامِ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ

دو رکعتوں سے کھڑے ہوتے وقت رفع یدین کرنا

395- عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ اِذَا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَرَفَعَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِلَى النَّبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(بخاری' کتاب الاذان'باب رفع اليدين اذا قام من الركعتين' جلد1 صفحه 102)

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب نماز میں داخل ہوتے' تکبیر کہتے اور رفع یدین کرتے جب رکوع میں جاتے تو رفع یدین کرتے اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو رفع یدین کرتے اور جب وہ دو رکعتوں سے کھڑے ہوتے تو رفع یدین کرتے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما یہ حدیث نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک مرفوع بیان کرتے تھے اسے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:
اس حدیث سے یہ تو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع میں جاتے آتے رفع یدین کیا مگر یہ ذکر نہیں کیا کہ

آخر وقت تک کیا۔ حق یہ ہے کہ رفع یدین منسوخ ہے۔ چنانچہ عینی شرح بخاری میں ہے کہ سیدنا عبداللہ ابن زبیر نے ایک شخص کو رکوع میں جاتے آتے رفع یدین کرتے دیکھا تو فرمایا ایسا نہ کیا کرو یہ وہ کام ہے جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاً کیا تھا پھر چھوڑ دیا، نیز سیدنا ابن مسعود، عمر ابن خطاب، علی مرتضٰی، براء ابن عازب، حضرت علقمہ وغیرہم بہت صحابہ سے کہ وہ رفع یدین نہ کرتے تھے اور کرنے والوں کو منع کرتے تھے، نیز ابن ابی شیبہ اور طحاوی نے حضرت مجاہد سے روایت کی کہ میں نے حضرت ابن عمر کے پیچھے نماز پڑھی آپ نے سوا تکبیر اولٰی کے کسی وقت ہاتھ نہ اٹھائے۔ معلوم ہوا کہ سیدنا ابن عمر کے نزدیک بھی رفع یدین منسوخ ہے، نیز رسالہ آفتاب محمدی میں ہے کہ حضرت ابن عمر کی حدیث چند روایتوں سے منقول ہے جس میں سے ایک روایت میں یونس ہے جو سخت ضعیف ہے، دوسری اسناد میں ابوقلابہ ہے جو خارجی المذہب تھا (دیکھو تہذیب)، تیسری اسناد میں عبیداللہ ہے یہ پکا رافضی تھا، چوتھی اسناد میں شعیب ابن اسحاق ہے جو مرجیہ مذہب کا تھا۔ غرض کہ رفع یدین کی احادیث کی اکثر اسنادوں میں بدمذہب خصوصاً روافض بہت شامل ہیں کیونکہ یہ ان کا عمل ہے۔ ہوسکتا ہے کہ روافض کے تقیہ کی وجہ سے امام بخاری کو بھی پتہ نہ لگا ہو، لہٰذا مذہب حنفی نہایت قوی ہے کہ نمازوں میں سوا تکبیر تحریمہ کے اور کہیں رفع یدین نہ کیا جائے۔ اس کی پوری تحقیق ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۲)

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ لِلسُّجُوْدِ

سجدے کے لئے رفع یدین کا بیان

396- عَنْ مَّالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهٗ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ فِيْ صَلٰوتِهٖ اِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَاِذَا سَجَدَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوْعَ اُذُنَيْهِ۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔ (نسائی 'کتاب الافتتاح' باب رفع الیدین للسجود' جلد 1 صفحہ 165)

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالٰی عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب نماز میں آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور جب سجدہ کرتے اور جب سجدے سے اپنا سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے حتٰی کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں کانوں کے اوپر والے حصے کے برابر فرماتے اسے نسائی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ

آپ کا نام مالک، کنیت ابوسلیمان ہے، قبیلۂ بنی لیث سے ہیں، ایک وفد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے، ۲۰ دن حاضری رہی، بصرہ میں قیام کیا، عبدالملک کے زمانہ میں ۹۴ھ میں وہیں وفات پائی۔

مفسرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے کہ ہاتھ کانوں تک اٹھائے جائیں، مطلب وہی ہے کہ انگوٹھے کانوں تک انگلیں اور گٹے کندھوں تک۔ کانوں تک ہاتھ اٹھانے کی بہت احادیث ہیں جو ہم نے اپنی کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں جمع کر دی ہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۲)

غیر مقلدین آدھی حدیث پر عمل کرتے ہیں اور آدھی کو چھوڑ دیتے ہیں رفع یدین کے لئے اسکو دلیل بناتے ہیں اور اس میں موجود کانوں تک ہاتھ اٹھانے کے مسئلے کو چھوڑ دیتے ہیں بیس دن ساتھ رہنے والے مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات پر عمل کرتے ہیں اور مستقل ساتھ رہنے والے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات کو چھوڑ دیتے ہیں۔

397- وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ. رَوَاهُ اَبُوْ يَعْلٰى وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رکوع میں اور سجدے میں رفع یدین فرماتے تھے۔ اس حدیث کو ابو یعلیٰ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مسند ابی یعلٰی جلد 6 صفحہ 399' رقم الحدیث: 3752(997) (مصنف ابن ابی شیبہ' کتاب الصلٰوۃ' باب من کان یرفع یدیہ اذا افتتح الصلٰوۃ' جلد 1 صفحہ 235) (مجمع الزوائد' کتاب الصلٰوۃ' باب رفع الیدین فی الصلٰوۃ' جلد 2 صفحہ 101)

شرح: مطلق لفظ سنّت دونوں قسموں کو شامل ہے دونوں قسمیں یہ ہیں: (۱) سنّتِ مؤکدہ جس کا نام سنّتِ ہدیٰ ہے (۲) سنت غیر مؤکدہ جس کا نام سنّتِ زائدہ ہے۔ (ردالمحتار کتاب الطہارۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۷۱)

بحر الرائق سنن نماز مسئلہ رفع یدین للتحریمہ میں ہے:

انہ من سنن الهدی فهو سنة مؤكدة ۳۔

(البحر الرائق کتاب الصلوۃ باب صفۃ الصلوۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۳۰۲)

وہ سنن ہدیٰ سے ہے تو وہ سنّتِ مؤکدہ ہے۔

398- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ التَّكْبِيْرِ لِلرُّكُوْعِ وَعِنْدَ التَّكْبِيْرِ حِيْنَ يَهْوِيْ سَاجِدًا. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رکوع کے لئے تکبیر کے وقت رفع یدین فرماتے اور سجدے کی تکبیر کے وقت اس کو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ اور ہیثمی نے کہا کہ اس کی سند صحیح ہے۔

(المعجم الاوسط جلد 1 صفحہ 39' رقم الحدیث: 16) (مجمع الزوائد' کتاب الصلٰوۃ' باب رفع الیدین فی الصلٰوۃ'

جلد1 صفحہ102)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:
ابھی ہم عرض کر چکے کہ حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر نماز میں رفع یدین نہ کرتے تھے اور یہاں حضرت نافع کی روایت میں آ گیا کہ کرتے تھے ان دونوں روایتوں کو جمع کرلو کہ پہلے کرتے تھے بعد میں نہ کرتے تھے یعنی نسخ کے پتہ لگنے پر رفع یدین چھوڑ دیا، از طحاوی۔ فقیر نے "جاء الحق" حصہ دوم میں رفع یدین نہ کرنے کی پچیس حدیثیں جمع کی ہیں وہاں مطالعہ کرو۔

لطیفہ: مکہ معظمہ میں امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسئلہ رفع یدین میں مناظرہ ہوا، امام اوزاعی نے رفع یدین کے لیے حضرت ابن عمر کی حدیث پیش کی، امام اعظم نے جواب دیا کہ مجھ سے حماد نے روایت کی انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے علقمہ اور اسود سے انہوں نے حضرت ابن مسعود سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سوائے تکبیر اولیٰ کے کبھی رفع یدین نہ کرتے اور فرمایا کہ میری حدیث کے تمام راوی بڑے فقیہ و عالم ہیں، لہٰذا تمہاری حدیث سے یہ حدیث راجح ہے۔ مرقات، فتح القدیر وغیرہ۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۳)

399- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلٰوةِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ حِيْنَ يَفْتَتِحُ الصَّلٰوةَ وَحِيْنَ يَرْكَعُ وَحِيْنَ يَسْجُدُ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ ورواته كلهم ثقات الا اسمعيل بن عياش وهو صدوق وفى روايته عن غير الشاميين كلام۔ (ابن ماجہ 'کتاب الصلوٰۃ' باب رفع الیدین اذا رکع واذا رفع رأسه من الرکوع' صفحہ 62)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز میں دیکھا کہ آپ نے دونوں کندھوں کے برابر اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے جب نماز کا آغاز کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے۔ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ سوائے اسماعیل بن عیاش کے وہ ویسے تو صدوق ہیں لیکن غیر شامیوں سے ان کی روایت میں کلام ہے۔

400- وَعَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ فَحَدَّثَهُ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ صَلَّيْنَا فِيْ مَسْجِدِ الْحَضْرَمِيِّيْنَ فَحَدَّثَنِيْ عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ رَأَى رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حِيْنَ يَفْتَتِحُ الصَّلٰوةَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا سَجَدَ فَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ مَا أَرٰى

حضرت حصین بن عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے تو عمرو بن مرہ نے کہا کہ ہم نے حضرمیوں کی مسجد میں نماز پڑھی تو مجھ سے علقمہ بن وائل نے اپنے والد کے حوالے سے بیان کیا کہ انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین فرماتے جس وقت

اَبَاكَ رَاٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلاَّ ذٰلِکَ الْیَوْمَ الْوَاحِدَ فَحَفِظَ ذٰلِکَ وَعَبْدُ اللّٰہِ لَمْ یَحْفَظْ ذٰلِکَ مِنْہُ ثُمَّ قَالَ اِبْرَاھِیْمُ اِنَّمَا رَفَعَ الْیَدَیْنِ عِنْدَ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ. رَوَاہُ الدَّارُ قُطْنِیُّ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ.

(سنن دارقطنی 'کتاب الصلوٰۃ' باب ذکر التکبیر ورفع الیدین عندالافتتاح' جلد 1 صفحہ 291)

نماز کا آغاز کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے تو حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (نخعی) نے فرمایا میرے خیال میں تو ہمارے باپ نے صرف اسی ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا تو انہوں نے اسے کیسے یاد کرلیا اور عبداللہ نے اسے آپ سے یاد نہ کیا۔ پھر حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا رفع یدین صرف نماز کے شروع میں ہی ہے۔ اس حدیث کو دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

آپ کا نام وائل ابن حجر ابن ربیعہ ابن وائل ابن یعمر ہے، کنیت ابوحمیدہ، قبیلہ بنی حزم سے ہیں، حضرموت کے شاہزادہ تھے، جب اسلام لانے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو حضور نے ان کے لیئے اپنی چادر بچھادی اور اپنے قریب بٹھالیا اور فرمایا کہ تم نے اللہ کے لیئے بہت دراز سفر کیا اور بہت دعائیں دیں، حضرموت کا حاکم بنایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کو ہمیشہ حاضری بارگاہ میسر نہ تھی۔

سوائے امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تمام اماموں کے ہاں نماز میں ہاتھ باندھنا سنت ہیں، امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں ہاتھ چھوڑ نا سنت ہیں۔ یہ حدیث تمام اماموں کی دلیل ہے، نیز داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا ان سب کے ہاں سنت ہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ ناف کے اوپر ہاتھ رکھے یا نیچے، ہمارے ہاں نیچے رکھنا سنت ہے۔ فقیر نے "جاء الحق" حصہ دوم میں اس پر چودہ حدیثیں پیش کیں جس میں لفظ تحت السرہ یعنی ناف کے نیچے صراحتاً مذکور ہے۔ چنانچہ ابن ابی شیبہ نے سند صحیح سے جس کے سارے راوی ثقہ ہیں انہیں وائل ابن حجر سے روایت کی کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا تو آپ نے ناف کے نیچے بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھا۔ دارقطنی، بیہقی، رزین، کتاب الاثار، مصنفہ امام محمد ابن حزم وغیرہم نے مختلف صحابہ سے مرفوع وموقوف حدیثیں نقل کیں جن سب میں تحت السرہ موجود ہے، نیز ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے میں ادب کا اظہار ہے۔ غلام مولیٰ کے سامنے ایسے ہی کھڑے ہوتے ہیں، کہنی پر ناف سے اوپر ہاتھ رکھنا پہلوانوں کا طریقہ ہے جو کشتی لڑتے وقت خم ٹھونک کر مقابل کے سامنے آتا ہے۔ اس کی پوری تحقیق "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو۔

ابھی کچھ پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ رفع یدین کی یہ تمام حدیثیں منسوخ ہیں اس کا ناسخ ذکر کیا جاچکا۔ واقعی اولاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے لیکن آخر حیات تک نہ کیا یہاں بھی ایک بار دیکھنے کا ذکر ہے۔

اس طرح کہ سر مبارک ہاتھوں کے بیچ میں رہا، یہ حدیث حنفیوں کی بڑی دلیل ہے کہ سجدہ میں ہاتھ کندھوں کے سامنے نہ رہے بلکہ سر کے آس پاس ایسے رہیں کہ اگر کان کی گدیا سے قطرہ گرے تو ہاتھ کے انگوٹھے پر گرے۔

(مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۶)

401- وَعَنْ يَّحْيَى بْنِ اَبِي إِسْحٰقَ قَالَ رَاَيْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي جُزْءِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ. قَالَ النِّيْمَوِيُّ لَمْ يُصِبْ مَنْ جَزَمَ بِاَنَّهٗ لَا يَثْبُتُ شَيْئٌ فِي رَفْعِ الْيَدَيْنِ لِلسُّجُوْدِ وَمَنْ ذَهَبَ اِلٰى نَسْخِهٖ فَلَيْسَ لَهٗ دَلِيْلٌ عَلٰى ذٰلِكَ اِلَّا مِثْلَ دَلِيْلِ مَنْ قَالَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي غَيْرِ تَكْبِيْرَةِ الْاِفْتِتَاحِ.

(جزء رفع الیدین للبخاری مترجم صفحہ 68)

حضرت یحییٰ بن ابو اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا۔ اسے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جزء رفع الیدین میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔ اس کتاب کے مرتب علامہ نیموی فرماتے ہیں وہ لوگ درستگی کو نہیں پہنچے جنہوں نے یہ یقین کرلیا کہ سجدے کے لئے رفع یدین کے بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں اور جنہوں نے اس کے منسوخ ہونے کا قول کیا ہے اس کے پاس ان کے نسخ پر سوائے اس کے اور کوئی دلیل نہیں جیسا کہ اس شخص کی دلیل ہے جنہوں نے کہا تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین نہیں ہے۔

بَابُ تَرْكِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي غَيْرِ الْاِفْتِتَاحِ

تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین ترک کرنے کا بیان

402- عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَلَا اُصَلِّيْ بِكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا فِي اَوَّلِ مَرَّةٍ رَوَاهُ الثَّلَاثَةُ وَهُوَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ.

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز جیسی نماز نہ پڑھاؤں؟ پھر انہوں نے نماز پڑھائی تو سوائے پہلی مرتبہ کے رفع یدین نہیں کیا۔ اسے اصحاب ثلاثہ نے روایت کیا اور یہ صحیح ہے۔

(ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع' جلد 1 صفحہ 109) (ترمذی' ابواب الصلوٰۃ' باب رفع الیدین عندالرکوع' جلد 1 صفحہ 59) (نسائی' کتاب الصلوٰۃ' باب رفع الیدین والرخصۃ فی ترک ذٰلک' جلد 1

صفحہ 161)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

علقمہ چند ہیں۔ یہاں علقمہ ابن قیس ابن مالک مراد ہیں جو مشہور تابعی ہیں اور حضرت ابن مسعود کے ساتھیوں میں سے آپ کی ملاقات خلفاء راشدین سے بھی ہے۔

یہ حدیث امام اعظم کی قوی دلیل ہے کہ رکوع میں جاتے آتے رفع یدین نہیں۔ حضرت ابن مسعود بڑے فقیہ صحابی اور آخر دم تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر اور حضر کے ساتھی ہیں، حضور کی نماز پر جیسے آپ مطلع ہو سکتے ہیں ایسے دوسرے وہ صحابہ جو کبھی کبھی حاضر بارگاہ ہوتے تھے مطلع نہیں ہو سکتے تھے، دارقطنی اور ابن عدی نے انہی حضرت ابن مسعود سے روایت کی، فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بھی نمازیں پڑھی ہیں اور حضرت صدیق اکبر و فاروق کی اقتداء میں بھی جن میں سے کوئی بزرگ سوائے تکبیر تحریمہ کے اور کسی وقت نماز میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے، نیز بہت صحابہ کرام سے اسی طرح روایتیں ہیں۔ ہم نے رفع یدین نہ کرنے کی پچیس حدیثیں اپنی کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں جمع کی ہیں۔ خیال رہے کہ حضرت ابن مسعود صحابہ اور تابعین کے مجمع میں یہ نماز پڑھ کر دکھاتے اور کوئی آپ پر اعتراض نہیں کرتا۔ معلوم ہوا کہ وہ تمام حضرات رفع یدین نہ کرنے پر متفق تھے۔ (مراۃ المناجیح ج ۵ ص ۲۹۸)

403- وَعَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ رَاَیْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ اَوَّلِ تَکْبِیْرَۃٍ۔ رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ وَ اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَھُوَ اَثَرٌ صَحِیْحٌ۔

حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں میں نے عمر بن خطاب کو دیکھا وہ صرف پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے۔ اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابو بکر بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور یہ صحیح اثر ہے۔

(طحاوی 'کتاب الصلوٰۃ' باب التکبیرات' جلد 1 صفحہ 156) (مصنف ابن ابی شیبۃ' کتاب الصلوٰۃ' باب من کان یرفع یدیہ فی اوّل تکبیرۃ ثم لا یعود' جلد 1 صفحہ 237)

404- وَعَنْ عَاصِمِ بْنِ کُلَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ اَوَّلِ تَکْبِیْرَۃٍ مِّنَ الصَّلٰوۃِ ثُمَّ لَا یَرْفَعُ بَعْدُ۔ رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ وَ اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَالْبَیْھَقِیُّ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

حضرت عاصم بن کلیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کی پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے۔ پھر اس کے بعد رفع یدین نہ کرتے اسے طحاوی ابو بکر ابی شیبہ اور بیہقی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(طحاوی 'کتاب الصلوٰۃ' باب التکبیرات' جلد 1 صفحہ 154) (مصنف ابن ابی شیبۃ' کتاب الصلوٰۃ' باب من کان

یرفع یدیہ...الخ' جلد 1 صفحہ 236) (سنن الکبریٰ للبیہقی' کتاب الصلوٰۃ' من لم یذکر الرفع الا عند الافتتاح' جلد 2 صفحہ 80)

405- وَعَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي التَّكْبِيْرَةِ الْأُوْلٰى مِنَ الصَّلٰوةِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَسَنَدُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ نماز کی صرف پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ' ابوبکر بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے معرفت میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(طحاوی' کتاب الصلوٰۃ' باب التکبیرات' جلد 1 صفحہ 155) (مصنف ابن ابی شیبۃ' کتاب الصلوٰۃ' باب من کان یرفع یدیہ...الخ' جلد 1 صفحہ 237) (معرفۃ السنن والآثار' کتاب الصلوٰۃ' جلد 2 صفحہ 429' رقم الحدیث: 3308)

406- وَعَنْ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ إِلَّا فِي الْإِفْتِتَاحِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهٗ مُرْسَلٌ جَيِّدٌ.

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوائے آغاز کے نماز کی کسی چیز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اسے طحاوی اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند مرسل جید ہے۔

(طحاوی' کتاب الصلوٰۃ' باب التکبیرات' جلد 1 صفحہ 156) (مصنف ابن ابی شیبۃ' کتاب الصلوٰۃ' باب من کان یرفع یدیہ...الخ' جلد 1 صفحہ 236)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح معانی الآثار میں فرماتے ہیں:

حدثنا ابی بکرۃ قال ثنا قال سفیان عن المغیرۃ قال قلت لابراھیم حدیث وائل انه رأی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یرفع یدیه اذا افتتح الصلاۃ واذا رکع واذا رفع رأسه من الرکوع فقال ان کان وائل رأہ مرۃ یفعل ذلک فقد رأہ عبداللہ خمسین مرۃ لا یفعل ذلک ۳ ؎

(شرح معانی الآثار باب التکبیر عندالرکوع مطبوعہ ایچ ایم سعید ۱/۱۵۴)

ابوبکرہ نے ہمیں حدیث بیان کی کہا ہمیں مومل نے حدیث بیان کی کہا ہمیں سفیان نے حدیث بیان کی ہے مغیرہ سے اور مغیرہ کہتے ہیں کہ میں نے امام ابراہیم نخعی سے حدیث وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت دریافت کیا کہ انھوں نے حضور

پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور نے نماز شروع کرتے اور رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت رفع یدین فرمایا ابراہیم نے فرمایا وائل نے اگر ایک بار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے دیکھا تو عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پچاس بار دیکھا کہ حضور نے رفع یدین نہ کیا۔

صحیح مسلم شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

مالی اراکم رافعی ایدیکم کانھا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلاۃ۔

(صحیح مسلم باب الامر بالسکون فی الصلوۃ الخ مطبوعہ اصح المطابع کراچی ۱/۱۸۱)

کیا ہوا کہ میں تمہیں رفع یدین کرتے دیکھتا ہوں گویا تمہارے ہاتھ چنچل گھوڑوں کی دُمیں ہیں قرار سے رہو نماز میں۔

اصول کا قاعدہ متفق علیہا ہے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا۔ اور حاظر مبیح پر مقدم ہے۔ ہمارے ائمہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے احادیث ترک پر عمل فرمایا حنفیہ کو ان کی تقلید چاہیے، شافعیہ وغیرہم اپنے ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی پیروی کریں کوئی محلِ نزاع نہیں، ہاں وہ حضرات تقلیدِ ائمہ دین کو شرک وحرام جانتے اور باآنکہ علمائے مقلدین کا کلام سمجھنے کی لیاقت نصیب اعداء اپنے لئے منصب اجتہاد مانتے اور خواہی نخواہی تفریق کلمہ مسلمین واثارت فتنہ بین المومنین کرنا چاہتے بلکہ اسی کو اپنا ذریعہ شہرت ونا موری سمجھتے ہیں اُن کے راستے سے مسلمانوں کو بہت دور رہنا چاہیے۔ مانا کہ احادیث رفع ہی مرجع ہوں تاہم آخر رفع یدین کسی کے نزدیک واجب نہیں۔ (الفتاوی الرضویۃ، ج۶ ص ۱۵۴۔۱۵۵)

407- وَعَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ قَالَ کَانَ اَصْحَابُ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَصْحَابُ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَهُمْ اِلَّا فِیْ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ قَالَ وَکِیْعٌ ثُمَّ لَا یَعُوْدُوْنَ۔ رَوَاهُ اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔ قَالَ النِّیْمَوِیُّ الصَّحَابَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مُخْتَلِفُوْنَ فِیْ هٰذَا الْبَابِ وَاَمَّا الْخُلَفَآءُ الْاَرْبَعَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَلَمْ یَثْبُتْ عَنْهُمْ رَفْعُ الْاَیْدِیْ فِیْ غَیْرِ تَکْبِیْرَةِ الْاِحْرَامِ۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ 'کتاب الصلوۃ' باب من کان یرفع یدیه...الخ' جلد1 صفحہ 236)

حضرت ابو اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصحاب صرف نماز کے آغاز میں اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے اس حدیث کے راوی وکیع فرماتے ہیں پھر نہیں اٹھاتے تھے۔ اس حدیث کو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔ نیموی فرماتے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد والوں نے اس مسئلے میں اختلاف کیا ہے لیکن خلفائے اربعہ سے سوائے تکبیر تحریمہ کے ہاتھوں کو اٹھانا ثابت نہیں اللہ ہی درست بات کو زیادہ جاننے والا ہے۔

شرح: مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۷ تا۹، مراۃ المناجیح ج ۲، اور جاء الحق کا مطالعہ فرمائیں۔

بَابُ التَّكْبِيْرِ لِلرَّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَالرَّفْعِ

رکوع' سجدے اور اٹھنے کے لئے تکبیر کہنے کا بیان

408- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُوْلُ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ حِيْنَ يَرْفَعُ صُلْبَهٗ مِنَ الرَّكْعَةِ ثُمَّ يَقُوْلُ وَهُوَ قَائِمٌ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَهْوِيْ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهٗ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَسْجُدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهٗ ثُمَّ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي الصَّلٰوةِ كُلِّهَا حَتّٰى يَقْضِيَهَا وَيُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ مِنَ الثِّنْتَيْنِ بَعْدَ الْجُلُوْسِ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے اٹھتے تو کھڑے ہوتے وقت تکبیر کہتے پھر رکوع کے وقت تکبیر کہتے پھر جب رکوع سے پیٹھ اٹھاتے تو کہتے "سمع اللہ لمن حمدہ" پھر کھڑے کھڑے کہتے "ربنالك الحمد" پھر جب جھکتے تو تکبیر کہتے پھر جب سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے پھر جب سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے پھر جب سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے پھر ساری نماز میں یونہی کرتے حتیٰ کہ اسے پوری کر لیتے اور دو رکعتوں میں بیٹھنے کے بعد جب اٹھتے تو بھی تکبیر کہتے۔

(بخاری' کتاب الاذان' باب التکبیر اذا قام من السجود' جلد 1 صفحہ 109) (مسلم' کتاب الصلوٰۃ' باب اثبات التکبیر فی کل خفض...الخ' جلد 1 صفحہ 169)

شرح: مُفَسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

جب اکیلے نماز پڑھتے نہ کہ جماعت میں کیونکہ جماعت میں امام صرف "سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" کہتا ہے اور مقتدی صرف "رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" دونوں کلمے صرف اکیلا نمازی ہی جمع کرتا ہے اگرچہ اکیلا نمازی یہ کلمات آہستہ کہتا ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم امت کے لیے آہستہ کلمات بھی کبھی آواز سے فرمادیتے تھے اسی لیے صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ حضور ظہر میں فلاں سورتیں پڑھتے تھے اور عصر میں فلاں۔

خلاصہ یہ کہ سوائے رکوع سے اٹھنے کے باقی نماز کی ہر حرکت میں تکبیر کہنا چاہیے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۸)

409- وَعَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهٗ كَانَ يُصَلِّيْ بِهِمْ فَيُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ فَاِذَا انْصَرَفَ قَالَ اِنِّيْ لَاَشْبَهُكُمْ صَلٰوةً بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيْ۔ (بخاری' کتاب الاذان' باب

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے تو ہر دفعہ جب جھکتے اور اٹھتے تو تکبیر کہتے پس جب نماز سے فارغ ہوتے تو فرماتے میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مشابہ نماز پڑھنے والا ہوں۔ اس

اتمام التکبیر فی الرکوع' جلد1 صفحہ109) حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

شرح: تین قسم کے لوگ

کہا گیا ہے کہ نماز سے فارغ ہونے والے لوگ تین قسم کے ہیں۔

(۱) ایک گروہ وہ ہے جو پچیس نمازوں کا ثواب پانے والا ہوتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو امام کے رکوع کے بعد تکبیر کہتے اور رکوع کرتے ہیں۔ (۲) دوسرا گروہ وہ ہے جو ایک نماز کا ثواب حاصل کرنے والا ہوتا ہے۔ یہ وہ ہیں جو امام کے ساتھ برابری کرتے ہیں (۳) تیسرا گروہ وہ ہے جو نماز کے بغیر ہوتا ہے۔ یہ وہ ہیں جو امام سے سبقت کرتے ہیں۔

(لباب الاحیاء صفحہ ۶۹)

410- وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلّٰى لَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَجَهَرَ بِالتَّكْبِيْرِ حِيْنَ رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ وَحِيْنَ سَجَدَ وَحِيْنَ رَفَعَ وَحِيْنَ قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَقَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(بخاری' کتاب الاذان' باب یکبر وھو ینھض من السجدتین' جلد1 صفحہ114)

حضرت سعید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہمیں ابوسعید نے نماز پڑھائی اور سجدے سے سر اٹھاتے وقت جہراً تکبیر کہتے اور جب سجدہ کیا اور جب سجدے سے سر اٹھایا اور جب دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہوئے اور کہا کہ میں اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا اسے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

411- وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ يُكَبِّرُ فِيْ كُلِّ رَفْعٍ وَّخَفْضٍ وَّقِيَامٍ وَّقُعُوْدٍ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالتِّرْمَذِيُّ وَصَحَّحَهٗ۔ (مسند احمد جلد 1 صفحہ 386) (نسائی' کتاب الافتتاح' باب التکبیر للسجود' جلد1 صفحہ164) (ترمذی' ابواب الصلوٰۃ' باب ما جاء فی التکبیر عند الرکوع والسجود' جلد1 صفحہ59)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ نماز میں نیچے جھکتے اور اوپر اٹھتے وقت اور قیام و قعود کے وقت تکبیر کہتے اسے امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں بیان کیا۔

412- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ ثَلَاثٌ كَانَ يَفْعَلُهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَهُنَّ النَّاسُ كَانَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا وَّكَانَ يَقِفُ قَبْلَ الْقِرَآءَةِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا تین چیزیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔ لوگوں نے انہیں چھوڑ دیا۔ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو ہاتھوں کو اونچا کر کے

مُنَبَّةٌ وَّكَانَ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ خَفْضٍ وَّرَفْعٍ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

(نسائی 'کتاب الافتتاح' باب رفع الیدین مدًّا)

اٹھاتے اور قرأت سے پہلے تھوڑی دیر ٹھہرتے اور ہر جھکتے اور اٹھتے وقت تکبیر کہتے اسے امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوی رضویہ میں لکھتے ہیں:

سنت یہ ہے کہ سمع اللہ کا سین رکوع سے سر اٹھانے کے ساتھ کہیں اور حمدہ کی "ہ" سیدھا ہونے کے ساتھ ختم، اسی طرح ہر تکبیر انتقال میں حکم ہے کہ ایک فعل سے دوسرے فعل کو جانے کی ابتداء کے ساتھ اللہ اکبر کا الف شروع ہو اور ختم کے ساتھ ختم ہو۔ (الفتاوی الرضویۃ، ج ٦، ص ١٨٩)

بَابُ هَيْئَاتِ الرُّكُوعِ

رکوع کی حالتوں کا بیان

413- عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ صَلَّيْتُ إِلٰى جَنْبِ أَبِي فَطَبَّقْتُ بَيْنَ كَفَّيَّ ثُمَّ وَضَعْتُهُمَا بَيْنَ فَخِذَيَّ فَنَهَانِي أَبِي وَقَالَ كُنَّا نَفْعَلُهٗ فَنُهِينَا عَنْهُ وَأُمِرْنَا أَنْ نَضَعَ أَيْدِيَنَا عَلَى الرُّكَبِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کے پہلو میں نماز پڑھی تو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں کو بند کیا پھر انہیں اپنی دونوں رانوں کے درمیان رکھ دیا تو میرے والد نے مجھے منع کیا اور فرمایا ہم ایسا کرتے تھے پھر ہمیں اس سے منع کر دیا گیا اور حکم دیا گیا تو ہم اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھیں۔ اسے محدثین کی ایک جماعت نے روایت فرمایا

(بخاری 'کتاب الاذان' باب وضع الاکف علی الرکب فی الرکوع' جلد 1 صفحہ 109) (مسلم 'کتاب المساجد' باب الندب الی وضع الایدی...الخ' جلد 1 صفحہ 202) (ترمذی 'ابواب الصلوٰۃ' باب ما جاء فی وضع الیدین علی الرکبتین فی الرکوع' جلد 1 صفحہ 59) (نسائی 'کتاب الافتتاح' باب التطبیق' جلد 1 صفحہ 159) (ابوداؤد 'کتاب الصلوٰۃ' باب تفریع ابواب الرکوع والسجود...الخ' جلد 1 صفحہ 126) (ابن ماجہ 'کتاب الصلوٰۃ' باب وضع الیعدین علی الرکبتین' صفحہ 63) (مسند احمد)

شرح: رکوع:

اتنا جھکنا کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے کو پہنچ جائیں، یہ رکوع کا ادنیٰ درجہ ہے۔

(الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج ٢، ص ١٦٥)

اور پورا یہ کہ پیٹھ سیدھی بچھا دے۔

مسئلہ ۳۲: کوزہ پشت (کبڑا) کہ اس کا کُب حدرکوع کو پہنچ گیا ہو، رکوع کے لیے سر سے اشارہ کرے۔
(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ، الفصل الأول، ج ۱، ص ۷۰)

414- وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَۃَ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّہٗ رَکَعَ فَجَافٰی یَدَیْہِ وَوَضَعَ یَدَیْہِ عَلٰی رُکْبَتَیْہِ وَفَرَّجَ بَیْنَ اَصَابِعِہٖ مِنْ وَّرَآءِ رُکْبَتَیْہِ وَقَالَ ھٰکَذَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ۔ رَوَاہُ اَحْمَدُ و اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَآئِیُّ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رکوع کیا تو اپنے دونوں ہاتھوں کو (بغلوں سے) دور رکھا اور دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے اور اپنی انگلیاں اپنے گھٹنوں کے آگے کشادہ رکھیں اور فرمایا میں نے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا۔ اسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ، نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مسند احمد جلد 4 صفحہ 120) (ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ من لا یقیم صلبہ فی الرکوع والسجود، جلد 1 صفحہ 126) (نسائی، کتاب الافتتاح، باب مواضع اصابع الیدین فی الرکوع، جلد 1 صفحہ 159)

415- وَعَنْ اَبِیْ بَرْزَۃَ الْاَسْلَمِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَکَعَ لَوْصُبَّ عَلٰی ظَھْرِہٖ مَآءٌ لَّاسْتَقَرَّ۔ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ وَالْاَوْسَطِ وَقَالَ الْھَیْثَمِیُّ رِجَالُہٗ ثِقَاتٌ۔

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب رکوع کرتے تو اگر آپ کی پشت مبارک پر پانی ڈال دیا جاتا تو وہ ٹھہر جاتا۔ اسے امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کبیر اور اوسط میں بیان کیا اور ہیثمی نے کہا کہ اس کے رجال ثقہ ہیں۔

(المعجم الاوسط جلد 6 صفحہ 316، برقم الحدیث: 5672) (مجمع الزوائد، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الرکوع نقلًا عن الطبرانی فی الکبیر و ابی یعلی، جلد 2 صفحہ 123)

شرح: رکوع کے بعض خاص مسائل

مسئلہ: رکوع میں پیٹھ خوب بچھی رکھے یہاں تک کہ اگر پانی کا پیالہ اس کی پیٹھ پر رکھ دیا جائے، تو ٹھہر جائے۔
(فتح القدیر، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج ۱، ص ۲۵۹)

مسئلہ: رکوع میں نہ سر جھکائے نہ اونچا ہو بلکہ پیٹھ کے برابر ہو۔ (الھدایۃ، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج ۱، ص ۵۰)

حدیث میں ہے: "اس شخص کی نماز نا کافی ہے (یعنی کامل نہیں) جو رکوع و سجود میں پیٹھ سیدھی نہیں کرتا۔

(سنن أبي داود، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ من لا یقیم صلبہ في الرکوع والسجود، الحدیث: ۸۵۵، ج۱، ص۳۲۵)

یہ حدیث ابوداود و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و دارمی نے ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی اور ترمذی نے کہا، یہ حدیث حسن صحیح ہے اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "رکوع و سجود کو پورا کرو کہ خدا کی قسم میں تمہیں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔ (صحیح البخاري، کتاب الأذان، باب الخشوع في الصلاۃ، الحدیث: ۷۴۲، ج۱، ص۲۶۳)

اس حدیث کو بخاری و مسلم نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

مسئلہ: عورت رکوع میں تھوڑا جھکے یعنی صرف اس قدر کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں، پیٹھ سیدھی نہ کرے اور گھٹنوں پر زور نہ دے، بلکہ محض ہاتھ رکھ دے اور ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی رکھے اور پاؤں جھکے ہوئے رکھے مردوں کی طرح خوب سیدھے نہ کر دے۔

(ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب: قراءۃ البسملۃ... إلخ، ج۲، ص۲۴۰) (والفتاوی الرضویۃ، ج۶، ص۳۴۵)

بَابُ الْاِعْتِدَالِ وَالطَّمَانِيْنَةِ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ

رکوع اور سجدہ میں اعتدال کا بیان

416۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامَ فَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ الرَّجُلُ فَصَلّٰى كَمَا كَانَ صَلّٰى ثُمَّ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ ثُمَّ قَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ حَتّٰى فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ الرَّجُلُ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا اُحْسِنُ غَيْرَ هٰذَا عَلِّمْنِيْ قَالَ اِذَا قُمْتَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَاْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو ایک (اعرابی) شخص نے آکر نماز پڑھی پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ نماز پڑھو تمہاری نماز نہیں ہوئی۔ پس وہ شخص لوٹ گیا اور اس نے اسی طرح نماز پڑھی جس طرح پہلے پڑھی تھی پھر وہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور سلام کیا تو آپ نے فرمایا وعلیک السلام پھر فرمایا لوٹ جاؤ نماز پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی۔ اس طرح تین بار ہوا پھر اس آدمی نے کہا مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا میں اس سے اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا مجھے سکھلایئے تو آپ نے فرمایا جب تم

تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِيْ صَلٰوتِكَ كُلِّهَا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ. (بخاری' کتاب الاذان' باب امر النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا یتم رکوعہ بالاعادۃ' جلد 1 صفحہ 109) (مسلم' کتاب الصلٰوۃ' باب وجوب قرأۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ... الخ' جلد 1 صفحہ 170)

نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو تو تکبیر کہو پھر قرآن کا جو حصہ تمہارے لئے آسان ہو پڑھو پھر رکوع کرو حتیٰ کہ اطمینان سے رکوع کرلو پھر رکوع سے سر اٹھاؤ حتیٰ کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر سجدہ کرو حتیٰ کہ اطمینان سے سجدہ کرو پھر سجدہ سے اپنا سر اٹھاؤ حتیٰ کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ پھر سجدہ کرو حتیٰ کہ اطمینان سے سجدہ کرلو پھر نماز کی ہر رکعت اسی طرح پڑھو۔ اس حدیث کو شیخین نے روایت کیا ہے۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یہ آنے والے حضرت خلاد ابن رافع انصاری ہیں جو جنگ بدر میں شہید ہوئے، یہ واقعہ سیدنا ابو ہریرہ نے اپنی نگاہ سے نہیں دیکھا بلکہ کسی صحابی سے سن کر بیان فرما رہے ہیں کیونکہ حضرت خلاد بدر ۲ھ میں شہید ہو گئے۔ اور حضرت ابو ہریرہ ۷ھ میں اسلام لائے مگر چونکہ تمام صحابہ عادل ہیں اس لیے دیکھنے والے کا نام مذکور نہ ہونا مضر نہیں۔

غالبًا یہ نماز نفل تحیۃ المسجد تھے جو جلدی جلدی تعدیل ارکان کے بغیر ادا کر لیے گئے تھے یا اس میں کوئی اور نقصان رہ گیا تھا۔

اس مضمون سے چند مسائل معلوم ہوئے: ایک یہ کہ مسجد نبوی میں آنے والا نمازیوں کو عمومی سلام الگ کرے اور حضور انور کو علیحدہ۔ اب بھی زائرین حاضری شریف کے وقت دو رکعتیں پڑھ کر مواجہہ اقدس میں حاضری دے کر سلام عرض کرتے ہیں، اللہ ہم سب کو نصیب کرے۔ دوسرے یہ کہ سلام میں علیکم بھی کہہ سکتے ہیں علیک بھی۔ تیسرے یہ کہ واجب رہ جانے سے نماز لوٹا لینی واجب ہے۔ خیال رہے کہ بھول کر واجب چھوٹ جانے پر سجدہ سہو واجب ہے اور عمدًا چھوڑنے سے نماز لوٹانا واجب۔ چوتھے یہ کہ نماز میں تعدیل ارکان، یعنی اطمینان سے ادا کرنا واجب ہے کیونکہ یہ بزرگ جلدی سے ادا کر کے آگئے تھے اسلیئے نماز دوبارہ پڑھوائی گئی۔

یعنی ہر دفعہ یہ نماز پڑھ کر آتے سلام عرض کرتے اور لوٹا دیئے جاتے۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی ہی دفعہ انہیں نماز کا طریقہ نہ سکھایا بلکہ کئی بار پڑھوا کر پھر بتایا تاکہ یہ واقعہ انہیں یاد رہے اور مسئلہ خوب حفظ ہو جائے کہ جو چیز مشقت و انتظار سے ملتی ہے وہ دل میں بیٹھ جاتی ہے، جیسے ایک صحابی بغیر سلام کیے حاضر ہو گئے تو فرمایا پھر لوٹ کر جاؤ اور سلام کر کے آؤ، لہٰذا اس میں علماء کو طریقہ تبلیغ کی تعلیم بھی ہے۔

۵ یعنی جو سورت یا آیت تمہیں یاد ہو وہ پڑھو اس حدیث کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے: "فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ

مِنَ الْقُرْاٰنِ''۔ اس آیت اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض نہیں بلکہ مطلقاً تلاوت فرض ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء قبلہ کو منہ اور تکبیر وغیرہ فرائض کے سلسلے میں مطلق قرأت کا ذکر کیا نہ کہ سورۃ فاتحہ پڑھنے کا۔ جن احادیث میں آتا ہے کہ بغیر سورۂ فاتحہ نماز نہیں ہوتی وہاں مراد ہے کہ نماز کامل نہیں ہوتی لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں، یہ حدیث امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بہت قوی دلیل ہے۔ خیال رہے کہ بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتوں سے کم پڑھنے کو قرأت قرآن یا تلاوت قرآن نہیں کہا جاتا۔ لہٰذا اس پر یہ اعتراض نہیں کہ قرآن کا ایک لفظ بھی پڑھنا نماز کے لیئے کافی ہونا چاہیے حالانکہ تم اس کے قائل نہیں۔

اس کا نام ہے تعدیل ارکان، یعنی نماز کے ارکان کو اطمینان سے ادا کرنا کہ ہر رکن میں تین تسبیح کی بقدر ٹھہرنا۔ یہ تعدیل امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں فرض ہے، ان کی دلیل یہ حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے تعدیل نہ ہونے پر فرمایا لَمْ تُصَلِّ تم نے نماز پڑھی ہی نہیں جس کے بغیر نماز بالکل نہ ہو وہ فرض ہوتا ہے۔ امام اعظم کے نزدیک تعدیل فرض نہیں بلکہ واجب ہے کہ جس کے رہ جانے سے نماز ناقص واجب اعادہ ہوتی ہے لیکن فرض ادا ہو جاتا ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ لَمْ تُصَلِّ میں کمالِ نماز کی نفی آتی ہے یعنی تم نے کامل نماز نہیں پڑھی کیونکہ ابوداؤد، ترمذی، نسائی میں اسی حدیث کے آخر میں یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم ان کاموں کو پورا کرو گے تو تمہاری نماز پوری ہوگی اور اگر ان میں سے کچھ کم کرو گے تو تمہاری نماز ناقص ہوگی۔ معلوم ہوا کہ تعدیل کے بغیر نماز ناقص ہوگی باطل نہیں لہٰذا یہ واجب ہے فرض نہیں، نیز تعدیل فرض ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اول ہی سے بتا دیتے انہیں بغیر فرض ادا کیئے نماز بار بار پڑھنے کی اجازت نہ دیتے کیونکہ اس کے بغیر وہ نمازیں بالکل بے کار تھیں اور فعل عبث تھا اور واجب کے بغیر ان نمازوں میں کچھ ثواب مل گیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ ہر رکعت میں تلاوت قرآن فرض ہے مگر یہ حکم فرض نماز کے علاوہ میں ہے فرض کی پہلی دو رکعتوں میں تلاوت فرض باقی میں نفل، چونکہ ان بزرگ نے تحیۃ المسجد نفل ادا کیئے تھے لہٰذا انہیں یہ حکم دیا گیا۔

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۹)

417- عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رُكُوْعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُجُوْدُهٗ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ مَا خَلَا الْقِيَامَ وَالْقُعُوْدَ قَرِيْبًا مِّنَ السَّوَآءِ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت براء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رکوع اور سجدہ اور سجدوں کے درمیان وقفہ اور جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے سوائے قیام اور قعود کے (اپنی حیثیت کے اعتبار سے) یہ تمام افعال برابر ہوتے تھے۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری 'کتاب الاذان' باب حد اتمام الرکوع...الخ جلد 1 صفحہ ...) (مسلم 'کتاب الصلوٰۃ' باب اعتدال ارکان الصلوٰۃ وتخفیفھا فی تمام 'جلد 1 صفحہ 189)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی قیام تو تلاوت کی وجہ سے اور قعود التحیات، درود وں، دعاؤں کی وجہ سے دراز ہوتے تھے۔ ان کے سوا باقی ارکان رکوع، سجدہ وغیرہ برابر ہوتے تھے نہ بہت دراز نہ بہت مختصر بلکہ درمیانے، یہ عام نمازوں کا ذکر ہے۔ سورج گرہن کی نماز میں رکوع سجدہ قیام کے برابر تھے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۹۵)

418- وَعَنْ رِّفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ وَّرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ فَصَلّٰى قَرِيْبًا مِّنْهُ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعِدْ صَلٰوتَكَ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ فَصَلّٰى كَنَحْوِ مَا صَلّٰى ثُمَّ انْصَرَفَ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعِدْ صَلٰوتَكَ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ عَلِّمْنِيْ فَقَالَ اِذَا اسْتَقْبَلْتَ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا شِئْتَ فَاِذَا رَكَعْتَ فَاجْعَلْ رَاحَتَيْكَ عَلٰى رُكْبَتَيْكَ وَامْدُدْ ظَهْرَكَ وَمَكِّنْ رُكُوْعَكَ فَاِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ فَاَقِمْ صُلْبَكَ حَتّٰى تَرْجِعَ الْعِظَامُ اِلٰى مَفَاصِلِهَا فَاِذَا سَجَدْتَّ فَمَكِّنْ لِّسُجُوْدِكَ فَاِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ فَاجْلِسْ عَلٰى فَخِذِكَ الْيُسْرٰى ثُمَّ اصْنَعْ ذٰلِكَ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ وَّسَجْدَةٍ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

(مسند احمد جلد 4 صفحہ 340)

حضرت رفاعۃ بن رافع رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں ایک شخص آیا درانحالیکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے تو اس نے آپ کے قریب نماز پڑھی۔ پھر رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا اپنی نماز کا اعادہ کر بے شک تیری نماز نہیں ہوئی۔ اس نے پھر اسی طرح نماز پڑھی۔ پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا اپنی نماز لوٹاؤ بے شک تیری نماز نہیں ہوئی تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مجھے سکھلایئے تو آپ نے فرمایا جب تو قبلہ کی طرف متوجہ ہو تو تکبیر کہہ پھر سورۃ فاتحہ پڑھ پھر (قرآن میں سے) جو چاہو پڑھو پس جب تو رکوع کرے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھ اور اپنی پشت کو پھیلا کر اطمینان سے رکوع کر جب تو (رکوع) سے اپنا سر اٹھائے تو اپنی پشت کو سیدھا کر حتیٰ کہ ہڈیاں اپنے جوڑوں کی طرف لوٹ جائیں پھر اطمینان سے سجدہ کر پھر جب تو (سجدہ سے) اپنا سر اٹھائے تو اپنی بائیں ران پر بیٹھ جا پھر ایسا تو ہر رکعت اور سجدہ میں کر۔

اسے امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

آپ انصاری خذرجی ہیں، آپ کی کنیت ابو معاذ ہے، خود بدری ہیں اور آپ کے والد ان نقیبوں میں سے تھے جو ہجرت سے پہلے مدینہ منورہ میں مبلغ مقرر ہوئے۔ مالک ابن رافع اور خلاد ابن رافع کے بھائی ہیں، قبیلہ خزرج میں سب سے پہلے آپ اسلام لائے، آپ جنگ جمل و صفین میں حضرت علی مرتضیٰ کے ساتھ تھے۔ (اشعہ)

یہ آنے والے حضرت رفاعہ کے بھائی خلاد ابن رافع تھے، انہوں نے ناقص یا فاسد نماز پڑھی تھی ان کا واقعہ ابھی تھوڑے فرق کے ساتھ گزر گیا۔

کیونکہ بالکل نہیں پڑھی یا کامل نہیں پڑھی۔ خیال رہے کہ فرض رہ جانے سے نماز قطعاً نہیں ہوتی اس کا لوٹانا فرض ہے اور واجب رہ جانے سے نماز سخت ناقص ہوتی ہے اس کا لوٹانا واجب ہے، یہ فرمان شریف دونوں معنی کا احتمال رکھتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں قبلہ رو ہونا شرط ہے اور تکبیر تحریمہ رکن، اگر کوئی تکبیر پہلے کہہ دے اور قبلہ رخ بعد میں تو نماز نہیں ہوگی۔

یعنی سورۃ فاتحہ کے سوا قرآن کی کوئی اور سورت بھی پڑھ لو، یہ حدیث حنفیوں کی قوی دلیل ہے کہ نماز میں سورۃ فاتحہ بھی واجب ہے اور اس کے علاوہ کوئی اور سورت یا ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں بھی واجب۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں سورۃ فاتحہ فرض اور دوسری سورت ملانا سنت۔ یہ حدیث ان کے خلاف ہے کیونکہ ان دونوں چیزوں کے لیے ایک "اِقْرَاْء" ارشاد ہوا۔ خیال رہے کہ اور سورت کا پڑھنا واجب مگر اس کے مقرر کرنے میں کہ کون سی پڑھے نمازی کو اختیار ہے، سورۃ فاتحہ میں نمازی کو کوئی اختیار نہیں اس لیے مَاشَاءَ اللہ فرمایا گیا۔ شوافع اس مَاشَاءَ اللہ سے سورۃ کا سنت ہونا ثابت نہیں کر سکتے، حنفیوں نے "اِقْرَاْء" کا بھی لحاظ رکھا ہے اور مَاشَاءَ اللہ کا بھی، مطلقاً سورت کو واجب جانا اور تعین میں اختیار دیا۔

یعنی اطمینان کے ساتھ رکوع کرو۔ خیال رہے کہ رکوع میں ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھنا سنت ہے اور اطمینان واجب۔

یعنی پورے کھڑے ہو جاؤ، چونکہ صرف کام بتائے ہیں اس لیے پڑھنے کے کلمات ارشاد نہ فرمائے۔

۸۔ یعنی اطمینان سے ادا کرو کہ تین تسبیح بقدر ٹھہرو، سجدے میں ہاتھوں کا زمین پر لگنا ہمارے ہاں سنت ہے، شوافع کے ہاں فرض۔ اس عبارت سے ان کا مذہب ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ تسکین سے مراد اطمینان ہے۔

یعنی نماز میں جب بیٹھو تو بائیں ران پر اس طرح کہ داہنا قدم کھڑا ہو۔ معلوم ہوا ہے کہ نماز کے دونوں قعدوں کی

نشست یکساں ہے یعنی بائیں ران پر بیٹھنا یہ ہی حنفی کہتے ہیں۔

۱۰۔ یعنی وضو کے بعد کلمہ پڑھنا سنت ہے، بعض روایات میں آتا ہے کہ "اِنَّآ اَنْزَلْنٰا" پڑھے، بہتر ہے کہ دونوں پڑھ لے۔

یعنی اگر قرآن شریف بالکل یاد نہ ہو تو اس کی بجائے یہ پڑھ لو "سُبْحَانَ اللہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ اَکْبَرُ"۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ وہ نومسلم جو ابھی قرآن یاد نہ کرسکا ہو وہ نماز میں بجائے قرآن یہی پڑھے۔ ہمارے ہاں صرف ایک دفعہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں سات دفعہ۔ غالباً یہ صاحب اس وقت نومسلم تھے اس لیے یہ اجازت دی گئی ورنہ تلاوت نماز میں فرض ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۳)

419۔ وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْوَاُ النَّاسِ سَرِقَۃً الَّذِیْ یَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِہٖ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللہِ کَیْفَ یَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِہٖ قَالَ لَا یُتِمُّ رُکُوْعَھَا وَلَا سُجُوْدَھَا وَلَا یُقِیْمُ صُلْبَہٗ فِی الرُّکُوْعِ وَلَا فِی السُّجُوْدِ۔ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِیُّ وَقَالَ الْھَیْثَمِیُّ رِجَالُہٗ رِجَالُ الصَّحِیْحِ۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں میں سے سب سے برا چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ نماز میں کیسی چوری کرتا ہے تو آپ نے فرمایا وہ نماز کا رکوع اور سجدہ پورا نہیں کرتا اور رکوع اور سجدے میں اپنی پشت سیدھی نہیں رکھتا۔ اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور ہیثمی نے کہا کہ اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

(مسند احمد جلد 5 صفحہ 310) (المعجم الکبیر للطبرانی جلد 3 صفحہ 242، رقم الحدیث: 3283) (مستدرک حاکم، کتاب الصلوۃ، باب نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن نقرۃ الغراب، جلد 1 صفحہ 229) (مجمع الزوائد، باب ما جاء فی الرکوع والسجود، جلد 2 صفحہ 120)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

واہ سبحان اللہ! کیا نفیس تمثیل ہے یعنی مال کے چور سے نماز کا چور بدتر ہے کیونکہ مال کا چور اگر سزا پاتا ہے تو کچھ نفع بھی اٹھالیتا ہے مگر نماز کا چور سزا پوری پائے گا نفع کچھ حاصل نہیں کرتا، نیز مال کا چور بندے کا حق مارتا ہے نماز کا چور اللہ کا حق، نیز مال کا چور یہاں سزا پاکر عذاب آخرت سے بچ جاتا ہے مگر نماز کے چور میں یہ بات نہیں، نیز بعض صورتوں میں مال کے چور کو مالک معاف کرسکتا ہے لیکن نماز کے چور کی معافی کی کوئی صورت نہیں۔ خیال کرو کہ جب نماز ناقص پڑھنے والوں

کا یہ حال ہے تو جو سرے سے پڑھتے ہی نہیں ان کا کیا حال ہے۔ پھر جو کل یا بعض نمازوں کے منکر ہو چکے جیسے بھنگی، پوستی نقیر اور چکڑالوی وغیرہم ان کا کیا پوچھنا۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۱۱)

420- وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ مِنَ الْوَفْدِ قَالَ خَرَجْنَا حَتّٰى قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْنَاهُ وَصَلَّيْنَا خَلْفَهُ فَلَمَحَ بِمُؤَخَّرِ عَيْنِهِ رَجُلًا لَا يُقِيْمُ صَلٰوتَهُ يَعْنِيْ صُلْبَهُ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَا يُقِيْمُ صُلْبَهُ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔ (ابن ماجہ کتاب الصلوٰۃ باب الرکوع فی الصلوٰۃ صفحہ 63)

حضرت علی بن شیبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں اور یہ بھی وفد میں سے تھے کہ ہم نکلے حتیٰ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو ہم نے آپ سے بیعت کی اور آپ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے اپنی آنکھ کے کنارے سے دیکھا ایک شخص نماز درست نہیں پڑھ رہا تھا۔ یعنی رکوع اور سجود میں اپنی پشت کو سیدھا نہیں رکھتا تھا۔ پس جب نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تو فرمایا اے مسلمانوں کی جماعت اس شخص کی کوئی نماز نہیں جو رکوع اور سجدہ میں اپنی پشت سیدھی نہیں رکھتا۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح۔

421- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سَجْدَةٌ مِّنْ سُجُوْدِ هٰؤُلَاءِ اَطْوَلُ مِنْ ثَلَاثِ سَجَدَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ۔ (مسند احمد جلد2 صفحہ 106)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ان لوگوں کے سجدوں میں سے ایک سجدہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تین سجدوں کے برابر ہے اسے امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

422- وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَنْ اَمَّنَا فَلْيُتِمِّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فَإِنَّ فِيْنَا الضَّعِيْفَ وَالْكَبِيْرَ وَعَابِرَ سَبِيْلٍ وَذَا الْحَاجَةِ هٰكَذَا كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔ (مسند احمد جلد4 صفحہ 257)

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جو شخص ہماری امامت کرائے تو اسے چاہیے کہ وہ رکوع اور سجدہ پورا پورا کرے کیونکہ ہم میں کمزور بوڑھے مسافر اور ضرورت مند لوگ موجود ہوتے ہیں ہم اسی طرح رسول اللہ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ اسے امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوی رضویہ جلد ۷ تا۹، مراۃ المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ا حصہ سوم، اور جنتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔

بَابُ مَا يُقَالُ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ

رکوع اور سجدے میں کیا کہا جائے؟

423- عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَكَعَ فَقَالَ فِي رُكُوْعِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَفِي سُجُوْدِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ. (نسائی' کتاب الافتتاح' باب الذکر فی الرکوع' جلد1صفحہ160)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی آپ نے رکوع کیا اور رکوع میں فرمایا سبحان ربی العظیم پاک ہے میرا رب عظمت والا اور آپ نے سجدے میں فرمایا۔ پاک ہے میرا رب جو بلند و بالا ہے۔ اس کو امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین نے روایت کی اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یہاں نفل نماز مراد ہے، فرائض میں دوران قرأت ٹھہرنا اور مانگنا مستحب کے خلاف ہے اگرچہ جائز ہے اسی لیے مرقات نے فرمایا کہ اگر یہ کَانَ يَقُوْلُ دوام کیلئے ہو تب نفل مراد ہیں اگر اتفاقی واقعہ کا ذکر ہے کہ کبھی کبھی ایسا کہہ لیتے تو فرض نماز مراد۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۰۷)

424- وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِجْعَلُوْهَا فِي رُكُوْعِكُمْ فَلَمَّا نَزَلَتْ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى قَالَ اجْعَلُوْهَا فِي سُجُوْدِكُمْ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالْحَاكِمُ وَابْنُ حِبَّانَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

حضرت عقبہ ابن عامر جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب آیت "فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ" اتری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے اپنے رکوع میں کرلو اور جب آیت "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى" اتری تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے اپنے سجدے میں رکھو۔ اس کو احمد ابوداؤد ابن ماجہ حاکم اور ابن حبان نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(مسند احمد جلد 4صفحہ 155) (ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب ما یقول الرجل فی رکوعہ وسجودہ جلد 1 صفحہ 126) (ابن ماجہ' کتاب الصلوٰۃ' باب التسبیح فی الرکوع والسجود' صفحہ 64) (مستدرک حاکم' کتاب الصلوٰۃ' باب ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان اذا رکع فرج بین اصابعہ' جلد 1 صفحہ 225) (صحیح ابن حبان' کتاب الصلوٰۃ'

جلد4صفحہ185' رقم الحدیث:1895)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی رکوع میں کہو "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ" اور سجدے میں کہو "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى"۔ چونکہ اعلیٰ عظیم سے زیادہ بلیغ ہے اور سجدے میں رکوع سے زیادہ اظہار عجز ہے اس لیے سجدے کے لیئے اعلیٰ مناسب ہوا اور رکوع میں عظیم زیادہ موزوں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان آیتوں کے نزول سے پہلے مسلمان رکوع وسجدوں میں کوئی اور ذکر کرتے تھے۔

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۰۵)

425- وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَبِّحُ فِيْ رُكُوْعِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ ثَلَاثًا وَّفِيْ سُجُوْدِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى ثَلَاثًا۔ رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے رکوع میں تین بار سبحان ربی العظیم کی تسبیح کرتے اور اپنے سجدے میں تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کی تسبیح کرتے۔ اس کو امام بزار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(کشف الاستار عن زوائد البزار جلد1 صفحہ262' رقم الحدیث:538) (مجمع الزوائد جلد2 صفحہ128)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

خیال رہے کہ رکوع کے لیے جھکنا نماز میں فرض ہے اور وہاں کچھ ٹھہرنا یعنی اطمینان سے رکوع کرنا واجب اور اس میں تسبیح پڑھنا سنت ہے، لہٰذا اکمل رکوع وہ ہے جس میں فرض، واجب، سنت سب ادا ہوں۔

یعنی کمال کا ادنیٰ درجہ ہے۔ معلوم ہوا کہ رکوع سجدے کی تسبیحیں تین سے کم نہ کہے، زیادہ میں اختیار ہے پانچ بار یا سات بار کہہ سکتا ہے۔ نوافل خصوصًا تہجد میں تو جتنا رکوع سجدہ دراز کرے اتنا بہتر ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۰۶)

بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ

رکوع سے جب سر اٹھائے تو کیا کہے؟

426- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُوْلُ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ حِيْنَ يَرْفَعُ صُلْبَهٗ مِنَ الرَّكْعَةِ ثُمَّ يَقُوْلُ وَهُوَ قَائِمٌ رَبَّنَا لَكَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو قیام کے وقت تکبیر کہتے پھر رکوع کے وقت تکبیر کہتے پھر جب رکوع سے اپنی پشت مبارک اٹھاتے تو تکبیر کہتے پھر قیام کی حالت میں ربنا لک الحمد کہتے۔

اَلْحَمْدُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

اس کو شیخین نے روایت کیا ہے۔

(بخاری' کتاب الاذان' باب التکبیر لذان قام من السجود' جلد 1 صفحہ 109) (مسلم' کتاب الصلوٰۃ' باب اثبات التکبیر فی کل خفض ورفع' جلد 1 صفحہ 169)

427- وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام سمع الله لمن حمده کہے تو تم اللهم ربنا لك الحمد کہو پس بے شک جسکا قول فرشتوں کے قول کے موافق ہوگیا اس کے گزشتہ گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ اس حدیث کو شیخین نے روایت کیا ہے۔

(بخاری' کتاب الاذان' باب فضل اللّٰھم ربنا ولک الحمد' جلد 1 صفحہ 109) (مسلم' کتاب الصلوٰۃ' باب التسبیح والتحمید والتامین' جلد 1 صفحہ 176)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوٰی رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

محرر مذہب سیدنا امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ جامع صغیر میں فرماتے ہیں:

قال ابویوسف سالت ابا حنیفة عن الرجل یرفع راسه من الرکوع فی الفریضة ویقول اللهم اغفرلی قال یقول ربنا لك الحمد ویسکت (کذلك) بین السجدتین یسکت۔

(الجامع الصغیر امام محمد بن الحسن الشیبانی باب فی رکبیر الرکوع والسجود مطبوعہ مطبع یوسفی لکھنؤ ص ۱۲-۱۱)

امام ابو یوسف روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو فرائض میں رکوع کے بعد سر اُٹھانے کے بعد یہ کہتا ہے: اللهم اغفرلی (اے اللہ مجھے معاف فرما)۔ آپ نے فرمایا: وہ صرف ربنا لک الحمد (اے رب ہمارے! تیرے لئے حمد ہے) کہے پھر خاموش ہوجائے اور اسی طرح دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ میں بھی خاموش رہے۔ (الفتاوی الرضویہ، ج ۶، ص ۱۷۰)

428- وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَقَطَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْاَيْمَنُ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ نَعُوْدُهٗ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلّٰى بِنَا قَاعِدًا فَصَلَّيْنَا وَرَآءَهٗ قُعُوْدًا فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ قَالَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھوڑے پر سے گر پڑے اور آپ کی دائیں جانب زخمی ہوگئی۔ ہم آپ کی عیادت کے لئے حاضر ہوئے تو نماز کا ٹائم ہو چکا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں بیٹھ کر نماز

إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

(بخاری' کتاب الاذان' باب ایجاب التکبیر وافتتاح الصلوٰۃ' جلد1 صفحہ 101) (مسلم' کتاب الصلوٰۃ' باب ایتمام الماموم بالامام' جلد1 صفحہ 176)

پڑھائی تو ہم نے آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو فرمایا امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ رکوع کرے تو بھی رکوع کرو اور جب وہ اٹھے تم بھی اٹھو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو اور جب وہ سجدہ کرے تم بھی سجدہ کرو اس کو شیخین نے روایت کیا ہے۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

شیخ نے فرمایا کہ یہاں حضور کا گھوڑے سے گر جانا اور کروٹ چھیل جانا بحکم بشریت ہے شیخ کا مطلب یہ کہ معراج میں برق رفتار براق پر سوار ہونا اور آسمانوں کی سیر کرنا بہ تقاضائے ملکیت تھا۔

امام احمد ابن حنبل فرماتے ہیں کہ اگر امام قبیلہ کا امام ہو اور اس کی بیماری بھی عارضی ہو مرض وفات نہ ہو اور نماز بیٹھ کر پڑھے تو مقتدی کو بھی بیٹھنا پڑے گا بلکہ ایسا امام اگر کھڑے ہو کر نماز شروع کرے اور اسے درمیان میں بیٹھنا پڑ جائے تو مقتدی بھی بیٹھ جائیں گے ان کا ماخذ یہ حدیث ہے، باقی تمام آئمہ اس کے خلاف ہیں وہ فرماتے ہیں یہ حدیث منسوخ ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ (لمعات)

یہاں یہ اعتراض نہیں پڑسکتا کہ وہ حضور کا قول تھا یہ فعل ہے اور قول فعل سے منسوخ نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ کھڑا ہونا صحابہ کا فعل تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منع نہ فرمانا اس کی تائید ہے کیونکہ فعل قول کا ناسخ وہاں ہوتا جہاں فعل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت کا احتمال ہو یہاں یہ بات نہیں، دیکھو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجام کی اجرت کو خبیث فرمایا اور خود ابوطیبہ سے فصد کھلوا کر انہیں اجرت دی آپ کا یہ فعل اس قول کا ناسخ ہے کیونکہ یہاں دینا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے لینا حضرت ابوطیبہ کا لہٰذا یہ آپ کے خصائص میں سے نہ رہا۔ خیال رہے کہ یہ حمیدی امام بخاری کے شیخ ہیں، وہ حمیدی نہیں جو جامع صحیحین ہیں، دھوکا نہ کھانا۔ (مراۃ المناجیح ج۲ ص ۲۶۳)

بَابُ وَضْعِ الْيَدَيْنِ قَبْلَ الرُّكْبَتَيْنِ عِنْدَ الْإِنْحِطَاطِ لِلسُّجُوْدِ

سجدہ کے لئے جھکتے وقت گھٹنوں سے پہلے ہاتھ رکھنے کا بیان

429- عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم

اَحَدُكُمْ فَلَا يَبْرُكْ كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيْرُ وَلْيَضَعْ يَدَيْهِ ثُمَّ رُكْبَتَيْهِ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالثَّلَاثَةُ وَهُوَ حَدِيْثٌ مَّعْلُوْلٌ.

میں سے کوئی سجدہ کرے تو اس طرح نہ بیٹھے جیسے کہ اونٹ بیٹھتا ہے اسے چاہئے کہ وہ اپنے ہاتھوں کو رکھے پھر وہ گھٹنوں کو رکھے اسے امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور اصحاب ثلاثہ نے روایت کیا اور یہ معلول حدیث ہے۔

(مسند احمد جلد 2 صفحہ 381) (ترمذی' ابواب الصلوٰۃ' باب ماجاء فی وضع الیدین قبل الرکعتین فی السجود باب اخرمنه' جلد 1 صفحه 61) (سنن نسائی' کتاب الافتتاح' باب اول یا یصل الی الارض من الانسان فی سجوده' جلد 1 صفحه 165) (ابو داؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب کیف یضع رکبتیه قبل یدیه' جلد 1 صفحه 122)۔

430- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا سَجَدَ يَضَعُ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ. رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَالْحَاكِمُ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَصَحَّحَهُ وَهُوَ مَعْلُوْلٌ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اپنے دونوں گھٹنوں سے پہلے اپنے ہاتھ رکھتے اس کو دار قطنی طحاوی حاکم اور ابن خزیمہ نے روایت کیا ہے اور صحیح قرار دیا اور یہ معلول حدیث ہے۔

(دار قطنی' کتاب الصلوٰۃ' باب ذکر الرکوع والسجود... الخ' جلد 1 صفحه 344) (طحاوی' کتاب الصلوٰۃ' باب ما یبدأ بوضعه فی السجود... الخ' جلد 1 صفحه 174) (صحیح ابن خزیمة' کتاب الصلوٰۃ' جلد 1 صفحه 319' رقم الحدیث: 627) (مستدرک حاکم' کتاب الصلوٰۃ' باب القنوت فی الصلوات الخمس' جلد 1 صفحه 226)

شرح: سجدے کا طریقہ

اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں جائے اس طرح کہ پہلے گھٹنے زمین پر رکھے پھر ہاتھ پھر دونوں ہاتھوں کے درمیان سر رکھے۔ اس طرح پر کہ پہلے ناک زمین پر رکھے پھر ماتھا اور ناک کی ہڈی کو دبا کر زمین پر جمائے۔ اور نظر ناک کی طرف رہے اور بازوؤں کو کروٹوں سے اور پیٹ کو رانوں سے اور رانوں کو پنڈلیوں سے جدا رکھے۔ اور پاؤں کی سب انگلیوں کو قبلہ کی طرف رکھے۔ اس طرح کہ انگلیوں کا پیٹ زمین پر جما رہے اور ہتھیلیاں بچھی ہوں۔ اور انگلیاں قبلہ کی طرف ہوں اور کم سے کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہے پھر سر اٹھائے اس طرح کہ پہلے ماتھا پھر ناک پھر منہ پھر ہاتھ اور داہنا قدم کھڑا کر کے اس کی انگلیاں قبلہ رخ کرے اور بایاں قدم بچھا کر اس پر خوب سیدھا بیٹھ جائے۔ اور ہتھیلیاں بچھا کر رانوں پر گھٹنوں کے پاس رکھے۔ اس طور پر کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں قبلہ رخ ہوں اور انگلیوں کا سرا گھٹنوں کے پاس ہو۔ پھر ذرا ٹھہر کر اللہ اکبر کہتا ہوا دوسرا سجدہ کرے۔ یہ سجدہ بھی پہلے کی طرح کرے۔ پھر سر اٹھائے اور دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں پر رکھ کر پنجوں کے بل کھڑا ہو جائے اٹھتے وقت بلا عذر ہاتھ زمین پر نہ ٹیکے۔ یہ ایک رکعت پوری ہو گئی۔

بَابُ وَضْعِ الرُّكْبَتَيْنِ قَبْلَ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الْاِنْحِطَاطِ لِلسُّجُوْدِ

سجدے کے لئے جھکتے وقت دونوں ہاتھوں سے پہلے دونوں گھٹنے رکھنے کا بیان

431- عَنْ وَّائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ وَاِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ. رَوَاهُ الاربعة وابْنُ خُزَيْمَةَ وابن حبان وابن السكن وحسنه التِّرْمَذِيُّ.

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ سجدہ فرماتے تو دونوں ہاتھ رکھنے سے پہلے اپنے گھٹنے رکھتے اور جب اٹھتے تو اپنے دونوں گھٹنوں سے پہلے اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے اس کو اصحاب اربعہ ابن حبان اور ابن سکن نے روایت کیا اور ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا۔

(ترمذی' ابواب الصلوٰۃ' باب ماجاء فی وضع الیدین قبل الرکبتین' جلد ۱ صفحہ 61) (ابوداؤد'کتاب الصلوٰۃ' باب کیف یضع رکبتیه قبلیدیه' جلد 1 صفحہ 122) (نسائی' کتاب الافتتاح'باب اوّل ما یصل الی الارض من الانسان فی سجودہ...الخ' جلد 1 صفحہ 165) (ابن ماجة' کتاب الصلوٰۃ' باب السجود' صفحہ 63) (صحیح ابن خزیمۃ' کتاب الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 319' رقم الحدیث: 629) (صحیح ابن حبان'کتاب الصلوٰۃ' جلد 4 صفحہ 191' رقم الحدیث:1909)

شرح: مفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

سنت یہ ہے کہ سجدے میں جاتے وقت زمین سے قریب والا عضو زمین پر پہلے رکھے کہ پہلے گھٹنے، پھر ہاتھ، پھر ناک، پھر پیشانی رکھے اور سجدے میں اٹھتے وقت اس کے برعکس کرے کہ پہلے پیشانی اٹھائے، پھر ناک، پھر ہاتھ، پھر گھٹنے۔ جن روایات میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے گھٹنے اٹھاتے تھے، پھر ہاتھ وہ ضعف یا مجبوری کی بنا پر ہے لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں۔ (مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۲۴)

432- وَعَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ قَالَا حَفِظْنَا عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِيْ صَلٰوتِهٖ اَنَّهٗ خَرَّ بَعْدَ رُكُوْعِهٖ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ كَمَا يَخِرُّ الْبَعِيْرُ وَوَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ. (طحاوی'کتاب الصلوٰۃ'باب مایبدأبوضعه فی السجود...الخ' جلد 1 صفحہ 176)

حضرت علقمہ اور اسود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کی نماز میں یہ بات یاد رکھی کہ آپ رکوع کے بعد (سجدہ کے لئے) دونوں گھٹنوں پر بیٹھتے جیسے کہ اونٹ بیٹھتا ہے اور اپنے ہاتھوں سے پہلے اپنے گھٹنے (زمین) پر رکھتے۔ اس کو طحاوی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوی رضویہ جلد ۵ تا۹، مراۃ المناجیح ج ۲، اور بہار شریعت جلد ا حصہ سوم، کا مطالعہ فرمائیں۔

بَابُ هَيْئَاتِ السُّجُوْدِ

سجدہ کی کیفیات کا بیان

433۔عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اعْتَدِلُوْا فِي السُّجُوْدِ وَلَا يَبْسُطْ اَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ انْبِسَاطَ الْكَلْبِ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم سجدے میں اعتدال کرو اور تم میں سے کوئی ایک کتے کی طرح بازو نہ پھیلائے اسے محدثین کی ایک جماعت نے روایت فرمایا ہے۔

(بخاری' کتاب الاذان' باب لا یفترش ذراعیه فی السجود' جلد 1 صفحه 113) (مسلم' کتاب الصلوٰۃ' باب الاعتدال فی السجود... الخ' جلد 1 صفحه 193) (ترمذی' ابواب الصلوٰۃ' باب ما جاء فی الاعتدال فی السجود' جلد 1 صفحه 63) (ابوداؤد' باب صفة السجود' جلد 1 صفحه 130) (نسائی' کتاب الافتتاح' باب الاعتدال فی السجود' جلد 1 صفحه 167) (ابن ماجة' کتاب الصلوٰۃ' باب الاعتدال فی السجود' صفحه 64) (مسند احمد جلد 3 صفحه 115)

شرح: مفسرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی اطمینان سے سجدہ کرو (اشعۃ اللمعات) یا سجدے کا ہر عضو اپنے مقام پر رکھو۔ (مرقات)

۲۔ یعنی سجدے میں صرف ہتھیلیاں زمین پر لگیں۔ کلائی، کہنی وغیرہ سب اٹھی رہیں، یہی سنت ہے، کہنیاں بچھانا مکروہ۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۲۴)

434۔وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ عَلَى الْجَبْهَةِ وَاَشَارَ بِيَدِهٖ اِلٰى اَنْفِهٖ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَاَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ وَلَا نَكْفِتَ الثِّيَابَ وَالشَّعَرَ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا کہ میں سات اعضا پر سجدہ کروں پیشانی اور آپ نے اپنے ہاتھ مبارک سے اپنی ناک کی طرف اشارہ کیا اور دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے اور دونوں قدموں کے کنارے اور یہ کہ میں کپڑوں اور بالوں کو نہ لپیٹوں اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری' کتاب الاذان' باب السجود علی الانف' جلد 1 صفحه 112) (مسلم' کتاب الصلوٰۃ' باب اعضاء السجود... الخ' جلد 1 صفحه 193)

شرح: مُفَسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

اگرچہ سجدے میں ناک بھی لگائی جاتی ہے مگر پیشانی اصل ہے اور ناک اس کی تابع اس لیے ناک کا ذکر نہ فرمایا۔ ہاتھوں سے مراد ہتھیلیاں ہیں اور قدم کے کناروں سے مراد پورے پنجے ہیں اس طرح کہ دسوں انگلیوں کا سر کعبے کی طرف رہے۔

نماز میں کپڑے سمیٹنا، روکنا سب منع ہے، لہٰذا آستین یا پائنچے چڑھا کر یا پاجامہ پر لنگوٹ باندھ کر نماز پڑھنا منع ہے ایسے ہی دھوتی باندھ کر نماز پڑھنا منع کہ ان سب میں کپڑے کا روکنا ہے، ہاں اگر پاجامہ کے نیچے لنگوٹ بندھا ہوا و پر پاجامہ یا تہبند ہو تو منع نہیں کیونکہ اس میں کپڑے کا روکنا نہیں۔ خیال رہے کہ سجدے میں قدم اور پیشانی زمین پر لگنا فرض ہے لیکن ہاتھ اور گھٹنوں کا لگنا سنت، امام صاحب کے نزدیک صرف پیشانی پر بغیر ناک لگے سجدہ جائز ہے، یہ حدیث امام صاحب کی دلیل ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۱۳)

435- وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلّٰى فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتّٰى يَبْدُوَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

حضرت عبداللہ بن مالک بن بحینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو اپنے بازوؤں کو کھلا رکھتے حتیٰ کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی نظر آتی اسکو شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری کتاب الاذان باب یبدیٔ ضبعیه ویجافی فی السجود جلد 1 صفحه 112) (مسلم کتاب الصلوٰة باب الاعتدال فی السجود...الخ جلد 1 صفحه 194)

شرح: مُفَسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

بحینہ عبداللہ کی والدہ کا نام ہے یعنی بحینہ مالک کی بیوی ہیں اسی لیے محدثین مالک کو تنوین سے پڑھتے ہیں اور ابن بحینہ اس سے علیحدہ کرتے ہیں بلکہ ان کا نام عبداللہ ابن بحینہ مشہور ہے اور آپ صحابی ہیں، ۵۴ یا ۵۵ ہجری میں امیر معاویہ کی خلافت کے زمانہ میں وفات پائی۔

اس طرح کہ چادر اوڑھے نماز پڑھتے تو چادر کچھ سرک جاتی اور بغل نظر آجاتی اور اگر قمیض میں نماز پڑھتے تو بغل کی سفیدی کی جگہ نظر آجاتی اس طرح کہ اگر کپڑا نہ ہوتا تو بغل دیکھ لی جاتی۔ لفظ بیاض سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بغل شریف مثل باقی جسم شریف کے سفید تھی، بعض نے فرمایا کہ وہاں بال بھی نہ تھے، بغل سے نہایت خوشبو نکلتی تھی، یہ آپ کی خصوصیات سے ہے۔ (از مرقات واشعہ) (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۱۳)

436- وَعَنْ أَبِي حُمَيْدٍ نِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا

حضرت ابوحمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اپنے

سَجَدَ اَمْكَنَ اَنْفَهٗ وَجَبْهَتَهٗ مِنَ الْاَرْضِ وَنَحّٰی يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ. رواه اَبُوْ دَاوٗدَ والتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهٗ وابْنُ خُزَيْمَةَ فِيْ صَحِيْحِهٖ.

ناک اور پیشانی کو زمین پر لگا دیتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو پہلوؤں سے جدا رکھتے اور اپنی دونو ہتھیلیوں کو اپنے دونوں کندھوں کے برابر رکھتے۔ اس کو ابو داؤد ترمذی اور ابن خزیمہ نے روایت کیا اور ابن خزیمہ نے اس کو صحیح قرار دیا اپنی صحیح میں۔

(ترمذی' ابواب الصلوٰۃ' باب ما جاء فی السجود علی الجبهة والانف' جلد 1 صفحہ 61) (ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب افتتاح الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 107) (صحیح ابن خزیمة' کتاب الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 333' رقم الحدیث: 640)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

ابوداؤد میں یہ حدیث ابوحمید بہت روایتوں سے مروی ہے مگر سب میں عبدالحمید ابن جعفر یا محمد ابن عمرو عطا ہیں، یہ دونوں ضعیف ہیں۔ امام ماروی نے جوہر نقیع میں فرمایا کہ عبدالحمید منکر حدیث ہے لہٰذا یہ ساری اسنادیں مجہول، مضطرب، مدلس قریبًا موضوع ہیں۔ دیکھو حاشیہ ابوداؤد یہی مقام اور ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم۔

یہ حدیث روایت مسلم کے خلاف ہے جو ابھی گزر چکی۔ جس میں تھا کہ آپ سجدہ دو ہتھیلیوں کے بیچ میں کرتے، چونکہ یہ حدیث ہی ضعیف اور نا قابل عمل ہے اس لیے مسلم کی وہ حدیث قابل عمل ہوگی۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۰)

437-عَنْ وَآئِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَرْفُوْعًا فَلَمَّا سَجَدَ سَجَدَ بَيْنَ كَفَّيْهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعًا روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سجدہ فرماتے تو دو ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ کرتے اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

(مسلم' کتاب الصلوٰۃ' باب وضع یده الیمنی علی الیسری... الخ' جلد 1 صفحہ 173)

438-وَعَنْهُ قَالَ رَمَقْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ حِذَآءَ اُذُنَيْهِ. رَوَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ رَاهَوَيْهِ وَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالنَّسَآئِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں میں نے غور سے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا پس جب آپ سجدہ کرتے تو اپنے دونوں کانوں کے برابر اپنے ہاتھوں کو رکھتے۔ اس کو اسحاق بن راھویہ' عبدالرزاق نسائی اور امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مصنف عبد الرزاق' کتاب الصلوٰۃ' باب موضع الیدین' جلد 2 صفحہ 175' رقم الحدیث: 2948) (طحاوی' کتاب الصلوٰۃ' باب وضع الیدین للسجود... الخ' جلد 1 صفحہ 176) (نسائی' کتاب الافتتاح' باب مکان الیدین من السجود'

جلد 1 صفحہ 166) (الدرایۃ 'کتاب الصلوٰۃ' باب صفۃ الصلوٰۃ نقلاً عن اسحٰق بن راھویہ' جلد 1 صفحہ 144)

شرح: مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۵ تا ۹، مراۃ المناجیح ج ۲، اور بہار شریعت جلد ا حصہ سوم، کا مطالعہ فرمائیں۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْاِقْعَاءِ كَاِقْعَاءِ الْكَلْبِ

کتے کی طرح بیٹھنے سے ممانعت کا بیان

439۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَلَاثٍ عَنْ نَقْرَةٍ كَنَقْرَةِ الدِّيْكِ وَاِقْعَاءٍ كَاِقْعَاءِ الْكَلْبِ وَالْتِفَاتٍ كَالْتِفَاتِ الثَّعْلَبِ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَفِيْ اِسْنَادِهٖ لِيْنٌ۔ (مسند احمد' جلد 2 صفحہ 311)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین چیزوں سے منع فرمایا مرغ کی طرح ٹھونگے لگانے سے اور کتے کی طرح چوتڑ زمین پر ٹکا کر بیٹھنے سے اور لومڑی کی طرح ادھر ادھر متوجہ ہونے سے اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند میں کمزوری ہے۔

440۔ وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاِقْعَاءِ فِي الصَّلٰوةِ۔ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ۔

حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر سرین رکھ کر بیٹھنے سے منع فرمایا اس کو حاکم نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے لیکن بخاری و مسلم نے اس کی تخریج نہیں کی

(مستدرک حاکم' کتاب الصلوٰۃ' باب النھی عن الاقعاء فی الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 272)

شرح: کتے کی طرح بیٹھنے سے مراد یہ ہے کہ گھٹنے کھڑے کر کے سرین پر بیٹھنا۔ حضرت سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: " ہاتھ زمین پر رکھے ہوں اور دونوں پاؤں کی ایڑیوں پر بیٹھنا کیونکہ دو سجدوں کے درمیان اس طرح بیٹھنا سنت ہے اور پاؤں بچھا کر بیٹھنا افضل ہے۔

احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک " دو سجدوں کے درمیان اپنے ہاتھ رانوں کے اوپر رکھنا اور بائیں پاؤں پر بیٹھنا سنت ہے چنانچہ بہار شریعت میں ہے: " دونوں سجدوں کے درمیان مثل تَشَهُّد کے بیٹھنا یعنی بایاں قدم بچھانا اور دایاں کھڑا رکھنا، ہاتھوں کو رانوں پر رکھنا، سجدوں میں انگلیاں قبلہ رو ہونا اور ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی ہونا سنت ہے۔"

(بہار شریعت، ج ا، حصہ ۳، ص ۴۵)

بَابُ الْجُلُوْسِ عَلَى الْعَقِبَيْنِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

دو سجدوں کے درمیان ایڑیوں پر بیٹھنے کا بیان

441- عَنْ طَاوٗسٍ قَالَ قُلْنَا لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِي الْإِقْعَاءِ عَلَى الْقَدَمَيْنِ فَقَالَ هِيَ السُّنَّةُ فَقُلْنَا لَهُ إِنَّا لَنَرَاهُ جَفَاءً بِالرَّجُلِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بَلْ هِيَ سُنَّةُ نَبِيِّكَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم' کتاب المساجد' باب جواز الاقعاء علی العقبین' جلد 1 صفحہ 202)

حضرت طاؤس بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں ہم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دونوں پاؤں پر بیٹھنے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا یہ سنت ہے تو ہم نے ان سے کہا کہ بے شک ہم تو اسے پاؤں کے ساتھ ظلم خیال کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا بلکہ وہ تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

442- وَعَنِ ابْنِ طَاوٗسٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ رَأَى ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَابْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يُقْعُوْنَ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت ابن طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد سے روایت کیا کہ انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما' ابن زبیر رضی اللہ عنہما' ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ (نماز میں) دونوں پاؤں بیٹھتے تھے۔ اسے عبدالرزاق نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مصنف عبدالرزاق' کتاب الصلوٰۃ' باب الاقعاء فی الصلوٰۃ' جلد 2 صفحہ 191' رقم الحدیث: 3029)

بَابُ افْتِرَاشِ الرِّجْلِ الْيُسْرٰى وَالْقُعُوْدِ عَلَيْهَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَتَرْكِ الْجُلُوْسِ عَلَى الْعَقِبَيْنِ

دو سجدوں کے درمیان بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھنا اور ایڑیوں پر بیٹھنے کو ترک کرنا

443- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ عُقْبَةِ الشَّيْطٰنِ. اخرجه مسلم وهو مختصر.

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے بائیں پاؤں کو بچھاتے اور دائیں پاؤں کو کھڑا کرتے اور شیطان کی طرح بیٹھنے سے منع کرتے تھے۔ اسے مسلم نے روایت کیا اور یہ حدیث مختصر ہے۔

(مسلم' کتاب الصلوٰۃ' باب مایجمع صفۃ الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 195)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:
یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم دونوں قعدوں میں اپنا بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھتے تھے اور داہنا پاؤں کھڑا کرتے تھے، یہ حدیث حنفیوں کی قوی دلیل ہے کہ ہر التحیات میں یونہی بیٹھے۔ جن احادیث میں آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری التحیات میں بایاں پاؤں شریف داہنی جانب نکال دیتے اور زمین پر بیٹھتے وہ بڑھاپے یا بیماری کا حال ہے جب زیادہ دیر تک بائیں پاؤں پر نہ بیٹھ سکتے تھے لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں، حنفی لوگ ان دونوں حدیثوں پر عامل ہیں مگر ان کے مخالف اس حدیث کو چھوڑ دیتے ہیں۔

اس کی صورت یہ ہے کہ دونوں سیرین زمین پر رکھے اور پنڈلیاں کھڑی کرے دونوں ہاتھ زمین پر بچھا دے، کتے کی سی بیٹھک یہ ممنوع ہے، چونکہ کتا گندا ہے اس لیے اس کی بیٹھک کو شیطانی بیٹھک فرمایا۔ (مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۰)

444- وَعَنْ اَبِیْ حُمَیْدِ السَّاعِدِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَرْفُوْعًا ثُمَّ یَھْوِیْ اِلَی الْاَرْضِ فَیُجَافِیْ یَدَیْہِ عَنْ جَنْبَیْہِ ثُمَّ یَرْفَعُ رَأْسَہٗ وَیُثْنِیْ رِجْلَہُ الْیُسْرٰی وَیَقْعُدُ عَلَیْھَا وَیَفْتَحُ اَصَابِعَ رِجْلَیْہِ اِذَا سَجَدَ ثُمَّ یَسْجُدُ ثُمَّ یَقُوْلُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَلْحَدِیْثَ. رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمَذِیُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ.

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں آپ (سجدہ کے لئے) زمین کی طرف جھکتے پس اپنے دونوں ہاتھوں کو پہلوؤں سے جدا رکھتے پھر اپنے سر مبارک کو اٹھاتے اور اپنے بائیں پاؤں کو ٹیڑھا کر کے اس پر بیٹھ جاتے اور اپنے دونوں مبارک قدموں کی انگلیاں کھولتے جب سجدہ کرتے پھر سجدہ فرماتے پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے پھر آخر تک حدیث بیان کی۔ اسے ابو داؤد ترمذی ابن حبان نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(ابوداؤد' کتاب الصلوۃ' باب افتتاح الصلوۃ' جلد 1 صفحہ 106) (ترمذی' ابواب الصلوۃ' باب ما جاء فی وصف الصلوۃ' جلد 1 صفحہ 67) (صحیح ابن حبان' کتاب الصلوۃ' جلد 4 صفحہ 173' رقم الحدیث: 1867)

445- عَنِ الْمُغِیْرَۃِ بْنِ حَکِیْمٍ اَنَّہٗ رَاٰی عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا یَرْجِعُ فِیْ سَجْدَتَیْنِ فِی الصَّلٰوۃِ عَلٰی صُدُوْرِ قَدَمَیْہِ فَلَمَّا انْصَرَفَ ذُکِرَ لَہٗ ذٰلِکَ فَقَالَ اِنَّھَا لَیْسَتْ سُنَّۃَ الصَّلٰوۃِ وَاِنَّمَا اَفْعَلُ ھٰذَا مِنْ اَجْلِ اَنِّیْ اَشْتَکِیْ. رَوَاہُ مَالِکٌ فِی الْمُوَطَّا وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ.

حضرت مغیرہ بن حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ نماز کے دو سجدوں کے درمیان اپنے پاؤں کے سروں پر بیٹھتے پس جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو اس کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ نماز کی سنت نہیں ہے۔ میں نے تو یہ صرف اس لئے کیا ہے کہ میں بیمار

(مؤطا امام مالک' کتاب الصلوٰة' باب العمل فی الجلوس فی الصلوٰة' جلد 1 صفحہ 71)

ہوں اسے امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مؤطا میں بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوٰی رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وفی الدر المختار یجلس بین السجدتین مطمئنا ولیس بینھما ذکر مسنون و کذا لیس بعد رفعه من الرکوع دعاء و کذا لایاتی فی رکوعه وسجود بغیر التسبیح علی المذھب وماورد محمول علی النفل۔ (دُرمختار، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۷۶)

درمختار میں ہے نمازی دوسجدوں کے درمیان جلسہ میں اطمینان سے بیٹھے، دوسجدوں کے درمیان کوئی ذکر سنت نہیں۔ اسی طرح رکوع سے کھڑے ہونے کے بعد قومہ میں کوئی دعا مسنون نہیں۔ اسی طرح رکوع وسجود میں تسبیح کے علاوہ کوئی دعا نہ کرے، صحیح مذہب یہی ہے اور جو روایات میں آیا ہے وہ نوافل پر محمول ہے۔ (الفتاوی الرضویہ، ج۶ ص۱۶۹)

بَابُ مَا يُقَالُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

دوسجدوں کے درمیان کیا کہا جائے؟

446- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ۔ رَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ وَاٰخَرُوْنَ وهو حَدِيْثٌ ضَعِيْفٌ۔ (ترمذی' ابواب الصلوٰة' باب مایقول بین السجدتین' جلد 1 صفحہ 63)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوسجدوں کے درمیان فرماتے اے اللہ مجھے بخش دے مجھ پر رحم فرما میرے نقصان کی تلافی فرما مجھے ہدایت پر برقرار رکھ اور مجھے رزق عطا فرما۔ اسے ترمذی اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور یہ ضعیف حدیث ہے۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یہ دعا نوافل میں ہمیشہ کہتے تھے فرائض میں کبھی کبھی، فرائض میں اختصار ہے نوافل میں آزادی۔ (مرقات)

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۲۶)

بَابٌ فِيْ جَلْسَةِ الْاِسْتِرَاحَةِ بَعْدَ السَّجْدَتَيْنِ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى وَالثَّالِثَةِ

پہلی اور تیسری رکعت میں دو سجدوں کے بعد جلسہ استراحت کا بیان

447- عَنْ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ اللَّيْثِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهُ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت مالک بن حویرث لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

يُصَلِّيْ فَإِذَا كَانَ فِي وِتْرٍ مِنْ صَلَاتِهِ لَمْ يَنْهَضْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جب آپ اپنی نماز کی طاق رکعت میں ہوتے تو نہ اٹھتے حتیٰ کہ وہ سیدھے بیٹھ جاتے اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

(بخاری' کتاب الاذان' باب من استوی قاعدا فی وتر من صلاتہ ثم نہض' جلد 1 صفحہ 113)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

اس کا نام جلسہ استراحت ہے یعنی آرام کے لیے کچھ بیٹھنا، یہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں سنت ہے، ہمارے ہاں نہیں۔ ہماری دلیل حضرت ابو ہریرہ کی وہ حدیث ہے جو ترمذی وغیرہ نے نقل کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم طاق رکعتوں میں اپنے قدموں کے سینہ پر کھڑے ہوتے تھے، نیز ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود، علی مرتضی، عمر، ابن عمر، ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے روایت کی کہ وہ تمام حضرات قدم کے سینوں پر کھڑے ہوتے تھے۔ امام شعبی نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے صحابہ قدم کے سینہ پر کھڑے ہوتے تھے، اس حدیث کا مطلب جو یہاں مذکور ہے یہ ہے کہ آپ بڑھاپے شریف میں جب ضعف کی وجہ سے سجدے سے سیدھے نہ اٹھ سکتے تب تھوڑا بیٹھ جاتے یہ عمل مجبورا تھا۔

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۵)

بَابٌ فِيْ تَرْكِ جَلْسَةِ الْاِسْتِرَاحَةِ

جلسہ استراحت کو ترک کرنے کا بیان

448- عَنْ عِكْرِمَةَ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ شَيْخٍ بِمَكَّةَ فَكَبَّرَ ثِنْتَيْنِ وَعِشْرِيْنَ تَكْبِيْرَةً فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اِنَّهُ اَحْمَقُ فَقَالَ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ سُنَّةُ اَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. قَالَ النِّيْمَوِيُّ يستفاد منه ترك جلسة الاستراحة والالكانت التكبيرات اربعًا وعشرين مرة لانه قد ثبت ان النبی صلی الله علیه وسلم كان يُكَبِّرُ فی كل خفض ورفع وقيامٍ وقعودٍ.

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے مکۃ المکرمۃ میں کسی شیخ کے پیچھے نماز پڑھی تو انہوں نے بائیس تکبیریں کہیں تو میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا یہ تو احمق بیوقوف ہے تو انہوں نے کہا تیری ماں تجھے گم کرے یہ تو ابو القاسم کی سنت ہے۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔ علامہ نیموی فرماتے ہیں اس سے جلسہ استراحت نہ کرنا سمجھا جارہا ہے ورنہ تکبیریں چوبیس ہوتیں کیونکہ یہ ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر جھکتے اٹھتے اور قیام قعود کے وقت تکبیر کہتے تھے۔

(بخاری' کتاب الاذان' باب التکبیر اذا قام من السجود' جلد 1 صفحہ 108)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

نماز چار رکعت تھی اس میں تکبیر تحریمہ اور پہلے التحیات سے اٹھتے وقت کی تکبیریں بھی شامل ہیں، یہ بزرگ ابوہریرہ تھے اور عکرمہ حضرت عبداللہ ابن عباس کے غلام ہیں ان کا ذکر پہلے آچکا ہے۔

یعنی چار رکعت والی نماز میں بائیس تکبیریں کہنا بھی سنت ہے اور امام کو ہر تکبیر اونچی آواز سے کہنا بھی سنت ہے، تم اپنی بیوقوفی سے سنت پر عمل کرنے والے کو بولقوف بتا رہے ہو۔ شاید حضرت عکرمہ نے چیخ کر تکبیر کہنے کو غلط سمجھا ہوگا مگر تعجب ہے کہ آپ ہمیشہ باجماعت نماز پڑھتے تھے پھر ان پر یہ مسئلہ کیسے مخفی رہا۔ یہ بات تو ہر نمازی جانتا ہے کہ چار رکعت میں تکبیریں بائیس ہوتی ہیں اور امام ہر تکبیر بآواز بلند کہتا ہے۔ خیال رہے کہ حضرت عکرمہ نے لڑکپن کے جوش میں یہ الفاظ بول دیئے، ورنہ کسی کو پیٹھ پیچھے احمق کہنا غیبت ہے، صحابہ کی شان تو بہت بلند ہے اسی لیے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو سخت تنبیہ کی۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۶)

449- وَعَنْ عَبَّاسٍ اَوْ عَيَّاشِ بْنِ سَهْلٍ السَّاعِدِيِّ اَنَّهُ كَانَ فِي الْمَجْلِسِ فِيْهِ اَبُوْهُ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْمَجْلِسِ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَبُوْ حُمَيْدِنِ السَّاعِدِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَبُوْ اُسَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ وَفِيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَقَامَ وَلَمْ يَتَوَرَّكْ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ. (ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب افتتاح الصلوٰۃ' جلد1صفحہ107)

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا عیاش بن سہل ساعدی روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک مجلس میں تھے جس میں ان کے والد بھی موجود تھے جو کہ صحابی رسول ہیں اور مجلس میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابواسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے۔ پھر آگے انہوں نے حدیث ذکر کی اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تکبیر کہی تو سجدہ کیا پھر تکبیر کہی تو کھڑے ہوگئے بیٹھے نہیں۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

450- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ اَنَّ اَبَا مَالِكِ الْاَشْعَرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَمَعَ قَوْمَهٗ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ اجْتَمِعُوْا وَاَجْمِعُوْا نِسَآءَ كُمْ وَاَبْنَآءَ كُمْ اُعَلِّمُكُمْ صَلٰوةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى لَنَا بِالْمَدِيْنَةِ فَاجْتَمَعُوْا وَاَجْمَعُوْا نِسَآءَ هُمْ وَاَبْنَآءَ هُمْ فَتَوَضَّاَ وَاَرَاهُمْ كَيْفَ يَتَوَضَّاُ فَاَحْصَى الْوُضُوْءَ

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی قوم کو جمع کیا اور فرمایا اے اشعریین کی جماعت خود بھی جمع ہو جاؤ اور اپنی عورتوں اور بچوں کو بھی جمع کرلو میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ سکھاتا ہوں جو آپ نے ہمیں مدینہ میں پڑھائی۔ پس لوگ جمع ہوئے اور اپنی عورتوں اور

إِلَىٰ أَمَاكِنِهِ حَتَّى لَمَّا أَنْ فَاءَ الْفَيْءُ وَانْكَسَرَ الظِّلُّ قَامَ فَأَذَّنَ فَصَفَّ الرِّجَالُ فِي أَدْنَى الصَّفِّ وَصَفَّ الْوِلْدَانُ خَلْفَهُمْ وَصَفَّ النِّسَاءُ خَلْفَ الْوِلْدَانِ ثُمَّ قَامَ الصَّلٰوةَ فَتَقَدَّمَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَكَبَّرَ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَةٍ يُسِرُّهُمَا ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ فَقَالَ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَاسْتَوٰى قَائِمًا ثُمَّ كَبَّرَ وَخَرَّ سَاجِدًا ثُمَّ كَبَّرَ فَرَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَانْتَهَضَ قَائِمًا فَكَانَ تَكْبِيْرُهُ فِي أَوَّلِ رَكْعَةٍ سِتَّ تَكْبِيْرَاتٍ وَكَبَّرَ حِيْنَ قَامَ إِلَى الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهُ أَقْبَلَ إِلَى قَوْمِهِ بِوَجْهِهِ فَقَالَ احْفَظُوْا تَكْبِيْرِيْ وَتَعَلَّمُوْا رُكُوْعِيْ وَسُجُوْدِيْ فَإِنَّهَا صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ كَانَ يُصَلِّيْ لَنَا كَذَا السَّاعَةَ مِنَ النَّهَارِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(مسند احمد جلد5 صفحہ343)

بچوں کو بھی جمع کر لیا تو آپ نے وضو کیا اور ان کو دکھایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیسے وضو فرماتے تھے تو اعضاء وضو کو مکمل گھیر لیا حتیٰ کہ جب سایہ پورا ہو گیا اور اصلی سایہ ٹوٹ گیا تو کھڑے ہو کر اذان کہی تو سب سے قریب والی صف یعنی پہلی صف میں مرد کھڑے ہوئے اور ان کے پیچھے بچوں نے صف بنائی اور بچوں کے پیچھے عورتوں نے صف بنائی۔ پھر انہوں نے نماز کی اقامت کہی پھر آگے بڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور تکبیر کہی۔ سورۃ فاتحہ اور سورت پڑھی اور دونوں کو آہستہ پڑھا پھر تکبیر کہہ کر رکوع کیا (تو رکوع میں) تین مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ کہا پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر سیدھے کھڑے ہو گئے پھر تکبیر کہی اور سجدہ میں گر پڑے پھر تکبیر کہہ کر اپنا سر اٹھایا پھر تکبیر کہہ کر سجدہ کیا پھر تکبیر کہہ کر اٹھ کر کھڑے ہو گئے تو پہلی رکعت میں ان کی چھ تکبیریں ہو گئیں اور دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے وقت تکبیر کہی۔ پس انہوں نے نماز پوری کی تو اپنی قوم کی طرف متوجہ ہو کر کہا تم میری تکبیروں کو یاد کر لو اور میرے رکوع اور سجدہ کو سیکھ لو پس یہ وہ نماز ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں دن کی اس گھڑی میں پڑھاتے تھے اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

451- وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ قَالَ أَدْرَكْتُ غَيْرَ وَاحِدٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ فِي أَوَّلِ رَكْعَةٍ وَالثَّالِثَةِ قَامَ كَمَا هُوَ وَلَمْ

حضرت نعمان بن ابو عیاش رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں میں نے متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ وہ پہلی اور تیسری رکعت میں جب اپنا سر سجدے سے اٹھاتے تو جس حال میں ہوتے ویسے ہی کھڑے ہو جاتے

يَجْلِسُ. رَوَاهُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

اور بیٹھتے نہیں تھے اس کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبة' کتاب الصلٰوة' باب من کان یقول اذا رفعت رأسک من السجدة الثانیة...الخ' جلد 1 صفحہ 395)

452-وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ رَمَقْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي الصَّلٰوةِ فَرَأَيْتُهٗ يَنْهَضُ وَلَا يَجْلِسُ قَالَ يَنْهَضُ عَلٰى صُدُوْرِ قَدَمَيْهِ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى وَالثَّالِثَةِ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي السُّنَنِ الْكُبْرٰى وَصَحَّحَهٗ.

حضرت عبدالرحمن بن یزید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے غور سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو نماز میں دیکھا کہ آپ کھڑے ہوجاتے اور بیٹھتے نہیں ہے۔ راوی فرماتے ہیں کہ وہ پہلی اور تیسری رکعت میں اپنے پاؤں کی انگلیوں پر کھڑے ہوجاتے۔ اس کو طبرانی نے کبیر میں بیہقی نے السنن الکبری میں بیان کیا اور صحیح قرار دیا۔

(المعجم الکبیر للطبرانی جلد9صفحہ306' رقم الحدیث:9327) (السنن الکبرٰی'کتاب الصلٰوة' باب من قال یرجع علی صدور قدمیہ' جلد2صفحہ125) (مجمع الزوائد جلد2صفحہ136' وقال رجالہ رجال الصحیح)

453-وَعَنْ وَّهْبِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ رَاَيْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اِذَا سَجَدَ السَّجْدَةَ الثَّانِيَةَ قَامَ كَمَا هُوَ عَلٰى صُدُوْرِ قَدَمَيْهِ. رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت وہب بن کیسان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابن زبیر کو دیکھا کہ جب وہ دوسرا سجدہ کرتے تو اپنے پاؤں کی انگلیوں پر جیسے ہوتے کھڑے ہوجاتے اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ' باب من کان ینهض علی صدور قدمیہ' جلد 1 صفحہ 394)

بَابُ افْتِتَاحِ الثَّانِيَةِ بِالْقِرَآءَةِ

دوسری رکعت کا آغاز قرأت سے کرنا

454-عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ اسْتَفْتَحَ الْقِرَآءَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَلَمْ يَسْكُتْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب دوسری رکعت میں کھڑے ہوتے تو الحمد للہ رب العالمین سے قرأت کا آغاز کرتے اور خاموش نہ رہتے اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا۔

(مسلم' کتاب المساجد' باب مایقال بین تکبیرۃ الاحرام والقرأۃ' جلد 1 صفحہ 219)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یہ حدیث حنفیوں کی قوی دلیل ہے کہ امام الحمدللہ سے قرأت شروع کرے نہ کہ بسم اللہ سے کیونکہ بسم اللہ سورتوں کا جزو نہیں۔ چونکہ پہلی رکعت میں سبحان اللہ آہستہ پڑھی جاتی ہے نہ کہ دوسری میں اس لیے روایت میں دوسری رکعت کا ذکر فرمایا گیا، سنت غیر مؤکدہ کی تیسری رکعت میں بھی سبحان اور اعوذ و تسمیہ آہستہ پڑھی جائیں گی۔ (مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۷۴)

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّوَرُّكِ

تورک کے بارے میں وارد روایات کا بیان

455- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ اَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَا صَلٰوةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَا كُنْتُ اَحْفَظَكُمْ لِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُهٗ اِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَاِذَا رَكَعَ اَمْكَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهٗ فَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ اسْتَوٰى حَتّٰى يَعُوْدَ كُلُّ فِقَارٍ مَكَانَهٗ فَاِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَّلَا قَابِضِهِمَا وَاسْتَقْبَلَ بِاَطْرَافِ اَصَابِعِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ فَاِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلٰى رِجْلِهِ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ الْيُمْنٰى وَاِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ الْاُخْرٰى وَقَعَدَ عَلٰى مَقْعَدَتِهٖ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. (بخاری' کتاب الاذان' باب سنۃ الجلوس فی التشھد' جلد 1 صفحہ 114)

حضرت محمد بن عمرو بن عطار رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے تو ہم نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کا ذکر کیا تو ابوحمید ساعدی نے کہا میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کو یاد رکھنے والا ہوں۔ میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ تکبیر کہتے تو اپنے دونوں کندھوں کے برابر اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے اور جب رکوع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنے پر رکھتے پھر اپنی پشت کو بچھا دیتے پھر جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سیدھے کھڑے ہوجاتے حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی جگہ آجاتی۔ پھر جب سجدہ کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو رکھتے نہ تو ان کو بچھاتے اور نہ ہی ان کو سمیٹتے اور اپنے دونوں پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ کی طرف متوجہ کرتے۔ پھر جب دو رکعتوں پر بیٹھتے تو اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھتے اور اپنا دایاں پاؤں کھڑا کرتے جب آخری رکعت میں بیٹھتے تو پہلے بائیں پاؤں کو بچھاتے (اور اس پر بیٹھتے) اور دوسرے پاؤں کو کھڑا کرتے اور اپنی سرین مبارک پر بیٹھتے۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

آپ کا نام عبدالرحمن یا کچھ اور ہے، قبیلہ بنی ساعدہ سے ہیں، انصاری ہیں، اپنے گاؤں میں رہتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے آتے رہتے تھے اسی لیے اس موقع پر صحابہ نے بطور تعجب پوچھا کہ اے ابوحمید! تم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت زیادہ میسر نہ ہوئی تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے زیادہ واقف کیسے ہو گئے جیسا کہ ابوداؤد کی روایت میں ہے۔

اس طرح کہ ہاتھ کے گٹے کندھوں کے مقابل ہوتے اور انگوٹھے کانوں کے مقابل لہٰذا یہ حدیث مسلم، بارری کی اس روایت کے خلاف نہیں جو ابھی آ رہی ہے جس میں یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ کانوں تک اٹھاتے تھے کیونکہ وہاں انگوٹھے مراد ہیں جو لوگ کندھوں سے انگوٹھے لگاتے ہیں وہ اس حدیث پر عمل نہیں کر سکتے، حنفیوں کا عمل اس پر بھی ہے اور اس پر بھی، لہٰذا یہ حدیث حنفیوں کے بالکل خلاف نہیں، بلکہ موافق ہے۔ کانوں تک ہاتھ اٹھانے کی پوری بحث ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو جہاں اس پر بیس حدیثیں بیان کی گئی ہیں۔ حدیثوں کو جمع کرنا ضروری ہے نہ کہ کسی حدیث کو چھوڑنا۔

اس طرح کہ انگلیاں پھیلا کر گھٹنوں کو مضبوطی سے پکڑ لیتے اور ہاتھوں کو سیدھا رکھتے اور اس پر پیٹھ کا پورا بوجھ دے دیتے، دونوں ہاتھ شریف کمان کی طرح ٹیڑھے نہ کرتے۔

یعنی نہ تو سجدے میں زمین پر کہنیاں لگاتے اور نہ بازو پسلیوں سے ملا دیتے بلکہ ہاتھوں کو الگ رکھتے۔

اس طرح کہ سجدے میں پاؤں کے پورے پنجے جما کر زمین پر رکھتے جس سے پاؤں کی ہر انگلی کا کنارہ قبلہ رخ ہو جاتا۔ خیال رہے کہ پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ زمین سے لگنا فرض ہے اور تین انگلیوں کا پیٹ لگنا واجب، دسوں کا لگنا سنت۔ آج عام نمازی اس سے بے خبر ہیں یا تو دونوں پاؤں سجدہ میں اٹھائے رکھتے ہیں یا انگلیوں کی نوک لگاتے ہیں اس سے نماز قطعاً نہیں ہوتی۔

۶ ۔ یہ جملہ امام شافعی کی دلیل ہے وہ دوسری التحیات میں یونہی بیٹھتے ہیں۔ اس کا جواب ہم ابھی عرض کر چکے ہیں کہ یہ بیٹھنا بڑھاپے شریف یا کسی بیماری وغیرہ ضعف کی حالت میں تھا۔ عام حالات میں ہر التحیات میں بائیں پاؤں پر ہی بیٹھتے تھے۔ ہم نے اس طرح بیٹھنے کی اٹھارہ حدیثیں اپنی کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں جمع کی ہیں جن میں سے مسلم شریف کی روایت ابھی گزر گئی اس مسئلہ کا وہاں مطالعہ کرو۔ حتی کہ بخاری، ابوداؤد، نسائی، مالک نے عبداللہ ابن عبداللہ ابن عمر سے روایت کی کہ وہ فرماتے ہیں سنت یہ ہے کہ دایاں پاؤں کھڑا کرو اور بائیں پاؤں پر بیٹھو تو میں نے کہا آپ خود ایسا کیوں نہیں کرتے تو فرمایا میرے پاؤں میرا بوجھ نہیں اٹھاتے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۱)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ عَدَمِ التَّوَرُّكِ

تورک نہ کرنے کے بارے میں وارد شدہ روایات کا بیان

456- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِحُ الصَّلٰوةَ بِالتَّكْبِيْرِ وَالْقِرَآءَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَكَانَ إِذَا رَكَعَ لَمْ يُشْخِّصْ رَأْسَهُ وَلَمْ يُصَوِّبْهُ وَلٰكِنْ بَيْنَ ذٰلِكَ وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَائِمًا وَّكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ جَالِسًا وَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّةَ وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ عُقْبَةِ الشَّيْطٰنِ وَيَنْهٰى اَنْ يَّفْتَرِشَ الرَّجُلُ افْتِرَاشَ السَّبُعِ وَكَانَ يَخْتِمُ الصَّلٰوةَ بِالتَّسْلِيْمِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم' کتاب الصلوٰۃ' باب ما یجمع صفة الصلوٰۃ...الخ' جلد1صفحہ194)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تکبیر اور الحمد للہ رب العالمین کی قرأت سے نماز کا آغاز فرماتے تھے اور جب آپ رکوع کرتے تو نہ سر کو زیادہ جھکاتے اور نہ ہی زیادہ اٹھاتے لیکن آپ کا سر مبارک اس کے درمیان ہوتا تھا اور جب رکوع سے اپنا سر مبارک اٹھاتے تو اس وقت تک سجدہ نہ کرتے جب تک سیدھے کھڑے نہ ہو جاتے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو سجدہ نہ کرتے حتیٰ کہ سیدھے بیٹھ جاتے اور ہر دو رکعتوں میں تشہد پڑھتے تھے اور اپنے بائیں پاؤں کو بچھاتے اور اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا کرتے اور شیطان کی طرح بیٹھنے سے منع فرماتے تھے اور اس سے بھی منع فرماتے کہ آدمی اپنے دونوں بازوؤں کو درندے کی طرح بچھا دے اور نماز کا اختتام سلام پر فرماتے تھے۔ اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یعنی بحالتِ امامت تلاوت قرآن بلند آواز سے اَلْحَمْدُ سے شروع کرتے تھے یعنی بِسْمِ اللهِ آواز سے نہ پڑھتے تھے۔ معلوم ہوا کہ بِسْمِ اللهِ ہر سورت کا جز نہیں، نہ اسے امام آواز سے پڑھے۔ اس کی تائید اس واقعہ سے ہوتی ہے جو مسلم، بخاری وغیرہ تمام کتب احادیث میں موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی یہ آئی "اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ" اس کے اول بِسْمِ اللهِ نہیں آئی۔ لہٰذا یہ حدیث امام اعظم کی قوی دلیل ہے، نیز اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ بِسْمِ اللهِ پڑھتے ہی نہ تھے مگر آہستہ، یہاں بلند آواز سے پڑھنے کی نفی ہے۔ لہٰذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں بِسْمِ اللهِ پڑھنے کا ذکر ہے کیونکہ وہ آہستہ پڑھنا مراد ہے۔ خیال رہے کہ اصطلاح شریعت میں بحث نماز میں جہاں کہیں

قرأت بولی جائے گی وہاں تلاوت قرآن مراد ہوتی ہے نہ کہ مطلقاً پڑھنا اسی لیے کہا جاتا ہے کہ نماز میں قیام، قرأت، رکوع، سجدہ فرض ہیں، لہٰذا اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ" نہیں پڑھتے تھے لہٰذا یہ حدیث "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ" پڑھنے کی احادیث کے خلاف نہیں۔

یعنی پیٹھ شریف کے برابر یہی سنت ہے اس کے خلاف سنت کے خلاف ہے۔

سوا مغرب کے فرض اور وتروں کے کہ ان میں پہلی التحیات دو رکعتوں کے بعد ہوتی ہے اور دوسری ایک رکعت کے بعد۔ خیال رہے کہ یہ دونوں التحیات واجب ہیں لیکن پہلی میں بیٹھنا واجب اور دوسری میں فرض ہے۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم دونوں قعدوں میں اپنا بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھتے تھے اور داہنا پاؤں کھڑا کرتے تھے، یہ حدیث حنفیوں کی قوی دلیل ہے کہ ہر التحیات میں یونہی بیٹھے۔ جن احادیث میں آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری التحیات میں بایاں پاؤں شریف داہنی جانب نکال دیتے اور زمین پر بیٹھتے وہ بڑھاپے یا بیماری کا حال ہے جب زیادہ دیر تک بائیں پاؤں پر نہ بیٹھ سکتے تھے لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں، حنفی لوگ ان دونوں حدیثوں پر عامل ہیں مگر ان کے مخالف اس حدیث کو چھوڑ دیتے ہیں۔

اس کی صورت یہ ہے کہ دونوں سیرین زمین پر رکھے اور پنڈلیاں کھڑی کرے دونوں ہاتھ زمین پر بچھا دے، کتے کی سی بیٹھک یہ ممنوع ہے، چونکہ کتا گندا ہے اس لیے اس کی بیٹھک کو شیطانی بیٹھ فرمایا۔

اس طرح کہ ایک جانب دونوں پاؤں بچھا دے سامنے کہنیاں کہ یہ بیٹھک بھی منع ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۰)

457- وَعَنْ وَّآئِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَعَدَ وَتَشَهَّدَ فَرَشَ قَدَمَهُ الْيُسْرٰى عَلَى الْاَرْضِ وَجَلَسَ عَلَيْهَا۔ رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّالطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی پس جب آپ تشہد کے لئے بیٹھتے تو اپنے بائیں پاؤں کو زمین پر بچھاتے اور اس پر بیٹھ جاتے۔ اسکو سعید بن منصور اور امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اسکی سند صحیح ہے۔

(طحاوی 'کتاب الصلوٰۃ' باب صفة الجلوس' جلد 1 صفحہ 178)

شرح: مُفَسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یہ حدیث ایک بڑی حدیث کا ٹکڑا ہے جس میں وائل ابن حجر فرماتے ہیں کہ میں ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانہ شریف پر اس لیے حاضر ہوا کہ میں آپ کی نماز دیکھوں تو میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، قبلہ کو منہ کیا، تکبیر کہی، کانوں تک ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ آخر میں فرمایا پھر بیٹھے الخ۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۳۷)

458- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مِنْ سُنَّةِ الصَّلٰوةِ اَنْ تُنْصَبَ الْقَدَمُ الْيُمْنٰى وَاسْتِقْبَالُهُ بِاَصَابِعِهَا الْقِبْلَةَ وَالْجُلُوْسُ عَلَى الْيُسْرٰى. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں نماز کی سنت میں سے ہے۔ دائیں پاؤں کو کھڑا کرنا اور اس کی انگلیوں کو قبلہ کی طرف متوجہ کرنا اور بائیں پاؤں پر بیٹھنا اس کو نسائی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(نسائی 'کتاب الافتتاح' باب الاستقبال باطراف اصابع القدم... الخ' جلد 1 صفحہ 173)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوٰی رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

نورالایضاح ومراقی الفلاح میں ہے: من شرط صحۃ السجود وضع شئی من اصابع الرجلین موجھا بباطنہ نحو القبلۃ ولایکفی لصحۃ السجود وضع ظاھر القدم۔ ۲

(مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی باب شروط الصلوۃ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۱۲۷)

صحت سجدہ کے لئے پاؤں کی انگلیوں کا قبلہ کی طرف متوجہ ہوکر زمین پر لگنا شرط ہے فقط ظاہر قدم کا زمین پر لگنا کافی نہیں۔

ردالمحتار میں ہے: وکذا قال فی الھدایۃ واما وضع القدمین فقد ذکر القدوری انہ فرض فی السجود اہ فاذا سجد ورفع اصابع رجلیہ لایجوز کذا ذکرہ الکرخی والجصاص ولو وضع احداھما جاز قال القاضی خان و یکرہ قال فی المجتبی قلت ظاھر مافی مختصر الکرخی والمحیط والقدوری انہ اذ رفع احدھما دون الاخری لایجوز وقد رأیت فی بعض النسخ فیہ روایتان اہ ومشی علی روایۃ الجواز برفع احدھما فی التفصیل والخلاصۃ وغیرھما، ہدایہ میں اسی طرح ہے، رہا قدمین کا لگنا تو قدوری نے کہا کہ یہ سجدہ میں فرض ہے پس جب سجدہ کیا مگر پاؤں کی انگلیاں نہ لگیں تو سجدہ صحیح نہ ہوگا، اسی طرح کرخی اور جصاص نے کہا اور اگر ایک انگلی لگ گئی تو جائز ہے، قاضی نے کہا مگر کراہت ہے۔ مجتبیٰ میں ہے مختصر، کرخی، محیط اور قدوری کا ظاہر بتا رہا ہے کہ جب ایک پاؤں اٹھا ہوا ہو تو یہ جائز نہیں اور میں نے اس کے بعض نسخوں میں دو روایتیں دیکھی ہیں اھ فیض اور خلاصہ وغیرہ میں روایت جواز پر عمل کیا ہے۔ (الفتاوی الرضویۃ، ج ۷، ص ۳۶۸)

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّشَهُّدِ

تشہد کے بارے میں وارد روایات کا بیان

459- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا السَّلَامُ عَلٰى جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ السَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ وَّفُلَانٍ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تو ہم کہتے السلام علی جبرئیل و

فَالْتَفَتَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللهَ هُوَ السَّلَامُ فَاِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ فَاِنَّكُمْ اِذَا قُلْتُمُوْهَا اَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ لِلّٰهِ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔ (بخاری' کتاب الاذان'باب التشهد فی الآخرۃ' جلد1صفحہ115) (مسلم'کتاب الصلوٰۃ'باب التشهد فی الصلوٰۃ'جلد1صفحہ173)

میکائیل السلام علی فلاں وفلاں۔ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اللہ تعالٰی بذات خود سلام ہے۔جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں بیٹھے تو یوں کہے: ترجمہ: تمام قولی بدنی اور مالی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں۔اے نبی آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہم پر سلام ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالٰی کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اللہ تعالٰی کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔پس جب تم یہ کلمہ کہو گے تو اللہ کے ہر نیک بندے کو سلام پہنچ جائیگا چاہے وہ زمین میں ہو یا آسمان میں پھر وہ کہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اس کو شیخین نے روایت کیا ہے۔

شرح: مفسّر شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

اگر یہ واقعہ معراج سے پہلے کا ہے تب تو یہ مطلب ہوگا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اجتہاد سے نماز پڑھتے تھے اور صحابہ بھی حضور کے ساتھ اُنہی عبادت میں مشغول ہوتے تھے اور اپنے اجتہاد سے بجائے التحیات یہ پڑھا کرتے تھے، جب حضور معراج سے واپس ہوئے تب آپ نے اس التحیات کی تعلیم دی جو آگے آرہی ہے یعنی لوگو نماز تمہاری معراج ہے تو میں معراج میں رب سے جو گفتگو کر کے آیا تم بھی نماز میں وہ ہی کیا کرو اور اگر معراج کے بعد کا واقعہ ہے تو مطلب یہ ہے کہ اولًا التحیات کی تعلیم نہیں دی گئی تھی صحابہ اپنے اجتہاد سے کچھ کلمے کہہ لیا کرتے تھے، ایک روز نماز سے فارغ ہو کر اس التحیات کی تعلیم دی۔(مرقاۃ)

نماز کے دونوں قعدوں میں۔

یعنی ہم بندے بارگاہِ الٰہی میں نیاز مندانہ سلام پیش کرتے ہیں، وہ سمجھتے یہ تھے کہ جیسے بادشاہوں کے دربار میں سلام کرنا دربار کا ادب ہے ایسے ہی بارگاہِ الٰہی میں سلام پیش کرنا وہاں کا ادب ہے۔

فلاں سے مراد باقی فرشتے ہیں یا خاص انبیائے کرام۔

اِنْصَرَفَ کے معنی یا یہ ہیں کہ آپ معراج سے واپس لوٹے تو ہم سب کے سامنے وعظ فرمایا یا یہ مطلب ہے کہ ایک دن نماز سے فارغ ہو کر یہ ارشادہ فرمایا۔(از مرقات)

یعنی سلام ایک قسم کی دعا ہے یہ رب کے لائق نہیں، رب ہر عیب سے پاک، ہر آفت سے دور ہے اور سب کو سلامت رکھنے والا ہے اسی لیے ایک دعا میں فرمایا گیا "اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ" الٰہی تو سلامت رکھنے والا ہے۔

لِیَقُلْ صیغہ امر ہے اور امر وجوب کے لیئے آتا ہے جس سے معلوم ہوا کہ نماز میں التحیات واجب ہے۔

وَاِذَا جَلَسَ کے عموم سے معلوم ہوا کہ نماز میں جب بھی بیٹھے التحیات پڑھے خواہ امام کے تابع ہو کر بیٹھے یا خود اسے بیٹھنا ہو لہٰذا اگر کوئی امام کے ساتھ التحیات میں ملے اور اس کے بیٹھتے ہی امام کھڑا ہو جائے یا سلام پھیر دے تو التحیات پوری کر کے کھڑا ہو لہٰذا یہ حدیث احناف کے بہت سے مسائل کا ماخذ ہے۔ جب التحیات واجب ہوئی تو اس کے رہ جانے پر سجدۂ سہو واجب ہوا جیسا کہ واجبات نماز کا حکم ہے۔

ان تین کلموں کی شرحیں بہت ہیں۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ تحیۃ سے مراد قولی عبادات ہیں، صلوات سے مراد بدنی عبادات اور طیبات سے مراد مالی عبادتیں ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ہر قسم کی عبادتیں اللہ سے خاص ہیں چونکہ ان تینوں عبادتوں میں سے ہر ایک کی ہزار ہا قسمیں ہیں، نیز ہر شخص کی عبادت علیحدہ ہے اس لیے ان تینوں کو جمع فرمایا گیا۔ خیال رہے کہ تحیۃ کا لفظ جب بندے کے لیے استعمال ہوگا تو اس کے معنی ہوں گے ملاقات کے وقت کا کلام یا کام، یونہی صلوٰت بندوں کے لیے بمعنی رحمتیں ہوتا ہے جیسے: "اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ"۔

اس جگہ مرقات نے فرمایا کہ معراج کی رات اول تین کلمے حضور نے بارگاہِ الٰہی میں پیش کیے پھر اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ الخ رب کی طرف سے حضور کو خطاب ہوا پھر اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا الخ حضور نے جوابًا عرض کیا پھر اَشْهَدُ الخ جبریل امین نے عرض کیا، چونکہ نماز بھی مسلمان کی معراج ہے اس لیے اسی میں سارے کلمات جمع کر دیے گئے۔ نیز شیخ نے اشعۃ اللمعات میں، امام غزالی نے احیاء العلوم میں، ملا علی قاری نے مرقات میں فرمایا کہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ پر ہر نمازی اپنے دل میں حضور کو حاضر جانے اور یہ جان کر سلام عرض کرے کہ میں حضور کو سلام کر رہا ہوں حضور مجھے جواب دے رہے ہیں۔ شیخ نے فرمایا کہ بعض عارفین کا ارشاد ہے کہ حقیقت محمدیہ تمام موجودات بلکہ ممکنات میں ساری وطاری ہے اس لیے نماز میں بھی موجود ہے لہٰذا خطاب اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ نہایت موزوں ہے، یہی مضمون اہلِ حدیث کے پیشوا نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے بھی اپنی بعض کتب میں لکھا ہے۔ اس سے مسئلہ حاضر و ناظر بخوبی واضح ہو گیا کیونکہ غائب کو غافل کو اور جو جواب نہ دے اس کو سلام کرنا منع ہے۔ اس کی پوری بحث ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ اول میں دیکھو۔

یعنی زمین و آسمان میں غائب و حاضر، گزشتہ موجودہ، آئندہ سارے نیک بندوں پر سلام، چونکہ وہ سب بندے سن

نہیں رہے ہیں اسلیے یہاں خطاب نہیں ہوا۔ نیک بندہ وہ ہے جو حق عبودیت ادا کرے اور اس پر قائم رہے۔
اس سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ دعا وغیرہ میں سارے مومنوں کو شامل کرنا چاہیے تو ان شآءاللہ دعا ضرور قبول ہوگی۔ خیال رہے کہ یہاں گنہگار بندوں کا ذکر نہیں آیا کیونکہ وہ عَلَيْنَا جمع کی ضمیر میں داخل کر لیے گئے۔ حضور اپنے گنہگاروں کو اپنے دامن میں رکھتے ہیں۔
ظاہر یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی التحیات میں شہادتیں یونہی ادا فرماتے تھے۔
بہتر یہ ہے کہ اس موقعہ پر منقولی دعائیں خصوصاً جامع دعائیں مانگی جائیں جیسے "رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا" الخ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں درود ابراہیمی پڑھنا فرض نہیں یہی حنفیوں کا قول ہے اور یہ حدیث ان کی دلیل ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۳۵)

460- وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاِذَا قَعَدْتُّمْ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ فَقُوْلُوْا اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصّٰلِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ اَحَدُكُمْ مِّنَ الدُّعَآءِ اَعْجَبَهٗ اِلَيْهِ فَلْيَدْعُ بِهٖ رَبَّهٗ عَزَّوَجَلَّ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَآئِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔ قَالَ التِّرْمِذِيُّ حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ وَّهُوَ اَصَحُّ حَدِيْثٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّشَهُّدِ وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِيْنَ۔

آپ ہی روایت کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھو تو کہو: التحیات للہ والصلوۃ والطیبات السلام علیك ایھا النبی ورحمة الله وبر كاته السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ واشهد ان محمدا عبده ورسوله پھر تم میں سے کسی ایک کو جو دعا پسند ہو اس کے ذریعے چاہیے کہ وہ اپنے رب کو پکارے۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ ابن مسعود کی حدیث تشہد کے بارے میں متعدد سندوں سے مروی ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین میں سے اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔

(مسند احمد جلد 1 صفحہ 413) (نسائی 'کتاب الافتتاح' کیف التشھد' جلد 1 صفحہ 174)

شرح: مُفَسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:
لغت میں تشہد کے معنی ہیں گواہ بنانا یا گواہی دینا۔ عرف میں کلمۂ شہادت پڑھنا، مگر شریعت میں التحیات کو تشہد کہا جاتا

ہے کیونکہ اس میں توحید و رسالت کی گواہی ہوتی ہے۔ خیال رہے کہ التحیات اس کلام کا مجموعہ ہے جو معراج کی رات قرب حضوری میں رب و محبوب کے درمیان ہوا، اولاً حضور نے عرض کیا "اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ" رب کی طرف سے ارشاد ہوا: "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ" محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے جوابًا عرض کیا: "اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ" ان دونوں قسموں کے کلاموں کو نمازی ادا کر کے اللہ کی توحید حضور کی رسالت کی گواہی دیتا ہے لیکن نمازی التحیات پڑھتے وقت معراج کی اس گفتگو کی نقل کی نیت نہ کرے بلکہ خود بارگاہ الٰہی میں تحیۃ اور بارگاہ رسالت میں سلام عرض کرنے کی نیت کرے (شامی) جیسے تکبیر تشریق حضرت جبریل، حضرت خلیل، حضرت اسماعیل کے کلاموں کا مجموعہ ہے کہ جب حضرت جبریل جنت سے دنبہ لے کر حاضر ہوئے، ادھر خلیل اپنے لخت جگر کو ذبح کر رہے تھے تو اوپر سے پکارا "اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ" حضرت خلیل نے اوپر دیکھا تو جبریل کو آتے دیکھ کر فرمایا "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ" پھر بحکم پروردگار حضرت اسماعیل کے ہاتھ پاؤں کھولے اور قبولیت قربانی کی بشارت دی تو آپ نے فرمایا: وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ مگر اب تکبیر تشریق کہنے والا وہاں کی نقل کی نیت نہ کرے بلکہ اپنی طرف سے ذکر الٰہی کی نیت کرے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۴۲)

461- وَعَنْهُ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ اَنْ يُّخْفِيَ التَّشَهُّدَ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهٗ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهٗ.

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مسنون طریقہ یہ ہے کہ تشہد کو آہستہ آواز سے پڑھا جائے اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن قرار دیا اور امام حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اس کو حسن قرار دیا۔

(ابوداؤد' کتاب الصلوۃ' باب اخفا التشہد' جلد 1 صفحہ 142) (ترمذی' ابواب الصلوۃ' باب ما جاء انہ یخفی التشہد' جلد 1 صفحہ 65) (مستدرک حاکم' کتاب الصلوۃ' باب التشہد فی الصلوۃ' جلد 1 صفحہ 267)

بَابُ الْاِشَارَةِ بِالسَّبَّابَةِ
شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنے کا بیان

462- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَعَدَ يَدْعُوْ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَاَشَارَ بِاِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ وَوَضَعَ اِبْهَامَهٗ عَلٰى اِصْبَعِهِ الْوُسْطٰى وَيُلْقِمُ كَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتَيْهِ.

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بیٹھ کر دعا کرتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں ران مبارک پر رکھتے اور بایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھتے اور اپنی شہادت والی انگلی سے اشارہ کرتے اور اپنا انگوٹھا اپنی درمیانی انگلی پر رکھتے اور بایاں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر

رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ رکھتے۔اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

(مسلم' کتاب المساجد' باب صفة الجلوس فی الصلوٰۃ...الخ' جلد1صفحہ216)

شرح: مُفَسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یہاں دعا سے مراد کلمہ شہادت ہے جیسے حدیث شریف میں ہے کہ عرفہ کے دن بہترین دعا کلمہ طیبہ ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں جب بیٹھتے تو التحیات پڑھتے اور اس میں کلمہ طیبہ پڑھتے۔خیال رہے کہ نماز میں جب بھی بیٹھنا پڑے تب التحیات پڑھے لہٰذا اگر کوئی التحیات میں جماعت سے ملا اس کے ملتے ہی امام کھڑا ہوگیا تو یہ شخص پوری التحیات ورسولہ تک پڑھ کر اٹھے،اس مسئلہ کا ماخذ یہ حدیث ہے۔

یہ پچھلی حدیث کی شرح ہے جس میں تھا کہ حضور قعدہ میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے تھے اس نے بتایا کہ ہاتھ رانوں پر رکھتے انگلیوں کے کنارے گھٹنوں پر۔

یعنی انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کا حلقہ بنا کر اشارہ فرماتے جیسا ہم احناف کا عمل ہے۔

اس طرح کہ بایاں گھٹنا بائیں ہتھیلی میں ایسے آجاتا ہے جیسے منہ میں لقمہ۔خیال رہے کہ حضور کا یہ عمل بیان جواز کے لیے ہے اور پہلی حدیث کا عمل بیان التحیات کے لیے تھا یعنی دونوں ہاتھ دونوں رانوں پر بچھا دینا بہتر ہے تاکہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں قبلہ رو رہیں اور بایاں گھٹنا بائیں ہاتھ سے پکڑ لینا جائز ہے لہٰذا نہ تو احادیث میں تعارض ہے اور نہ مسلمانوں کا عمل اس حدیث کے خلاف۔یہ بھی خیال رہے کہ یہ اشارہ صرف کلمہ شہادت پر تھا جو کلمہ ختم ہونے پر ختم ہو جاتا تھا اول سے ہاتھ بچھا ہوتا پھر بعد میں بھی بچھا دیا جاتا تاکہ انگلیاں متوجہ قبلہ رہیں۔(مراۃ المناجیح ج۲ ص۱۳۴)

463- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَعَدَ فِي التَّشَهُّدِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُمْنٰى وَعَقَدَ ثَلَاثًا وَّخَمْسِيْنَ وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت وائل بن حجر روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے اپنے انگوٹھے اور درمیان والی انگلی کا حلقہ بنایا اور اپنی ساتھ والی انگلی کو اٹھا کر اس کے ساتھ اشارہ کیا اس کو سوائے ترمذی کے پانچ محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(مسلم' کتاب المساجد' باب صفة الجلوس فی الصلوٰۃ...الخ' جلد1 صفحہ216)

شرح: مُفَسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یہ حدیث ایک بڑی حدیث کا ٹکڑا ہے جس میں وائل ابن حجر فرماتے ہیں کہ میں ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانہ شریف پر اس لیے حاضر ہوا کہ میں آپ کی نماز دیکھوں تو میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے ،قبلہ

کومنہ کیا، تکبیر کہی، کانوں تک ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ آخر میں فرمایا پھر بیٹھے الخ۔

یعنی اپنے ہاتھ اِدھر اُدھر پھیلائے نہیں، بلکہ ران کے مقابل رکھے یہ مطلب نہیں کہ کہنیاں ران پر بچھا دیں۔

یعنی بیچ والی انگلی کا انگوٹھے سے حلقہ بنایا جیسا کہ ہم لوگوں کا عمل ہے۔

یہاں ہلانے سے مراد انگلی کا اٹھانا اور گرانا ہے کیونکہ اس میں بھی انگلی کو حرکت ہوتی ہے لہٰذا یہ حدیث اگلی حدیث کے خلاف نہیں جس میں فرمایا گیا کہ آپ انگلی نہیں ہلاتے تھے یہ حدیث حنفیوں کے مخالف نہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۳۷)

464- وَعَنْ وَّائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ حَلَّقَ الْاِبْهَامَ وَالْوُسْطٰى وَرَفَعَ الَّتِيْ تَلِيْهِمَا يَدْعُوْبِهَا فِي التَّشَهُّدِ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ اِلَّا التِّرْمَذِيَّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں میں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ انگوٹھے اور درمیان والی انگلی سے حلقہ بناتے اور اس کے ساتھ والی انگلی کو اٹھا کر اس سے اشارہ کیا اس کو سوائے امام ترمذی کے پانچ محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(ابوداؤد'کتاب الصلوۃ'باب کیف الجلوس فی التشہد' جلد 1 صفحہ 138) (نسائی' کتاب السہو' باب موضع الذراعین' جلد 1 صفحہ 186) (ابن ماجہ'کتاب الصلوۃ'باب الاشارۃ فی التشہد' صفحہ 66) (مسند احمد جلد 4 صفحہ318)

465- وَعَنْ مَّالِكِ بْنِ نُمَيْرٍ الْخُزَاعِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعًا يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى فِي الصَّلٰوةِ وَيُشِيْرُ بِاِصْبَعِهٖ. رواه ابن ماجة و ابو داؤد والنسائی وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ. قَالَ النِّيْمَوِيُّ ان الاشارة بالسبابة فِيْ التشهد ذهب اليها جماعة من اهل العلم وهو قول الامام ابی حنيفة رضی اللہ عنہ علٰی ما قال محمد بن الحسن فِيْ موطاه.

حضرت مالک بن نمیر خزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں میں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ نماز میں آپ اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھے ہوئے تھے اور اپنی انگلی سے اشارہ فرماتے۔ اس کو ابن ماجہ' ابوداؤد اور نسائی نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔ علامہ نیموی فرماتے ہیں کہ تشہد میں شہادت والی انگلی سے اشارہ کرنا یہ اہل علم کی ایک جماعت کا موقف ہے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے جیسا کہ امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے موطا امام محمد میں بیان فرمایا۔

(ابن ماجة'کتاب الصلوۃ'باب الاشارۃ فی التشہد' صفحہ 66) (ابوداؤد'کتاب الصلوۃ'باب الاشارۃ فی التشہد'

جلد 1 صفحہ 142) (نسائی 'کتاب السھو' باب الاشارۃ بالاصبع فی التشھد' جلد 1 صفحہ 187) (مؤطا امام محمد' باب العبث بالحصیٰ فی الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 106)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزّت فتاوٰی رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اشارہ ضرورسنّت ہے۔محرر مذہب سیدنا امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

صنعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فنصنع کما صنعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وھو قول ابی حنیفۃ و اصحابنا۔

(بدائع الصنائع فصل فی سنن الصلوٰۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۲۱۴)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا تو ہم بھی اشارہ کرتے ہیں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا اور یہی مذہب امام اعظم ابوحنیفہ اور ہمارے اصحاب کا ہے۔(الفتاوی الرضویہ، ج۶،ص ۱۸۶)

بَابٌ فِي الصّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

466۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى قَالَ لَقِيَنِي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ أَلَا أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ قَالَ قُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کا بیان

حضرت عبدالرحمٰن بن ابو لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے اور کہا کیا میں تمہیں ہدیہ نہ کروں۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں معلوم ہوگیا کہ ہم (نماز میں) آپ پر سلام کیسے پڑھیں (آپ ہی بتلا دیجئے کہ) ہم آپ پر صلوٰۃ کس طرح پڑھیں تو آپ نے فرمایا تم کہو اے اللہ! محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور آپ کی آل پر رحمت فرما جیسا کہ تو نے ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ال محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر برکت نازل فرما جیسا کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی بے شک تو ہی تعریف کے لائق اور بزرگ ہے اور اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری 'کتاب الدعوات' باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم' جلد 2 صفحہ 940) (مسلم 'کتاب الصلوٰۃ' باب

الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم' جلد 1 صفحہ 175)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

آپ انصاری ہیں، تابعی ہیں، مدنی ہیں، ایک سوبیس صحابہ سے ملاقات کی، خلافت فاروقی میں عمر فاروق کی شہادت سے چھ سال پہلے پیدا ہوئے، آپ کے والد صحابی ہیں، غزوہ احد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔

آپ صحابی ہیں، بیعت رضوان میں موجود تھے، کوفہ میں قیام رہا، ۷۵ سال عمر ہوئی، ۵۱ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال کیا۔

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام حضور کی احادیث کو بیش قیمت ہدیہ اور بے بہا اسلامی تحفہ سمجھتے تھے اور نعمت لازوال سمجھ کر دا سے سناتے تھے۔

یعنی جب آیت کریمہ: "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا" اتری تو ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ رب نے ہم کو صلوۃ وسلام کا حکم دیا ہمیں التحیات میں آپ کو سلام کرنا تو آ گیا مگر صلوۃ کیسے عرض کریں۔ خیال رہے کہ یہاں سلام سے مراد التحیات کا سلام ہے اسی لیے مسلم شریف نے اس حدیث کے لیے یہ باب مقرر کیا "بَابُ کَیْفِ الصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تعالی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الصَّلٰوۃِ" معلوم ہوتا ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ ہم پر اور ہمارے اہل بیت پر درود بھیجو تب صحابہ نے یہ سوال کیا۔

آل اہل سے بنا بمعنی والا جیسے "وَ اِذْ نَجَّیْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ" یا حضور کی بیویاں ہیں، قرآن کریم نے بیویوں کو اھل بیت فرمایا ہے فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا یا حضور کی ساری اولاد ہے یعنی آپ کے چاروں بیٹے اور چاروں بیٹیاں اور تا قیامت فاطمہ زہرا کی نسل یا تمام بنی ہاشم جن پر زکوۃ لینا حرام ہے صحیح یہ ہے کہ حضور کی ساری ازواج اور اولاد آپ کی آل ہے۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب "شانِ حبیب الرحمٰن" اور "نہرست القرآن" دیکھو۔

یہاں تشبیہ شہرت کی بنا پر ہے ورنہ حضور اور حضور کی صلوۃ ابراہیم علیہ السلام اور ان کی صلوۃ سے افضل ہے، چونکہ ابراہیم علیہ السلام نے ہمارے حضور کے لیے دعائیں مانگیں "رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا" اس کے شکریے میں ہم لوگ ہر نماز میں ابراہیم علیہ السلام کی دعائیں دیتے ہیں۔

یعنی جیسی عزت اور بزرگی ابراہیم علیہ السلام کو دی ایسی ہمارے حضور کو بھی دے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں ہزارہا انبیاء ہوتے تو حضور کی اولاد میں لاکھوں اولیاء اللہ ہوں۔

خیال رہے کہ یہ درود ابراہیمی ہے نماز میں صرف یہی پڑھا جائے گا اور درود نہیں مگر نماز کے علاوہ یہ درود غیر مکمل ہوگا کیونکہ اس میں سلام نہیں اور قرآن کریم نے صلوۃ وسلام دونوں کا حکم دیا لہٰذا خارج نماز وہ درود پڑھو جس میں صلوۃ وسلام دونوں ہوں، نماز میں چونکہ التحیات میں سلام آ چکا ہے اس لیے یہاں سلام نہ آنا مضر نہیں ہے۔ بعض لوگ اس حدیث کی بنا

پر کہتے ہیں کہ درود ابراہیمی کے سوا اور کوئی درود جائز نہیں مگر یہ غلط ہے کیونکہ تمام صحابہ، محدثین، فقہاء یوں کہتے ہیں "قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" یہ درود ابراہیمی کے علاوہ ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۴۵)

467۔ وَعَنْهُ قَالَ لَقِيَنِيْ كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ اَلَا اُهْدِيْ لَكَ هَدِيَّةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ بَلٰى فَاَهْدِهَا لِيْ فَقَالَ سَاَلْنَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ كَيْفَ الصَّلٰوةُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ فَاِنَّ اللهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكُمْ قَالَ قُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

(بخاری' کتاب الانبیاء' باب یزفون النسلان فی المشی' جلد 1 صفحہ 477)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابو لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے اور فرمایا کیا میں تجھے ہدیہ نہ کروں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا تو میں نے کہا کیوں نہیں آپ مجھے وہ ہدیہ عطا فرمائیں تو انہوں نے کہا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ پر صلوٰۃ کس طرح پڑھیں یعنی آپ کی اہل بیت پر کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ پر سلام پڑھنے کا طریقہ سکھا دیا تو آپ نے فرمایا تم کہو اللّٰھم صل علی محمد وعلی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی ابراھیم انک حمید مجید اے اللہ تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر برکت نازل فرما اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آل پر جیسے کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی بے شک تو تعریف کے لائق اور بزرگ ہے اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

468۔ وَعَنْ نُعَيْمِ الْمُجْمِرِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ قَالَ قُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ رَوَاهُ اَبُو الْعَبَّاسِ السَّرَّاجُ وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔ (عمل الیوم واللیلۃ

حضرت نعیم مجمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ ہم آپ پر صلوٰۃ کیسے پڑھیں تو آپ نے فرمایا تم کہو اے اللہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرما اور محمد آل محمد پر برکت نازل فرما جیسا کہ تو نے رحمت فرمائی اور برکت نازل فرمائی ابراہیم اور آل ابراہیم پر بے شک تو تعریف کے لائق اور بزرگ

للامام النسائی مع ترجمہ نبوی لیل و نہار' جلد 1 صفحہ 52 برقم الحدیث:47)

ہے اس کو ابوالعباس سراج نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

صلوۃ کے معنی ہیں رحمت یا طلب رحمت۔ جب اس کا فاعل رب ہو تو بمعنی رحمت ہوتی ہے اور فاعل جب بندے ہوں تو بمعنی طلب رحمت، درود شریف کے فضائل ہماری شمار سے باہر ہیں۔ حق یہ ہے کہ ہر مسلمان پر عمر میں ایک بار درود شریف پڑھنا فرض اور ہر مجلس میں جہاں بار بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام شریف لیا جائے ایک بار واجب ہے اور ہر بار مستحب۔ نماز کے قعدے میں درود شریف امام شافعی کے ہاں فرض ہے، احناف اور دیگر آئمہ کے ہاں سنت مؤکدہ یا واجب، درود شریف صرف نبی یا فرشتوں پر ہو سکتا ہے غیر نبی پر نبی کے تابع ہو کر درود جائز بالاستقلال مکروہ۔

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۴۵)

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّسْلِيْمِ

ان روایات کا بیان جو سلام پھیرنے کے بارے میں وارد ہوئیں

469۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنْتُ اَرٰى رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ يَّسَارِهٖ حَتّٰى اَرٰى بَيَاضَ خَدِّهٖ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ (مسلم' کتاب المساجد' باب السلام للتحلیل من الصّلوۃ...الخ' جلد 1 صفحہ 216)

حضرت عامر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے۔ انہوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھتا تھا کہ آپ اپنی دائیں اور بائیں جانب سلام پھیرتے حتیٰ کہ میں آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی کو دیکھتا۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

آپ کے والد سعد ابن ابی وقاص ہیں، جلیل القدر صحابی، خود عامر تابعی ہیں جنہوں نے اپنے والد، عثمان غنی، عائشہ صدیقہ سے روایات لیں۔

یعنی آپ سلام میں اس قدر چہرہ انور پھیرتے تھے کہ پیچھے والے صحابہ دونوں رخساروں کی سفیدی دیکھ لیتے دائیں والے داہنے کی اور بائیں والے بائیں کی۔ بعض روایات میں بَيَاضَ خَدَّيْهِ ہے دونوں میں کوئی اختلاف نہیں دونوں رخسار دیکھنا اور حالت میں تھا اور ایک دیکھنا اور حالت میں۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام عین نماز میں اور نماز سے نکلتے وقت حضور علیہ السلام کو دیکھا کرتے تھے۔ شعر

کاش کہ اندر نمازم جا شود پہلو ئے تو تا بتقریب سلام اللہ نظر بر روئے تو

اسی لیے صوفیا فرماتے ہیں کہ ان صحابہ کی سی نماز کسی کو میسر نہیں ہوسکتی۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۶۹)

470- وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ يَسَارِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ حَتّٰى اَرٰى بَيَاضَ خَدِّهٖ۔ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی دائیں اور بائیں جانب سلام پھیرتے تو (کہتے) السلام علیکم ورحمۃ اللہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ حتیٰ کہ میں آپ کے رخ انور کی سفیدی دیکھتا۔ اس کو اصحاب خمسہ رضی اللہ عنہم نے روایت کیا اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا۔

(ترمذی' ابواب الصلوٰة' باب ما جاء فی التسليم فی الصلوٰة' جلد 1 صفحہ 65) (ابوداؤد' کتاب الصلوٰة' باب فی السلام' جلد 1 صفحہ 143) (نسائی' کتاب السھو' باب کیف السلام علی الیمین' جلد 1 صفحہ 194) (ابن ماجۃ' کتاب الصلوٰة' باب التسلیم' صفحہ 66) (مسند احمد جلد 1 صفحہ 390)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یہ حدیث حنفیوں کی دلیل ہے کہ نماز کے سلام میں وَبَرَکَاتُہٗ نہ بڑھائے، بعض شوافع وَبَرَکَاتُہٗ بھی کہتے ہیں۔

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۶۷)

بَابُ الْاِنْحِرَافِ بَعْدَ السَّلَامِ

سلام کے بعد مقتدیوں کی طرف پھرنا

471- عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى صَلٰوةً اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز پڑھ لیتے تو اپنے چہرہ انور سے ہماری طرف متوجہ ہوتے۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

(بخاری' کتاب الاذان' باب یستقبل الامام الناس اذا سلم' جلد 1 صفحہ 117)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

اس طرح کہ سلام کے بعد کبھی داہنی طرف پھیرتے کبھی بائیں طرف، کبھی قبلہ کو پشت کر کے مقتدیوں کی جانب رخ فرمالیتے، یہ لفظ تینوں حالتوں کو شامل ہے لیکن یہ حال بھی دائمی نہ تھا بلکہ اکثری ورنہ کبھی سرکار قبلہ رو بیٹھ کر ہی دعا مانگتے تھے۔

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۷۰)

472- وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا

قَالَ كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْبَبْنَا اَنْ نَّكُوْنَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ يُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَاَبُوْ دَاوٗدَ.

کہ ہم جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے ہم پسند کرتے کہ ہم آپ کی دائیں طرف ہوں تو آپ (نماز کے بعد) اپنے چہرہ انور کے ساتھ ہماری طرف متوجہ ہوتے تھے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

(مسلم' کتاب صلوٰۃ المسافرین' باب استحباب الیمین' جلد 1 صفحہ 247) (ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب الامام ینحرف بعد التسلیم' جلد 1 صفحہ 90)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ حضور علیہ السلام اکثر داہنی جانب منہ کر کے دعا مانگتے تھے۔ دوسرے یہ کہ حضور کا چہرہ پاک دیکھنا بہترین عبادت ہے کہ صحابہ کرام محض اس لیے صف کی داہنی جانب پسند کرتے تھے تاکہ بعد نماز دیدار یار نصیب ہو، علماء فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی شریف میں صف کا بایاں حصہ افضل ہے کیونکہ روضہ اطہر سے قریب ہے یہ باتیں وہ جانے جسے اس محبوب سے دلی لگاؤ ہو۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۷۳)

473- وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اَكْثَرُ مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصَرِفُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اکثر آپ اپنی دائیں جانب پھرتے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

(مسلم' کتاب صلوٰۃ المسافرین' باب جواز الانصراف من الصلوٰۃ عن الیمین والشمال' جلد 1 صفحہ 247)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یعنی اکثر اوقات سلام پھیر کر دعا کے لیے داہنی جانب رخ فرماتے تھے۔ اس لیے فقہاء فرماتے ہیں کہ امام دعا کے وقت ہر طرف پھر سکتا ہے مگر داہنی طرف پھرنا بہتر کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو داہنی جانب محبوب تھی۔ (از مرقاۃ)

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۷۱)

بَابٌ فِي الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ

نماز کے بعد ذکر کا بیان

474- عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ صَلٰوتِهٖ اِذَا سَلَّمَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا

حضرت مغیرہ ابن شعبہ سے رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض کے بعد فرماتے تھے خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی ساجھی نہیں اسی کا

شَرِيكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَآ اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

ملک ہے اور اسی کے لیے حمد، وہ ہر چیز پر قادر ہے الٰہی جو تو دے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جسے تو نہ دے اسے کوئی دے نہیں سکتا اور تیرے مقابل مال دار کو مال نفع نہیں دیتا۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری' کتاب الاذان' باب الذکر بعد الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 117) (مسلم' کتاب المساجد' باب الذکر بعد الصلوٰۃ وبیان صفتہ' جلد 1 صفحہ 218)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

خواہ فرضوں کے بعد یا سنتوں وغیرہ سے فارغ ہو کر۔ (مرقاۃ) اس سے معلوم ہوا کہ سنتیں بھی مسجد میں پڑھنا اور فرضوں کے علاوہ سنتوں کے بعد بھی دعا مانگنا سنت ہے۔

اس کی شرح پہلے گزر چکی۔ یہ اور اس جیسی اور بڑی دعائیں عصر و فجر میں تو فرضوں سے متصل تھیں اور ظہر وغیرہ میں سنتوں اور نوافل کے بعد لہٰذا یہ حدیث ان گزشتہ حدیث کے خلاف نہیں جن میں تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف "اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ" کہتے تھے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۸۷)

475- وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوتِهٖ اِسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا وَّقَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ اِلَّا الْبُخَارِيَّ.

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی نماز سے فارغ ہوتے تو تین بار استغفار پڑھتے اور کہتے الٰہی تو سلام ہے تجھ سے سلامتی ہے تو برکت والا ہے اے جلالت اور بزرگی والے اس حدیث کو سوائے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے محدثین کی ایک جماعت نے روایت فرمایا۔

(مسلم' کتاب المساجد' باب استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ وبیان صفتہ' جلد 1 صفحہ 218) (ترمذی' ابواب الصلوٰۃ' باب مایقول اذا سلم' جلد 1 صفحہ 66) (ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب مایقول الرجل اذا سلم' جلد 1 صفحہ 212) (نسائی' کتاب السہو' باب الاستغفار بعد التسلیم' جلد 1 صفحہ 196) (ابنماجہ' کتاب الصلوٰۃ' باب مایقال بعد التسلیم' صفحہ 67) (مسند احمد جلد 5 صفحہ 275)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

پہلے سلام سے سلامتی دینے والا مراد ہے اور دوسرے سے سلامتی۔ استغفار دعا کے آداب میں سے ہے اس لیے دعا

سے پہلے استغفار فرماتے۔ یہ حدیث گزشتہ حدیث عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے خلاف نہیں کہ وہاں بھی تقریبی مقدار مراد تھی اور یہاں بھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جن فرضوں کے بعد سنتیں ہوں ان میں دعا مختصر مانگے۔ خیال رہے کہ ذوالجلال سے مراد فاسقوں سے بدلہ لینے والا اور اکرام سے مراد نیک کاروں کو انعام دینے والا۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۸۶)

476۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَقْعُدْ إِلَّا مِقْدَارَ مَا يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ (مسلم' كتاب المساجد' باب استحباب الذكر بعد الصلوٰة وبيان صفته' جلد 1 صفحه 218)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے تو نہ بیٹھتے مگر صرف اس قدر کہ کہتے کہ الٰہی تو سلام ہے اور تجھ سے سلامتی ہے تو برکت والا ہے اے جلال و بزرگی والے۔ اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ للہ علیہ نے روایت کیا۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یعنی جن نمازوں کے بعد سنتیں ہوتی ہیں ان میں فرض اور سنتوں کے درمیان زیادہ نہ بیٹھتے صرف اس قدر بیٹھتے۔ اس مقدار سے تقریبی مقدار مراد ہے نہ کہ تحقیقی یعنی قریبًا اتنا بیٹھتے لہٰذا یہ حدیث نہ تو اس روایت کے خلاف ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعد فجر طلوع آفتاب تک مصلے پر تشریف فرما رہتے اور نہ ان احادیث کے خلاف ہے جن میں ہے کہ آپ سلام پھیر کر تکبیریں کہتے یا استغفار پڑھتے یا اوردعائیں مانگتے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۸۵)

477۔ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيبُ قَائِلُهُنَّ اَوْ فَاعِلُهُنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ مَكْتُوْبَةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ تَسْبِيْحَةً وَثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ تَحْمِيْدَةً وَاَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ تَكْبِيْرَةً۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت کعب ابن عجرہ سے رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بعض آگے پیچھے آنے والی چیزیں وہ ہیں جن کا کہنے والا یا کرنے والا نقصان میں نہیں رہتا ہر فرض نماز کے بعد ۳۳ بار تسبیح ۳۳ بار حمد اور ۳۴ بار تکبیریں اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

(مسلم' كتاب المساجد' باب استحباب الذكر بعد الصلوٰة وبيان صفته' جلد 1 صفحه 219)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

معقبات کے کئی معنی ہیں: (۱) نماز کے بعد والا وظیفہ (۲) وہ عمل جس کے لکھنے پر ہر فرشتہ پیش قدمی کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ دوسرے فرشتوں کو اپنے سے پیچھے کردوں (۳) وہ وظیفے جو یکے بعد دیگرے پڑھے جاتے ہیں (۴) وہ وظیفے جن کا انجام اچھا ہے۔

بلکہ تھوڑی بہت محنت سے بہت نفع حاصل کر لیتا ہے۔

یہ پورا سینکڑہ ہے اسی کا نام تسبیح فاطمہ ہے قادری سلسلہ کے مشائخ اس کے بہت پابند ہیں۔(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۹۱)

478۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّحَ اللهَ فِیْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ وَحَمِدَ اللهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ وَ كَبَّرَ اللهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ فَتِلْكَ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ وَقَالَ تَمَامَ الْمِائَةِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ہر نماز کے بعد ۳۳ بار تسبیح ۳۳ بار حمد الٰہی اور ۳۳ بار تکبیر کہہ لیا کرے یہ ۹۹ ہوئے اور سو پورا کرنے کو کہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کا ملک ہے اسی کی حمد ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے تو اس کے گناہ بخشے جائیں گے اگر چہ سمندر کے جھاگ کی طرح ہوں۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

(مسلم'کتاب المساجد' باب استحباب الذكر بعد الصلوة و بيان صفته' جلد 1 صفحه 219)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی جو اس تسبیح فاطمہ پر پابندی کرے گا اس کی خطائیں اگر چہ شمار سے زیادہ ہوں بخشی جائیں گی۔خیال رہے کہ شمار کے لیے عقد انامل بہت اعلیٰ چیز ہے ہر مسلمان کو سیکھنا چاہیے اگر وہ نہ آتا ہو تو پوروں پر شمار کرے،بدرجہ مجبوری کنکروں یا تسبیح پر شمار کرے،حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک دھاگے میں ہزار گرہیں لگالیں تھیں جن پر کبھی شمار کیا کرتے تھے۔(مرقاۃ)فقہاء نے تسبیح پر گننے کو بدعت نہ کہا ہے یعنی بدعت حسنہ جس کی اصل صحابی سے ثابت ہے۔

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۹۲)

479۔ وَعَنْهُ قَالَتْ قُلْتُ لِاَبِیْ سَعِيْدٍ هَلْ حَفِظْتَ عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا يَّقُوْلُهٗ بَعْدَ مَا سَلَّمَ قَالَ نَعَمْ كَانَ يَقُوْلُ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ رَوَاهُ اَبُوْ يَعْلٰى وَقَالَ الْهَيْثَمِیُّ رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ۔

(مجمع الزوائد جلد 2 صفحہ 148' نقلاً عن ابی یعلٰی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کیا تو نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی ایسی چیز یاد کی ہے جو آپ سلام کے بعد کہتے ہوں تو انہوں نے کہا ہاں آپ کہا کرتے تھے آپ کا رب غالب ہے اور ہر اس عیب سے پاک ہے جس کو وہ بیان کرتے اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔اس کو ابو یعلیٰ نے روایت کیا اور ہیثمی نے کہا کہ اس

کے رجال ثقہ ہیں۔

480- وَعَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ فِيْ دُبُرِ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ كَانَ فِيْ ذِمَّةِ اللهِ إِلَى الصَّلٰوةِ الْأُخْرٰى. رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ إِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھی تو وہ دوسری نماز تک اللہ تعالیٰ حفاظت میں رہے گا اس کو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا اور ہیثمی نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی جلد3 صفحہ84' رقم الحدیث:2733) (مجمع الزوائد جلد2 صفحہ148)

481- وَعَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ مَّكْتُوْبَةٍ لَّمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا الْمَوْتُ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ. (عمل الیوم واللیلة للنسائی مع ترجمته نبوی لیل ونہار صفحہ78' رقم الحدیث:100)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھی تو اس کے جنت میں داخل ہونے سے صرف موت ہی مانع ہے۔ اس کو امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور ابن حبان نے صحیح قرار دیا ہے۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یعنی وہ مرتے ہی جنت میں جائے گا قیامت سے پہلے روحانی طور پر اور بعد قیامت جسمانی طور پر بھی لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ قیامت سے پہلے جنت میں داخلہ کیسا۔ خیال رہے کہ عام مسلمین کی قبروں میں جنت کی ہوا اور خوشبو آتی ہے یہ خود وہاں نہیں پہنچتے نہ جسماً نہ روحاً جنت میں پہنچ جاتے ہیں جیسے شہدا اور یہ لوگ۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۹۹)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ بَعْدَ الْمَكْتُوْبَةِ

نماز فرض کے بعد دعا کے بارے میں وارد شدہ روایات کا بیان

482- عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الدُّعَاءِ أَسْمَعُ قَالَ جَوْفَ اللَّيْلِ الْاٰخِرِ وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوْبَاتِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کون سی دعا مقبول ہوتی ہے تو آپ نے فرمایا رات کے آخری حصے میں اور فرض نمازوں کے بعد اس کو امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(ترمذی' ابواب الدعوات جلد2 صفحہ187)

شرح: مفسرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

آپ کے حالات پہلے بیان ہو چکے کہ آپ قبیلہ باہلہ سے ہیں، حمص میں قیام رہا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی وفات کے وقت آپ ۳۰ یا ۳۳ سال کے تھے، ۹۱ سال عمر پائی، ۸۱ھ یا ۸۶ھ حمص ہی میں وفات پائی رضی اللہ عنہ، آپ کی روایات بہت تھوڑی ہیں۔

یعنی دو وقت دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں ایک تو آخری رات کے بیچ میں۔ دوسرے فرض نمازوں کے بعد۔ خیال رہے کہ آخر جوف کی صفت ہے یعنی رات کا درمیانی حصہ جو آخری شب میں ہے اس طرح کہ رات کے دو حصے کرو، آخری آدھے کا درمیانی حصہ لو یہی وقت تہجد کے لیے بہتر ہے اس وقت دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں اور فرض نماز سے یا تو خود فرائض مراد ہیں یا پوری نماز، لہٰذا بہتر یہ ہے کہ نماز پنج گانہ میں فرضوں کے بعد بھی مختصر دعا مانگے اور پھر سنت و نفل سے فارغ ہو کر بھی دعا کرے کہ یہ ساری نماز فرض نماز شمار ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۹۳)

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الدُّعَآءِ

دعا میں دونوں ہاتھوں کو اٹھانے کا بیان

483۔ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّهَا رَأَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ رَافِعًا يَّدَيْهِ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ فَلَا تُعَاقِبْنِيْ اَيُّمَا رَجُلٍ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اٰذَيْتُهٗ اَوْ شَتَمْتُهٗ فَلَا تُعَاقِبْنِيْ فِيْهِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي الْاَدَبِ الْمُفْرَدِ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي الْفَتْحِ هُوَ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دونوں ہاتھ اٹھائے دعا کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ فرمارہے تھے اے اللہ میں انسان ہوں مؤمنین میں سے کسی شخص کو اگر اذیت دوں یا برا بھلا کہوں تو میرا اس میں مواخذہ نہ فرمانا اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا ادب المفرد میں اور حافظ نے فتح میں کہا ہے یہ صحیح الاسناد حدیث ہے۔

(ادب المفرد للبخاری' باب رفع الایدی فی الدعاء' صفحہ 89) (فتح الباری' کتاب الدعوات' باب رفع الایدی فی الدعاء' جلد 11 صفحہ 142)

484۔ وَعَنْهَا قَالَتْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَافِعًا يَّدَيْهِ حَتّٰى بَدَا ضَبْعُهٗ يَدْعُوْ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ جُزْءِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حَجَرٍ۔ (جز رفع یدین للبخاری مترجم صفحہ 62) (فتح الباری' کتاب الدعوات' باب رفع الایدی'

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا بیان کرتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دونوں ہاتھ اٹھائے دعا کرتے ہوئے دیکھا حتیٰ کہ آپ کی بغلیں ظاہر ہوگئیں۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے جزء رفع الیدین میں روایت کیا اور ابن حجر نے

جلد 11 صفحہ 142) اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سر سے اونچے ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے تھے حتی کہ اگر قمیص مبارک نہ پہنے ہوتے تو بغل شریف کے سفیدی نظر آجاتی۔ خیال رہے کہ اس قدر اونچے ہاتھ اٹھانا یا تو نماز استسقاء میں ہوتا تھا یا کبھی کبھی بیان جواز کے لیے اور موقعوں پر بھی ورنہ عام دعاؤں میں سینے یا کندھے تک ہاتھ اٹھاتے تھے، لہٰذا یہ حدیث کندھوں یا سینہ تک ہاتھ اٹھانے کے خلاف نہیں اور نہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بغیر قمیص کے نماز پڑھتے تھے یہ تو سخت مکروہ ہے، آج کل بعض لوگ بغیر قمیص نماز پڑھتے ہیں اور اس حدیث کو آڑ بناتے ہیں مگر غلط ننگے کندھے نماز پڑھنے کی ممانعت باب الستر میں گزر گئی۔ (مراۃ المناجیح ج ۳ ص ۴۷۷)

485- وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ رَبَّكُمْ حَيٌّ كَرِيْمٌ يَّسْتَحْيِي مِنْ عَبْدِهٖ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ أَنْ يَّرُدَّهُمَا صِفْرًا۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمَذِيُّ وَحَسَّنَهٗ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي الْفَتْحِ سَنَدُهٗ جَيِّدٌ۔

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا رب حیا کرنے والا اور کریم ہے۔ جب کوئی بندہ اپنے ہاتھ اٹھائے تو اللہ تعالیٰ کو حیا آتی ہے کہ وہ ان کو خالی لوٹائے۔ اس کو ابوداؤد، ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔

(ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب الدعاء' جلد 1 صفحہ 209) (ابن ماجہ' ابواب الدعاء' باب رفع الیدین فی الدعاء' صفحہ 284) (ترمذی' ابواب الدعوات' جلد 2 صفحہ 196) (فتح الباری' فی الدعاء جلد 11 صفحہ 121)

شرح: خبرِ متواتر:

وہ حدیث جس کو سند کے ہر طبقہ میں راویوں کی اتنی بڑی تعداد روایت کرے جس کا جھوٹ پر متفق ہونا عقلاً محال ہو اور سند کی انتہاء امرِ حسی پر ہو۔

خبرِ متواتر کی شرائط

حدیث کے درجہ تواتر تک پہنچنے کیلئے چار شرائط ہیں:

(۱) حدیث کے راوی کثیر ہوں۔ (۲) یہ کثرت سند کے تمام طبقات میں پائی جائے یعنی ابتداء سے انتہاء تک راوی کثیر ہوں۔ (۳) یہ کثرت اس درجہ کی ہو کہ عادۃً یا اتفاقاً ان کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو۔ (۴) سند کی انتہاء امرِ حسی پر ہو یعنی سند کا آخر "سَمِعْنَا" یا "رَأَيْنَا"، وغیرہ الفاظ ہوں اور اگر سند کی انتہاء امرِ عقلی پر ہو مثلاً عالم کا حادث ہونا تو یہ خبر متواتر نہیں۔

خبر متواتر کی دو قسمیں ہیں:

(۱) متواترِ لفظی (۲) متواترِ معنوی

متواترِ معنوی کی مثال وہ احادیث ہیں جن میں دعا کے وقت ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے یہ احادیث ۱۰۰ کے لگ بھگ ہیں جن میں سے ہر حدیث میں یہ الفاظ موجود ہیں: "اَنَّهٗ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ " یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دعا میں ہاتھ بلند فرمائے۔ اب اگرچہ یہ عمل مختلف مواقع اور مختلف اوقات میں ہوا اور ان میں سے ہر واقعہ متواتر نہیں لیکن ان میں تمام احادیث میں یہ بات قدر مشترک ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دعا میں ہاتھ بلند فرمائے۔

بَابٌ فِيْ صَلٰوةِ الْجَمَاعَةِ

باجماعت نماز کے بیان میں

486۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ الْمُؤَذِّنَ فَيُؤَذِّنُ ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَيُصَلِّيَ بِالنَّاسِ ثُمَّ اَنْطَلِقُ مَعِيْ بِرِجَالٍ مَعَهُمْ حُزَمُ الْحَطَبِ اِلٰى قَوْمٍ يَّتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الصَّلٰوةِ فَاُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ بِالنَّارِ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ارادہ کیا کہ مؤذن کو حکم دوں کہ وہ اذان کہے پھر ایک شخص کو جماعت کرانے کا حکم دوں پھر میں اپنے ساتھ ایسے لوگوں کو لے کر جاؤں جن کے پاس لکڑیوں کے گٹھے ہوں ان لوگوں کی طرف جو نماز سے پیچھے رہتے ہیں تو ان پر ان کے گھروں کو آگ سے جلا دوں۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری' کتاب الاذان' باب وجوب صلوة الجماعة' جلد 1 صفحه 89) (مسلم' کتاب المساجد' باب فضل صلوة الجماعة... الخ' جلد 1 صفحه 232)

شرح: مُفَسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

اس طرح کہ مسجد میں نہ آنے والوں کے گھروں میں آگ لگا دیں، اس کی شرح پہلے گزر چکی۔ خیال رہے کہ اگر ایسا واقعہ ہو تو جن نوجوانوں کو سرکار عالی صلی اللہ علیہ وسلم آگ لگانے بھیجتے ان پر نماز معاف ہوتی کیونکہ نجات تو حکم عالی کی اطاعت میں ہے۔ جماعت کا حکم دیں تو جماعت واجب، اگر جماعت چھوڑنے کا حکم دیں تو چھوڑنا واجب قسم رب کی اگر وہ ترک نماز سے راضی ہیں تو ترک نماز عبادت ہے اور اگر کسی کی نماز سے ناراض ہیں تو اس کے لیے وہ نماز حرام، مولینا فرماتے ہیں شعر

ہر چہ گیرد علتی علت شود کفر گیرد ملتے ملت شود

اس کی نہایت نفیس اور لذیذ تحقیق ہماری کتاب "السلطنت مصطفٰے" میں دیکھو۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۹۷)

487- وَعَنْهُ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ اَعْمٰى فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ لِيْ قَائِدٌ يَقُوْدُنِيْ اِلَى الْمَسْجِدِ فَسَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّرَخِّصَ لَهٗ فَيُصَلِّيَ فِيْ بَيْتِهٖ فَرَخَّصَ لَهٗ فَلَمَّا وَلّٰى دَعَاهُ فَقَالَ هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلٰوةِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَجِبْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم'کتاب المساجد'باب فضل صلوة الجماعة'جلد1صفحہ232)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک نا بینا شخص حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے مسجد تک پہنچانے والا کوئی نہیں اس شخص نے یہ سوال اس لئے کیا تھا کہ اسے گھر میں نماز پڑھنے کی رخصت مل جائے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو رخصت دیدی پس جب وہ چلا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو بلا کر فرمایا تم اذان کی آواز سنتے ہو تو اس نے عرض کیا جی ہاں تو آپ نے فرمایا تم اذان پر لبیک کہو۔(یعنی مسجد میں آ کر نماز پڑھو)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

۔یعنی مؤذن کے بلاوے کو قبول کرو اور مسجد میں حاضر ہو جاؤ۔اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ جہاں تک اذان کی آواز پہنچے وہاں تک کہ لوگوں کو مسجد میں آنا بہت ضروری ہے، وہ دور کے لوگ جہاں اذان نہ پہنچی ہو ان کے لیے بھی مسجد آنا بہت بہتر ہے مگر اتنی سختی نہیں، اس حدیث کا یہی مطلب ہے۔ "لَاصَلٰوةَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلَّا فِي الْمَسْجِدِ"۔دوسرے یہ کہ ہر بیماری عذر نہیں جو جماعت یا مسجد کی حاضری کو معاف کردے بلکہ وہ بیماری عذر ہے جس سے مسجد میں آنا ناممکن یا سخت مشکل ہو جائے، دیکھو نابینا ہیں بیمار ہیں مگر انہیں حاضری کا حکم ہوا، بعض روایات میں ہے کہ عتبان ابن مالک نابینا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نہ آنے کی اجازت دے دی یا تو ان کا گھر دور ہوگا جہاں اذان کی آواز نہ پہنچتی ہوگی یا ان کا راستہ اتنا خراب ہوگا کہ بغیر ساتھی کے مسجد نہ پہنچ سکیں اور ساتھی کوئی ہوگا نہیں، لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں اذان کی آواز پہنچے سے مراد آج کل کے لاؤڈ اسپیکر کی آواز نہیں یہ تو دو دو میل تک پہنچ جاتی ہے۔بعض علماء نے ان احادیث کی بناء پر جماعت کو فرض عین مانا مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ حدیث ظنی ہے۔(مراۃ المناجیح ج۲ ص ۲۷۸)

488- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّلْقَى اللّٰهَ غَدًا مُّسْلِمًا فَلْيُحَافِظْ عَلٰى هٰٓؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ حَيْثُ يُنَادٰى بِهِنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُنَنَ الْهُدٰى وَاِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں جس شخص کو خوش کرے یہ بات کہ وہ حالت اسلام میں کل اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے تو اس کو چاہئے جہاں بھی ان نمازوں کے لئے اذان دی جائے وہ ان نمازوں کی حفاظت کرے اللہ تعالیٰ نے تمہارے

وَلَوْ اَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ كَمَا يُصَلِّيْ هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِيْ بَيْتِهٖ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ وَمَا مِنْ رَجُلٍ يَتَطَهَّرُ فِيْهِ فَيُحْسِنُ الطُّهُوْرَ ثُمَّ يَعْمِدُ اِلٰى مَسْجِدٍ مِّنْ هٰذِهِ الْمَسَاجِدِ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ خَطْوَةٍ يَخْطُوْهَا حَسَنَةً وَيَرْفَعُهٗ بِهَا دَرَجَةً وَيَحُطُّ عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةً وَلَقَدْ رَاَيْنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا اِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُوْمُ النِّفَاقِ وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتٰى بِهٖ يُهَادٰى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتّٰى يُقَامَ فِي الصَّفِّ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ (مسلم' کتاب المساجد' باب فضل صلوۃ الجماعۃ' جلد 1 صفحہ 232)

نبی کے لئے سنن الہدیٰ کو مشروع فرمایا ہے اور یہ سنت مؤکدہ ہے اور اگر تم نے گھروں میں نماز پڑھی گمراہ ہو جاؤ گے۔ جو شخص اچھی طرح وضو کر کے ان مسجدوں میں سے کسی مسجد کا قصد کرے تو اس کے لئے ہر قدم کے بدلے میں اللہ تعالیٰ ایک نیکی عطا فرماتا ہے اس کا درجہ بلند فرماتا ہے اور ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔ ہم یہ سمجھتے تھے کہ جماعت سے پیچھے رہنے والا صرف منافق ہوتا ہے جس کا نفاق معروف ہو اور بے شک ایک شخص دو آدمیوں کے سہارے مسجد میں لایا جاتا حتیٰ کہ اس کو صف میں کھڑا کر دیا جاتا۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

شرح: مُفَسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یعنی جہاں جماعت ہوتی ہے کیونکہ اذان جماعت ہی کے لیے ہوا کرتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسجد اور جماعت کی پابندی کرنے والے کو ان شاء اللہ ایمان و تقویٰ پر خاتمہ نصیب ہوگا، یہ حدیث ان کے لیے بڑی بشارت ہے۔

یعنی پنجگانہ نمازیں مسجد میں با جماعت سنت ہدیٰ میں سے ہیں۔

مرقاۃ وغیرہ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم گھروں میں با جماعت بھی نماز پڑھ لو تب بھی حاضری مسجد کی سنت کے تارک ہو۔ هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ میں کسی خاص منافق کی طرف اشارہ ہے جو تارک جماعت تھا۔ خیال رہے کہ جماعت واجب ہے، اسے یہاں سنت فرمانا اس لئے ہے کہ سنت سے ثابت ہے۔

یہ خوش خبریاں اس کے لیے ہیں جو گھر سے وضو کر کے مسجد کو جائے اور بہتر یہ ہے کہ درود شریف پڑھتا یا کوئی اور ذکر کرتا ہوا جائے جیسا کہ "باب المساجد" میں عرض کیا جا چکا ہے۔

اس کی شرح پہلے گزر گئی، صحابہ میں یہ عمل کیوں نہ ہوتا، انہوں نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت بیماری کی حالت میں اس طرح مسجد میں آتے دیکھا تھا۔ خیال رہے کہ عاشق کو محبوب کی ہر ادا پیاری ہوتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کے پیارے ہیں اور جماعت کی نماز، مسجد کی حاضری، مسواک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاری۔ مومن کی پہچان یہ ہے کہ اسے یہ چیزیں پیاری ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے آخری کام مسواک کیا کہ مسواک کر کے جان جانِ آفریں کے سپرد کی صلی اللہ علیہ وبارک وسلم۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۹۶)

489۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جماعت کی نماز اکیلی نماز پر ستائیس درجے افضل ہے اس کو شیخین نے روایت کیا ہے۔

(بخاری' کتاب الاذان' باب فضل صلوٰۃ الجماعۃ' جلد 1 صفحہ 89) (مسلم' کتاب المساجد' باب فضل صلوٰۃ الجماعۃ' جلد 1 صفحہ 231)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

بعض روایات میں ۲۵ ہے اور بعض میں ۵۰ یہ اختلاف جماعت کی زیادتی کمی اور نمازیوں کے تقویٰ وطہارت کی بناء پر ہوسکتا ہے، بڑی جماعت کا ثواب بڑا اور عالم و متقی امام کے پیچھے ثواب زیادہ ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۹۶)

490۔ وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةُ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ اَزْكٰى مِنْ صَلٰوتِهٖ وَحْدَهٗ وَصَلٰوتُهٗ مَعَ الرَّجُلَيْنِ اَزْكٰى مِنْ صَلٰوتِهٖ مَعَ الرَّجُلِ وَمَا كَثُرَ فَهُوَ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ. رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ. (ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب فی فضل صلوٰۃ الجماعۃ' جلد 1 صفحہ 82)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک شخص کا ایک شخص کے ساتھ نماز پڑھنا زیادہ وہ بہتر ہے اس کے اکیلے نماز پڑھنے سے اور ایک شخص کا دو مردوں کے ساتھ نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔ ایک مرد ساتھ نماز پڑھنے اور جس قدر جماعت میں اضافہ ہو وہ اللہ کو زیادہ محبوب ہے۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

اس حدیث نے ان تمام احادیث کی شرح کردی جن میں مساجد اور جماعت کے ثواب مختلف ہیں۔ جتنی بڑی جماعت اتنا بڑا ثواب۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک اور دو اگرچہ لغۃً جماعت نہیں مگر حکماً جماعت ہیں۔ دو آدمی بھی الگ الگ نماز نہ پڑھیں، ہمارے بعض علماء فرماتے ہیں کہ محلے کی مسجد سے جامع مسجد افضل، ان کی دلیل یہ حدیث ہے مگر شرط یہ ہے کہ محلے کی مسجد ویران نہ ہوجائے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۹۰)

491۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ صَلٰوةِ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ عَلٰى صَلٰوتِهٖ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مرد کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اس کے اکیلے نماز

وَحْدَهٗ بِضْعٌ وَّعِشْرُوْنَ دَرَجَةً. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ. (مسند احمد جلد 1 صفحہ 376)

پڑھنے کی نسبت بیس اور کچھ درجے فضیلت رکھتا ہے اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

492- وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَفْضُلُ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ عَلٰى صَلٰوةِ الْفَذِّ وَصَلٰوةِ الرَّجُلِ وَحْدَهٗ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ صَلٰوةً. رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا آدمی کے اکیلے نماز پڑھنے کی نسبت پچیس درجے افضل ہے۔ اس کو بزار نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(کشف الاستار عن زوائد البزار' کتاب الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 227' رقم الحدیث: 459)

493- وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَيُعْجِبُ مِنَ الصَّلٰوةِ فِي الْجَمِيْعِ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ. (مسند احمد جلد 2 صفحہ 50)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ با جماعت نماز کو پسند فرماتا اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

494- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَيُعْجِبُ مِنَ الصَّلٰوةِ الْجَمِيْعِ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک اللہ تعالیٰ با جماعت نماز کو پسند کرتا ہے۔ اس کو طبرانی نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(مجمع الزوائد' کتاب الصلوٰۃ' باب الصلوٰۃ الجماعۃ نقلًا عن الطبرانی فی الکبیر' جلد 2 صفحہ 39)

شرح: جماعت و امامت کا بیان

جماعت کی بہت تاکید ہے اور اس کا ثواب بہت زیادہ ہے یہاں تک کہ بے جماعت کی نماز سے جماعت والی نماز کا ثواب ستائیس گنا ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب فضل صلاۃ الجماعۃ وبیان التشدید فی التخلف عنہا، رقم ۶۵۰، ص ۳۲۶)

مردوں کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے بلا عذر ایک بار بھی جماعت چھوڑنے والا گنہگار اور سزا کے لائق ہے اور جماعت چھوڑنے کی عادت ڈالنے والا فاسق ہے جس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی اور بادشاہ اسلام اس کو سخت سزا دے گا اور اگر پڑوسیوں نے سکوت کیا تو وہ بھی گنہگار ہوں گے۔

(الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب شروط الامامۃ الکبریٰ، ج ۲، ص ۳۴۰۔۳۴۱)

جمعہ وعیدین میں جماعت شرط ہے یعنی بغیر جماعت یہ نمازیں ہوں گی ہی نہیں تراویح میں جماعت سنت کفایہ ہے یعنی محلّہ کے کچھ لوگوں نے جماعت سے پڑھی تو سب کے ذمہ سے جماعت چھوڑنے کی برائی جاتی رہی اور اگر سب نے جماعت چھوڑی تو سب نے برا کیا رمضان شریف میں وتر کو جماعت سے پڑھنا یہ مستحب ہے سنتوں اور نفلوں میں جماعت مکروہ ہے۔ (الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج ۲، ص ۳۴۱۔۳۴۲)

جن عذروں کی وجہ سے جماعت چھوڑ دینے میں گناہ نہیں وہ یہ ہیں۔ (۱) ایسی بیماری کہ مسجد تک جانے میں مشقت اور دشواری ہو (۲) سخت بارش (۳) بہت زیادہ کیچڑ (۴) سخت سردی (۵) سخت اندھیری رات (۶) آندھی (۷) پاخانہ پیشاب کی حاجت (۸) ریاح کا بہت زور ہونا (۹) ظالم کا خوف (۱۰) قافلہ چھوٹ جانے کا خوف (۱۱) اندھا ہونا (۱۲) اپاہج ہونا (۱۳) اتنا بوڑھا ہونا کہ مسجد تک جانے سے مجبور ہو (۱۴) مال و سامان یا کھانا ہلاک ہوجانے کا ڈر (۱۵) مفلس کو قرض خواہ کا ڈر (۱۶) بیمار کی دیکھ بھال کہ اگر یہ چلا جائے گا تو بیمار کو تکلیف ہوگی یا وہ گھبرائے گا یہ سب جماعت چھوڑنے کے عذر ہیں۔ (الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج ۲، ص ۳۴۷۔۳۴۹)

عورتوں کو کسی نماز میں جماعت کی حاضری جائز نہیں دن کی نماز ہو یا رات کی جمعہ کی ہو یا عیدین کی عورت چاہے جوان ہو یا بڑھیا یوں بھی عورتوں کو ایسے مجمعوں میں جانا بھی ناجائز ہے جہاں عورتوں اور مردوں کا اجتماع ہو۔

(الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج ۲، ص ۳۶۷)

اکیلا مقتدی چاہے لڑکا ہو امام کے برابر دہنی طرف کھڑا ہو، بائیں طرف یا پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے دو مقتدی ہوں تو پیچھے کھڑے ہوں امام کے برابر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے دو سے زیادہ کا امام کے بغل میں کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے۔

(الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج ۲، ص ۳۶۸۔۳۷۰)

مسئلہ:۔ پہلی صف میں اور امام کے قریب کھڑا ہونا افضل ہے۔ لیکن جنازہ میں پچھلی صف میں ہونا افضل ہے۔

(الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ مطلب فی الکلام علی الصف الاول، ج ۲، ص ۳۷۲۔۳۷۴)

بَابُ تَرْكِ الْجَمَاعَةِ لِعُذْرٍ

کسی عذر کی وجہ سے جماعت کو چھوڑنے کا بیان

495۔ عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَذَّنَ بِالصَّلٰوةِ فِي لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَّرِيْحٍ ثُمَّ قَالَ اَلَا صَلُّوْا فِي الرِّحَالِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْمُرُ الْمُؤَذِّنَ اِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ ذَاتُ بَرْدٍ وَّمَطَرٍ يَّقُوْلُ اَلَا صَلُّوْا فِي

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک ٹھنڈی اور ہوا والی رات میں نماز کی اذان کہی پھر فرمایا کہ گھروں میں نماز پڑھ لو پھر فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ٹھنڈی اور بارش والی رات ہوتی تو مؤذن کو حکم دیتے تھے کہ یوں کہے کہ نماز گھروں میں

الرِّحَالِ۔ رَوَاہُ الشَّیْخَانِ۔

پڑھلو اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری 'کتاب الاذان' باب الرخصة فی المطر والعلة ...الخ' جلد 1 صفحہ 92) (مسلم 'کتاب صلٰوۃ المسافرین' باب الصلٰوۃ فی الرحال فی المطر' جلد 1 صفحہ 243)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:
ظاہر یہ ہے کہ یہ لفظ اذان کے بعد کہلوایا جاتا تھا نہ کہ دوران اذان اور یہ امر اباحت کا ہے یعنی گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت ہے بارش کی رات میں گھر میں نماز پڑھ سکتے ہو اجازت ہے مگر مسجد کی حاضری اور جماعت کی شرکت بہت ثواب کا باعث، اسی لیے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم اور مؤذن اور جلیل القدر صحابہ خود تو مسجد میں آجاتے تھے اور اعلان یہ کراتے تھے۔ عزیمت پر عمل ہے اور رخصت کا اعلان۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۷۹)

496۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَ عَشَاءُ اَحَدِكُمْ وَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَاُوْا بِالْعَشَاءِ وَلَا يَعْجَلْ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُوْضَعُ لَهُ الطَّعَامُ وَتُقَامُ الصَّلٰوةُ فَلَا يَاْتِيْهَا حَتّٰى يَفْرُغَ وَاِنَّهٗ لَيَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْاِمَامِ۔ رَوَاہُ الشَّیْخَانِ۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب تم میں سے کسی کا کھانا سامنے رکھا جائے اور نماز کی تکبیر کہی جائے تو کھانے سے ابتداء کرو اور کھانے سے فارغ ہونے تک جلدی نہ کرے اور حضرت ابن عمر کے سامنے کھانا رکھا جاتا اور نماز کی تکبیر ہوتی تو کھانے سے بغیر فارغ ہوئے نماز کو نہ آتے حالانکہ آپ امام کی قرأت سنتے ہوتے اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری 'کتاب الاذان' باب اذا حضر الصلٰوۃ واقیمت الصلٰوۃ' جلد 1 صفحہ 92) (مسلم 'کتاب المساجد' باب کراھة الصلٰوۃ بحضرۃ الطعام... الخ' جلد 1 صفحہ 208)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:
یہ حکم اس صورت میں ہے جب بھوک تیز ہو اور نماز کے وقت میں گنجائش ہو۔ امام اعظم فرماتے ہیں کہ میرا کھانا نماز بن جائے یہ اچھا مگر میری نماز کھانا بن جائے یہ برا لہذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں فرمایا گیا کہ کھانے کے لیے نماز مت چھوڑو۔

یعنی مسجد سے بہت قریب ہوتے حتی کہ قرأت کی آواز کانوں میں پہنچتی۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۸۰)

497۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا بیان کرتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو

لَا صَلٰوةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَا وَهُوَ يُدَافِعُهُ الْاَخْبَثَانِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

فرماتے ہوئے سنا کھانے کی موجودگی میں نماز نہیں اور نہ ہی پیشاب اور پاخانہ روک کر نماز پڑھنے والے کی نماز ہے اس کو مسلم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا۔

(مسلم' کتاب المساجد' جلد 1 صفحہ 208' باب کراھۃ الصلوٰۃ بحضرۃ الطعام... الخ)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یہاں کمال نماز کی نفی ہے، یعنی جب بھوک کی تیزی یا پیشاب پاخانہ کی حاجت کی وجہ سے نماز میں دل نہ لگے تو نماز کامل نہیں، قے، درد وغیرہ تمام عوارض کا یہی حکم ہے حتیٰ کہ اگر دوران نماز یہ عارضے پیش آجائیں تو نماز توڑ دے بعد فراغت دوبارہ پڑھے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۸۱)

498- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا اَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّذْهَبَ اِلَى الْخَلَاءِ وَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيَبْدَاْ بِالْخَلَاءِ. رَوَاهُ الْاَرْبَعَةُ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جب تم میں سے کوئی شخص بیت الخلاء جانے کا ارادہ کرے اور جماعت کے لئے اقامت کہی جائے تو وہ بیت الخلاء سے آغاز کرے (یعنی پہلے قضاء حاجت کرے) اس حدیث کو چار محدثین نے روایت کیا اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا۔

(ابوداؤد' کتاب الطھارۃ' باب ایصلی الرجل وھو حاقنٌ' جلد 1 صفحہ 12) (نسائی' کتاب الامامۃ والجماعۃ' باب العذر فی ترک الجماعۃ' جلد 1 صفحہ 137) (ترمذی' ابواب الطھارۃ' باب ما جآء اذا اقیمت الصلوٰۃ ووجد احدکم الخلاء... الخ' جلد 1 صفحہ 36) (ابن ماجۃ' کتاب الطّھارۃ' باب ماجاء فی النھی للحاقن ان یصلی' صفحہ 48)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

اشراق سے متصل چہارم دن گزرنے سے پہلے جیسا کہ اگلی عبارت سے معلوم ہو رہا ہے۔

بعض علماء نے فرمایا کہ چاشت کا وقت بھی طلوع آفتاب سے شروع ہوتا ہے اور نصف النہار پر ختم ہوتا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ چہارم دن گزرنے پر پڑھے، ان کا ماخذ یہ حدیث ہے کیونکہ زید ابن ارقم نے افضل فرمایا، یہ نہ کہا کہ یہ نماز وقت سے پہلے پڑھ رہے ہیں، چونکہ اس زمانہ میں گھڑی نہ تھی اس لیے اوقات کا ذکر علامت سے ہوتا تھا آپ نے دوپہر کو اسی علامت سے بیان فرمایا کہ اونٹ کے بچے اون کی وجہ سے جب گرم ہو جائیں یعنی خوب دن چڑھ جائے وقت گرم ہو جائے، چونکہ اس وقت دل آرام کرنا چاہتا ہے اس لیے اسوقت نماز بہتر ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۴۶)

499- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سَمِعَ النِّدَآءَ فَلَمْ يَأْتِهِ فَلَا صَلٰوةَ لَهُ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وابن حبان والدار قطني والحاكم وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جس نے اذان سنی پھر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے حاضر نہ ہوا تو اس کی نماز نہ ہوئی مگر یہ کہ اس کو کوئی عذر ہو۔ اس کو ابن ماجہ، ابن حبان، دارقطنی اور حاکم نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(ابن ماجة' كتاب الصلوٰة' باب التغليظ فى التخلف عن الجماعة' صفحه 58) (صحيح ابن حبان' كتاب الصلوٰة جلد 4 صفحه 253' رقم الحديث: 2061) (مستدرك حاكم' كتاب الصلوٰة' باب من سمع النداء فلم يجب...الخ' جلد1 صفحه 245) (دار قطني' كتاب الصلوٰة' باب الحث للجار المسجد على الصلوٰة فيه...الخ' جلد1 صفحه 420)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی اس کی نماز قبول نہیں یا کامل نہیں، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد کی حاضری وہاں تک کے لوگوں پر واجب ہے جہاں تک اذان کی آواز پہنچے، اس کے ماسواء جگہ سے مسجد میں آنا بھی بڑی اعلیٰ عبادت ہے، صحابہ کرام قباء شریف سے جو کہ مدینہ سے تین میل دور ہے مسجد نبوی میں نماز کے لیے حاضر ہوا کرتے تھے۔ خیال رہے کہ یہ احکام جب ہیں جب وہاں کا امام بدمذہب نہ ہو، مرزائیوں چکڑالویوں وغیرہم کی اذان کا یہ حکم نہیں، دیکھو مسجد ضرار کا حکم کیا ہوا۔

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۰۱)

بَابُ تَسْوِيَةِ الصُّفُوْفِ

صفوں کو سیدھا کرنے کا بیان

500- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَجْهِهِ فَقَالَ أَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ وَتَرَاصُّوْا فَإِنِّيْ أَرَاكُمْ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِيْ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وفي رواية له وكان احدنا يلزق منكبه بمنكب صاحبه وقدمه بقدمه. (بخاری' كتاب الاذان' باب اقبال الامام على الناس عند تسوية الصفوف' جلد1 صفحه 100)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جماعت کے لئے اقامت کہی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہماری طرف اپنے چہرہ انور سے متوجہ ہوئے اور فرمایا اپنی صفیں سیدھی کرلو اور مل کر کھڑے ہو جاؤ پس بے شک میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔ اس کو بخاری نے روایت کیا اور بخاری کی ایک روایت میں اس طرح کے الفاظ ہیں کہ ہم میں سے (ہر) ایک اپنے کندھے اور پاؤں کو اپنے ساتھی کے قدم اور کندھے سے ملاتا تھا۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

اس کی شرح پہلے گزر چکی کہ دیکھنے سے مراد آنکھ سے دیکھنا ہے۔ یہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ آپ کی آنکھ آگے پیچھے اور پس پردہ اندھیرے اجیالے میں یکساں دیکھتی ہیں۔ حق یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ صرف نماز سے خاص نہیں تھا نہ حیات شریف سے۔ وہ حدیث کہ میں دیوار کے پیچھے کی چیز نہیں جانتا بالکل بے اصل ہے جیسا کہ شیخ نے فرمایا اور اصلے نیست اور یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے حضرت عیسیٰ روح اللہ فرماتے ہیں کہ جو کچھ تم گھر میں کھا کر بچا کر آتے ہو میں بتا سکتا ہوں، یہ تو حبیب اللہ کی آنکھ ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۱۰)

501۔ وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِنِ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَمْسَحُ مَنَاکِبَنَا فِی الصَّلٰوۃِ وَیَقُوْلُ اسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُکُمْ لِیَلِیَنِیْ مِنْکُمْ اُولُو الْاَحْلَامِ وَالنُّھٰی ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ قَالَ اَبُوْمَسْعُوْدٍ فَاَنْتُمُ الْیَوْمَ اَشَدُّ اخْتِلَافًا۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

(مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب تسویۃ الصفوف واقامتھا...الخ، جلد1 صفحہ 181)

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کے وقت ہمارے کندھوں پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے سیدھے کھڑے ہو جاؤ اور آگے پیچھے کھڑے مت ہو ورنہ تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے تم میں سے بالغ اور عقلمند لوگوں کو چاہئے کہ وہ میرے قریب کھڑے ہوں پھر وہ جو ان کے قریب ہوں پھر وہ جو ان کے قریب ہوں۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں آج تو تم لوگوں میں بہت اختلاف ہو گیا۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یہ حدیث گزشتہ کی شرح ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صفیں ٹیڑھی ہونے سے قومیں ٹیڑھی ہو جاتی ہیں کیونکہ قالب کا اثر قلب پر اور قلب کا اثر قالب پر پڑتا ہے، نہانے سے دل ٹھنڈا ہوتا ہے اور دل کی خوشی و غم کا اثر چہرے پر نمودار ہو جاتا ہے۔

یعنی صف اول میں مجھ سے قریب فقہاء صحابہ ہوں جیسے خلفائے راشدین اور عبداللہ ابن عباس و عبداللہ ابن مسعود وغیرہم تاکہ وہ میری نماز دیکھیں اور نماز کی سنتیں وغیرہ یاد کر کے اوروں کو سمجھائیں اور بوقت ضرورت ہماری جگہ مصلے پر کھڑے ہو کر نماز پڑھا سکیں ان کے پیچھے وہ لوگ کھڑے ہوں جو علم و عقل میں ان کے بعد ہوں تاکہ ان صحابہ سے یہ نماز سیکھیں۔ سبحان اللہ! حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نماز میں بھی جاری رہتی تھی۔

یعنی تم لوگوں نے صفیں سیدھی کرنے کا اہتمام چھوڑ دیا، اس لیے تم میں آپس کے جھگڑے و اختلافات پیدا ہو گئے۔ خیال رہے کہ یہ حدیث جماعت کی صدہا مسائل کی اصل ہے۔ فقہاء جو فرماتے ہیں کہ نماز میں پہلے مردوں کی صف

ہو، پھر بچوں کی، پھر خنثوں کی، پھر عورتوں کی اس کا ماخذ بھی یہی حدیث ہے۔(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۱۲)

502۔وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُصُّوْا صُفُوْفَكُمْ وَقَارِبُوْا بَيْنَهَا وَحَاذُوْا بِالْاَعْنَاقِ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ اِنِّیْ لَاَرَی الشَّيْطٰنَ يَدْخُلُ مِنْ خِلَلِ الصَّفِّ كَاَنَّهَا الْحَذَفُ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ۔ (ابوداؤد' کتاب الصلوۃ' باب تسویۃ الصفوف' جلد1صفحہ 97) (صحیح ابن حبان جلد1صفحہ 299' رقم الحدیث:2163)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی صفوں کو جوڑو اور ان میں فاصلہ کم رکھو اور گردنوں کو برابر رکھو اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ بے شک میں شیطان کو صف کی خالی جگہ سے داخل ہوتے ہوئے دیکھتا ہوں گویا کہ وہ بکری کا بچہ ہے۔ اس کو ابو داؤد نے روایت کیا اور ابن حبان نے اس کو صحیح قرار دیا۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

رَصُّوْا، رَصٌّ سے بنا جس کے معنی ہیں سیدھا کر کے ملانا، معنی یہ ہوئے کہ نماز کی صفیں سیدھی بھی رکھو اور ان میں مل کر کھڑے ہو کہ ایک دوسرے کے آپس میں کندھے ملے ہوں۔

یعنی صفیں قریب قریب رکھو اس طرح کہ دو صفوں کے درمیان اور صف نہ بن سکے یعنی صرف سجدہ کا فاصلہ رکھو، نماز جنازہ میں چونکہ سجدہ نہیں ہوتا اس لیے وہاں صفوں میں اس سے بھی کم فاصلہ چاہیے۔

اس طرح کہ اونچے نیچے مقام پر نہ کھڑے ہو، ہموار جگہ کھڑے ہو تا کہ گردنیں برابر رہیں، لہٰذا یہ جملہ مکرر نہیں آگے پیچھے نہ ہونا رَصُّوْا میں بیان ہو چکا تھا۔ خیال رہے کہ گردنوں کا قدرتی طور پر اونچا نیچا ہونا معاف ہے کہ بعض لمبے اور بعض پستہ قد ہوتے ہیں۔

یعنی خزب شیطان جو نماز میں وسوسہ ڈالتا ہے وہ صف کی کشادگی میں بکری کے بچے کی شکل میں داخل ہو کر نمازیوں کو وسوسہ ڈالتا ہے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ شیطان مختلف شکلیں اختیار کر سکتا ہے، دیکھو اس شیطان کی شکل اپنی تو کچھ اور ہے مگر اس وقت بکری کی شکل میں بن جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ رب تعالیٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ طاقت بخشی ہے کہ خالق کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے بھی ہر مخلوق پر نظر رکھتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ جب شیطان جیسی غیبی مخلوق آپ کی نگاہ سے غائب نہیں تو انسان آپ سے کیسے چھپ سکتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۱۷)

503۔وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَقِيْمُوا الصُّفُوْفَ وَحَاذُوْا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا صفیں سیدھی کرو اور اپنے کندھوں کے درمیان مقابلہ رکھو کشادگیاں

وَسُدُّوا الْخَلَلَ لِيْنُوْا بِاَيْدِيْ اِخْوَانِكُمْ وَلَا تَذَرُوْا فُرُجَاتٍ لِلشَّيْطٰنِ وَمَنْ وَّصَلَ صَفًّا وَّصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللّٰهُ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَالْحَاكِمُ

بند کرو اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم رہو شیطان کے لیئے کشادگیاں نہ چھوڑو اور جو صف کو ملائے اللہ اسے ملائے اور جو صف کو توڑے اللہ اسے توڑے۔ اس کو ابو داؤد نے روایت کیا اور ابن خزیمہ اور حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا۔

(ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب تسویۃ الصفوف' جلد 1 صفحہ 97) (صحیح ابن خزیمۃ جلد 3 صفحہ 23' رقم الحدیث: 1549) (مستدرک حاکم' کتاب الصلوٰۃ' باب من وصل صفًا... الخ' جلد 1 صفحہ 212)

شرح: مفسرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

صف کا ملانا یہ ہے کہ صف میں جگہ دیکھے اس میں کھڑا ہو کر جگہ پر کردے اور توڑنا یہ ہے کہ اپنے ساتھی سے دور کھڑا ہو، یا ملا ہوا کھڑا تھا اور بلا عذر وہاں سے ہٹ جائے۔ یہ کلام یا دعا ہے یا خبر یعنی جو صف کو ملائے گا خدا اسے اپنی رحمت و کرم سے ملائے، اور جو صف میں فاصلہ اور کشادگی رکھے خدا اسے اپنے کرم و رحمت سے دور رکھے یا جو صف میں ملائے گا خدا اسے اپنی رحمت سے ملائے گا الخ۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۲۶)

بَابُ اِتْمَامِ الصَّفِّ الْاَوَّلِ

پہلی صف کو مکمل کرنے کا بیان

504۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتِمُّوا الصَّفَّ الْمُقَدَّمَ ثُمَّ الَّذِيْ يَلِيْهِ فَمَا كَانَ مِنْ نَّقْصٍ فَلْيَكُنْ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا پہلی صف کو مکمل کرو پھر اس کے ساتھ والی کو پس جو کمی ہے وہ آخری صف میں ہونی چاہئے۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب تسویۃ الصفوف' جلد 1 صفحہ 98)

بَابُ مَوْقِفِ الْاِمَامِ وَالْمَامُوْمِ

امام اور مقتدی کے کھڑا ہونے کی جگہ

505۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ جَدَّتَهٗ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ لَهٗ فَاَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ قُوْمُوْا فَلِاُصَلِّ لَكُمْ قَالَ اَنَسٌ فَقُمْتُ اِلٰى حَصِيْرٍ لَّنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُوْلِ مَا لُبِسَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں ان کی دادی ملیکہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کھانے کے لئے بلایا جو انہوں نے تیار کیا تھا' پس آپ نے اس سے کھایا پھر فرمایا کھڑے ہو جاؤ تاکہ میں تمہیں نماز پڑھاؤں' حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فَنَضَحْتُهُ بِمَاءٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَفْتُ وَالْيَتِيْمُ وَرَائَهُ وَالْعَجُوْزُ مِنْ وَّرَائِنَا فَصَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا ابْنَ مَاجَةَ.

فرماتے ہیں میں اپنی چٹائی کی طرف اٹھا جو کثرت استعمال سے سیاہ ہوچکی تھی تو میں نے اسے پانی سے دھویا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس پر کھڑے ہوگئے میں نے اور یتیم نے آپ کے پیچھے صف بنائی اور بوڑھی عورت ہمارے پیچھے تھیں۔ آپ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں پھر آپ چلے گئے اس کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت فرمایا ہے' سوائے ابن ماجہ کے۔

(بخاری' کتاب الاذان' باب وضوء الصبیان ومتی یجب علیھم الغسل...الخ' جلد 1 صفحہ 119) (مسلم' کتاب المساجد' باب جواز الجماعة فی النافلة' جلد 1 صفحہ 234) (نسائی' کتاب المساجد' باب اذا کانوا ثلاثة وامرأة' جلد 1 صفحہ 129) (ترمذی' ابواب الصلوٰة' باب ماجاء فی الرجل یصلی ومعه رجال ونسآء' جلد 1 صفحہ 55) (ابوداؤد' کتاب الصلوٰة' باب اذاکانوا ثلاثة کیف یقومون' جلد 1 صفحہ 90) (مسند احمد جلد 3 صفحہ 164)

506- وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُمْتُ عَنْ يَّسَارِهٖ فَأَخَذَ بِيَدِيْ فَأَدَارَنِيْ حَتّٰى أَقَامَنِيْ مِنْ يَّمِيْنِهٖ ثُمَّ جَآءَ جَبَّارُ بْنُ صَخْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَامَ عَنْ يَّسَارِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ بِأَيْدِيْنَا جَمِيْعًا فَدَفَعَنَا حَتّٰى أَقَامَنَا خَلْفَهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم فی احادیث المتفرقة' باب حدیث جابر الطویل وقصة ابی الیسیر' جلد 2 صفحہ 417)

حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (نماز کے لئے) کھڑے ہوئے تو میں آپ کی بائیں جانب کھڑا ہوا تو آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے گھمایا حتیٰ کہ اپنی دائیں جانب کھڑا کردیا پھر حضرت جبار بن صخر رضی اللہ تعالٰی عنہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بائیں جانب کھڑے ہوگئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ہم دونوں کے ہاتھ پکڑے یہاں تک کہ ہمیں اپنے پیچھے کھڑا کردیا اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:
یہ سارے عمل عمل قلیل کی حد تک ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی ہاتھ سے گھمایا، اور ایک ہی ہاتھ کے اشارے سے دونوں کو پیچھے کیا اور یہ دونوں حضرات ایک یا دو قدم سے پیچھے پہنچے، اگر متواتر تین قدم ڈالتے تو ان کی نماز

جاتی رہتی۔ خیال رہے کہ دو مقتدیوں کا امام کے برابر کھڑا ہونا مکروہ ہے اور پیچھے کھڑا ہونا بہت بہتر ہے مگر تین کا پیچھے کھڑا ہونا واجب، برابر کھڑا ہونا سخت مکروہ کیونکہ تین پوری صف ہیں، اگر دو آدمی امام کے برابر کھڑے ہوں تو ایک دائیں کھڑا ہو دوسرا بائیں جیسا کہ مسلم شریف میں ہے کہ حضرت علقمہ اور اسود نے عبداللہ بن مسعود کی اقتداء میں اس طرح نماز پڑھی کہ امام درمیان میں تھے اور یہ دونوں دائیں بائیں، یہ بیان جواز کے لیے تھا یا ضرورۃ۔ (مرقاۃ) خیال رہے کہ اس موقعہ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں مقتدیوں کو پیچھے کیا خود آگے نہ بڑھے کیونکہ آگے جگہ نہ تھی حجرے شریف کی دیوار تھی ورنہ ایسے موقعہ پر امام کا آگے بڑھ جانا سہل تر ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۲۶)

507-وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيَلِيَنِيْ مِنْكُمْ أُولُو الْأَحْلَامِ وَالنُّهٰى ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ وَإِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْأَسْوَاقِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ (مسلم' کتاب الصلوۃ' باب تسویۃ الصفوف واقامتہا... الخ' جلد1 صفحہ 181)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بالغ اور عقلمند لوگ میرے قریب کھڑے ہوں پھر جو ان کے قریب ہیں پھر جو ان کے قریب ہیں اور آگے پیچھے ہو کر کھڑے نہ ہو اور بازار کی لغو باتوں سے بچو۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی صف اول میں مجھ سے قریب فقہاء صحابہ ہوں جیسے خلفائے راشدین اور عبداللہ ابن عباس و عبداللہ ابن مسعود وغیرہم تا کہ وہ میری نماز دیکھیں اور نماز کی سنتیں وغیرہ یاد کر کے اوروں کو سمجھائیں اور بوقت ضرورت ہماری جگہ مصلے پر کھڑے ہو کر نماز پڑھا سکیں ان کے پیچھے وہ لوگ کھڑے ہوں جو علم و عقل میں ان کے بعد ہوں تا کہ ان صحابہ سے یہ نماز سیکھیں۔ سبحان اللہ! حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نماز میں بھی جاری رہتی تھی۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۱۲)

508-وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ فَأَطْلَقَ الْقِرْبَةَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ أَوْكَأَ الْقِرْبَةَ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَقُمْتُ فَتَوَضَّأْتُ كَمَا تَوَضَّأَ ثُمَّ جِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَّسَارِهٖ فَأَخَذَنِيْ بِيَمِيْنِهٖ فَأَدَارَنِيْ مِنْ وَّرَائِهٖ فَأَقَامَنِيْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رات گزاری تو رات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور مشکیزے کا منہ کھول کر وضو کیا۔ پھر اس کا منہ بند کر دیا' پھر نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو میں بھی اٹھا اور وضو کیا جیسا کہ آپ نے وضو کیا تھا پھر میں آیا تو آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو آپ

فَصَلَّيْتُ مَعَهُ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ.

نے مجھے دائیں جانب سے پکڑا اور مجھے اپنے پیچھے سے گھما کر اپنی دائیں جانب کھڑا کر دیا تو میں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ اس کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت فرمایا۔

(ابوداؤد'کتاب الصلوٰۃ' باب الرجلین یؤم احدھما صاحبه . . . الخ' جلد 1 صفحه 90) (مسلم'کتاب صلوٰۃ المسافرین' باب صلوٰۃ النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم ودعائه باللیل' جلد 1 صفحه 261) (بخاری'کتاب الاذان' باب اذا لم ینو الامام أن یؤم . . . الخ' جلد 1 صفحه 97) (ترمذی' ابواب الصلوٰۃ' باب ماجآء فی الرجل یصلی ومعه رجل' جلد 1 صفحه 55) (نسائی' کتاب الامامة والجماعة' باب الجماعة اذا کانوا اثنین' جلد 1 صفحه 135) (ابن ماجة' ابواب اقامة الصلوات والسنة فیها' باب ماجاء فی کم یصلی باللیل' صفحه 98) (مسند احمد جلد 1 صفحه 215)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باری ان کے ہاں تھی اس نیت سے رات گزاری تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رات کے اعمال طیبہ وطاہرہ دیکھوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تہجد ادا کروں جیسا کہ دیگر روایات میں ہے اس لیے آپ تمام رات جاگتے ہی رہے ہوں گے۔ شعر

ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا
تصور میں ترے رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں

اس حدیث سے بہت سے مسائل معلوم ہوئے: ایک یہ کہ نفل نماز خصوصاً تہجد جماعت سے جائز ہے جبکہ اس کے لیے اذان تکبیر لوگوں کے بلاوے وغیرہ سے اہتمام نہ کیا گیا ہو۔ دوسرے یہ کہ اکیلا مقتدی امام کے برابر دائیں طرف کھڑا ہوگا۔ تیسرے یہ کہ عمل قلیل ضرورۃً نماز میں جائز ہے جس سے نماز نہیں ٹوٹتی، دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ہی میں آپ کو ہاتھ سے پکڑ کر گھمایا اور آپ نماز ہی میں ایک دو قدم چل کر بائیں سے دائیں طرف گئے۔ چوتھے یہ کہ مقتدی امام سے آگے نہیں بڑھ سکتا اگر بڑھے گا تو نماز جاتی رہے گی، دیکھو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو آگے سے نہیں گھمایا حالانکہ وہ آسان تھا بلکہ پیچھے سے گھمایا۔ پانچویں یہ کہ جس نے اول سے امامت کی نیت نہ کی ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے، دیکھو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقت تکبیر تحریمہ اکیلے نماز کی نیت کی تھی مگر بعد میں حضرت ابن عباس مقتدی بن کر کھڑے ہو گئے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۳۰)

بَابُ قِيَامِ الْإِمَامِ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ

امام کا دو مقتدیوں کے درمیان کھڑا ہونا

509۔ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ اَنَّهُمَا دَخَلَا عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ اَصَلّٰى مَنْ

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ

خَلْفَكُمْ قَالَ نَعَمْ فَقَامَ بَيْنَهُمَا وَجَعَلَ أَحَدَهُمَا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَالْاٰخَرَ عَنْ شِمَالِهٖ ثُمَّ رَكَعْنَا فَوَضَعْنَا اَيْدِيَنَا عَلٰى رُكَبِنَا فَضَرَبَ اَيْدِيَنَا ثُمَّ طَبَّقَ بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ جَعَلَهُمَا بَيْنَ فَخِذَيْهِ فَلَمَّا صَلّٰى قَالَ هٰكَذَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(مسلم' کتاب المساجد' باب الندب الی وضع الایدی علی الرکب فی الرکوع... الخ' جلد 1 صفحہ 202)

عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے فرمایا کہ ان لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے جو تمہارے پیچھے ہیں تو ہم نے کہا ہاں تو وہ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور انہوں نے ہم میں سے ایک کو اپنی دائیں جانب اور دوسرے کو اپنی بائیں جانب کھڑا کیا۔ پھر ہم نے رکوع کیا تو (رکوع میں) اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے تو انہوں نے ہمارے ہاتھوں پر مارا پھر اپنے ہاتھوں کو ملا کر اپنی دونوں رانوں کے درمیان رکھ دیا۔ پھر جب نماز پڑھا چکے تو کہا اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

510-وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اسْتَاْذَنَ عَلْقَمَةُ وَالْاَسْوَدُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَقَدْ كُنَّا اَطَلْنَا الْقُعُوْدَ عَلٰى بَابِهٖ فَخَرَجَتِ الْجَارِيَةُ فَاسْتَاْذَنَتْ لَهُمَا فَاَذِنَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

(ابوداؤد' کتاب الصلوۃ' باب اذا کانوا ثلاثۃ کیف یقومون' جلد 1 صفحہ 90)

حضرت عبدالرحمٰن بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں' حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اسود نے عبداللہ بن مسعود سے اجازت طلب کی اور ہم کافی دیر سے ان کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے تو ایک لونڈی نکلی تو اس نے ان دونوں کے لئے اجازت طلب کی تو آپ نے اجازت دے دی' پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ' نے میرے اور ان کے درمیان کھڑے ہو کر نماز پڑھائی۔ پھر فرمایا میں نے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کرتے ہوئے دیکھا۔ اس کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزّت فتاوٰی رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فتح المعین اعلامہ سید ابی السعود ازہری میں زیر قول شارح

والاثنان خلفه وان كثر القوم كره قيام الامام وسطهم (اور دو امام کے پیچھے کھڑے ہوں، اگر لوگ دو سے زیادہ ہوں تو امام کا ان کے درمیان کھڑا ہونا مکروہ ہے۔) ای تحريما لترك الواجب (یعنی مکروہ

تحریمی ہے کیونکہ ترک واجب لازم آرہا ہے۔) (فتح المعین، باب الامامۃ، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۲۰۹)

۱۲ ردالمحتار میں ہے:

تقدیم الامام امام الصف واجب۔ (ردالمحتار، باب الامامۃ، مطبوعہ مصطفی البابی مصر، ۱/۴۲۰)

(امام کا صف کے آگے کھڑا ہونا واجب ہے۔)

بااین ہمہ اگر دلیل درکار ہو تو فتح القدیر و بحر الرائق کا ارشاد پیش نظر کہ حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ہمیشہ ہمیشہ صف پر تقدم فرمایا اور ایسی مداومت کہ کبھی ترک نہ فرمائیں دلیل وجوب ہے (الفتاوی الرضویۃ، ج ۷، ص ۲۱۱)

بَابُ مَنْ اَحَقُّ بِالْاِمَامَةِ

امامت کا زیادہ حقدار کون ہے؟

511- عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنْ كَانُوْا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَاَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ فَاِنْ كَانُوْا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَاَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَاِنْ كَانُوْا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَاَقْدَمُهُمْ سِلْمًا وَلَا يُؤَمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِيْ سُلْطَانِهٖ وَلَا يَقْعُدْ فِيْ بَيْتِهٖ عَلٰى تَكْرِمَتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

روایت ہے حضرت ابو مسعود سے فرماتے ہیں، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قوم کی امامت وہ کرے جو کتاب اللہ کا زیادہ قاری ہو اگر قرأت میں سب برابر ہوں تو سنت کا زیادہ جاننے والا اگر سنت میں سب برابر ہوں تو پہلے ہجرت والا اگر ہجرت میں سب برابر ہوں تو زیادہ عمر رسیدہ کوئی شخص کسی شخص کی ولایت کی جگہ امامت نہ کرے اور نہ اس کے گھر میں اس کے بغیر اجازت اعلیٰ مقام پر بیٹھے اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

(مسلم 'کتاب المساجد' باب من احق بالامامۃ' جلد 1 صفحہ 236)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

عہدِ نبوی میں قریبًا سارے صحابہ نماز کے مسائل کے عالم تھے مگر قاری کوئی کوئی تھا اس لیے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ امامت کے لیے مقدم وہ ہے جو عالم ہونے کے ساتھ قاری بھی ہو۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ قاری غیر عالم، عالم غیر قاری سے مقدم ہوگا۔ دیکھو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض وفات شریف میں صدیق اکبر کو امام بنایا۔ حالانکہ ابی ابن کعب صحابہ میں بڑے قاری تھے، بلکہ فرمایا جہاں ابوبکر موجود ہوں وہاں کسی کو امامت کا حق نہیں، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل اس حدیث کی تفسیر ہے اسی لیے امام اعظم و امام شافعی وغیرہم امامت میں عالم کو قاری پر مقدم رکھتے ہیں کیونکہ علم کی ضرورت نماز کے ہر رکن میں ہے، قرأت کی ضرورت صرف ایک رکن میں، امام ابو یوسف اور بعض دیگر علماء نے ظاہر حدیث کو دیکھ کر قاری کو عالم پر مقدم رکھا مگر قول اول نہایت صحیح ہے۔

یعنی اگر قرأت سب کی یکساں ہو تو صرف عالم کو مقدم کرو۔ خیال رہے کہ یہاں علم سنت سے مراد نماز کے احکام کا جاننا ہے نہ کہ سند یافتہ عالم ہونا اور یہ کلام اس جگہ کے لیے ہے جہاں کوئی امام مقررہ نہ ہو یعنی ایسوں کو امام بناؤ لیکن جس مسجد میں امام مقرر ہو تو وہاں وہی امامت کا حقدار ہوگا اسے کوئی عالم یا قاری نہیں ہٹا سکتا اس کے لیے اگلی حدیثیں آ رہی ہیں۔

غرض کہ امام میں مقتدیوں پر کوئی دینی فوقیت چاہیے اب شرعی ہجرت تو موجود نہیں زیادتی عمر کا ہی اعتبار ہوگا، بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہاں ہجرت سے مراد گناہوں کا چھوڑنا ہے (ہجرت معنوی) یعنی پھر متقی پرہیزگار غیر متقی پر مقدم ہوگا۔

یعنی جہاں امام مسجد مقرر ہو وہاں وہی نماز پڑھائے گا اگرچہ اس سے بڑا عالم یا قاری موجود ہو، معلوم ہوا کہ گزشتہ ترتیب وہاں کے لیے تھی جہاں امام پہلے سے مقرر نہ ہو، ہاں مقررہ امام کی اجازت سے دوسرا نماز پڑھا سکتا ہے۔

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۴۱)

512۔ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانُوْا ثَلَاثَۃً فَلْیَؤُمَّھُمْ اَحَدُھُمْ وَاَحَقُّھُمْ بِالْاِمَامَۃِ اَقْرَؤُھُمْ۔ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَ مُسْلِمٌ وَّ النَّسَائِیُّ۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تین شخص ہوں تو ان میں سے ایک ان کو امامت کرائے اور امامت کا سب سے زیادہ حقدار وہ شخص ہے جسے قرآن کا زیادہ علم ہو۔

(مسلم 'کتاب المساجد' باب من احق بالامامۃ' جلد 1 صفحہ 236) (نسائی 'کتاب الامامۃ والجماعۃ' باب اجتماع القوم فی موضع ھم فیہ' جلد 1 صفحہ 126) (مسند احمد جلد 3 صفحہ 24)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی اگرچہ قاری عالم کا امام بننا افضل ہے لیکن اگر ان کے سوا کوئی اور بھی امام بن گیا تو نماز ہو جائے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ افضل کے ہوتے مفضول کا امام بننا جائز ہے۔ اس جگہ مرقاۃ نے فرمایا کہ اگرچہ مفضول امام بن جائے مگر افضل پیچھے رہ کر بھی اس سے افضل ہے، دیکھو بلال جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے جائیں گے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم ہو کر۔

اس میں یہ ذکر تھا کہ تم میں اذان کوئی کہہ دے مگر امامت بہتر آدمی کرے، وہ حدیث مصابیح میں یہاں تھی میں نے وہاں بیان کی۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۴۲)

بَابُ اِمَامَۃِ النِّسَآءِ

عورتوں کی امامت کا بیان

513۔ عَنْ اُمِّ وَرَقَۃَ الْاَنْصَارِیَّۃِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ

حضرت ام ورقہ انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔

اِنْطَلِقُوْا بِنَا اِلَى الشَّهِيْدَةِ فَنَزُوْرُهَا وَاَمَرَ اَنْ يُّؤَذَّنَ لَهَا وَيُقَامَ وَتَؤُمَّ اَهْلَ دَارِهَا فِي الْفَرَائِضِ. رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَاِسْنَادُهُ حَسَنٌ وَاَخْرَجَهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْفَرَائِضِ.

(مستدرک حاکم' کتاب الصلوٰۃ' باب امامۃ المرأۃ النسآء فی الفرائض' جلد 1 صفحہ 203) (ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب امامۃ النسآء' جلد 1 صفحہ 87)

ہمارے ساتھ شہیدہ کے پاس چلو کہ ہم اس سے ملاقات کریں اور آپ نے حکم دیا کہ ان کے لئے اذان دی جائے اور اقامت کہی جائے اور یہ کہ وہ فرض نمازوں میں اپنے گھر والوں کی امامت کرائے۔ اس کو امام حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کو سند حسن اور اس کو ابوداؤد نے روایت کیا اور فی الفرائض کے لفظ کا ذکر نہیں کیا۔

514-وَعَنْ رِّيْطَةَ الْحَنَفِيَّةِ اَنَّ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَمَّتْهُنَّ وَقَامَتْ بَيْنَهُنَّ فِيْ صَلٰوةٍ مَّكْتُوْبَةٍ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

(مصنف عبد الرزاق' کتاب الصلوٰۃ' باب المرأۃ تؤم النسآء' جلد 3 صفحہ 141' رقم الحدیث: 5086)

حضرت ریطہ حنیفہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو امامت کرائی اور آپ فرض نماز میں ان کے درمیان کھڑی ہوئیں۔ اس کو عبدالرزاق نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

515-وَعَنْ حُجَيْرَةَ بِنْتِ حُصَيْنٍ قَالَتْ اَمَّتْنَا اُمُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فِيْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ فَقَامَتْ بَيْنَنَا. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

حضرت حجیرہ بنت حصین رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہمیں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عصر کی نماز میں امامت کرائی تو وہ ہمارے درمیان کھڑی ہوئیں۔ اس کو عبدالرزاق نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مصنف عبد الرزاق' کتاب الصلوٰۃ' باب المرأۃ تؤم النسآء' جلد 1 صفحہ 140' رقم الحدیث: 5082)

شرح: امامت کا بیان

امامت دو ۲ قسم ہے:

(۱) صغریٰ۔ (۲) کبریٰ۔

امامتِ صغریٰ، امامتِ نماز ہے، اس کا بیان اِن شاءاللہ تعالیٰ کتاب الصلاۃ میں آئے گا۔

امامتِ کبریٰ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابتِ مطلقہ، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نیابت سے مسلمانوں کے تمام اُمورِ دینی و دنیوی میں حسبِ شرع تصرّفِ عام کا اختیار رکھے اور غیرِ معصیت میں اُس کی اطاعت، تمام جہان کے مسلمانوں پر فرض ہو۔ اِس امام کے لیے مسلمان، آزاد، عاقل، بالغ، قادر، قرشی ہونا شرط ہے۔ ہاشمی، علوی، معصوم ہونا اس کی شرط نہیں۔

امام کی اِطاعت مطلقاً ہر مسلمان پر فرض ہے، جبکہ اس کا حکم شریعت کے خلاف نہ ہو، خلافِ شریعت میں کسی کی اطاعت نہیں۔

امام ایسا شخص مقرر کیا جائے، جو شجاع اور عالم ہو، یا علماء کی مدد سے کام کرے۔

عورت اور نابالغ کی امامت جائز نہیں، اگر نابالغ کو امام سابق نے امام مقرر کر دیا ہو تو اس کے بلوغ تک کے لیے لوگ ایک والی مقرر کریں کہ وہ احکام جاری کرے اور یہ نابالغ صرف رسمی امام ہوگا اور حقیقۃً اُس وقت تک وہ والی امام ہے۔ (الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج۲، ص۳۳۵۔۳۳۶: وتصح سلطنة متغلب للضرورة، و كذا صبي. وينبغي أن يفوض أمور التقليد على والتابع له، والسلطان في الرسم هو الولد، وفي الحقيقة هو الوالي لعدم صحة إذنه بقضاء)

بَابُ اِمَامَةِ الْاَعْمٰى

اندھے کی امامت کا بیان

516- عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَؤُمُّ قَوْمَهٗ وَهُوَ اَعْمٰى وَاَنَّهٗ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا تَكُوْنُ الظُّلْمَةُ وَالسَّيْلُ وَاَنَا رَجُلٌ ضَرِيْرُ الْبَصَرِ فَصَلِّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِيْ بَيْتِيْ مَكَانًا اَتَّخِذُهٗ مُصَلًّى فَجَاءَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّيَ فَاَشَارَ اِلٰى مَكَانٍ مِّنَ الْبَيْتِ فَصَلّٰى فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی قوم کی امامت کراتے تھے حالانکہ آپ نابینا تھے اور انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تاریکی اور پانی ہوتا ہے اور میں ایک نابیان شخص ہوں تو آپ میرے گھر میں کسی ایسی جگہ نماز پڑھیں جس کو میں جائے نماز بنالوں پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو فرمایا تم کون سی جگہ پسند کرتے ہو کہ میں نماز پڑھوں تو انہوں نے گھر میں ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس جگہ نماز پڑھی اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

(بخاری'کتاب الاذان' باب الرخصة في المطر والعلة ان يصلي في رَحْلِهٖ' جلد1 صفحہ 92)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوٰی رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قلت اخرج احمد وابوداؤد عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استخلف ابن ام مکتوم علی المدینة مرتین یصلی بھم وھو اعمٰی۔

(مسنداحمد بن حنبل مروی ازمسند انس بن مالک مطبوعہ دارالفکر بیروت، ۳/۱۹۲)(سنن ابوداؤد باب امامۃ الاعمٰی مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۸۸)

میں کہتا ہوں امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو مرتبہ مدینہ طیبہ میں اپنا خلیفہ مقرر فرمایا حالانکہ وہ نابینا تھے۔

علماء فرماتے ہیں انھیں امام مقرر کرنے کی یہی وجہ ہے کہ حاضرین میں سب سے افضل یہی تھے بحر الرائق میں ہے:

قید کراھۃ امامۃ الاعمٰی فی المحیط وغیرہ بان لایکون افضل القوم فان کان افضلھم فھو اولی وعلی ھذا یحمل تقدیم ابن ام مکتوم لانہ لم یبق من الرجال الصالحین للامامۃ فی المدینۃ احد افضل منہ حینئذ ولعل عتبان بن مالك کان افضل من کان یؤمہ ایضاً اھ۔

(بحر الرائق، باب الامامۃ، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ۱/۳۴۸)

محیط وغیرہ میں امامتِ اعمٰی کے مکروہ ہونے کے لئے یہ قید لگائی گئی ہے کہ وہ اعمٰی اس قوم سے افضل نہ ہو، اگر وہ دوسروں سے افضل ہے تو وہی بہتر ہوگا، اور حضرت ابنِ مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقدیم کو بھی اسی بات پر محمول کیا جاتا ہے کہ اس وقت مدینہ منورہ میں ان سے بڑھ کر امامت کا اہل کوئی نہیں تھا، ممکن ہے حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی دوسرے لوگوں سے افضل ہوں۔

قلت وقد سمعت انہ کان من الاصحاب البدریین رضی اللہ تعالٰی عنھم اجمعین فان لم یکن فی من کان یؤمھم من شھد بدرا کان افضلھم بالیقین۔ واللہ سبحٰنہ تعالٰی اعلم۔ قلت (میں کہتا ہوں) آپ نے سن لیا ہے کہ وہ اصحاب بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں سے تھے اگر ان کے مقتدیوں میں کوئی بھی اصحاب بدر میں سے نہ تھا تو وہ بالیقین ان سے افضل ہوئے۔ (الفتاوی الرضویۃ، ج ٦، ص ۴۱۷۔ ۴۱۸)

517-وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِسْتَخْلَفَ ابْنَ اُمِّ مَکْتُوْمٍ یَؤُمُّ النَّاسَ وَھُوَ اَعْمٰی۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَاِسْنَادُہٗ حَسَنٌ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابن ام مکتوم کو قائم مقام بنایا کہ وہ لوگوں کی امامت کرائیں حالانکہ وہ نابینا تھے اس کو ابوداؤد نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(ابوداؤد' کتاب الصلوۃ' باب امامۃ الاعمی' جلد 1 صفحہ 88)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یعنی جب آپ غزوۂ تبوک میں تشریف لے گئے، تو حضرت علی مرتضیٰ کو مدینہ منورہ کی حفاظت اہل وعیال کی نگہداشت دشمنوں کے انتظام کا خلیفہ بنا گئے اور عبداللہ ابن ام مکتوم کو نماز کی امامت کا چونکہ علی مرتضیٰ اتنی ذمہ داریوں کے ہوتے امامت کے فرائض انجام نہیں دے سکتے تھے اس لیے آپ پر پابندی نہیں لگائی گئی اور چونکہ باقی لوگوں میں عبداللہ ابن ام مکتوم کی برابر کوئی عالم نہ تھا اس لیے باوجود نابینا ہونے کے آپ کو امام بنایا گیا۔ خیال رہے کہ حضرت ابن ام مکتوم کی

امامت اتفاقی تھی مگر صدیق اکبر کی امامت اتفاقی نہ تھی وہاں تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جس قوم میں ابوبکر ہوں وہاں کسی اور کو امامت کا حق نہیں لہٰذا صدیق اکبر کی امامت ان کی خلافت کی دلیل تھی مگر یہ امامت خلافت کی دلیل نہیں۔فقیر کی اس تقریر سے اس حدیث پر سے حسب ذیل اعتراضات اٹھ گئے: (۱) یہ حدیث صحیح نہیں کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقعہ پر علی مرتضٰی کو خلیفہ بنایا تھا یہ حدیث اس کے خلاف ہے۔(۲) علی مرتضٰی جیسے فقیہ و عالم کی موجودگی میں انہیں امام کیوں بنایا گیا۔(۳) نابینا کی امامت مکروہ ہے پھر انہیں امام کیوں بنایا گیا۔(۴) معلوم ہوا کہ صدیق اکبر کو نماز کا امام بنانا آپ کی خلافت کی دلیل نہیں، ورنہ ابن ام مکتوم بھی خلیفہ ہونے چاہئیں م۔خیال رہے کہ نابینا کی امامت مکروہ نہیں صرف خلاف اولیٰ ہے مگر جب نابینا عالم قوم ہو تو خلاف اولیٰ بھی نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ام مکتوم کو دوبارہ اپنا خلیفہ بنایا ہے، بعض نے فرمایا کہ اس امت میں عبس وتولیٰ والے واقعہ کا بدلہ کرنا مقصود تھا۔

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۴۵)

518-وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَخْلَفَ ابْنَ اُمِّ مَكْتُوْمٍ عَلَى الْمَدِيْنَةِ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَاِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابن ام مکتوم کو مدینہ پر اپنا قائم مقام بنایا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اس کو بیہقی نے اپنی کتاب المعرفۃ میں بیان کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(معرفة السنن والآثار' كتاب الصلوٰة' جلد 4صفحه 162' رقم الحديث: 5768) (صحيح ابن حبان جلد 4 صفحه 287' رقم الحديث: 2131) (وايضا سنن الكبرىٰ للبيهقي 'كتاب الصلوٰة' باب امامة الاعمٰى عَنْ اَنَسٍ' جلد 3 صفحه 88)

بَابُ اِمَامَةِ الْعَبْدِ

غلام کی امامت کا بیان

519- عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ الْعُصْبَةَ مَوْضِعًا بِقُبَاءٍ قَبْلَ مَقْدَمِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَؤُمُّهُمْ سَالِمٌ مَّوْلَى اَبِيْ حُذَيْفَةَ وَكَانَ اَكْثَرَهُمْ قُرْاٰنًا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(بخاری 'کتاب الاذان' باب امامۃ العبد والمولیٰ' جلد 1 صفحہ 96)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد سے پہلے مہاجرین اولین قبا میں عصبہ نامی جگہ آئے تو حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام سالم ان کی امامت کراتے تھے اور انہیں ان سب سے زیادہ قرآن مجید یاد تھا۔اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

شرح: مفسرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے بعض صحابہ مدینہ منورہ پہنچ گئے تھے جن میں حضرت عمر اور سیدنا ام سلمہ کے خاوند ابوسلمہ ابن اسد جیسے صحابہ بھی تھے لیکن چونکہ اس وقت ابوحذیفہ ابن عتبہ ابن ربیعہ کے فارسی غلام زیادہ قاری اور عالم بھی تھے اس لیئے وہ امام رہے۔اس سے معلوم ہوا کہ افضل کے ہوتے مفضول امامت کرسکتا ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قرآن چار شخصوں سے سیکھو، ابن مسعود، ابی ابن کعب، معاذ ابن جبل، سالم مولیٰ ابی حذیفہ۔(جامع صغیر سیوطی)

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۵۱)

520- وَعَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ اَنَّهُمْ کَانُوْا یَاْتُوْنَ عَآئِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَعْلَی الْوَادِیْ هُوَ وَعُبَیْدُ بْنُ عُمَیْرٍ وَالْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرِمَةَ وَنَاسٌ کَثِیْرٌ فَیَؤُمُّهُمْ اَبُوْ عَمْرٍو مَوْلٰی عَآئِشَةَ وَ اَبُوْ عَمْرٍو غُلَامُهَا حِیْنَئِذٍ لَّمْ یُعْتَقْ قَالَ وَکَانَ اِمَامَ بَنِیْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُرْوَةَ۔ رَوَاهُ الشَّافِعِیُّ فِیْ مُسْنَدِهٖ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ مَعْرِفَةِ السُّنَنِ وَالْاٰثَارِ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت ابن ابوملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں وہ مدینہ کے بالائی حصہ میں ام المؤمنین ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ اور حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسور بن مخرمہ اور بہت سے لوگ تو ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غلام ابوعمرو نے ان کی امامت کرائی حالانکہ وہ اس وقت ان کے غلام تھے آزاد نہیں کیئے گئے تھے۔راوی فرماتے ہیں یہ بنو محمد بن ابوبکر اور عروہ کے امام تھے۔اس کو امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی مسند میں اور بیہقی نے معرفۃ السنن والآثار میں روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(مسند شافعی' باب السابع فیا لجماعة واحکام الامامة' جلد 1 صفحه 106' رقم الحدیث: 314) (معرفة السنن والآثار' کتاب الصلوة' جلد 4 صفحه 163' رقم الحدیث: 70-5769) (سنن الکبرٰی للبیهقی' کتاب الصلوة' باب امامة العبید' جلد 3 صفحه 88)

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ اِمَامَةِ الْجَالِسِ

بیٹھ کر نماز پڑھانے والے کی امامت کا بیان

521- عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَکِبَ فَرَسًا فَصُرِعَ عَنْهُ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْاَیْمَنُ فَصَلّٰی صَلٰوةً مِّنَ الصَّلَوَاتِ وَهُوَ قَاعِدٌ فَصَلَّیْنَا وَرَآئَهٗ قُعُوْدًا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھوڑے پر سوار ہوئے تو اس سے گر پڑے تو آپ کی دائیں جانب چھل گئی تو آپ نے نمازوں میں سے کوئی نماز بیٹھ کر پڑھائی تو ہم نے آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی پس جب آپ

لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا صَلّٰی قَآئِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا فَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَاِذَا صَلّٰی قَآئِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا وَاِذَا صَلّٰی جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا اَجْمَعُوْنَ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

(بخاری' کتاب الاذان' باب انما جعل الامام ليؤتم به' جلد 1 صفحہ 176)(مسلم' کتاب الصلوة' باب ائتمام الماموم بالامام' جلد 1 صفحہ 176)

نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے پس جب وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سر اٹھائے تم بھی سر اٹھاؤ اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا ولک الحمد کہو اور جب وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھو اس کو شیخین نے روایت کیا ہے۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

شیخ نے فرمایا کہ یہاں حضور کا گھوڑے سے گر جانا اور کروٹ چھِل جانا بحکم بشریت ہے شیخ کا مطلب یہ کہ معراج میں برق رفتار براق پر سوار ہونا اور آسمانوں کی سیر کرنا یہ تقاضائے ملکیت تھا۔

امام احمد ابن حنبل فرماتے ہیں کہ اگر امام قبیلہ کا امام ہو اور اس کی بیماری بھی عارضی ہو مرض وفات نہ ہو اور نماز بیٹھ کر پڑھے تو مقتدی کو بھی بیٹھنا پڑے گا بلکہ ایسا امام اگر کھڑے ہو کر نماز شروع کرے اور اسے درمیان میں بیٹھنا پڑ جائے تو مقتدی بھی بیٹھ جائیں گے ان کا ماخذ یہ حدیث ہے، باقی تمام آئمہ اس کے خلاف ہیں وہ فرماتے ہیں یہ حدیث منسوخ ہے جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔(لمعات)

یہاں یہ اعتراض نہیں پڑ سکتا کہ وہ حضور کا قول تھا یہ فعل ہے اور قول فعل سے منسوخ نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ کھڑا ہونا صحابہ کا فعل تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منع نہ فرمانا اس کی تائید ہے کیونکہ فعل قول کا ناسخ وہاں ہوتا جہاں فعل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت کا احتمال ہو یہاں یہ بات نہیں، دیکھو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجام کی اجرت کو خبیث فرمایا اور خود ابوطیبہ سے فصد کھلوا کر انہیں اجرت دی آپ کا یہ فعل اس قول کا ناسخ ہے کیونکہ یہاں دینا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے لینا حضرت ابوطیبہ کا لہٰذا یہ آپ کے خصائص میں سے نہ رہا۔ خیال رہے کہ یہ حمیدی امام بخاری کے شیخ ہیں، وہ حمیدی نہیں جو جامع صحیحین ہیں، دھوکا نہ کھانا۔(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۵۱)

522۔ وَعَنْ عَآئِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِهٖ وَهُوَ شَاكٍ فَصَلّٰی جَالِسًا وَّصَلّٰی وَرَآءَهٗ قَوْمٌ قِيَامًا فَاَشَارَ اِلَيْهِمْ اَنِ اجْلِسُوْا

ام المؤمنین ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیماری کی حالت میں بیٹھ کر نماز پڑھائی تو آپ کے پیچھے لوگوں نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی تو آپ نے ان کی

فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَاِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

طرف بیٹھنے کا اشارہ کیا پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے پس جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو اور جب وہ سر اٹھائے تو تم سر اٹھاؤ اور جب وہ سمع اللّٰہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا ولک الحمد کہو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری' کتاب الاذان' باب انما جعل الامام لیؤتم بہ' جلد 1 صفحہ 95) (مسلم' کتاب الصلوٰۃ' باب ائتمام المأموم بالامام' جلد 1 صفحہ 177)

523- وَعَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَقُلْتُ لَهَا اَلَا تُحَدِّثِيْنِيْ عَنْ مَرَضِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ بَلٰى ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا وَهُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ضَعُوْا لِيْ مَآءً فِي الْمِخْضَبِ فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوْءَ فَاُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا وَهُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ ضَعُوْا لِيْ مَآءً فِي الْمِخْضَبِ فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوْءَ فَاُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا وَهُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ ضَعُوْا لِيْ مَآءً فِي الْمِخْضَبِ فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوْءَ فَاُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اَصَلَّى النَّاسُ فَقُلْنَا لَا وَهُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَتْ وَالنَّاسُ عُكُوْفٌ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا کیا آپ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیماری کے بارے میں بیان نہیں کریں گی تو انہوں نے فرمایا کیوں نہیں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی تو ہم نے عرض کیا نہیں یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں تو آپ نے فرمایا میرے لئے ٹب میں پانی رکھو۔ آپ فرماتی ہیں ہم نے ایسا کیا تو آپ نے غسل کیا پھر غسل کے بعد آپ اٹھ کر جانے لگے تو آپ پر بے ہوشی طاری ہوگئی پھر جب ہوش آیا تو فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے۔ ہم نے عرض کیا نہیں یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں تو آپ نے فرمایا میرے لئے ٹب میں پانی رکھو تو آپ بیٹھے پھر غسل کیا پھر اٹھ کر جانے لگے تو آپ پر بے ہوشی طاری ہوگئی پھر جب ہوش آیا تو فرمایا کیا

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَلٰوةِ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ قَالَتْ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اَبِیْ بَكْرٍ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَاَتَاهُ الرَّسُوْلُ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُكَ اَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ وَّكَانَ رَجُلًا رَقِيْقًا يَا عُمَرُ صَلِّ بِالنَّاسِ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ اَنْتَ اَحَقُّ بِذٰلِكَ قَالَتْ فَصَلّٰى بِهِمْ اَبُوْبَكْرٍ تِلْكَ الْاَيَّامَ ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ مِنْ نَّفْسِهٖ خِفَّةً فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ اَحَدُهُمَا الْعَبَّاسُ لِصَلٰوةِ الظُّهْرِ وَاَبُوْبَكْرٍ يُّصَلِّيْ بِالنَّاسِ فَلَمَّا رَاٰهُ اَبُوْبَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَاَخَّرَ فَاَوْمَاَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا يَتَاَخَّرَ وَقَالَ لَهُمَا اَجْلِسَانِيْ اِلٰى جَنْبِهٖ فَاَجْلَسَاهُ اِلٰى جَنْبِ اَبِیْ بَكْرٍ وَّكَانَ اَبُوْبَكْرٍ يُّصَلِّيْ وَهُوَ قَائِمٌ بِصَلٰوةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوةِ اَبِیْ بَكْرٍ وَّالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ قَالَ عُبَيْدُ اللهِ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَهٗ اَلَا اَعْرِضُ عَلَيْكَ مَا حَدَّثَتْنِيْ عَائِشَةُ عَنْ مَّرَضِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَاتِ فَعَرَضْتُ حَدِيْثَهَا عَلَيْهِ فَمَا اَنْكَرَ مِنْهُ شَيْئًا غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ اَسَمَّتْ لَكَ الرَّجُلَ الَّذِيْ كَانَ مَعَ الْعَبَّاسِ قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِيٌّ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔ (بخاری' کتاب الاذان' باب انما جعل الامام لیؤتم بہ' جلد 1 صفحہ 95) (مسلم' کتاب الصلوٰۃ' باب استخلاف الامام اذا

لوگوں نے نماز پڑھ لی۔ ہم نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں اور ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں لوگ مسجد میں بیٹھے عشاء کی نماز کے لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے تو نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس قاصد نے آ کر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم آپ کو حکم دے رہے ہیں کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا اے عمر تو لوگوں کو نماز پڑھا اور آپ رقیق القلب شخص تھے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا کہ آپ امامت کے زیادہ حقدار ہیں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ان دنوں میں لوگوں کو نماز پڑھائی پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کچھ ہلکا پن محسوس کیا تو آپ دو آدمیوں کے سہارے نماز ظہر کے لئے نکلے ان میں سے ایک عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ تھے پس جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے آپ کو دیکھا تو پیچھے ہونا شروع ہو گئے تو نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ وہ پیچھے نہ ہٹیں اور ان دونوں سے فرمایا مجھے ابوبکر کے پہلو میں بٹھا دو تو ان دونوں نے آپ کو ابوبکر کے پہلو میں بٹھا دیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھنے لگے اور لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی اقتدا کرنے لگے۔

مرض له مذرا...الخ' جلد 1 صفحہ 177)

حضرت عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا تو میں نے ان سے کہا کیا میں آپ پر وہ حدیث پیش نہ کروں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیماری کے متعلق ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھ سے بیان کی تو انہوں نے کہا سناؤ تو میں نے ان پر ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی (بیان کردہ) حدیث پیش کی تو انہوں نے حدیث میں سے کسی چیز سے اختلاف نہ کیا۔ سوائے اس کے کہ انہوں نے کہا کہ کیا ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تمہارے سامنے اس شخص کا نام نہیں لیا جو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے تو میں نے کہا نہیں تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ اس کو شیخین نے روایت کیا ہے۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

مرض سے مراد مرض وفات شریف ہے، چونکہ اس زمانہ میں ام المؤمنین ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تیمار دار رہی ہیں۔ اس لیئے صحابہ کرام آپ ہی سے اس مرض کے حالات پوچھا کرتے تھے۔ خیال رہے کہ یہ سائل حضرت عبیداللہ ابن عبداللہ ابن عتبہ ابن مسعود ہذلی ہیں۔ یعنی عبداللہ ابن مسعود کے بھتیجے اور عمر بن عبدالعزیز کے استاد، فقہائے مدینہ میں سے تھے، تابعی تھے، نابینا تھے، ۹۲ھ میں وفات پائی۔ حق یہ ہے کہ ان کے والد بھی تابعی ہیں، ان کی وفات ۷۴ھ میں ہوئی۔

مخضب اور مرکن قریبا ہم معنی ہیں۔ یعنی کپڑے دھونے کا برتن۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز جماعت سے کتنی محبت تھی کہ ایسی سخت تکلیف میں بھی جماعت ہی کی فکر ہے۔ صحابہ کرام کا یہ عشق تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر نماز نہ پڑھتے تھے اگرچہ قضا ہی ہو جائے۔

شاید یہ غسل سے مراد وضو یا وضو کے لیئے ہاتھ دھونا ہے۔ ورنہ ہر بار غسل کرنے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی، نیز جب

ضعف کا یہ حال ہے کہ جنبش پر غشی طاری ہو جاتی ہے تو غسل کیسے ہو سکتا ہے۔

بے ہوشی ایک قسم کی بیماری ہے لہٰذا انبیائے کرام پر طاری ہو سکتی ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "فَخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا"۔
جنون خرابی عقل ہے اور عیب اس سے انبیاء کرام محفوظ ہیں۔ بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ حضرات انبیاء پر غشی بھی گھڑی دو گھڑی کی آسکتی ہے نہ کہ مہینہ دو مہینہ کی کہ وہ غشی جنون کی مثل ہے۔

بعض کا خیال ہے کہ یہ بار بار غسل علاج کے لیئے تھا کہ بخار کا علاج غسل تھا مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ عرب میں بعض بخاروں کا علاج سورج نکلنے کے وقت کا غسل ہے، نیز اگر علاجا ہوتا تو یہ بعد نماز بھی ہو سکتا تھا۔

نہ دروازہ عالیہ پر آواز دیتے تھے کہ بے ادبی ہے اور نہ اکیلے نماز پڑھتے تھے کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء سے محرومی ہے۔

یعنی حضرت بلال مؤذن رسول اللہ بعض تاریخی روایات میں ہے کہ آپ روتے ہوئے آئے اور کہا کہ لوگو مدینہ اجڑ چلا، مسجد نبوی ویران ہو چلی آج بغیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جماعت ہوگی پھر یہ پیغام عرض کیا۔

ظاہر یہ ہے کہ یہ امر وجوب کے لیئے ہے کیونکہ بعض روایات میں بھی ہے کہ فرمایا جہاں ابوبکر ہوں وہاں کسی کی امامت کا حق نہیں۔

اس فرمان میں حکم سرکاری سے سرتابی نہیں بلکہ اظہار معذوری ہے کیونکہ آپ کو اندیشہ تھا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مصلی خالی دیکھ کر صبر نہ کرسکوں گا، لوگوں کو قرأت نہ سنا سکوں گا، چیخیں نکل جائیں گی۔

یعنی میری کیا مجال کہ آپ کی موجودگی میں امام بنوں، آپ جناب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتخاب میں آچکے، آپ کی اس امامت سے لوگوں کی تقدیریں وابستہ ہو چکیں، اس سے بہت سے سربستہ راز کھلیں گے، آگے بڑھیئے اللہ آپ کو صبر دے گا۔

یعنی داہنی طرف اور بائیں طرف باری باری سے حضرت علی مرتضٰے فضل ابن عباس اور اسامہ ابن زید جیسا کہ مرقاۃ وغیرہ میں ہے۔ خیال رہے کہ یہ حضرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تیمارداری کی وجہ سے جماعت میں شریک نہ ہوئے وہ سمجھتے تھے کہ یہ آخری خدمت ہے جتنا موقع مل جائے غنیمت ہے۔ شعر

نمازیں گر قضا ہوں پھر ادا ہوں　　　نگاہوں کی قضائیں کب ادا ہوں

معلوم ہوا کہ ان نمازوں میں صدیق اکبر بجائے سجدہ گاہ کے جناب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ کو انکھیوں سے دیکھتے تھے یعنی تن بکار اور دل بیار پر عمل تھا ایسی کامل نماز کسے نصیب ہو سکتی ہے۔

خیال رہے کہ یہ حضرات حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو حجرے شریف سے محراب النبی تک لائے یعنی آدھی صف کے سامنے سے گزرے ان کے لیئے یہ گزرنا جائز تھا کیونکہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے تھا۔ شرعی حکم تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی اطاعت ہے۔خیال رہے کہ صدیق اکبر نے اس زمانہ میں ۱۷ نمازیں پڑھائیں ہیں کیونکہ دو دن پہلے عشاء کے وقت آپ کو امام بنایا گیا اور آج ظہر کو یہ وقعہ ہوا۔

بعض کم عقلوں نے کہا کہ حضرت عائشہ صدیقہ حضرت علی سے ناراض تھیں کیونکہ علی مرتضی نے تہمت کے موقعہ پر آپ کی حمایت پر زور نہ دیا تھا بلکہ یہ کہا تھا کہ حضور آپ کو بیویاں اور بھی مل جائیں گی مگر یہ غلط ہے کیونکہ دوسروں سے عائشہ صدیقہ نے آپ کا نام لیا ہے جیسا کہ بہت سی روایات میں ہے۔(مرقاۃ) نیز تعجب ہے کہ ام المؤمنین یہاں تو علی مرتضی کا نام تک نہ لیں ادھر آپ کے اکثر فضائل کی روایتیں حضرت عائشہ صدیقہ سے ہی مروی ہیں، نام نہ لیں فضائل بیان کریں یہ کیسے ہوسکتا ہے بلکہ اس کی وجہ وہی ہے جو ہم پہلے عرض کر چکے کہ اس جانب کچھ دور حضرت علی مرتضی رہے، کچھ دور فضل ابن عباس اور کچھ دور حضرت اسامہ ابن زید۔خیال رہے کہ یہ واقعہ ہفتہ یا اتوار کی ظہر کا ہے۔سوموار یعنی خاص وفات کے دن فجر کے وقت اولاً آپ نے پردہ اٹھا کر جماعت کو دیکھا اور دعائیں دیں، دوسری رکعت میں تشریف لا کر نماز میں شریک ہو گئے پہلے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم امام ہوئے ہیں اور صدیق مقتدی مگر سوموار کی فجر میں صدیق اکبر ہی امام رہے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے پیچھے ایک رکعت پڑھی ہے اور اسی دن وفات شریف ہوگئی۔یہ مرقاۃ کی تحقیق ہے اور اس سے تمام روایتیں جمع ہو جاتی ہیں۔(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۷۱)

بَابُ صَلٰوةِ الْمُفْتَرِضِ خَلْفَ الْمُتَنَفِّلِ

فرض پڑھنے والے کا نفل پڑھنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا

524۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَآءَ الْاٰخِرَةَ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى قَوْمِهٖ فَيُصَلِّيْ بِهِمْ تِلْكَ الصَّلٰوةَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ. وزاد عبد الرزاق والشافعي وَالطَّحَاوِيُّ والدَّارُقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ رِوَايَةٍ هِيَ لَهٗ تَطَوُّعٌ وَّلَهُمْ فَرِيْضَةٌ. وَفِيْ هٰذِهِ الزِّيَادَةِ كَلَامٌ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھتے تھے۔پھر اپنی قوم کی طرف لوٹ کر آتے تو ان کو وہ نماز پڑھاتے اس کو شیخین نے روایت کیا اور عبدالرزاق امام شافعی طحاوی دارقطنی اور بیہقی (رحمۃ اللہ علیہم) نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔وہ نماز حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نفل ہوتی اور دیگر لوگوں کے لئے فرض ہوتی اور اس اضافہ میں کلام ہے۔

(مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب القراۃ فی العشاء، جلد 1 صفحہ 187) (بخاری، کتاب الاذان، باب اذا طوّل الامام...الخ، جلد 1 صفحہ 97) (مصنف عبد الرزاق، کتاب الصلوٰۃ، باب لا تکون صلوٰۃ واحدۃ لشتّی، جلد 2 صفحہ 8، رقم الحدیث: 2265) (مسند شافعی، کتاب الصلوٰۃ، باب السابع فی الجماعۃ واحکام الامامۃ، جلد 1 صفحہ 103، رقم

الحديث: 303 (طحاوی' کتاب الصلوٰۃ' باب الرجل یصلی الفریضۃ خلف من یصلی تطوعا' جلد 1 صفحہ 279) (دارقطنی' کتاب الصلوٰۃ' باب ذکر صلوٰۃ المفترض خلف المتنفل' جلد 1 صفحہ 274) (سنن الکبری للبیہقی' کتاب الصلوٰۃ' باب الفریضۃ خلف من یصلی النافلۃ' جلد 3 صفحہ 85)۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

ظاہر یہ ہے کہ ھی کا مرجع آپ کی پہلی نماز ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کی یعنی پہلی نماز نفل ہوتی تھی اور دوسری فرض اور اگر اس کا مرجع دوسری نماز ہو تو نافلۃ کے لغوی معنی مراد ہوں گے یعنی زائد۔ قرآن کریم نے اس معنی میں فرض نماز کو بھی نفل فرمایا ہے: ﴿فَتَہَجَّدْ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ﴾ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تہجد فرض تھی مگر اس کو نافلہ بمعنی زائدہ فرمایا گیا اور اگر مان لیا جائے کہ آپ اولاً فرض ہی پڑھتے تھے بعد میں نفل تو یہ آپ کا اجتہاد تھا اسی لیئے بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا اے معاذ یا تم میرے ساتھ نماز پڑھو یا اپنی قوم کو ہلکی نماز پڑھاؤ۔

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۷۵)

بَابُ صَلٰوةِ الْمُتَوَضِّیْ خَلْفَ الْمُتَیَمِّمِ

525۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ احْتَلَمْتُ فِیْ لَیْلَةٍ بَارِدَةٍ فِیْ غَزْوَةِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ فَاَشْفَقْتُ اَنْ اَغْتَسِلَ فَاَھْلِكَ فَتَیَمَّمْتُ ثُمَّ صَلَّیْتُ بِاَصْحَابِی الصُّبْحَ فَذَکَرُوْا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا عَمْرُو صَلَّیْتَ بِاَصْحَابِكَ وَاَنْتَ جُنُبٌ فَاَخْبَرْتُہٗ بِالَّذِیْ مَنَعَنِیْ مِنَ الْاِغْتِسَالِ وَقُلْتُ اِنِّیْ سَمِعْتُ اللّٰہَ یَقُوْلُ وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِکُمْ رَحِیْمًا فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَمْ یَقُلْ شَیْئًا۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالْبُخَارِیُّ تَعْلِیْقًا وَاٰخَرُوْنَ وَصَحَّحَہُ الْحَاکِمُ۔

وضو کرنیوالے کا تیمم کرنیوالے کے پیچھے نماز پڑھنا

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ غزوہ ذات السلاسل کے موقع پر ایک سرد رات میں مجھے احتلام ہوگیا۔ پس مجھے ڈر لگا کہ غسل کرنے سے میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ پس میں تیمم کر کے اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھائی تو صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سامنے اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا اے عمرو کیا تو نے حالت جنابت میں اپنے ساتھیوں نماز پڑھائی تو میں نے آپ کو اس چیز کی خبر دی جس نے مجھے غسل کرنے سے روکا اور میں نے عرض کیا کہ میں نے اللہ تعالٰی کا فرمان سنا ہے کہ اپنی جانوں کو قتل نہ کرو بے شک اللہ تعالٰی تم پر مہربان ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہنس پڑے اور کچھ نہ کہا اس کو ابوداؤد اور بخاری نے تعلیقاً ذکر کیا اور دیگر

محدثین نے اور حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا۔

(ابوداؤد'کتاب الطهارة' باب اذا خاف الجنب البرد ایتیمم' جلد1 صفحه 48) (بخاری'کتاب التیمم' باب اذا خاف الجنب علی نفسه المریض... الخ' جلد1 صفحه 49) (مستدرک حاکم'کتاب الطهارة'باب عدم الغسل للجنابة فی شدة البرد' جلد1 صفحه 177)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزّت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جسے بالفعل ایسا مرض موجود ہو جس میں نہانا نقصان دے گا یا نہانے میں کسی مرض کے پیدا ہوجانے کا خوف ہے اور یہ نقصان وخوف تو اپنے تجربے سے معلوم ہوں یا طبیب حاذق مسلمان غیر فاسق کے بتائے سے، تو اُس وقت اُسے تیمم سے نماز جائز ہوگی اور اب اس کے پیچھے سب مقتدیوں کی نماز صحیح ہے، غرض امام کا تیمم اور مقتدیوں کا پانی سے طہارت سے ہونا صحت امامت میں خلل انداز نہیں، ہاں امام نے تیمم ہی بے اجازت شرع کیا ہو تو آپ ہی نہ اس کی ہوگی نہ اُس کے پیچھے اوروں کی۔ تنویر میں ہے:

صح اقتداء متوضیئ بمتیمم۔ (درمختار شرح تنویر الابصار، مطبع مجتبائی دہلی، ۱/۸۵)

(وضو والے کی اقتداء تیمم والے کے ساتھ صحیح ہے۔)

بحرالرائق میں ہے:

ترجیح المذهب بفعل عمرو بن العاص رضی الله تعالیٰ عنه حین صلی بقومه بالتیمم لخوف البرد من غسل الجنابة وهم متوضؤن ولم یأمرهم علیه الصلوٰة والسلام بالاعادة حین علم۔ (بحرالرائق باب الامامة مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۶۳)

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل اس مذہب کی ترجیح کا سبب ہے کہ انہوں نے سردی کی وجہ سے غسل جنابت کی جگہ تیمم کرکے اپنی قوم کی امامت کی حالانکہ لوگوں نے وضو کیا ہوا تھا۔ اور جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں یہ معاملہ پیش ہوا تو آپ نے نماز لوٹانے کا حکم نہیں فرمایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (الفتاویٰ الرضویہ، ج۷، ص۹۲)

بَابُ مَا اسْتُدِلَّ بِهٖ عَلٰى كَرَاهَةِ تَكْرَارِ الْجَمَاعَةِ فِيْ مَسْجِدٍ

ان روایات کا بیان جن سے مسجد میں دوبارہ جماعت کرانے کی کراہت پر استدلال کیا گیا

526۔ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْبَلَ مِنْ نَوَاحِي الْمَدِيْنَةِ يُرِيْدُ الصَّلٰوةَ فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا فَمَالَ اِلٰى مَنْزِلِهٖ فَجَمَعَ اَهْلَهٗ فَصَلّٰى بِهِمْ. رَوَاهُ

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اطراف مدینہ سے تشریف لائے نماز کا ارادہ رکھتے تھے تو لوگوں کو اس حال میں پایا کہ بے شک وہ نماز پڑھ چکے ہیں تو آپ گھر

الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَالْأَوْسَطِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رِجَالُهُ ثِقَاتٌ

کی طرف لوٹ گئے اور اپنے گھر والوں کو جمع کر کے ان کو نماز پڑھائی اس کو طبرانی نے کبیر اور اوسط میں بیان کیا اور ہیثمی نے کہا ہے کہ اس کے رجال ثقہ ہیں۔

(مجمع الزوائد کتاب الصلوٰۃ باب فیمن جاء الی المسجد فوجد الناس قد صلوا نقلًا من الطبرانی جلد 2 صفحہ 45)

بَابُ مَا جَاءَ فِي جَوَازِ تَكْرَارِ الْجَمَاعَةِ فِي مَسْجِدٍ

مسجد میں تکرار جماعت کے جواز کے بارے میں وارد روایات کا بیان

627۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَقَدْ صَلَّى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَصْحَابِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّتَصَدَّقُ عَلَى ذَا فَيُصَلِّيَ مَعَهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَصَلَّى مَعَهُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهُ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيْحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا درانحالیکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو نماز پڑھا چکے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کون اس پر صدقہ کرے گا کہ اس کے ساتھ نماز پڑھے تو قوم میں سے ایک شخص اٹھا تو اس نے اس کے ساتھ نماز پڑھی اس کو امام احمد ابو داؤد اور ترمذی (رحمۃ اللہ علیہم) نے روایت کیا امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو حسن قرار دیا اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو حسن قرار دیا اور کہا کہ یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

(مسند احمد جلد 3 صفحہ 45) (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب فی الجمع فی المسجد مرتین جلد 1 صفحہ 85) (ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ما جاء فی الجماعۃ فی مسجد قد صلّی فیہ مرّۃ جلد 1 صفحہ 53) (مستدرک حاکم کتاب الصلوٰۃ باب اقامۃ الجماعۃ فی المساجد مرتین جلد 1 صفحہ 209)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یہ کھڑے ہونے والے صاحب ابوبکر صدیق تھے جیسا کہ بیہقی شریف میں ہے اور یہ وقت فجر عصر و مغرب کے علاوہ ہوگا وہ صاحب امام بنے ابوبکر صدیق مقتدی ان کے فرض ادا ہوئے صدیق اکبر کے نفل۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ جماعت ثانیہ جائز ہے، بازار کی مسجد میں تو ہر طرح، محلے کی مسجد میں جہاں امام و مقتدی مقرر رہوں وہاں پہلے امام کی جگہ سے ہٹ کر۔ دوسرے یہ کہ دو شخصوں کی جماعت سے بھی ثواب جماعت مل جاتا ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر فرض والے کے ساتھ ایک نفل والا بھی شریک ہو جائے تب بھی جماعت کا ثواب مل جائے گا۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۷۵)

528-وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اَنَّ رَجُلاً جَآءَ وَصَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَامَ یُصَلِّیْ وَحْدَہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یَّتَّجِرُ عَلٰی ھٰذَا فَیُصَلِّیَ مَعَہٗ۔ اَخْرَجَہُ الدَّارُقُطْنِیُّ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص آیا درانحالیکہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز پڑھا چکے تھے تو اس نے اکیلے نماز پڑھنا شروع کردی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کون اس کے ساتھ تجارت کریگا کہ اس کے ساتھ نماز پڑھے۔

(دارقطنی 'کتاب الصلوٰۃ' باب اعادۃ الصلاۃ فی جماعۃ' جلد 1 صفحہ 276)

بَابُ صَلٰوۃِ الْمُنْفَرِدِ خَلْفَ الصَّفِّ
اکیلے شخص کا صف کے پیچھے نماز پڑھنا

529-عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ صَلَّیْتُ اَنَا وَیَتِیْمٌ فِیْ بَیْتِنَا خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاُمِّیْ اُمُّ سُلَیْمٍ خَلْفَنَا۔ رَوَاہُ الشَّیْخَانِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں میں نے اور یتیم نے اپنے گھر میں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اور میری والدہ ام سلیم ہمارے پیچھے تھیں اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری 'کتاب الاذان' باب المرأۃ وحدھا تکون صفًّا' جلد 1 صفحہ 101) (مسلم 'کتاب المساجد' باب جواز الجماعۃ النافلۃ...الخ' جلد 1 صفحہ 234)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یہ نماز نفل تھی جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس کے گھر میں عطائے برکت کے لیے پڑھی جیسا کہ اس زمانہ میں صحابہ کا دستور تھا۔ یتیم یا تو حضرت انس کے بھائی کا نام ہے یا کوئی اور نابالغ یتیم تھا جس کا نام زمیرہ تھا ابن ہمام نے فرمایا کہ یہ زمیرہ ابن سعدی حمیری تھے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ اکیلا نابالغ بچہ صف میں کھڑا ہوگا۔ دوسرے یہ کہ عورت اگرچہ اکیلی ہو مگر مردوں اور بچوں سے پیچھے کھڑی ہوگی وہ تنہا ہی صف مانی جائے گی۔

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۳۲)

530-وَعَنْ اَبِیْ بَكْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اَنَّہٗ انْتَھٰی اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ رَاكِعٌ فَرَكَعَ قَبْلَ اَنْ یَّصِلَ اِلَی الصَّفِّ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ زَادَكَ اللہُ حِرْصًا وَّلَا تَعُدْ۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔ (بخاری 'کتاب الاذان' باب اذا رکع دون الصف' صفحہ 108)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس پہنچے درانحالیکہ آپ رکوع میں تھے تو میں نے صف تک پہنچنے سے پہلے ہی رکوع کرلیا اس کا ذکر نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تیری حرص کو زیادہ کرے دوبارہ ایسا نہ کرنا اس کو بخاری نے روایت کیا۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

بات یہ تھی کہ آپ کو رکعت جاتے رہنے کا خطرہ تھا اس لیے صف میں پہنچنے سے پہلے ہی تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع کر دیا، پھر رکوع میں ہی یا قومہ میں ایک دو قدم سے صف تک پہنچے، اور اگر تین قدم سے پہنچے تو وہ قدم لگا تار نہ تھے ورنہ آپ کی نماز نہ ہوتی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز لوٹانے کا حکم دیتے۔

یعنی تمہارا یہ عمل رکعت اول پانے کی حرص پر ہے یہ حرص دینی ہے جو محمود ہے، خدا اسے بڑھائے، دنیوی حرص بری رب فرماتا ہے، حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ۔ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ صف کے پیچھے اکیلا کھڑا ہونا نماز کو فاسد نہیں کرتا کیونکہ آپ نے رکوع صف کے پیچھے اکیلے ہی کیا تھا مگر حضور نے آپ کو نماز لوٹانے کا حکم نہیں دیا۔ دوسرے یہ کہ صف میں ملنے سے پہلے تکبیر تحریمہ اور رکوع کر دینا مکروہ تنزیہی ہے تحریمی نہیں ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو نماز لوٹانے کا حکم دیتے۔ تیسرے یہ کہ نماز میں جانب قبلہ ایک دو قدم چلنا یا تین قدم بغیر لگا تار کیئے ڈالنا نماز فاسد نہیں کرتا۔

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۳۴)

531- وَعَنْ وَّابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رجلًا يُّصَلِّيْ خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهٗ فَاَمَرَ اَنْ يُّعِيْدَ الصَّلٰوةَ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ اِلَّا النَّسَآئِيَّ وَحَسَّنَهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ.

حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ اس کو پانچ محدثین نے روایت کیا۔ سوائے امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو حسن قرار دیا اور ابن حبان نے اس کو صحیح قرار دیا۔

(ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب الرجل یصلی وحدہ خلف الصّف' جلد 1 صفحہ 88) (ترمذی' ابواب الصلوٰۃ' باب ما جآء فی الصلوٰۃ خلف الصف وحدہ' صفحہ 54) (ابن ماجۃ' کتاب الصلوٰۃ' باب صلوٰۃ الرجل خلف الصف وحدہ' صفحہ 72) (صحیح ابن حبان' کتاب الصلوٰۃ' جلد 4 صفحہ 311' رقم الحدیث: 2197) مسند احمد جلد 4 صفحہ 228)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

آپ آخری صحابہ میں سے ہیں ۹ھ میں ایمان لائے، بہت پرہیزگار ہمیشہ خوف خدا سے رونے والے تھے، آخر میں کوفہ قیام رہا اور مقام رقہ میں وفات پائی، آپ کی کنیت ابوشداد ہے، قبیلہ ادس سے ہیں۔

یعنی صف اول میں جگہ تھی یہ بلا وجہ اکیلا پیچھے کھڑا ہوا اس کی نماز مکروہ ہوئی اور نماز مکروہ کا لوٹانا مستحب ہے، یہ حکم

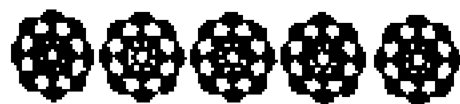
استحبابی ہے۔بعض علماء کے نزدیک اس صورت میں اس کی نماز فاسد ہوگی،وہ حضرات اس حکم کو وجوبی مانتے ہیں۔خیال رہے کہ اگر صف اول میں جگہ نہ ہوتو یہ آنے والا امام کے پیچھے والے کو ہاتھ لگادے،اگر یہ مسئلے سے واقف ہوگا تو پیچھے آجائے گا ورنہ اس کی نماز کراہت سے بچ جائے گی۔اس حکم سے جنازے کی نماز مستثنٰی ہے،وہاں اگر امام کے علاوہ پانچ آدمی ہوں تو دو،دو آدمی دو صفیں بنائیں گے اور ایک آدمی تیسری صف تاکہ تین صفوں کی بشارت میت کو حاصل ہوجائے۔خیال رہے کہ یہ حدیث احناف کے خلاف نہیں اور اکیلے کھڑے ہونے والے کی نماز مکروہ ہے فاسد نہیں،جیسا کہ اگلے باب میں آئے گا کہ حضرت ابوبکرہ نے صف میں پہنچنے سے پہلے رکوع کر دیا،پھر صف سے ملے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نماز لوٹانے کا حکم نہیں دیا حالانکہ وہ رکوع کے وقت اکیلے ہی تھی۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم استحبابی ہے۔

مگر ابن عبدالبرّ نے اسے مضطرب فرمایا،بیہقی نے ضعیف کہا۔(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۲۹)

532- وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا يُّصَلِّيْ خَلْفَ الصَّفِّ فَوَقَفَ حَتّٰى انْصَرَفَ الرَّجُلُ فَقَالَ لَهُ اسْتَقْبِلْ صَلٰوتَكَ فَلَا صَلٰوةَ لِمُنْفَرِدٍ خَلْفَ الصَّفِّ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔ (مسند احمد جلد 4 صفحہ 23) (ابن ماجة' کتاب الصلوة' باب صلوة الرجل خلف الصف وحده' صفحہ 71)

حضرت علی بن شیبان رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک شخص کو صف کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ ٹھہر گئے حتی کہ جب وہ شخص نماز سے فارغ ہوا تو آپ نے اسے فرمایا کہ دوبارہ نماز پڑھ۔صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھنے والی کی نماز نہیں ہوتی۔اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

شرح: مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوٰی رضویہ جلد ۵ تا ۹،مراۃ المناجیح ج ۲،اور بہارشریعت جلد ۱ حصہ سوم،کا مطالعہ فرمائیں۔



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَبْوَابُ مَالَا یَجُوْزُ فِی الصَّلٰوۃِ وَمَا یُبَاحُ فِیْهَا

ان چیزوں کا بیان جو نماز میں جائز نہیں ہیں اور ان کا بیان جو نماز میں جائز ہیں

بَابُ النَّهْیِ عَنْ تَسْوِیَةِ التُّرَابِ وَمَسْحِ الْحَصٰی فِی الصَّلٰوۃِ

نماز میں مٹی کو برابر کرنے اور کنکریوں کو چھونے سے ممانعت کا بیان

533- عَنْ مُعَیْقِیْبٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِی الرَّجُلِ یُسَوِّی التُّرَابَ حَیْثُ یَسْجُدُ قَالَ اِنْ کُنْتَ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

حضرت معیقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو سجدہ کرتے وقت مٹی کو برابر کررہے تھے۔ اگر تونے کرنا ہی ہے تو ایک مرتبہ کر اس کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت فرمایا۔

(بخاری' کتاب التهجد' باب مسح الحصی فی الصلوٰۃ' جلد 4 صفحہ 161) (مسلم' کتاب المساجد' باب کراهة مسح الحصی...الخ' جلد 1 صفحہ 206) (ترمذی' ابواب الصلوٰۃ' باب ما جآء فی کراهیة مسح الحصی فی الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 87) (نسائی' کتاب السهو' باب النهی عن مسح الحصی فی الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 177) (ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب مسح الحصی فی الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 136) (ابن ماجۃ' کتاب الصلوٰۃ' باب المسح الحصی فی الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 73) (مسند احمد جلد 3 صفحہ 426)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

آپ کا نام معیقیب ابن فاطمہ ہے، دوسی ہیں، سعد ابن عاص کے آزاد کردہ غلام ہیں، قدیم الاسلام ہیں، صاحب ہجرتین ہیں، حضور علیہ السلام کی انگوٹھی آپ کے پاس رہتی تھی، انہی سے حضرت صدیق اکبر نے حضور علیہ السلام کے بعد یہ انگوٹھی لی، آخر میں جذام میں مبتلا ہو گئے تھے، خلافت عثمانی یا حیدری میں وفات پائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دوسرے معیقیب تابعی ہیں وہ اور ہیں۔

یعنی کسی نے حضور علیہ السلام سے مسئلہ پوچھا کہ نمازی بحالت نماز سجدہ کی جگہ سے کنکر کانٹا ہٹا سکتا ہے یا نہیں اور مٹی صاف کرسکتا ہے یا نہیں، فرمایا ضرورتاً ایک بار کرسکتا ہے۔ اس سے فقہاء نے بہت سے مسائل مستنبط کیے ہیں۔

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۰۵)

534- وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ اِلَى الصَّلَاةِ فَلَا يَمْسَحِ الْحَصٰى فَاِنَّ الرَّحْمَةَ تُوَاجِهُهُ. رَوَاهُ الاربعة وَاِسْنَادُهُ حَسَنٌ

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں کھڑا ہو تو وہ کنکریوں کو نہ چھوئے کیونکہ رحمت اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ اس کو چار محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(ترمذی' ابواب الصلوٰۃ' باب ماجآء فی کراھیۃ مسح الحصی فی الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 87) (نسائی' کتاب السھو' باب النھی عن مسح الحصی فی الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 177) (ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب مسح الحصی فی الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 136) (ابن ماجہ' کتاب الصلوٰۃ' باب المسح الحصی فی الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 73)

شرح: مفسرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی کنکروں سے نہ کھیلے، افسوس ہے کہ رب کی رحمت اس کی طرف متوجہ ہو اور وہ کنکروں کی طرف۔ خیال رہے کہ سجدہ گاہ سے کانٹا یا کنکر ہٹانا یا زمین ہموار کرنا درست ہے کیونکہ یہ کھیلنے کے لیے نہیں بلکہ نماز کی اصلاح کے لیے ہے۔ لیکن صرف ایک بار کرے جیسا کہ پہلے گزر گیا۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۲۶)

535- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مَّسْحِ الْحَصَا فَقَالَ وَاحِدَةً وَّلَاَنْ تُمْسِكَ عَنْهَا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ مِّائَةِ نَاقَةٍ كُلُّهَا سُوْدُ الْحَدَقِ. رَوَاهُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کنکریوں کو چھونے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا تو ایک مرتبہ کر اور تیرا اس سے بھی بچنا ان سو اونٹنیوں سے بہتر ہے جو سب کی سب سیاہ آنکھوں والی ہوں۔ اس کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ' کتاب الصلوٰۃ' باب مسح الحصی وتسویتہ فی الصلوٰۃ من رخص فی ذٰلک' جلد 2 صفحہ 412)

بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ التَّخَصُّرِ

پہلو پر ہاتھ رکھنے کا بیان

536- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّصَلِّيَ الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ آدمی پہلو پر ہاتھ رکھ کے نماز پڑھے۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری' کتاب التھجد' باب الحضر فی الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 163) (مسلم' کتاب المساجد' باب کراھۃ الاختصار

فی الصلوٰۃ' جلد1 صفحہ 206)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی نماز کی کسی حالت میں، قیام، قومہ، قعود میں کوکھ پر ہاتھ رکھنا منع ہے بلکہ نماز سے خارج بھی ممنوع ہے کہ یہ ابلیس کا طریقہ ہے، نیز دوزخی تھک کر ایسے ہاتھ رکھا کریں گے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہاں خصر سے مراد لاٹھی یا دیوار پر ٹیک لگانا ہے، عربی میں خاصرہ لاٹھی کو کہتے ہیں، یہ ٹیک بلا ضرورت ممنوع، ضرورۃً جائز ہے، بوڑھا آدمی لاٹھی بغل میں لے کر نماز پڑھ سکتا ہے، سلیمان علیہ السلام نے اپنی آخری نماز لاٹھی کی ٹیک پر ہی پڑھی جس میں آپ کی وفات ہوئی۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۰۶)

بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ الْاِلْتِفَاتِ فِي الصَّلٰوةِ

نماز میں دائیں بائیں گردن پھیرنے کا بیان

537- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاِلْتِفَاتِ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطٰنُ مِنْ صَلٰوةِ الْعَبْدِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. (بخاری' کتاب الاذان' باب الالتفات فی الصلوٰۃ' جلد1 صفحہ 104)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں دائیں بائیں متوجہ ہونے کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شیطان کا وہ حصہ ہے جو وہ بندے کی نماز سے اچک لیتا ہے اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

خیال رہے کہ نماز میں کعبہ سے سینہ پھر جانا نماز کو توڑ دیتا ہے، صرف چہرہ پھرنا مکروہ ہے، کنکھیوں سے ادھر ادھر دیکھنا خلاف مستحب۔ یہاں التفات سے غالبًا دوسرے معنے مراد ہیں جو مکروہ ہیں۔ ممکن ہے تیسرے معنے مراد ہوں، ابھی معاویہ ابن حکم کی روایت میں گزر چکا کہ صحابہ نے انہیں گوشہ چشم سے دیکھا۔ بعض روایات میں ہے کہ حضور علیہ السلام بھی کبھی اس طرح دیکھتے تھے وہ سب بیان جواز کے لیے ہے اور یہ حدیث بیان استحباب کے لیے لہٰذا حدیثوں میں تعارض نہیں۔

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۰۷)

538- وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكَ وَالْاِلْتِفَاتَ فِي الصَّلَاةِ فَاِنَّ الْاِلْتِفَاتَ فِي الصَّلَاةِ هَلَكَةٌ فَاِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَفِي التَّطَوُّعِ لَا فِي الْفَرِيْضَةِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز میں اپنے آپ کو دائیں بائیں متوجہ ہونے سے بچالیں بے شک نماز میں دائیں بائیں متوجہ ہونا ہلاکت ہے۔ اگر اس سے کوئی چھٹکارا نہ ہو تو نفل نماز میں کر فرض نماز میں ایسا نہ کر

(اگرچہ کہ نفل میں بھی مکروہ ہے)۔

(ترمذی' ابواب مایتعلق بالصلوٰۃ' باب ماذکر فی الالتفات فی الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 130)

539۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْحَظُ فِي الصَّلٰوةِ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا وَّلَا يَلْوِيْ عُنُقَهٗ خَلْفَ ظَهْرِهٖ۔ رَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آنکھوں کے کناروں سے دائیں اور بائیں جانب دیکھتے تھے اور اپنی گردن کو پیٹھ پیچھے نہیں پھیرتے تھے اس کو ترمذی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(ترمذی' ابواب مایتعلق بالصلوٰۃ' باب ماذکر فی الالتفات فی الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 130)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یہ حدیث گزشتہ ان احادیث کی شرح ہے جن میں التفات سے منع کیا گیا اس نے بتایا کہ وہاں مراد سر پھیر کر دیکھنا تھا بغیر سر پھیرے دیکھنا جائز اگرچہ خلاف مستحب ہے حضور علیہ السلام کا یہ فعل شریف بیان جواز کے لیے ہے حضور علیہ السلام کو بعض مکروہ فعلوں پر مستحب کا ثواب ملتا ہے کیونکہ آپ کی یہ عملی تبلیغ ہے۔ (مرقاۃ) (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۲۳)

بَابٌ فِيْ قَتْلِ الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلٰوةِ
نماز میں سانپ اور بچھو کو مارنے کا بیان

540۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُقْتُلُوا الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلٰوةِ الْحَيَّةُ وَالْعَقْرَبُ۔ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَصَحَّحَهُ التِّرْمَذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نماز میں دو کالی چیزوں سانپ اور بچھو کو قتل کر دو اس کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا۔

(ترمذی' ابواب الصلوٰۃ' باب ما جآء فی قتل الاسودین فی الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 89) (ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب العمل فی الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 133) (نسائی' کتاب السہو' باب قتل الحیۃ والعقرب فی الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 178) (ابن ماجۃ' ابواب اقامۃ الصلوات' باب ماجاء فی قتل الحیۃ والعقرب فی الصلوٰۃ' صفحہ 89) (مسند احمد جلد 2 صفحہ 233)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

عربی میں اسود کالے سانپ کو کہتے ہیں یا مطلقاً ہر سانپ مراد ہے اور تغلیباً سانپ بچھو، دونوں کو اَسْوَدَیْن فرمادیا جیسے ماں باپ کو اَبَوَیْن اور چاند سورج کو قَمَرَیْن کہہ دیتے ہیں اگر نمازی بحالت نماز سانپ یا بچھو دیکھے تو اسے مار سکتا ہے اگر عمل قلیل سے مار دیا تو نماز نہ ٹوٹے گی اور اگر اس کے لیئے کعبہ سے سینہ پھر گیا یا متواتر تین قدم چلنا پڑا یا تین چوٹیں مارنی پڑیں تو نماز ٹوٹ جاوے گی دوبارہ پڑھنی ہو گی مگر یہ شخص نماز توڑنے کا گنہگار نہ ہو گا اس حدیث کی اجازت کی وجہ سے کسی

کی جان بچانے کے لیئے نماز توڑ دینا درست ہے یا ریل چھوٹ جانے پر مسافر نماز توڑ کر سوار ہو سکتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر قسم کا سانپ مارنے کی اجازت ہے۔ وہ حدیث کہ پتلا سانپ نہ مارو جو چلنے میں لہراتا نہ ہو کیونکہ وہ جنی ہے منسوخ ہے، ہاں اگر کسی سانپ میں جن کی علامت موجود ہو تو اگر دفع ضرر کے لیئے اسے نہ مارے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

(مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۲۹)

بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ السَّدْلِ

نماز میں سدل ثوب سے ممانعت کا بیان

541- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ السَّدْلِ فِي الصَّلٰوةِ وَأَنْ يُّغَطِّيَ الرَّجُلُ فَاهُ. رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ حِبَّانَ وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں سدل ثوب سے منع فرمایا اور یہ کہ آدمی اپنے منہ کو ڈھانپے اس کو ابوداؤد اور ابن حبان نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(ابوداؤد' کتاب الصلٰوۃ' باب السدل فی الصلٰوۃ' جلد 1 صفحہ 94) (صحیح ابن حبان' جلد 5 صفحہ 25' رقم الحدیث:2286)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اصل یہ ہے کہ سدل یعنی پہننے کے کپڑے کو بے پہنے لٹکانا مکروہ تحریمی ہے اور اس سے نماز واجب الاعادہ جیسے انگرکھا یا کرتا کندھوں پر سے ڈال لینا بغیر آستینوں میں ہاتھ ڈالے یا بعض بارانیاں وغیرہ ایسی بنتی ہیں کہ اُن کی آستینوں میں مونڈھوں کے پاس ہاتھ نکال لینے کے چاک بنے ہوتے ہیں ان میں سے ہاتھ نکال کر آستینوں کو بے پہنے چھوڑ دینا یا رضائی یا چادر کندھے یا سر پر ڈال کر دونوں آنچل چھوڑ دینا یا شال یا رومال ایک شانہ پر اس طرح ڈالنا کہ اس کے دونوں پلو آگے پیچھے چھوٹے رہیں اور اگر رضائی یا چادر کا مثلاً سیدھا آنچل بائیں شانے پر ڈال لیا اور بایاں آنچل چھوڑ دیا تو حرج نہیں اور کسی کپڑے کو ایسا خلافِ عادت پہننا جسے مہذب آدمی مجمع یا بازار میں نہ کر سکے اور کرے تو بے ادب خفیف الحرکات سمجھا جائے یہ بھی مکروہ ہے جیسے انگرکھا پہننا اور گھنڈی یا باہر کے بند منہ لگانہ یا ایسا کرتا جس کے بٹن سینے پر ہیں پہننا اور بوتام اتنے لگانا کہ سینہ یا شانہ کھلا رہے جبکہ اوپر سے انگرکھا نہ پہنے ہو یہ بھی مکروہ ہے اور اگر اوپر سے انگرکھا پہنا ہے یا اتنے بوتام لگالئے کہ سینہ یا شانہ ڈھک گئے اگرچہ اوپر کا بوتام نہ لگانے سے گلے کے پاس کا خفیف حصہ کھلا رہا یا شانوں پر کے چاک بہت چھوٹے چھوٹے ہیں کہ بوتام نہ لگائیں جب بھی کرتا نیچے ڈھلکے گا شانے ڈھکے رہیں گے تو حرج نہیں، اسی طرح انگرکھے پر جو صدری یا چغہ پہنتے ہیں اور عرف عام میں اُن کا کوئی بوتام بھی نہیں لگاتے اور اسے معیوب بھی نہیں سمجھتے تو اس میں بھی حرج نہیں ہونا چاہیے کہ یہ خلاف معتاد نہیں هذا ما ظهر لي من كلماتهم والعلم بالحق عند ربي

(یہ وہ ہے جو عبارات فقہاء سے بھرپور واضح ہوا باقی حق کا علم میرے رب کے پاس ہے۔) (الفتاویٰ الرضویۃ، ج ۷، ص ۳۸۶)

بَابُ مَنْ يُّصَلِّیْ وَرَأْسُهٗ مَعْقُوْصٌ

اس شخص کا بیان جو اس حال میں نماز پڑھے کہ اس کا سر گوندھا ہوا ہو

542۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰی سَبْعَةِ اَعْظُمٍ لَآ اَكُفُّ شَعَرًا وَّلَا ثَوْبًا۔ رَوَاهُ الشَّیْخَانِ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا کہ میں سات اعضاء پر سجدہ کروں اور اپنے بالوں اور کپڑوں کو نہ لپیٹوں اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری' کتاب الاذان' باب لا یکف شعرًا' جلد 1 صفحہ 113) (مسلم' کتاب الصلوٰۃ' باب اعضاء السجود والنھی عن کف الشعر ... الخ' جلد 1 صفحہ 194)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

اگرچہ سجدے میں ناک بھی لگائی جاتی ہے مگر پیشانی اصل ہے اور ناک اس کی تابع اس لیے ناک کا ذکر نہ فرمایا۔ ہاتھوں سے مراد ہتھیلیاں ہیں اور قدم کے کناروں سے مراد پورے پنجے ہیں اس طرح کہ دسوں انگلیوں کا سر کعبے کی طرف رہے۔

نماز میں کپڑے سمیٹنا، روکنا سب منع ہے، لہٰذا آستین یا پائنچے چڑھا کر یا پائجامہ پر لنگوٹ باندھ کر نماز پڑھنا منع ہے ایسے ہی دھوتی باندھ کر نماز پڑھنا منع کہ ان سب میں کپڑے کا روکنا ہے، ہاں اگر پائجامہ کے نیچے لنگوٹ بندھا ہو اوپر پائجامہ یا تہبند ہو تو منع نہیں کیونکہ اس میں کپڑے کا روکنا نہیں۔ خیال رہے کہ سجدے میں قدم اور پیشانی زمین پر لگنا فرض ہے لیکن ہاتھ اور گھٹنوں کا لگنا سنت، امام صاحب کے نزدیک صرف پیشانی پر بغیر ناک لگے سجدہ جائز ہے، یہ حدیث امام صاحب کی دلیل ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۱۳)

543۔ وَعَنْ كُرَیْبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ رَاٰی عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ یُصَلِّیْ وَرَاْسُهٗ مَعْقُوْصٌ مِّنْ وَّرَآئِهٖ فَقَامَ فَجَعَلَ یَحُلُّهٗ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَقْبَلَ اِلَی ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ مَا لَكَ وَرَاْسِیْ فَقَالَ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّمَا مَثَلُ هٰذَا مَثَلُ الَّذِیْ یُصَلِّیْ وَهُوَ مَكْتُوْفٌ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(مسلم' کتاب الصلوٰۃ' باب اعضاء السجود والنھی عن

حضرت کریب رضی اللہ عنہٗ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عبداللہ بن حارث کو اس حال میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ ان کے سر کے بال پیچھے کی طرف گوندھے ہوئے تھے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پیچھے سے کھڑے ہو کر وہ جوڑا کھولنا شروع کر دیا' عبداللہ بن حارث نماز پڑھ کر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا تم میرے سر کو کیوں چھیڑ رہے تھے تو ابن عباس

کف الشعر...الخ' جلد 1 صفحہ 194)

رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایسا آدمی اس شخص کی طرح ہے جو اس حال میں نماز پڑھتا ہے کہ اس کے ہاتھ گردن کے پیچھے بندھے ہوئے ہوں۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

بَابُ التَّسْبِيْحِ وَالتَّصْفِيْقِ

تسبیح اور تصفیق کا بیان (ہاتھ کی پشت پر دوسرا ہاتھ مارنا)

544- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ التَّسْبِيْحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيْقُ لِلنِّسَآءِ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ وَزَادَ مُسْلِمٌ وَّاٰخَرُوْنَ فِي الصَّلٰوةِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا تسبیح مردوں کے لئے ہے اور تصفیق یعنی ہاتھ کی پشت پر دوسرا ہاتھ مارنا عورتوں کے لئے ہے۔ اس کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت فرمایا اور امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اور دیگر محدثین نے ان الفاظ کا اضافہ کیا کہ نماز میں۔

(مسلم' کتاب الصلوٰة' باب تسبیح الرجل وتصفیق المرأة...الخ' جلد 1 صفحہ 180) (بخاری' کتاب التهجد' باب التصفیق للنسآء' جلد 1 صفحہ 160) (ترمذی' ابواب الصلوٰة' باب ما جآء ان التسبیح للرجال والتصفیق للنسآء' جلد 1 صفحہ 85) (ابوداؤد' کتاب الصلوٰة' باب التصفیق فی الصلوٰة' جلد 1 صفحہ 135) (نسائی' کتاب السهو' باب التسبیح فی الصلوٰة' جلد 1 صفحہ 188) (ابن ماجة' ابواب اقامة الصلوات' باب التسبیح للرجال فی الصلوٰة...الخ' جلد 1 صفحہ 73) (مسند احمد جلد 2 صفحہ 261)

545- وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِنِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ اِلٰى بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ فَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَجَآءَ الْمُؤَذِّنُ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ اَتُصَلِّيْ لِلنَّاسِ فَاُقِيْمَ قَالَ نَعَمْ فَصَلّٰى اَبُوْ بَكْرٍ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ فِي الصَّلٰوةِ فَتَخَلَّصَ حَتّٰى وَقَفَ فِيْ

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قبیلہ بنو عمرو بن عوف کی طرف ان کی صلح کرانے کے لئے گئے جب نماز کا وقت آ گیا تو مؤذن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا اور کہنے لگا کیا آپ لوگوں کو جماعت کرائیں گے کہ میں اقامت کہوں تو انہوں نے کہا ہاں تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھانا شروع کر دی تو

الصَّفِّ فَصَفَّقَ النَّاسُ وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِيْ صَلَاتِهٖ فَلَمَّا اَكْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِيْقَ الْتَفَتَ فَرَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَشَارَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِ امْكُثْ مَكَانَكَ فَرَفَعَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلٰى مَا اَمَرَهٗ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ اسْتَاْخَرَ اَبُوْ بَكْرٍ حَتّٰى اسْتَوٰى فِي الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَثْبُتَ اِذْ اَمَرْتُكَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ مَا كَانَ لِابْنِ اَبِيْ قُحَافَةَ اَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لِيْ رَاَيْتُكُمْ اَكْثَرْتُمُ التَّصْفِيْقَ مَنْ نَابَهٗ شَيْءٌ فِيْ صَلَاتِهٖ فَلْيُسَبِّحْ فَاِنَّهٗ اِذَا سَبَّحَ الْتُفِتَ اِلَيْهِ وَاِنَّمَا التَّصْفِيْقُ لِلنِّسَآءِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ. (بخاری' کتاب الاذان' باب من دخل لیؤم الناس فجآء الامام الاول' جلد 1 صفحہ 94) (مسلم' کتاب الصلوٰۃ' باب تقدیم الجماعۃ من یصلی بھم اذا تاخر الامام... الخ' جلد 1 صفحہ 179)

رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے درانحالیکہ لوگ نماز میں مشغول تھے تو راستہ بناتے ہوئے (پہلی) صف میں جا کر کھڑے ہوئے اور لوگوں نے ہاتھ پر ہاتھ مارنا شروع کر دیئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز میں ادھر ادھر متوجہ نہیں ہوتے تھے (یعنی خشوع اور خضوع سے نماز پڑھتے تھے) پس جب لوگوں نے بکثرت ہاتھ پر ہاتھ مارے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوجہ ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کو نماز میں دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو اشارہ کیا کہ اپنی جگہ ٹھہرے رہو تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اللہ عزوجل کی تعریف کی اس پر جو رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیچھے ہٹ کر صف میں مل گئے تو رسول اللہ ﷺ آگے تشریف لائے اور (بقیہ) نماز پڑھائی پھر نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے ابوبکر جب میں نے تجھے حکم دیا تھا تو تجھے اپنی جگہ کھڑے رہنے سے کس چیز نے روکا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا ابن ابی قحافہ کے لئے یہ مناسب نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے نماز پڑھائے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے کہ میں نے تمہیں دیکھا تم کثرت سے ہاتھ پر ہاتھ مار رہے تھے جسے نماز میں کوئی چیز پیش آئے تو وہ سبحان اللہ کہے۔ پس بے شک جب وہ تسبیح کہے گا تو اس کی طرف توجہ کی جائیگی اور ہاتھ پر ہاتھ مارنا عورتوں کے لئے ہے۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

درمختار: المرأة تصفق لا ببطن علی بطن ولو صفق او سبحت لم تفسد وقد ترکا السنة تاتارخانية۔ (درمختار باب ما یفسد الصلوٰۃ الخ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۹۱/۱)

عورت تصفیق سے متنبہ کرے مگر باطن ہتھیلی کو بائیں ہتھیلی کے باطن پر نہ مارے، اگر مرد نے تصفیق کی عورت نے تسبیح کہی تو نماز فاسد نہ ہوگی البتہ دونوں نے سنت کو ترک کر دیا، تاتارخانیہ۔

اقول ہاں اگر امام نے قرأت میں وہ غلطی کی جس سے نماز فاسد ہو تو عورت مجبورانہ آواز ہی سے بتائے گی جبکہ وہ تصفیق پر امام کو یاد نہ آجائے وذلك لان الضرورات تبيح المحظورات (اور وہ اس لئے کہ ضرورتیں ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں۔) واللہ تعالیٰ اعلم (الفتاوی الرضویہ، ج ۷، ص ۲۰۷)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْكَلَامِ فِي الصَّلٰوةِ

نماز میں گفتگو سے ممانعت کا بیان

546- عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَتَكَلَّمُ فِي الصَّلٰوةِ يُكَلِّمُ الرَّجُلُ صَاحِبَهُ وَهُوَ اِلٰى جَنْبِهِ فِي الصَّلٰوةِ حَتّٰى نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ) فَاُمِرْنَا بِالسُّكُوْتِ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ الا ابن ماجة وزاد مسلم وَاَبُوْ دَاوٗدَ و نهينا عن الكلام۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نماز کے دوران باتیں کیا کرتے تھے۔ ایک شخص اپنے پہلو میں کھڑے اپنے ساتھی سے باتیں کرتا حتیٰ کہ یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی اور تم اللہ کے لئے عاجزی کرتے ہوئے کھڑے رہو تو ہمیں خاموش رہنے کا حکم دیا گیا اس کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت فرمایا سوائے ابن ماجہ کے اور امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ اور ہمیں کلام سے روک دیا گیا۔

(بخاری' کتاب التھجد' باب ما ینھی من الکلام فی الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 160) (مسلم' کتاب المساجد' باب تحریم الکلام فی الصلوٰۃ... الخ' جلد 1 صفحہ 204) (ترمذی' ابواب الصلوٰۃ' باب فی نسخ الکلام فی الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 92) (ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب النہی عن الکلام فی الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 137) (نسائی' کتاب السھو' باب الکلام فی الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 181) (مسند احمد جلد 4 صفحہ 368)

547- عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں ہم دوران نماز رسول اللہ ﷺ کو سلام کرتے تو آپ ہمارے سلام کا جواب دیتے پس جب

عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّا كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَتَرُدُّ عَلَيْنَا قَالَ إِنَّ فِي الصَّلٰوةِ شُغْلًا۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔ (بخاری' کتاب التھجد' باب ما ینھی من الکلام فی الصلوٰۃ' جلد 1صفحہ 160) (مسلم' کتاب المساجد' باب تحریم الکلام فی الصلوٰۃ...الخ' جلد 1 صفحہ204)

ہم نجاشی کے پاس سے لوٹے تو ہم نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے جواب نہ دیا تو ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم نماز میں آپ پر سلام کرتے تھے تو آپ ہمارے سلام کا جواب دیتے تھے تو آپ نے فرمایا بے شک نماز میں مشغولیت ہے (یعنی نماز میں صرف نماز ہی کی طرف مشغول رہنا چاہیے۔اس کو شیخین نے روایت کیا ہے۔

شرح: مُفَسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی ہجرت سے پہلے نماز میں کلام وسلام سب جائز تھا اس بنا پر حضور علیہ السلام بحالت نماز سلام کا جواب دیتے تھے ان حضرات کے حبشہ جانے کے بعد کلام منسوخ ہوا۔خیال رہے کہ"وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ"سورۂ بقر میں ہے سورۂ بقر مدنی ہے لہٰذا نسخ کلام بعد ہجرت ہوا۔

نجاشی بادشاہ حبشہ کا لقب تھا جیسے فرعون بادشاہ مصر کا،حضور علیہ السلام کے زمانہ کے نجاشی کا نام اصحمہ تھا اس نے مظلوم صحابہ کو اپنے ملک میں امن دی اور انہی کے ذریعہ حضور علیہ السلام پر غائبانہ ایمان لایا اور انہی کی معرفت حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں بہت سے تحفے بھیجے،حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان جو ایمان لاکر حبشہ ہجرت کرگئی تھیں،اصحمہ ہی نے ان کا غائبانہ نکاح حضور علیہ السلام سے کیا،جب حضور علیہ السلام مدینہ پاک تشریف لائے تو حبشہ کے مہاجر صحابہ مدینہ منورہ میں آگئے،ان بزرگوں کو صاحبِ ہجرتین کہتے ہیں،انہی اصحمہ اور ان کے ساتھوں کا ذکر قرآن کریم نے بہت شان سے کیا ہے۔"وَإِذَا سَمِعُوْا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُوْلِ"۔نجاشی کا انتقال ۹ھ فتح مکہ سے پہلے حبشہ میں ہوا،جبریل امین نے انکی لاش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کردی حضور علیہ السلام نے غائبانہ جنازہ پڑھا،بہت عرصہ تک ان کی قبر سے انوار نکلتے تھے جس سے رات میں سارا جنگل جگمگا جاتا تھا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

یعنی اب نماز مناجات،عبودیت،اور استغراق سے گھیر دی گئی،اس میں نہ کلام ہے نہ سلام۔فقہاء فرماتے ہیں کہ نمازی اشارے سے بھی سلام کا جواب نہیں دے سکتا۔(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۰۴)

548- وَعَنْهُ قَالَ نُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلٰوةِ قَبْلَ أَنْ نَّأْتِيَ أَرْضَ حَبْشَةَ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ فَأَخَذَنِيْ مَا قَرُبَ وَمَا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ پر نماز میں سلام کرتے حبشہ آنے سے پہلے تو آپ ہمارے سلام کا جواب دیتے پس جب ہم حبشہ سے لوٹے تو میں نے

بَعْدَ فَجَلَسْتُ حَتّٰى قَضٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ فَقُلْتُ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ سَلَّمْتُ عَلَيْكَ وَاَنْتَ تُصَلِّيْ فَلَمْ تَرُدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ فَقَالَ اِنَّ اللهَ قَدْ يُحْدِثُ مِنْ اَمْرِهٖ مَا يَشَآءُ وَاِنَّ مِمَّا اَحْدَثَ لَا تُكَلِّمُوْا فِي الصَّلٰوةِ. رَوَاهُ الْحُمَيْدِيُّ فِيْ مُسْنَدِهٖ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

(مسند حمیدی جلد 1 صفحہ 52' رقم الحدیث: 94)

(ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب ردّ السّلام فی الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 133) (نسائی' کتاب السھو' باب الکلام فی الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 181)

آپ کو سلام کیا درانحالیکہ آپ نماز میں تھے تو آپ نے میرے سلام کا جواب نہ دیا تو مجھے اگلی اور پچھلی باتوں کی پریشانی نے گھیر لیا۔ پس میں بیٹھ گیا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پوری کی تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ میں نے آپ کو سلام کیا حالت نماز میں تو آپ نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے معاملہ میں سے جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے اور ان احکام میں سے جو اللہ تعالیٰ نے نازل کئے یہ ہے کہ تم دوران نماز گفتگو نہ کرو۔ اس کو حمیدی نے اپنی مسند میں بیان کیا اور ابوداؤد اور نسائی اور دیگر محدثین نے اور اس کی سند صحیح ہے۔

549- وَعَنْ مُّعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا اَنَا اُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَقُلْتُ يَرْحَمُكَ اللهُ فَرَمَانِي الْقَوْمُ بِاَبْصَارِهِمْ فَقُلْتُ وَا ثُكْلَ اُمِّيَاهُ مَا شَاْنُكُمْ تَنْظُرُوْنَ اِلَيَّ فَجَعَلُوْا يَضْرِبُوْنَ بِاَيْدِيْهِمْ عَلٰى اَفْخَاذِهِمْ فَلَمَّا رَاَيْتُهُمْ يُصَمِّتُوْنَنِيْ لٰكِنِّيْ سَكَتُّ فَلَمَّا صَلّٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبِاَبِيْ هُوَ وَاُمِّيْ مَا رَاَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ اَحْسَنَ تَعْلِيْمًا مِنْهُ فَوَاللهِ مَا كَهَرَنِيْ وَلَا ضَرَبَنِيْ وَلَا شَتَمَنِيْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ لَا يَصْلُحُ فِيْهَا شَيْءٌ مِّنْ كَلَامِ النَّاسِ اِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيْحُ وَالتَّكْبِيْرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْاٰنِ اَوْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ

حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اس دوران میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ جماعت میں سے ایک شخص کو چھینک آئی تو میں نے یرحمک اللہ کہا تو لوگوں نے مجھے گھورنا شروع کر دیا میں نے کہا تمہیں تمہاری مائیں گم کردیں تمہیں کیا ہے تم مجھے گھور رہے ہو تو انہوں نے اپنی رانوں پر اپنے ہاتھ مارنا شروع کر دیئے۔ پس جب میں نے انہیں دیکھا کہ وہ مجھے خاموش کرانا چاہ رہے ہیں تو میں خاموش ہو گیا' پس جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ چکے تو آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ سے بہتر کوئی معلم نہ دیکھا خدا کی قسم آپ نے نہ مجھے جھڑکا' نہ برا بھلا کہا اور نہ مارا۔ آپ نے فرمایا نماز میں باتیں نہیں کرنی چاہئے' نماز تو صرف تسبیح تکبیر اور قرآن مجید

اِنِّيْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَّقَدْ جَاءَ اللّٰهُ بِالْاِسْلَامِ وَاِنَّ مِنَّا رِجَالًا يَأْتُوْنَ الْكُهَّانَ قَالَ فَلَا تَأْتِهِمْ قَالَ وَمِنَّا رِجَالٌ يَتَطَيَّرُوْنَ قَالَ ذَاكَ شَيْءٌ يَجِدُوْنَهُ فِيْ صُدُوْرِهِمْ فَلَا يَصُدَّنَّهُمْ قَالَ ابْنُ الصَّبَّاحِ فَلَا يَصُدَّنَّكُمْ قَالَ قُلْتُ وَمِنَّا رِجَالٌ يَخُطُّوْنَ قَالَ كَانَ نَبِيٌّ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ يَخُطُّ فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ فَذَاكَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(مسلم' كتاب المساجد' باب تحريم الكلام فى الصلٰوة' جلد 1 صفحه 203)

پڑھنے کا نام ہے یا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دور جاہلیت کے قریب ہوں اور اللہ تعالیٰ نے اسلام کی دولت سے مالا مال کردیا ہم میں سے بعض لوگ کاہنوں کے پاس جاتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان کے پاس مت جاؤ۔ میں نے عرض کیا ہمیں سے بعض لوگ بدشگون لیتے ہیں۔ فرمایا یہ ایک چیز ہے جسے لوگ اپنے دلوں میں محسوس کرتے ہیں۔ تم اس کے درپے مت ہو' پھر میں نے عرض کیا ہم میں سے کچھ لوگ رمل (زائچہ بنانا) کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انبیاء میں سے ایک نبی کو یہ علم دیا گیا تھا شخص کا عمل اس کے مطابق ہو تو یہ صحیح ہے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

آپ صحابی ہیں، قبیلہ بنی سلیم سے ہیں، اہل مدینہ میں آپ کا شمار ہے۔ مرقاۃ نے فرمایا کہ آپ سے صرف یہی حدیث مروی ہے ۱۷ ھ میں وفات پائی۔

یعنی چھینکنے والا کو جواب دینے کی نیت سے میں نے یہ کہا اگرچہ یہ جواب دیا جاتا ہے جب چھینکنے والا کہے الحمدللہ، یہاں چھینکنے والے نے الحمدللہ نہیں کہا، مگر انہوں نے یہ کہا۔

عرب میں یہ لفظ تعجب پر بولا جاتا ہے اس کے معنے یہ ہیں کہ میں مرگیا اور میری ماں مجھے رو رہی ہے یعنی میں نے ایسا کون سا کام کیا جو اس کے رونے کا سبب ہوا۔

اولاً اسلام میں بحالت نماز کلام سلام بھی کیا جاتا تھا اور امام کے پیچھے قرأت بھی "وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ" سے کلام و سلام بند ہوا اور "وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ" الخ سے امام کے پیچھے قرأت ممنوع ہوئی، نماز میں کلام بند ہوچکی تھی انہیں یہ خبر نہ تھی اس لیے انہوں نے یہ گفتگو کی۔

یعنی صحابہ نے انہیں کلام سے روکنے کے لیے اپنا ایک ایک ہاتھ ایک ایک بار ران پر مارا، اگر دونوں ہاتھ مارتے یا ایک مسلسل تین بار مارتے تو ان کی اپنی نماز جاتی رہتی کیونکہ عمل کثیر نماز فاسد کردیتا ہے عمل قلیل بھی اگر مسلسل تین بار کیا جائے تو

کثیر بن جاتا ہے اور نماز فاسد کر دیتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں ضرورۃً کنکھیوں سے دائیں بائیں دیکھنا اور عمل قلیل بھی جائز ہے۔

یعنی مجھے غصہ تو بہت آیا اور میں نے چاہا کہ کچھ اور کہوں لیکن ان بزرگوں کا ادب واحترام کرتے ہوئے میں خاموش رہا۔

فَوَاللّٰهِ الخ لَمَّا کا جواب ہے اور اس سے پچھلا جملہ معترضہ تھا کھر اور قھر ہم معنے ہیں۔ چنانچہ ایک قرأت میں ہے "فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ" یعنی سرکار نے اس غلطی کی وجہ سے مجھ پر کسی قسم کی سختی نہ فرمائی نہایت نرمی سے مسئلہ بتادیا۔

یعنی تمہارا "يَرْحَمُكَ اللّٰهُ" کہنا انسانی کلام ہے اس سے نماز جاتی رہتی ہے آئندہ نہ کہنا نماز میں صرف یہ مذکور چیزیں۔ فقہا فرماتے کہ اگر نمازی جواب کی نیت سے قرآن شریف کی آیت ہی پڑھ دے تو وہ کلام انسانی ہوگا اور نماز فاسد کردے گا جیسے خوشی کی خبر پر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور غم کی خبر پر اِنَّا لِلّٰهِ الخ۔

یعنی مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ شریفہ میں شک ہے یہی تھے یا اور البتہ مضمون یہی تھا۔ خیال رہے کہ حضور علیہ السلام نے انہیں نماز لوٹانے کا حکم نہ دیا، اس لیے کہ انہیں اس آیت کے نزول کی خبر نہ تھی اور ابھی یہ قانون مشتہر نہ ہوا تھا، قانون کی شہرت سے پہلے اس کے احکام مرتب نہیں ہوتے۔ اب اگر کوئی نمازی بے خبری سے یہ کرے گا تو نماز دہرانا واجب ہوگا کیونکہ یہ قانون مشہور ہو چکا بے خبری عذر نہیں۔ لہٰذا یہ حدیث سواد اعظم کے خلاف نہیں۔ امام شافعی وابو یوسف اس حدیث کی بنا پر فرماتے ہیں کہ نماز میں چھینک کا جواب دینا حرام ہے لیکن اس سے نماز فاسد نہ ہوگی۔

حضور علیہ السلام کو مہربان دیکھ کر دینی مسائل پوچھنے شروع کر دیئے۔ کاہن وہ لوگ ہیں جنہیں شیاطین سے تعلق ہوتا ہے علم غیب کا دعویٰ کرتے ہیں اور آئندہ کی جھوٹی سچی خبریں دیتے ہیں جیسے آج کل پنڈت اور جوگی۔ عراف وہ کہلاتے ہیں جو چھپی چیزیں چوری کے مال کا پتہ بتاتے ہیں، کاہنوں سے غیبی چیزیں پوچھنا گناہ کبیرہ بلکہ قریب کفر ہے اس کی بحث ان شاء اللہ باب الکہانت میں ہوگی۔

کفار عرب میں فال کے بہت طریقے تھے: ان میں سے ایک پرندے اڑانا تھا کہ اگر کسی کام کو چلے اور راستہ میں کوئی چڑیا بیٹھی ملی اسے اڑایا، اگر دائیں طرف اڑی تو سمجھے کامیابی ہے اگر سیدھی اڑھے تو سمجھے کامیابی میں دیر ہے اور اگر بائیں طرف اڑی تو ناکامی کا یقین کر کے واپس لوٹ آئے۔ حضور علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ یہ ان کے نفسیاتی وسوسے ہیں رب پر توکل چاہیے اور ایسے وہمیات کی بنا پر کام چھوڑنا نہیں چاہیے۔ فال کی بحث انشاء اللہ باب الفال میں آئے گی۔

لکیریں کھینچنے سے مراد رمل ہے جس میں خطوط کے ذریعہ غیبی بات معلوم کی جاتی ہے جیسے علم جفر میں عددوں سے، علم رمل حضرت دانیال کا معجزہ تھا اور علم جفر حضرت ادریس علیہ السلام کا جس کو ان بزرگوں کی خطوط یا اعداد سے مناسبت

ہوگی، اس کا درست ہوگا ورنہ غلط۔ بعض علماء نے اس حدیث سے دلیل پکڑی کہ عمل رمل اور جعفر جائز ہے لیکن بغیر کمال اس پر اعتماد نہیں کر سکتے۔

یعنی میں نے لَکِنِّیْ سَکَتُّ کو صحیح مسلم میں پایا اور جامع اصول میں لَکِنِّیْ پر لفظ کَذَا لکھا ہے جو اس کی صحت کی علامت ہے کیونکہ وہ صحیح پر لفظ کَذَا لکھ دیا کرتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۰۳)

بَابُ مَا اسْتَدِلَّ بِهٖ عَلٰی اَنَّ كَلَامَ السَّاهِیْ وَكَلَامَ مَنْ ظَنَّ التَّمَامَ لَا يُبْطِلُ الصَّلٰوةَ

ان روایات کا بیان جن سے اس بات پر استدلال کیا گیا ہے کہ بھول کر کلام کرنا یا اس شخص کا کلام کرنا جو نماز کے پورا ہونے کا گمان کرتا ہے' نماز کو نہیں توڑتا

550- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْدٰی صَلَاتَیِ الْعَشِیِّ قَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ سَمَّاهَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَلٰكِنْ نَسِيْتُ اَنَا قَالَ فَصَلّٰی بِنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ اِلٰی خَشَبَةٍ مَّعْرُوْضَةٍ فِی الْمَسْجِدِ فَاتَّكَاَ عَلَيْهَا كَاَنَّهٗ غَضْبَانُ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰی عَلَی الْيُسْرٰی وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ وَوَضَعَ خَدَّهُ الْاَيْمَنَ عَلٰی ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرٰی وَخَرَجَتِ السَّرَعَانُ مِنْ اَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالُوْا قَصُرَتِ الصَّلٰوةُ وَفِی الْقَوْمِ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَهَابَا اَنْ يُّكَلِّمَاهُ وَفِی الْقَوْمِ رَجُلٌ فِیْ يَدَيْهِ طُوْلٌ يُّقَالُ لَهٗ ذُو الْيَدَيْنِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَسِيْتَ اَمْ قَصُرَتِ الصَّلٰوةُ قَالَ لَمْ اَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ فَقَالَ اَكَمَا يَقُوْلُ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالُوْا نَعَمْ فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰی مَا تَرَكَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ اَوْ اَطْوَلَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر یا عصر کی نماز میں سے ایک نماز پڑھائی۔ ابن سیرین نے کہا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نماز کا نام لیا تھا لیکن میں بھول گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں۔ پھر سلام پھیر دیا' پھر آپ مسجد میں پڑی ہوئی لکڑی کی طرف آئے اور اس پر ٹیک لگا کر حالت غضب میں کھڑے ہو گئے اور اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھا اور ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کیا اور اپنا دائیں رخسار اپنے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رکھا اور جلدی جانے والے مسجد کے دروازوں سے نکلتے ہوئے یہ کہہ رہے تھے نماز کم کر دی گئی اور لوگوں میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے وہ دونوں آپ سے بات کرنے سے ڈرے اور لوگوں میں ایک شخص تھے جن کے ہاتھوں میں طوالت تھی ان کو

ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ وَ كَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ وَ كَبَّرَ فَرُبَّمَا سَاَلُوْهُ ثُمَّ سَلَّمَ فَيَقُوْلُ نُبِّئْتُ اَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ ثُمَّ سَلَّمَ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ. قال النيموی ان هذه الرواية وان كانت فی الصحيحين لكنها مضطربةٌ بوجوهٍ وفی الباب احاديثُ اخرٰی كلها لا تخلو عن نظر۔

(مسلم' كتاب المساجد' فصل من صلّٰى خمسًا او نحوه فليسجد سجدتين...الخ' جلد 1صفحه 213)

(بخاری'كتاب الصلٰوة' باب تشبيك الاصابع فی المسجد وغيره' جلد1صفحه69)

ذوالیدین کہا جاتا تھا۔انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا نماز میں کمی کر دی گئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا نہ میں بھولا ہوں اور نہ ہی نماز میں کمی ہوئی ہے۔ پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا کیا بات ایسی ہی ہے جیسا ذوالیدین کہہ رہا ہے تو انہوں نے عرض کیا ہاں تو آپ آگے بڑھے اور باقی ماندہ نماز پڑھائی پھر سلام پھیرا پھر تکبیر کہی اور اپنے سجدے کی مثل یا اس سے طویل سجدہ کیا پھر اپنا سر مبارک اٹھایا اور تکبیر کہی تو لوگوں نے ابن سیرین سے پوچھا پھر آپ نے سلام پھیرا تو انہوں نے کہا کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ عمران بن حصین نے کہا آپ نے سلام پھیرا۔ اس حدیث کو شیخین نے روایت کیا۔ اس کتاب کے مرتب محمد بن علی نیموی فرماتے ہیں کہ یہ روایت اگرچہ کہ صحیحین میں ہے لیکن اس میں کئی وجوہ سے اضطراب پایا جاتا ہے اور اس باب میں دیگر احادیث بھی ہیں ساری کی ساری کلام سے خالی نہیں (یعنی ہر ایک پر جرح موجود ہے)۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

وہ نماز عصر تھی جیسا کہ دوسری روایات میں ہے سورج ڈھلے سے ڈوبنے تک کو عشی کہا جاتا ہے لہٰذا اس میں ظہر و عصر ہی داخل ہیں نہ کہ مغرب و عشاء، وقت عاک ءعشُوا ءسے ہے وہاں دوسرے معنے ہیں۔

اتفاقاً نہ کہ حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے لہٰذا اس حدیث سے ابن سیرین کو ضعیف نہ کہا جائے گا، وہ بھول ضعف کا باعث ہے جو حدیث غلط بیان کرنے کا ذریعہ بن جائے۔

غصہ کی وجہ کچھ اور ہوگی جو راوی کو معلوم نہ ہو سکی، یہ لکڑی یا تو وہی تھی جس سے ٹیک لگا کر خطبہ پڑھتے تھے یا کوئی دوسری۔

راویان حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیئتیں روایت کرتے ہیں تا کہ سننے والے کے ذہن میں وہ نقشہ قائم ہو جائے

یہ نقشہ قائم کرنا بھی عبادت ہے۔ خیال رہے کہ تشبیک نماز اور انتظار نماز کی حالت میں منع ہے اس کے علاوہ مسجد میں بھی ممنوع ویسے جائز ہے۔

یعنی غالبًا وحی الٰہی آگئی اور عصر بجائے چار کے دو رکعت رہ گئیں۔

آپ کے غصہ کو دیکھ کر ورنہ جو باریابی ان بزرگوں کی تھی وہ دوسروں کو نہ تھی جیسا کہ روایتوں میں ہے کہ ان کو جرے ات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھ کر مسکراتے رہتے تھے۔

ان کا نام عمیر ابن عمرو کنیت ابو محمد، لقب خرباق اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ خطاب ذوالیدین تھا۔ حجازی سلمی تھے ان کے متعلق اور بہت سی روایتیں ہیں آپ کو بارگاہ رسالت میں بہت باریابی تھی جو بات بڑے صحابہ عرض نہ کر سکتے تھے آپ بے تکلف عرض کر دیتے تھے۔

اس گفتگو سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ بھولی ہوئی چیز کا انکار کر دینا جھوٹ نہیں بلکہ اس پر قسم کھالینا گناہ نہیں، اس ہی کو قسم لغو کہتے ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ" دیکھو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو بھول ہوئی مگر فرمایا کہ میں بھولا نہیں کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے اپنے بھولنے کا خیال نہیں یہ بالکل صحیح ہے شان نبوت کے خلاف نہیں۔ دوسرے یہ کہ ایسے موقعہ پر اکثر مقتدیوں کی بات مانی جائے گی نہ کہ ایک کی، اگر ایک کہے کہ دو رکعتیں پڑھیں باقی کہیں چار تو چار ہی مانی جائیں گی، دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالیدین کی خبر کی تصدیق فرما کر اس پر عمل کیا۔

پہلی تکبیر سجدے میں جانے کے لیئے تھی، دوسری سجدے سے اٹھنے کے لیئے، تیسری پھر سجدے میں جانے کے لیے۔ ظاہر یہ ہے کہ سجدۂ سہو کے لیئے ایک ہی سلام پھیرا جو لوگ جا چکے تھے انہیں واپس بلایا گیا اور سب کے ساتھ یہ دو رکعتیں ادا کی گئیں۔

یعنی لوگوں نے ابن سیرین سے پوچھا کہ کیا حضور علیہ السلام نے سجدۂ سہو کے بعد نماز کا سلام پھیرا یا نہیں تو آپ نے فرمایا کہ حضرت ابوہریرہ نے مجھ سے سلام کا ذکر نہیں کیا، ہاں میں نے سنا یہ ہے کہ عمران ابن حصین بھی یہ واقعہ بیان کیا کرتے تھے اور وہ کہتے تھے کہ پھر سلام پھیرا۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہوا کہ ابن سیرین اور حضرت ابوہریرہ کے درمیان عمران ابن حصین ہیں جن کا ذکر نہ کیا گیا تاکہ یہ حدیث منقطع ہو جائے کیونکہ ابن سیرین کی عمران ابن حصین سے ملاقات ہی نہیں ہوئی۔

یہ چند طرح سے منسوخ ہے: کلام کرنے کے بعد کعبہ سے سینہ پھر جانے کے بعد، بعض مقتدیوں کے مسجد سے نکل جانے اور انہیں واپس بلانے کے بعد نماز پوری کرنا اور سجدۂ سہو کرنا، سجدۂ سہو کے بعد بغیر دوبارہ التحیات پڑھے فورًا سلام پھیر دینا، اب ان میں سے کسی چیز پر عمل نہیں یہ حدیث اس وقت کی ہے جب نماز میں کلام و کام سب کچھ جائز تھا، یہی صحیح

ہے بقیہ توجیہیں جو عام شارحین نے کی ہیں قابل قبول نہیں۔ (مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۴۱)

بَابُ مَا اسْتُدِلَّ بِهٖ عَلٰى جَوَازِ رَدِّ السَّلَامِ بِالْإِشَارَةِ فِي الصَّلٰوةِ

ان روایات کا بیان جن سے نماز میں اشارہ کے ساتھ سلام کا جواب دینے کے جواز پر استدلال کیا گیا

551۔ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اَرْسَلَنِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُنْطَلِقٌ اِلٰى بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَاَتَيْتُهٗ وَهُوَ يُصَلِّيْ عَلٰى بَعِيْرِهٖ فَكَلَّمْتُهٗ فَقَالَ لِيْ بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَاَوْمَاَ زُهَيْرٌ بِيَدِهٖ ثُمَّ كَلَّمْتُهٗ فَقَالَ لِيْ هٰكَذَا فَاَوْمَاَ زُهَيْرٌ اَيْضًا بِيَدِهٖ نَحْوَ الْاَرْضِ وَاَنَا اَسْمَعُهٗ يَقْرَاُ يُوْمِئُ بِرَاْسِهٖ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ مَا فَعَلْتَ فِي الَّذِيْ اَرْسَلْتُكَ لَهٗ فَاِنَّهٗ لَمْ يَمْنَعْنِيْ اَنْ اُكَلِّمَكَ اِلَّا اَنِّيْ كُنْتُ اُصَلِّيْ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(مسلم، کتاب المساجد، باب تحریم الکلام فی الصلوٰۃ...الخ، جلد1 صفحہ 204)

حضرت ابوزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے کسی کام کے لئے بھیجا۔ درانحالیکہ آپ قبیلہ بنو مصطلق کی طرف جارہے تھے پس میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس حال میں کہ آپ اپنے اونٹ پر پڑھ رہے تھے تو میں نے آپ سے کلام کیا تو آپ نے اپنے ہاتھ مبارک سے مجھے یوں اشارہ فرمایا اور حضرت زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی (اسی طرح) اشارہ کرکے دکھایا پھر میں نے آپ سے کلام کیا تو آپ نے مجھے یوں اشارہ کیا اور حضرت زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی زمین کی طرف اشارہ کیا اور میں آپ کو قرأت کرتے ہوئے سن رہا تھا آپ (رکوع اور سجدہ کے لئے) اپنے سر مبارک سے اشارہ فرماتے، پس جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا تو نے اس کام کا کیا جس کے لئے میں نے تجھے بھیجا تھا، پس بیشک مجھے تمہارے ساتھ کلام کرنے سے صرف اسی بات نے روکا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

552۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قُلْتُ لِبِلَالٍ كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا جب

وَسَلَّمَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ حِيْنَ كَانُوْا يُسَلِّمُوْنَ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ كَانَ يُشِيْرُ بِيَدِهٖ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

لوگ آپ کو نماز کی حالت میں سلام کرتے تو آپ لوگوں کے سلام کا جواب کس طرح دیتے تھے تو انہوں نے کہا کہ اپنے مبارک ہاتھ سے اشارہ فرماتے تھے۔ اس کو امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابو داؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(ترمذی' ابواب الصلوٰۃ' باب ما جآء فی الاشارۃ فی الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 85) (ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب ردّ السّلام فی الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 133)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

شاید یہ اس وقت کا ذکر ہے جب کہ نماز میں زبانی سلام و جواب ممنوع ہو چکا تھا اشارے جائز تھے، پھر یہ بھی ممنوع ہو گیا۔ چنانچہ خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے کہ اگر نمازی سر یا ہاتھ سے سلام کا جواب دے تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ ظاہر یہ ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی مگر مکروہ ہوگی بہرحال اب اشارہ بھی منسوخ ہے اس حدیث سے ہی نسخ معلوم ہو رہا ہے کیونکہ حضرت ابن عمر نے حضور علیہ السلام کو اشارہ کرتے دیکھا نہیں بلکہ سنا تھا، تو حضرت بلال سے پوچھا اگر اشارہ اخیر تک جاری رہتا تو آپ دیکھ لیتے۔ خیال رہے کہ سلام کے اشارے مختلف ہیں کبھی انگلی اٹھا کر کبھی پیشانی پر لگا کر کبھی داہنا ہاتھ الٹا کر کے یہاں تیسری صورت مراد ہے جیسا کہ ابوداؤد، ترمذی، نسائی کی احادیث میں ہے۔ (اشعہ) (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۱۶)

553- وَعَنْهُ عَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَرَرْتُ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيَّ اِشَارَةً وَقَالَ لَا اَعْلَمُ اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ اِشَارَةً بِاِصْبَعِهٖ۔ رَوَاهُ الثلاثة وحسنه التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا درانحالیکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے میں نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے اشارہ سے میرے سلام کا جواب دیا' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق آپ نے اپنے ہاتھ کی انگلی سے اشارہ فرمایا اس کو اصحاب ثلاثہ نے روایت کیا اور ترمذی نے حسن قرار دیا۔

(ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب رد السلام فی الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 133) (ترمذی' ابواب الصلوٰۃ' باب ما جآء فی الاشارۃ فی الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 85) (نسائی' کتاب السهو' باب رد السّلام بالاشارۃ فی الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 177)

554- وَعَنْهُ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسْجِدَ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَّهُوَ مَسْجِدُ قُبَا لِيُصَلِّيَ فِيْهِ فَدَخَلَ مَعَهُ رِجَالٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ يُسَلِّمُوْنَ عَلَيْهِ وَدَخَلَ مَعَهُمْ صُهَيْبٌ فَسَاَلْتُهُ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ اِذَا سَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ كَانَ يُشِيْرُ بِيَدِهٖ. اَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَقَالَ عَلٰى شَرْطِهِمَا. (مستدرک حاکم' کتاب الهجرة' باب استقبال الانصار لرسول الله صلی الله علیه وسلم واصحابه...الخ' جلد3 صفحه12)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو عمرو بن عوف کی مسجد یعنی مسجد قباء میں داخل ہوئے تا کہ اس میں نماز پڑھیں تو آپ کے ساتھ انصار کے کچھ لوگ بھی داخل ہوئے جو آپ کو سلام کرتے اور ان کے ساتھ حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے تو میں نے حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے جب آپ کو نماز کی حالت میں سلام کیا جاتا تو انہوں نے کہا کہ آپ اپنے ہاتھ مبارک سے اشارہ فرماتے تھے۔ اس کو امام حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مستدرک میں بیان کیا اور کہا کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

555- وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كان يشير في الصلوة. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اشارہ فرماتے تھے۔ اس کو ابوداؤد اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب الاشارۃ فی الصلوٰۃ' جلد1 صفحہ136)

بَابُ مَا اسْتُدِلَّ بِهٖ عَلٰى نَسْخِ رَدِّ السَّلَامِ بِالْاِشَارَةِ فِي الصَّلٰوةِ

ان روایات کا بیان جن سے نماز میں اشارہ کے ساتھ سلام کا جواب دینے کے منسوخ ہونے پر استدلال کیا گیا

556- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ اُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ وَقَالَ اِنَّ فِي الصَّلٰوةِ شُغْلًا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی حالت میں سلام کرتا تو آپ مجھے سلام کا جواب دیتے پس جب ہم (حبشہ) سے لوٹے تو میں نے سلام کیا تو آپ نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا اور فرمایا کہ نماز میں مشغولیت ہوتی ہے۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری'کتاب التہجد والنوافل' باب لا یرد السلام فی الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 162) (مسلم'کتاب المساجد' باب تحریم الکلام فی الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 204)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی ہجرت سے پہلے نماز میں کلام وسلام سب جائز تھا اس بنا پر حضور علیہ السلام بحالت نماز سلام کا جواب دیتے تھے ان حضرات کے حبشہ جانے کے بعد کلام منسوخ ہوا۔ خیال رہے کہ "وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ" سورۂ بقر میں ہے سورۂ بقر مدنی ہے لہٰذا نسخ کلام بعد ہجرت ہوا۔

نجاشی بادشاہ حبشہ کا لقب تھا جیسے فرعون بادشاہ مصر کا، حضور علیہ السلام کے زمانہ کے نجاشی کا نام اصحمہ تھا اس نے مظلوم صحابہ کو اپنے ملک میں امن دی اور انہی کے ذریعہ حضور علیہ السلام پر غائبانہ ایمان لایا اور انہی کی معرفت حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں بہت سے تحفے بھیجے، حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان جو ایمان لاکر حبشہ ہجرت کر گئی تھیں، اصحمہ ہی نے ان کا غائبانہ نکاح حضور علیہ السلام سے کیا، جب حضور علیہ السلام مدینہ پاک تشریف لائے تو حبشہ کے مہاجر صحابہ مدینہ منورہ میں آگئے، ان بزرگوں کو صاحب ہجرتین کہتے ہیں، انہی اصحمہ اور ان کے ساتھوں کا ذکر قرآن کریم نے بہت شان سے کیا ہے۔ "وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَی الرَّسُوْلِ"۔ نجاشی کا انتقال ۹ھ فتح مکہ سے پہلے حبشہ میں ہوا، جبریل امین نے انکی لاش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کر دی حضور علیہ السلام نے غائبانہ جنازہ پڑھا، بہت عرصہ تک ان کی قبر سے انوار نکلتے تھے جس سے رات میں سارا جنگل جگمگا جاتا تھا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

یعنی اب نماز مناجات، عبودیت، اور استغراق سے گھیر دی گئی، اس میں نہ کلام ہے نہ سلام۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ نمازی اشارے سے بھی سلام کا جواب نہیں دے سکتا۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۰۴)

557- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لِیْ اَرَاکُمْ رَافِعِیْ اَیْدِیْکُمْ کَاَنَّہَا اَذْنَابُ خَیْلٍ شُمُسٍ اُسْکُنُوْا فِی الصَّلٰوۃِ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔ (مسلم'کتاب الصلوٰۃ' باب الامر بالسکون فی الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 181)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو فرمایا مجھے کیا ہے کہ میں تمہیں ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھ رہا ہوں گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دُمیں ہیں۔ تم سکون سے نماز پڑھو اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

بَابُ الْفَتْحِ عَلَی الْاِمَامِ

امام کو لقمہ دینے کا بیان

558- عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی صَلٰوۃً

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نماز پڑھی تو آپ سے اس

فَقَرَأَ فِيْهَا فَلَبِسَ عَلَيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لِاُبَيٍّ اَصَلَّيْتَ مَعَنَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا مَنَعَكَ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالطَّبْرَانِيُّ وَزَادَ اَنْ تَفْتَحَ عَلَيَّ. وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ. (ابوداؤد' كتاب الصلوٰة' باب الفتح على الامام' جلد 1 صفحه 131) (مجمع الزوائد' كتاب الصلوٰة' باب تلقين الامام نقلًا عن الطبراني في الكبير' جلد 2 صفحه 70)

میں سہو ہو گیا۔ جب فارغ ہوئے تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا کیا تو نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے تو انہوں نے عرض کیا: ہاں تو آپ نے فرمایا تمہیں بتانے سے کس چیز نے روکا۔ اس حدیث کو ابو داؤد اور طبرانی نے روایت کیا اور ان الفاظ کا اضافہ کی کہ یہ کہ تو ہمیں لقمہ دیتا (یعنی تجھے کس چیز نے اس بات سے روکا کہ تو ہمیں لقمہ دیتا)۔

شرح: اعلٰی حضرت علیہ رحمۃ رب العزّت فتاوٰی رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

امام جب ایسی غلطی کرے جو موجب فسادِ نماز ہو (وہ غلطی جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہو) تو اس کا بتانا اور اصلاح کرانا ہر مقتدی پر فرض کفایہ ہے ان میں سے جو بتا دے گا سب پر سے فرض اتر جائے گا اور کوئی نہ بتائے گا تو جتنے جاننے والے تھے سب مرتکب حرام ہوں گے اور سب کی نماز باطل ہو جائے گی ذلك لان الغلط لما كان مفسدا كان السكوت عن اصلاحه ابطالًا للصلاة و هو حرام بقوله تعالى ولا تبطلوا أعمالكم. ترجمہ: کیونکہ غلطی جب مفسد نماز ہو تو اس کی اصلاح کرنے کے بجائے خاموش رہنا نماز کو باطل کر دے گا اور نماز باطل کر دینا حرام ہے اللہ تعالٰی کے اس فرمان کی وجہ سے کہ "اپنے اعمال باطل نہ کرو"۔ (فتاوٰی رضویہ شریف ص ۲۸۰ ج ۷ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوٰی رضویہ جلد ۷ تا ۹، مراۃ المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ۱ حصہ سوم، اور نماز میں لقمہ کے مسائل کا مطالعہ فرمائیں۔

بَابٌ فِي الْحَدَثِ فِي الصَّلٰوةِ

نماز میں بے وضو ہونے کا بیان

559- عَنْ عَلِيِّ بْنِ طَلْقٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَسَا اَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُعِدْ صَلٰوتَهٗ. رَوَاهُ الثَّلَاثَةُ وَحَسَّنَهُ التِّرْمِذِيُّ وَضَعَّفَهُ ابْنُ الْقَطَّانِ.

حضرت علی بن طلق رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کی نماز میں ہوا خارج ہو جائے تو اسے چاہئے کہ وہ نماز چھوڑ کر چلا جائے اور وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھے۔ اس کو تین محدثین نے روایت کیا اور ترمذی نے اس کو حسن قرار دیا اور ابن قطان نے اسے ضعیف قرار دیا۔

(ابوداؤد' كتاب الصلوٰة' باب اذا احدث في صلوته' جلد 1 صفحه 144) (ترمذي' ابواب الرضاع' باب ما جاء في كراهية اتيان النسآء في ادبارهن' جلد 1 صفحه 220) (دارقطني' كتاب الصلوٰة' باب الوضوء من الخارج من البدن... الخ'

جلد1 صفحہ153)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:
اگر عمداً ہوا نکالی ہے تو نماز لوٹانا واجب ہے اگر اتفاقاً نکل گئی تو بنا جائز (یعنی بقیہ ادا کرنا) اور لوٹانا مستحب، بعض نے فرمایا اگر بنا میں جماعت ملتی ہو اور لوٹانے میں نہ ملتی ہو تو بنا مستحب ہے۔ بنا کی مرفوع حدیثیں ابن ماجہ، دارقطنی میں مذکور ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق، علی مرتضٰی، سلمان فارسی وغیرہم صحابہ سے ثابت ہے لہٰذا یہ حدیث بنا کی روایتوں کے خلاف نہیں۔ (مراۃ المناجیح ج۲ ص۲۳۱)

560- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَصَابَهٗ قَيْءٌ اَوْ رُعَافٌ اَوْ قَلَسٌ اَوْ مَذْيٌ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ ثُمَّ لِيَبْنِ عَلٰى صَلٰوتِهٖ وَهُوَ فِيْ ذٰلِكَ لَا يَتَكَلَّمُ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَصَحَّحَهُ الزَّيْلَعِيُّ وَفِيْ اِسْنَادِهٖ مَقَالٌ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کو نماز میں قے یا نکسیر یا الٹی یا مذی آجائے تو اسے چاہئے کہ وہ نماز چھوڑ کر چلا جائے، وضو کرے۔ پھر اپنی نماز پر بنا کرے اور وہ اس دوران کلام نہ کرے۔

(ابن ماجة، ابواب اقامة الصلٰوة والسنة فيها، باب ما جآء في البنآء على الصلٰوة، صفحه 87) (نصب الراية جلد1 صفحه38)

561- وعن عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ اِذَا رَعُفَ انْصَرَفَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَجَعَ فَبَنٰى وَلَمْ يَتَكَلَّمْ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

(مؤطا امام مالك، كتاب الطهارة، باب ما جآء في الرعاف والقيء، صفحه 27)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب آپ کو نکسیر آتی تو نماز سے پلٹ جاتے، وضو کرتے پھر لوٹ کر (اپنی نماز پر) بنا کرتے اور گفتگو نہ کرتے اس کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت اور اس کی سند صحیح ہے۔

562- وَعَنْهُ قَالَ اِذَا رَعُفَ الرَّجُلُ فِي الصَّلٰوةِ اَوْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ اَوْ وَجَدَ مَذْيًا فَاِنَّهٗ يَنْصَرِفُ فَلْيَتَوَضَّأْ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيُتِمُّ مَا بَقِيَ عَلٰى مَا مَضٰى مَا لَمْ يَتَكَلَّمْ۔ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔ (مصنف عبد الرزاق، كتاب الصلٰوة، باب الرجل يحدث ثم يرجع قبل ان يتكلم، جلد2 صفحه339)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں جب نماز میں آدمی کو نکسیر پھوٹ پڑے یا اس کو قے آجائے یا وہ مذی پائے تو وہ پلٹ جائے، وضو کرے پھر لوٹ کر باقی ماندہ نماز کو گزشتہ نماز پر بنا کرتے ہوئے پورا کرے جب تک کہ اس نے گفتگو نہ کی ہو۔ اس کو عبدالرزاق نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

563- وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فِي صَلٰوتِهِ فِي بَطْنِهِ رِزًّا أَوْ قَيْئًا أَوْ رُعَافًا فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ ثُمَّ لِيَبْنِ عَلٰى صَلٰوتِهِ مَالَمْ يَتَكَلَّمْ. رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی دوران نماز اپنے پیٹ میں ہوا پائے یا قے یا نکسیر تو وہ پلٹ جائے وضو کرے پھر اپنی نماز پر بنا کرے جب تک کہ اس نے کلام نہ کیا ہو۔ اس کو دار قطنی نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(دار قطنی 'کتاب الطہارۃ' باب الوضوء من الخارج من البدن...الخ' جلد 1 صفحہ 156)

564- وَعَنْهُ قَالَ إِذَا جَلَسَ مِقْدَارَ التَّشَهُّدِ ثُمَّ أَحْدَثَ فَقَدْ تَمَّ صَلٰوتُهُ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي السُّنَنِ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص تشہد کی مقدار بیٹھ جائے پھر اس کو حدث لاحق ہو تو تحقیق اس کی نماز پوری ہوگئی اس کو بیہقی نے سنن میں روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی 'کتاب الصلوٰۃ' باب تحلیل الصلاۃ بالتسلیم' جلد 1 صفحہ 173)

شرح: احکام فقہیہ

نماز میں جس کا وضو جاتا رہے اگرچہ قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد سلام سے پہلے، تو وضو کرکے جہاں سے باقی ہے وہیں سے پڑھ سکتا ہے، اس کو بنا کہتے ہیں، مگر افضل یہ ہے کہ سرے سے پڑھے اسے استیناف کہتے ہیں، اس حکم میں عورت مرد دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔ (البحر الرائق، کتاب الصلاۃ، باب الحدث في الصلاۃ، ج ۱، ص ۶۴۲ ـ ۶۵۳) (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس في الحدث في الصلاۃ، ج ۱، ص ۹۳)

مسئلہ ۱: جس رکن میں حدث واقع ہو، اُس کا اعادہ کرے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس في الحدث في الصلاۃ، ج ۱، ص ۹۳)

مسئلہ ۲: بنا کے لیے تیرہ (۱۳) شرطیں ہیں، اگر ان میں ایک شرط بھی معدوم ہو، بنا جائز نہیں۔

(۱) حدث مُوجب وُضو ہو۔

(۲) اُس کا وجود نادر نہ ہو۔

(۳) وہ حدث سماوی ہو یعنی نہ وہ بندہ کے اختیار سے ہو نہ اس کا سبب۔

(۴) وہ حدث اس کے بدن سے ہو۔

(۵) اس حدث کے ساتھ کوئی رکن ادا نہ کیا ہو۔

(۶) نہ بغیر عذر بقدر ادائے رکن ٹھہرا ہو۔

(۷) نہ چلنے میں رکن ادا کیا ہو۔
(۸) کوئی فعل منافی نماز جس کی اسے اجازت نہ تھی، نہ کیا ہو۔
(۹) کوئی ایسا فعل کیا ہو جس کی اجازت تھی، تو بغیر ضرورت بقدر منافی زائد نہ کیا ہو۔
(۱۰) اس حدث سماوی کے بعد کوئی حدث سابق ظاہر نہ ہوا ہو۔
(۱۱) حدث کے بعد صاحب ترتیب کو قضا نہ یاد آئی ہو۔
(۱۲) مقتدی ہو تو امام کے فارغ ہونے سے پہلے، دوسری جگہ ادا نہ کی ہو۔
(۱۳) امام تھا تو ایسے کو خلیفہ نہ بنایا ہو، جو لائق امامت نہیں۔

(المرجع السابق، و الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الاستخلاف، ج ۲، ص ۴۲۲)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوی رضویہ جلد ۷ تا ۹، مراۃ المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ۱ حصہ سوم، کا مطالعہ فرمائیں۔

بَابٌ فِي الْحَقْنِ

دوران نماز پیشاب روکنے کا بیان

565۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا صَلٰوةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَا وَهُوَ يُدَافِعُهُ الْأَخْبَثَانِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ نہ تو کھانے کی موجودگی میں نماز ہوتی ہے نہ اس حالت میں کہ نمازی کو پیشاب پاخانہ دفع کرنے ہوں۔

(مسلم، کتاب المساجد، باب کراھۃ الصلوۃ بحضرۃ الطعام... الخ، جلد 1 صفحہ 208)

شرح: مفسرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:
یہاں کمال نماز کی نفی ہے، یعنی جب بھوک کی تیزی یا پیشاب پاخانہ کی حاجت کی وجہ سے نماز میں دل نہ لگے تو نماز کامل نہیں، قے، درد وغیرہ تمام عوارض کا یہی حکم ہے حتی کہ اگر دوران نماز یہ عارضے پیش آجائیں تو نماز توڑ دے بعد فراغت دوبارہ پڑھے۔

آپ سلیمان ابن یسار ہیں، ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام، بڑے فقیہ، محدث، عابد، و تارک الدنیا تابعی ہیں، آپ کے بھائی عطا ابن یسار ہیں، ۷۳ عمر ہوئی، ۱۰۷ھ میں وفات پائی رضی اللہ تعالی عنہ۔
بلاط لغت میں وہ پتھر ہے جس کا مکانوں میں فرش لگایا جاتا ہے یہاں وہ جگہ مراد ہے جو حضرت عمر نے مسجد نبوی شریف کے متصل چبوترے کی شکل میں بنائی تھی تاکہ اگر کسی کو کوئی دنیاوی بات کرنا ہو تو مسجد سے نکل کر وہاں جا کر کرے۔
یعنی مسجد نبوی میں جماعت اولی ہو رہی ہے اور آپ یہاں بیٹھے ہیں کیا وجہ ہے۔ خیال رہے کہ آپ مسجد سے علیحدہ

بیٹھے تھے لہٰذا جائز تھا۔

حق یہ ہے کہ یہ نماز فجر یا عصر یا مغرب تھی جس کے بعد نفل درست نہیں۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ میں یہ نماز پڑھ چکا ہوں اور اس کے بعد نفل جائز نہیں تو لامحالہ دوبارہ فرض ہی کی نیت سے پڑھوں اور ایک دن میں ایک فرض دو بار ہو نہیں سکتے اسکے اور مطلب بھی بیان کیے گئے مگر یہ بہتر ہے اس صورت میں یہ حدیث گزشتہ احادیث کے خلاف بھی نہیں اور اس پر کچھ شبہ بھی نہیں اگلی حدیث اس کی شرح ہے۔ اسی لیئے فقہاء فرماتے ہیں کہ شہر میں بعد نماز جمعہ احتیاطی نفل کی نیت سے نفل کے طریقہ پر پڑھے کیونکہ فرض تو پڑھ چکا اور گاؤں میں جمعہ نہ پڑھے کہ وہاں جمعہ ہوتا نہیں اگر پڑھا تو نفل ہوگا اور نفل جماعت وخطبہ واذان سے پڑھنا، پھر فرض ظہر اکیلے پڑھنا بہت برا ہے لیکن اگر کسی نے پڑھ لیا تو بہت بعد میں ظہر فرض کی نیت سے پڑھے، ان مسائل کا ماخذ یہ حدیث ہے۔ (مراۃ المناجیح ج۲ص۲۸۱)

566- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَرْقَمِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا اَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّذْهَبَ اِلَى الْخَلَاءِ وَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيَبْدَاْ بِالْخَلَاءِ. رَوَاهُ الْاَرْبَعَةُ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ۔

حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء جانے کا ارادہ کرے اور نماز کھڑی ہوجائے تو اسے چاہئے کہ پہلے قضاء حاجت کرے۔ اس کو چار محدثین نے روایت کیا اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا۔

(ترمذی' ابواب الطھارۃ' باب ماجاء اذا اقیمت الصلوۃ ووجد احدکم الخلاء... الخ' جلد1 صفحہ36) (ابوداؤد' کتاب الطھارۃ' باب ایصلی الرجل وھو حاقن' جلد1 صفحہ 12) (نسائی' کتاب الامامۃ والجماعۃ' باب العذر فی ترک الجماعۃ' جلد1 صفحہ137) (ابن ماجۃ' ابواب الطھارۃ وسننھا' باب النھی للحاقن ان یصلی' صفحہ48)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

آپ مشہور صحابی ہیں، فتح مکہ کے سال ایمان لائے، کاتب وحی رہے، حضرت صدیق وفاروق کے کاتب، عثمان غنی کے بیت المال کے منتظم تھے مگر اجرت کبھی نہ لی۔

تاکہ نماز اطمینان سے ادا ہو۔ معلوم ہوا کہ یہ عذر بھی ترک جماعت کو مباح کردیتا ہے بلکہ اگر دوران نماز یہ حاجت پیش آجائے تو نماز توڑنا ضروری ہے۔ (مراۃ المناجیح ج۲ص۲۹۳)

567- وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ يَّفْعَلَهُنَّ لَا يَؤُمُّ رَجُلٌ قَوْمًا فَيَخُصُّ

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تین کام وہ ہیں جو کسی کو کرنا جائز نہیں ایسا شخص قوم کی امامت

نَفْسَهٗ بِالدُّعَآءِ دُوْنَهُمْ فَاِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ وَلَا يَنْظُرُ فِيْ قَعْرِ بَيْتٍ قَبْلَ اَنْ يَّسْتَاْذِنَ فَاِنْ فَعَلَ فَقَدْ دَخَلَ وَلَا يُصَلِّيْ وَهُوَ حَقِنٌ حَتّٰى يَتَخَفَّفَ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَاٰخَرُوْنَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

ہرگز نہ کرے کہ دعا میں اپنے آپ کو خاص کرے انہیں چھوڑ کر اگر ایسا کیا تو ان کی خیانت کی اور اجازت سے پہلے کسی گھر میں نہ جھانکے اگر ایسا کیا تو ان کی خیانت کی اور پیشاب پاخانے سے بھاری آدمی نماز نہ پڑھے حتی کہ ہلکا ہو جائے۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(ابوداؤد' کتاب الطهارة' باب ايصلی الرجل وهو حاقن' جلد 1 صفحه 12) (ترمذی' ابواب الصلوة' باب ما جاء فی كراهية ان يخص الامام نفسه... الخ' جلد 1 صفحه 82)

شرح: مفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یعنی نماز کے بعد صرف اپنے لئے دعا کرے یا اس طرح کہ صاف کہے کہ خدایا مجھ پر رحم کر نہ کہ کسی اور پر یا اس طرح کہ ساری دعاؤں میں واحد متکلم کا صیغہ استعمال کرے کوئی صیغہ جمع کا نہ بولے، امام کے لیے یہ دونوں کام سخت منع ہیں ہاں اگر بعض دعائیں جمع کے صیغہ سے مانگے اور بعض واحد کے صیغہ سے تو مضائقہ نہیں (مرقاۃ) لہٰذا اگر ایک دعا بھی جمع کے صیغہ سے مانگی باقی واحد کے صیغوں سے تو حرج نہیں چنانچہ امام یہ دعا مانگ سکتا ہے "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ" یا یہ دعا "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ" الخ کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعائیں سکھائی ہیں اور منقول دعاؤں میں الفاظ کی پابندی ہوتی ہے۔ خیال رہے کہ امام ساری قوم کی نمازوں اور دعاؤں کا امین ہے اسی لیے ایسے امام کو خائن کہا گیا۔

گھر سے مراد عام گھر ہیں خواہ اس میں آدمی رہتے ہوں یا کسی کا سامان موجود ہو۔ (مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۹۴)

بَابٌ فِي الصَّلٰوةِ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ

کھانے کی موجودگی میں نماز کا بیان

568۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَ عَشَآءُ اَحَدِكُمْ وَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَآءِ وَلَا يُعَجِّلْ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کا کھانا سامنے رکھا جائے اور نماز کی تکبیر کہی جائے تو کھانے سے ابتداء کرو اور کھانے سے فارغ ہونے تک جلدی نہ کرے اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری' کتاب الاذان' باب اذا حضر الطعام واقيمت الصلوٰة... الخ' جلد 1 صفحه 92) (مسلم' کتاب المساجد' باب كراهة الصلوٰة بحضرة الطعام... الخ' جلد 1 صفحه 208)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:
یہ حکم اس صورت میں ہے جب بھوک تیز ہو اور نماز کے وقت میں گنجائش ہو۔ امام اعظم فرماتے ہیں کہ میرا کھانا نماز بن جائے یہ اچھا مگر میری نماز کھانا بن جائے یہ برا الہٰذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں فرمایا گیا کہ کھانے کے لیے نماز مت چھوڑو۔
یعنی مسجد سے بہت قریب ہوتے حتی کہ قرأت کی آواز کانوں میں پہنچتی۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۸۰)

569۔ وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا وُضِعَ الْعَشَآءُ وَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَءُ وْا بِالْعَشَآءِ۔ اَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رات کا کھانا رکھ دیا جائے اور نماز کھڑی ہو جائے تو پہلے کھانا کھالو۔ اس کو شیخین نے نقل کیا ہے۔

(بخاری' کتاب الاذان' باب اذا حضر الطعام واقیمت الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 92) (مسلم' کتاب المساجد' باب کراھۃ الصلوٰۃ بحضرۃ الطعام... الخ' جلد 1 صفحہ 208)

بَابُ مَا عَلَى الْاِمَامِ

امام پر کیا لازم ہے

570۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَاِنَّ فِيْهِمُ الضَّعِيْفَ وَالسَّقِيْمَ وَالْكَبِيْرَ وَاِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِنَفْسِهٖ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَآءَ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو اسے چاہیے کہ وہ نماز میں تخفیف کرے پس بے شک ان میں کمزور بیمار اور بوڑھے لوگ ہوتے ہیں اور جب وہ اکیلے نماز پڑھے تو جیسے چاہے پڑھے اس کو شیخین نے روایت کیا ہے۔

(بخاری' کتاب الاذان' باب تخفیف الامام فی القیام... الخ' جلد 1 صفحہ 97) (مسلم' کتاب الصلوٰۃ' باب امر الائمۃ بتخفیف الصلوٰۃ فی تمام' جلد 1 صفحہ 188)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:
لیکن اب عوام اماموں کا حال برعکس ہے کہ اکیلی نماز مختصر پڑھتے ہیں اور جماعت کی نماز طویل خدا ہدایت دے۔
(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۵۵)

571۔ وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ وَاللهِ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنِّيْ لَاَتَاَخَّرُ عَنْ صَلٰوةِ

حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کی خدا کی قسم یارسول اللہ

الْغَدَاةِ مِنْ اَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيلُ بِنَا فَمَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَوْعِظَةٍ اَشَدَّ غَضَبًا مِنْهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ اِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِيْنَ فَاَيُّكُمْ مَا صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيَتَجَوَّزْ فَاِنَّ فِيْهِمُ الضَّعِيْفَ وَالْكَبِيْرَ وَذَا الْحَاجَةِ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔ (بخاری' کتاب الاذان' باب تخفیف الامام فی القیام... الخ' جلد 1 صفحہ 97) (مسلم' کتاب الاذان' باب امر الائمة بتخفیف الصلوة فی تمام' جلد 1 صفحہ 188)

ﷺ میں فجر کی نماز سے فلاں شخص کی وجہ سے پیچھے رہ جاتا ہوں کہ وہ ہمیں لمبی نماز پڑھاتا ہے (حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں) کہ میں نے اس دن سے پہلے نصیحت کے وقت کبھی نبی اکرم ﷺ کو اس سے زیادہ غصے میں نہیں دیکھا پھر آپ نے فرمایا بے شک تم میں سے بعض لوگوں کو متنفر کرنیوالے ہیں تم میں سے جو لوگوں کو نماز پڑھائے تو اسی چاہئے کہ وہ تخفیف کرے پس بے شک ان میں کمزور اور بوڑھے اور ضرورتمند ہوتے ہیں اس کو شیخین نے روایت کیا۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

اس سے معلوم ہوا کہ امام کے قصور کی بنا پر اگر کوئی شخص جماعت چھوڑ دے تو گنہگار وہ نہیں ہے بلکہ امام، نیز حاکم یا بزرگ کے سامنے امام کی شکایت کر دینا جائز ہے، نہ یہ غیبت ہے اور نہ امام کی سرتابی، نیز حاکم مقتدیوں کے سامنے امام پر سختی بھی کر سکتا ہے اور ملامت بھی، اس میں اس کی اصلاح ہے نہ کہ ذلیل کرنا۔ درازی نماز اگرچہ عبادت ہے مگر جب کہ اس سے کوئی خرابی نہ پیدا ہو۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۵۶)

572- وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ اِمَامٍ قَطُّ اَخَفَّ صَلٰوةً وَّلَا اَتَمَّ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنْ كَانَ لَيَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَيُخَفِّفُ مَخَافَةَ اَنْ تُفْتَنَ اُمُّهٗ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے کبھی کسی امام کے پیچھے نبی پاک ﷺ سے زیادہ مختصر اور پوری نماز نہیں پڑھی اور اگر آپ بچے کے رونے کی آواز سنتے تو اس خوف سے نماز میں تخفیف فرماتے کہ کہیں اس کی ماں آزمائش میں نہ پڑ جائے۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری' کتاب الاذان' باب من اخف الصلوة عند بکاء الصبی' جلد 1 صفحہ 98) (مسلم' کتاب الصلوة' باب امر الائمة بتخفیف الصلوة فی تمام)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت کی نماز دراز نہ ہوتی تھی اس کے باوجود کوئی مستحب تک نہیں چھوٹتا تھا۔ خیال رہے کہ ہلکی نماز سے یہ مراد نہیں کہ سنتیں چھوڑ دیں یا اچھی طرح ادا نہ کریں بلکہ مراد یہ ہے کہ نماز کے ارکان دراز نہ کرے

بقدر کفایت ادا کرے جیسے رکوع سجدے کی تسبیحیں تین بار کہے۔ خیال رہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کتنی ہی لمبی قرأت کرتے مگر مقتدیوں کو ہلکی ہی معلوم ہوتی تھی لہٰذا یہ حدیث گزشتہ حدیث کے خلاف نہیں۔
چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے عورتیں بھی نماز پڑھتی تھیں جو اپنے بچوں کو گھر سلا کر آتی تھیں، جب گھروں سے ان کے رونے کی آواز آتی تو سرکار ان کی ماؤں کے خیال سے نماز ہلکی کرتے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۵۳)

573- عَنْ اَبِي قَتَادَةَ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّي لَاَقُوْمُ فِي الصَّلٰوةِ اُرِيْدُ اَنْ اُطَوِّلَ فِيْهَا فَاَسْمَعُ بُكَآءَ الصَّبِيِّ فَاَتَجَوَّزُ فِي صَلَاتِي كَرَاهِيَةَ اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمِّهٖ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. (بخاری' کتاب الاذان' باب من اخف الصلوٰۃ عند بکاء الصبی' جلد 1 صفحہ 98)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں۔ اس میں لمبی قرأت کرنا چاہتا ہوں تو بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو میں اپنی نماز مختصر کر دیتا ہوں اس بات کو ناپسند کرنے کی وجہ سے کہ میں اس کی ماں کو مشقت میں ڈالوں۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:
اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ نمازی کا باہر کی آواز سن لینا اور اس کا لحاظ کرنا خشوع نماز کے خلاف نہیں۔ دوسرے یہ کہ نماز میں غیر معین مقتدی کی رعایت کرنا درست ہے جیسے بعض صورتوں میں مقتدیوں کی وجہ سے نماز ہلکی کی جاسکتی ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۵۴)

574- وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اٰخِرُ مَا عَهِدَ اِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَمَمْتَ قَوْمًا فَاَخِفَّ بِهِمُ الصَّلٰوةَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عثمان بن ابو العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سب سے آخری نصیحت جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمائی وہ یہ تھی کہ جب تو لوگوں کو جماعت کرائے تو انہیں مختصر نماز پڑھا۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

(مسلم' کتاب الصلوٰۃ' باب امر الائمۃ بتخفیف الصلوٰۃ فی تمام' جلد 1 صفحہ 188)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:
آپ ثقفی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اور عہد صدیقی و فاروقی میں طائف کے عامل رہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بنی ثقیف نے مرتد ہونا چاہا تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگ ایمان میں آخر تھے کفر میں آگے کیوں ہوئے جاتے ہو اور سب کو ارتداد سے روک لیا۔

غالباً آپ کو طائف بھیجتے وقت آخری یہ وصیت فرمائی ہوگی۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۵۸)

575- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِالتَّخْفِيْفِ وَيَؤُمُّنَا بِالصَّافَّاتِ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (نماز میں) تخفیف کا حکم دیتے تھے اور ہمیں سورۃ والصافات کے ساتھ نماز پڑھاتے۔ اس کو امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(نسائی 'کتاب الامامة والجماعة' باب الرخصة للامام فی التطویل' جلد 1 صفحہ 132)

بَابُ مَا عَلَى الْمَامُوْمِ مِنَ الْمُتَابَعَةِ

مقتدی پر امام کی کتنی اتباع لازم ہے

576- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَمَا يَخْشٰى اَحَدُكُمْ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ قَبْلَ الْاِمَامِ اَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ رَاْسَهٗ رَاْسَ حِمَارٍ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ صُوْرَتَهٗ صُوْرَةَ حِمَارٍ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی شخص جو اپنا سر امام سے پہلے اٹھاتا ہے اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دے یا اس کی صورت کو گدھے کی صورت بنا دے۔ اس کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت فرمایا۔

(بخاری 'کتاب الاذان' باب اثم من رفع رأسه قبل الامام' جلد 1 صفحہ 96) (مسلم 'کتاب الصلوٰة' باب تحریم سبق الامام برکوع... الخ' جلد 1 صفحہ 181) (نسائی 'کتاب الامامة والجماعة' باب مبادرة الامام' جلد 1 صفحہ 132) (ترمذی 'ابواب ما یتعلق بالصلوٰة' باب ما جآء فی التشدید فی الذی یرفع رأسه قبل الامام' جلد 1 صفحہ 129) (ابوداؤد 'کتاب الصلوٰة' باب التشدید فی من یرفع قبل الامام... الخ' جلد 1 صفحہ 91) (ابن ماجة 'ابواب اقامة الصلوات والسنة فیها' باب النهی ان یسبق الامام بالرکوع والسجود' صفحہ 69) (مسند احمد جلد 2 صفحہ 469)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یہ حدیث اپنے ظاہری معنی پر ہے کسی کی تاویل کی ضرورت نہیں یعنی امام سے آگے بڑھنا اتنا جرم ہے کہ اس پر صورت مسخ ہو سکتی ہے اگر کبھی نہ ہو تو یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا صدقہ ہے۔ یہاں مرقاۃ نے ایک عجیب واقعہ بیان کیا کہ ایک محدث دمشق کے کسی مشہور شیخ کے پاس حدیث سیکھنے گئے وہ شیخ پردے میں رہ کر انہیں حدیث پڑھایا کرتے تھے ایک دن ان کے اصرار پر پردہ اٹھایا تو ان کی صورت گدھے کی سی تھی اور فرمایا کہ میں اس حدیث کو خلاف عقل سمجھ کر آزمائش کے لیے امام سے آگے بڑھتا تھا تو اس مصیبت میں گرفتار ہو گیا۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۵۸)

577۔ وَعَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ حَدَّثَنِی الْبَرَآءُ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ وَهُوَ غَیْرُ كَذُوْبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ لَمْ یَحْنِ اَحَدٌ مِّنَّا ظَهْرَهٗ حَتّٰی یَقَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا ثُمَّ نَقَعُ سُجُوْدًا بَعْدَهٗ. رَوَاهُ الشَّیْخَانِ۔

حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کی اور وہ جھوٹے نہیں ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سَمِعَ اللہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتے تو ہم میں سے کوئی بھی اپنی پشت نہ جھکاتا حتیٰ کہ آپ سجدہ میں تشریف لے جاتے، پھر ہم آپ کے بعد سجدے میں جاتے تھے۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری' کتاب الاذان' باب متی یسجد من خلف الامام' جلد 1 صفحہ 96) (مسلم' کتاب الصلوٰۃ' باب متابعۃ الامام والعمل بعدہ' جلد 1 صفحہ 189)

578۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ فَلَمَّا قَضَی الصَّلٰوةَ اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ اِمَامُكُمْ فَلَا تَسْبِقُوْنِیْ بِالرُّكُوْعِ وَلَا بِالسُّجُوْدِ وَلَا بِالْقِیَامِ وَلَا بِالْاِنْصِرَافِ فَاِنِّیْ اَرَاكُمْ اَمَامِیْ وَمِنْ خَلْفِیْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ (مسلم' کتاب الصلوٰۃ' باب تحریم سبق الامام برکوع... الخ' جلد 1 صفحہ 180)

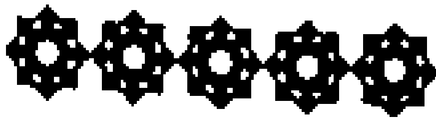
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن ہمیں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی' پس جب آپ نماز پڑھا چکے تو ہمارے طرف اپنے چہرہ انور سے متوجہ ہوئے اور فرمایا اے لوگو بے شک میں تمہارا امام ہوں پس تم مجھ سے رکوع سجدے قیام اور سلام میں آگے نہ بڑھو پس بے شک میں تمہیں اپنے آگے اور پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

ظاہر یہ ہے کہ اس میں خطاب تا قیامت سارے مسلمانوں سے ہے۔ معنی یہ ہیں کہ اے میری امت والو! نماز درست پڑھا کرو، تم کہیں ہو اور کبھی ہو میں تمہاری نمازیں دیکھتا ہوں، بعض روایات میں ہے کہ مجھ پر تمہارے رکوع اور سجدے، دل کے خشوع و خضوع پوشیدہ نہیں۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے دلی رازوں سے بھی خبردار ہیں۔ انبیاء و اولیاء آنے والے واقعات کو مثل موجود دیکھ لیتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج میں دوزخ و جنت میں عذاب و ثواب پانے والوں کو ان کے ٹھکانوں میں دیکھا حالانکہ یہ عذاب و ثواب بعد قیامت ہوں گے۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس میں خطاب صحابہ سے ہو اور بعد بمعنی خلف ہو یعنی اے صحابہ! تم کسی صف میں اور کہیں ہوں مگر ہماری نگاہیں تمہاری نمازوں کو دیکھتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہیں اندھیرے اجالے میں کھلی چھپی چیزوں کو بے تکلف دیکھ لیتی ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا

تھا کہ جو کچھ تم گھروں میں کھا کر یا بچا کر آتے ہو میں تمہیں بتا سکتا ہوں، یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ مرقات نے فرمایا کہ یہ حدیث اپنے ظاہری معنی پر ہے اس میں کسی تاویل وغیرہ کی گنجائش نہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۹۴)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوی رضویہ جلد ۷ تا ۹، مراۃ المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ا حصہ سوم، کا مطالعہ فرمائیں۔



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَبْوَابُ صَلٰوۃِ الْوِتْرِ

وتر کی نماز کا بیان

بَابُ مَا اسْتُدِلَّ بِهٖ عَلٰی وُجُوْبِ صَلٰوۃِ الْوِتْرِ

ان روایات کا بیان جن سے وتر کے وجوب پر استدلال کیا گیا

579- عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْعَلُوْا اٰخِرَ صَلٰوتِكُمْ بِاللَّیْلِ وِتْرًا۔ رَوَاهُ الشَّیْخَانِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی رات کی نماز میں وتر کو آخر میں پڑھو۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری' ابواب الوتر' باب لیجعل اخر صلٰوته وترا' جلد 1 صفحہ 136) (مسلم' کتاب صلٰوۃ المسافرین' باب صلٰوۃ اللیل وعدد رکعات النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم' جلد 1 صفحہ 257)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

اس کی شرح ابھی عرض کی جا چکی ہے کہ یہ حدیث تہجد والوں کے لیئے تہجد کے اعتبار سے ہے اور تہجد نہ پڑھنے والوں کے لیئے عشاء کے اعتبار سے یعنی تہجد والے وتر تہجد سے پہلے نہ پڑھیں اور دوسرے لوگ وتر عشاء سے پہلے نہ پڑھیں لہٰذا یہ حدیث گزشتہ حدیث کے خلاف نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے بعد دو نفل پڑھتے تھے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۹۶)

580- وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوِتْرِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم صبح سے پہلے پہلے وتر پڑھ لو۔ اس کو امام مسلم نے روایت کیا۔

(مسلم' کتاب صلٰوۃ المسافرین' باب صلٰوۃ اللیل وعدد رکعات النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم' جلد 1 صفحہ 257)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یہ حکم وجوبی ہے کیونکہ وتر کا وقت عشاء کے بعد صبح تک ہے۔ بعض علماء نے اس حدیث کی بناء پر فرمایا کہ وتر کی قضا نہیں مگر صحیح یہ ہے کہ قضا ہے حتی کہ اگر صاحب ترتیب کے وتر رہ گئے ہوں اور وہ عمداً وتر بغیر قضاء کیئے فجر پڑھے تو اس کی فجر نہ ہوگی یہی امام اعظم کا قول ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو وتر سے سو جائے وہ صبح کے بعد پڑھ لے اس لیئے امام شافعی بھی قضاء وتر کے قائل ہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۹۷)

581- وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَوْتِرُوْا قَبْلَ اَنْ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا صبح

تُصْبِحُوْا۔ رَوَاہُ الْجَمَاعَۃُ اِلَّا الْبُخَارِی۔

ہونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کرو۔ اس کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا۔ سوائے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے۔

(مسلم' کتاب صلٰوۃ المسافرین' باب صلٰوۃ اللیل وعدد رکعات النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم) (ترمذی' ابواب الصلٰوۃ الوتر' باب ماجآء فی مبادرۃ الصبح بالوتر' جلد 1 صفحہ 107) (نسائی' کتاب قیام اللیل وتطوع النھار' باب الامر بالوتر قبل الصبح' جلد 1 صفحہ 247) (ابن ماجۃ' ابواب الوتر' باب من نام عن وتر او نسیھا' صفحہ 84) (مسند احمد جلد 3 صفحہ 13) (مستدرک حاکم' کتاب الوتر جلد 1 صفحہ 301)

582- وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ خَافَ اَنْ لَّا یَقُوْمَ مِنْ اٰخِرِ اللَّیْلِ فَلْیُوْتِرْ اَوَّلَہٗ وَمَنْ طَمِعَ اَنْ یَّقُوْمَ اٰخِرَہٗ فَلْیُوْتِرْ اٰخِرَ اللَّیْلِ فَاِنَّ صَلٰوۃَ اٰخِرِ اللَّیْلِ مَشْھُوْدَۃٌ وَّذٰلِکَ اَفْضَلُ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔ (مسلم' کتاب صلٰوۃ المسافرین' باب صلٰوۃ اللیل وعدد... الخ' جلد 1 صفحہ 258)

حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو یہ خوف ہو کہ وہ رات کے آخری حصہ میں نہ اٹھ سکے گا۔ وہ رات کے پہلے حصے میں وتر پڑھ لے' اور جس کو رات کے آخری پہر اٹھنے کا شوق ہو وہ رات کے آخری حصے میں وتر پڑھے پس بے شک رات کے آخری حصے میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل ہے اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یہ امر وجوبی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وتر واجب ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق اول شب میں وتر پڑھ لیتے تھے اور حضرت عمر فاروق آخر شب میں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ابوبکر تم احتیاط پر عمل کرتے ہو اور اے عمر تم قوت واجتہاد پر۔ خیال رہے کہ یہاں فرشتوں سے مراد رحمت کے فرشتے ہیں جو آخر شب میں اللہ کی رحمتیں لے کر اترتے ہیں، بعض شارحین نے فرمایا کہ مشہود کے معنی ہیں عظمت کی گواہی دی ہوئی۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۹۸)

583- وَعَنْ بُرَیْدَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ یُوْتِرْ فَلَیْسَ مِنَّا اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ یُوْتِرْ فَلَیْسَ مِنَّا اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ یُوْتِرْ

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے فرماتے ہوئے سنا کہ وتر واجب ہیں جس نے وتر نہ پڑھے وہ ہمیں سے نہیں وتر واجب ہیں جس نے وتر نہ پڑھے وہ

فَلَيْسَ مِنَّا. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

(ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب فی من لم یوتر' جلد 1 صفحہ 201)

ہم میں سے نہیں وتر واجب ہیں جس نے وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

شرح: مفسّر شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یعنی وتر فرض عملی اور واجب اعتقادی ہیں۔ (مرقاۃ) لہٰذا جو اس کے وجوب کا عناداً انکار کرے وہ ہمارے طریقہ سے خارج یعنی گمراہ ہے اور جو اسے واجب جانتے ہوئے نہ پڑھے وہ جماعت صالحین سے خارج ہے اور سخت گنہگار ہے، یہ امام اعظم کی قوی دلیل ہے کہ وتر واجب ہیں۔ خیال رہے کہ جو مجتہد تاویل سے اس کے وجوب کا انکار کرے ان کا یہ حکم نہیں جیسا کہ تمام فرائض عملی اور واجبات کا حال ہے۔ ہم امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کو سخت منع کرتے ہیں، امام شافعی واجب فرماتے ہیں مگر کوئی کسی کو گمراہ نہیں کہہ سکتا۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۱۴)

584- وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللهَ تَعَالٰى زَادَكُمْ صَلٰوةً وَّهِيَ الْوِتْرُ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِيْ مُسْنَدِ الشَّامِيِّيْنَ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي الدِّرَايَةِ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالٰی نے تم پر ایک زائد نماز (لازم) کی ہے اور وہ وتر ہیں۔ اس کو طبرانی نے مسند شامیین میں روایت کیا اور حافظ نے سند حسن کے ساتھ درایہ میں اس کو روایت کیا۔

(الدرایۃ' کتاب الصلوٰۃ' باب صلوٰۃ الوتر نقلاً عن المسند الشامیین للطبرانی' جلد 1 صفحہ 189)

585- وَعَنْ اَبِيْ تَمِيْمِ الْجَيْشَانِيِّ اَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ جُمُعَةٍ فَقَالَ اِنَّ اَبَا بَصْرَةَ حَدَّثَنِيْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللهَ زَادَكُمْ صَلٰوةً وَّهِيَ الْوِتْرُ فَصَلُّوْهَا فِيْمَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ اِلٰى صَلٰوةِ الْفَجْرِ قَالَ اَبُوْ تَمِيْمٍ فَاَخَذَ بِيَدِيْ اَبُوْ ذَرٍّ فَسَارَ فِي الْمَسْجِدِ اِلٰى اَبِيْ بَصْرَةَ فَقَالَ لَهٗ اَنْتَ سَمِعْتَهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا قَالَ عَمْرٌو وَقَالَ اَبُوْ بَصْرَةَ اَنَا سَمِعْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى

حضرت ابوتمیم جیشانی رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جمعہ کے دن لوگوں کو خطبہ دیا تو فرمایا بے شک ابوبصرہ نے مجھے حدیث بیان کی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالٰی نے تم پر ایک نماز زائد (لازم کی) کی ہے اور وہ وتر ہیں۔ پس تم اسے نماز عشاء سے فجر تک کے درمیان پڑھو۔ ابوتمیم کہتے ہیں ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے مسجد میں ابوبصرہ کے پاس لے گئے تو ان سے کہا تو نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

علیہ وسلم کو وہ فرماتے ہوئے سنا جو عمرو کہہ رہا ہے تو ابو بصرہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حاکم اور طبرانی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مسند احمد جلد 6صفحہ 7) (مستدرک حاکم 3صفحہ 593) (مجمع الزوائد' کتاب الصلوٰۃ' باب ما جآء فی الوتر نقلاً عن الطبرانی فی الکبیر' جلد2صفحہ239)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوٰی رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ہمارے مذہب میں وتر واجب ہی ہیں اور اگر سنت بمعنی مقابل واجب کے نیت کی تو ہمارے امام کے نزدیک وتر ادا نہ ہوں گے۔

فی الدر المختار لابد من التعیین عند النیۃ لفرض انہ ظہر او عصر وواجب انہ وتر او نذر اھ مختصرا وفی ردالمحتار ای لایلزمہ تعیین الوجوب وان کان حنفیا ینبغی ان ینویہ لیطابق اعتقادہ الخ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(درمختار، باب شروط الصلوٰۃ، مطبع مجتبائی دہلی بھارت ۱/ ۶۷)(ردالمحتار، باب شروط الصلوٰۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۳۱۹)

درمختار میں ہے نیت کے وقت اس بات کا تعین کہ یہ فرض ہے مثلاً یہ ظہر وعصر کی نماز ہے یا واجب مثلاً وتر یا نذر کی نماز ہے ضروری ہے اھ اختصاراً۔ اور ردالمحتار میں ہے کہ تعیین وجوب لازم نہیں، ہاں اگر وہ حنفی ہو تو مناسب یہی ہے کہ اس کی نیت کرے تاکہ وہ اس کے اعتقاد کے مطابق ہو جائے الخ۔ واللہ تعالیٰ اعلم (الفتاوی الرضویہ، ج ۷، ص ۴۲۰)

586- وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَّامَ عَنْ وِتْرِهٖ اَوْ نَسِيَهٗ فَلْيُصَلِّهٖ اِذَا اَصْبَحَ اَوْ ذَكَرَهٗ. رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنی وتر نماز سے سو جائے یا بھول جائے تو جب صبح کرے یا اسے یاد آئے تو وہ وتر نماز پڑھے اس کو دار قطنی نے روایت کیا اور دیگر محدثین نے اور اس کی سند صحیح ہے۔

(دار قطنی' کتاب الوتر' باب من نام عن وترہ او نسیہ' جلد 2صفحہ22)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی ان کی قضا واجب ہے، یہ امر وجوب کے لیئے ہے یہ حدیث امام اعظم کی قوی دلیل ہے کہ وتر واجب ہیں۔

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۱۵)

بَابُ الْوِتْرِ بِخَمْسٍ اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ

وتر پانچ رکعت ہیں یا اس سے زیادہ

587۔ عن سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بِتُّ فِيْ بَيْتِ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِنْتِ الْحَارِثِ فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ثُمَّ جَاءَ إِلٰى مَنْزِلِهٖ فَصَلّٰى اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ فَجِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَّسَارِهٖ فَجَعَلَنِيْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَصَلّٰى خَمْسَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ نَامَ حَتّٰى سَمِعْتُ غَطِيْطَهٗ اَوْ خَطِيْطَهٗ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلٰوةِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. (بخاری' کتاب الاذان' باب یقوم عن یمین الامام... الخ' جلد 1 صفحہ 97)

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ' ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا میں نے اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر رات گزاری تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر (گھر) تشریف لائے اور چار رکعتیں پڑھ کر سو گئے۔ پھر اٹھے تو میں آ کر آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو آپ نے مجھے اپنی دائیں جانب کھڑا کیا پس آپ نے پانچ رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعات پڑھیں پھر سو گئے حتیٰ کہ میں نے آپ کے خراٹوں کی آواز سنی پھر آپ نماز کے لئے تشریف لے گئے اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

588۔ وَعَنْهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى صَلّٰى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ اَوْتَرَ بِخَمْسٍ وَّلَمْ يَجْلِسْ بَيْنَهُنَّ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَفِيْ اِسْنَادِهٖ لِيْنٌ. (ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ' باب فی صلوٰۃ اللیل' جلد 1 صفحہ 192)

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ' ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو دو رکعتیں پڑھیں حتیٰ کہ آپ نے آٹھ رکعتیں ادا فرمائیں۔ پھر پانچ رکعات وتر پڑھے اور ان کے درمیان نہ بیٹھے۔ اس کو ابو داؤد نے روایت کیا اور اس کی سند میں کمزوری ہے۔

589۔ وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يُوْتِرُ مِنْ ذٰلِكَ بِخَمْسٍ لَا يَجْلِسُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا فِيْ اٰخِرِهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے اس میں سے پانچ رکعات وتر پڑھتے اور صرف آخر میں بیٹھتے تھے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

(مسلم' کتاب صلوۃ المسافرین' باب صلوۃ اللیل وعدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم' جلد 1 صفحہ 254)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم شب میں آٹھ رکعت تہجد اور پانچ رکعت وتر پڑھتے تھے، اس طرح کہ ان پانچ رکعتوں میں درمیان میں سلام کے لیئے نہ بیٹھتے بلکہ سلام آخر میں ایک بار پھیرتے تھے، یہاں بیٹھنے سے مراد سلام کے لیئے بیٹھنا ہے نہ کہ التحیات کے لیئے بیٹھنا کیونکہ ہر وقت نماز میں ہر دو رکعت پر بیٹھنا التحیات پڑھنا تمام آئمہ کے ہاں واجب ہے۔ خیال رہے کہ پانچ رکعت وتر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا فعل شریف تھا جو بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑ دیا۔ چنانچہ ان ہی عائشہ صدیقہ کی روایات اسی باب میں تین رکعت وتر کی آرہی ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل ہے جو اس عمل کا ناسخ ہے لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۹۴)

590- وَعَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ انْطَلَقْتُ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْبِئِيْنِيْ عَنْ وِتْرِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ كُنَّا نُعِدُّ لَهُ سِوَاكَهُ وَطَهُوْرَهُ فَيَبْعَثُهُ اللهُ مَا شَآءَ أَنْ يَّبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَتَسَوَّكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّيْ تِسْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيْهَا إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ فَيَذْكُرُ اللهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوْهُ ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّ التَّاسِعَةَ ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَذْكُرُ اللهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوْهُ ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيْمًا يُّسْمِعُنَا ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ وَهُوَ قَاعِدٌ وَّتِلْكَ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يَا بُنَيَّ فَلَمَّا أَسَنَّ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخَذَهُ اللَّحْمُ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَّصَنَعَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِثْلَ صَنِيْعِهِ الْأَوَّلِ فَتِلْكَ تِسْعٌ يَا بُنَيَّ وَكَانَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلّٰى صَلوٰةً أَحَبَّ أَنْ يُّدَاوِمَ عَلَيْهَا وَكَانَ إِذَا غَلَبَهُ نَوْمٌ أَوْ وَجَعٌ عَنْ قِيَامِ اللَّيْلِ

حضرت سعد بن ہشام رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی خدمت میں حاضر ہو تو عرض کیا۔ اے ام المؤمنین مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی وتر (نماز) کے بارے میں خبر دیں تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: ہم آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھتے تھے تو رات کو اللہ تعالٰی جب چاہتا آپ کو اٹھا دیتا' پس آپ مسواک کرتے وضو کرتے اور نو رکعات اس طرح پڑھتے کہ ان میں نہ بیٹھتے سوائے آٹھویں رکعت کے پس وہ اللہ تعالٰی کا ذکر اور اس کی حمد کرتے اور اس سے دعا مانگتے پھر بغیر سلام پھیرے اٹھتے اور کھڑے ہو کر نویں رکعت پڑھتے پھر بیٹھ کر اللہ کا ذکر اور اس کی حمد کرتے اور اس سے دعا مانگتے پھر بلند آواز سے سلام پھیرتے اور ہمیں سناتے پھر سلام کے بعد بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھتے تو اے میرے بیٹے یہ گیارہ رکعتیں ہیں۔ پس جب نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عمر رسیدہ ہو گئے اور آپ کا مبارک بدن بھاری ہو گیا تو سات رکعات وتر

صَلّٰى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً وَلَا أَعْلَمُ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ كُلَّهُ فِيْ لَيْلَةٍ وَّلَا صَلّٰى لَيْلَةً إِلَى الصُّبْحِ وَلَا صَامَ شَهْرًا كَامِلًا غَيْرَ رَمَضَانَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ. (مسلم' کتاب صلوۃ المسافرین' باب صلوۃ اللیل وعدد رکعات النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم' جلد 1صفحہ 256) (مسند احمد جلد 6صفحہ 54) (ابوداؤد' کتاب الصلوۃ' باب فی صلوۃ اللیل' جلد 1 صفحہ 190) (نسائی کتاب قیام اللیل وتطوع النہار' باب کیف الوتر بسبع' جلد1صفحہ 250)

پڑھتے اور دو رکعتوں میں آپ ایسا ہی کرتے جیسا کہ پہلے کرتے تھے اے بیٹے یہ نو رکعتیں ہیں اور نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جب کوئی نماز پڑھتے تو اس پر ہیشگی کو پسند فرماتے تھے۔ جب کبھی آپ پر نیند کا غلبہ ہوتا یا درد کی وجہ سے رات کو نہ اٹھ سکتے تو دن کو بارہ رکعات ادا فرماتے تھے اور نہ میں نہیں جانتی کہ نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ایک رات میں پورا قرآن پڑھا ہو اور نہ کبھی آپ نے ساری رات صبح تک نماز پڑھی اور پورے ماہ کے روزے رکھے سوائے رمضان کے۔ اس کو امام مسلم' احمد' ابوداؤد اور نسائی (رحمۃ اللہ علیہم) نے روایت کیا۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

آپ انصاری ہیں، تابعی ہیں، حضرت انس ابن مالک کے چچازاد بھائی ہیں، غزوہ ہند میں شریک ہوئے اور مکران میں شہید ہوئے، خواجہ حسن بصری نے آپ سے روایات لیں۔ (اشعہ)

یعنی قرآن کریم پر عمل آپ کی جبلی عادات کریمہ تھیں، یہ خاموش قرآن ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بولتا ہوا قرآن، آپ کا ہر عمل قرآن کریم کی تفسیر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بچپن شریف سے ہی قدرتی طور پر قرآن پر عامل تھے، قرآن ہماری ہدایت کے لیئے آیا نہ کہ حضور کی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اسی لیئے فرمایا گیا "ھُدًى لِّلنَّاسِ" اور فرمایا "ھُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ" قرآن لوگوں کا یا متقین کا ہادی ہے نہ کہ آپ کا، آپ تو اول ہی سے ہدایت یافتہ ہیں، صلی اللہ علیہ وسلم۔

یعنی ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسواک اور وضو کا پانی آپ کے سرہانے اول رات ہی میں رکھ دیتے تھے۔ معلوم ہوا کہ یہ دونوں چیزیں سرہانے رکھ کر سونا سنت ہے اور یہ خدمت بیوی کے ذمہ ہے۔

نہ سلام کے لیئے نہ التحیات کے لیئے بلکہ مسلسل آٹھ رکعتیں پڑھتے جیسا کہ اگلی عبارت سے معلوم ہو رہا ہے۔

یعنی آٹھویں رکعت پر بیٹھتے تو مگر التحیات وغیرہ پڑھنے کے لیئے نہ کہ سلام پھیرنے کے لیئے۔ خیال رہے کہ ام المؤمنین نے یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری تہجد بیان فرمائی نہ کہ صرف وتر اور یہ حدیث بالاتفاق منسوخ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پہلا عمل تھا اب کسی کے نزدیک وتر تہجد سے ملا کر پڑھنا جائز نہیں اور کسی کے ہاں آٹھ رکعتیں مسلسل پڑھنا

درست نہیں اگر آخر کی نیت باندھے تو دو رکعت میں بیٹھنا اور التحیات پڑھنا واجب ہے لہذا یہ حدیث عائشہ صدیقہ کی تین رکعت والی وتر کی حدیث کے خلاف نہیں کہ یہاں پہلے عمل کا ذکر ہے اور وہاں آخری کا۔

اس سے معلوم ہوا کہ وتر کے بعد دو نفل پڑھنا مستحب ہے کھڑے ہو کر پڑھنا ثواب کی زیادتی کا باعث ہے اور بیٹھ کر قرب زیادہ کیونکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل شریف ہے۔ وہ جو حدیث شریف میں آیا کہ رات میں وتر کو آخری نماز بناؤ وہاں تہجد سے مراد آخر شب یعنی تہجد پہلے پڑھو تہجد بعد میں یہ دو نفل تہجد نہیں۔

اس طرح کہ چار رکعت تہجد اور تین رکعت وتر علیحدہ تحریمہ اور سلام سے جیسا کہ آگے انہیں کی روایت میں آ رہا ہے۔ اس جملے سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا والا عمل بالکل منسوخ ہے۔

یعنی آخر عمر شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تہجد و وتر میں تو تبدیلی واقع ہوئی مگر وتر کے بعد نفلوں میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی اسی طرح بیٹھ کر پڑھتے رہے اولی سے مراد پہلی حالت ہے۔

زوال سے پہلے پہلے یا اس لیئے پڑھتے کہ آپ پر نماز تہجد فرض تھی اور فرض کی قضا ضروری ہے تب تو یہ قضا آپ کی خصوصیت ہے یا اس لیئے کہ جس کی تہجد رہ جائے اور وہ زوال سے پہلے بارہ رکعتیں پڑھ لے تو تہجد کا ثواب پائے گا۔

سبحان اللہ! یہ عائشہ صدیقہ کی انتہائی احتیاط ہے کہ اپنے علم کی نفی فرما رہی ہیں یعنی ممکن ہے کہ آپ نے سفر میں یا دوسری بیوی کے ہاں یہ عمل کیے ہوں مگر میرے علم میں یہ بات نہ آئی۔ عائشہ صدیقہ کی وہ روایت کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سارے شعبان کے روزے رکھتے تھے اس حدیث کے خلاف نہیں کیونکہ وہاں سارے ماہ سے اکثر مراد ہے یعنی قریبا سارا مہینہ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پورا قرآن پڑھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ نزول قرآن کی تکمیل وفات شریف سے چند روز پہلے ہی ہوئی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عمل امت کی آسانی کے لئے نہ کیئے تاکہ ساری رات نماز اور سارے مہینوں کے روزے سنت نہ ہو جائیں، چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی خدشہ نہ تھا اس لیئے بعض صحابہ نے کبھی تمام رات بھی نمازیں پڑھی ہیں اور ایک رکعت میں ختم قرآن بھی کیا ہے اور ہمیشہ صائم بھی رہے ہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۹۵)

591- وَعَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ وَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَوْ بِسَبْعٍ وَّلَا تُشَبِّهُوْا بِصَلٰوةِ الْمَغْرِبِ. رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِیُّ وَالْحَاكِمُ وَالْبَیْهَقِیُّ وَقَالَ الْحَافِظُ اِسْنَادُهٗ عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ.

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اور عبدالرحمن اعرج حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا تم تین رکعات وتر نہ پڑھو بلکہ پانچ یا سات رکعات وتر پڑھو اور اسے مغرب کی نماز کے مشابہ نہ بناؤ۔ اس کو دار قطنی حاکم اور بیہقی نے روایت کیا اور حافظ نے کہا ہے اس کی سند

بخاری ومسلم کی شرط پر ہے۔

(دارقطنی 'کتاب الوتر' باب تشبھوا الوتر بصلوۃ المغرب' جلد2 صفحہ24) (مستدرک حاکم 'کتاب الوتر' باب الوتر حق' جلد 1 صفحہ 304) (سنن الکبریٰ للبیہقی 'کتاب الصلوۃ' باب من اوتر بثلاث موصولات... الخ' جلد 3 صفحہ 31) (الدرایۃ 'کتاب الصلوۃ' باب صلوۃ الوتر' جلد 1 صفحہ190)

592- وَعَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُوْتِرُوْا بِثَلَاثٍ تُشَبِّهُوْا بِصَلٰوةِ الْمَغْرِبِ وَلٰكِنْ اَوْتِرُوْا بِخَمْسٍ اَوْ بِسَبْعٍ اَوْ بِتِسْعٍ اَوْ بِاِحْدٰى عَشَرَةَ اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ۔ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرِ الْمَرْوَزِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ اِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔

حضرت عراک بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم تین رکعت وتر پڑھ کے مغرب کی نماز کے مشابہ نہ بناؤ لیکن تم پانچ' سات' نو یا گیارہ رکعات یا اس سے زیادہ وتر پڑھو اس کو محمد بن نصر مروزی ابن حبان اور حاکم نے روایت کیا اور عراقی نے کہا کہ اس کی سند صحیح ہے۔

(قیام اللیل 'کتاب الوتر' باب الوتر بثلاث عن الصحابۃ والتابعین' صفحہ 215) (صحیح ابن حبان 'کتاب الصلوۃ جلد5 صفحہ68' رقم الحدیث:2420) (مستدرک حاکم 'کتاب الوتر' باب الوتر حق' صفحہ204)

593- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ الْوِتْرُ سَبْعٌ اَوْ خَمْسٌ وَّلَا نُحِبُّ ثَلَاثًا بُتْرَاءَ۔ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ وَّالطَّحَاوِيُّ وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ اِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ وتر سات یا پانچ رکعتیں ہیں اور میں تین ناقص رکعتوں کو پسند نہیں کرتا۔ اس کو محمد بن نصر اور طحاوی نے روایت کیا اور عراقی نے کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے۔

(قیام اللیل' کتاب الوتر' باب الوتر بثلاث عن الصحابۃ' صفحہ 215) (طحاوی' کتاب الصلوۃ' باب الوتر' جلد1 صفحہ199)

594- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتِ الْوِتْرُ سَبْعٌ اَوْ خَمْسٌ وَّاِنِّيْ لَاَكْرَهُ اَنْ يَّكُوْنَ ثَلَاثًا بُتْرَاءَ۔ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ وَّالطَّحَاوِيُّ وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ اِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔ قَالَ النِّيْمَوِيُّ اِنَّ الْوِتْرَ بِثَلَاثٍ قَدْ ثَبَتَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وتر سات یا پانچ رکعتیں ہیں اور بے شک میں ناپسند کرتی ہوں یہ کہ وتر تین ناقص رکعتیں ہوں۔ اس کو محمد بن نصر اور طحاوی نے بیان کیا اور عراقی نے کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے۔ اس کتاب کے مرتب علامہ محمد بن علی نیموی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَمَاعَةٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ فَالنَّهْيُ فِيْ هٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ مَحْمُوْلٌ عَلٰى اَنْ يُّصَلِّيَ وِتْرًا بِثَلَاثِ رَكْعَاتٍ وَّلَمْ يَتَقَدَّمْهُ تَطَوُّعٌ اِمَّا رَكْعَتَانِ وَاِمَّا اَرْبَعُ رَكْعَاتٍ اَوْ اَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ۔

فرماتے ہیں: تین رکعت وتر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کی ایک جماعت سے ثابت ہیں ان احادیث میں نہی کو اس بات پر محمول کریں گے کہ وہ تین رکعت وتر اس طرح پڑھے کہ اس سے پہلے دو یا چار یا اس سے زیادہ رکعات نفل نہ پڑھے ہوں۔

(قیام اللیل' کتاب الوتر' باب الوتر بثلاث عن الصحابة' صفحه 215) (طحاوی' کتاب الصلٰوۃ' باب الوتر' جلد 1 صفحه 197)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

وتر کے لغوی معنی ہیں طاق عدد جفت یعنی شفع کا مقابل، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ"۔ شریعت میں وتر خاص نماز کا نام ہے جو عشاء کے بعد متصل یا تہجد کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔ وتر میں علماء کے پانچ اختلاف ہیں: ایک یہ کہ وتر سنت ہیں یا واجب؟ ہمارے ہاں واجب ہیں۔ دوسرے یہ کہ وتر ایک رکعت ہے یا تین؟ ہمارے ہاں تین رکعت۔ تیسرے یہ کہ اگر تین رکعت ہے تو دو سلام سے یا ایک سلام سے؟ ہمارے ہاں ایک سلام سے ہے۔ چوتھے یہ کہ وتر میں دعائے قنوت ہمیشہ پڑھی جائے گی یا صرف رمضان کے آخری پندرہ دن میں؟ ہمارے ہاں ہمیشہ پڑھی جائے گی۔ خیال رہے کہ اس باب میں وتر کبھی صرف اس ایک رکعت کو کہا جائے گا جو وتر کے آخر میں ہوتی ہے، کبھی پوری تین رکعتوں، کبھی پوری تہجد کو، جہاں ارشاد ہوگا کہ وتر سات یا نو یا گیارہ رکعتیں پڑھیں وہاں پوری تہجد مراد ہے لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں وتر کی پوری بحث ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں مطالعہ فرماؤ۔ یہاں بھی احادیث کی شرح میں کچھ عرض کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ! (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۱۵)

بَابُ الْوِتْرِ بِرَكْعَةٍ

595- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلٰوةِ اللَّيْلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا خَشِيَ اَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلّٰى رَكْعَةً وَّاحِدَةً تُوْتِرُ لَهٗ مَا قَدْ صَلّٰى۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

ایک رکعت وتر کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے رات کی نماز کے بارے میں پوچھا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں پس جب تم میں سے کسی کو صبح طلوع ہونے کا خوف ہو تو وہ ایک رکعت پڑھے' وہ ایک رکعت اس کی پڑھی ہوئی نماز کو وتر بنا دے گی۔ اس کو محدثین کی ایک جماعت نے

روایت کیا۔

(بخاری' ابواب الوتر' باب ماجآء فی الوتر' جلد 1 صفحہ 135) (مسلم' کتاب صلٰوۃ المسافرین' باب صلٰوۃ اللیل وعدد رکعات النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم' جلد 1 صفحہ 257) (ترمذی' ابواب الصلٰوۃ' باب ماجآء ان صلٰوۃ اللیل مثنٰی مثنٰی' جلد 1 صفحہ 98) (ابوداؤد' کتاب الصلٰوۃ' باب صلٰوۃ اللیل مثنٰی مثنٰی' جلد 1 صفحہ 187) (نسائی' کتاب قیام اللیل... الخ' باب کیف صلٰوۃ اللیل' جلد 1 صفحہ 246) (ابن ماجۃ' ابواب اقامۃ الصلٰوۃ... الخ' باب ماجآء فی صلٰوۃ اللیل رکعتین... الخ' صفحہ 94) (مسند احمد جلد 2 صفحہ 102)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

اس طرح کہ دو رکعت سے ایک رکعت ملا دی جس سے وہ نماز وتر بن گئی اور اگر یہ معنی ہیں کہ ایک رکعت وتر پڑھی تو یہ ان کا اپنا اجتہاد ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو ان سے زیادہ فقیہ ہیں تین وتر پڑھتے تھے۔

یعنی تیسری رکعت میں انہیں پتہ لگا کہ ابھی رات زیادہ ہے تو اس ہی میں ایک رکعت اور ملا کر چار رکعت پڑھ لیں جو تہجد کے نفل ہو گئے یہ بھی حضرت ابن عمر کا اجتہاد ہے ورنہ وتر واجب ہیں انہیں شروع کر کے دیدہ و دانستہ نفل نہیں بنایا جا سکتا آپ نے یہ عمل کیا اس لیئے تا کہ وتر آخری نماز رہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل ہو جاوے۔

یہاں ایک شب میں دو وتر نہ ہوئے جو ممنوع ہے بلکہ پہلی بار کے وتر تو نفل بنا دیئے تھے اب یہ نماز وتر ہوئی اور اس کے معنی یہ ہی ہیں کہ آپ نے ایک رکعت دوسے ملا کر تین وتر پڑھے، ب استعانت کی ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۲۱)

596۔ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ بِاللَّيْلِ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُوْتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ فَاِذَا فَرَغَ مِنْهَا اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ حَتّٰى يَاْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رات کے وقت گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے۔ ان میں سے ایک رکعت وتر پڑھتے' پس جب نماز سے فارغ ہوتے تو اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے حتٰی کہ آپ کے پاس مؤذن آتا تو آپ دو مختصر رکعتیں پڑھتے۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(مسلم' کتاب صلٰوۃ المسافرین' باب صلٰوۃ اللیل وعدد رکعات النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم' جلد 1 صفحہ 253)

(واخرجہ البخاری فی جلد 1 صفحہ 87' جلد 1 صفحہ 135' جلد 1 صفحہ 151' جلد 1 صفحہ 155' جلد 1 صفحہ 156' جلد 2 صفحہ 933' ولکن لم اجد فیہ "یوتر منہا بواحدۃ"۔

شرح: اس طرح کی آٹھ رکعت تہجد پڑھتے تھے تین رکعت وتر۔ خیال رہے کہ بغیر عشاء پڑھے تہجد نہیں ہو سکتی۔

اس آخری جملہ سے بہت لوگوں نے ٹھوکر کھائی ہے، بعض نے اس کے یہ معنی کئے دس رکعتیں تہجد پڑھی ہر دو رکعت پر

سلام اور ایک رکعت وتر پڑھی مگر اس بناء پر یہ روایت ان تمام روایات کے خلاف ہوگی جن میں تین رکعت وتر کی تصریح ہے یا جن میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کی رکعت اول میں سورۂ اعلیٰ پڑھی دوسری میں "قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ" تیسری میں "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ"۔ بعض لوگوں نے یہ معنے کیئے کہ تہجد آٹھ رکعتیں پڑھیں اور وتر تین رکعتیں اگر اس طرح کہ وتر کی دو رکعت ایک سلام سے اور ایک رکعت ایک سلام سے مگر یہ معنی ان احادیث کے خلاف ہیں جن میں وارد ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سلام سے تین رکعت وتر پڑھے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناقص نماز ایک رکعت والی نماز سے منع فرمایا، ارشاد فرمایا کہ مغرب دن کے وتر ہیں اور وتر رات کے وتر، لہٰذا اس حدیث کے معنی وہی درست ہیں جو احناف نے کیئے وہ یہ کہ دو دو رکعت پر سلام تو تہجد میں پھیرا اور وتر اس طرح پڑھے کہ دو رکعت کے ساتھ ایک رکعت اور ملالی جس سے یہ ساری نماز وتر یعنی طاق ہوگئی یعنی بِرَكْعَةٍ کی ب تعدیہ کی نہیں بلکہ استعانت کی ہے اب یہ کسی حدیث سے متعارض نہیں۔

یعنی نماز تہجد کا ہر سجدہ یا وتر کا ہر سجدہ یا تہجد سے فارغ ہو کر شکر کا ایک سجدہ اتنا دراز ادا کرتے کہ تم میں سے کوئی آدمی اتنی دیر میں پچاس آیات تلاوت کرے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تہجد کے بعد اس کا شکریہ ادا کرنا کہ رب نے اس نماز کی توفیق بخشی بہتر ہے۔

جب خوب روشنی ہو جاتی تو سنت فجر ادا فرماتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فجر اجیالے میں پڑھنا سنت ہے اس طرح کہ سنتیں بھی بلکہ اذان فجر بھی اجیالے میں ہو ورنہ ام المؤمنین تَبَیَّنَ نہ فرماتیں۔

یعنی حضرت بلال جماعت کے وقت در دولت پر حاضر ہو کر عرض کرتے کہ کیا تکبیر کہوں آپ اجازت دیتے تب وہ صف میں پہنچ کر تکبیر شروع کرتے جب "حی علی الفلاح" پر پہنچتے تو آپ دروازہ شریف سے مسجد میں داخل ہوتے۔ اس حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ سنت فجر سے بعد داہنی کروٹ پر کچھ دیر لیٹ جانا سنت ہے بشرطیکہ نیند نہ آجائے ورنہ وضو جاتا رہے گا۔ دوسرے یہ کہ سلطان اسلام عالم دین کو اذان کے علاوہ بھی نماز کی اطلاع دینا جائز ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۱۴)

597- وَعَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْتَرَ بِرَكْعَةٍ۔ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔

حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک رکعت وتر پڑھتے تھے۔ اس کو دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(دارقطنی 'کتاب الوتر' باب مایقرأ فی رکعات الوتر والقنوت' جلد 2 صفحہ 23)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

اس کی شرح خود امام المؤمنین کی دوسری روایات میں گزر چکی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے لہٰذا اس کے معنی بھی وہی ہیں کہ ایک رکعت سے گزشتہ شفع کو وتر بناتے تھے تاکہ احادیث متعارض نہ ہوں۔

(مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۵۱)

598۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يفصل بين الوتر والشفع بتسليمة ويسمعناها۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ بِإِسْنَادٍ قَوِيٍّ۔

(مسند احمد جلد 2 صفحہ 76)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وتر اور دو رکعتوں کے درمیان ایک سلام سے فصل کرتے تھے اور ہمیں سلام کی آواز سناتے تھے۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند قوی ہے۔

599۔ وَعَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوِتْرُ حَقٌّ وَّاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُّوْتِرَ بِخَمْسٍ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُّوْتِرَ بِثَلَاثٍ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُّوْتِرَ بِوَاحِدَةٍ فَلْيَفْعَلْ۔ رَوَاهُ الْأَرْبَعَةُ وَاٰخَرُوْنَ إِلَّا التِّرْمِذِيَّ وَالصَّوَابُ وَقْفُهٗ۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا وتر واجب ہیں ہر مسلمان پر پس جو پانچ رکعات وتر پڑھنا چاہے وہ ایسا کرے اور جو تین رکعات وتر پڑھنا پسند کرے وہ ایسا کرے اور جو ایک رکعت وتر پڑھنا پسند کرے وہ اس طرح کرے۔ اس کو اصحاب اربعہ اور دیگر محدثین نے روایت کیا سوائے ترمذی کے اور درست بات یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے۔

(ابوداؤد 'کتاب الصلوٰۃ' باب کم الوتر' جلد 1 صفحہ 201) (نسائی' کتاب قیام اللیل...الخ' باب کیف الوتر بثلاث' جلد 1 صفحہ 249) (ابن ماجۃ' ابواب اقامۃ الصلاۃ' باب ما جآء فی الوتر بثلاث...الخ' صفحہ 85) (مستدرک حاکم' کتاب الوتر' باب الوتر حق' جلد 1 صفحہ 303)

شرح: مفسّر شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یہ جملہ امام اعظم کی دلیل ہے کہ وتر واجب ہے جس کے چھوڑنے کا اختیار نہیں، اس کی تائید اور احادیث سے بھی ہوتی ہے جو آئندہ آرہی ہے۔

اس طرح کہ دو رکعت تہجد اور تین رکعت وتر۔

اس طرح کہ تہجد نہ پڑھے صرف وتر ہی تین رکعت پڑھے۔

یہ جملہ ہمارے مخالفین کے بھی خلاف ہے کیونکہ ایک رکعت وتر پڑھنے والے یہ نہیں کہتے کہ ایک پڑھے یا تین یا پانچ

وہ ایک ہی کو واجب کہتے ہیں اور حدیث سے اختیار ثابت ہورہا ہے لہٰذا یہ جملہ تین والی احادیث کے مخالف ہے اور نا قابل عمل۔ خیال رہے کہ یہاں اس جملہ کے یہ معنی نہیں ہوسکتے کہ ایک رکعت دو سے ملا کر وتر بناؤ کیونکہ یہ صورت تو پہلے بیان ہوچکی۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۰۳)

600- وَعَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ كَانَ يَفْصِلُ بَيْنَ شَفْعِهٖ وَوِتْرِهٖ بِتَسْلِيْمَةٍ وَّاَخْبَرَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَفِيْ اِسْنَادِهٖ مَقَالٌ۔

(طحاوی' کتاب الصلوٰۃ' باب الوتر' جلد 1 صفحہ 192)

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دو رکعتوں اور وتر کے درمیان سلام کے ساتھ فاصلہ کرتے اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بتایا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند میں کلام ہے۔

601- وَعَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يُسَلِّمُ بَيْنَ الرَّكْعَةِ وَالرَّكْعَتَيْنِ فِي الْوِتْرِ حَتّٰى يَاْمُرَ بِبَعْضِ حَاجَتِهٖ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔ (بخاری' ابواب الوتر' باب ما جآء فی الوتر' جلد 1 صفحہ 135)

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وتر کی ایک رکعت اور دو رکعتوں کے درمیان سلام پھیرتے حتیٰ کہ اپنی کسی ضرورت کے متعلق حکم (دینا ہوتا) تو حکم دیتے۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

602- وَعَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى ابْنُ عُمَرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ يَا غُلَامُ ارْحَلْ لَنَا ثُمَّ قَامَ وَ اَوْتَرَ بِرَكْعَةٍ۔ رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّقَالَ الْحَافِظُ فِي الْفَتْحِ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

حضرت بکر بن عبداللہ مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں' ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے دو رکعتیں پڑھیں' پھر فرمایا اے غلام میری سواری پر کجاوہ باندھو پھر کھڑے ہوئے اور ایک رکعت نماز وتر ادا کی۔ اس کو سعید بن منصور نے بیان کیا اور حافظ نے الفتح میں کہا یہ حدیث سند صحیح کے ساتھ مروی ہے۔

(فتح الباری' ابواب الوتر' جلد 3 صفحہ 134' نقلًا عن سعید بن المنصور) (طحاوی' کتاب الصلوٰۃ' جلد 1 صفحہ 192' باب الوتر)

603- وَعَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ اَوْتَرَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعْدَ الْعِشَآءِ بِرَكْعَةٍ وَّعِنْدَهٗ مَوْلًى لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَاَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ

حضرت ابن ابو ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عشاء کی نماز کے بعد ایک رکعت پڑھی اور آپ کے پاس حضرت ابن

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ دَعْهُ فَاِنَّهٗ قَدْ صَحِبَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. (بخاری'کتاب الوتر' باب ذکر معاویة' جلد1صفحہ531)

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے غلام تھے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آئے اور انہیں اس کی خبر دی تو آپ نے فرمایا انہیں چھوڑ دو ان کو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل ہے۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی امیر معاویہ اتنی بڑی غلطی کرتے ہیں کہ وتر تین رکعت کے بجائے ایک رکعت ہی پڑھتے ہیں پھر بھی آپ کو ان سے محبت ہے آپ انہیں سمجھاتے نہیں۔

یعنی ایک رکعت وتر پڑھنا ہے مگر امیر معاویہ عالم ہیں، فقیہ ہیں، مجتہد کو غلطی پر ثواب بھی ملتا ہے لہٰذا نہ میں انہیں سمجھا سکتا ہوں اور نہ تم ان پر اعتراض کرو۔

یعنی اگر چہ ان کا یہ عمل غلط ہے لیکن بزرگوں خصوصًا صحابہ کی غلطی پکڑنا اور ان پر زبان طعن دراز کرنا سخت غلطی ہے، یہ حدیث امام اعظم کی بہت قوی دلیل ہے کہ وتر تین رکعت ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ تین رکعت وتر پر صحابہ کا اجماع ہو چکا تھا صرف امیر معاویہ کسی غلط فہمی سے یا بے خبری سے ایک رکعت وتر پڑھتے تھے اسی لیے حضرت ابن عباس کے خادم کو اس پر تعجب ہوا اور انہوں نے حضرت ابن عباس سے شکایت کی اور حیرت کی کہ آپ انہیں مسئلہ بتاتے کیوں نہیں۔ حضرت ابن عباس نے یہ نہ کہا کہ مسئلہ یا ان کا فعل صحیح ہے بلکہ صرف یہ فرمایا کہ وہ بوجہ صحابی اور مجتہد ہونے کے ملامت کے لائق نہیں اور نہ اس بنا پر ان سے قطع تعلق کرنا جائز۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۱۳)

604- وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ التَّيْمِيِّ قَالَ قُلْتُ لَا يَغْلِبُنِي اللَّيْلَةَ عَلَى الْمَقَامِ اَحَدٌ فَقُمْتُ اُصَلِّيْ فَوَجَدْتُ حِسَّ رِجْلٍ مِّنْ خَلْفِ ظَهْرِيْ فَاِذَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَتَنَحَّيْتُ لَهٗ فَتَقَدَّمَ فَاسْتَفْتَحَ الْقُرْاٰنَ حَتّٰى خَتَمَ ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ فَقُلْتُ اَوْهَمَ الشَّيْخُ فَلَمَّا صَلّٰى قُلْتُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّمَا صَلَّيْتَ رَكْعَةً وَّاحِدَةً فَقَالَ اَجَلْ هِيَ وِتْرِيْ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالدَّارُ قُطْنِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

حضرت عبد الرحمٰن تیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ آج رات قیام میں کوئی مجھ پر غالب نہ ہوگا میں اٹھ کر نماز پڑھنے لگا تو میں نے اپنے پیچھے کسی آدمی کو محسوس کیا دیکھا تو وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے میں ان کے لئے ہٹا تو وہ آگے بڑھے اور قرآن پڑھنا شروع کر دیا حتیٰ کہ انہوں نے قرآن ختم کر دیا۔ پھر انہوں نے رکوع اور سجدہ کیا تو میں نے کہا شیخ کو وہم ہو گیا ہے جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا اے امیر المومنین آپ

نے ایک رکعت پڑھی ہے تو انہوں نے فرمایا ہاں یہ میرے وتر ہیں۔اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور دار قطنی نے اور اس کی سند حسن ہے۔

(طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب الوتر ج 1 ص 202' دار قطنی کتاب الوتر باب مایقرأ فی رکعات الوتر۔ الخ ج 2 ص 34)

605۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلِمَةَ قَالَ اَمَّنَا سَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ الْاٰخِرَةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ تَنَحّٰى فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَصَلّٰى رَكْعَةً فَاتَّبَعْتُهُ فَاَخَذْتُ بِيَدِهٖ فَقُلْتُ يَا اَبَا اِسْحَاقَ مَا هٰذِهِ الرَّكْعَةُ فَقَالَ وِتْرٌ اَنَامُ عَلَيْهِ قَالَ عَمْرٌو فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِمُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ فَقَالَ كَانَ يُوْتِرُ بِرَكْعَةٍ يَّعْنِيْ سَعْدًا۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

(طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب الوتر ج 1 ص 203)

حضرت عبداللہ بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہمیں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عشاء کی امامت کرائی جب فارغ ہوئے تو مسجد کے ایک کونے میں چلے گئے اور ایک رکعت پڑھی میں بھی ان کے پیچھے گیا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا اے ابو اسحاق یہ رکعت کیا ہے تو انہوں نے فرمایا یہ وتر ہیں' میں یہ پڑھ کر سونا چاہتا ہوں' عمرو فرماتے ہیں میں نے اس کا ذکر حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا تو انہوں نے بتایا کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رکعت وتر پڑھتے تھے۔

606۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ بْنِ صُعَيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَسَحَ وَجْهَهٗ زَمَنَ الْفَتْحِ اَنَّهٗ رَاٰى سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ سَعْدٌ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا مَّعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ لَا يَزِيْدُ عَلَيْهَا حَتّٰى يَقُوْمَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔ قَالَ النِّيْمَوِيُّ وَفِي الْبَابِ اٰثَارٌ اُخْرٰى جُلُّهَا لَا تَخْلُوْ عَنْ مَّقَالٍ وَّالْاَمْرُ وَاسِعٌ لٰكِنَّ الْاَفْضَلَ اَنْ يُّصَلِّيَ تَطَوُّعًا ثُمَّ يُصَلِّيَ الْوِتْرَ بِثَلَاثِ رَكْعَاتٍ مَّوْصُوْلَةٍ۔

حضرت عبداللہ بن ثعلبہ بن صغیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر ان کے چہرے پر ہاتھ پھیرا تھا کہ انہوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا حالانکہ وہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بدر میں شریک ہوئے کہ آپ عشاء کی نماز کے بعد ایک رکعت پڑھتے تھے اس پر کچھ اضافہ نہ فرماتے حتیٰ کہ رات کے درمیانی حصے میں (تہجد کیلئے) اٹھتے اس کو بیہقی نے المعرفہ کے اندر بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔اس کتاب کے مرتب علامہ محمد بن علی نیموی فرماتے ہیں' اس بارے میں اور بھی آثار موجود ہیں جن

(معرفة السنن والآثار كتاب الصلوة ج 4 ص 59' رقم الحديث: 5459) (بخاري كتاب الدعوات باب الدعاء للصبيان بالبركة ج 2 ص 940)

میں سے اکثر کلام سے خالی نہیں ہیں معاملہ میں وسعت ہے لیکن افضل یہ ہے کہ نفل پڑھے جائیں پھر ایک سلام سے متصل تین رکعت وتر ادا کئے جائیں۔

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوی رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ایک رکعت وتر خواہ نفل باطل محض ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آخری فعل تین رکعت وتر ہے:

وانما يؤخذ بالآخر فهو الاخر من فعل رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم.

آپ کے آخری عمر کے اعمال پر عمل کیا جاتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل یہی ہے۔

اتنا یاد رہے کہ یہاں ان مسائل میں مخالفت کرنے والے غیر مقلدین وہابیہ ہیں جن پر بوجوہ کثیرہ ان کے ضالہ کے سبب کفر لازم، جس کی قدرے تفصیل ہمارے رسالہ الکوکبۃ الشہابیۃ میں ہے وہ کہ مسلمان ہی نہیں اُنھیں ایسے فروعی مسائل اسلامی میں نیا دخل دینے کا کیا حق، اُن سے تو اصول پر گرفت کی جائے گی کہ مقتدی فاتحہ پڑھے نہ پڑھے آمین جہر سے کہے یا آہستہ، تراویح آٹھ رکعت ہوں یا بیس، وتر ایک ہو یا تین یہ تو سب اس پر موقوف ہیں کہ نماز بھی صحیح ہو جس کا اسلام صحیح نہیں اس کی نماز کیسے صحیح ہوسکتی ہے وہ ان مسائل میں اِس طرف عمل کرے تو اُس کی نماز باطل، اُس طرف عمل کرے تو باطل، پھر لایعنی فضول زق زق سے کیا فائدہ! اور مسلمان کو ہوشیار رہنا چاہئے کہ نہ ان سے ملنا جائز، نہ اُن کی بات سُنی جائز، نہ اس کے پاس بیٹھنا جائز۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

واما ينسينك الشيطٰن فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظٰلمين. (القرآن ٦/ ٦٨)

اور جب کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس مت بیٹھ۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اياكم و اياهم لا يضلونكم ولا يفتنونكم.

(صحیح مسلم باب النہی عن الروایۃ عن الضعفاء الخ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ١/ ١٠)

تم ان سے سخت بچو کہ نہ وہ تمھیں گمراہ کریں نہ ہی فتنہ میں ڈالیں۔ (الفتاوی الرضویہ، ج ٦ ص ١٨٦)

بَابُ الْوِتْرِ بِثَلَاثِ رَكْعَاتٍ

تین رکعات وتر کا بیان

607۔ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَيْفَ كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهٖ عَلٰى

حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کیسی ہوتی تھی تو آپ نے فرمایا رمضان اور غیر رمضان میں آپ گیارہ رکعتوں سے زیادہ نماز ادا

اِحْدٰی عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّيْ اَرْبَعًا ثُمَّ يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ اِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(بخاری کتاب التهجد باب قیام النبی صلی الله علیه وسلم باللیل فی رمضان وغیرہ ج 1 ص 154)

نہیں فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم چار رکعت پڑھتے پس تو ان کے حسن اور طوالت کے بارے میں نہ پوچھ پھر چار رکعات پڑھتے پس ان کے حسن اور طوالت کے بارے میں نہ پوچھ پھر تین رکعتیں پڑھتے' حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سوتے ہیں تو آپ نے فرمایا: اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل بیدار رہتا ہے۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا ہے۔

608۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ رَقَدَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَيْقَظَ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّاَ وَهُوَ يَقُوْلُ (اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِاُولِي الْاَلْبَابِ) فَقَرَاَ هٰؤُلَاءِ الْاٰيَاتِ حَتّٰى خَتَمَ السُّوْرَةَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَاَطَالَ فِيْهِمَا الْقِيَامَ وَالرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَامَ حَتّٰى نَفَخَ ثُمَّ فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بِسِتِّ رَكَعَاتٍ كُلَّ ذٰلِكَ يَسْتَاكُ وَيَتَوَضَّاُ وَيَقْرَاُ هٰؤُلَاءِ الْاٰيَاتِ ثُمَّ اَوْتَرَ بِثَلَاثٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس سوئے' پس رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بیدار ہوئے مسواک کی وضو کیا اور فرماتے تھے بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور رات اور دن کے بدلنے میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں' آپ نے یہ آیات پڑھیں حتیٰ کہ سورت کو ختم کر دیا۔ پھر کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھیں ان میں قیام رکوع اور سجدہ طویل کیا' پھر نماز سے فارغ ہوئے تو سو گئے حتیٰ کہ خراٹے لینے لگے۔ پھر آپ نے اسی طرح تین مرتبہ چھ رکعتیں پڑھیں' ہر مرتبہ مسواک کرتے اور وضو کرتے اور یہ آیات پڑھتے۔ پھر تین وتر پڑھے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا۔

(مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین و قصرها باب صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعائہ باللیل ج ص 261)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

مرقاۃ میں فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ وضو تجدید کے لیئے یعنی وضو پر وضو ورنہ آپ کی نیند وضو نہیں توڑتی ہوسکتا ہے کہ آپ کا وضو یہاں دوسری وجہ سے ٹوٹا ہو نہ کہ نیند سے اور مسواک سے مراد یا تو وضو کی مسواک ہے یا وضو سے پہلے کی یعنی جاگنے کی مسواک کیونکہ جاگنے پر مسواک کرنا بھی سنت ہے دوسرا احتمال قوی ہے۔

پچھلی حدیث سے معلوم ہوا کہ ان آیات کی تلاوت وضو سے پہلے کی اس میں ہے کہ دوران وضو میں کی، ہوسکتا ہے کہ واقعات چند ہوں، وہاں اور واقعہ کا ذکر تھا، یہاں دوسرے واقعہ کا یا وہاں عطف رتبی تراخی کے لیئے تھا نہ کہ زمانی تراخی کے لیئے۔

صرف دو رکعتیں پڑھیں مگر دوسری نمازوں سے زیادہ دراز اور سو گئے۔

یعنی ایک شب میں تین بار بیدار ہوئے ہر بار میں دو رکعتیں تو نماز تہجد کل چھ رکعتیں ہوئیں۔ خیال رہے کہ کبھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی بار پوری تہجد پڑھی اور کبھی بار بار جاگ کر لہٰذا یہ حدیث پچھلی روایت کے خلاف نہیں۔

اس کی تحقیق پہلے ہوچکی کہ یہ بار بار وضو فرمانا استحباباً تھا یا وجوباً دوسری وجہ سے ورنہ آپ کی نیند وضو نہیں توڑتی۔

اور وتروں کے لیئے چوتھی بار نہ جاگے بلکہ تیسری بار میں ہی دو رکعتیں تہجد اور تین رکعت پڑھ لیئے اسی لیئے یہاں سونے اور جاگنے کا ذکر نہ فرمایا، یہ حدیث امام اعظم کی قوی دلیل ہے کہ وتر تین رکعت ہیں نہ کہ۔ ایک خیال رہے کہ یہاں ب صلہ کی ہے اور اَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ میں ب استعانت کی تھی۔ یہاں یہ معنی ہیں کہ تین رکعت وتر پڑھیں وہاں یہ معنی تھا کہ ایک رکعت کے ذریعہ اپنی نماز کو وتر یعنی طاق بنایا۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۲۱)

609- وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْتِرُ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَقُلْ يَاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَ قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ. رَوَاهُ الْخَمْسَةِ اِلَّا اَبَادَاوُدَ وَاِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

حضرت سعید بن جبیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَقُلْ يَاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ پڑھتے تھے اس کو پانچ محدثین نے روایت کیا۔ سوائے ابوداؤد کے اور اس کی سند حسن ہے۔

(نسائی کتاب قیام اللیل۔ الخ باب کیف الوتر بثلاث ج 1 ص 249' ترمذی ابواب الوتر باب ماجاء مایقرأ فی الوتر ج 1 ص 106' ابن ماجة ابواب اقامة الصلوة باب ماجاء فیما یقرأ فی الوتر ص 83' مسند احمد ج 1 ص 305)

610- وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتروں میں

بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وقُلْ يَاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وقُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ اِلاَّ التِّرْمَذِيَّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور قُلْ يَاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ اور قُلْ هُوَاللهُ اَحَدٌ پڑھتے تھے اس کو سوائے ترمذی کے اصحاب خمسہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(نسائی کتاب قیام اللیل باب کیف الوتر بثلاث ج 1 ص 248' ابو داؤد کتاب الصلوٰة باب مایقرأ فی الوتر ج 1 ص 210' ابن ماجة أبواب أقامة الصلوٰة باب ماجاء فیما یقرأ فی الوتر ص 83' مسند احمد ج 5 ص 123)

611- وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقرأ فِي الوتر بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بِقُلْ يَاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ وَّلاَ يُسَلِّمُ اِلاَّ فِيْ اٰخِرِهِنَّ وَيَقُوْلُ يَعْنِي بَعْدَ التَّسْلِيْمِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ ثَلاَثًا۔ رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتروں کی پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور دوسری رکعت میں قُلْ يَاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ اور تیسری میں قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ پڑھتے تھے اور صرف آخر میں سلام پھیرتے تھے اور سلام کے بعد تین مرتبہ فرماتے۔ سبحن الملک القدوس اس کو امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(نسائی کتاب قیام اللیل۔ الخ باب القرائۃ فی الوتر ج 1 ص 251)

612- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى اَنَّهٗ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوِتْرَ فَقَرَاَ فِي الْاُوْلٰى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ يَاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَفِي الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ ثَلاَثًا يَمُدُّ صَوْتَهٗ بِالثَّالِثَةِ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاَحْمَدُ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَّالنَّسَآئِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ وتر پڑھے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور دوسری رکعت میں قُلْ يَاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ اور تیسری رکعت میں قُلْ هُوَاللهُ اَحَدٌ پڑھی۔ پس جب (نماز سے) فارغ ہوئے تو تین مرتبہ فرمایا سبحان الملک القدوس اور تیسری مرتبہ اپنی آواز کو بلند کیا۔ اس حدیث کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام احمد اور عبد بن حمید اور نسائی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(نسائی کتاب قیام اللیل۔ الخ باب القرائۃ فی الوتر ج 1 ص 251' طحاوی کتاب الصلوٰة باب الوتر واللفظ لہ ج 1 ص

201' طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب الوتر و اللفظ لہ ج 1 ص 201' مسند احمد ج 2 ص 400)

613- وَعَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰی عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُسَلِّمُ فِيْ رَكْعَتَيِ الْوِتْرِ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ. (نسائی کتاب قیام اللیل باب کیف الوتر بثلاث ج 1 ص 248)

حضرت زرارہ بن اوفی رضی اللہ تعالٰی عنہ' حضرت سعد بن ہشام رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وتر کی دو رکعتوں میں سلام نہیں پھیرتے۔ اس کو امام نسائی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

614- وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا صَلَّى الْعِشَاءَ دَخَلَ الْمَنْزِلَ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَهُمَا رَكْعَتَيْنِ اَطْوَلَ مِنْهُمَا ثُمَّ اَوْتَرَ بِثَلَاثٍ لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ. رَوَاهُ اَحْمَدُ بِاِسْنَادٍ يُعْتَبَرُ بِهٖ. (مسند احمد ج 6 ص 155)

حضرت حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں از حضرت سعد بن ہشام رضی اللہ تعالٰی عنہ از حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب عشاء کی نماز پڑھا کر گھر تشریف لاتے تو دو رکعتیں پڑھتے پھر اس کے بعد دو رکعتیں پڑھتے پھر اس کے بعد دو رکعتیں اس سے طویل پڑھتے۔ پھر تین رکعتیں اس طرح پڑھتے کہ ان کے درمیان فصل نہ کرتے اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے معتبر سند کے ساتھ بیان کیا۔

615- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ قَيْسٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِكَمْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ قَالَتْ بِاَرْبَعٍ وَّثَلَاثٍ وَّسِتٍّ وَّثَلَاثٍ وَّثَمَانٍ وَّثَلَاثٍ وَّعَشَرَةٍ وَّثَلَاثٍ وَّلَمْ يَكُنْ يُوْتِرُ بِاَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَ عَشَرَةَ وَلَا اَنْقَصَ مِنْ سَبْعٍ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ اَبُوْدَاوٗدَ وَالطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ. (مسند احمد ج 6 ص 149' ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب فی الصلوٰۃ اللیل ج 1

حضرت عبداللہ بن ابی قیس رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کتنی رکعات وتر ادا فرماتے تھے تو آپ نے فرمایا چار اور تین چھ اور تین آٹھ اور تین اور دس اور تین آپ نے تیرہ رکعتوں سے زیادہ اور سات رکعتوں سے کم وتر نہیں پڑھے۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ' ابو داؤد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اور طحاوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے

ص 193' طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب الوتر ج 1 ص 196) روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

عجیب لطف ہے کہ آپ کو مرقاۃ نے تابعی لکھا اور اشعۃ اللمعات میں فرمایا کہ یہ حضرت ابوموسیٰ اشعری کا نام ہے جو جلیل القدر صحابی ہیں یہ اپنی کنیت میں مشہور ہو گئے۔

یہ حدیث گزشتہ حدیث کی تفسیر ہے جس میں حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سات وتر اور دو نفل پڑھتے تھے۔ اس حدیث نے بتایا کہ وہاں بھی یہی مراد تھی کہ چار رکعت تہجد اور تین رکعت وتر۔

یعنی تہجد کم سے کم چار رکعت پڑھتے تھے اور زیادہ سے زیادہ دس رکعت یہ آپ کے علم کے لحاظ سے ہے ورنہ دو رکعت بھی تہجد ثابت ہے اور بارہ رکعت بھی۔

عجیب لطف ہے کہ آپ کو مرقاۃ نے تابعی لکھا اور اشعۃ اللمعات میں فرمایا کہ یہ حضرت ابوموسیٰ اشعری کا نام ہے جو جلیل القدر صحابی ہیں یہ اپنی کنیت میں مشہور ہو گئے۔

یہ حدیث گزشتہ حدیث کی تفسیر ہے جس میں حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سات وتر اور دو نفل پڑھتے تھے۔ اس حدیث نے بتایا کہ وہاں بھی یہی مراد تھی کہ چار رکعت تہجد اور تین رکعت وتر۔

یعنی تہجد کم سے کم چار رکعت پڑھتے تھے اور زیادہ سے زیادہ دس رکعت یہ آپ کے علم کے لحاظ سے ہے ورنہ دو رکعت بھی تہجد ثابت ہے اور بارہ رکعت بھی۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۰۲)

616- وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَأَلْتُ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يُوْتِرُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْأُوْلٰى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى وَفِي الثَّانِيَةِ بِقُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ وَّالْمُعَوِّذَتَيْنِ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْاَرْبَعَةُ اِلَّا النَّسَآئِيَّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

حضرت عبد العزیز بن جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ کس چیز کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے تو آپ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور دوسری رکعت میں قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ اور تیسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ اور معوذتین پڑھتے تھے۔ اس کو اصحاب اربعہ اور امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا سوائے امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اور اس کی سند حسن ہے۔

(مسند احمد ج 6 ص 227' ترمذی ابواب الصلوٰۃ الوتر باب ماجاء مایقرأ فی الوتر ج 1 ص 106' ابو داؤد کتاب

الصلوٰۃ باب مایقرأفی الوترج 1ص 201'ابن ماجۃ ابواب اقامۃ الصلوٰۃ باب ماجاءفیمایقرأفی الوترص 82)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی تیسری رکعت میں یہ تینوں سورتیں پڑھتے تھے۔خیال رہے کہ یہ حدیث امام اعظم نے اپنی مسند میں یوں نقل کی ہے "عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ اَسْوَدٍ عَنْ عَائِشَۃَ صِدِّیْقَۃَ"۔اس میں صرف قُلْ ھُوَ اللهُ کا ذکر ہے اور حاکم نے بشرطِ مسلم، بخاری حضرت عائشہ سے یہ حدیث نقل کی جس کے آخر میں ہے کہ آپ تین رکعت کے بعد ہی سلام پھیرتے تھے۔نسائی نے حضرت عائشہ سے روایت کی جس کے آخر میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی دو رکعتوں پر سلام نہیں پھیرتے تھے۔امام طحاوی نے حضرت ابو العالیہ سے روایت کی کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر مغرب کے فرضوں کی طرح پڑھتے تھے اور امام حسن نے فرمایا کہ اہل اسلام کا اس پر اجماع ہے کہ وتر تین رکعت ہیں ایک سلام سے۔غرضکہ یہ احادیث امام اعظم وغیرہم کے قوی دلائل ہیں کہ وتر تین رکعت ہیں اور ایک سلام سے۔اس کی پوری تحقیق اسی مقام پر مرقاۃ میں دیکھو یا ہماری کتاب جاء الحق حصہ دوم میں۔(مراۃ المناجیح ج۲ص۵۰۷)

617۔ وَعَنْ عُمْرَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُوْتِرُ بِثَلَاثٍ یَقْرَأُ فِی الرَّکْعَۃِ الْاُوْلٰی بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی وَفِی الثَّانِیَۃِ قُلْ یٰاَیُّهَا الْکَافِرُوْنَ وَفِی الثَّالِثَۃِ قُلْ ھُوَ اللهُ اَحَدٌ وَّ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِیُّ وَالطَّحَاوِیُّ وَصَحَّحَهٗ۔

حضرت عمرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی اور دوسری رکعت میں قُلْ یٰاَیُّهَا الْکَافِرُوْنَ اور تیسری رکعت میں قُلْ ھُوَ اللهُ اَحَدٌ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھتے تھے۔اس کو دار قطنی اور طحاوی نے روایت کیا اور صحیح قرار دیا۔

(دار قطنی کتاب الوتر باب مایقرأفی رکعات الوترج 2ص 35' طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب الوترج 1ص 196)

618۔ وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَۃَ قَالَ دَفَنَّا اَبَا بَکْرٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ لَیْلًا فَقَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اِنِّیْ لَمْ اُوْتِرْ فَقَامَ وَصَفَفْنَا وَرَآءَهٗ فَصَلّٰی بِنَا ثَلَاثَ رَکْعَاتٍ لَّمْ یُسَلِّمْ اِلَّا فِیْ اٰخِرِهِنَّ۔ اَخْرَجَهُ الطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔

(طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب الوترج 1ص 202)

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو رات کے وقت دفن کیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ میں نے وتر نہیں پڑھے پس آپ کھڑے ہوئے اور ہم نے آپ کے پیچھے صفیں بنالی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ہم کو تین رکعتیں اس طرح پڑھائیں کہ صرف

ان کے آخر میں سلام پھیرا اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

619- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ الْوِتْرُ ثَلَاثٌ كَوِتْرِ النَّهَارِ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

(طحاوی کتاب الصلوۃ باب الوتر ج 1 ص 202)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ وتر تین رکعتیں ہیں۔ دن کے وتروں یعنی نماز مغرب کی طرح اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

620- وَعَنْ ثَابِتٍ قَالَ صَلّٰى بِيْ أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْوِتْرَ وَأَنَا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَأُمُّ وَلَدِهٖ خَلْفَنَا ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِيْ اٰخِرِهِنَّ ظَنَنْتُ أَنَّهٗ يُرِيْدُ أَنْ يُعَلِّمَنِيْ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

(طحاوی کتاب الصلوۃ باب الوتر ج 1 ص 202)

حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز وتر تین رکعتیں پڑھائیں میں آپ کی دائیں جانب تھا اور آپ کی ام ولد (لونڈی) ہمارے پیچھے تھی۔ آپ نے صرف ان کے آخر میں سلام پھیرا میرے خیال میں وہ مجھے نماز وتر سکھانا چاہتے تھے۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

621- وَعَنْ أَبِيْ خَالِدَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ عَنِ الْوِتْرِ فَقَالَ عَلَّمَنَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ عَلَّمُوْنَا أَنَّ الْوِتْرَ مِثْلُ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ غَيْرَ أَنَّا نَقْرَأُ فِي الثَّالِثَةِ فَهٰذَا وِتْرُ اللَّيْلِ وَهٰذَا وِتْرُ النَّهَارِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

(طحاوی کتاب الصلوۃ باب الوتر ج 1 ص 202)

حضرت ابوخالدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابوالعالیہ سے وتروں کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا ہمیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ نے سکھایا یا فرمایا' انہوں نے ہمیں تعلیم دی کہ وتر نماز مغرب کی طرح ہیں' سوائے اس کے کہ ہم (وتروں کی) تیسری رکعت میں (بھی) قرأت کریں گے تو یہ رات کے وتر ہیں (اور نماز مغرب) دن کے وتر ہیں۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

622- وَعَنِ الْقَاسِمِ وَرَأَيْنَا أُنَاسًا مُنْذُ أَدْرَكْنَا يُوْتِرُوْنَ بِثَلَاثٍ وَإِنَّ كُلًّا لَوَاسِعٌ أَرْجُوْ أَنْ لَا يَكُوْنَ بِشَيْءٍ مِنْهُ بَأْسٌ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے جب سے ہوش سنبھالا ہم نے لوگوں کو تین رکعات وتر پڑھتے دیکھا اور ہر ایک میں گنجائش ہے اور میں امید

(بخاری ابواب الوتر باب ماجاء فی الوترج 1 ص 135)

کرتا ہوں کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

623- وَعَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ السَّبْعَةِ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَالْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَأَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَخَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ وَعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ فِيْ مَشْيَخَةٍ سِوَاهُمْ أَهْلُ فِقْهٍ وَّصَلَاحٍ وَّفَضْلٍ وَّرُبَّمَا اخْتَلَفُوْا فِي الشَّيْءِ فَأَخَذَ بِقَوْلِ أَكْثَرِهِمْ وَأَفْضَلِهِمْ رَأْيًا فَكَانَ مِمَّا وَعَيْتُ عَنْهُمْ عَلٰى هٰذِهِ الصِّفَةِ أَنَّ الْوِتْرَ ثَلَاثٌ لَّا يُسَلِّمُ إِلَّا فِيْ اٰخِرِهِنَّ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

(طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب الوترج 1 ص 204)

حضرت ابو زناد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سات تابعین سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عروہ بن زبیر' قاسم بن محمد' ابوبکر بن عبدالرحمٰن' خارجہ بن زید' عبید اللہ بن عبداللہ' سلیمان بن یسار سے علم و فضل والی ایک جماعت کی موجودگی میں روایت کرتے ہیں کہ ابوالزناد فرماتے ہیں کہ بعض اوقات ان میں اختلاف ہوتا تو ان میں سے اکثر اور افضل کا قول لیا جاتا تو اس طریقے کے مطابق جو کچھ میں نے ان سے سنا ہے۔ وہ یہی ہے کہ وتر تین رکعات ہیں۔ (نمازی) صرف ان کے آخر میں سلام پھیرے گا۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

624- وَعَنْهُ قَالَ أَثْبَتَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ الْوِتْرَ بِالْمَدِيْنَةِ بِقَوْلِ الْفُقَهَاءِ ثَلَاثًا لَّا يُسَلِّمُ إِلَّا فِيْ اٰخِرِهِنَّ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔ (طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب الوترج 1 ص 203)

آپ ہی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ میں فقہاء کے قول کے مطابق وتر تین رکعتیں ہی برقرار رکھے کہ ان کے صرف آخر میں سلام پھیرا جائے گا۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

بَابُ مَنْ قَالَ أَنَّ الْوِتْرَ بِثَلَاثٍ إِنَّمَا يُصَلِّيْ بِتَشَهُّدٍ وَّاحِدٍ

جس نے کہا: وتر تین رکعتیں ایک ہی تشہد سے پڑھی جائیں گی

625- عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُوْتِرُوْا بِثَلَاثٍ أَوْتِرُوْا بِخَمْسٍ أَوْ بِسَبْعٍ وَّلَا تُشَبِّهُوْا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم تین رکعت وتر ادا نہ کرو پانچ یا سات رکعت وتر ادا کرو اور ان کو

بِصَلٰوةِ الْمَغْرِبِ. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ الْمِرْوَزِيُّ وَالدَّارَ قُطْنِيُّ وَالْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ. قَالَ النِّيْمَوِيُّ اَلْإِسْتِدْلَالُ بِهٰذَا الْخَبَرِ غَيْرُ صَحِيْحٍ

نماز مغرب کے مشابہ نہ بناؤ۔ اس کو محمد بن نصر مروزی دار قطنی حاکم اور بیہقی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے' علامہ نیموی فرماتے ہیں: اس حدیث سے استدلال درست نہیں ہے۔

(قیام اللیل کتاب الوتر بثلاث عن الصحابة۔ الخ ص 215' دار قطنی کتاب الوتر لا تشبهوا الوتر لا بصلوٰة المغرب ج 2 ص 24' مستدرک حاکم کتاب الوتر باب الوتر حق ج 1 ص 304' سنن الکبرٰی للبیهقی کتاب الصلوٰة باب من اوتر بثلاث موصلات۔ الخ ج 3 ص 31)

626-وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ لَّا يَقْعُدُ اِلَّا فِيْ اٰخِرِهِنَّ. وَهٰذَا وِتْرُ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَعَنْهُ اَخَذَهُ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ. رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَهُوَ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ. قَالَ النِّيْمَوِيُّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحَادِيْثِ الَّتِيْ اَوْرَدْنَاهَا فِيْمَا مَضٰى تَدُلُّ بِظَاهِرِهَا عَلٰى تَشَهُّدَيِ الْوِتْرِ.

(مستدرک حاکم کتاب الوتر باب الوتر حق ج 1 ص 304)

حضرت سعید بن ہشام رضی اللہ تعالٰی عنہ' حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے اور صرف ان کے آخر میں بیٹھتے تھے اور یہی وتر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ کے تھے اور انہی سے اہل مدینہ نے لیا ہے۔ اس کو امام حاکم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے مستدرک میں روایت کیا اور یہ حدیث غیر محفوظ ہے۔ اس کتاب کے مرتب علامہ محمد بن علی نیموی فرماتے ہیں وہ بہت ساری احادیث جن کو ہم گزشتہ سطور میں ذکر کر چکے ہیں وہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ وتروں میں دو تشہد ہیں۔

بَابُ الْقُنُوْتِ فِي الْوِتْرِ

وتروں میں قنوت کا بیان

شرح: عربی میں قنوت کے معنی اطاعت، خاموشی، دعا، نماز کا قیام ہیں، یہاں اس سے خاص دعا مراد ہے۔ قنوتین دو ہیں: وتر کے قنوت جو ہمیشہ وتر کی تیسری رکعت میں رکوع سے پہلے پڑھے جاتے ہیں اور قنوت نازلہ جو کسی خاص مصیبت میں، وبائی امراض اور کفار سے جہاد کے موقعہ پر فجر کی نماز میں دوسری رکعت کے رکوع کے بعد آہستہ پڑھے جاتے ہیں، اس باب میں دونوں قنوتوں کا ذکر آئے گا۔ احناف کے ہاں وتر کی دعائے قنوت مقرر ہے "اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ" الخ جیسا کہ طبرانی وغیرہ میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اولاً نماز میں قبیلہ مضر پر بددعا کرتے تھے تو جبریل امین نے عرض کیا کہ رب نے آپ کو دعا کرنے کے لیئے پیدا کیا اور پھر یہ دعا سکھائی "اَللّٰهُمَّ اِنَّا

نَسْتَعِيْنُكَ" الخ۔ یہ روایت جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب "عمل الیوم واللیلہ" میں بھی نقل کی ہے، نیز فتح القدیر نے ابوداؤد سے بھی روایت کی۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۲۴)

627- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى اَنَّهٗ سُئِلَ عَنِ الْقُنُوْتِ فَقَالَ حَدَّثَنَا الْبَرَآءُ بْنُ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سُنَّةٌ مَّاضِيَةٌ اَخْرَجَهُ السِّرَاجُ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ وَّ سَيَاْتِيْ رِوَايَاتٌ اُخْرٰى فِي الْبَابِ الْاٰتِيْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى.

حضرت عبدالرحمٰن بن ابولیلٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے قنوت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا ہم سے حضرت براء ابن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بیان کیا کہ یہ ایک رائج سنت ہے۔ اس کو سراج نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے اور ان شاء اللہ آنے والے باب میں دیگر روایات بھی آئیں گی۔

(بخاری ابواب الوتر باب القنوت قبل الرکوع وبعدہ ج 1 ص 136 مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین باب التحباب القنوت فی جمیع الصلوٰۃ ج 1 ص 237)

بَابُ قُنُوْتِ الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ

رکوع سے پہلے قنوت کا بیان

628- عَنْ عَاصِمٍ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ الْقُنُوْتِ فَقَالَ قَدْ كَانَ الْقُنُوْتُ قُلْتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ اَوْ بَعْدَهٗ قَالَ قَبْلَهٗ قَالَ فَاِنَّ فُلَانًا اَخْبَرَنِيْ عَنْكَ اَنَّكَ قُلْتَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ كَذَبَ اِنَّمَا قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا اُرَاهُ كَانَ بَعَثَ قَوْمًا يُّقَالُ لَهُمُ الْقُرَّآءُ زُهَاءَ سَبْعِيْنَ رَجُلًا اِلٰى قَوْمٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ دُوْنَ اُولٰٓئِكَ وَكَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدًا فَقَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا يَّدْعُوْ عَلَيْهِمْ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔ (بخاری ابواب الوتر باب القنوت قبل الرکوع وبعدہ ج 1 ص 136 مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین باب التحباب القنوت فی جمیع الصلوٰۃ ج 1 ص 237)

حضرت عاصم رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے قنوت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا قنوت ثابت ہے میں نے کہا رکوع سے پہلے یا رکوع کے بعد تو آپ نے کہا رکوع سے پہلے حضرت عاصم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا کہ فلاں شخص نے مجھے آپ کے حوالہ سے بتایا کہ آپ کہتے ہیں کہ قنوت رکوع کے بعد ہے تو حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا اس نے جھوٹ کہا ہے رکوع کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صرف ایک ماہ قنوت پڑھا۔ میرے خیال میں آپ نے ستر کے قریب اشخاص کو جنہیں قراء کہا جاتا تھا مشرکین کی طرف بھیجا، یہ مشرکین ان کے علاوہ تھے (جن کے خلاف آپ نے بدعا کی تھی ان مشرکین اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے درمیان معاہدہ تھا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی

علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک قنوت پڑھا جس میں ان مشرکین کے خلاف بدعا فرماتے تھے۔ اس حدیث کو شیخین نے روایت کیا۔)

شرح: مُفَسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی وتر کی دعا قنوت ہمیشہ رکوع سے پہلے رہی کبھی رکوع کے بعد نہ پڑھی گئی، رکوع کے بعد والی قنوت یعنی قنوت نازلہ جو فجر میں تھی وہ صرف ایک ماہ رہی پھر منسوخ ہوگئی، لہٰذا یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے۔

یعنی قنوت نازلہ کی وجہ ان ستر قاریوں کی شہادت تھی جو نہایت بیدردی سے قتل کیے گئے تھے، یہ حضرات فقراء صحابہ تھے جو دن کو لکڑیاں جمع کر کے فروخت کرتے اور اس سے اصحاب صفہ کے لیئے کھانا تیار کرتے تھے، رات عبادت میں گزارتے۔ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نجدیوں کی تبلیغ کے لیئے بھیجا جب یہ بئر معونہ پر پہنچے جو کہ مکہ معظمہ و عسفان کے درمیان ہے جہاں بنی ہزیل رہتے تھے تو عامر بن طفیل نے قبیلہ بنی سلیم، عصیب، رعل، ذکوان، قعرہ کے ساتھ ان لوگوں کو گھیر لیا اور سب کو شہید کر دیا، صرف حضرت کعب ابن زید انصاری بچے جنہیں وہ مُردہ سمجھ کر سخت زخمی حالت میں چھوڑ گئے، پھر یہ غزوہ خندق میں شہید ہوئے، یہ واقعہ قتل ۴ھ میں ہوا، انہیں شہدا میں عامر ابن فہیرہ بھی تھے جنہیں فرشتوں نے دفن کیا، کسی کو ان کی نعش نہ ملی، اس واقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت صدمہ ہوا جس پر آپ نے ایک ماہ تک قنوت نازلہ پڑھی۔ (مرقاۃ) اسی مواقعہ پر ایک واقعہ یہ بھی ہوا کہ قبیلہ عضل اور قعرہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا ہم مسلمان ہو چکے ہیں، ہماری تعلیم کے لیئے کچھ علماء دیجئے تو آپ نے چھ صحابہ کو ان کے ساتھ بھیج دیا جن کا امیر حضرت عاصم ابن ثابت کو بنایا، ان کفار نے مقام رجیع میں پہنچ کر حضرت عاصم کو قتل کر دیا اور حضرت ضبیب و زید ابن سدانہ کو قید کر کے مکہ معظمہ فروخت کر دیا۔ پہلے واقعہ کا نام بیرٔ معونہ ہے اور اس کا نام واقعہ رجیع۔ یہ دونوں واقعات ایک ہی مہینہ میں ہوئے یعنی ماہ صفر ہجرت سے ۳۶ ماہ بعد، ان دونوں واقعات کی بنا پر قنوت نازلہ پڑھی گئی اسی وجہ سے بعض احادیث میں بیر معونہ کا واقعہ بیان کیا گیا ہے اور بعض میں رجیع کا مگر ان دونوں میں تعارض نہیں۔ بعض شارحین کو دھوکا لگا اور احادیث میں تعارض مان بیٹھے۔ (مرقاۃ) (مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۲۵)

629- وَعَنْ عَبْدِالْعَزِيْزِ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ اَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ الْقُنُوْتِ اَبَعْدَ الرُّكُوْعِ اَوْ عِنْدَ فَرَاغٍ مِّنَ الْقِرَاءَةِ قَالَ لَا بَلْ عِنْدَ فَرَاغٍ مِّنَ الْقِرَاءَةِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي الْمَغَازِي.

(بخاری کتاب المغازی باب غزوة الرجیع ورعل

حضرت عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قنوت کے بارے میں پوچھا کہ وہ رکوع کے بعد ہے یا قرأت سے فارغ ہونے کے بعد تو آپ نے فرمایا بلکہ وہ قرأت سے فارغ ہونے کے بعد ہے۔ اس کو امام

وذکوان وبلر معونہ ج2ص586)

بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب المغازی میں نقل فرمایا۔

630- وَعَنْ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْتِرُ فَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ والنسائی وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب وتر ادا فرماتے تو رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔ اس کو ابن ماجہ اور نسائی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(ابن ماجة ابواب اقامة الصلوٰة باب ماجاء فی القنوت قبل الرکوع وبعده ص 84' نسائی کتاب قیام اللیل۔ الخ باب کیف الوتر بثلاث ج 1 ص 248)

631- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَا يَقْنُتُ فِيْ شَيْءٍ مِنَ الصَّلٰوَاتِ اِلَّا الْوِتْرَ فَاِنَّهٗ كَانَ يَقْنُتُ قَبْلَ الرَّكْعَةِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت عبدالرحمٰن بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوائے وتروں کے کسی نماز میں قنوت نہیں پڑھتے تھے اور (وتروں میں بھی) رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور طبرانی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب القنوت فی الفجر وغیرہ ج 1 ص 173' المعجم الکبیر ج 9 ص 327)

632- وَعَنْ عَلْقَمَةَ اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَاَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوْا يَقْنُتُوْنَ فِي الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ. رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ وتروں میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔ اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبة کتاب الصلوٰۃ باب فی القنوت قبل الرکوع او بعده ج 2 ص 302)

633- وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ يَقْنُتُ السَّنَةَ كُلَّهَا فِي الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِيْ كِتَابِ الْاٰثَارِ وَاِسْنَادُهٗ مُرْسَلٌ جَيِّدٌ.

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود وتروں میں پورا سال رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔ اس حدیث کو محمد بن حسن نے کتاب الآثار میں روایت کیا اور اس کی سند مرسل جید

(کتاب الآثار باب القنوت فی الصلوٰۃ ص 43)

ہے۔

634- وَعَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخْعِيِّ اَنَّ الْقُنُوْتَ وَاجِبٌ فِي الْوِتْرِ فِيْ رَمَضَانَ وَغَيْرِهٖ قَبْلَ الرُّكُوْعِ وَاِذَا اَرَدْتَّ اَنْ تَقْنُتَ فَكَبِّرْ وَاِذَا اَرَدْتَّ اَنْ تَرْكَعَ فَكَبِّرْ اَيْضًا. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِيْ كِتَابِ الْحُجَجِ وَالْاٰثَارِ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت حماد ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قنوت وتروں میں رمضان وغیر رمضان میں رکوع سے پہلے واجب ہے اور جب تو قنوت پڑھنے کا ارادہ کرے تو تکبیر کہہ اور جب رکوع کا ارادہ کرے تو پھر بھی تکبیر کہہ۔ اس کو محمد بن حسن نے کتاب الحج والآثار میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(کتاب الحجۃ باب عدد الوتر ج 1 ص 200' کتاب الآثار باب القنوت فی الصلوٰۃ ص 43)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فقیر کے نزدیک اقرب وانسب مختار سید علامہ حموی ہے محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں فرمایا: لما ترجح ذلك خرج مابعد الركوع من كونه محلا للقنوت فلذا روى عن ابى حنيفة رحمه الله تعالىٰ انه لوسهى عن القنوت فتذكره بعد الاعتدال لا يقنت۔

(فتح القدیر باب صلوٰۃ الوتر مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۳۷۴)

جب قبل از رکوع قنوت پڑھنا ترجیح پا چکا ہے تو اب رکوع کے بعد قنوت کا محل ختم ہو گیا اسی لئے امام ابوحنیفہ سے مروی ہے کہ اگر کوئی شخص قبل از رکوع قنوت پڑھنے کو بھول جائے اور رکوع سے کھڑا ہو جائے تو اب یاد آنے پر قنوت نہ پڑھے۔

ہاں اس میں شک نہیں کہ برتقدیر قنوت نوازل مقتدی قبلیت وبعدیت میں اتباع امام کرے گا اور اگر امام بعد رکوع پڑھے تو یہ بھی بعد ہی پڑھے گا فانه اذا كان يتابعه فى قنوت الوتر بعد الركوع مع نص المذهب انه قبل الركوع فهذا اولىٰ۔ کیونکہ جب وتر کی قنوت میں مقتدی رکوع کے بعد پڑھنے میں امام کی پیروی کر سکتا ہے حالانکہ ہمارے مذہب میں قبل از رکوع قنوت پر تصریح موجود ہے تو اس قنوت نازلہ میں بطریق اولیٰ امام کی پیروی کر سکتا ہے۔

فتح القدیر میں ہے: هذا يحق خروج القومة عن المحلية بالكلية الا اذا اقتدى بمن يقنت فى الوتر بعد الركوع فانه يتابعه اتفاقا اھ والله تعالىٰ اعلم۔

(فتح القدیر باب الصلوٰۃ مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۳۷۴)

یہ بات ثابت کرتی ہے کہ قومہ قنوت کے محل سے خارج ہے مگر جب ایسے امام کی اقتداء کی ہو جو وتروں میں بعد از

رکوع قنوت پڑھنے کا قائل ہوتو پھر امام کی پیروی کرے، بالاتفاق یہ حکم ہے اھ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(الفتاوی الرضویۃ، ج ۷، ص ۵۴۹)

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ قُنُوْتِ الْوِتْرِ

وتر میں قنوت کے وقت دونوں ہاتھوں کو اٹھانا

635۔ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ كَانَ يَقْرَاُ فِيْ اٰخِرِ رَكْعَةٍ مِّنَ الْوِتْرِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فَيَقْنُتُ قَبْلَ الرَّكْعَةِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ جُزْءِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ. (جزئ رفع یدین للبخاری مترجم ص 64)

حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ وتروں کی آخری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے پھر رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جزء رفع الیدین میں نقل کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

636۔ وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ قَالَ تُرْفَعُ الْاَيْدِيْ فِيْ سَبْعِ مَوَاطِنَ فِيْ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَفِي التَّكْبِيْرِ لِلْقُنُوْتِ فِي الْوِتْرِ وَفِي الْعِيْدَيْنِ وَعِنْدَ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ وَعَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَبِجَمْعٍ وَّعَرَفَاتٍ وَّعِنْدَ الْمَقَامَيْنِ عِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں، سات جگہوں میں ہاتھ اٹھائے جائیں گے، نماز کے شروع میں وتروں میں قنوت کی تکبیر کے لئے عیدین میں، حجر اسود کو استلام کرتے وقت صفا اور مروہ پر مزدلفہ اور عرفات میں اور دونوں جمروں کو رمی کرنے کے بعد (دعا کے لئے)

(طحاوی کتاب مناسک الحج باب رفع الیدین عند رؤیۃ البیت ج 1 ص 405)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوٰی رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اور نماز وتر میں اگر شافعی امام کے پیچھے اقتدا باقی رہے (کہ وہ وتر کے دو ٹکڑے کرتے ہیں پہلے تشہد پر سلام پھیر اخیر رکعت اکیلی پڑھتے ہیں اگر امام نے ایسا کیا جب تو رکعت قنوت آنے سے پہلے ہی اس کی اقتدا قطع ہوگئی اب نہ وہ امام نہ یہ مقتدی، نہ اس کے وتر صحیح کہ اس کی وسط نماز میں عمداً سلام واقع ہوا۔

فی الدر المختار صح الاقتداء فیہ بشافعی لم یفصلہ بسلام لا ان فصلہ علی الاصح اھ ملخصا۔ (درمختار باب الوتر والنوافل مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/ ۹۴)

درمختار میں ہے وتر میں حنفی کو اس شافعی کی اقتداء درست ہے جو وتر کو سلام کے ساتھ جُدا نہ کرے (یعنی دو رکعت پر سلام نہ پھیرے) اگر امام نے وتر کو دوگانہ کے بعد سلام پھیر کر جُدا کیا تو اصح قول کے مطابق اس کی اقتدا درست نہیں ہے اھ ملخصاً) جب ایسا نہ ہوا اور اقتدا قائم رہے)

تو اگرچہ شافعیہ قنوت قومہ میں پڑھتے ہیں اور ہمارے مذہب میں اس کا محل قبل رکوع مگر ہمارے علماء نے تمام متون وشروح وفتاوٰی میں مقتدی کو حکم دیا کہ یہاں قنوت میں متابعت کرے، اور اس کا منشاء وہی کہ اسے بالکل نامشروع نہیں ٹھہراتے۔

والمسئلة منصوص عليها بدليلها في الهداية والكافي وسائر الشروح (اس مسئلہ سے متعلق عبارات بمع دلائل ہدایہ، کافی اور دیگر شروح میں موجود ہیں۔ت)

رہا یہ کہ مقتدی اس حالت میں اتباع امام کرے یا اتباع مذہبِ امام یعنی ہاتھ باندھے یا چھوڑے یا دعا کی طرح اُٹھائے، کیا کرنا چاہئے، اس کی تصریح نظرِ فقیر سے نہ گزری، نہ اپنے پاس کی کتب موجود میں اس سے تعرض پایا، ظاہر یہ ہے کہ مثل قیام ہاتھ باندھے گا کہ جب اسے قنوت پڑھنے کا حکم ہے تو یہ قیام ذی قرار وصاحبِ ذکر، مشروع ہوا اور ہر ایسے قیام میں ہاتھ باندھنا نقلاً وشرعاً سنّت اور عقلاً وعرفاً ادبِ حضرت اور ترکِ سنّت میں امام کی پیروی نہیں،

(الفتاوی الرضویۃ، ج ۶ ص ۲۱۰-۲۱۱)

بَابُ الْقُنُوْتِ فِيْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ

صبح کی نماز میں قنوت کا بیان

637۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا زَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْنُتُ فِي الْفَجْرِ حَتّٰى فَارَقَ الدُّنْيَا۔ رَوَاهُ عَبْدُالرَّزَّاقِ وَ اَحْمَدُ والدَّارَقُطْنِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَفِيْ اِسْنَادِهٖ مَقَالٌ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیشہ فجر کی نماز میں قنوت پڑھتے رہے حتیٰ کہ دنیا سے جدا ہوگئے۔ اس کو عبدالرزاق احمد دارقطنی طحاوی اور بیہقی نے معرفت میں بیان کیا اور اس کی سند میں کلام۔

(مصنف عبدالرزاق کتاب الصلوٰۃ باب القنوت ج 3 ص 110' مسند احمد ص 162 ج 3' دار قطنی کتاب الوتر باب صفة القنوت۔ الخ ج 2 ص 39' طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب القنوت فی الفجر وغیرہ ج 1 ص 168' معرفة السنن والآثار کتاب الصلوٰۃ ج 3 ص 121' سنن الکبرٰی للبیہقی کتاب الصلوٰۃ ج 2 ص 201)

638۔ وَعَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلٰوةَ الصُّبْحِ فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الْقِرَآءَةِ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ كَبَّرَ ثُمَّ قَنَتَ ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔ (طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب القنوت فی الفجر وغیرہ ج 1 ص 171)

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی پس جب آپ دوسری رکعت میں قرأت سے فارغ ہوئے تو تکبیر کہی پھر قنوت پڑھی۔ پھر تکبیر کہہ کر رکوع کیا۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

839- وَعَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقْنُتُ فِيْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.
(طحاوی کتاب الصلوۃ باب القنوت فی الفجر وغیرہ ج 1 ص 172)

حضرت ابو عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صبح کی نماز میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

840- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْقِلٍ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ أَبُوْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقْنُتَانِ فِيْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ. (طحاوی کتاب الصلوۃ باب القنوت فی الفجر وغیرہ ج 1 ص 172)

حضرت عبداللہ بن معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فجر کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

841- وَعَنْ أَبِيْ رَجَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلَّيْتُ مَعَهُ الْفَجْرَ فَقَنَتَ قَبْلَ الرَّكْعَةِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.
(طحاوی کتاب الصلوۃ باب القنوت فی الفجر وغیرہ ج 1 ص 173)

حضرت ابو رجاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ان کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی تو انہوں نے رکوع سے پہلے قنوت پڑھی۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قومہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا شافعیہ کے نزدیک نمازِ فجر کی رکعت اخیرہ میں ہمیشہ وتر کی تیسری میں صرف نصف اخیر شہرِ رمضان المبارک میں ہے کہ وہ ان میں دعائے قنوت پڑھتے ہیں۔ قنوتِ فجر تو ہمارے ائمہ کے نزدیک منسوخ یا بدعت، بہرحال یقیناً نامشروع ہے۔ لہٰذا اس میں پیروی ممنوع، اور جب اصل قنوت میں متابعت نہیں تو ہاتھ اٹھانے میں کہ اس کی فرع ہے اتباع کے کوئی معنی نہیں مگر اصل قومہ رکوع فی نفسہ مشروع ہے لہٰذا وہ جب تک نمازِ فجر میں قنوت پڑھے مقتدی ہاتھ چھوڑے چپکا کھڑا رہے۔ درمختار میں ہے:

یأتی الماموم بقنوت الوتر ولو بشافعی یقنت بعد الرکوع لانہ مجتہد فیہ لا الفجر لانہ منسوخ بل یقف ساکتا علی الاظہر مرسلا یدیہ۔ (درمختار، باب الوتر والنوافل، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ۱/۹۴)

مقتدی وتروں میں دعائے قنوت پڑھے اگرچہ اس نے ایسے شافعی المذہب امام کی اقتدا میں نماز شروع کی جو رکوع کے بعد قنوت پڑھنے والا ہو کیونکہ یہ معاملہ اجتہادی ہے البتہ فجر میں قنوت نہ پڑھے کیونکہ وہ منسوخ ہے، بلکہ وہ مقتدی مختار

قول کے مطابق ہاتھ چھوڑے خاموش کھڑا رہے۔

علامہ شرنبلالی نورالایضاح میں فرماتے ہیں:

اذا اقتدی بمن یقنت فی الفجر قام معه فی قنوته ساکتا علی الاظهر ویر سل یدیه فی جنبیه۔ (نورالایضاح باب الوتر، مطبوعہ مطبع علیمی لاہور ص ۳۸)

اگر کسی نے ایسے امام کی اقتدا کی جو فجر میں قنوت پڑھتا ہے تو مختار قول کے مطابق اس کے ساتھ خاموش کھڑا رہے اور اپنے ہاتھ پہلوؤں کی طرف چھوڑ دے۔ (الفتاویٰ الرضویۃ، ج ۶ ص ۴۰۹۔۴۱۰)

بَابُ تَرْكِ الْقُنُوْتِ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ

فجر کی نماز میں قنوت کو چھوڑنے کا بیان

642۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ قُلْتُ لِاَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ هَلْ قَنَتَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ قَالَ نَعَمْ بَعْدَ الرُّكُوْعِ يَسِيْرًا۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فجر کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے تو آپ نے فرمایا ہاں رکوع کے بعد تھوڑا عرصہ (پڑھتے رہے) اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری ابواب الوتر باب القنوت قبل الرکوع وبعده ج 1 ص 136، مسلم کتاب المساجد باب استحباب القنوت فی جمیع الصلوٰۃ۔الخ واللفظ له ج 1 ص 237)

643۔ عَنْ اَبِيْ مِجْلَزٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَنَتَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوْعِ فِيْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ يَدْعُوْ عَلٰى رِعْلٍ وَّذَكْوَانَ وَيَقُوْلُ عُصَيَّةُ عَصَتِ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت ابومجلز رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فجر کی نماز میں رکوع کے بعد ایک ماہ قنوت پڑھی۔ آپ قبیلہ رعل اور ذکوان کے خلاف بددعا کرتے تھے اور فرماتے تھے (قبیلہ بنو) عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الرجیع ورعل اذکوان ج 2 ص 587، مسلم کتاب المساجد باب استحباب القنوت فی جمیع الصلوٰۃ ج 1 ص 237)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یعنی ساری نمازوں میں ترک کردی۔ شوافع کے ہاں اس کا مطلب یہ ہے کہ فجر کے سوا باقی چار نمازوں میں چھوڑ

دی۔بہر حال چار نمازوں میں قنوت نازلہ بالاتفاق منسوخ ہے اور فجر میں اختلاف ہے، ہمارے ہاں منسوخ ہے،شوافع کے ہاں نہیں اس لیئے اگر کوئی ان چار نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھ لے تو بالاتفاق فاسد ہوگی۔(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۲۷)

644۔وَعَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَاَلْتُهُ عَنِ الْقُنُوتِ قَبْلَ الرُّكُوعِ اَوْ بَعْدَ الرُّكُوعِ فَقَالَ قَبْلَ الرُّكُوعِ قَالَ قُلْتُ فَاِنَّ اُنَاسًا يَزْعُمُونَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ فَقَالَ اِنَّمَا قَنَتَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا يَدْعُو عَلٰى اُنَاسٍ قَتَلُوا اُنَاسًا مِّنْ اَصْحَابِهٖ يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ.رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

(بخاری ابواب الوتر باب القنوت قبل الرکوع وبعدہ ج 1 ص136' مسلم کتاب المساجد باب استحباب القنوت فی جمیع الصلوۃ۔الخ واللفظ لہ ج 1 ص 237)

حضرت عاصم رضی اللہ تعالٰی عنہ' حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آپ سے قنوت کے بارے میں پوچھا کہ رکوع سے پہلے ہے یا رکوع کے بعد تو آپ نے کہا رکوع سے پہلے تو میں نے کہا کچھ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے رکوع کے بعد قنوت پڑھی تو آپ نے فرمایا(رکوع کے بعد) تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صرف ایک مہینہ قنوت پڑھی۔ آپ ان لوگوں کے خلاف بددعا کرتے تھے جنہوں نے آپ کے صحابہ میں کچھ ایسے اشخاص کو قتل کردیا تھا جن کو قراء کہا جاتا تھا اس کو شیخین نے روایت کیا۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی وتر کی دعا قنوت ہمیشہ رکوع سے پہلے رہی کبھی رکوع کے بعد نہ پڑھی گئی،رکوع کے بعد والی قنوت یعنی قنوت نازلہ جو فجر میں تھی وہ صرف ایک ماہ رہی پھر منسوخ ہوگئی،لہٰذا یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے۔

یعنی قنوت نازلہ کی وجہ ان ستر قاریوں کی شہادت تھی جو نہایت بیدردی سے قتل کیئے گئے تھے،یہ حضرات فقراء صحابہ تھے جو دن کو لکڑیاں جمع کرکے فروخت کرتے اور اس سے اصحاب صفہ کے لیئے کھانا تیار کرتے تھے،رات عبادت میں گزارتے۔انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نجدیوں کی تبلیغ کے لیئے بھیجا جب یہ بئر معونہ پر پہنچے جو کہ مکہ معظمہ وعسفان کے درمیان ہے جہاں بنی ہزیل رہتے تھے تو عامر بن طفیل نے قبیلہ بنی سلیم،عصیب،رعل،ذکوان،قعرہ کے ساتھ ان لوگوں کو گھیر لیا اور سب کو شہید کردیا،صرف حضرت کعب ابن زید انصاری بچے جنہیں وہ مُردہ سمجھ کر سخت زخمی حالت میں چھوڑ گئے،پھر یہ غزوہ خندق میں شہید ہوئے،یہ واقعہ قتل ۴ھ میں ہوا،انہیں شہدا میں عامر ابن فہیرہ بھی تھے جنہیں فرشتوں نے دفن کیا،کسی کو ان کی نعش نہ ملی،اس واقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت صدمہ ہوا جس پر آپ نے ایک ماہ تک قنوت نازلہ پڑھی۔(مرقاۃ)اسی مواقعہ پر ایک واقعہ یہ بھی ہوا کہ قبیلہ عضل اور قعرہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا ہم مسلمان ہوچکے ہیں،ہماری تعلیم کے لیئے کچھ علماء دیجئے تو آپ نے چھ صحابہ کو ان کے ساتھ بھیج دیا جن کا امیر

حضرت عاصم ابن ثابت کو بنایا، ان کفار نے مقام رجیع میں پہنچ کر حضرت عاصم کو قتل کر دیا اور حضرت خبیب و زید ابن سدانہ کو قید کر کے مکہ معظمہ فروخت کر دیا۔ پہلے واقعہ کا نام بیرِ معونہ ہے اور اس کا نام واقعہ رجیع۔ یہ دونوں واقعات ایک ہی مہینہ میں ہوئے یعنی ماہ صفر ہجرت سے ۳۶ ماہ بعد، ان دونوں واقعات کی بنا پر قنوت نازلہ پڑھی گئی اسی وجہ سے بعض احادیث میں بیر معونہ کا واقعہ بیان کیا گیا ہے اور بعض میں رجیع کا مگر ان دونوں میں تعارض نہیں۔ بعض شارحین کو دھوکا لگا اور احادیث میں تعارض مان بیٹھے۔ (مرقاۃ) (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۲۵)

645- وَعَنْ اَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوْعِ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ يَدْعُوْ عَلٰى بَنِيْ عُصَيَّةَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(بخاری ابواب الوتر باب القنوت فی جمیع الصلوٰۃ۔ الخ ج 1 ص 237)

حضرت انس بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فجر کی نماز میں رکوع کے بعد ایک ماہ تک قنوت پڑھی آپ قبیلہ بنو عصیہ کے خلاف بددعا کرتے تھے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

646- وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ شَهْرًا يَدْعُوْ عَلٰى (اَحْيَاءٍ مِّنْ) اَحْيَاءِ الْعَرَبِ ثُمَّ تَرَكَهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم کتاب المساجد باب استحباب القنوت فی جمیع الصلوٰۃ۔ الخ ج 1 ص 237)

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک قنوت پڑھی آپ عرب کے کچھ قبائل کے خلاف بددعا کرتے تھے پھر آپ نے اس کو ترک کر دیا۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

647- وَعَنْهُ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَقْنُتُ اِلَّا اِذَا دَعَا لِقَوْمٍ اَوْ دَعَا عَلٰى قَوْمٍ. رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صرف اس وقت قنوت پڑھتے تھے جب کسی قوم کے حق میں دعا کرتے یا کسی قوم کے خلاف بددعا کرتے اس کو ابن خزیمہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(وقال فی تلخیص الجبیر کتاب الصلوٰۃ باب صفۃ الصلوٰۃ وروی ابن خزیمۃ فی صحیحہ من طریق سعید ص 245، وفی صحیح ابن خزیمۃ جماع ابواب ذکر الوتر عن ابی ہریرۃ مثلہ ج 1 ص 152)

648- وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّدْعُوَ عَلٰی اَحَدٍ اَوْ یَدْعُوَ لِاَحَدٍ قَنَتَ بَعْدَ الرُّکُوْعِ فَرُبَّمَا قَالَ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْوَلِیْدَ بْنَ الْوَلِیْدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَّعَیَّاشَ بْنَ اَبِیْ رَبِیْعَةَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْاَتَکَ عَلٰی مُضَرَ وَاجْعَلْهَا سِنِیْنَ کَسِنِیْ یُوْسُفَ یَجْهَرُ بِذٰلِكَ وَکَانَ یَقُوْلُ فِیْ بَعْضِ صَلَاتِهٖ فِیْ صَلَاةِ الْفَجْرِ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَّفُلَانًا لِاَحْیَاءٍ مِّنَ الْعَرَبِ حَتّٰی اَنْزَلَ اللّٰهُ (لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ) الْاٰیَةَ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔ (بخاری کتاب التفسیر باب قوله لیس لک من الامر شیء ج 2 ص 655)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی کے خلاف بددعا کا ارادہ کرتے یا کسی کے حق میں دعا کا ارادہ کرتے تو رکوع کے بعد قنوت پڑھتے بعض اوقات آپ جب سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد کہتے تو یہ کلمات کہتے اے اللہ ولید بن ولید، سلمۃ بن ہشام اور عیاش بن ربیعہ کو نجات دے اے اللہ مضر پر اپنی گرفت سخت فرما ان پر اسی طرح قحط سالی مسلط فرما جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں قحط پڑے آپ بلند آواز سے یہ دعا مانگتے اور فجر کی نماز میں بسا اوقات یوں فرماتے: اے اللہ! عرب کے قبائل میں سے فلاں قبیلہ پر لعنت فرما حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی لیس لک من الامر شیء۔

649- وَعَنْهُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَقْنُتُ فِیْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ اِلَّآ اَنْ یَّدْعُوَ لِقَوْمٍ اَوْ عَلٰی قَوْمٍ۔ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ فِیْ صَحِیْحِهٖ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔ (تلخیص الجبیر کتاب الصلوٰۃ باب صفۃ الصلوٰۃ نقلاً عن ابن حبان ج 1 ص 246)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فجر کی نماز میں قنوت نہیں پڑھتے تھے مگر جب کسی قوم کے حق میں دعا کرتے یا کسی قوم کیخلاف بددعا کرتے۔ اس کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

650- وَعَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْجَعِیِّ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ یَا اَبَتِ اِنَّكَ قَدْ صَلَّیْتَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَّعُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ بِالْکُوْفَةِ نَحْوًا مِّنْ خَمْسِ سِنِیْنَ اَکَانُوْا یَقْنُتُوْنَ فِی الْفَجْرِ قَالَ اَیْ بُنَیَّ مُحْدَثٌ۔ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ الا ابا داؤد وَصَحَّحَهٗ

حضرت ابو مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کہا اے میرے ابا جان آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے کوفہ میں پانچ سال تک نمازیں پڑھتے رہے کیا وہ فجر کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے تو میرے والد نے فرمایا اے

التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي التلخيص إِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

بیٹے یہ بدعت ہے۔ اس کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا سوائے ابوداؤد کے اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا اور حافظ نے تلخیص میں فرمایا کہ اس کی سند حسن ہے۔

(ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب فی ترک القنوت ج 1 ص 91' نسائی کتاب الافتتاح باب ترک القنوت ج 1 ص 164' ابن ماجۃ ابواب اقامۃ الصلوٰۃ۔ الخ باب ماجاء فی القنوت فی صلوٰۃ الفجر ص 89' مسند احمد ج 3 ص 472)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

آپ کا نام سعد ابن طارق ابن اشیم ہے، خود تابعی ہیں والد صحابی ہیں۔

یعنی چار سال کچھ مہینے آپ کی خلافت کے بقدر۔

یہ حدیث حنفیوں کی قوی دلیل ہے یعنی ہمیشہ قنوت نازلہ کسی نماز میں پڑھنا بدعت سیئہ ہے، نہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل نہ کسی صحابی کا۔ خیال رہے کہ یہاں ہمیشہ قنوت نازلہ پڑھنا مراد ہے ورنہ علی مرتضیٰ نے جنگ صفین کے موقعہ پر قنوت نازلہ پڑھی ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۲۸)

651- وَعَنِ الْاَسْوَدِ اَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ لَا يَقْنُتُ فِيْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ. (طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب القنوت فی الفجر وغیرہ ج 1 ص 172)

حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح کی نماز میں قنوت نہیں پڑھتے تھے۔ اس کو طحاوی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

652- وَعَنْهُ اَنَّهٗ صَحِبَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سِنِيْنَ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ فَلَمْ يَرَهُ قَانِتًا فِي الْفَجْرِ حَتّٰى فَارَقَهٗ. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِيْ كِتَابِ الْاٰثَارِ وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

(کتاب الآثار باب القنوت فی الصلوٰۃ وفی نسخۃ عندی من کتاب الآثار سنتیں مکان سنین ص 44)

حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بے شک میں سفر وحضر میں کئی سال حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں رہا، میں نے ان کو فجر کی نماز میں قنوت پڑھتے ہوئے نہ دیکھا حتیٰ کہ وہ دنیا سے جدا ہوگئے۔ اس کو محمد بن حسن نے کتاب الآثار میں روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

653- وَعَنْهُ قَالَ كَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِذَا حَارَبَ قَنَتَ وَإِذَا لَمْ يُحَارِبْ لَمْ يَقْنُتْ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ. (طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب القنوت فی الفجر وغیرہ ج 1 ص 172)

حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب جنگ کرتے تو قنوت پڑھتے اور جب جنگ نہ کرتے تو قنوت نہ پڑھتے اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی

سند حسن ہے۔

654- وَعَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ وَمَسْرُوْقٍ اَنَّهُمْ قَالُوْا كُنَّا نُصَلِّيْ خَلْفَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الْفَجْرَ فَلَمْ يَقْنُتْ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اسود اور مسروق روایت کرتے ہیں۔ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے فجر کی نماز پڑھتے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (کبھی) قنوت نہیں پڑھا۔

(طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب القنوت فی الفجر وغیرہ ج 1 ص 172)

655- وَعَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَا يَقْنُتُ فِيْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ. (طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب القنوت فی الفجر وغیرہ ج 1 ص 173)

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح کی نماز میں قنوت نہیں پڑھتے تھے۔اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

656- وَعَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ كَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَا يَقْنُتُ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ اِلَّا الْوِتْرَ فَاِنَّهُ كَانَ يَقْنُتُ قَبْلَ الرَّكْعَةِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوائے وتروں کے کسی نماز میں قنوت نہیں پڑھتے تھے۔ پس بے شک (وتروں میں بھی) آپ قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب القنوت فی الفجر وغیرہ ج 1 ص 173' المعجم الکبیر للطبرانی ج 9 ص 327' بتغیر یسیر مجمع الزوائد نقلاً عن الطبرانی فی الکبیر ج 2 ص 137)

657- وَعَنْ اَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ الْقُنُوْتِ فَقَالَ مَا شَهِدْتُّ وَمَا رَاَيْتُ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

(طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب القنوت فی الفجر وغیرہ ص 169)

حضرت ابوشعثاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے قنوت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: نہ تو میں (ایسے موقع) پر حاضر ہوا اور نہ میں نے دیکھا اس کو امام طحاوی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

658- وَعَنْهُ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ الْقُنُوْتِ فَقَالَ مَا الْقُنُوْتُ فَقَالَ

حضرت ابوالشعثاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے قنوت

إِذَا فَرَغَ الْإِمَامُ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ قَامَ يَدْعُوْ قَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا يَّفْعَلُهُ وَإِنِّي لَأَظُنُّكُمْ مَعَاشِرَ أَهْلَ الْعِرَاقِ يَفْعَلُوْنَهُ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔ (طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب القنوت فی الفجر وغیرہ ج 1 ص 169)

کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا قنوت کیا ہے تو میں نے کہا جب امام دوسری رکعت میں قرأت سے فارغ ہوتا ہے تو کھڑے ہو کر دعا مانگتا ہے تو آپ نے فرمایا میں نے کسی کو ایسا کرتے ہوئے نہیں دیکھا اور بے شک میرے خیال میں اہل عراق کے گروہ یہ کام کرتے تھے اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

659- وَعَنْ أَبِيْ مِجْلَزٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا الصُّبْحَ فَلَمْ يَقْنُتْ فَقُلْتُ الْكِبَرُ يَمْنَعُكَ فَقَالَ مَا أَحْفَظُهُ عَنْ أَحَدٍ مِّنْ أَصْحَابِيْ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔ (طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب القنوت فی الفجر وغیرہ ج 1 ص 169' مجمع الزوائد نقلاً عن الطبرانی فی الکبری ج 1 ص 137)

حضرت ابومجلز رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی تو آپ نے قنوت نہیں پڑھی تو میں نے کہا تکبر نے آپ کو قنوت پڑھنے سے روکا تو انہوں نے کہا میں نے اپنے ساتھیوں میں سے کسی سے اسے یاد نہیں کیا (یعنی وہ قنوت پڑھتے تھے)۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اور طبرانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

660- وَعَنْ نَّافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ لَا يَقْنُتُ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔ (مؤطا امام مالک کتاب قصر الصلوٰۃ فی السفر باب القنوت فی الصبح ص 143)

حضرت نافع رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کسی نماز میں قنوت نہیں پڑھتے تھے اس کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

661- وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحَارِثِ السُّلَمِيِّ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا الصُّبْحَ فَلَمْ يَقْنُتْ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔ (طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب القنوت فی الفجر وغیرہ ج 1 ص 173)

حضرت عمران بن حارث سلمی رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی تو آپ نے قنوت نہیں پڑھی۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

662- وَعَنْ غَالِبِ بْنِ فَرْقَدٍ الطَّحَّانِ قَالَ

حضرت غالب بن فرقد طحان رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت

كُنْتُ عِنْدَ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ شَهْرَيْنِ فَلَمْ يَقْنُتْ فِيْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

(المعجم الکبیر للطبرانی ج 1 ص 245)

کرتے ہیں، میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس دو ماہ رہا تو آپ نے فجر کی نماز میں قنوت نہیں پڑھا اس کو طبرانی نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

663- وَعَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ كَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُصَلِّيْ بِنَا الصُّبْحَ بِمَكَّةَ فَلَا يَقْنُتُ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ. قَالَ النِّيْمَوِيُّ تَدُلُّ الْاَخْبَارُ عَلٰى اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابَهٗ لَمْ يَقْنُتُوْا فِي الْفَجْرِ اِلَّا فِي النَّوَازِلِ. (طحاوی کتاب الصلوٰۃ القنوت فی الفجر وغیرہ ج 1 ص 173)

حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ میں ہمیں صبح کی نماز پڑھاتے تو وہ قنوت پڑھتے تھے۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ للہ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔ اس کتاب کے مرتب علامہ محمد بن علی نیموی فرماتے ہیں، یہ احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ سوائے ہنگامی حالات کے فجر کی نماز میں قنوت نہیں پڑھتے تھے۔

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اگرچہ متون میں مطلق حکم ہے کہ لا یقنت فی غیرہ غیر وتر میں قنوت نہ پڑھے،

(کنز الدقائق باب الوتر والنوافل مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۴۱)

مگر محققین شراح نے باتباع امام طحاوی وقت نازلہ وحدوث بلائے عام نماز فجر میں قنوت پڑھنے کی اجازت دی ہے لہٰذا یہ مسئلہ ایسا نہیں جس کی بنا پر اس عالم کے پیچھے نماز میں کچھ حرج ہو جبکہ وہ واقع میں سنی المذہب صحیح العقیدہ ہے، اور اگر غیر مقلد ہے تو آپ ہی گمراہ بددین ہے اور اس کے پیچھے نماز ناجائز محض کما حققناہ فی النھی الاکید عن الصلوٰۃ وراء عدی التقلید (جیسا کہ ہم نے اپنے رسالہ "النھی الاکید عن الصلوٰۃ وراء التقلید" میں تحقیق کی ہے۔ت)

درمختار میں ہے: لا یقنت لغیرہ الا لنازلۃ۔ (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۹۴)

(صرف مصیبت میں قنوت نازلہ پڑھے۔)

غنیہ میں ہے: ھو مذھبنا وعلیہ الجمھور۔

(غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی صلوٰۃ الوتر مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۴۲۰)

(یہی ہمارا اور جمہور کا مذہب ہے۔)

ردالمحتار میں کلام امام طحاوی نقل کر کے فرمایا:

هو صريح فى ان قنوت النازلة عندنا مختص بصلوة الفجر دون غيرها من الصلوة الجهرية والسرية ۔ (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۴۹۶)

یہ اس بات کی صراحت ہے کہ قنوت نازلہ صرف فجر کی نماز کے لئے مختص ہے دوسری جہری یا سری نمازوں میں ہیں۔

امام کو چاہئے کہ یہ قنوت بھی آہستہ پڑھے اور مقتدی بھی دعا ہی میں پڑھیں، ہاں اگر امام قنوت بآواز پڑھے تو مقتدی آمین کہیں مگر بآواز نہ کہیں بلکہ آہستہ کہ جہر بآمین نماز میں مکروہ ہے، پھر علماء کو اختلاف ہوا کہ یہ قنوت رکعت ثانیہ کے رکوع کے بعد ہو یا پہلے، اور تحقیق یہ ہے کہ رکوع سے پہلے ہونا چاہئے۔

ردالمحتار میں ہے: هل المقتدى مثله ام لا وهل القنوت قبل الركوع اوبعده لم اره والذى يظهر لى ان المقتدى يتابع امامه الا اذا جهر فيؤمن وانه يقنت بعد الركوع ثم رأيت الشرنبلالى فى مراقى الفلاح صرح بانه بعده واستظهر الحموى انه قبله والاظهر ماقلناه والله تعالى اعلم اقول بل الاحق بالقبول ماقال السيد الحموى لقول الفتح ولما ترجح ذلك خرج مابعد الركوع من كونه محلا للقنوت اھ وقال ايضا وهذا تحقيق خروج القومة عن المحلية بالكلية الا اذا اقتدى بمن يقنت فى الوتر بعد الركوع فانه يتابعه اتفاقا اھ والله تعالى اعلم۔

(ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۴۹۶) (فتح القدیر باب صلوٰۃ الوتر نوریہ رضویہ سکھر ۱/۳۷۴)

کیا قنوت نازلہ پڑھنے میں مقتدی بھی امام کی طرح پڑھے یا نہیں، اور کیا قنوت رکوع سے قبل پڑھی جائے یا بعد میں، مجھے یہ تفصیل نظر نہیں آئی، مگر مجھے معلوم ہوتا ہے کہ مقتدی امام کی اتباع کرے لیکن جب امام قنوت پڑھنے میں جہر کرے تو مقتدی کو چاہئے کہ وہ آمین کہے، اور قنوت رکوع کے بعد پڑھے، اس کے بعد مجھے شرنبلالی کا قول مراقی الفلاح میں ملا جس میں انہوں نے رکوع کے بعد کی تصریح کی ہے اور حموی نے رکوع سے قبل ظاہر قرار دیا لیکن زیادہ واضح یہی ہے جو میں نے کہا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ اقول بلکہ حموی کا قول زیادہ مقبول ہو کیونکہ فتح القدیر کا قول یہ ہے کہ "جب رکوع سے قبل کو ترجیح ہے تو رکوع کے بعد قنوت کا محل نہ رہا" اھ اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ قومہ کلیۃً قنوت کی محلیت سے باہر ہے تحقیق یہی ہے، ہاں اگر کوئی ایسے امام کی اقتداء میں ہے جو رکوع کے بعد وتر میں قنوت پڑھتا ہے تو نمازی کو چاہئے کہ وہ اس امام کی اتباع کرے اس میں اتفاق ہے اھ واللہ تعالیٰ اعلم۔

آگے مزید لکھتے ہیں۔

حنفی مذہب میں وتر کے سوا اور نمازوں میں قنوت منع ہے متون کا مسئلہ ہے ولا يقنت فى غيره (غیر وتر میں قنوت نہ پڑھے۔ت) مگر جب معاذ اللہ کوئی بلائے عام نازل ہو جیسے طاعون ووباء وغیرہ، تو امام اجل طحاوی و امام محقق علی الاطلاق

وغیرہ شراح نے نماز فجر میں دعائے قنوت جائز رکھی ہے کما فصلناہ فی فتاوینا۔

(جیسا کہ ہم نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تفصیل کر دی ہے۔) واللہ تعالیٰ اعلم۔(الفتاوی الرضویہ۔ ج ۷، ص ۵۲۳۔۵۲۵)

بَابُ لَا وِتْرَانِ فِي لَيْلَةٍ

ایک رات میں دو مرتبہ وتر نہیں

664- عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ اَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا وِتْرَانِ فِي لَيْلَةٍ۔ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ الا ابن ماجة وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت قیس بن طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک رات میں دو مرتبہ وتر نہیں اس کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا سوائے ابن ماجہ کے اور اس کی سند صحیح ہے۔

(ترمذی ابواب الصلوٰۃ الوتر باب ماجاء لاوتران فی لیلۃ ج 1 ص 107' ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب فی نقض الوتر ج 1 ص 203' نسائی کتاب قیام اللیل۔ الخ باب نہی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الوترین فی لیلۃ ج 1 ص 247' مسند احمد ج 4 ص 23)

665- وَعَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تَذَاكَرَا الْوِتْرَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اَمَّا اَنَا فَاُصَلِّيْ ثُمَّ اَنَامُ عَلٰى وِتْرٍ فَاِذَا اسْتَيْقَظْتُ صَلَّيْتُ شَفْعًا شَفْعًا حَتَّى الصَّبَاحِ فَقَالَ عُمَرُ لٰكِنِّيْ اَنَامُ عَلٰى شَفْعٍ ثُمَّ اُوْتِرُ مِنْ اٰخِرِ السَّحَرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِيْ بَكْرٍ حَذِرَ هٰذَا وَقَالَ لِعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَوِيَ هٰذَا۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالْخَطَّابِيُّ وَبَقِيُّ بْنُ مُخَلَّدٍ وَاِسْنَادُهٗ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے وتر کا ذکر کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا بہر حال میں تو نماز پڑھتا ہوں پھر وتر پڑھ کر سوجاتا ہوں پس جب بیدار ہوتا ہوں تو صبح تک دو رکعت پڑھتا ہوں' تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا لیکن میں تو دو رکعت پڑھ کر سوجاتا ہوں پھر سحری کے آخری وقت وتر پڑھتا ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اس نے احتیاط سے کام لیا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اس نے مضبوط کام کیا۔ اس کو طحاوی اور خطابی نے روایت کیا اور بقی ابن مخلد نے اور اس کی سند مرسل قوی ہے۔

(طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب التطوع بعد الوتر ج 1 ص 237' تلخیص الجبیر باب صلوٰۃ التطوع نقلاً عن بقی ابن مخلد ج 2 ص 17)

666- وَعَنْ اَبِيْ جَمْرَةَ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ

حضرت ابو جمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ الْوِتْرِ فَقَالَ اِذَا اَوْتَرْتَ اَوَّلَ اللَّيْلِ فَلَا تُوْتِرْ اٰخِرَهٗ وَاِذَا اَوْتَرْتَ اٰخِرَهٗ فَلَا تُوْتِرْ اَوَّلَهٗ قَالَ وَسَاَلْتُ عَائِذَ بْنَ عَمْرٍو فَقَالَ مِثْلَهٗ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

(طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب التطلوع بعد الوتر ج 1 ص 237)

میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے وتر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ جب تو رات کے پہلے پہر میں وتر پڑھ لے تو اس کے آخری پہر میں وتر نہ پڑھ اور جب رات کے آخری پہر میں وتر پڑھنے ہوں تو پہلے پہر میں وتر نہ پڑھ۔ حضرت ابو جمرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہ سے پوچھا تو انہوں نے بھی اس کی مثل کہا اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

667۔ وَعَنْ خِلَاسٍ قَالَ سَمِعْتُ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَسَاَلَهٗ رَجُلٌ عَنِ الْوِتْرِ فَقَالَ اَمَّا اَنَا فَاُوْتِرُ ثُمَّ اَنَامُ فَاِنْ قُمْتُ صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔ (طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب التطلوع بعد الوتر ج 1 ص 237)

حضرت خلاس رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو سنا درانحالیکہ ایک شخص نے آپ سے وتر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں تو وتر پڑھتا ہوں پھر سو جاتا ہوں۔ پس اگر میں (رات کو) بیدار ہو جاؤں تو دو دو رکعتیں پڑھ لیتا ہوں۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

668۔ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا نَقْضُ الْوِتْرِ فَقَالَتْ لَا وِتْرَانِ فِيْ لَيْلَةٍ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ۔ (طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب التطلوع بعد الوتر ج 1 ص 237)

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے پاس وتروں کو توڑنے کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ رات میں دو وتر نہیں ہیں۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند مرسل قوی ہے۔

شرح: وتر کی نماز

وتر کی نماز واجب ہے اگر کسی وجہ سے وتر کی نماز وقت کے اندر نہیں پڑھی تو وتر کی قضا پڑھنی واجب ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثامن فی صلاۃ الوتر، ج ۱، ص ۱۱۰۔۱۱۱)

نماز وتر تین رکعتیں ایک سلام سے ہیں دو رکعت پر بیٹھے اور صرف التحیات پڑھ کر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے

اور تیسری رکعت میں بھی الحمد اور سورہ پڑھے پھر دونوں ہاتھ کان کی لو تک اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر پھر ہاتھ باندھ لے اور دعائے قنوت پڑھے جب دعائے قنوت پڑھ چکے تو اللہ اکبر کہہ کر رکوع کرے اور باقی نماز پوری کرے۔

مسئلہ:۔ جو دعائے قنوت نہ پڑھ سکے تو وہ یہ پڑھے اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اور جس سے یہ بھی نہ ہو سکے تو تین مرتبہ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ پڑھ لے اس کی وتر ادا ہو جائے گی۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثامن فی صلاۃ الوتر، ج۱، ص۱۱۱)

مسئلہ:۔ دعائے قنوت وتر میں پڑھنا واجب ہے اگر بھول کر دعائے قنوت چھوڑ دے تو سجدۂ سہو کرنا ضروری ہے اور اگر قصداً چھوڑ دیا تو وتر کو دہرانا پڑے گا۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثامن فی صلاۃ الوتر، ج۱، ص۱۱۱)

مسئلہ:۔ دعائے قنوت ہر شخص چاہے امام ہو یا مقتدی یا اکیلا ہمیشہ پڑھے ادا ہو یا قضا رمضان ہو یا دوسرے دنوں میں۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثامن فی صلاۃ الوتر، ج۱، ص۱۱۱)

مسئلہ:۔ وتر کے سوا کسی اور نماز میں دعائے قنوت نہ پڑھے ہاں البتہ اگر مسلمانوں پر کوئی بڑا حادثہ واقع ہو تو فجر کی دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھ سکتے ہیں اس کو قنوت نازلہ کہتے ہیں۔

(الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج۲، ص۵۴۱)

بَابُ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْوِتْرِ

669- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ ثُمَّ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ يَقْرَأُ فِيْهِمَا وَهُوَ جَالِسٌ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّرْكَعَ قَامَ فَرَكَعَ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔ (ابن ماجة ابواب اقامة الصلوة باب ماجاء في الركعتين بعد الوتر جالساًص 85)

670- وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ هٰذَا السَّهَرَ جَهْدٌ وَّثِقَلٌ فَإِذَا أَوْتَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ فَإِنْ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ وَإِلَّا كَانَتَا لَهُ. رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَالدَّارُقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ۔

وتروں کے بعد دو رکعتیں پڑھنا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک رکعت کے ساتھ وتر بناتے پھر اس کے بعد دو رکعتیں پڑھتے جن میں بیٹھ کر قرأت کرتے پس جب رکوع کرنے کا ارادہ کرتے تو کھڑے ہو جاتے پھر رکوع کرتے۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک یہ بے خوابی یعنی رات کو جاگنا مشقت اور بوجھل کام ہے پس جب تم میں سے کوئی وتر پڑھے تو اسے چاہئے کہ وہ دو رکعتیں پڑھے پس اگر وہ رات کو بیدار ہو تو (تہجد پڑھ

لے) وگرنہ وہ دو نفل اس کے لئے تہجد ہوجائیں گے۔
اس کو دارمی طحاوی اور دار قطنی نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(سنن دارمی کتاب الصلوٰۃ باب فی الرکعیتن بعد الوتر ص198' طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب التطلوع بعد الوتر ج 1 ص236' دار قطنی کتاب الوتر باب فی الرکعتین بعد الوتر وفی الطحاوی والدار قطنی ان ھذا ن ھذا السفر ج 1 ص 39)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:
یعنی جسے تہجد میں جاگنے کی امید نہ ہو وہ سونے سے پہلے وتر پڑھ لے، اگر تہجد کے لیئے جاگ گیا تو تہجد بھی پڑھ لے ورنہ ان شاء اللہ ان دونفلوں کا ثواب تہجد کے برابر ہوجائے گا۔ یہ رب تعالیٰ کی اس امت مرحومہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ کرم نوازی ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۲۲)

671۔ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيهِمَا بَعْدَ الْوِتْرِ وَهُوَ جَالِسٌ يَقْرَأُ فِيهِمَا إِذَا زُلْزِلَتْ وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ۔ (مسند احمد ج5 ص260' طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب التطلوع بعد الوتر ج 1 ص 237)

حضرت ابوامامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتروں کے بعد دو رکعت پڑھتے درانحالیکہ وہ ان میں بیٹھ کر اذا زلزلت اور قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ پڑھتے۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:
ظاہر یہ ہے کہ یہ نفل وتروں سے متصل ہوتے تھے صبح کی نماز سے پہلے جن کی پہلی رکعت میں "اِذَا زُلْزِلَتِ" اور دوسری میں "قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ" پڑھتے تھے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۲۳)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوٰی رضویہ جلد ۷ تا ۹، مراۃ المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ا حصہ چہارم، اور جنتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔

بَابُ التَّطَوُّعِ لِلصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ

پانچ نمازوں کے وقت نفل پڑھنے کا بیان

672۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ حَفِظْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ رَكَعَاتٍ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِي بَيْتِهِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دس رکعتیں یاد رکھیں' دو رکعتیں ظہر سے پہلے دو رکعتیں ظہر بعد اور دو رکعتیں مغرب کے بعد گھر میں اور دو رکعتیں

الْعِشَاءِ فِیْ بَیْتِهٖ وَرَكْعَتَیْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ. رَوَاهُ الشَّیْخَانِ.

عشاء کے بعد گھر میں اور دو رکعتیں صبح سے پہلے اس کو شیخین نے روایت کیا ہے۔

(بخاری کتاب التہجد باب الرکعتین قبل الظہر ج 1 ص 157' مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین فضل سنن الراتبۃ۔ الخ ج 1 ص 252)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یہاں ساتھ پڑھنے سے مراد جماعت سے پڑھنا نہیں کیونکہ سوائے تراویح باقی سنن کی جماعت مکروہ ہے بلکہ ہمراہی میں پڑھنا مراد ہے یعنی میں نے بھی پڑھیں اور حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بھی جیسے رب بلقیس کا قول یوں نقل فرماتا ہے:"اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ" اس حدیث کی بنا پر امام شافعی نے ظہر سے پہلے دو سنتیں مؤکدہ مانیں، ہمارے ہاں مؤکدہ چار ہیں جیسا کہ بہت سی احادیث میں ہے یہاں تحیۃ المسجد کے نفل مراد ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سنت ظہر گھر میں ادا کر کے تشریف لاتے تھے۔ چنانچہ ازواج مطہرات کی روایت یوں ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ظہر سے چار سنتیں کبھی نہ چھوڑتے تھے۔

یعنی میں نے مغرب وعشاء کے بعد کی سنتیں حضور کے ساتھ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے گھر میں پڑھیں اس گھر سے مراد حضرت حفصہ بنت عمر کا گھر ہے، چونکہ وہ آپ کی ہمشیرہ اور حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی زوجہ پاک تھیں اس لیئے آپ کو وہاں جانا درست تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ سنتیں گھر میں پڑھنا افضل ہے۔

معلوم ہوا کہ سنت فجر جو گھر میں پڑھے اور ہلکی پڑھے۔ بعض صوفیاء اس کی رکعت اول میں الم نشرح اور دوسری میں الم ترکیف پڑھتے ہیں بعد میں ۷۰ بار استغفار پھر مسجد میں آکر باجماعت فرض، اس عمل سے بواسیر سے امن رہتی ہے، گھر میں برکت و اتفاق، چونکہ حضرت ابن عمر اس وقت حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ہمراہ نہ ہوتے تھے اس لیئے حضرت حفصہ سے روایت کی۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۸۴)

673- وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمْ یَكُنِ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی شَیْءٍ مِّنَ النَّوَافِلِ اَشَدَّ مِنْهُ تَعَاهُدًا عَلٰی رَكْعَتَیِ الْفَجْرِ. رَوَاهُ الشَّیْخَانِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فجر کی دو رکعتوں سے زیادہ نوافل میں سے کسی چیز پر التزام نہیں کرتے تھے۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری کتاب التہجد باب تعاهد رکعتی الفجر۔ الخ ج 1 ص 156' مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین باب استحباب رکعتی سنۃ الفجر۔ الخ ج 1 ص 251)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یعنی حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بمقابلہ دوسری سنتوں کے فجر کی سنتوں کی بہت پابندی کرتے تھے کہ سفر و حضر میں نہ چھوڑتے تھے اور اگر فجر قضا پڑھتے تو سنتوں کی بھی قضا کرتے۔ اسی لیئے فقہا فرماتے ہیں کہ یہ سنتیں بلا عذر بیٹھ کر نہ پڑھے اسی لیئے اگر جماعت فجر میں کوئی پہنچے اور سنتیں نہ پڑھی ہوں تو اگر جماعت مل جانے کی امید ہو تو جماعت سے علیحدہ سنتیں پڑھے، پھر جماعت میں مل جائے۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۸۷)

674- وَعَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَدَعُ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (بخاری کتاب التهجد باب الركعتين قبل الظهر ج 1 ص 157)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعتیں اور فجر سے پہلے دو رکعتیں نہیں چھوڑتے تھے۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا۔

675- وَعَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم كتاب صلوٰة المسافرين باب استحباب ركعتي سنة الفجر۔الخ ج 1 ص 251)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا فجر کی دو رکعتیں دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا۔

شرح: مفسرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی سنت فجر مال و اولاد اور تمام دنیاوی سامان سے پیاری ہونا چاہیے اور دیگر سنتوں و مستحبات سے افضل ہیں۔

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۸۸)

676- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ بِتُّ فِيْ بَيْتِ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا فِيْ لَيْلَتِهَا فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ثُمَّ جَاءَ اِلٰى مَنْزِلِهٖ فَصَلّٰى اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی زوجہ اپنی خالہ میمونہ بنت حارث کے گھر رات گزاری اور اس رات نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان کے گھر تھے تو آپ نے عشاء کی نماز پڑھائی پھر اپنے گھر تشریف لائے تو رکعتیں ادا فرمائیں۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا۔

(بخاری کتاب العلم باب السمر بالعلم ج 1 ص 22)

677- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللهِ

حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَطَوُّعِهٖ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ بَيْتِيْ قَبْلَ الظُّهْرِ اَرْبَعًا ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَيُصَلِّيْ بِالنَّاسِ الْعِشَآءَ وَيَدْخُلُ بَيْتِيْ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین باب جواز النافلۃ قائما وقاعداً۔الخ ج1 ص252)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نفل نماز کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے پھر باہر تشریف لے جا کر لوگوں کو نماز پڑھاتے پھر گھر تشریف لاتے تو دو رکعتیں ادا فرماتے اور آپ لوگوں کو مغرب کی نماز پڑھاتے تھے پھر تشریف لاتے تو دو رکعتیں ادا فرماتے اور لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھاتے اور میرے گھر تشریف لاتے تو دو رکعتیں ادا فرماتے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

678- وَعَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ عَبْدٍ مُّسْلِمٍ يُصَلِّيْ لِلّٰهِ كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ فَرِيْضَةٍ اِلَّا بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّاٰخَرُوْنَ.

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جو بندہ مسلم ہر دن فرض نماز کے علاوہ اللہ کی رضا کے لئے بارہ رکعات نفل پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین نے بیان کیا ہے۔

(مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین باب فضل السنن الراتبۃ قبل الفرائض ج1 ص251)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

آپ کا نام رملہ بنت ابوسفیان ہے، کنیت ابوحبیبہ امیر معاویہ کی بہن ہیں، آپ کی والدہ صفیہ بنت عاص یعنی حضرت عثمان غنی کی پھوپھی ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کا نکاح نجاشی شاہ حبشہ نے کیا، ۴۴ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

یعنی جنت کا اعلیٰ درجے کا محل اس کے لیے نامزد کیا جائے گا کیونکہ وہاں مکانات تو پہلے ہی موجود ہیں یا ان سنن کی برکت سے اس کے لیے نیا خصوصی گھر استعمال ہوگا کیونکہ جنت کا بعض سفیدہ بھی ہے جہاں اعمال کے مطابق محل تعمیر ہوتے ہیں جیسا کہ بعض روایات میں ہے۔

یعنی بارہ سنتیں مؤکدہ ہیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیشہ پڑھتے تھے ظہر کا ذکر اس لیے پہلے کیا کہ حضرت جبریل

نے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو پہلی نماز یہ ہی پڑھائی اس لیئے اسے صلوۃ اولٰی کہتے ہیں ان میں سنت فجر بہت تاکیدی ہیں حتی کہ بعض نے انہیں واجب کہا۔ سعید ابن جبیر فرماتے ہیں کہ اگر میں سنت فجر چھوڑ دوں تو خطرہ ہے کہ رب مجھے نہ بخشے۔ یعنی یہ رکعتیں اگرچہ مؤکدہ ہیں مگر فرض یا واجب نہیں، لہٰذا اس سے ان لوگوں کا رد ہو گیا جو سنت فجر کو واجب کہتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۸۳)

679- وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى فِيْ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بُنِيَ لَهٗ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ صَلَاةِ الْغَدَاةِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہر دن اور رات میں بارہ رکعات ادا کیں اس کے لئے جنت میں گھر بنایا جائیگا۔ چار رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو رکعتیں ظہر کے بعد اور دو رکعتیں مغرب کے بعد اور دو رکعتیں عشاء کے بعد اور دو رکعتیں فجر کی نماز سے پہلے اس کو امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(ترمذی ابواب الصلوۃ باب ماجاء فی من صلی فی یوم ولیلۃ ثنتی عشرۃ رکعۃ الخ ج 1 ص 94)

680- وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ثَابَرَ عَلٰى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِّنَ السُّنَّةِ بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ اَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَآءِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ. رَوَاهُ الْاَرْبَعَةُ اِلَّآ اَبَا دَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے بارہ رکعات سنت پر مواظبت کی تو اللہ تعالٰی اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا' چار رکعات ظہر سے پہلے اور دو رکعتیں ظہر کے بعد اور دو رکعتیں مغرب کے بعد اور دو رکعتیں عشاء کے بعد اور دو رکعتیں فجر سے پہلے اس کو اصحاب اربعہ نے بیان کیا۔ سوائے ابو داؤد کے اور اس کی سند حسن ہے۔

(ترمذی ابواب الصلوۃ باب ماجاء فی من صلی فی یوم ولیلۃ ثنتی عشرۃ رکعۃ الخ ج 1 ص 94' نسائی کتاب قیام اللیل الخ باب ثواب من صلی فی الیوم و اللیلۃ ثنتی عشرۃ رکعۃ۔الخ ج 1 ص 256' ابن ماجۃ ابواب اقامۃ الصلوۃ باب ماجاء فی ثنتی عشرہ رکعۃ۔الخ ص 81)

681- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما روایت کرتے

رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللهُ امْرَأً صلّٰى قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعًا۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَاٰخَرُوْنَ وَحَسَّنَهُ التِّرْمَذِيُّ وَ صَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ حِبَّانَ۔

ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے عصر سے پہلے چار رکعات پڑھیں اس کو ابوداؤد اور دیگر محدثین نے بیان فرمایا۔ ترمذی نے اس کو حسن قرار دیا۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اس کو صحیح قرار دیا۔

(ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ قبل العصر ج 1 ص 180' ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ماجاء فی الاربع قبل العصر ج 1 ص 98' صحیح ابن خزیمۃ کتاب الصلوٰۃ ج 2 ص 207' صحیح ابن حبان کتاب الصلوٰۃ ج 5 ص 77)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

دو سلاموں سے یا ایک سلام سے یہ سنتیں غیر مؤکدہ ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا لینے کا ذریعہ کیونکہ بفضلہٖ تعالیٰ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کوئی دعا رد نہیں ہوتی۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۹۴)

682- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَآءَ قَطُّ فَدَخَلَ عَلَيَّ اِلَّا صَلّٰى اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ اَوْ سِتَّ رَكْعَاتٍ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔ (مسند احمد' ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ بعد العشاء ج 1 ص 185)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بھی عشاء کی نماز پڑھ کر میرے پاس تشریف لائے تو آپ نے چار یا چھ رکعتیں ادا فرمائیں۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

683- وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ عَلٰى اِثْرِ كُلِّ صَلٰوةٍ رَّكْعَتَيْنِ اِلَّا الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ۔ رَوَاهُ اِسْحَاقُ بْنُ رَاهَوَيْهِ فِيْ مُسْنَدِهٖ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے سوائے فجر اور عصر کی نماز کے اس کو اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(نصب الرایۃ کتاب الصلوٰۃ فصل فی الاوقات المکروھۃ نقلاً عن اسحق بن راھویہ فی مسندہ ج 1 ص 250' صحیح ابن خزیمۃ کتاب الصلوٰۃ ج 2 ص 207)

684- وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا لَمْ يُصَلِّ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب ظہر سے پہلے چار

صَلَّاهُنَّ بَعْدَهَا۔ رَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔ رکعات ادا نہ فرمائے تو ظہر کے بعد ان کو ادا فرماتے۔

(ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ماجاء فی الرکعتین بعد الظھر باب آخر ج 1 ص 97)

685- وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِالتَّسْلِيْمِ عَلَى الْمَلَآئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ۔ رَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عصر سے پہلے چار رکعات پڑھتے تو ان کے درمیان مقرب فرشتوں اور ان کے پیروکار مسلمانوں اور مومنوں پر سلام کے ساتھ فصل کرتے تھے۔ اس کو ترمذی اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ماجاء فی الاربع قبل العصر ج 1 ص 98، صحیح ابن خزیمۃ کتاب الصلوٰۃ تعلیقا تحت باب ج 2 ص 218)

شرح: مُفَسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:
ظاہر ہے کہ درمیان کے سلام سے نماز کا سلام ہی مراد ہے جس پر نماز ہوتی ہے یا ان میں دو رکعتیں تحیۃ الوضو کی تھیں اور دو عصر کی یا چاروں عصر کی، بیان جواز کے لیئے ان کے درمیان سلام پھیرا گیا۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ یہاں سلام سے مراد التحیات ہے کیونکہ اس میں سلام ہوتا ہے اس صورت میں یہ چاروں رکعتیں ایک سلام سے ہوں گی مگر پہلے معنی زیادہ ظاہر ہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۹۵)

686- وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ قَالَ كَانُوْا لَا يَفْصِلُوْنَ بَيْنَ اَرْبَعٍ قَبْلَ الظُّهْرِ بِتَسْلِيْمٍ اِلَّا بِالتَّشَهُّدِ وَالَا اَرْبَعٍ قَبْلَ الْجُمُعَةِ وَلَا اَرْبَعٍ بَعْدَهَا۔ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي الْحُجَجِ وَاِسْنَادُهٗ جَيِّدٌ۔

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں: ظہر سے پہلے کی چار رکعتوں میں سوائے کے تشہد سلام کے ساتھ فصل نہیں کرتے تھے اور نہ ہی جمعہ سے پہلے اور نہ ہی جمعہ کے بعد (چار رکعتوں کے درمیان سلام سے فصل فرماتے)۔

(کتاب الحجۃ باب صلوٰۃ النافلۃ ج 1 ص 276)

687- وَعَنْهُ قَالَ مَا كَانُوْا يُسَلِّمُوْنَ فِي الْاَرْبَعِ قَبْلَ الظُّهْرِ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ جَيِّدٌ۔

(طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب التطوع باللیل و النھار

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ظہر سے پہلے کی چار رکعتوں میں (دو رکعتوں پر) سلام نہیں پھیرتے تھے۔

کیف ھو ج 1 ص 232)

اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند جید ہے۔

شرح: مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوٰی رضویہ جلد ۷ مراۃ المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ۱ حصہ چہارم، اور جنتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔

بَابُ مَا اسْتُدِلَّ بِهٖ عَلَى الْفَصْلِ بِتَسْلِيْمَةٍ بَيْنَ الْاَرْبَعِ مِنْ سُنَنِ النَّهَارِ

ان روایات کا بیان جن سے دے کی چار رکعات سنت کے درمیان سلام کے ساتھ فصل پر استدلال کیا گیا ہے

688- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنٰى مَثْنٰى. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ. قَالَ النِّيْمَوِيُّ ذِكْرُ النَّهَارِ لَيْسَ بِمَحْفُوْظٍ وَّيُعَارِضُهٗ بَعْضُ الْاَخْبَارِ الْمُتَقَدِّمَةِ مِمَّا ذَكَرْنَاهُ فِي الْبَابِ السَّابِقِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا دن اور رات کی نماز دو دو رکعتیں ہے۔ اس کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا۔ علامہ نیموی فرماتے ہیں اس حدیث میں نھار کا ذکر غیر محفوظ ہے اور اس کے معارض بعض گزشتہ احادیث ہیں جن کا ذکر ہم نے گزشتہ باب میں کر دیا۔

(ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ النھار ج 1 ص 183، نسائی کتاب قیام اللیل۔ الخ باب کیف صلوٰۃ النھار ج 1 ص 246، ابن ماجۃ ابواب اقامۃ الصلوٰۃ۔ الخ باب ماجاء فی صلوٰۃ اللیل و النھار مثنی مثنی ص 94، ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ماجاء فی الاربع قبل العصر ج 1 ص 98، مسند احمد ج 2 ص 26)

بَابُ النَّافِلَةِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ

مغرب سے پہلے نفل کا بیان

689- عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ الْمُؤَذِّنُ اِذَا اَذَّنَ قَامَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْتَدِرُوْنَ السَّوَارِيَ حَتّٰى يَخْرُجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ كَذٰلِكَ يُصَلُّوْنَ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وزاد مسلم حتى ان الرجل الغريب ليدخل الْمَسْجِدَ فيحسب ان

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب مؤذن اذان کہتا تو نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کچھ لوگ ستونوں کی طرف جلدی کرتے حتی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تشریف لے آتے تو وہ اسی حال میں مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ اس کو شیخین نے روایت کیا اور امام مسلم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ان کلمات کا اضافہ کیا ہے

الصلوٰۃ قد صلیت من کثرۃ من یُصَلِّیْھِمَا۔

حتی کہ اگر کوئی اجنبی شخص آجاتا تو وہ گمان کرتا کہ نماز ہوچکی ان لوگوں کی کثرت کی وجہ سے جو یہ دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

(بخاری کتاب الاذان باب کم بین الاذان والاقامۃ ج 1 ص 87' مسلم کتاب فضائل القرآن باب استحباب رکعتین قبل صلوٰۃ المغرب ج 1 ص 278)

شرح: مُفَسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

اس کی شرح و تحقیق پہلے ہوچکی کہ صحابہ کا یہ عمل شروع اسلام میں تھا پھر جب مغرب میں جلدی کا حکم دیا گیا تو یہ نفل چھوٹ گئے مگر بعض کو ان کے نسخ کی خبر نہ ہوئی اور اس زمانہ میں بھی یہ عمل دائمی نہ تھا بلکہ شاذ و نادر۔ مرقاۃ نے فرمایا کہ سارے خلفائے راشدین اس کے نسخ پر متفق ہیں۔ خیال رہے کہ امام مالک وغیرہم فقہا کے نزدیک وقت مغرب بقدر ادائے نماز ہے، ان کے ہاں تو یہ نفل مطلقاً ناجائز ہوں گے کہ ان سے وقت مغرب نکل جائے گا۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۰۴)

690۔ وَعَنْهُ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ فَقُلْتُ لَهٗ اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّاهُمَا قَالَ كَانَ يَرَانَا نُصَلِّيْهِمَا فَلَمْ يَاْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ (مسلم کتاب فضائل القرآن باب استحباب رکعتین قبل صلوٰۃ المغرب ج 1 ص 278)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج کے غروب ہونے کے بعد اور مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تو (سامع نے) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ دو رکعتیں پڑھی ہیں تو آپ نے فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں دیکھتے تھے پس آپ نے نہ تو ہمیں (اسکا) حکم دیا اور نہ ہی ہمیں (اس سے) منع فرمایا۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

691۔ وَعَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْيَزَنِيِّ قَالَ اَتَيْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقُلْتُ اَلَا اُعْجِبُكَ مِنْ اَبِيْ تَمِيْمٍ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ فَقَالَ عُقْبَةُ اِنَّا كُنَّا نَفْعَلُهٗ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت مرثد بن عبداللہ یزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا تو میں نے ان سے کہا کیا آپ کو ابو تمیم پر تعجب نہیں ہوتا جو مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھتا ہے تو حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

قُلْتُ فَمَا يَمْنَعُكَ الْاٰنَ قَالَ الشُّغُلُ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔ (بخاری کتاب التہجد باب الصلوۃ قبل المغرب ج1ص158)

فرمایا بے شک ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ کرتے تھے۔راوی فرماتے ہیں میں نے ان سے کہا اب تمہیں اس سے کیا چیز منع کرتی ہے تو انہوں نے فرمایا مصروفیت۔اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

آپ تابعی ہیں، مصر کے مفتی ہیں اور عبدالعزیز ابن مروان یعنی عبدالملک ابن مروان کا بھائی آپ کے فتویٰ پر بہت اعتماد کرتا تھا۔

اس تعجب سے معلوم ہو رہا ہے کہ سارے صحابہ نے یہ نفل چھوڑ دیئے تھے کوئی نہ پڑھتا تھا جو کوئی پڑھتا تھا تو اس پر چہ میگوئیاں ہوتی تھیں۔جیسے وتر کی ایک رکعت جب امیر معاویہ نے پڑھی تو بعض نے حضرت ابن عباس سے بطور تعجب یہ کہا۔

دنیوی کاروبار میں صراحۃً معلوم ہوا کہ کوئی صحابی انہیں سنت نہ سمجھتا تھا مباح یا حد درجہ مستحب جانتے تھے وہ بھی بے خبری سے، ورنہ صحابہ دنیاوی مشغولیت کی وجہ سے سنت نہیں چھوڑ سکتے تھے۔(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۰۵)

692- وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ ثُمَّ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَآءَ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہر اذان اور تکبیر کے درمیان نماز ہے۔ہر اذان اور تکبیر کے درمیان نماز ہے پھر تیسری بار فرمایا جس کا دل چاہے (یعنی یہ سنت موکدہ نہیں ہے) اس کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

(بخاری کتاب الاذان باب بین کل اذانین صلوۃ لمن شاءج 1 ص 87' مسلم کتاب فضائل کتاب القرآن باب استحباب رکعتین قبل صلوۃ المغرب ج 1 ص 278' ترمذی ابواب الصلوۃ باب ماجاء فی الصلوۃ قبل المغرب ج 1 ص 45' ابو داؤد کتاب الصلوۃ باب الصلوۃ قبل المغرب ج 1 ص 182' نسائی کتاب الاذان باب الصلوۃ بین الاذان والاقامۃ ج 1 ص 111' ابن ماجۃ ابواب اقامۃ الصلوۃ باب ماجاء فی الرکعتین قبل المغرب ج 1 ص 82' مسند احمد ج 4 ص 86)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

آپ صحابی ہیں، بیعت الرضوان میں شریک ہوئے، مدینہ منورہ میں قیام رہا پھر عہد فاروقی میں لوگوں کو فقہ سکھانے بصرہ بھیجے گئے، وہاں ہی رہے، ۶۰ھ میں وفات پائی۔

یعنی "لِمَنْ شَاءَ" اس لیئے فرمایا کہ لوگ ان رکعتوں کو سنت مؤکدہ یا واجب نہ جان لیں یہ سمجھ کر "صَلُّوْا" امر ہے اور امر وجوب کے لیئے آتا ہے۔ خیال رہے کہ بعض امام اس حدیث کی بناء پر فرماتے ہیں کہ نماز مغرب سے پہلے دو نفل مستحب ہے لیکن امام اعظم، امام مالک اور اکثر فقہاء فرماتے ہیں کہ یہ نفل مکروہ ہیں۔ اس حدیث کو منسوخ مانتے ہیں کہ شروع اسلام میں یہ حکم تھا پھر نہ رہا چند وجہوں سے: ایک یہ کہ تیسری فصل میں بحوالہ مسلم آ رہا ہے کہ عمر فاروق اس نفل پڑھنے والوں کو سزا دیتے تھے۔ دوسرے یہ کہ بروایت بخاری اسی دوسری فصل میں آ رہا ہے صحابہ نے ابو تمیم کو دو رکعتیں پڑھتے دیکھا تو تعجبًا ایک دوسرے سے شکایت کی۔ تیسرے یہ کہ تمام صحابہ نے یہ نفل بعد میں چھوڑ دیئے۔ چوتھے یہ کہ ان نفلوں سے مغرب میں تاخیر ہوگی حالانکہ اسے جلدی پڑھنے کا حکم ہے۔ پانچویں یہ کہ ہم باب فضل اذان میں ایک حدیث نقل کر چکے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ہر دو اذانوں یعنی اذان و تکبیر کے درمیان نماز ہے سوا مغرب کے۔ بہر حال جمہور علماء کے نزدیک یہ حدیث قابلِ عمل نہیں۔ اس کی کچھ بحث باب فضل اذان میں گزر چکی اور اس کی پوری تحقیق فتح القدیر شرح ہدایہ میں دیکھو۔ (مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۸۹)

693۔ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلُّوا قَبْلَ الْمَغْرِبِ صَلُّوْا قَبْلَ الْمَغْرِبِ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَآءَ كَرَاهِيَةَ اَنْ يَّتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَلِاَبِيْ دَاوٗدَ صلوا قبل المغرب رَكْعَتَيْنِ۔ (بخاری کتاب التھجد باب الصلوٰۃ قبل المغرب ج 1 ص 158' ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ قبل المغرب ج 1 ص 182)

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا مغرب سے پہلے نماز پڑھو مغرب سے پہلے نماز پڑھو پھر تیسری بار فرمایا جس کا جی چاہے اس بات کو ناپسند کرنے کی وجہ سے کہیں لوگ اس کو سنت نہ بنا لیں۔ اس کو بخاری نے روایت اور ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

694۔ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صلّٰى قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ۔ رَوَاهُ ابن حبان فِيْ صَحِيْحِهٖ وَ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ الْمَرْوَزِيُّ فِيْ قِيَامِ اللَّيْلِ وَزَادَ ثُمَّ قَالَ صَلُّوْا قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ عِنْدَ الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَآءَ خَافَ اَنْ يَّحْسِبَهَا النَّاسُ سُنَّةً وَّاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھیں۔ اس کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں بیان کیا اور محمد بن نصر مروزی نے قیام اللیل میں اور ان الفاظ کا اضافہ فرمایا۔ پھر آپ نے فرمایا مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھو۔ پھر تیسری مرتبہ فرمایا جس کا جی چاہے اس خوف سے کہ کہیں لوگ اس کو سنت نہ سمجھ لیں اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مختصر قیام اللیل باب الرکعتین قبل المغرب ذکر من لم یرکعھما ص 50 تلخیص الجبیر نقلاً عن ابن حبان فی صحیحہ ج 1 ص 13)

بَابُ مَنْ اَنْكَرَ التَّنَفُّلَ قَبْلَ الْمَغْرِبِ

جنہوں نے مغرب سے پہلے نفل پڑھنے کا انکار کیا

695- عَنْ طَاؤُسٍ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ فَقَالَ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا يُّصَلِّيْهِمَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ الْكَشِّيُّ فِيْ مُسْنَدِهٖ وَاَبُوْدَاوُدَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں کسی ایک کو بھی یہ دو رکعتیں پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اس کو عبد بن حمید کشی نے اپنی مسند میں روایت کیا اور ابوداؤد نے اور اس کی سند صحیح ہے۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ قبل المغرب ج 1 ص 182' سنن الکبرٰی کتاب الصلوٰۃ باب من جعل قبل صلوٰۃ المغرب رکعتین ج 2 ص 476)

696- وَعَنْ حَمَّادِ بْنِ اَبِيْ سُلَيْمَانَ اَنَّهٗ سَاَلَ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيَّ عَنِ الصَّلٰوةِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ قَالَ فَنَهَاهُ عَنْهَا وَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمْ يَكُوْنُوْا يُصَلُّوْنَهَا. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي الْاٰثَارِ وَاِسْنَادُهٗ مُنْقَطِعٌ وَّرِجَالُهٗ ثِقَاتٌ. (کتاب الآثار باب مایعادمن الصلوٰۃ وما یکرہ منہا ص 29)

حضرت حماد بن ابوسلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابراہیم نخعی سے مغرب کی نماز سے پہلے نماز کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اس سے منع فرمایا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس نماز کو نہیں پڑھتے تھے۔ اس کو محمد بن حسن نے الآثار میں روایت کیا اور اس کی سند منقطع ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔

بَابُ التَّنَفُّلِ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ

عصر کی نماز کے بعد نفل پڑھنے کا بیان

697- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا تَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ قَطُّ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عصر کے بعد دو رکعتیں کبھی ترک نہیں فرمائیں اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری کتاب مواقیت الصلوۃ باب مایصلی بعد العصر من الفوائت ج 1 ص 83 مسلم کتاب فضائل القرآن باب الاوقات التی نہی عن الصلوۃ فیہا ج 1 ص 277)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظہر کی دو سنتیں ایک بار رہ گئی تھیں جو آپ نے بعد عصر [illegible] کیں پھر ہمیشہ ہی پڑھتے رہے لہٰذا یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہیں [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ رکعتیں ہمیشہ گھر ہی میں پڑھیں مسجد میں کبھی نہ پڑھیں تاکہ لوگ پڑھنے [illegible] حضرت ام سلمہ سے ان رکعتوں کی مخصوص وجہ بھی بیان فرمادی۔ (مراۃ المناجیح ج 2 ص 202)

698- وَعَنْهَا قَالَتْ رَكْعَتَانِ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَعُهُمَا سِرًّا وَّلَا عَلَانِيَةً رَّكْعَتَانِ قَبْلَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَرَكْعَتَانِ بَعْدَ الْعَصْرِ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

آپ ہی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں کبھی نہیں چھوڑیں نہ پوشیدہ طور پر اور نہ ظاہری طور پر نماز فجر سے پہلے کی دو رکعت اور نماز عصر کے بعد کی دو رکعت۔ اسے شیخین نے روایت کیا۔

699- وَعَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ اَنَّهٗ سَاَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنِ السَّجْدَتَيْنِ اللَّتَيْنِ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْهِمَا بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّيْهِمَا قَبْلَ الْعَصْرِ ثُمَّ اِنَّهٗ شُغِلَ عَنْهُمَا اَوْ نَسِيَهُمَا فَصَلَّاهُمَا بَعْدَ الْعَصْرِ ثُمَّ اَثْبَتَهُمَا وَكَانَ اِذَا صَلّٰى صَلٰوةً اَثْبَتَهَا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ (بخاری کتاب مواقیت الصلوۃ باب مایصلی بعد العصر من الفوائت ج 1 ص 83' مسلم کتاب فضائل القرآن باب الاوقات التی نہی عن الصلوۃ فیہا ج 1 ص 277)

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ان دو رکعتوں کے بارے میں پوچھا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز عصر کے بعد پڑھتے تھے تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان دو رکعتوں کو عصر سے پہلے پڑھتے تھے پھر ایک مرتبہ آپ ان سے مشغول ہو گئے یا آپ بھول گئے تو آپ نے عصر کے بعد دو نماز پڑھی پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کو پڑھتے رہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کوئی نماز پڑھتے تو پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کو ثابت رکھتے تھے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

بَابُ كَرَاهَةِ التَّطَوُّعِ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ وَصَلٰوةِ الصُّبْحِ

عصر اور صبح کی نماز کے بعد نفل پڑھنے کے مکروہ ہونے کا بیان

700- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت

سَمِعْتُ غَيْرَ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ اَحَبَّهُمْ اِلَيَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم کو سنا جن میں سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں اور وہ ان سب سے زیادہ مجھ کو محبوب ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فجر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔ یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اور عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(مسلم کتاب فضائل القرآن باب الاوقات التی نہی عن الصلوٰۃ فیہا ج 1 ص 275' بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ بعد الفجر حتی ترتفع الشمس ج 1 ص 82)

701- وعن اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نماز عصر کے بعد کوئی نماز نہیں یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے اور فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(مسلم کتاب فضائل القرآن باب الاوقات التی نہی عن الصلوٰۃ فیہا ج 1 ص 275' بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب لا تتحری الصلوٰۃ قبل غروب الشمس ج 1 ص 82)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یعنی نماز فجر اور نماز عصر پڑھ لینے کے بعد نوافل ممنوع ہیں اور سورج چمکنے اور پیلا پڑنے کے بعد ہر نماز ممنوع جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا یہ حدیث ہر جگہ کے لیے ہے لہٰذا احناف کی دلیل ہے کہ ان کے ہاں ان وقتوں میں مکہ مکرمہ میں بھی نوافل مکروہ ہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۰۲)

702- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَعَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے اور صبح کی نماز کی بعد حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے۔ اس کو

شیخین نے روایت کیا۔

(مسلم کتاب فضائل القرآن باب الاوقات التی نہی عن الصلوٰۃ فیھا ج 1 ص 275' بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب لا تتحری الصلوٰۃ قبل غروب الشمس ج 1 ص 83)

703- وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَنْبَسَةَ السُّلَمِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ يَا نَبِيَّ اللهِ اَخْبِرْنِي عَمَّا عَلَّمَكَ اللهُ وَاَجْهَلُهُ اَخْبِرْنِي عَنِ الصَّلٰوةِ قَالَ صَلِّ صَلٰوةَ الصُّبْحِ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَتّٰى تَرْتَفِعَ فَاِنَّهَا تَطْلُعُ حِيْنَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَّحِيْنَئِذٍ يَّسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ ثُمَّ صَلِّ فَاِنَّ الصَّلٰوةَ مَشْهُوْدَةٌ مَّحْضُوْرَةٌ حَتّٰى يَسْتَقِلَّ الظِّلُّ بِالرُّمْحِ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَاِنَّ حِيْنَئِذٍ تُسْجَرُ جَهَنَّمُ فَاِذَا اَقْبَلَ الْفَيْءُ فَصَلِّ فَاِنَّ الصَّلٰوةَ مَشْهُوْدَةٌ مَّحْضُوْرَةٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَاِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَّحِيْنَئِذٍ يَّسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَ اَحْمَدُ۔ (مسلم کتاب فضائل القرآن باب الاوقات التی نہی عن الصلوٰۃ فیھا ج 1 ص 276' مسند احمد ج 4 ص 111)

حضرت عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی مجھے ان چیزوں کے بارے میں خبر دیں جن کا علم اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا اور میں ان کو نہیں جانتا آپ نے فرمایا صبح کی نماز پڑھ پھر تو نماز سے رک جا حتیٰ کہ سورج طلوع ہو کر بلند ہو جائے پس بے شک سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت اس کو کفار سجدہ کرتے ہیں پھر تو نماز پڑھ پس بے شک فرشتے اس نماز کی گواہی دیں گے حتیٰ کہ سایہ نیزہ کے برابر ہو جائے پھر تو نماز سے رک جا پس بے شک اس وقت جہنم جھونکی جاتی ہے پھر جب سورج ڈھل جائے تو نماز پڑھو پس بے شک اس وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ تو عصر کی نماز پڑھے۔ پھر تو نماز سے رک جا حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے پس بے شک سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت اس کو کافر سجدہ کرتے ہیں۔ اسے مسلم اور احمد نے روایت کیا ہے۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

آپ قدیم الاسلام صحابی ہیں، حتیٰ کہ بعض نے کہا آپ چوتھے مسلمان ہیں ان سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ابھی گھر چلے جاؤ جب ہمارا غلبہ ہو تو آ جانا۔ چنانچہ بعد ہجرت یہ بھی حضور علیہ السلام کے پاس پہنچ گئے۔ ان کے حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں۔

کہ کون سی نماز کس وقت پڑھی جائے جیسا کہ جواب سے ظاہر ہے۔

لہٰذا تمہارا اس وقت نماز پڑھنا کفار کی عبادت کے مشابہ ہوگا۔خیال رہے کہ اگرچہ کفار اور وقت بھی عبادت کرتے ہیں مگر اس وقت کی عبادت ان کی مذہبی علامت ہے۔علامت کفر سے بچنا ضروری ہے،تشبیہ اور ہے اور اشتراک کچھ اور۔

یعنی نماز اشراق و چاشت پڑھو اس نماز میں تمہارے ساتھ تمہارے ساتھی فرشتے موجود ہوں گے اور تمہارے گواہ، یہ حکم استحبابی ہے کیونکہ نماز اشراق و چاشت واجب نہیں ۱۲

یعنی نیزے کا سایہ اس سے کم ہوجائے جسے سایہ اصلی کہتے ہیں جو نصف النہار کے وقت ہوتا ہے،اس کی درازی موسم کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے،شاید جس وقت سرکار نے یہ فرمایا اس وقت سایہ اصلی چیز سے کم ہوتا ہے۔

یعنی دوپہر کے وقت دوزخ میں ایندھن ڈالا جاتا ہے جس سے وہ بھڑک جاتا ہے۔اس کی تحقیق باب الاوقات میں کی جاچکی وہاں اس کا جواب دیا گیا ہے کہ ہر وقت کہیں نہ کہیں دوپہر رہتی ہے پھر اس وقت دوزخ جھونکنے کے کیا معنی۔

یہ امر اباحت کے لیے ہے یعنی سورج ڈھل جانے پر نماز پڑھ سکتے ہو،یہ مطلب نہیں کہ سورج ڈھلتے ہی ظہر پڑھ لو۔اس کی تحقیق بھی باب الاوقات میں کی جاچکی گرمیوں میں ظہر ٹھنڈی کرکے پڑھنا مستحب ہے ۱۲

یعنی نماز عصر پڑھنے کے بعد ہر نماز سے باز رہو جیسا کہ باب الاوقات میں ذکر ہوا۔(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۶۶)

704- وَعَنْ كُرَيْبٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ اَزْهَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ اَرْسَلُوْهُ اِلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَقَالُوْا اقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنَّا جَمِيْعًا وَسَلْهَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ وَقُلْ لَهَا اِنَّا اُخْبِرْنَا عَنْكِ اَنَّكِ تُصَلِّيْنَهُمَا وَقَدْ بَلَغَنَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهُمَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَكُنْتُ اَضْرِبُ النَّاسَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْهُ فَقَالَ كُرَيْبٌ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَبَلَّغْتُهَا مَا اَرْسَلُوْنِيْ فَقَالَتْ سَلْ اُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَخَرَجْتُ اِلَيْهِمْ فَاَخْبَرْتُهُمْ بِقَوْلِهَا فَرَدُّوْنِيْ اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا بِمِثْلِ مَا اَرْسَلُوْنِيْ بِهٖ اِلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

حضرت کریب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن ازھر نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں بھیجا اور کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہم سب کی طرف سے سلام کہنا اور ان سے عصر کے بعد دو رکعتوں کے بارے میں پوچھنا اور ان سے کہنا کہ ہمیں خبر دی گئی ہے کہ آپ عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھتی ہیں اور ہم تک یہ حدیث پہنچی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مل کر لوگوں کو اس سے روکتا تھا۔ حضرت کریب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آیا اور ان تک وہ پیغام جو انہوں نے مجھے دے کر بھیجا تھا تو حضرت عائشہ رضی

فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْهَا ثُمَّ رَاَيْتُهُ يُصَلِّيْهِمَا حِيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيَّ وَعِنْدِيْ نِسْوَةٌ مِّنْ بَنِيْ حَرَامٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَاَرْسَلْتُ اِلَيْهِ الْجَارِيَةَ فَقُلْتُ قُوْمِيْ بِجَنْبِهٖ فَقُوْلِيْ لَهٗ تَقُوْلُ لَكَ اُمُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا يَا رَسُوْلَ اللهِ سَمِعْتُكَ تَنْهٰى عَنْ هَاتَيْنِ وَاَرَاكَ تُصَلِّيْهِمَا فَاِنْ اَشَارَ بِيَدِهٖ فَاسْتَاْخِرِيْ عَنْهُ فَفَعَلَتِ الْجَارِيَةُ فَاَشَارَ بِيَدِهٖ فَاسْتَاْخَرَتْ عَنْهُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا بِنْتَ اَبِيْ اُمَيَّةَ سَاَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَاِنَّهٗ اَتَانِيْ نَاسٌ مِّنْ عَبْدِالْقَيْسِ فَشَغَلُوْنِيْ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَهُمَا هَاتَانِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(بخاری کتاب التہجد باب اذا کلم وھو یصلی فاشار بیدہ۔ الخ ج 1 ص 164، مسلم کتاب فضائل القرآن باب الاوقات التی نہی عن الصلوٰۃ فیہا ج 1 ص 286)

اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھو پس میں ان حضرات کے پاس آیا اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جواب بتایا تو انہوں نے مجھے وہی پیغام دے کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا جو پیغام دے کر مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا تھا تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان رکعتوں سے منع فرماتے ہوئے سنا پھر میں نے عصر کی نماز کے بعد آپ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا پھر آپ میرے پاس تشریف لائے تو انصار کے قبیلہ بنوحرام کی کچھ عورتیں میرے پاس موجود تھیں تو میں نے ایک لونڈی کو آپ کی خدمت میں یہ کہہ کر بھیجا کہ تو ان کے پہلو میں کھڑی ہو جانا اور آپ سے کہنا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی خدمت میں عرض کرتی ہیں یا رسول اللہ میں نے آپ کو ان رکعتوں سے منع فرماتے ہوئے سنا اور میں آپ کو یہ دو رکعتیں پڑھتے ہوئے دیکھ رہی ہوں۔ پس اگر نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اشارہ فرمائیں تو پیچھے ہٹ جانا تو اس لونڈی نے ایسا ہی کیا تو آپ نے اسے اپنے مبارک ہاتھ سے اشارہ فرمایا تو وہ پیچھے ہٹ گئیں پس جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے بنت ابو امیہ تو نے عصر کے بعد دو رکعتوں کے بارے میں سوال کیا ہے تو میرے پاس قبیلہ عبدالقیس کے کچھ لوگ آئے (جو مجھ سے اسلام کے متعلق سوال کر رہے تھے جس کی وجہ سے) انہوں نے مجھے ظہر کے بعد کی دو رکعتوں سے

مشغول کر دیا تو یہ وہ دو رکعتیں ہیں۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

706- وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اِنَّكُمْ لَتُصَلُّوْنَ صَلٰوةً لَقَدْ صَحِبْنَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَاَيْنَاهُ يُصَلِّيْهِمَا وَلَقَدْ نَهٰى عَنْهُمَا يَعْنِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. (بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ قبل غروب الشمس ج 1 ص 83)

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ بے شک تم ایک ایسی نماز پڑھتے ہو کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل ہوا پس ہم نے آپ کو یہ نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا اور آپ نے اس نماز یعنی عصر کے بعد کی دو رکعتوں سے منع فرمایا ہے۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزّت فتاوٰی رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

علما فرماتے ہیں اس مضمون کی حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر ہیں ذکرہ المناوی فی التیسیر فی شرح الجامع الصغیر (اسے امام مناوی نے التیسیر فی شرح الجامع الصغیر میں ذکر کیا ہے۔

درمختار میں ہے: کرہ نفل قصدا و لو تحیۃ مسجد و کل ما کان واجب لغیرہ کمنذور و رکعتی طواف والذی شرع فیہ ثم افسدہ ولو سنۃ فجر بعد صلوٰۃ فجر و عصر۔ ملخصاً

(درمختار کتاب الصلوٰۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۶۱)

نماز فجر اور عصر کے بعد وہ تمام نوافل ادا کرنے مکروہ ہیں جو قصداً ہوں اگرچہ تحیۃ المسجد ہوں، اور ہر وہ نماز جو غیر کی وجہ سے لازم ہو مثلاً نذر اور طواف کے نوافل اور ہر نفل نماز جس میں شروع ہوا پھر اسے توڑ ڈالا اگرچہ وہ فجر اور عصر کی سنتیں ہی کیوں ہوں اھ ملخصاً

ردالمحتار میں ہے: الکراھۃ ھنا تحریمیۃ ایضا کما صرح بہ فی الحلیۃ ولذا عبر فی الخانیۃ و الخلاصۃ بعدم الجواز والمراد عدم الحل۔ (درالمختار کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ مصطفےٰ البابی مصر ۱/۲۷۶)

یہ کراہت تحریمہ ہے جیسا کہ اس کی تصریح حلیہ میں ہے، اسی لئے خانیہ اور خلاصہ میں عدم جواز سے تعبیر کیا گیا اور اس سے مراد یہ ہے کہ حلال نہیں۔ (الفتاوی الرضویۃ، ج ۸، ص ۱۴۹-۱۵۰)

بَابُ كَرَاهَةِ التَّنَفُّلِ بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ سِوٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

طلوع فجر کے بعد فجر کی سنتوں کے علاوہ نفل پڑھنے کے مکروہ ہونے کا بیان

706- عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ أَوْ أَحَدًا مِّنْكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ مِّنْ سَحُوْرِهِ فَإِنَّهُ يُؤَذِّنُ أَوْ يُنَادِيْ بِلَيْلٍ لِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ وَلِيُنَبِّهَ نَائِمَكُمْ. رَوَاهُ السِّتَّةُ إِلَّا التِّرْمِذِيَّ.

روایت ہے کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کسی کو ہرگز بلال کی اذان سحری کھانے سے نہ روکے۔ کیونکہ بے شک وہ تو اذان صرف اس لئے دیتے ہیں تاکہ تہجد پڑھنے والا (گھر) لوٹ جائے اور سونے والا بیدار ہو جائے۔ اس حدیث کو سوائے امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چھ محدثین نے روایت کیا۔

(بخاری کتاب الاذان باب الاذان قبل الفجر ج 1 ص 87، مسلم کتاب الصیام باب بیان ان الدخول فی الصوم یحصل بطلوع الفجر ج 1 ص 350، ابوداؤد کتاب الصیام باب وقت السحور ج 1 ص 320، نسائی کتاب الصیام باب کیف الفجر ج 1 ص 305، ابن ماجۃ ابواب ماجاء فی الصیام باب ماجاء فی تاخیر السحور ص 123)

شرح: مفسرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

غالبًا ہمیشہ صبح کی دو اذانیں ہوا کرتی تھیں ایک تہجد اور سحری کے لئے، دوسری نماز فجر کے لئے، پہلی اذان سیدنا بلال دیتے تھے اور دوسری اذان سیدنا ابن ام مکتوم۔ اب بھی مدینہ منورہ میں تہجد کی اذان ہوتی ہے چونکہ ان دونوں اذانوں کی آوازوں اور طریقہ اذان میں فرق ہوتا تھا اس لیے لوگوں کو اشتباہ نہ ہوتا تھا۔

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ اذان صرف نماز کے لئے خاص نہیں اور مقاصد کے لیے بھی ہوسکتی ہے۔ دیکھو سیدنا بلال کی یہ اذان سحری کو جگانے کے لئے ہوتی تھی۔ دوسرے یہ کہ فجر یا دیگر اذانیں اگر وقت سے پہلے ہو جائیں تو وقت میں لوٹائی پڑیں گی۔ دیکھو سیدنا بلال کی اذان پر اکتفا نہ کی گئی، امام اعظم کا یہی مذہب ہے۔ امام شافعی کے ہاں اذان فجر وقت سے پہلے بھی جائز ہے، اسی حدیث کی بناء پر مگر یہ دلیل کمزور ہے ورنہ دوبارہ اذان کی کیا ضرورت تھی۔ تیسرے یہ کہ نابینا کو اذان کے لیے مقرر کرسکتے ہیں جب کہ اسے وقت بتانے والا کوئی ہو۔ چوتھے یہ کہ ایک مسجد میں دو یا زیادہ مؤذن ہوسکتے ہیں۔ پانچویں یہ کہ سحری کو جگانے کے لیے اذان دینا جائز بلکہ سنت سے ثابت ہے مگر یہ جب ہوگا جب لوگ اس اذان سے شبہ میں نہ پڑجائیں ورنہ ہرگز نہ دی جائے۔ ہمارے ملک میں اذان صبح صادق کی علامت ہے اگر یہاں سحری کی اذان دی گئی تو کوئی فجر کے شبہ میں سحری نہ کھا سکے گا یا کوئی دوسری اذان کو پہلی سمجھ کر دن میں کھا کر روزہ خراب کرے گا اس لیے اب ہرگز اس پر عمل نہ کیا جائے۔ بہت سی چیزیں عہد صحابہ میں درست تھیں، اب ممنوع ہیں۔ دیکھو اس زمانہ میں جوتا پہن کر مسجد میں آنا اور مع جوتے نماز پڑھنا مروج تھا اب ممنوع ہے۔ پختہ مکان بنانے منع تھے، اب ضروری ہے۔ کھیتی باڑی سے لوگوں کو روکا گیا تھا اب ضروری ہے۔ زکوٰۃ کے مصرف آٹھ تھے اب سات ہیں۔ حالات بدل جانے سے بہت سے احکام بدل جاتے ہیں۔ (مرآۃ المناجیح ج 2 ص 143)

707۔ وَعَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ لَا يُصَلِّيْ اِلَّا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتی ہیں کہ جب فجر طلوع ہوجاتی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صرف فجر کی دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

(مسلم کتاب صلوۃ المسافرین باب استحباب رکعتی سنۃ الفجر۔ الخ ج 1 ص 250)

708۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدَعُوْا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَلَوْ طَرَدَتْكُمُ الْخَيْلُ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ اَبُوْدَاوُدَ وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ وَقَدْ تَقَدَّمَ اَحَادِيْثُ الْبَابِ فِيْ بَابِ التَّطَوُّعِ لِلصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم فجر کی دو رکعتیں نہ چھوڑو اگرچہ کہ تمہیں گھوڑے روند ڈالیں۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس باب کی حدیثیں باب الصلوۃ للصلوات الخمس میں گزر چکی ہیں۔

(مسند احمد ج 2 ص 405' ابوداؤد کتاب الصلوۃ باب فی تخفیفھما و رکعتی الفجر ج 1 ص 179)

شرح: مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوی رضویہ جلد ۷ تا ۸، مرآۃ المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ا حصہ چہارم، اور جنتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔

بَابٌ فِيْ تَخْفِيْفِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

فجر کی دو رکعتوں میں تخفیف کا بیان

709۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّفُ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ حَتّٰى اِنِّيْ لَاَقُوْلُ هَلْ قَرَاَ بِاُمِّ الْكِتَابِ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صبح کی نماز سے پہلے کی دو رکعتوں میں اس قدر تخفیف فرماتے تھے کہ میں دل میں سوچتی کہ آپ نے سورۃ فاتحہ پڑھی بھی ہے یا نہیں۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری کتاب التہجد باب مایقرأ فی رکعتی الفجر ج 1 ص 156' مسلم کتاب صلوۃ المسافرین باب استحباب رکعتی سنۃ الفجر ج 1 ص 250)

710۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَمَقْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا فَكَانَ يَقْرَاُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ قُلْ يٰاَيُّهَا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک ہفتہ تک غور سے دیکھتا رہا۔ آپ فجر سے پہلے کی دو

الْكَافِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ۔ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ الا النسائی وحسنه التِّرْمِذِیُّ۔

رکعتوں میں قُلْ یٰاَیُّهَا الْكَافِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ پڑھتے تھے۔ اس کو سوائے نسائی کے پانچ محدثین نے روایت کیا اور ترمذی نے اسے حسن قرار دیا۔

(ترمذی ابواب الصلوۃ ماجاء فی تخفیف رکعتی الفجر۔ الخ ج 1 ص 95' ابو داؤد کتاب الصلوۃ باب فی تخفیفهما عن ابی هریرۃ ج 1 ص 178' ابن ماجة ابواب اقامة الصلوۃ باب ماجاء فی الرکعتین قبل الفجر ج 1 ص 81' مسند احمد ج 2 ص 94)

بَابُ كَرَاهَةِ سُنَّةِ الْفَجْرِ إِذَا شَرَعَ فِي الْإِقَامَةِ

جب (مؤذن) اقامت کہنا شروع کردے تو فجر کی سنتوں کے مکروہ ہونے کا بیان

711- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ إِذَا أُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلٰوةَ إِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ الا البخاری۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کے لئے اقامت کہی جائے تو فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہ پڑھی جائے۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علاوہ محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

(مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین باب کراهة الشروع فی نافلة بعد شروع المؤذن۔ الخ ج 1 ص 247' ترمذی ابواب الصلوۃ باب ما جاء اذا اقیمت الصلوۃ فلا صلوۃ الا المکتوبة ج 1 ص 96' ابو داؤد کتاب الصلوۃ باب اذا ادرک الامام ولم یصل رکعتی الفجر ج 1 ص 180' نسائی کتاب الامامة والجماعة باب مایکره من الصلوۃ عند الاقامة ج 1 ص 139' ابن ماجة ابواب اقامة الصلوۃ والسنة فیها باب ماجاء فی اذا اقیمت الصلوۃ فلا صلوۃ الا المکتوبة ص 81' مسند احمد ج 2 ص 455)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یعنی تکبیر نماز کے بعد جماعت سے متصل دوسری نماز پڑھنا حرام ہے، لہٰذا فجر کی سنتیں اس حالت میں جماعت سے دور ہٹ کر پڑھ سکتا ہے جب کہ جماعت مل جانے کے امید ہو کیونکہ یہ سنتیں بہت اہم ہیں حتی کہ علماء نے فرمایا کہ بڑا مفتی جسے فتووں کا کام بہت رہتا ہو وہ تمام سنتیں چھوڑ سکتا ہے سوائے سنت فجر۔ (مرقاۃ) نیز صاحب ترتیب پہلے قضاء نماز پڑھے پھر جماعت سے ملے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۸۲)

712- وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ وَّقَدْ أُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عبداللہ بن مالک بن بحینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے۔ درانحالیکہ وہ نماز پڑھ رہا تھا اور نماز فجر کی اقامت ہو چکی تھی۔ پس جب

لَاثَ بِهِ النَّاسُ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ اَرْبَعًا الصُّبْحَ اَرْبَعًا۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے آپ کو گھیر لیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا کیا تم صبح کی نماز چار رکعت پڑھتے ہو کیا تم صبح کی نماز چار رکعت پڑھتے ہو اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری کتاب الاذان باب اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا صلوٰۃ الا المکتوبۃ ج 1 ص 91' مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین باب کراھۃ الشروع فی نافلۃ بعد۔ الخ ج 1 ص 347)

713-وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ صَلوٰةِ الْغَدَاةِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فِيْ جَانِبِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا فُلَانُ بِاَيِّ الصَّلَاتَيْنِ اعْتَدَدْتَّ بِصَلوٰتِكَ وَحْدَكَ اَمْ بِصَلوٰتِكَ مَعَنَا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ والاربعة الا التِّرْمَذِيَّ۔

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا درانحالیکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فجر کی نماز پڑھا رہے تھے تو اس نے مسجد کے ایک کونے میں دو رکعت سنت پڑھیں پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں شریک ہو گیا۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو فرمایا اے فلاں تم نے کون سی نماز کو فرض شمار کیا جو پہلے دو رکعتیں پڑھی تھیں وہ یا جو دو رکعت ہمارے ساتھ پڑھی ہیں۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور چار محدثین نے روایت کیا سوائے امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے۔

(مسلم کتاب الصلوٰۃ المسافرین باب کراھۃ الشروع فی نافلۃ بعد الخ ج 1 ص 247' ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب اذا ادرک الامام ولم یصل رکعتی الفجر ج 1 ص 180' نسائی کتاب الاماۃ والجماعۃ فیمن یصلی رکعتی الفجر والامام فی الصلوٰۃ ج 1 ص 139' ابن ماجۃ ابواب اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیھا باب ماجاء فی اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا صلوٰۃ الا المکتوبۃ ص 82)

714- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اُقِيْمَتْ صَلوٰةُ الصُّبْحِ فَقَامَ رَجُلٌ يُّصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ فَجَذَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَوْبِهِ وَقَالَ اَتُصَلِّي الصُّبْحَ اَرْبَعًا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نماز فجر کی اقامت ہو چکی تو ایک شخص کھڑے ہو کر دو رکعت سنت پڑھنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے کپڑے سے کھینچا اور فرمایا کیا

رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاِسْنَادُهُ جَيِّدٌ.

(مسند احمد ج 1 ص 238)

تو صبح کی نماز چار رکعت پڑھنا چاہتے ہو اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند جید ہے۔

715- وَعَنْهُ قَالَ كُنْتُ اُصَلِّيْ وَاَخَذَ الْمُؤَذِّنُ فِي الْاِقَامَةِ فَجَذَبَنِي النَّبِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ اَتُصَلِّي الصُّبْحَ اَرْبَعًا. رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ الطَّيَالِسِيُّ فِيْ مُسْنَدِهِ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ حِبَّانَ وَاٰخَرُوْنَ وَقَالَ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَّلَمْ يُخْرِجَاهُ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا تو موذن نے اقامت شروع کردی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے کھینچا اور فرمایا کیا تم صبح کی نماز چار رکعت پڑھنا چاہتے ہو۔ اس کو ابوداؤد طیالسی نے اپنی مسند میں نقل کیا اور ابن خزیمہ ابن حبان اور دیگر محدثین نے اور امام حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مستدرک میں کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شرط کے مطابق لیکن انہوں نے اس حدیث کو ذکر نہیں کیا۔

(مسند ابی داؤد طیالسی ابن ابی ملیکہ عن ابن عباس ص ۳۵۸' صحیح ابن خزیمۃ جماع ابواب الرکعتین قبل الفجر باب النھی عن ان یصلی رکعتی الفجر۔ الخ ج 2 ص 169' صحیح ابن حبان کتاب الصلوۃ باب النوافل ج 5 ص 82' المستدرک کتاب الصلوۃ التطوع باب فضیلۃ رکعتی سنۃ الفجر ج 1 ص 307)

716- وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ رَاٰى رَجُلًا صَلّٰى رَكْعَتَيِ الْغَدَاةِ حِيْنَ اَخَذَ الْمُؤَذِّنُ يُقِيْمُ فَغَمَزَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْكِبَيْهِ وَقَالَ اَلَا كَانَ هٰذَا قَبْلَ ذَا. رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ وَاِسْنَادُهُ جَيِّدٌ.

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو فجر کی دو رکعت پڑھتے ہوئے دیکھا۔ جب موذن نے اقامت شروع کردی تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے کندھے دبائے اور فرمایا کیا یہ نماز اس (فرض) نماز سے پہلے نہیں ہے اس کو طبرانی نے صغیر اور کبیر میں بیان کیا اور اس کی سند جید ہے۔

(المعجم الصغیر للطبرانی قال حدثنا احمد بن حمدان۔ الخ ج 1 ص 55' مجمع الزوائد کتاب الصلوۃ باب اذا اقیمت الصلوۃ ھل یصلی غیرھا نقلاً عن الطبرانی فی الکبیر والاوسط ج 2 ص 75)

717- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلٰوةَ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ قَالَ وَلَا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ. رَوَاهُ ابْنُ عَدِيٍّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي الْفَتْحِ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ وَفِيْمَا قَالَهٗ نَظَرٌ وَّهٰذِهِ الزِّيَادَةُ لَا اَصْلَ لَهَا۔

کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کے لئے اقامت کہی جائے تو سوائے فرض کے کوئی نماز نہ پڑھی جائے، عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور نہ ہی فجر کی دو رکعتیں۔ تو آپ نے فرمایا نہ ہی فجر دو رکعتیں۔ اس کو ابن عدی اور بیہقی نے روایت کیا اور حافظ نے الفتح میں فرمایا کہ اس کی سند حسن ہے اور حافظ نے جو کہا ہے اس پر اعتراض ہے اور اس کی زیادتی کی کوئی اصل نہیں ہے۔

(کامل ابن عدی ترجمة یحیٰی بن نصر بن حاجب ج 7 ص 2702، سنن الکبری للبیھقی کتاب الصلوٰة باب کراھیة الاشتغال بھما۔الخ ج 2 ص 483، فتح الباری کتاب الاذان باب اذا اقیمت الصلوٰة۔الخ ج 2 ص 288)

بَابُ مَنْ قَالَ يُصَلِّيْ سُنَّةَ الْفَجْرِ عِنْدَ اِشْتِغَالِ الْاِمَامِ بِالْفَرِيْضَةِ خَارِجَ الْمَسْجِدِ اَوْفِيْ نَاحِيَةٍ اَوْ خَلْفَ اُسْطُوَانَةٍ اِنْ رَّجَا اَنْ يُّدْرِكَ رَكْعَةً مِّنَ الْفَرْضِ

جس نے کہا کہ امام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرض نماز میں مشغول ہونے کے وقت (نمازی) صبح کی سنتیں مسجد کے باہر یا مسجد کے کونے میں یا ستون کے پیچھے پڑھے گا اگر اس کو فرض کی ایک رکعت ملنے کی امید ہو

718- عَنْ مَّالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا يَقُوْلُ اَيْقَظْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لِصَلٰوةِ الْفَجْرِ وَقَدْ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

(طحاوی کتاب الصلوٰة باب اداء سنة الفجر ج 1 ص 258)

حضرت مالک بن مغول رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت نافع کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فجر کی نماز کے لئے اس حال میں اٹھایا کہ جماعت کھڑی ہو چکی تھی تو انہوں نے اٹھ کر دو رکعتیں پڑھیں۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

719- عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ خَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِنْ بَيْتِهٖ فَاُقِيْمَتْ صَلٰوةُ الصُّبْحِ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ

حضرت محمد بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر سے نکلے تو فجر کی جماعت کھڑی ہو چکی تھی تو انہوں نے

الْمَسْجِدَ وَهُوَ فِي الطَّرِيقِ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى الصُّبْحَ مَعَ النَّاسِ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ۔

(طحاوی کتاب الصلوۃ باب اداء سنۃ الفجر ج 1 ص258)

مسجد میں داخل ہونے سے پہلے دو رکعتیں پڑھیں در انحالیکہ وہ راستے میں تھے۔ پھر مسجد میں داخل ہوئے تو لوگوں کے ساتھ نماز فجر پڑھی۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

720-وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ جَاءَ وَالْإِمَامُ يُصَلِّي الصُّبْحَ وَلَمْ يَكُنْ صَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ فَصَلَّاهُمَا فِي حُجْرَةِ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ثُمَّ إِنَّهُ صَلَّى مَعَ الْإِمَامِ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ إِلَّا يَحْيَى بْنَ أَبِي كَثِيرٍ يُدَلِّسُ۔ (طحاوی کتاب الصلوۃ باب اداء سنۃ الفجر ج 1 ص 258)

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما آئے درانحالیکہ امام صبح کی نماز پڑھا رہا تھا اور انہوں نے صبح سے پہلے دو رکعت سنتیں نہیں پڑھی تھیں تو انہوں نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں دو رکعت سنت پڑھیں۔ پھر امام کے ساتھ نماز پڑھی۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کے رجال ثقہ ہیں سوائے یحییٰ بن ابی کثیر کے کہ وہ مدلس ہے۔

721-وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ وَالنَّاسُ صُفُوفٌ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ فَيُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ يَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِي الصَّلٰوةِ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ۔ (طحاوی کتاب الصلوۃ باب اداء سنۃ الفجر ج 1 ص 258)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ وہ مسجد میں داخل ہوئے اس حال میں کہ لوگ فجر کی نماز میں صفیں باندھے کھڑے تھے تو انہوں نے مسجد کے کونے میں دو رکعتیں پڑھیں پھر لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک ہو گئے۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

722-وَعَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَبَا مُوسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَأُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَرَكَعَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَ الْقَوْمِ فِي الصَّلٰوةِ وَأَمَّا أَبُو مُوسٰى فَدَخَلَ فِي الصَّفِّ۔ رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي مُصَنَّفِهِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ۔

حضرت حارثہ مضرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود اور ابو موسیٰ اشعری حضرت سعید بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے نکلے تو جماعت کھڑی ہو چکی تھی تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک ہو گئے اور ابو موسیٰ (فجر کی دو سنتیں پڑھے بغیر) صف میں داخل ہو گئے۔ اس کو ابو بکر بن ابو شیبہ

نے اپنے مصنف میں بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ کتاب الصلوٰۃ فی الرجل یدخل المسجد فی الفجر ج 2 ص 251)

723-وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ مُوْسٰى عَنْ اَبِيْهِ حِيْنَ دَعَاهُمْ سَعِيْدُ بْنُ الْعَاصِ دَعَا اَبَا مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَحُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَبْلَ اَنْ يُّصَلِّيَ الْغَدَاةَ ثُمَّ خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِهٖ وَقَدْ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَجَلَسَ عَبْدُ اللّٰهِ اِلٰى اُسْطُوَانَةٍ مِّنَ الْمَسْجِدِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ وَفِيْ اِسْنَادِهٖ لِيْنٌ. (طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب اداء سنۃ الفجر ج 1 ص 257)

حضرت عبداللہ بن ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بلایا تو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی صبح کی نماز سے پہلے بلایا پھر وہ ان کے پاس سے نکلے اس حال میں کہ جماعت کھڑی ہوچکی تھی تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد کے ستون کی اوٹ میں بیٹھ گئے اور دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر نماز میں شریک ہوئے اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند میں کمزوری ہے۔

724-وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ مُوْسٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَالْاِمَامُ فِي الصَّلٰوةِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

حضرت عبداللہ بن ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ مسجد میں داخل ہوئے درانحالیکہ امام نماز پڑھا رہا تھا تو انہوں نے فجر کی دو رکعتیں پڑھیں۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب اداء سنۃ الفجر ج 1 ص 257، مجمع الزوائد کتاب الصلوٰۃ باب اذا قیمت الصلوٰۃ ھل یصلی غیرھا نقلاً عن الطبرانی فی الکبیر ج 2 ص 75)

725-وَعَنْ اَبِيْ مِجْلَزٍ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فِيْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ مَعَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَالْاِمَامُ يُصَلِّيْ فَاَمَّا ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَدَخَلَ فِيْ

حضرت ابومجلز رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ صبح کی نماز کے لئے مسجد میں داخل ہوا اس حال میں کہ امام نماز پڑھا رہا تھا تو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ

الصَّفِّ وَاَمَّا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَ الْاِمَامِ فَلَمَّا سَلَّمَ الْاِمَامُ قَعَدَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَكَانَهُ حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

(طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب اداء سنۃ الفجر ج 1 ص257)

عنہما توقف کیے داخل ہوگئے بہرحال ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے دو رکعتیں پڑھیں پھر امام کے ساتھ نماز میں شریک ہوئے پس جب امام نے سلام پھیرا تو ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما اپنی جگہ بیٹھے رہے حتیٰ کہ سورج طلوع ہوگیا تو انہوں نے کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھیں۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

726-وَعَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَا جَآءَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا وَالْاِمَامُ فِیْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ وَلَمْ یَكُنْ صَلَّى الرَّكْعَتَیْنِ فَصَلّٰى عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا الرَّكْعَتَیْنِ خَلْفَ الْاِمَامِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَهُمْ. رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُهُ صَحِیْحٌ. (طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب اداء سنۃ الفجر ج 1 ص258)

حضرت ابوعثمان انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما جب بھی تشریف لاتے درانحالیکہ امام صبح کی نماز پڑھا رہا ہوتا اور انہوں نے فجر کی دو رکعتیں نہ پڑھی ہوتیں تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما امام سے پیچھے دو رکعتیں پڑھتے۔ پھر لوگوں کے ساتھ جماعت میں شریک ہوجاتے۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا اور اس سند کی صحیح ہے۔

727-وَعَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ النَّهْدِیِّ قَالَ كُنَّا نَاْتِیْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَبْلَ اَنْ نُّصَلِّیَ الرَّكْعَتَیْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ وَهُوَ فِی الصَّلٰوةِ فَنُصَلِّیْ فِیْ اٰخِرِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ نَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِیْ صَلٰوتِهِمْ. رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب اداء سنۃ الفجر ج 1 ص258)

حضرت ابو عثمان نہدی رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس آتے نماز فجر سے قبل دو رکعتیں پڑھنے سے پہلے درانحالیکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نماز پڑھا رہے ہوتے تو ہم مسجد کے آخر میں نماز پڑھتے پھر لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک ہوجاتے۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

728-وَعَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ كَانَ مَسْرُوْقٌ یَّجِیْءُ اِلَى الْقَوْمِ وَهُمْ فِی الصَّلٰوةِ وَلَمْ یَكُنْ رَكَعَ رَكْعَتَیِ

حضرت شعبی رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت مسروق رضی اللہ تعالٰی عنہ لوگوں کے پاس آتے

اَلْفَجْرِ فَيُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ يَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِيْ صَلٰوتِهِمْ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔ (طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب اداء سنۃ الفجر ج 1 ص 258)

درانحالیکہ وہ لوگ نماز پڑھ رہے ہوتے اور انہوں نے فجر کی دو رکعتیں نہ پڑھی ہوتیں تو مسجد میں دو رکعتیں پڑھتے۔ پھر لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک ہوتے۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

729۔ وَعَنْهُ عَنْ مَسْرُوْقٍ اَنَّهٗ فَعَلَ ذٰلِكَ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔ (طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب اداء سنۃ الفجر ج 1 ص 258)

حضرت شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایسا کیا سوائے اس کے کہ انہوں نے کہا مسجد کے کونے میں دو رکعتیں پڑھیں۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

730۔ وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ وَلَمْ تُصَلِّ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَصَلِّهِمَا وَاِنْ كَانَ الْاِمَامُ يُصَلِّيْ ثُمَّ ادْخُلْ مَعَ الْاِمَامِ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔ (طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب اداۃ سنۃ الفجر ج 1 ص 258)

حضرت یزید بن ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہا کرتے ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے کہ جب تو مسجد میں داخل ہوا اور تو نے فجر کی دو رکعتیں نہ پڑھی ہوں تو تو انہیں ادا کر، اگرچہ امام نماز پڑھا رہا ہو پھر تو امام کے ساتھ نماز میں شامل ہو جا۔ اس کو طحاوی نے روایت اور اس کی سند صحیح ہے۔

731۔ وَعَنْ يُوْنُسَ قَالَ كَانَ الْحَسَنُ يَقُوْلُ يُصَلِّيْهِمَا فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ يَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِيْ صَلٰوتِهِمْ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔ (طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب اداء سنۃ الفجر ج 1 ص 258)

حضرت یونس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے کہ نمازی فجر کی دو سنتوں کو مسجد کے کونے میں پڑھے پھر لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک ہو جائے اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جماعت برتقدیر سنیت بھی تمام سنن حتیٰ کہ سنت فجر سے بھی اہم وآکد واعظم ہے ولہذا اگر امام کو نماز فجر میں پائے اور

سمجھے کہ سنتیں پڑھے گا تو تشہد بھی نہ ملے گا تو بالاجماع سنتیں ترک کر کے جماعت میں مل جائے
والمسئلة منصوص عليها فی کتب المذهب کافة (اس مسئلہ پر تمام کتب مذہب میں نص موجود ہے۔ت)

طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح شرح نورالایضاح میں زیر قول مصنف الجماعة سنة فی الاصح (اصح قول کے مطابق جماعت سنت ہے۔ت)

وفی البدائع عامة المشائخ علی الوجوب وبه جزم فی التحفة وغیرها وفی جامع الفقه اعدل الاقوال واقواها الوجوب (الی ان قال) وعلی القول بانها سنة هی اکد من سنة الفجر۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح باب الامامۃ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی ص ۱۵۶)

بدائع میں ہے کہ عامہ مشائخ کے نزدیک جماعت واجب ہے۔ اسی پر تحفہ وغیرہا میں جزم ہے اور جامع الفقہ میں ہے سب سے معتدل اور مضبوط قول وجوب کا ہے (آگے چل کر کہا) جن کے قول پر جماعت سنت ہے ان کے نزدیک یہ سنت فجر سے زیادہ مؤکد ہے۔

ردالمحتار باب النوافل میں ہے: لیس له ترك صلاة الجماعة لانها من الشعائر فهی اکد من سنة الفجر ولذا یترکها لو خاف فوت الجماعة. (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۹۹)

عالم دین کے لئے باجماعت نماز کا ترک جائز نہیں کیونکہ یہ شعائر اسلام میں سے ہے اور اس میں فجر کی سنتوں سے زیادہ تاکید ہے یہی وجہ ہے کہ جماعت کے نہ ملنے کا خوف ہو تو سنن فجر کو ترک کیا جاسکتا ہے۔

اور سنت فجر بالاتفاق بقیہ تمام سنن سے افضل، ولہٰذا بصورت فوت مع الفریضہ بعد وقت قبل زوال ان کی قضا کا حکم ہے بخلاف سائر سنن کہ وقت کے بعد کسی کی قضا نہیں، ولہٰذا بلا عذر صحیح سنت فجر کو بیٹھ کر پڑھنا ناجائز بخلاف دیگر سنن کہ بے عذر بھی روا اگرچہ ثواب آدھا، ولہٰذا صاحبین رحمہما اللہ تعالٰی کہ قائل سنیت وتر ہوئے سنت فجر کو اس سے آکد ماننے کی طرف گئے، درمختار میں ہے:

السنن اکدها سنة الفجر اتفاقا وقیل بوجوبها فلا تجوز صلاتها قاعدا بلاعذر علی الاصح ولا یجوز ترکها لعالم صار مرجعا فی الفتاوی بخلاف باقی السنن وتقضی اذا فاتت معه بخلاف الباقی اه ملخصا۔ (درمختار باب الوتر والنوافل مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/ ۹۵)

وہ سنن جن پر سب سے زیادہ تاکید ہے وہ بالاتفاق فجر کی سنتیں ہیں، بعض نے انہیں واجب قرار دیا ہے لہٰذا اصح قول کے مطابق بغیر عذر کے ان کو بیٹھ کر ادا کرنا جائز نہ ہوگا اور اس عالم کے لئے بھی ان کا ترک جائز نہیں جو فتوی کی جات کے لئے مرجع بن چکا ہو، یعنی فتوی نویسی سے فراغت نہ ملتی ہو بخلاف باقی سنن کے، یعنی باقی سنن کو لوگوں کی حاجت فتوی کے پیش

نظر چھوڑ سکتا ہے اور یہ سنن فرائض کے ساتھ اگر فوت ہوجائیں تو ان کی قضا ہے جبکہ باقی سنن کی قضا نہیں اھ تلخیصاً۔

آگے مزید فرماتے ہیں:

اگر جانتا ہے سنتیں پڑھ کر جماعت میں شامل ہوسکے گا اور صف سے دور سنتیں پڑھنے کو جگہ ہے تو پڑھ کر ملے ورنہ بے پڑھے، پھر بعد بلندی آفتاب پڑھے، اس سے پہلے پڑھنا گناہ ہے، کان میں آواز آنے کا اعتبار نہیں، امام اندر پڑھ رہا ہو باہر پڑھے، باہر پڑھتا ہوا اندر پڑھے، حد مسجد کے باہر پاک جگہ پڑھنے کو ہو تو سب سے بہتر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(الفتاوی الرضویۃ، ج ۷، ص ۹۲)

بَابُ قَضَآءِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ

732- عَنْ قَيْسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ الصُّبْحَ ثُمَّ انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَنِيْ أُصَلِّيْ فَقَالَ مَهْلًا يَا قَيْسُ أَصَلٰوتَانِ مَعًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنِّيْ لَمْ أَكُنْ رَكَعْتُ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ قَالَ فَلَا إِذَنْ. رَوَاهُ الْأَرْبَعَةُ إِلَّا النَّسَائِيَّ وَأَحْمَدُ وَأَبُوْبَكْرِ بْنِ أَبِيْ شَيْبَةَ والدَّارَقُطْنِيُّ وَالْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ. قَالَ النِّيْمَوِيُّ إِسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ.

طلوع شمس سے پہلے فجر کی دو رکعتوں کو قضا کرنے کا بیان

حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو جماعت کھڑی ہوگئی تھی پس میں نے آپ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو مجھے نماز پڑھتے ہوئے پایا تو فرمایا اے قیس ٹھہر جاؤ کیا دو نمازیں اکٹھی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے شک میں نے فجر کی دو رکعتیں نہیں پڑھی تھیں تو فرمایا تب تم (انہیں نہ) پڑھو اس کو سوائے نسائی کے چار محدثین نے روایت کیا۔ امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابوبکر بن شیبہ، دارقطنی، حاکم اور بیہقی نے اور علامہ نیموی نے فرمایا کہ اس کی سند ضعیف ہے۔

(ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ماجاء فی اعادتھما بعد طلوع الشمس ج 1 ص 96، ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب من فاتتہ متی یقضیھا ج 1 ص 180، ابن ماجۃ ابواب اقامۃ الصلوٰۃ و السنۃ فیھا باب ماجاء فیمن فاتۃ الرکعتان قبل صلوٰۃ الفجر۔ الخ ص 82، مسند احمد ج 5 ص 447، مصنف ابن ابی شیبۃ کتاب الصلوٰۃ باب فی رکعتی الفجر اذا فاتۃ ج 2 ص 254، مستدرک حاکم کتاب الصلوٰۃ باب قضاء سنۃ الفجر بعد الفرض ج 1 ص 275، سنن الکبرٰی للبیھقی کتاب الصلوٰۃ باب من اجاز قضاءھما بعد الفراغ من الفریضۃ ج 2 ص 483)

733- وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رِبَاحٍ عَنْ رَّجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالَ رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا یُّصَلِّیْ بَعْدَ الْغَدَاۃِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ اَکُنْ صَلَّیْتُ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ فَصَلَّیْتُھُمَا الْاٰنَ فَلَمْ یَقُلْ لَّہٗ شَیْئًا۔ اَخْرَجَہُ ابْنُ حَزْمٍ فِی الْمُحَلّٰی وَقَالَ الْعِرَاقِیُّ اِسْنَادُہٗ حَسَنٌ۔

(معلی لابن حزم کتاب الصلوۃ باب من سمع اقامۃ صلوۃ الصبح فلا یشتغل لغیرھا ج2 ص82)

حضرت عطا بن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک انصاری شخص سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو فجر کی نماز کے بعد نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے فجر کی دو رکعتیں نہیں پڑھی تھیں تو میں نے اب وہ دو رکعتیں پڑھیں ہیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے کچھ بھی نہیں فرمایا۔ اس کو ابن حزم نے المعلی میں ذکر کیا اور عراقی نے کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے۔ علامہ نیموی فرماتے ہیں عراقی کے قول میں نظر ہے۔

بَابُ کَرَاھَۃِ قَضَاءِ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ

سورج کے طلوع ہونے سے پہلے فجر کی دو رکعتوں کو قضا کرنے کے مکروہ ہونے کا بیان

734- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنِ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَعَنِ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ۔ رَوَاہُ الشَّیْخَانِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے اور صبح کی نماز کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(مسلم کتاب فضائل القرآن باب الاوقات التی نھی عن الصلوۃ فیھا ج1 ص275' بخاری کتاب مواقیت الصلوۃ باب الصلوۃ بعد الفجر ترتفع الشمس ج1 ص82)

735- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ سَمِعْتُ غَیْرَ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْھُمْ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَکَانَ اَحَبَّھُمْ اِلَیَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنِ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سنا جن میں سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں جو مجھے ان سب سے زیادہ محبوب ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فجر کے بعد طلوع شمس تک نماز پڑھنے سے

الشَّمْسُ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

منع فرمایا اور عصر کے بعد غروب شمس تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(مسلم کتاب فضائل القرآن باب الاوقات التی نہی عن الصلوٰۃ فیہا ج 1 ص 275' بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ بعد الفجر حتی ترتفع الشمس ج 1 ص 82)

736- وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عصر کی نماز کے بعد غروب شمس تک کوئی نماز نہ پڑھی جائے اور فجر کی نماز کے بعد طلوع شمس تک کوئی نماز نہ پڑھی جائے۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(مسلم کتاب فضائل القرآن باب الاوقات التی نہی عن الصلوٰۃ فیہا ج 1 ص 275' بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب لا تتحری الصلوٰۃ قبل غروب الشمس ج 1 ص 82)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی نماز فجر اور نماز عصر پڑھ لینے کے بعد نوافل ممنوع ہیں اور سورج چمکنے اور پیلا پڑنے کے بعد ہر نماز ممنوع جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا یہ حدیث ہر جگہ کے لیے ہے لہٰذا احناف کی دلیل ہے کہ ان کے ہاں ان وقتوں میں مکہ مکرمہ میں بھی نوافل مکروہ ہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۶۵)

737- وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَنْبَسَةَ السُّلَمِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ اَخْبِرْنِيْ عَنِ الصَّلٰوةِ قَالَ صَلِّ صَلٰوةَ الصُّبْحِ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَتّٰى تَرْتَفِعَ فَاِنَّهَا تَطْلُعُ حِيْنَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَّحِيْنَئِذٍ يَّسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ ثُمَّ صَلِّ فَاِنَّ الصَّلٰوةَ مَشْهُوْدَةٌ مَّحْضُوْرَةٌ حَتّٰى يَسْتَقِلَّ الظِّلُّ بِالرُّمْحِ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَاِنَّ حِيْنَئِذٍ تُسْجَرُ جَهَنَّمُ فَاِذَا اَقْبَلَ الْفَيْئُ فَصَلِّ فَاِنَّ الصَّلٰوةَ مَشْهُوْدَةٌ مَّحْضُوْرَةٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ ثُمَّ اَقْصِرْ

حضرت عمرو بن عنبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے نماز کے بارے خبر دیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تو صبح کی نماز پڑھ پھر تو نماز سے رک جا یہاں تک کہ سورج طلوع ہو کر بلند ہو جائے پس بے شک وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت اسے کافر سجدہ کرتے ہیں پھر تو نماز پڑھ پس بے شک نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ سایہ ایک نیزہ سے کم ہو جائے پھر تو نماز سے رک جا پس بے شک اس وقت جہنم جھونکی جاتی ہے پس جب

عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَاِنَّهَا تَغْرُبُ بَیْنَ قَرْنَیْ شَیْطَانٍ وَّحِیْنَئِذٍ یَّسْجُدُ لَهَا الْکُفَّارُ۔ رَوَاهُ احمد و مسلم والاخرون.

(مسلم کتاب فضائل القرآن باب الاوقات التی نهی عن الصلوٰة فیها ج 1 ص 276' مسند احمد ج 4 ص 111)

سایہ ڈھل جائے تو تو نماز پڑھ پس بے شک نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں حتیٰ کہ تو عصر کی نماز پڑھے پھر تو غروب آفتاب تک نماز پڑھنے سے رک جا۔ پس بے شک وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت اسے کافر سجدہ کرتے ہیں۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین نے روایت کیا۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

آپ قدیم الاسلام صحابی ہیں، حتی کہ بعض نے کہا آپ چوتھے مسلمان ہیں ان سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ابھی گھر چلے جاؤ جب ہمارا غلبہ ہو تو آ جانا۔ چنانچہ بعد ہجرت یہ بھی حضور علیہ السلام کے پاس پہنچ گئے۔ ان کے حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں۔

کہ کون سی نماز کس وقت پڑھی جائے جیسا کہ جواب سے ظاہر ہے۔

لہٰذا تمہارا اس وقت نماز پڑھنا کفار کی عبادت کے مشابہ ہوگا۔ خیال رہے کہ اگرچہ کفار اور وقت بھی عبادت کرتے ہیں مگر اس وقت کی عبادت ان کی مذہبی علامت ہے۔ علامت کفر سے بچنا ضروری ہے، تشبیہ اور ہے اور اشتراک کچھ اور۔

یعنی نماز اشراق و چاشت پڑھو اس نماز میں تمہارے ساتھ تمہارے ساتھی فرشتے موجود ہوں گے اور تمہارے گواہ، یہ حکم استحبابی ہے کیونکہ نماز اشراق و چاشت واجب نہیں۔

یعنی نیزے کا سایہ اس سے کم ہو جائے جسے سایہ اصلی کہتے ہیں جو نصف النہار کے وقت ہوتا ہے، اس کی درازی موسم کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے، شاید جس وقت سرکار نے یہ فرمایا اس وقت سایہ اصلی چیز سے کم ہوتا ہے۔

یعنی دوپہر کے وقت دوزخ میں ایندھن ڈالا جاتا ہے جس سے وہ بھڑک جاتا ہے۔ اس کی تحقیق باب الاوقات میں کی جا چکی وہاں اس کا جواب دیا گیا ہے کہ ہر وقت کہیں نہ کہیں دوپہر رہتی ہے پھر اس وقت دوزخ جھونکنے کے کیا معنی۔

یہ امر اباحت کے لیے ہے یعنی سورج ڈھل جانے پر نماز پڑھ سکتے ہو، یہ مطلب نہیں کہ سورج ڈھلتے ہی ظہر پڑھ لو۔ اس کی، تحقیق بھی باب الاوقات میں کی جا چکی گرمیوں میں ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھنا مستحب ہے

یعنی نماز عصر پڑھنے کے بعد ہر نماز سے باز رہو جیسا کہ باب الاوقات میں ذکر ہوا۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۶۶)

738- وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو فجر کی دو

رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَلْيُصَلِّهِمَا بَعْدَ مَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ۔ رَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ واسناده صَحِيْحٌ۔

رکعت سنت نہ پڑھ سکے پس اسے چاہئے کہ وہ ان دو (سنتوں) طلوع آفتاب کے بعد پڑھے۔ اس کو ترمذی نے روایت اور اس کی سند صحیح ہے۔

(ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ماجاء فی اعادتھما بعد طلوع الشمس ج 1 ص 96)

739- وَعَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ صَلّٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ بَعْدَ مَا اَضْحٰى۔ رَوَاهُ اَبُوْبَكْر بن اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهُ حَسَنٌ۔

حضرت نافع بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فجر کی دو رکعتیں چاشت کی نماز کے بعد پڑھیں۔ اس کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ کتاب الصلوٰۃ باب فی رکعتی الفجر اذا فاتتہ ج 2 ص 254)

740- وَعَنْ اَبِيْ مِجْلَزٍ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فِيْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ مَعَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَالْاِمَامُ يُصَلِّيْ فَاَمَّا ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَدَخَلَ فِي الصَّفِّ وَاَمَّا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَ الْاِمَامِ فَلَمَّا سَلَّمَ الْاِمَامُ قَعَدَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا مَكَانَهُ حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔

حضرت ابومجلز رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما اور ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کے ساتھ صبح کی نماز کے لئے مسجد میں داخل ہوا تو ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما تو صف میں داخل ہو گئے اور ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے دو رکعتیں پڑھیں پھر امام کے ساتھ (جماعت میں) شریک ہو گئے پس جب امام نے سلام پھیر دیا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما اپنی جگہ بیٹھے رہے۔ یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا پس وہ اٹھے اور دو رکعتیں ادا کیں۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب اداء سنۃ الفجر ج 1 ص 257)

741- وَعَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يَقُوْلُ اِذَا لَمْ اُصَلِّهِمَا حَتّٰى اُصَلِّيَ الْفَجْرَ صَلَّيْتُهُمَا بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ۔ رَوَاهُ ابن اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ کتاب الصلوٰۃ فی رکعتی الفجر اذا فاتتہ ج 2 ص 255)

حضرت یحیٰی بن سعید رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے قاسم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب میں فجر کی دو سنتیں نہ پڑھ سکوں۔ یہاں تک کہ میں فجر کی نماز (یعنی فرض) پڑھ لوں تو ان دو رکعتوں کو طلوع آفتاب کے بعد پڑھ لیتا ہوں۔ اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت

کیا اور اسکی سند صحیح ہے۔

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوی رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
اگر صبح کی نماز اور سنتیں بسبب خوف جماعت خواہ کسی اور وجہ سے رہ گئیں تو ان کی قضا اگر کرے تو بعد بلند آفتاب پڑھے قبل طلوع نہ صرف خلاف اولیٰ بلکہ ناجائز وگناہ وممنوع ہے۔

صحیح بخاری وصحیح مسلم وغیرہما صحاح وسنن ومسانید میں امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے: نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن الصلوٰۃ بعد الصبح حتی تطلع الشمس وبعد العصر حتی تغرب۔ (صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلوٰۃ، باب لاتتحر الصلوٰۃ الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۸۳)
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طلوع سحر کے بعد طلوع آفتاب تک اور عصر کے بعد غروب آفتاب تک نماز سے منع کیا ہے۔

صحیح بخاری وصحیح مسلم وغیرہما میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے: ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نھی عن الصلوٰۃ بعد العصر حتی تغرب الشمس وعن الصلوٰۃ بعد الصبح حتی تطلع الشمس۔ (صحیح البخاری کتاب الصلوٰۃ بعد الفجر باب الصلوٰۃ بعد الفجر مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۸۲و۸۳)
نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عصر کے بعد غروب آفتاب تک اور صبح کے بعد طلوع آفتاب تک نماز سے منع فرمایا ہے۔

علما فرماتے ہیں اس مضمون کی حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر ہیں ذکرہ المناوی فی التیسیر فی شرح الجامع الصغیر (اسے امام مناوی نے التیسیر فی شرح الجامع الصغیر میں ذکر کیا ہے۔) (الفتاوی الرضویۃ، ج۸، ص۱۴۸)

بَابُ قَضَاءِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ مَعَ الْفَرِيْضَةِ

فرض کے ساتھ فجر کی دو رکعتیں قضاء کرنے کا بیان

742۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ عَرَّسْنَا مَعَ نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ نَسْتَيْقِظْ حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَاْخُذْ كُلُّ رَجُلٍ بِرَاْسِ رَاحِلَتِهٖ فَاِنَّ هٰذَا مَنْزِلٌ حَضَرَنَا فِيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ فَفَعَلْنَا ثُمَّ دَعَا بِالْمَاءِ فَتَوَضَّاَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَقَالَ يَعْقُوْبُ ثُمَّ صَلّٰى سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ رات کے آخری حصے میں آرام کے لئے اترے پس ہم بیدار نہیں ہوئے حتیٰ کہ سورج طلوع ہوگیا تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شخص اپنی سواری کی لگام پکڑ لے (اور کوچ کرے) پس بے شک اس جگہ میں شیطان کا اثر ہے، راوی کہتے ہیں ہم نے ایسا ہی کیا

اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَصَلَّی الْغَدَاۃَ. رَوَاہُ مُسْلِمٌ. (مسلم کتاب المساجد قضاء الصلوٰۃ الفائتۃ۔ الخ ج 1 ص 238)

پھر آپ نے پانی منگوا کر وضو کیا پھر دو رکعتیں (فجر کی سنت) پڑھیں۔ پھر نماز کی اقامت کہی گئی تو آپ نے صبح کی نماز پڑھائی۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

اس رات کا نام "لیلۃ تعریس" ہے اور اس واقعہ کا نام "واقعۃ تعریس" ہے۔ تعریس کے معنی ہیں آخر رات میں آرام کے لیے اترنا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کو اپنے خدام سے خدمت لینا جائز ہے، نیز بندوں سے اپنی حفاظت کرانا توکل کے خلاف نہیں۔

یعنی جتنے نوافل آج رات ان کے مقدر میں لکھے تھے اور جن پر وہ قادر تھے پڑھے۔

یعنی انکی نیت سونے کی نہ تھی بلکہ بیٹھ کر طلوع فجر دیکھنے کا ارادہ تھا اسی لیے آپ لیٹے نہیں بلکہ بیٹھے رہے اور منہ بھی مشرق کی طرف رکھا مگر ہونے والی بات کہ بے اختیار سو گئے، لہٰذا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ آپ نے سرکاری فرمان کی مخالفت کی۔

یعنی دھوپ کی گرمی سے بیدار ہوئے۔ خیال رہے کہ حضور کی آنکھ سوتی تھی دل بیدار رہتا تھا مگر سویرا، اندھیرا، اجیالا دیکھنا آنکھ کا کام ہے نہ دل کا، لہٰذا یہ واقعہ اس حدیث کے خلاف نہیں۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند غفلت پیدا نہیں کرتی اسی لیے نیند سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو نہیں ٹوٹتا۔ آج نماز کی قضا غفلت سے نہ ہوئی بلکہ رب نے اپنے پیارے کو اپنی طرف متوجہ کرلیا اور ادھر سے توجہ ہٹالی تاکہ امت کو قضاء پڑھنے کے احکام معلوم ہوجائیں، لہٰذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔

تم نے یہ کیا کیا ہمیں نماز کے وقت جگایا کیوں نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز قضا ہونے پر گھبرا جانا بھی سنت وعبادت ہے جس پر بڑا ثواب ملتا ہے۔

یعنی اس جنگل سے چلو نماز آگے پڑھیں گے کیونکہ ابھی سورج طلوع ہورہا تھا نماز جائز نہ تھی کچھ دور جانے میں قدرے سفر بھی طے ہوجائے گا اور وقت کراہت بھی نکل جائے گا، عرب میں ٹھنڈے وقت سفر کرتے ہیں۔ خیال رہے کہ آفتاب چمکنے کے بیس منٹ بعد نماز جائز ہوتی ہے۔ یہ حدیث امام اعظم کی قوی دلیل ہے کہ سورج نکلتے وقت نہ فرض نماز جائز نہ نفل۔ امام شافعی کے ہاں اس وقت فجر کی قضاء جائز ہے۔

یعنی بے اختیاری حالت میں نماز قضاء ہوجانے پر گناہ نہیں۔ خیال رہے کہ یہاں نماز کی اذان بھی کہی گئی اور تکبیر بھی سنتیں بھی پڑھی گئیں اور جماعت سے نماز بھی، لہٰذا اس حدیث سے بہت سے فقہی مسائل حل ہوئے۔

(مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۶۴۵)

743- وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خطبنا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْهِ فَمَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّرِيْقِ فَوَضَعَ رَاْسَهٗ ثُمَّ قَالَ احْفَظُوا عَلَيْنَا صَلٰوتَنَا فَكَانَ اَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالشَّمْسُ فِيْ ظَهْرِهٖ قَالَ فَقُمْنَا فَزِعِيْنَ ثُمَّ قَالَ ارْكَبُوا فَرَكِبْنَا فَسِرْنَا حَتّٰى اِذَا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ نَزَلَ ثُمَّ دَعَا بِمِيْضَاَةٍ كَانَتْ مَعِيْ فِيْهَا شَيْءٌ مِّنْ مَّاءٍ قَالَ فَتَوَضَّاَ مِنْهَا وُضُوْءًا دُوْنَ وُضُوْءٍ قَالَ وَبَقِيَ فِيْهَا شَيْءٌ مِّنْ مَّاءٍ ثُمَّ قَالَ لِاَبِيْ قَتَادَةَ احْفَظْ عَلَيْنَا مِيْضَاَتَكَ فَسَيَكُوْنُ لَهَا نَبَاٌ ثُمَّ اَذَّنَ بِلَالٌ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى الْغَدَاةَ فَصَنَعَ كَمَا كَانَ يَصْنَعُ كُلَّ يَوْمٍ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(مسلم كتاب المساجد باب قضاء الصلوة الفائتة۔ الخ ج 1 ص 238)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہٗ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم راستے سے ایک طرف ہٹ گئے اور اپنا سر انور رکھ دیا' پھر آپ نے فرمایا تم لوگ ہماری نماز (فجر) کی حفاظت کرنا' پس سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بیدار ہوئے درانحالیکہ کہ سورج آپ کی پیٹھ مبارک پر آچکا تھا۔ راوی کہتے ہیں ہم بھی گھبرا کر اٹھے پھر آپ نے فرمایا سوار ہوجاؤ' پھر ہم سوار ہو کر چلے یہاں تک کہ جب سورج طلوع ہوگیا تو آپ اترے تو میرے پاس جو وضو کا پانی تھا منگوایا اور عام روٹین کی نسبت کم پانی سے وضو کیا۔ راوی کہتے ہیں اس میں کچھ پانی بچ گیا۔ پھر آپ نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہٗ سے فرمایا اس برتن کی حفاظت کرنا عنقریب اس سے ایک خبر کا ظہور ہوگا' پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالٰی عنہٗ نے نماز کے لئے اذان کہی' تو آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے (فجر کی دو رکعتیں) ادا فرمائیں پھر صبح کی نماز اسی طرح پڑھائی جس طرح پہلے پڑھایا کرتے تھے۔

744- وَعَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ سَفَرٍ لَّهٗ مَنْ يَّكْلَؤُنَا اللَّيْلَةَ لَا يَرْقُدُ عَنِ الصَّلٰوةِ عَنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ قَالَ بِلَالٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَا فَاسْتَقْبَلَ مَطْلَعَ الشَّمْسِ وَضُرِبَ عَلٰى اٰذَانِهِمْ حَتّٰى اَيْقَظَهُمْ حَرُّ الشَّمْسِ فَقَامُوْا فَقَالَ تَوَضَّؤُوْا

حضرت نافع بن جبیر رضی اللہ تعالٰی عنہٗ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا آج تک کون ہماری حفاظت کریگا کہ وہ صبح کی نماز سے نہ سوئے تو حضرت بلال رضی اللہ تعالٰی عنہٗ نے عرض کیا میں (آپ کی حفاظت کروں گا) تو انہوں نے سورج کے مطلع کی طرف منہ کرلیا اور صحابہ کرام رضی اللہ

ثُمَّ اَذَّنَ بِلَالٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّوْا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ ثُمَّ صَلٰوةَ الْفَجْرِ۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَاِسْنَادُهُ حَسَنٌ۔

(نسائی کتاب المواقیت باب کیف یقضی الفائت من الصلوٰة ج 1 ص 102' مسند احمد ج 4 ص 81' المعجم الکبیر للطبرانی ج 2 ص 134' معرفة السنن والآثار کتاب الصلوٰة ج 3 ص 420، مسلم کتاب المساجد باب قضاء الصلوٰة الفائتہ۔ الخ ج 1 ص 238)

عنہم پر نیند طاری کردی گئی حتیٰ کہ ان کو سورج کی گرمی نے اٹھایا پس وہ اٹھے تو انہوں نے وضو کیا پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان کہی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے فجر کی دو رکعتیں پڑھیں' پھر فجر کی نماز پڑھی۔ اس کو امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور امام احمد طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور امام احمد طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اور بیہقی نے کتاب المعرفہ میں اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

بَابُ اِبَاحَةِ الصَّلٰوةِ فِي السَّاعَاتِ كُلِّهَا بِمَكَّةَ

مکہ المکرمہ میں تمام اوقات میں نماز کے جائز ہونے کا بیان

745- عَنْ جُبَيْرِ ابْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ لَّا تَمْنَعُوا اَحَدًا طَافَ بِهٰذَا الْبَيْتِ وَصَلّٰى اَيَّةَ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَّيْلٍ اَوْ نَهَارٍ۔ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَاٰخَرُوْنَ وَصَحَّحَهُ التِّرْمَذِيُّ والحاكم وَغَيْرُهُمَا وَفِيْ اِسْنَادِهٖ مقال۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنو عبد مناف تم کسی کو اس گھر (یعنی بیت اللہ) کے طواف سے نہ روکو اور وہ دن یا رات کی جس گھڑی میں چاہے نماز پڑھے۔ اس حدیث کو اصحاب خمسہ اور دیگر محدثین نے روایت کیا' ترمذی اور حاکم وغیرہ نے اس کو صحیح قرار دیا اور اس کی سند میں کلام ہے۔

(ترمذی ابواب الحج باب ماجئ فی الصلوٰة بعد العصر وبعد الصبح۔ الخ ج 1 ص 175' ابو داؤد کتاب المناسک باب الطواف بعد العصر ج 1 ص 260' نسائی کتاب المواقیت باب اباحة الصلوٰة فی الساعات کلها بمکة ج 1 ص 98' ابن ماجة اقامة الصلوٰة باب ماجاءَ فی الرخصة فی الصلوٰة بمکة فی کل وقت ص 90' مسند احمد ج 4 ص 80' مستدرک حاکم کتاب المناسک باب لایمنع احمد عن الطواف بالبیت۔ الخ ج 1 ص 448)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

چونکہ مکہ معظمہ کی سرداری کعبہ کی کلید برداری چاہ زمزم کا انتظام اور حرم شریف کی خدمت اولاد عبد مناف ہی میں تھی اس لیے انہیں خطاب فرما کر یہ فرمایا۔

اس وقت بعض اوقات حرم شریف بند کر دیا جاتا تھا جیسے مسجد نبوی شریف بعد نماز عشاء بند کر دی جاتی ہے کہ طواف کعبہ تو ہر وقت جائز ہے۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا۔ چنانچہ اس حدیث کی بنا پر حرم شریف کسی وقت بند نہیں ہوتا۔ خیال رہے کہ طواف کعبہ تو ہر وقت جائز ہے لیکن نوافل مکروہ وقتوں میں وہاں بھی منع ہیں کیونکہ ممانعت کی حدیثیں مطلق تھیں جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورج ڈوبتے اور بیچ دوپہری میں نماز نہ پڑھو یا فرمایا کہ صبح اور عصر کے بعد نماز نہیں، وہاں مکہ شریف کو مستثنیٰ نہیں کیا امام شافعی وغیرہم اس حدیث کی بنا پر مکہ معظمہ میں ہر وقت نوافل جائز کہتے ہیں مگر یہ استدلال ضعیف ہے کیونکہ حدیث کا مقصد یہ ہے کہ حرم شریف بند نہ کرو، لوگوں کو ہر وقت طواف (نماز پڑھنے دو) ہاں جن وقتوں میں شریعت نے منع کر دیا ہے اس وقت لوگ خود نوافل نہ پڑھیں، شریعت کا منع کرنا کچھ اور ہے لوگوں کا بیت اللہ کو بند کر دینا کچھ اور، دیکھو حرم شریف میں نماز پنج گانہ کی جماعت اور نماز جمعہ وعیدین کی جماعت کے وقت لوگوں کو طواف سے بھی روکا جاتا ہے اور نفلوں سے بھی مگر یہ روکنا شریعت کی طرف سے ہے جیسے ہم کسی سبیل والے سے کہیں کہ تم لوگوں کو ہر وقت پانی پینے دو، اس کا مطلب یہ نہیں کہ رمضان میں بے روزوں کو بھی علانیہ دن کے وقت پانی پینے دو۔ غرضکہ ممانعت کی حدیث صریح ہے اور اجازت کی غیر صریح، نیز جب ممانعت اور جواز میں تعارض ہو تو ممانعت کو ترجیح ہوتی ہے۔ طحاوی شریف میں ہے کہ ایک بار حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نماز فجر کے بعد طواف وداع کیا اور نفل طواف نہ پڑھے مدینہ منورہ روانہ ہو گئے، جب دن چڑھ گیا تو وہ نفل جنگل میں پڑھے، یہ حدیث امام صاحب کے مذہب کی بہت تائید کرتی ہے، اگر اس وقت نفل جائز ہوتے تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بغیر طواف کے نفل پڑھے وہاں سے روانہ نہ ہوتے۔ (مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۶۹)

746- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَوْ يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ لَا تَمْنَعُوْا اَحَدًا يَّطُوْفُ بِالْبَيْتِ وَيُصَلِّيْ فَاِنَّهٗ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ اِلَّا بِمَكَّةَ عِنْدَ هٰذَا الْبَيْتِ يَطُوْفُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ. رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ وَاِسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ. (دارقطنی کتاب الصلوٰۃ باب جواز النافلۃ عند البیت فی جمیع الازمان ج 1 ص 426)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنو عبدالمطلب یا فرمایا اے بنو عبد مناف تم کسی کو بیت اللہ کا طواف کرنے اور نماز پڑھنے سے نہ روکو پس بے شک صبح کے بعد سے طلوع آفتاب تک کوئی نماز نہیں اور نہ ہی عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک سوائے مکہ میں اس گھر کے پاس لوگ طواف بھی کریں اور نماز بھی پڑھیں۔ اس کو دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی سند ضعیف ہے۔

747- وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وَقَدْ

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

صَعِدَ عَلٰى دَرَجَةِ الْكَعْبَةِ مَنْ عَرَفَنِيْ فَقَدْ عَرَفَنِيْ وَمَنْ لَّمْ يَعْرِفْنِيْ فَاَنَا جُنْدُبٌ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ اِلَّا بِمَكَّةَ اِلَّا بِمَكَّةَ اِلَّا بِمَكَّةَ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَاِسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ جِدًّا. (مسند احمد ج 5 ص 165' دار قطنی كتاب الصلوة باب جواز صلوة النافلة عند البيت في جميع الازمان ج ا ص 424)

درانحالیکہ وہ کعبہ کی سیڑھی پر چڑھے تھے کہ جو مجھے پہچانتا ہے پس تحقیق وہ تو مجھے پہچانتا ہے اور جو مجھے نہیں پہچانتا نہیں تو (وہ سن لے) میں جندب ہوں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا صبح کے بعد سے طلوع آفتاب تک کوئی نماز نہ پڑھی جائے اور نہ ہی عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک کوئی نماز نہ پڑھی جائے سوائے مکہ کے اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اور دار قطنی نے روایت کیا اور اس کی سند انتہائی ضعیف ہے۔

بَابُ كَرَاهَةِ الصَّلٰوةِ فِي الْاَوْقَاتِ الْمَكْرُوْهَةِ بِمَكَّةَ

مکہ میں تمام مکروہ اوقات میں نماز کے مکروہ ہونے کا بیان

748- عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَفْرَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهٗ طَافَ بَعْدَ الْعَصْرِ اَوْ بَعْدَ الصُّبْحِ وَلَمْ يُصَلِّ فَسُئِلَ ذٰلِكَ فَقَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ. رَوَاهُ اِسْحَاقُ بْنُ رَاهَوَيْهِ فِيْ مُسْنَدِهٖ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ. قَالَ النِّيْمَوِيُّ وَقَدْ تَقَدَّمَ اَحَادِيْثُ كَرَاهَةِ الصَّلٰوةِ فِي الْاَوْقَاتِ الْخَمْسَةِ.

حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عصر کے بعد یا صبح (کی نماز) کے بعد طواف کیا اور نفل نہ پڑھے تو اس کے بارے میں ان سے سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے بعد سے طلوع آفتاب تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا اور عصر (کی نماز) کے بعد سے غروب آفتاب تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔ اس کو اسحاق بن راہویہ نے اپنے مسند میں بیان کیا اور اس کی سند حسن ہے۔ علامہ نیموی فرماتے ہیں پانچ اوقات میں نماز مکروہ ہونے کے بارے میں احادیث پہلے گزر چکی ہیں۔

(نصب الراية كتاب الصلوة فصل في الاوقات المكروهة نقلاً عن مسند اسحق بن راهوية ج 1 ص 253' مسند أبي داؤد طيالسي ص 170' مسند احمد ج 4 ص 219' سنن الكبرى للبيهقي كتاب الصلوة باب ذكر البيان ان هذا النهي مخصوص ج 2 ص 464)

شرح: اوقاتِ مکروہہ:

طلوع وغروب ونصف النہار ان تینوں وقتوں میں کوئی نماز جائز نہیں نہ فرض نہ واجب نہ نفل نہ ادا نہ قضا، یوہیں سجدۂ تلاوت وسجدۂ سہو بھی ناجائز ہے، البتہ اس روز اگر عصر کی نماز نہیں پڑھی تو اگرچہ آفتاب ڈوبتا ہو پڑھ لے، مگر اتنی تاخیر کرنا حرام ہے۔ حدیث میں اس کو منافق کی نماز فرمایا، طلوع سے مراد آفتاب کا کنارہ ظاہر ہونے سے اس وقت تک ہے کہ اس پر نگاہ خیرہ ہونے لگے جس کی مقدار کنارہ چمکنے سے ۲۰ منٹ تک ہے اور اس وقت سے کہ آفتاب پر نگاہ ٹھہرنے لگے ڈوبنے تک غروب ہے، یہ وقت بھی ۲۰ منٹ ہے، نصف النہار سے مراد نصف النہار شرعی سے نصف النہار حقیقی یعنی آفتاب ڈھلنے تک ہے جس کو ضحوۂ کبریٰ کہتے ہیں یعنی طلوع فجر سے غروب آفتاب تک آج جو وقت ہے، اس کے برابر برابر دو حصے کریں، پہلے حصہ کے ختم پر ابتدائے نصف النہار شرعی ہے اور اس وقت سے آفتاب ڈھلنے تک وقت استوا وممانعت ہر نماز ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، الفصل الثالث، و"الدر المختار" و"رد المحتار"، کتاب الصلاۃ، ج ۲، ص ۳۷)

بَابُ اِعَادَةِ الْفَرِيْضَةِ لِاَجْلِ الْجَمَاعَةِ

جماعت کی وجہ سے فرض نماز کا اعادہ کرنے کا بیان

749۔ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ اَنْتَ اِذَا كَانَتْ عَلَيْكَ اُمَرَاءُ يُؤَخِّرُوْنَ الصَّلٰوةَ عَنْ وَّقْتِهَا اَوْ يُمِيْتُوْنَ الصَّلٰوةَ عَنْ وَقْتِهَا قَالَ قُلْتُ فَمَا تَاْمُرُنِيْ قَالَ صَلِّ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا فَاِنْ اَدْرَكْتَهَا مَعَهُمْ فَصَلِّ فَاِنَّهَا لَكَ نَافِلَةٌ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ (مسلم کتاب المساجد باب کراھۃ تاخیر الصلوۃ عن وقتھا۔ الخ ج 1 ص 230)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا۔ جب تم پر ایسے حکمران مسلط کر دیے جائیں گے جو نماز کو اس کے (مستحب) وقت سے مؤخر کریں گے یا فرمایا نماز کے (مستحب) وقت کو ختم کر کے پڑھیں گے تو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تو نماز کو اس کے وقت پر پڑھنا پس اگر تو ان کے ساتھ نماز کو پالے تو (ان کے ساتھ بھی) نماز پڑھ لینا پس بے شک وہ نماز تیرے لیے نفل ہو جائیگی۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ نے حضور کو علوم غیبیہ بخشے۔ دیکھو حضور نے اس جگہ ابوذر غفاری کی درازی عمر کی بھی خبر دی اور آئندہ لاپرواہ حکام کے تسلط کی بھی، یعنی اے ابوذر! خلفائے راشدین کے بعد تم زندہ رہو گے اور ایسے بے پرواہ اور ظالم حکام کا زمانہ پاؤ گے کہ تم انہیں نماز بھی صحیح وقت پر نہ پڑھوا سکو گے۔

اس جملے سے بہت سے فقہی مسائل معلوم ہوئے: ایک یہ کہ جماعت کے لالچ میں نماز وقت مستحب سے نہ ہٹائی جائے بلکہ اکیلے پڑھ لی جائے۔ دوسرے یہ کہ اگر حاکم صحیح وقت جماعت نہ ہونے دے تو مسجد میں یا گھر میں اپنی نماز علیحدہ پڑھ لے جیسا کہ آج حاجیوں کو نجدی حکام کی وجہ سے پیش آتا ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر ظالم حاکم کے سامنے مجبوراً کلمۂ حق نہ کہہ سکے تو گنہگار نہیں۔ چوتھے یہ کہ نماز پڑھ چکنے کے بعد اگر جماعت ملے تو بہ نیت نفل اس میں شریک ہو جائے مگر یہ حکم صرف ظہر و عشاء میں ہے کیونکہ فجر و عصر کے بعد نفل مکروہ ہیں اور مغرب کی تین رکعتیں ہیں۔ پانچویں یہ کہ اگر ظالم حاکم کے ساتھ نماز نہ پڑھنے میں ایذاء اور تکلیف پہنچ جانے کا اندیشہ ہو تو مجبوراً ان کے پیچھے نماز پڑھ لے مگر نماز لوٹا لے جیسا کہ آجکل اہلِ سنت کو حرمین شریفین میں پیش آتا ہے۔ چھٹے یہ کہ نفل والے کی نماز فرض والے کے پیچھے جائز ہے۔ ساتویں یہ کہ اگر بادشاہ کا مقرر کردہ امام بدمذہب ہو اور کوئی سچا مسلمان ان کی جماعت کے وقت وہاں پھنس جائے تو معذوری کی حالت میں یہی کرے۔ (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۵۶۳)

750- وَعَنْ مِحْجَنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهُ كَانَ فِيْ مَجْلِسٍ مَّعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُذِّنَ بِالصَّلٰوةِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى ثُمَّ رَجَعَ وَمِحْجَنٌ فِيْ مَجْلِسِهٖ لَمْ يُصَلِّ مَعَهٗ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تُصَلِّيَ مَعَ النَّاسِ اَلَسْتَ بِرَجُلٍ مُّسْلِمٍ فَقَالَ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللهِ وَلٰكِنِّيْ قَدْ صَلَّيْتُ فِيْ اَهْلِيْ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جِئْتَ فَصَلِّ مَعَ النَّاسِ وَاِنْ كُنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ. رَوَاهُ مَالِكٌ وآخرون اسناده صَحِيْحٌ۔ (مؤطا امام مالک کتاب الصلوۃ الجماعۃ باب اعادۃ مع الامام ص 115)

حضرت محجن رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو نماز کے لئے اذان کہی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور نماز پڑھانے کے لئے چلے گئے پھر آپ واپس تشریف لائے تو حضرت محجن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی اسی جگہ بیٹھے تھے تو انہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روکا کیا تو مسلمان نہیں ہے تو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیوں نہیں لیکن میں اپنے گھر میں نماز پڑھ چکا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو آئے تو لوگوں کے ساتھ نماز پڑھا اگرچہ تو نماز پڑھ چکا ہو۔ اس کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین نے روایت

کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

ظاہر یہ ہے کہ آپ داخل مسجد میں حضور کے ساتھ تھے، اذان ہوتے حضور نے وہیں نماز پڑھی یہ وہیں بیٹھے رہے اسی بنا پر حضور کا ان پر وہ عتاب ہوا جو آگے آ رہا ہے جیسا کہ عرض کیا جائے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ جماعت اولیٰ کے وقت مسجد میں بیٹھا رہنا سخت گناہ بلکہ کفار کی علامت ہے یا تو بہ نیت نفل جماعت میں شریک ہو جائے ورنہ تکبیر سے پہلے ہی وہاں سے چلا جائے۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ کیا تم مسلمان نہیں اپنی بے علمی کی وجہ سے نہیں بلکہ یہی بتانے کے لیئے ہے کہ یہ علامت کفار کی ہے۔

یہ سمجھ کر کہ مسجد میں نماز ہو چکی ہوگی۔ ممکن ہے کہ یہ کسی دور کے محلہ کے باشندے ہوں اور اپنے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھ کر آئے ہوں۔ بہر حال ان صحابی پر یہ اعتراض نہیں کہ انہوں نے بغیر جماعت گھر میں نماز کیوں پڑھی۔

یہ حکم استحبابی ہے اور یہ نماز نفل ہوگی لہٰذا انہیں اوقات میں ہو سکے گی جن میں بعد فرض نفل جائز ہیں یعنی ظہر و عشاء۔ خیال رہے کہ یہ جماعت اولیٰ کے آداب ہیں دوسری جماعتیں ہوتی رہیں تم وہاں بیٹھے رہو کیونکہ ابھی حدیث میں گزر چکا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صدیق اکبر کو حکم دیا کہ فلاں کے ساتھ نماز پڑھ لو وہ جماعت ہوتی رہی اور سرکار مع صحابہ مسجد میں تشریف فرما رہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۷۷)

751- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ الْاَسْوَدِ الْعَامِرِيِّ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّتَهُ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ صَلَاةَ الصُّبْحِ فِيْ مَسْجِدِ الْخَيْفِ قَالَ فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ وَانْحَرَفَ اِذَا هُوَ بِرَجُلَيْنِ فِيْ اُخْرَى الْقَوْمِ لَمْ يُصَلِّيَا مَعَهُ فَقَالَ عَلَيَّ بِهِمَا فَجِيْءَ بِهِمَا تَرْعَدُ فَرَائِصُهُمَا فَقَالَ مَا مَنَعَكُمَا اَنْ تُصَلِّيَا مَعَنَا فَقَالَا يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّا كُنَّا قَدْ صَلَّيْنَا فِيْ رِحَالِنَا قَالَ فَلَا تَفْعَلَا اِذَا صَلَّيْتُمَا فِيْ رِحَالِكُمَا ثُمَّ اَتَيْتُمَا مَسْجِدَ جَمَاعَةٍ فَصَلِّيَا مَعَهُمْ فَاِنَّهَا لَكُمَا نَافِلَةٌ۔ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ الا ابن ماجة وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ وابن السكن وَابْنُ حِبَّانَ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن یزید بن اسود اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حج میں حاضر تھا۔ پس میں نے آپ کے ساتھ صبح کی نماز مسجد خیف میں پڑھی تو جب آپ نماز سے فارغ ہو کر لوٹے تو اچانک دو شخص قوم کے آخر میں ہیں انہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان دونوں کو میرے پاس لاؤ پس ان دونوں کو اس حال میں لایا گیا کہ ان کی پسلیوں کا گوشت کانپ رہا تھا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روکا۔ دونوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم اپنے گھروں

میں نماز پڑھ چکے ہیں تو آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ کرو جب تم اپنے گھروں میں نماز پڑھ چکے ہو پھر تم جماعت والی مسجد میں آؤ تو ان کے ساتھ نماز پڑھو پس بے شک وہ نماز تمہارے لئے نفل ہو جائیگی۔ اس کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا۔ سوائے ابن ماجہ کے اور ترمذی ابن سکن اور ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا۔

(ترمذی ابواب الصلوۃ باب ماجاء فی الرجل یصلی وحدہ ثم یدرک الجماعۃ ج 1 ص 52' ابو داؤد کتاب الصلوۃ باب فی من صلی فی منزلہ ثم ادرک الجماعۃ ج 1 ص 85' نسائی کتاب الامامۃ والجماعۃ باب اعادۃ الفجر مع الجماعۃ لمن صلی وحدہ ج 1 ص 137' وحدہ مسند احمد ج 4 ص 160' صحیح ابن حبان کتاب الصلوۃ باب اعادۃ الصلوۃ ج 5 ص 57)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ہیبت خداداد کی وجہ سے جیسا کہ احادیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ہیبت بھی دی گئی اور محبوبیت بھی جو پہلی بار حاضر ہوتا مرعوب ہو جاتا جو حاضر رہتا وہ آپ کا عاشق جانباز بن جاتا۔

یہ حکم استحبابی ہے نہ کہ وجوبی اور اس میں وہ نمازیں مراد ہیں جن کے بعد نفل جائز ہے ہر نماز مراد نہیں اگر ہر نماز مراد ہو تو یہ حدیث منسوخ ہے ان احادیث سے جن میں فرمایا گیا کہ فجر و عصر کے بعد نوافل نہ پڑھو، نیز اسی باب کے آخر میں آرہا ہے کہ جو فجر یا مغرب پڑھ چکا ہو پھر جماعت پالے تو اس کے ساتھ نہ پڑھے۔ بہر حال یہ حدیث مطلقاً قابل عمل نہیں۔

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۷۶)

752- وَعَنْ نَافِعٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ اِنِّيْ اُصَلِّيْ فِيْ بَيْتِيْ ثُمَّ اُدْرِكُ الصَّلٰوةَ مَعَ الْاِمَامِ اَفَاُصَلِّيْ مَعَهٗ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ اَيَّتَهُمَا اَجْعَلُ صَلَاتِيْ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَوَ ذٰلِكَ اِلَيْكَ اِنَّمَا ذٰلِكَ اِلَى اللّٰهِ يَجْعَلُ اَيَّتَهُمَا شَاءَ. رَوَاهُ مَالِكٌ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت نافع رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے پوچھا میں گھر میں نماز پڑھتا ہوں پھر میں امام کے ساتھ نماز کو پالیتا ہوں تو کیا میں امام کے ساتھ نماز پڑھوں تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے ان سے فرمایا: ہاں تو اس شخص نے کہا میں ان دونوں میں سے کونسی نماز کو (فرض) نماز قرار دوں تو ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے اس سے کہا کیا یہ تیرے ذمے ہے؟ یہ تو اللہ تعالٰی کے ذمے ہے وہ جس کو چاہے (بطور فرض) قبول فرمالے۔

(مؤطا امام مالک کتاب صلوٰۃ الجماعۃ باب اعادۃ الصلوٰۃ مع الامام ص116)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:
یعنی اس صورت میں میری فرض نماز کون سی ہوئی؟ پہلی جو اکیلے پڑھی یا دوسری جو جماعت سے پڑھی۔ فرمایا پہلی۔ یہ اس صورت میں ہے کہ نمازی نے دوسری نماز میں نفل کی نیت نہ کی ہو، مطلقاً نماز لی یا غلطی سے اسے بھی فرض کی نیت سے پڑھا۔ خیال رہے کہ بلا سبب فرض دوبارہ پڑھنا ممنوع ہے اسے اس ممانعت کی خبر نہ تھی اس لیئے یہ سوال کیا۔
بعض امام فرماتے ہیں کہ اس صورت میں دونوں نمازوں میں سے ایک فرض ہے ایک نفل، یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کون سی فرض ہے کون سی نفل ان کا ماخذ یہ حدیث ہے، باقی آئمہ کے ہاں پہلی نماز فرض ہے اور دوسری نفل۔ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ کیا خبر کون سی نماز قبول ہوئی ہو یا ممکن ہے کہ پہلی نماز کسی وجہ سے فاسد ہو چکی ہو تجھے خبر نہ ہوئی ہو، اللہ تعالیٰ اس نفل کو اس فرض کے قائم مقام کر دے یا رب قادر ہے کہ فرض کو نفل اور نفل کو فرض بنا دے بہرحال دوسری نماز ہی شرعاً نفل ہے جیسا کہ ابھی احادیث میں گزر چکا، نیز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حکام دیر سے نماز پڑھنے لگیں تو تم اپنی نماز پڑھ لیا کرنا پھر ان کے ساتھ بھی جماعت کے ساتھ پڑھ لیا کرنا یہ دوسری نفل ہو جائے گی۔ (مراۃ المناجیح ج 2 ص 310)

753- وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّهُ سَتَكُوْنُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ يُؤَخِّرُوْنَ الصَّلٰوةَ عَنْ مِّيْقَاتِهَا وَيَخْنُقُوْنَهَا إِلٰى شَرَقِ الْمَوْتٰى فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُمْ قَدْ فَعَلُوْا ذٰلِكَ فَصَلُّوا الصَّلٰوةَ لِمِيْقَاتِهَا وَاجْعَلُوْا صَلٰوتَكُمْ مَعَهُمْ سُبْحَةً. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ عنقریب تم پر ایسے حکمران مسلط ہوں گے جو نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کریں گے اور وقت کو بہت تنگ کر دیں گے پس جب تم انہیں ایسا کرتے ہوئے دیکھو تو تم اپنے وقت پر نماز پڑھو اور ان کے ساتھ اپنی نماز کو نفل بنا لو۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

(مسلم کتاب المساجد باب الندب الی وضع الایدی علی الرکب۔ الخ ج 1 ص 202)

754- وَعَنْ نَّافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُوْلُ مَنْ صَلَّى الْمَغْرِبَ أَوِ الصُّبْحَ ثُمَّ أَدْرَكَهُمَا مَعَ الْإِمَامِ فَلَا يَعُدْ لَهُمَا. رَوَاهُ مَالِكٌ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ. (مؤطا امام مالک کتاب صلوٰۃ الجماعۃ باب اعادۃ الصلوٰۃ مع الامام ص116)

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہا کرتے تھے جو مغرب یا صبح کی نماز پڑھ لے پھر ان دونوں نمازوں کو امام کے ساتھ پائے تو ان کا اعادہ نہ کرے۔ اس کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

بَابُ صَلٰوةِ الضُّحٰى

چاشت کی نماز کا بیان

755- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ لَيْلٰى قَالَ مَا

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت

اَخْبَرَنِیْ اَحَدٌ اَنَّهٗ رَاَی النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّی الضُّحٰی اِلَّا اُمُّ هَانِیْءٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ فَاِنَّهَا حَدَّثَتْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ بَيْتَهَا يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَصَلّٰی ثَمَانِیَ رَكَعَاتٍ مَا رَاَيْتُهٗ صَلّٰی صَلٰوةً قَطُّ اَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ اَنَّهٗ كَانَ يُتِمُّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

کرتے ہیں کہ مجھے حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کسی نے نہیں بتایا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہو۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ فتح مکہ کے دن نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے گھر میں داخل ہوئے تو آٹھ رکعات پڑھیں' میں نے کبھی بھی آپ کو اس نماز سے مختصر نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا مگر آپ رکوع اور سجدہ پورا فرماتے تھے۔

(مسلم کتاب صلٰوۃ المسافرین باب استحباب صلٰوۃ الضحٰی و ان اقلها رکعتان۔ الخ ج 1 ص 249' بخاری کتاب التهجد باب صلٰوۃ الضحٰی فی السفر ج 1 ص 157)

شرح: مُفَسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یہ حدیث نماز چاشت کی بڑی قوی دلیل ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ نماز گھر میں پڑھنا بہتر ہے۔ خیال رہے کہ ام ہانی کا نام فاختہ یا عاتکہ بنت ابی طالب ہے، علی مرتضٰی کی حقیقی بہن ہیں، آپ مجبورًا مکہ معظمہ سے ہجرت نہ کر سکی تھیں۔

یعنی یہ نماز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دوسری نمازوں سے ہلکی، رکوع سجدے تو ویسے ہی دراز تھے مگر قیام اور قعدہ ہلکا تھا لہٰذا اس حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ آپ نے قیام و قعدہ پورا نہ کیا۔

یعنی یہ نماز شکرانہ وغیرہ کی نہ تھی بلکہ چاشت کی تھی۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۴۳)

756۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اَوْصَانِیْ خَلِيْلِیْ بِثَلَاثٍ لَّا اَدَعُهُنَّ حَتّٰی اَمُوْتَ صَوْمِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ وَّصَلٰوةِ الضُّحٰی وَنَوْمٍ عَلٰی وِتْرٍ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میرے خلیل نے مجھے تین چیزوں کی وصیت فرمائی کہ میں انہیں مرتے دم تک نہ چھوڑوں' ہر ماہ تین روزے رکھنے کی اور چاشت کی نماز پڑھنے کی اور وتر پڑھ کے سونے کی۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری کتاب التهجد باب صلٰوۃ الضحٰی فی الحضر ج 1 ص 157' مسلم کتاب صلٰوۃ المسافرین باب استحباب صلٰوۃ الضحٰی وان اقلها رکعتان۔ الخ ج 1 ص 250)

شرح: مُفَسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

ضُحٰے، ضَحْوٌ سے بنا، بمعنی دن کی بلندی یا آفتاب کی شعاع، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا"۔

عرف میں نماز اشراق اور نماز چاشت دونوں کو نماز اشراق کہا جاتا ہے۔نماز اشراق کا وقت سورج کے چمکنے کے بیس ۲۰ منٹ بعد سے سورج کے چہارم کے چہارم آسمان پر پہنچنے تک اور نماز چاشت کا وقت چہارم دن سے دو پہر یعنی نصف النہار تک ہے، کبھی نماز اشراق کو بھی نماز چاشت کہہ دیا جاتا ہے۔حق یہ ہے کہ یہ دونوں نمازیں سنت مستحبہ ہیں، نماز اشراق مسجد میں ادا کرنا بہتر ہے اور چاشت گھر میں، اشراق کی دو رکعتیں ہیں اور چاشت کی چار۔(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۴۳)

757- وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحٰى قَالَتْ لَا اِلَّا اَنْ يَّجِيْءَ مِنْ مَّغِيْبِهٖ۔رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کیا نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چاشت کی نماز پڑھتے تھے تو آپ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی سفر سے واپس تشریف لائیں۔

(مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین باب استحباب صلوٰۃ الضحی وان اقلھار کعتان۔الخ ج 1 ص 248)

758- وَعَنْ زَيْدِ ابْنِ اَرْقَمَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَاٰى قَوْمًا يُّصَلُّوْنَ مِنَ الضُّحٰى فَقَالَ اَمَا لَقَدْ عَلِمُوْا اَنَّ الصَّلٰوةَ فِيْ غَيْرِ هٰذِهِ السَّاعَةِ اَفْضَلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةُ الْاَوَّابِيْنَ حِيْنَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ۔رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین باب صلوٰۃ اللیل وعدد رکعات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ج 1 ص 257)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کچھ لوگوں کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا یہ لوگ یقیناً جانتے ہیں کہ نماز اس وقت کے علاوہ دوسرے وقت میں پڑھنا افضل ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا توبہ کرنے والوں کی نماز اس وقت ہوتی جب اونٹ کے بچوں کے گھر دھوپ میں گرم ریت پر چلنے کی وجہ سے گرم ہوجائیں۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

759- وَعَنْهُ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَهْلِ قُبَاءَ وَّهُمْ يُصَلُّوْنَ الضُّحٰى فَقَالَ صَلٰوةُ الْاَوَّابِيْنَ اِذَا رَمَضَتِ الْفِصَالُ مِنَ الضُّحٰى۔رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

(مسند احمد ج 4 ص 366)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اہل قبا کے پاس تشریف لائے درانحالیکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے تو آپ نے فرمایا توبہ کرنے والوں کی نماز اس وقت ہوتی ہے جب اونٹوں کے بچوں کے پاؤں گرم ہوجائیں اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند

صحیح ہے۔

760- وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ یُصْبِحُ الرَّجُلُ عَلٰی کُلِّ سُلَامٰی مِنْ اَحَدِکُمْ صَدَقَۃٌ فَکُلُّ تَسْبِیْحَۃٍ صَدَقَۃٌ وَّکُلُّ تَحْمِیْدَۃٍ صَدَقَۃٌ وَّکُلُّ تَھْلِیْلَۃٍ صَدَقَۃٌ وَّکُلُّ تَکْبِیْرَۃٍ صَدَقَۃٌ وَّاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَۃٌ وَّنَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ صَدَقَۃٌ وَّیُجْزِئُ مِنْ کُلِّ ذٰلِکَ رَکْعَتَانِ یَرْکَعُھُمَا مِنَ الضُّحٰی۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہر آدمی اس حال میں صبح کرتا ہے کہ تم میں سے ہر ایک کے ہر جوڑ پر صدقہ ہے پس ہر تسبیح صدقہ ہے ہر تحمید (الحمدللہ کہنا) صدقہ ہے اور ہر تہلیل (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ) صدقہ ہے اور ہر تکبیر (اللہ اکبر کہنا) صدقہ ہے اور امر بالمعروف اور نھی عن المنکر صدقہ ہے اور ان سب سے وہ دو رکعتیں کفایت کرتی ہیں جنہیں آدمی چاشت کے وقت پڑھتا ہے۔ اسکو امام مسلم اور امام احمد اور امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

(مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین باب استحباب صلوٰۃ الضحی۔ الخ ج 1 ص 250' ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ الضحی ج 1 ص 182' مسند احمد ج 5 ص 167)

شرح: مُفَسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی ان سب میں صدقہ نفلی کا ثواب ہے اور یہ بدن کے جوڑوں کی سلامتی کا شکریہ بھی ہے لہٰذا اگر کوئی انسان روزانہ تین سو ساٹھ نفلی نیکیاں کرے تو محض جوڑوں کا شکریہ ادا کرے گا باقی نعمتیں بہت دور ہیں۔

یہاں چاشت سے مراد اشراق ہی ہے، اس نماز کے بڑے فضائل ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ نماز فجر پڑھ کر مصلے پر ہی بیٹھا رہے، تلاوت یا ذکر خیر ہی کرتا رہے، یہ رکعتیں پڑھ کر مسجد سے نکلے ان شاء اللہ عمرہ کا ثواب پائے گا۔

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۴۵)

761- وَعَنْ مُّعَاذَۃَ اَنَّھَا سَاَلَتْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا کَمْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ صَلٰوۃَ الضُّحٰی قَالَتْ اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ وَّیَزِیْدُ مَا شَآءَ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

حضرت معاذہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ چاشت کی نماز کتنی رکعت پڑھا کرتے تھے تو آپ نے فرمایا چار رکعات اور جس قدر زیادہ پڑھنا چاہتے پڑھ لیتے تھے۔ اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

(مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین باب استحباب صلوٰۃ الضحی ج 1 ص 249)

شرح: مُفَسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی آپ نے نماز چار رکعت سے کبھی کم نہ پڑھی، ہاں کبھی زیادہ کر دیتے۔ امام غزالی نے احیاء العلوم میں فرمایا کہ ان رکعتوں میں والشمس، واللیل، والضحٰی، الم نشرح پڑھے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۴۴)

762- وَعَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ السَّلُوْلِيِّ قَالَ سَأَلْنَا عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ تَطَوُّعِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّهَارِ فَقَالَ إِنَّكُمْ لَا تُطِيْقُوْنَهُ فَقُلْنَا أَخْبِرْنَا بِهِ نَأْخُذْ مِنْهُ مَا اسْتَطَعْنَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ يُمْهِلُ حَتّٰى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هَا هُنَا يَعْنِيْ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ بِمِقْدَارِهَا مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ مِنْ هَا هُنَا يَعْنِيْ مِنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُمْهِلُ حَتّٰى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هَا هُنَا يَعْنِيْ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مِقْدَارَهَا مِنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ مِنْ هَا هُنَا قَامَ فَصَلّٰى أَرْبَعًا وَّأَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَأَرْبَعًا قَبْلَ الْعَصْرِ يَفْصِلُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ بِالتَّسْلِيْمِ عَلَى الْمَلٰئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَالنَّبِيِّيْنَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَآخَرُوْنَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ۔

(ابن ماجة ابواب اقامة الصلوٰة باب ماجاء فی فيما يستحب من التطلوع بالنهار ص 82)

حضرت عاصم بن ضمرہ سلولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دن کے نفلوں کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا تم اس کی طاقت نہیں رکھتے تو ہم نے کہا آپ ہمیں اس کے بارے میں خبر دیں ہم اس میں سے اپنی طاقت کے مطابق لے لیں گے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب فجر کی نماز پڑھتے تو ٹھہر جاتے حتیٰ کہ جب سورج مشرق کی جانب (زمین) سے اتنا (بلند) ہوجاتا جتنا عصر کی نماز کے وقت مغرب کی جانب (زمین) سے بلند ہوتا تو آپ اٹھ کر دو رکعتیں پڑھتے پھر ٹھہر جاتے حتیٰ کہ جب سورج مشرق کی جانب (زمین) سے اتنا بلند ہوجاتا کہ جتنا مغرب کی جانب ظہر کے وقت (زمین سے) بلند ہوتا ہے تو اٹھ کر چار رکعات پڑھتے اور جب سورج ڈھل جاتا تو چار رکعات ظہر سے پہلے اور دو رکعتیں ظہر کے بعد ادا فرماتے اور چار رکعتیں عصر سے پہلے اور ہر دو رکعتوں کے درمیان تشہد کے ساتھ فصل کرتے۔ اس کو ابن ماجہ اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

بَابُ صَلوٰةِ التَّسْبِيْحِ

صلوٰۃ التسبیح کا بیان

763- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَا عَبَّاسُ يَا عَمَّاهُ أَلَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

أُعْطِيْكَ اَلَا اَمْنَحُكَ اَلَا اَحْبُوْكَ اَلَا اَفْعَلُ بِكَ عَشْرَ خِصَالٍ إِذَا اَنْتَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ عَفَا اللهُ لَكَ ذَنْبَكَ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ قَدِيْمَهٗ وَحَدِيْثَهٗ خَطَأَهٗ وَعَمَدَهٗ صَغِيْرَهٗ وَكَبِيْرَهٗ سِرَّهٗ وَعَلَانِيَتَهٗ عَشْرَ خِصَالٍ اَنْ تُصَلِّيَ اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ تَقْرَأُ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُوْرَةً فَاِذَا فَرَغْتَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِيْ اَوَّلِ رَكْعَةٍ وَاَنْتَ قَائِمٌ قُلْتَ سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً ثُمَّ تَرْكَعُ فَتَقُوْلُهَا وَاَنْتَ رَاكِعٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ الرُّكُوْعِ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَهْوِيْ سَاجِدًا فَتَقُوْلُهَا وَاَنْتَ سَاجِدٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُوْدِ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَسْجُدُ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا فَذٰلِكَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ تَفْعَلُ ذٰلِكَ فِيْ اَرْبَعِ رَكْعَاتٍ اِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تُصَلِّيَهَا فِيْ كُلِّ يَوْمٍ مَّرَّةً فَافْعَلْ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ مَّرَّةً فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِيْ كُلِّ شَهْرٍ مَّرَّةً فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِيْ عُمُرِكَ مَرَّةً۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ التسبیح ج1 ص183)

فرمایا اے عباس اے چچا کیا میں تم کو عطا نہ کروں کیا میں تم کو نہ دوں کیا تمہیں دس ایسے کام نہ بتاؤں کہ جب تم انہیں کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے اگلے پچھلے پرانے اور نئے جو بھول کر کیے اور جو قصداً کیے چھوٹے اور بڑے پوشیدہ اور ظاہر سب (گناہ) معاف فرمادے وہ (کام) یہ ہے کہ آپ چار رکعات اس طرح پڑھیں کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھیں پس جب پہلی رکعت میں قرأت سے فارغ ہوں تو حالت قیام میں پندرہ مرتبہ سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ پڑھیں پھر رکوع کریں تو حالت رکوع میں دس مرتبہ یہ کلمات پڑھیں، پھر رکوع سے سر اٹھا کر دس مرتبہ یہ کلمات پڑھیں پھر سجدہ میں جائیں تو حالت سجدہ میں دس مرتبہ یہ کلمات پڑھیں پھر سجدہ سے سر اٹھائیں تو یہ کلمات دس مرتبہ پڑھیں اور پھر سجدہ کریں تو یہ کلمات دس مرتبہ پڑھیں پھر سجدہ سے سر اٹھائیں تو یہ کلمات دس مرتبہ کہیں تو یہ ہر رکعت میں پچھتر مرتبہ ہوا۔ اسی طرح تم چار رکعتوں میں کرو اگر ہو سکے تو اس نماز کو ہر دن میں ایک مرتبہ پڑھو۔ پس اگر نہ کرسکو تو ہر جمعہ میں ایک مرتبہ پس اگر نہ کرسکو تو ہر مہینہ میں ایک مرتبہ اگر نہ کرسکو تو اپنی ساری عمر میں ایک مرتبہ اس کو ابو داؤد اور دیگر محدثین نے روایت کیا ہے۔

شرح: مُفَسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ چند الفاظ جو قریباً ہم معنی ہیں انہیں شوق دلانے کے لیے ارشاد فرمائے تا کہ غور سے سنیں اور اس پر عمل کریں۔

ظاہر یہ ہے کہ اس سے گناہ صغیرہ مراد ہیں کیونکہ گناہ کبیرہ اور حقوق العباد بغیر توبہ اور حق ادا کیے معاف نہیں ہوتے اور

کبیرہ سے مراد اضافی کبیرہ ہیں کیونکہ صغیرہ میں بھی بعض گناہ بعض سے بڑے ہوتے ہیں اور ممکن ہے اس سے یہ مراد ہو کہ نماز تسبیح کی برکت سے اللہ تعالٰی اسے گناہ کبیرہ سے توبہ کی توفیق عطا فرمادے گا جس سے وہ بھی معاف ہوجائیں گے۔

حضرت ابن عباس سے پوچھا گیا کہ اس نماز میں کون سی سورتیں پڑھنا افضل ہیں؟ تو فرمایا تَكَاثُرُ، عَصْر، قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ (ردالمحتار)

ترمذی شریف میں بروایت عبداللہ ابن مبارک یوں ہے کہ سبحان اللہ پڑھ کر پندرہ بار یہ تسبیح کہے اور قرأت سے فارغ ہوکر دس بار یعنی قیام میں پچیس بار کہے پندرہ بار قرأت سے پہلے اور دس بار اس کے بعد ہر رکعت میں یوں ہی کرے۔ احناف کے نزدیک اسی پر عمل ہے۔ دوسرے سجدے سے اٹھتے وقت دس بار نہ کہے تاکہ رکن میں تاخیر نہ ہو۔

یعنی دوسرے سجدے کے بعد قیام سے پہلے، مگر احناف کے ہاں اس موقعہ پر نہ پڑھے۔ یہ دس بار قیام میں ادا ہوچکے۔ اس طریقہ کی حدیث ترمذی شریف میں موجود ہے۔

تاکہ کل تین سو بار ہوجائیں۔ اگر کسی رکن میں تسبیح پڑھنا بھول گیا یا کم پڑھیں تو اس سے متصل دوسرے رکن میں تعداد پوری کردے اور اگر اس نماز میں سجدہ سہو کرنا پڑگیا تو اس سجدے میں تسبیح نہ پڑھے۔ (ردالمحتار)

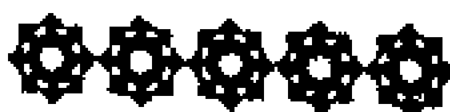
جس وقت چاہو غیر مکروہ وقت میں ادا کرو۔ بہتر ہے کہ ظہر سے پہلے پڑھو۔

جس دن چاہو، مگر بہتر یہ ہے کہ جمعہ کے دن بعد زوال نماز سے پہلے پڑھے کیونکہ اس دن کی ایک نیکی ستر گناہ ہوتی ہے۔ سیدنا عبداللہ ابن عباس کا یہی قول ہے اور آپ کا اس پر عمل بھی تھا۔

جب چاہو لیکن اگر ماہ رمضان میں خصوصًا جمعہ کے دن یا ستائیسویں رمضان پڑھے تو بہتر ہے۔

بعض لوگوں نے اس حدیث کو موضوع بتایا مگر یہ غلط ہے اسے ابن خزیمہ اور حاکم نے صحیح کہا، امام عسقلانی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے، دارقطنی نے فرمایا کہ سورتوں کے فضائل میں یہ حدیث صحیح ترین ہے، عبداللہ ابن مبارک فرماتے ہیں کہ نماز تسبیح رغبت کی بہترین نماز ہے اس پر عمل چاہیے، شیخ فرماتے ہیں کہ ابن جوزی اس حدیث کو ضعیف یا موضوع کہتے ہیں، جلد باز ہیں انہوں نے اسے ضعیف کہا۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۶۰)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوٰی رضویہ جلد ۷ تا ۸، مراۃ المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ۱ حصہ سوم، اور جنتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَبْوَابُ قِیَامِ شَھْرِ رَمَضَانَ

تراویح کا بیان

بَابُ فَضْلِ قِیَامِ رَمَضَانَ

تراویح کی فضیلت کا بیان

764۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ۔ رَوَاہُ الْجَمَاعَۃُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے رمضان میں قیام کیا تو اس کے سابقہ تمام گناہ بخش دیے جائیں گے۔ اس کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

(بخاری کتاب الایمان باب تطوع قیام رمضان من الایمان ج 1 ص 10' مسلم کتاب الصلوٰۃ المسافرین باب الترغیب فی قیام رمضان وھو التراویح ج 1 ص 259' ترمذی ابواب الصوم باب ماجاء فی فضل شھر رمضان ج 1 ص 147' ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب فی قیام شھر رمضان ج 1 ص 194' نسائی کتاب قیام اللیل وتطوع النھار باب ثواب من قام رمضان ایمانا۔ الخ ج 1 ص 238' ابن ماجۃ ابواب اقامۃ الصلوٰۃ باب ماجاء فی قیام شھر رمضان ص 95' مسند احمد ج 2 ص 281)

شرح: تراویح سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

خیال رہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تراویح پڑھی بھی ہیں اور اس کا حکم بھی دیا ہے مگر تعداد رکعات کے متعلق کوئی یقینی روایت نہ مل سکی، اس لیئے کہا جائے گا کہ اصل تراویح سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے اور بیس رکعت پڑھنا، ہمیشہ پڑھنا، باجماعت پڑھنا سنتِ صحابہ ہے۔ اس کی پوری بحث ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو۔ اور اس باب میں بھی کچھ عرض کیا جائے گا۔ ہم نے بیس تراویح پر ایک مستقل رسالہ "لمعات المصابیح" بھی لکھا ہے۔

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۳۰)

765۔ وَعَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُرَغِّبُ فِیْ قِیَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّاْمُرَھُمْ فِیْہِ بِعَزِیْمَۃٍ فَیَقُوْلُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ فَتُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْاَمْرُ عَلٰی ذٰلِكَ ثُمَّ کَانَ الْاَمْرُ عَلٰی ذٰلِكَ فِیْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان میں قیام کی ترغیب دیتے تھے لیکن اس کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تاکیداً حکم نہ دیتے پس آپ فرماتے جس نے ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے رمضان میں قیام کیا اس کے پچھلے گناہ دیئے جائیں گے، رسول

خِلَافَةِ اَبِيْ بَكْرٍ وَّصَدْرٍ مِّنْ خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلٰى ذٰلِكَ. ¹رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم کتاب ¹ المسافرین باب الترغیب فی قیام رمضان۔ الخ ج 1 ص ¹²)

اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور معاملہ اسی طرح رہا۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دور خلافت میں معاملہ اسی طرح رہا' پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ابتدائی دور میں بھی معاملہ اسی طرح رہا اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا۔

شرح : مفسرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

¹یعنی تراویح کو فرض یا واجب نہ قرار دیا لہٰذا اس سے یہ لازم نہیں کہ یہ سنت مؤکدہ بھی نہ ہوں۔

²یا تراویح کی پابندی کی برکت سے سارے صغیرہ گناہ معاف ہو جائیں گے کیونکہ گناہ کبیرہ توبہ سے اور حقوق العباد والے کے معاف کرنے سے معاف ہوتے ہیں، اس کا ذکر بارہا گزر چکا۔

³کہ لوگ باقاعدہ پابندی سے تراویح کی جماعت نہ کرتے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا عذر تو معلوم ہو چکا۔ صدیق اکبر نے مختصر سے زمانۂ خلافت میں جہادوں سے فراغت نہ پائی، عہدِ فاروقی میں اس کا باقاعدہ انتظام ہو گیا جیسا کہ آئندہ آرہا ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۳۵)

بَابٌ فِيْ جَمَاعَةِ التَّرَاوِيْحِ

با جماعت تراویح کا بیان

766- عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ لَيْلَةً مِّنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَصَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ وَصَلّٰى رِجَالٌ بِصَلٰوتِهٖ فَاَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوْا فَاجْتَمَعَ اَكْثَرُ مِنْهُمْ فَصَلّٰى فَصَلَّوْا مَعَهٗ فَاَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوْا فَكَثُرَ اَهْلُ الْمَسْجِدِ مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى فَصَلَّوْا بِصَلٰوتِهٖ فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الرَّابِعَةُ عَجَزَ الْمَسْجِدُ عَنْ اَهْلِهٖ حَتّٰى خَرَجَ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ فَلَمَّا قَضَى الْفَجْرَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّهٗ لَمْ يَخْفَ عَلَيَّ مَكَانُكُمْ وَلٰكِنِّيْ

حضرت عروہ رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم آدھی رات کی وقت گھر سے نکلے تو مسجد میں نماز پڑھی تو آپ کی اقتداء میں کچھ لوگوں نے نماز پڑھی پس صبح لوگوں نے آپس میں اس بارے میں باتیں کیں تو لوگ اس سے زیادہ جمع ہو گئے پس آپ نے نماز پڑھی تو آپ کی اقتداء میں لوگوں نے اس بارے میں باہم گفتگو کی تو تیسری رات مسجد میں بہت زیادہ لوگ ہو گئے' آپ تشریف لائے اور آپ نے نماز پڑھی تو لوگوں نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی پس جب چوتھی رات آئی تو مسجد لوگوں کے سمانے سے تنگ آ گئی حتی کہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صبح کی

خَشِيْتُ اَنْ تُفْتَرَضَ عَلَيْكُمْ فَتَعْجِزُوا عَنْهَا فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

(بخاری کتاب الصوم باب فضل من قام رمضان ج 1 ص 269' مسلم کتاب الصلوٰۃ المسافرین باب الترغیب فی قیام رمضان الخ ج 1 ص 259)

نماز کے لئے تشریف لائے پس جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر خطبہ کہا پڑھا پھر فرمایا اما بعد۔ پس بے شک مجھ پر تمہارا یہاں ہونا مخفی نہ تھا لیکن مجھے ڈر تھا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض کر دی جائے تو تم اس سے عاجز آ جاؤ گے' پس رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فوت ہو گئے اور معاملہ ایسا ہی رہا۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

767- وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِتَّخَذَ حُجْرَةً فِي الْمَسْجِدِ مِنْ حَصِيْرٍ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا لَيَالِيَ حَتّٰى اجْتَمَعَ اِلَيْهِ نَاسٌ ثُمَّ فَقَدُوْا صَوْتَهُ لَيْلَةً فَظَنُّوْا اَنَّهُ قَدْ نَامَ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَتَنَحْنَحُ لِيَخْرُجَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ مَازَالَ بِكُمُ الَّذِيْ رَاَيْتُ مِنْ صَنِيْعِكُمْ حَتّٰى خَشِيْتُ اَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ كُتِبَ عَلَيْكُمْ مَا قُمْتُمْ بِهِ فَصَلُّوْا اَيُّهَا النَّاسُ فِيْ بُيُوْتِكُمْ فَاِنَّ اَفْضَلَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهِ اِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوْبَةَ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

(بخاری کتاب الاذان باب صلوٰۃ اللیل ج 1 ص 101' مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین باب استحباب صلوٰۃ النافلۃ فی بیتہ ج 1 ص 266)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مسجد میں چٹائی کا حجرہ بنایا اور آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کئی راتیں اس میں نماز پڑھی حتیٰ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم جمع ہو گئے پھر ایک رات آپ کی آواز نہ آئی اور انہوں نے یہ گمان کر لیا کہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سو گئے ہیں تو ان میں سے بعض کھانسنا شروع ہو گئے تاکہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائیں تو آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا یہ معاملہ جو میں نے دیکھا اسی طرح رہا حتیٰ کہ مجھے خوف ہوا کہ یہ نماز تم پر فرض نہ کر دی جائے اور اگر تم پر فرض کر دی جاتی تو تم اس کو قائم نہ رکھ سکتے تو اے لوگو تم اپنے گھروں میں نماز پڑھو' پس بے شک آدمی کی سب سے افضل نماز وہ ہے جس کو وہ گھر میں پڑھے سوائے فرض نماز کے اس کو شیخین روایت کیا۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

ماہ رمضان میں بحالت اعتکاف اس طرح کہ اپنے اردگرد مسجد کے ایک گوشہ میں چٹائی کھڑی کر لی تاکہ خلوت میں خاص عبادتیں کریں۔ اس سے معلوم ہوا کہ معتکف مسجد میں چادر ٹاٹ وغیرہ کا عارضی حجرہ اپنے لیئے بنا سکتا ہے مگر اتنا وسیع نہ بنائے کہ نمازیوں پر جگہ تنگ ہو جائے۔ (مرقاۃ وغیرہ)

حق یہ ہے کہ یہ نماز تراویح تھی اور اس طرح ادا ہوتی تھی کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس حجرے کے اندر سے امامت فرماتے اور صحابہ اس حجرے کے باہر آپ کی اقتداء کرتے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ نماز تہجد ہی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی تراویح پڑھی ہی نہیں، تراویح سنت صحابہ ہے مگر پہلی بات زیادہ قوی ہے۔

روش کلام سے معلوم ہو رہا ہے کہ گزشتہ راتوں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرأت اور تکبیریں باآواز بلند ادا کیں جس پر صحابہ نے اقتدا کی آج چونکہ آواز نہ تھی لہٰذا اقتدا نہ کر سکے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کبھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز کے لیئے جگاتے نہ تھے، بے ادبی سمجھتے تھے اور اکیلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بغیر پڑھتے بھی نہ تھے کہ اسے محرومی جانتے تھے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۰۵)

768- عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ صُمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَضَانَ فَلَمْ يَقُمْ بِنَا فَلَمَّا كَانَتِ الْخَامِسَةُ قَامَ بِنَا حَتّٰى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ لَوْ نَفَّلْتَنَا قِيَامَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ قَالَ فَقَالَ إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا صَلّٰى مَعَ الْإِمَامِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ حُسِبَ لَهُ قِيَامُ لَيْلَةٍ قَالَ فَلَمَّا كَانَتِ الرَّابِعَةُ لَمْ يَقُمْ فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ جَمَعَ أَهْلَهُ وَنِسَاءَهُ وَالنَّاسَ فَقَامَ بِنَا حَتّٰى خَشِيْنَا أَنْ يَفُوْتَنَا الْفَلَاحُ قَالَ قُلْتُ مَا الْفَلَاحُ قَالَ السُّحُوْرُ ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا بَقِيَّةَ الشَّهْرِ۔ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔

حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے رمضان المبارک میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ روزے رکھے تو آپ نے ہمارے ساتھ قیام نہیں فرمایا پھر جب پانچویں رات آئی تو آپ نے ہمارے ساتھ قیام فرمایا یہاں تک کہ رات کا آدھا حصہ گزر گیا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر آپ ہمیں اس رات اور بھی نفل پڑھاتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے حتیٰ کہ جب وہ نماز سے فارغ ہوتا تو اس کے لیے رات کے قیام کا ثواب شمار کر دیا جاتا ہے پس جب چوتھی رات آئی تو آپ نے اپنی ازواج مطہرات اور لوگوں کو جمع کیا اور ہمارے ساتھ قیام فرمایا یہاں تک کہ ہمیں فلاح کے فوت ہوجانے کا خوف ہوا راوی کہتے ہیں میں نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا فلاح کیا ہے تو انہوں نے فرمایا سحری پھر باقی مہینہ آپ نے ہمارے ساتھ قیام نہیں فرمایا۔ اس کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(ترمذی ابواب الصوم باب ماجاء فی قیام شہر رمضان ج 1 ص 166' ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب فی قیام شہر رمضان واللفظ له ج 1 ص 195' نسائی کتاب قیام اللیل وتطوع النہار باب قیام شہر رمضان ج 1 ص 238' ابن ماجۃ ابواب اقامۃ الصلوٰۃ باب ماجاء فی قیام شہر رمضان ص 95' مسند احمد ج 5 ص 156)

769- وَعَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ أَبِي مَالِكٍ الْقُرَظِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيْ رَمَضَانَ فَرَاٰى نَاسًا فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ يُصَلُّوْنَ فَقَالَ مَا يَصْنَعُ هٰؤُلَاءِ قَالَ قَائِلٌ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰؤُلَاءِ نَاسٌ لَيْسَ مَعَهُمُ الْقُرْاٰنُ وَاُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَقْرَأُ وَهُمْ مَعَهُ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوتِهِ قَالَ قَدْ اَحْسَنُوْا وَقَدْ اَصَابُوْا وَلَمْ يَكْرَهْ ذٰلِكَ لَهُمْ۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَاِسْنَادُهُ جَيِّدٌ وَلَهٗ شَاهِدٌ دُوْنَ حَسَنٍ عِنْدَ اَبِيْ دَاؤُدَ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ۔

حضرت ثعلبہ بن ابو مالک قرظی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رمضان المبارک میں ایک رات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو کچھ لوگوں کو مسجد کے ایک کونے میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا یہ کیا کر رہے ہیں تو ایک کہنے والے نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کو قرآن یاد نہیں اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن پڑھتے ہیں تو یہ لوگ ان کی اقتدا میں نماز پڑھتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا انہوں نے اچھا کیا' انہوں نے درست کیا اور آپ نے ان کے لئے اس کو ناپسند نہیں فرمایا۔ اس کو بیہقی نے المعرفہ میں بیان کیا اور اس کی سند جید ہے اور ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے اس کا شاہد ہے جو کہ حسن سے کم درجہ کی حدیث ہے۔

(معرفۃ السنن والآثار کتاب الصلوٰۃ ج 4 ص 39' سنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الصلوٰۃ باب من زعم أنها بالجماعة افضل۔الخ ص 495' ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب فی قیام شہر رمضان ج 1 ص 195)

770- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ اَنَّهٗ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَيْلَةً فِيْ رَمَضَانَ اِلَى الْمَسْجِدِ فَاِذَا النَّاسُ اَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُوْنَ يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهٖ وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّيْ بِصَلٰوتِهِ الرَّهْطُ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اِنِّيْ اَرٰى لَوْ جَمَعْتُ هٰؤُلَاءِ عَلٰى

حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں میں رمضان کی ایک رات حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف نکلا تو دیکھا کہ لوگ متفرق الگ الگ نماز پڑھ رہے ہیں کوئی شخص اکیلے نماز پڑھ رہا ہے کچھ لوگ جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ

قَارِئٍ وَّاحِدٍ لَكَانَ اَمْثَلَ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهٗ لَيْلَةً اُخْرٰى وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوةِ قَارِئِهِمْ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ وَالَّتِيْ يَنَامُوْنَ عَنْهَا اَفْضَلُ مِنَ الَّتِيْ يَقُوْمُوْنَ يُرِيْدُ اٰخِرَ اللَّيْلِ وَكَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ اَوَّلَهٗ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔ (بخاری کتاب الصوم باب فضل من قام رمضان ج 1 ص 269)

عنہ نے فرمایا میرے خیال میں اگر میں ان کو ایک ہی قاری کے پیچھے جمع کردوں تو بہت بہتر ہوگا۔ پھر آپ نے پختہ ارادہ کرلیا اور لوگوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے جمع کردیا' پھر دوسری رات میں آپ کے ساتھ نکلا تو لوگ اپنے قاری کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ کتنی اچھی بدعت ہے وہ نماز یعنی تہجد جسے چھوڑ کر تم سوجاتے ہو اس سے افضل ہے جسے تم ادا کرتے ہو اس سے آپ کی مراد رات کے آخری حصہ کی نماز تھی اور لوگ رات کے پہلے حصے میں نماز تراویح پڑھتے تھے۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

قاری عبدالرحمن کی صفت ہے نہ کہ عبد کا مضاف الیہ اور یہ قبیلہ قارہ کی طرف منسوب ہے، آپ تابعی ہیں، حضرت عمر فاروق کی طرف سے بیت المال پر عامل تھے۔

یعنی رمضان کی راتوں میں سے ایک رات میں مسجد نبوی میں داخل ہوا تو لوگوں کو اس طرح متفرق طور پر تراویح پڑھتے دیکھا کہ کوئی جماعت سے پڑھ رہا ہے کوئی اکیلے۔ خیال رہے کہ فرائض کی جماعت اولیٰ کے وقت مسجد میں علیحدہ نماز پڑھنا منع ہے۔ تراویح کا یہ حکم نہیں اب بھی پیچھے آنے والے تراویح کی جماعت کے وقت فرائض اور بقیہ تراویح پڑھتے رہتے ہیں۔

اس طرح کہ حضرت ابی ابن کعب کو حکم دیا کہ صحابہ کو تراویح پڑھایا کریں اور صحابہ کو حکم دیا کہ ان کے پیچھے جمع ہو کر تراویح پڑھا کریں۔ خیال رہے کہ فرائض کے امام خود عمر فاروق تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر فرائض اور امام پڑھائے اور تراویح دوسرا تو جائز ہے، ہاں جس نے فرض جماعت سے نہ پڑھے ہوں وہ وتر نہیں پڑھا سکتا بلکہ جماعت سے پڑھ بھی نہیں سکتا۔

یعنی تراویح کی بیس رکعت اور باجماعت ہمیشہ اہتمام سے قائم کرنا میری ایجاد ہے اور بدعت حسنہ ہے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ نفس تراویح سنتِ رسول اللہ ہے مگر اس پر ہیشگی، باجماعت اور اہتمام سے ادا کرنا سنتِ فاروقی ہے یعنی بدعت حسنہ ہے۔ دوسرے یہ کہ ایجادات صحابہ شرعاً بدعت ہیں اگر چہ انہیں لغۃً سنت کہا جاتا ہے، اسی لحاظ سے حضور

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ" لہٰذا یہ دونوں حدیثیں متعارض نہیں۔ تیسرے یہ کہ ہر بدعت بری نہیں بعض اچھی بھی ہوتی ہیں، بلکہ فرض قرآن کریم کے اعراب اور سیپارے حدیثوں کو کتابی شکل میں جمع کرنا بدعت ہے مگر فرض۔ چوتھے یہ کہ قیامت تک تراویح کی دھوم دھام عمر فاروق کی یادگار ہے۔

یعنی تم لوگ تراویح تو پڑھ لیتے ہو مگر تہجد چھوڑ دیتے ہو حالانکہ وہ بہت افضل ہے وہ بھی پڑھا کرو یا یہ مطلب ہے کہ میں کسی عذر کی وجہ سے تمہارے ساتھ تراویح میں شریک نہیں ہوتا مگر تہجد پڑھتا ہوں جو اس جماعت سے افضل ہے۔ خیال رہے کہ تراویح کی جماعت سنت علی الکفایہ ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کا عمل تراویح اول رات میں پڑھنے کا تھا۔ خیال رہے کہ تراویح سو کر اٹھ کر نہ پڑھتے بلکہ سونے سے پہلے پڑھے خواہ آخری رات تک پڑھتا رہے جیسا کہ شبینہ میں ہوتا ہے اور صحابہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ عمل کیا یا پڑھ کر سوئے۔ (مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۳۶)

771- وَعَنْ نَوْفَلِ بْنِ إِيَاسٍ الْهُذَلِيِّ قَالَ كُنَّا نَقُوْمُ فِيْ عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي الْمَسْجِدِ فَيَتَفَرَّقُ هٰهُنَا فِرْقَةٌ وَّكَانَ النَّاسُ يَمِيْلُوْنَ إِلٰى أَحْسَنِهِمْ صَوْتًا فَقَالَ عُمَرُ أُرَاهُمْ قَدِ اتَّخَذُوا الْقُرْاٰنَ أَغَانِيَ أَمَا وَاللهِ لَئِنِ اسْتَطَعْتُ لَأُغَيِّرَنَّ فَلَمْ يَمْكُثْ إِلَّا ثَلَاثَ لَيَالٍ حَتّٰى أَمَرَ أُبَيًّا فَصَلّٰى بِهِمْ۔ رَوَاهُ البخاري فِيْ خَلْقِ أَفْعَالِ الْعِبَادِ وَابْنُ سَعْدٍ وَّجَعْفَرُ الْفِرْيَابِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔

حضرت نوفل بن ایاس ہذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں مسجد میں قیام کرتے تھے تو لوگ متفرق ہو کر کھڑے ہوتے اور وہ لوگوں میں سے اچھی آواز والے کی طرف مائل ہوتے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرے خیال میں یہ لوگ قرآن کو راگ بنانا چاہتے ہیں خدا کی قسم اگر مجھ سے ہو سکا تو میں ضرور اسے بدل دوں گا۔ پھر آپ صرف تین رات ہی ٹھہرے تھے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خلق افعال العباد میں روایت کیا اور ابن سعد اور جعفر فریابی نے اور اس کی سند حسن ہے۔

بَابُ التَّرَاوِيْحِ بِثَمَانِ رَكْعَاتٍ

آٹھ رکعت تراویح کا بیان

772- عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَأَلَ

حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت

عَآئِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا كَيْفَ كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهٖ عَلٰى اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ قَالَ يَا عَآئِشَةُ اِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ. (بخاری کتاب الصوم باب فضل من قام رمضان ج 1 ص 269' مسلم کتاب الصلوٰۃ المسافرین باب صلوٰۃ اللیل و عدد رکعات النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ج 1 ص 254)

کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رمضان میں کس طرح نماز پڑھتے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے فرمایا رمضان اور غیر رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے' چار رکعت نماز پڑھتے پس تو اس نماز کے طول اور حسن کے بارے میں نہ پوچھ' پھر چار رکعات پڑھتے پس تو ان کے حسن اور طول کے بارے میں مت پوچھ' پھر تین رکعت پڑھتے آپ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سوتے ہیں تو آپ نے فرمایا: اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل بیدار رہتا۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

773- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ ثَمَانَ رَكْعَاتٍ وَّاَوْتَرَ فَلَمَّا كَانَتِ الْقَابِلَةُ اجْتَمَعْنَا فِي الْمَسْجِدِ وَرَجَوْنَا اَنْ يَّخْرُجَ فَلَمْ يَخْرُجْ فَلَمْ نَزَلْ فِيْهِ حَتّٰى اَصْبَحْنَا ثُمَّ دَخَلْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْتَمَعْنَا الْبَارِحَةَ فِي الْمَسْجِدِ وَرَجَوْنَا اَنْ تُصَلِّيَ بِنَا فَقَالَ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ يُّكْتَبَ عَلَيْكُمْ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الصَّغِيْرِ وَمُحَمَّدُ بْنُ نَصْرِ الْمِرْوَزِيُّ فِيْ قِيَامِ اللَّيْلِ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ حِبَّانَ فِيْ صَحِيْحَيْهِمَا وَفِيْ اِسْنَادِهٖ لِيْنٌ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے رمضان میں آٹھ رکعات اور وتر پڑھائے۔ پس جب دوسری رات آئی تو ہم مسجد میں جمع ہوئے اور ہمیں امید تھی کہ آپ تشریف لائیں گے پس آپ تشریف نہ لائے تو ہم صبح تک مسجد میں ہی رہے' پھر ہم نے حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہم گزشتہ رات مسجد میں جمع ہوئے اور ہمیں امید تھی کہ آپ ہمیں نماز پڑھائیں گے تو آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا مجھے یہ خوف ہوا کہ تم پر فرض کر دی جائیگی۔ اس کو طبرانی نے صغیر میں ذکر کیا اور محمد بن نصر نے قیام اللیل میں اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں اور اس کی

سند میں کمزوری ہے۔

(المعجم الصغیر للطبرانی من اسمه عثمان ص190' قیام اللیل کتاب قیام رمضان باب صلوٰۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم جماعة لیلاً۔ الخ ص 155' صحیح ابن خزیمة جماع ابواب ذکر الوتر باب ذکر بدلیل بان الوتر یس بفرض ج 2 ص138' صحیح ابن حبان کتاب الصلوٰۃ باب الوتر ج5 ص62)

774- وَعَنْهُ قَالَ جَآءَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ كَانَ مِنِّي اللَّيْلَةَ شَيْءٌ يَّعْنِيْ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ وَمَا ذَاكَ يَا أُبَيُّ قَالَ نِسْوَةٌ فِيْ دَارِيْ قُلْنَ اِنَّا لَا نَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ فَنُصَلِّيْ بِصَلٰوتِكَ قَالَ فَصَلَّيْتُ بِهِنَّ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ وَّاَوْتَرْتُ فَكَانَتْ سُنَّةَ الرِّضَا وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا. رَوَاهُ اَبُوْيَعْلٰى وقَالَ الْهَيْثَمِيُّ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ. (مسند ابی یعلی ج 3 ص336' مجمع الزوائدکتاب باب فی الرجل یؤمر النساء ج2 ص74)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ گزشتہ رات میرے ساتھ ایک معاملہ پیش آیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابی وہ کیا ہے تو حضرت ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے گھر کی کچھ عورتوں نے کہا کہ ہم قرآن نہیں پڑھ سکتیں پس ہم تیری اقتدا میں نماز پڑھیں گی تو میں نے ان کو آٹھ رکعات اور وتر پڑھائے تو یہ سنت رضا ہوگئی کہ آپ نے ان کو کچھ نہیں فرمایا۔ اس کو ابو یعلی نے روایت کیا اور ہیثمی نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔

775- وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ عَنِ السَّآئِبِ بْنِ يَزِيْدَ اَنَّهٗ قَالَ اَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَّتَمِيْمًا الدَّارِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنْ يَّقُوْمَا لِلنَّاسِ بِاِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً قَالَ وَقَدْ كَانَ الْقَارِئُ يَقْرَأُ بِالْمِئِيْنَ حَتّٰى كُنَّا نَعْتَمِدُ عَلَى الْعِصِيِّ مِنْ طُوْلِ الْقِيَامِ وَمَا كُنَّا نَنْصَرِفُ اِلَّا فِيْ فُرُوْعِ الْفَجْرِ. رَوَاهُ مَالِكٌ وسعيد بن منصور واَبُوْبَكْر بن اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت محمد بن یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابی بن کعب اور تمیم داری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعات پڑھائیں اور قاری مئین سورتیں پڑھتا حتیٰ کہ ہم طویل قیام کی وجہ سے لاٹھی پر سہارا لیتے اور ہم صبح سے تھوڑی ہی دیر پہلے نماز سے فارغ ہوتے تھے۔ اسے مالک اور سعید بن منصور اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مؤطا امام مالک کتاب الصلوٰۃ فی رمضان ماجاء فی قیام رمضان ص 98' مصنف ابن ابی شیبۃ کتاب الصلوٰۃ باب فی صلوٰۃ رمضان ج 2 ص 391)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

آٹھ رکعتیں تراویح اور تین وتر کبھی ابی ابن کعب نے پڑھائیں اور کبھی تمیم داری یا تراویح ابی ابن کعب نے پڑھائیں اور وتر تمیم داری نے۔ اس حدیث سے غیر مقلد آٹھ تراویح پر دلیل پکڑتے ہیں مگر یہ ان کے بھی خلاف ہے کیونکہ وہ وتر ایک رکعت پڑھتے ہیں اور اس میں تین کا ثبوت ہے۔ اس حدیث میں چند طرح گفتگو ہے: ایک یہ کہ حدیث صحیح نہیں بلکہ مضطرب ہے، اس کے راوی محمد ابن یوسف ہیں انہوں نے یہاں گیارہ کی روایت کی اور محمد ابن نصر سے تیرہ کی، عبدالرزاق نے انہیں سے اکیس رکعتیں نقل کیں۔ (فتح الباری) ابن عبدالبر نے فرمایا کہ یہ روایت وہم ہے۔ صحیح یہ ہے کہ آپ نے لوگوں کو بیس رکعت کا حکم دیا۔ (مرقاۃ) دوسرے یہ کہ ہوسکتا ہے کہ اولاً آٹھ تراویح پڑھی گئی ہوں، پھر بارہ، پھر بیس یہ دونوں منسوخ ہوں، لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں۔ اس کی پوری بحث ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو۔

مئین: وہ سورتیں کہلاتی ہیں جن کی آیات سو سے زیادہ ہوں جیسے سورۂ بقر، آل عمران یعنی آٹھ رکعتوں میں لمبی سورتیں پڑھی جاتی تھیں تو ہم تھک کر اپنی بغل میں لاٹھی دبا کر ٹیک لگا لیتے تھے۔ اگر یہ حدیث صحیح ہو تو اس سے معلوم ہوگا کہ لاٹھی پر ٹیک لگا کر نماز پڑھنا جائز ہے اور شبینہ سنت ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۷۵۳)

بَابٌ فِي التَّرَاوِيحِ بِأَكْثَرَ مِنْ ثَمَانِ رَكْعَاتٍ

آٹھ رکعات سے زیادہ تراویح کا بیان

776- عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ أَنَّهُ سَمِعَ الْأَعْرَجَ يَقُولُ مَا أَدْرَكْتُ النَّاسَ إِلَّا وَهُمْ يَلْعَنُونَ الْكَفَرَةَ فِي رَمَضَانَ قَالَ وَكَانَ الْقَارِئُ يَقْرَأُ سُورَةَ الْبَقَرَةِ فِي ثَمَانِ رَكْعَاتٍ فَإِذَا قَامَ بِهَا فِي اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً رَأَى النَّاسُ أَنَّهُ قَدْ خَفَّفَ. رَوَاهُ مَالِكٌ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(مؤطا امام مالک کتاب الصلوٰۃ فی رمضان باب ما جاء فی قیام رمضان ص 98)

حضرت داؤد بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت اعرج رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے لوگوں کو اسی حال میں پایا کہ وہ رمضان میں کافروں پر لعنت کرتے تھے اور قاری آٹھ رکعتوں میں سورۃ بقرہ پڑھتا تھا پس جب وہ بارہ رکعات میں اسے پڑھتا تو لوگ یہ سمجھتے کہ (آج) اس نے ہلکی نماز پڑھائی ہے اس کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یہ حدیث گزشتہ اس حدیث کی شرح ہے جس میں فرمایا گیا تھا کہ صحابہ آخر ... رمضان میں ... [illegible]

تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ قنوت قنوت نازلہ تھی جیسا ہم پہلے کہہ چکے ہیں۔ وتر کی قنوت تو ہمیشہ پڑھی جائے گی۔ اعرج کا نام عبدالرحمان ہے جو مشہور ثقہ تابعی ہیں اور لوگوں سے مراد صحابہ ہیں۔

خیال رہے کہ صحابہ کرام نے اولاً آٹھ تراویح پڑھی پھر بارہ جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا، پھر بیس تراویح پر تمام صحابہ کا اتفاق ہو گیا جیسا کہ مرقاۃ، لمعات وغیرہ میں ہے، نیز طبرانی، بیقی، ابن شیبہ، امام بغوی، مالک، ابن یفیع وغیرہ میں حضرت ابن عباس، سائب، ابن یزید، یزید ابن رومان، ابی ابن کعب، ابوعبدالرحمان، سلمٰی وغیرھم سے روایتیں کیں۔ بلکہ طبرانی، بقیوغ، عبد ابن حمید، ابن ابی شیبہ وغیرہم نے حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ خود حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سوائے وتر کے بیس رکعت پڑھتے تھے، اگرچہ ان کی اسنادوں میں عثمان ابن ابراہیم راوی غیر ثقہ ہے مگر چونکہ عثمان امام اعظم سے بہت عرصہ بعد پیدا ہوا لہٰذا یہ حدیث امام اعظم کو صحیح ہو کر ملی، بعد کا ضعف پہلے والوں کو مضر نہیں۔ طبرانی، ابن حبان میں حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رمضان میں آٹھ رکعت پڑھتے تھے۔ اس میں اولاً تو عیسٰی ابن جاریہ راوی سخت ضعیف ہے لہٰذا حدیث ناقابل عمل اور اگر صحیح بھی ہو تو وہاں نماز تہجد مراد ہے نہ کہ تراویح۔ اسی لیئے طبرانی نے یہ حدیث باب قیام اللیل یعنی تہجد کے باب میں نقل کی۔ غرض کہ بیس والی روایتوں میں تراویح ہی مراد ہے اور آٹھ والی میں تہجد کا احتمال، اسی لیئے امام ترمذی فرماتے ہیں کہ اہل مکہ بیس تراویح پڑھتے تھے اور اہل مدینہ چالیس، آٹھ تراویح پر کبھی کسی کا عمل نہیں ہوا اب تو سارے عرب وعجم میں بیس تراویح پڑھی جاتی ہیں بلکہ بیس تراویح کے حساب سے قرآن کریم کے رکوع پانچ سوستاون (۵۵۷) صحیح ہوتے ہیں۔ کہ رکوع اس کو کہتے ہیں جسے پڑھ کر صحابہ تراویح میں رکوع کرتے تھے اگر تراویح آٹھ ہوتیں تو قرآن کے رکوع ۲۱۶ ہوتے ہیں۔ اس کی پوری تحقیق "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو۔

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۳۸)

بَابٌ فِی التَّرَاوِیْحِ بِعِشْرِیْنَ رَکَعَاتٍ

777۔ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ خُصَیْفَۃَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانُوْا یَقُوْمُوْنَ عَلٰی عَھْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً قَالَ وَکَانُوْا یَقْرَءُوْنَ بِالْمِئِیْنَ وَکَانُوْا یَتَوَکَّئُوْنَ عَلٰی عِصِیِّھِمْ فِیْ عَھْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مِنْ شِدَّۃِ الْقِیَامِ۔ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

بیس رکعات تراویح کا بیان

حضرت زید بن خصیصہ رضی اللہ تعالٰی عنہ، حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ کے زمانہ میں لوگ بیس رکعات تراویح پڑھتے تھے اور مئین سورتوں کی قرأت فرماتے اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دور میں طویل قیام کی وجہ سے لوگ اپنی لاٹھیوں پر ٹیک لگا لیتے تھے۔ اس کو امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الصلوٰۃ باب ما روی فی عدد رکعات القیام فی شھر رمضان ج 2 ص 496)

778- وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَعِشْرِيْنَ رَكْعَةً. رَوَاهُ مَالِكٌ وَاِسْنَادُهٗ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ.

حضرت یزید بن رمضان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ لوگ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں رمضان المبارک میں ۲۳ رکعتیں پڑھتے تھے۔ اس کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند مرسل قوی ہے۔

(مؤطا امام مالک کتاب الصلوٰۃ فی رمضان باب ما جاء فی قیام رمضان ص 98)

779- وَعَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَمَرَ رَجُلًا يُّصَلِّيْ بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً. رَوَاهُ اَبُوْبَكْرِ بن اَبِيْ شَيْبَةَ فِيْ مُصَنَّفِهٖ وَاِسْنَادُهٗ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ.

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو ۲۳ رکعتیں پڑھائے اس کو ابو بکر بن شیبہ نے اپنے مصنف میں بیان کیا اور اس کی سند مرسل قوی۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ کتاب الصلوٰۃ باب کم یصلی فی رمضان من رکعۃ ج 2 ص 393)

780- وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رَفِيْعٍ قَالَ كَانَ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ فِيْ رَمَضَانَ بِالْمَدِيْنَةِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ اَخْرَجَه اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ فِيْ مُصَنَّفِهٖ وَاِسْنَادُهٗ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ.

حضرت عبدالعزیز بن رفیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ابی بن کعب مدینہ طیبہ میں رمضان المبارک کے مہینے میں لوگوں کو بیس رکعات تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔ اس کو ابو بکر بن شیبہ نے اپنے مصنف میں بیان کیا اور اس کی سند مرسل قوی ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ کتاب الصلوٰۃ باب کم یصلی فی رمضان من رکعۃ ج 2 ص 393)

781- وَعَنْ عَطَاءٍ قَالَ اَدْرَكْتُ النَّاسَ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ ثَلَاثًا وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً بِالْوِتْرِ. رَوَاهُ ابن اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

حضرت عطا رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو اسی حال میں پایا کہ وہ وتروں سمیت ۲۳ رکعات پڑھتے تھے۔ اس کو ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ کتاب الصلوٰۃ باب کم یصلی فی رمضان من رکعۃ ج 2 ص 393)

782- وَعَنْ اَبِي الْخَصِيْبِ قَالَ كَانَ يَؤُمُّنَا

حضرت ابوالخصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں

سُوَیْدُ بْنُ غَفَلَةَ فِیْ رَمَضَانَ فیُصَلِّیْ خَمْسَ تَرْوِیْحَاتٍ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً. رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

کہ ہمیں سوید بن غفلہ نے رمضان المبارک میں اقامت کرائی تو آپ پانچ ترویحات یعنی بیس رکعتیں پڑھاتے۔ اس کو بیہقی نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(سنن الکبرٰی للبیہقی کتاب الصلوٰۃ باب ماروی فی عدد رکعات القیام فی شهر رمضان ج 2 ص 496)

783- وَعَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ ابْنُ اَبِیْ مُلَیْکَةَ یُصَلِّیْ بِنَا فِیْ رَمَضَانَ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً. رَوَاهُ اَبُوْبَکْرِ بنِ اَبِیْ شَیْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ.

حضرت نافع بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ابن ابی ملیکہ ہمیں رمضان میں بیس رکعات (تراویح) پڑھاتے تھے اس کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ کتاب الصلوٰۃ باب کم یصلی فی رمضان من رکعۃ ج 2 ص 393)

784- وَعَنْ سَعِیْدِ بْنِ عُبَیْدٍ اَنَّ عَلِیَّ بْنَ رَبِیْعَةَ کَانَ یُصَلِّیْ بِهِمْ فِیْ رَمَضَانَ خَمْسَ تَرْوِیْحَاتٍ وَّیُوْتِرُ بِثَلَاثٍ اَخْرَجَهُ اَبُوْبَکْرُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ فِیْ مُصَنَّفِهٖ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ. قَالَ النِّیْمَوِیُّ وَفِی الْبَابِ رِوَایَاتٌ اُخْرٰی اَکْثَرُهَا لَا تَخْلُوْ عَنْ وَّهْنٍ وَّلٰکِنْ بَعْضُهَا یُقَوِّیْ بَعْضًا.

(مصنف ابن ابی شیبۃ کتاب الصلوٰۃ باب کم یصلی فی رمضان من رکعۃ ج 2 ص 393)

حضرت سعید بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو رمضان میں پانچ ترویحات میں بیس رکعات تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔ اس کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے نقل کیا اپنے مصنف میں اس کی سند صحیح ہے۔ علامہ نیموی فرماتے ہیں اس بارے میں دیگر روایات بھی ہیں جن میں سے اکثر ضعف سے خالی نہیں ہیں لیکن ان میں سے بعض بعض کو تقویت دیتی ہیں۔

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

تراویح سنت مؤکدہ ہے محققین کے نزدیک سنت مؤکدہ کا تارک گنہگار ہے خصوصاً جب ترک کی عادت بنالے، تراویح کی تعداد جمہور امت کے ہاں بیس ہی ہے۔ ایک روایت کے مطابق امام مالک کے ہاں ان کی تعداد چھتیس ہے۔ درمختار میں ہے تراویح سنت مؤکدہ ہیں کیونکہ خلفاء راشدین نے اس پر دوام فرمایا اور وہ بیس رکعات ہیں، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہی سنت ہے کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اقتدا کا حکم دیا ہے اور خلفاء راشدین کی اتباع سنت میں تاکید کامل فرمائی ہے۔ امام احمد، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی

اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر میری اور خلفائے راشدین کی سنت لازم ہے اسے دانتوں سے اچھی طرح مضبوطی کے ساتھ تھام لو۔ ترمذی (درمختار، باب الوتر والنوافل، مطبوعہ مجتبائی دہلی بھارت ۱/۹۸) (سنن ابوداؤد، آخر باب فی لزوم السنۃ، مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۷۹) (الفتاوی الرضویہ، ج ۷، ص ۴۵۷)

بَابُ قَضَآءِ الْفَوَائِتِ

فوت شدہ نمازوں کی قضا کا بیان

785- عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَّسِيَ صَلٰوةً فَلْيُصَلِّ اِذَا ذَكَرَهَا لَا كَفَّارَةَ لَهَا اِلَّا ذٰلِكَ (وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ). رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز (پڑھنا) بھول جائے تو جب اسے یاد آئے تو اسے چاہئے نماز پڑھے پس اس کا یہی کفارہ ہے (کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) اور نماز کو میری یاد کے لئے قائم کرو۔
اس کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

(بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب من نسی صلوٰۃ فی فلیصل اذا ذکرھا۔ الخ ج 1 ص 84' مسلم کتاب المساجد باب قضاء الصلوٰۃ الفائتہ۔ الخ ج 1 ص 238' ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ماجاءَ فی النوم عن الصلوٰۃ ج 1 ص 43' ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب فی من نام عن صلوٰۃ او نسیھا ج 1 ص 63' نسائی کتاب المواقیت باب فیمن نام عن صلوٰۃ ج 1 ص 100' ابن ماجۃ ابواب مواقیت الصلوٰۃ باب من نام عن الصلوٰۃ او نسیھا ص 50' مسند احمد ج 3 ص 282)

786- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ جَآءَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَجَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا كِدْتُّ اُصَلِّيْ الْعَصْرَ حَتّٰى كَادَتِ الشَّمْسُ تَغْرُبُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللهِ مَا صَلَّيْتُهَا فَقُمْنَا اِلٰى بُطْحَانَ فَتَوَضَّاَ لِلصَّلٰوةِ وَتَوَضَّاْنَا لَهَا فَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ. (بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب من صلی بالناس جماعۃ بعد ذھاب الوقت ج 1 ص 83' مسلم کتاب المساجد باب الدلیل لمن قال الصلوٰۃ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ خندق کے موقع پر غروب آفتاب کے بعد حاضر ہوئے تو کفار قریش کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور عرض کیا یارسول اللہ میں نے عصر کی نماز نہ پڑھی حتیٰ کہ سورج غروب ہونے کے قریب ہو گیا تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے بھی عصر کی نماز نہیں پڑھی تو ہم اٹھ کر وادی بطحان کی طرف گئے پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز کے لئے وضو کیا اور ہم نے بھی نماز کے لئے وضو کیا تو آپ نے غروب آفتاب کے بعد عصر کی نماز پڑھائی' پھر اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھائی اس کو

الوسطی ھی صلوٰۃ العصر ج 1 ص 227) شیخین نے روایت کیا۔

شرح: آپ نے وادی بطحان میں سورج غروب ہوجانے کے بعد نماز عصر قضا پڑھی پھر اس کے بعد نماز مغرب ادا فرمائی۔ اور کفار کے حق میں یہ دعا مانگی کہ

مَلَأَ اللهُ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا كَمَا شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ. (صحیح البخاری، کتاب المغازی۔ باب غزوۃ الخندق، الحدیث: ۴۱۱۱، ۴۱۱۲، ج ۳، ص ۵۴)

اللہ ان مشرکوں کے گھروں اور ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے ان لوگوں نے ہم کو نماز وسطی سے روک دیا یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا۔

جنگ خندق کے دن حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یہ دعا بھی فرمائی کہ:

اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اهْزِمِ الْأَحْزَابَ اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ.

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الخندق، الحدیث: ۴۱۱۵، ج ۳، ص ۵۵)

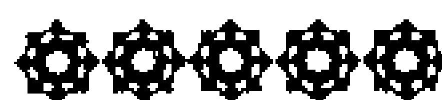
اے اللہ! عزوجل اے کتاب نازل فرمانے والے! جلد حساب لینے والے! تو ان کفار کے لشکروں کو شکست دے دے، اے اللہ! عزوجل ان کو شکست دے اور انہیں جھنجھوڑ دے۔

787- وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ نَّسِيَ صَلٰوةً فَلَمْ يَذْكُرْهَا اِلَّا وَهُوَ مَعَ الْاِمَامِ فَاِذَا سَلَّمَ الْاِمَامُ فَلْيُصَلِّ الصَّلٰوةَ الَّتِيْ نَسِيَ ثُمَّ لْيُصَلِّ بَعْدَهَا الْاُخْرٰى. رَوَاهُ مَالِكٌ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

(مؤطا امام مالک کتاب قصر الصلوٰۃ فی السفر العمل فی جامع الصلوٰۃ ص 155)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما فرمایا کرتے تھے جو نماز پڑھنا بھول جائے پھر اس کو نماز اس حال میں یاد آئے کہ وہ امام کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد اسے چاہیے کہ وہ بھولی ہوئی نماز پڑھے پھر اس کے بعد دوسری نماز پڑھے۔ اس کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوٰی رضویہ جلد ۷ تا ۹، مراۃ المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ۲ حصہ چہارم، فیضانِ تراویح، جاء الحق اور جنتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَبْوَابُ سُجُوْدِ السَّهْوِ

سجدۂ سہو کا بیان

بَابُ سُجُوْدِ السَّهْوِ قَبْلَ السَّلَامِ

سلام سے پہلے سجدہ سہو کا بیان

788۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ الْاَسْدِيِّ حَلِيْفِ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فِيْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَعَلَيْهِ جُلُوْسٌ فَلَمَّا اَتَمَّ صَلٰوتَهٗ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ فَكَبَّرَ فِيْ كُلِّ سَجْدَةٍ وَّهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ اَنْ يُّسَلِّمَ وَسَجَدَهُمَا النَّاسُ مَعَهٗ مَكَانَ مَا نَسِيَ مِنَ الْجُلُوْسِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

حضرت عبداللہ بن بحینہ اسدی بنو عبدالمطلب کے حلیف روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظہر کی نماز میں (قعدہ کئے بغیر) کھڑے ہوگئے حالانکہ آپ پر بیٹھنا تھا پس جب آپ نے اپنی نماز مکمل فرمائی تو سلام سے پہلے بیٹھ کر دو سجدے کئے، ہر سجدے کے لئے تکبیر کہتے اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا، یہ اس قعدہ کی جگہ تھے جو کہ آپ بھول گئے۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری کتاب التہجد باب کیبر فی سجدتی السھو ج 1 ص 164، مسلم کتاب المساجد باب اذا نسی الجلوس فی الرکعتین۔ الخ ج 1 ص 211)

شرح: مفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:
مشہور یہ ہے کہ بحینہ آپ کی والدہ کا نام ہے اور آپ کے والد کا نام مالک ہے، آپ والدہ کی طرف سے عبدالمطلب میں حضور علیہ السلام سے مل جاتے ہیں کیونکہ بحینہ بنت حارث ابن عبدالمطلب ابن عبدالمناف ہیں، آپ بڑے متقی، صائم الدھر صحابی ہیں، امیر معاویہ کے زمانہ میں وفات ہوئی۔
معلوم ہوا کہ اگر امام پہلی التحیات بھول کر تیسری رکعت میں پورا کھڑا ہو جائے تو مقتدی لقمہ دے کر اسے واپس نہ کریں بلکہ خود بھی کھڑے ہو جائیں کیونکہ وہ بیٹھنا واجب ہے اور یہ قیام فرض، واجب کے لیے فرض نہیں چھوڑا جاسکتا۔
اس حدیث کی بنا پر امام شافعی فرماتے ہیں سجدۂ سہو کے لیئے سلام نہ پھیرے مگر دوسری قوی روایات میں آتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے لیے سلام پھیرا ہے اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد عمر فاروق اعظم ہمیشہ سجدۂ سہو کے لیے سلام پھیرا کرتے تھے، فاروق اعظم کا یہ عمل اس حدیث کو تقویت دیتا ہے لہٰذا حق یہ ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے اس کی ناسخ مسلم، بخاری کی وہ روایت ہے جو فصل اول میں گزر گئی اور ہوسکتا ہے کہ یہاں سلام سے مراد نماز کے وہ دو سلام ہوں جن سے نماز ختم کی جاتی ہے اور مطلب یہ ہو کہ لوگوں نے سلام نماز کا انتظار کیا حضور علیہ السلام نے وہ سلام نہ پھیرا بلکہ

سہو کا ایک سلام پھیر کر تکبیر کہہ دی تب اسے منسوخ ماننے کی ضرورت نہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۳۸)

789۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلَمْ يَدْرِكَمْ صَلّٰى ثَلَاثًا اَمْ اَرْبَعًا فَلْيَطْرَحِ الشَّكَّ وَلْيَبْنِ عَلٰى مَا اسْتَيْقَنَ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يُّسَلِّمَ فَاِنْ كَانَ صَلّٰى خَمْسًا شَفَعْنَ لَهٗ صَلٰوتَهٗ وَاِنْ كَانَ صَلّٰى اِتْمَامًا لِاَرْبَعٍ كَانَتَا تَرْغِيْمًا لِلشَّيْطٰنِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم کتاب المساجد باب اذا نسی الجلوس فی الرکعتین۔ الخ ج 1 ص 211)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو نماز میں شک ہوجائے وہ نہ جانتا ہو کہ اس نے کتنی رکعات پڑھیں ہیں تین یا چار تو اسے چاہئے کہ وہ شک کو دور کردے اور ان رکعات پر بنا کرے جن کا اسے یقین ہے پھر وہ سلام سے پہلے دو سجدے کرلے پس اگر (واقع) میں اس نے پانچ رکعتیں پڑھیں ہیں تو وہ دو سجدے اس کی نماز کو جفت بنادیں گے اور اگر اس نے چار رکعات کو پورا کرنے کے لئے دو سجدے کئے تو وہ شیطان کو ذلیل کرنیوالے ہوں گے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یعنی کم مانے کہ وہ یقینی ہے زیادہ کو نہ لے کہ وہ مشکوک ہے۔

بخاری کی روایت میں سلام سے پہلے کا لفظ نہیں یہاں سلام سے مراد نماز کا سلام ہے جس سے نماز سے نکلتے ہیں نہ کہ سجدۂ سہو کا سلام لہٰذا یہ حدیث نہ تو حنفیوں کے خلاف ہے اور نہ ان احادیث سے متعارض جن میں سلام کا ذکر ہے کہ وہاں سلام سے مراد سجدۂ سہو کا سلام ہے۔ اس حدیث کی بناء پر امام شافعی فرماتے ہیں کہ سجدۂ سہو میں سلام نہیں مگر قول امام ابوحنیفہ بہت قوی ہے۔ یعنی اگر نمازی نے تین رکعتیں مان کر ایک رکعت اور پڑھ لی اور واقع میں چار ہوچکی تھیں اور اس رکعت کے پڑھنے سے پانچ ہوگئیں تو وہ دو سجدے ایک رکعت کی طرح ہو کر چھ رکعتیں ہوجائیں گی اور اسے چار فرض اور دو نفل کا ثواب مل جائے گا۔ شَفَعْنَ کا فاعل وہ پانچ رکعتیں ہیں۔

یعنی اگر واقع میں رکعت تین ہی ہوئی تھیں اور اب چار پوری ہوئیں تو اس سے نمازی کا نقصان کوئی نہیں، شیطان ذلیل ہوجائے گا کہ اس نے نماز خراب کرنی چاہی مگر کامیاب نہ ہوسکا بلکہ دو سجدوں کا ثواب اور مل گیا۔

یعنی اگر نمازی پانچ رکعتیں پڑھ گیا ہے تو ان دو سجدوں کی برکت سے اپنی نماز کو چھ رکعتیں بنالے گا اور چار فرضوں کے ساتھ دو نفلوں کا ثواب بھی پائے گا۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۳۸)

790۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ سَمِعْتُ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت

رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلَمْ يَدْرِ وَاحِدَةً صَلّٰى اَمْ ثِنْتَيْنِ فَلْيَجْعَلْهَا وَاحِدَةً وَّاِذَا لَمْ يَدْرِ ثِنْتَيْنِ صَلّٰى اَمْ ثَلَاثًا فَلْيَجْعَلْهَا ثِنْتَيْنِ وَاِذَا لَمْ يَدْرِ ثَلَاثًا صَلّٰى اَمْ اَرْبَعًا فَلْيَجْعَلْهَا ثَلَاثًا ثُمَّ يَسْجُدُ اِذَا فَرَغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ اَنْ يُّسَلِّمَ سَجْدَتَيْنِ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وابن ماجة وَالتِّرْمَذِيُّ وَصَحَّحَهٗ وَهُوَ مَعْلُوْلٌ۔

(مسند احمد ج 1 ص 190، ابن ماجة ابواب اقامة الصلوٰة باب ماجاء فیمن قام من اثنتین ساهیا ص 86، ترمذی ابواب الصلوٰة باب فیمن یشک فی الزیادة و النقصان ج 1 ص 90)

کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جب تم میں سے کسی کو نماز میں شک ہوجائے پس وہ نہ جانتا ہو کہ اس نے ایک رکعت پڑھی ہے یا دو تو اسے چاہئے کہ وہ اسے ایک رکعات قرار دے اور جب اسے معلوم نہ ہو کہ اس نے دو پڑھی ہیں یا تین تو وہ ان کو دو رکعات قرار دے اور جب اس کو تین اور چار کے درمیان شک ہو تو وہ انہیں تین رکعات قرار دے پھر جب وہ نماز سے فارغ ہو تو بیٹھ کر سلام سے پہلے دو سجدے کرے۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ابن ماجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا اور یہ حدیث معلول ہے۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یعنی اگر نمازی کو تردد ہے کہ میں نے تین پڑھیں یا چار تو تین مان کر ایک رکعت اور مان لے تا کہ اب یہ تردد ہو جائے کہ چار پڑھیں یا پانچ اور سجدۂ سہو کرلے کہ اگر پانچ رکعتیں ہوگئیں ہوں تو تاخیر سلام کی وجہ سے جو نقصان پیدا ہوا اس کا بدلہ اس سے ہوجائے گا۔ خیال رہے کہ اس سارے باب میں حضور علیہ السلام کے سہوؤں کا ذکر ہوا پہلی التحیات میں نہ بیٹھنا دو رکعت پر سلام پھیر دینا، تین رکعت پر سلام پھیرنا، بجائے چار کے پانچ رکعتیں پڑھنا اور ان سب میں سجدۂ سہو کا ذکر آیا۔ اس بناء پر فقہاء فرماتے ہیں کہ نماز کا واجب چھوٹ جانے سے سجدۂ سہو واجب ہوجاتا ہے نہ کہ سنتیں اور فرض چھوٹنے سے ہمارا مذہب میں فتویٰ اس پر ہے کہ ہر سجدۂ سہو کے لیے پہلے التحیات پڑھے اور ایک سلام پھیر کر دو سجدے کرے پھر التحیات دونوں درود و دعا پڑھ کر سلام پھیرے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۴۶)

بَابُ سُجُوْدِ السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ

سلام کے بعد سجدہ سہو کا بیان

791- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنِ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ لَهٗ ذُو الْيَدَيْنِ اَقَصُرَتِ الصَّلٰوةُ اَمْ نَسِيْتَ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا تو ذوالیدین نے آپ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا نماز کم

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى اثْنَتَيْنِ اُخْرَيَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ. (بخاری کتاب التهجد باب من لم يتشهد فی سجدتی السهو۔ الخ ج 1 ص 164' مسلم کتاب المساجد باب من ترک الرکعتين۔۔۔۔الخ ج 1 ص 213)

کردی گئی یا آپ بھول گئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کیا ذوالیدین نے سچ کہا تو لوگوں نے عرض کیا ہاں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اٹھے اور مزید دو رکعتیں پڑھائیں پھر سلام پھیرا پھر تکبیر کہہ کر اپنے سجدے کی مثل یا اس طویل سجدہ کیا پھر اپنا سر مبارک سجدے سے اٹھایا۔ اس کو شیخین نے روایت کیا ہے۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

ان کا نام عُمیر ابن عمرو کنیت ابو محمد، لقب خرباق اور حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا عطا کردہ خطاب ذوالیدین تھا۔ حجازی سلمی تھے ان کے متعلق اور بہت سی روایتیں ہیں آپ کو بارگاہ رسالت میں بہت باریابی تھی جو بات بڑے صحابہ عرض نہ کرسکتے تھے آپ بے تکلف عرض کر دیتے تھے۔

اس گفتگو سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ بھولی ہوئی چیز کا انکار کر دینا جھوٹ نہیں بلکہ اس پر قسم کھالینا گناہ نہیں، اس ہی کو قسم لغو کہتے ہیں، رب تعالی فرماتا ہے: "لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ بِاللَّغْوِ فِیْۤ اَیْمَانِکُمْ" دیکھو سرکار صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو بھول ہوئی مگر فرمایا کہ میں بھولا نہیں کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے اپنے بھولنے کا خیال نہیں یہ بالکل صحیح ہے شان نبوت کے خلاف نہیں۔ دوسرے یہ کہ ایسے موقعہ پر اکثر مقتدیوں کی بات مانی جائے گی نہ کہ ایک کی، اگر ایک کہے کہ دو رکعتیں پڑھیں باقی کہیں چار تو چار ہی مانی جائیں گی، دیکھو حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ذوالیدین کی خبر کی تصدیق فرما کر اس پر عمل کیا۔

پہلی تکبیر سجدے میں جانے کے لیئے تھی، دوسری سجدے سے اٹھنے کے لیئے، تیسری پھر سجدے میں جانے کے لیے۔ ظاہر یہ ہے کہ سجدۂ سہو کے لیئے ایک ہی سلام پھیرا جو لوگ جاچکے تھے انہیں واپس بلایا گیا اور سب کے ساتھ یہ دو رکعتیں ادا کی گئیں۔

یعنی لوگوں نے ابن سیرین سے پوچھا کہ کیا حضور علیہ السلام نے سجدۂ سہو کے بعد نماز کا سلام پھیرا یا نہیں تو آپ نے فرمایا کہ حضرت ابوہریرہ نے مجھ سے سلام کا ذکر نہیں کیا، ہاں میں نے سنا یہ ہے کہ عمران ابن حصین بھی یہ واقعہ بیان کیا کرتے تھے اور وہ کہتے تھے کہ پھر سلام پھیرا۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہوا کہ ابن سیرین اور حضرت ابوہریرہ نے درمیان عمران ابن حصین ہیں جن کا ذکر نہ کیا گیا تاکہ یہ حدیث منقطع ہوجائے کیونکہ ابن سیرین کی عمران ابن حصین سے ملاقات ہی نہیں ہوئی۔ (مراۃ المناجیح ج۲ ص۲۴۱)

792- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَكَّ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَقَالَ اِسْنَادُهٗ لَابَأْسَ بِهٖ۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو نماز میں شک ہوجائے تو اسے چاہیے کہ وہ سلام کے بعد دو سجدے کرے۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ابو داؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور بیہقی نے روایت کیا اور اس کی سند لا باس بہ ہے۔

(مسند احمد ج 1 ص 205' ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب من قال بعد التسلیم ج 1 ص 148' نسائی کتاب السهو باب التحری ج 1 ص 185' سننب الکبریٰ للبیهقی کتاب الصلوٰۃ باب من قال یسجد هما بعد التسلیم۔ الخ ج 2 ص 336)

793- وَعَنْ عَلْقَمَةَ اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ وَذَكَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ ذٰلِكَ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

(ابن ماجة ابواب اقامة الصلوٰة باب ما جاء فيمن سجدهما بعد السلام ص 86)

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سہو کی وجہ سے دو سجدے سلام کے بعد کرتے تھے اور انہوں نے کہا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا کیا۔ اس کو ابن ماجہ اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

794- وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ فِي الرَّجُلِ يَهِمُ فِيْ صَلٰوتِهٖ لَا يَدْرِيْ اَزَادَ اَمْ نَقَصَ قَالَ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

(طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب سجود السهو ج 1 ص 299)

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس کو نماز میں وہم ہوجاتا ہو اور وہ نہ جانتا ہو کہ اس نے زیادہ نماز پڑھ لی ہے یا کم تو آپ نے فرمایا وہ سلام کے بعد دو سجدے کرے اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اسکی سند صحیح ہے۔

795- وَعَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ صَلّٰى وَرَآءَ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاَوْهَمَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ السَّلَامِ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت ضمرہ سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو ان کو نماز میں وہم ہوگیا۔ پس انہوں نے سلام کے بعد دو سجدے کئے۔ اس کو امام

(طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب سجود السھو ج 1 ص 299) طحاوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوٰی رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
ایک سلام کے بعد چاہئے، دوسرا سلام پھیرنا منع ہے، یہاں تک کہ اگر دونوں قصداً پھیر دے گا سجدہ سہو نہ ہو سکے گا اور نماز پھیرنا واجب رہے گا۔

درمختار میں ہے: یجب بعد سلام واحد عن یمینه فقط وهو الاصح بحر وعلیه لو اتی بتسلیمتین سقط عنه السجود الخ (درمختار باب سجود السہو مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی بھارت ۱/۱۰۱)

فقط دائیں جانب سلام کے بعد واجب ہے اور یہی اصح ہے بحر۔ اور اگر سجدہ سہو لازم تھا اور اس نے دونوں طرف سلام پھیر دیا تو سجود ساقط ہو جائیگا الخ۔

ردالمحتار میں ہے:

وعلیه فیجب ترك التسلیمة الثانیة الخ۔ واللہ تعالٰی اعلم وعلمه وجل مجدہ اتم واحکم (ردالمحتار باب سجود السہو ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۷۸)

اگر سجدہ سہو لازم ہو تو دوسرے سلام کا ترک ضروری ہوتا ہے الخ۔ واللہ تعالٰی اعلم وعلمه جل مجدہ اتم واحکم۔ (الفتاوی الرضویۃ، ج ۷، ص ۹۲)

796- وَعَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ سَجْدَتَا السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.
(طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب سجود السھو ج 1 ص 299)

حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا بھول کے دو سجدے سلام کے بعد ہیں۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

شرح: سجدۂ سہو کا بیان

جو نماز میں چیزیں واجب ہیں اگر ان میں سے کوئی واجب بھول سے چھوٹ جائے تو اس کی کمی کو پورا کرنے کے لئے سجدۂ سہو واجب ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کے آخر میں التحیات پڑھنے کے بعد داہنی طرف سلام پھیرنے کے بعد دو مرتبہ سجدہ کرے اور پھر التحیات اور درود شریف اور دعا پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر دے۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج ۲، ص ۶۵۱۔ ۶۵۳)

مسئلہ:۔ اگر قصداً کسی واجب کو چھوڑ دیا تو سجدۂ سہو کافی نہیں بلکہ نماز کو دہرانا واجب ہے۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج ۲، ص ۶۵۵)

مسئلہ:۔ جو باتیں نماز میں فرض ہیں اگر ان میں سے کوئی بات چھوٹ گئی تو نماز ہوگی ہی نہیں اور سجدۂ سہو سے بھی یہ کمی پوری نہیں ہوسکتی بلکہ پھر سے اس نماز کو پڑھنا ضروری ہے۔

مسئلہ:۔ ایک نماز میں اگر بھول سے کئی واجب چھوٹ گئے تو ایک مرتبہ وہی دو سجدے سہو کے سب کے لئے کافی ہیں چند بار سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں۔ (ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج ۲، ص ۶۵۵)

مسئلہ:۔ پہلے قعدہ میں التحیات پڑھنے کے بعد تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہونے میں اتنی دیر لگادی کہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ پڑھ سکے تو سجدۂ سہو واجب ہے چاہے کچھ پڑھے یا خاموش رہے دونوں صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے اس لئے دھیان رکھو کہ پہلے قعدہ میں التحیات ختم ہوتے ہی فوراً تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوجاؤ۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج ۲، ص ۶۵۷)

بَابُ مَا يُسَلِّمُ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ ثُمَّ يُسَلِّمُ

797- عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ لَا اَدْرِيْ زَادَ اَوْ نَقَصَ فَلَمَّا سَلَّمَ قِيلَ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحَدَثَ فِي الصَّلٰوةِ شَيْءٌ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوْا صَلَّيْتَ كَذَا وَكَذَا فَثَنٰى رِجْلَيْهِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمَّا اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ قَالَ اِنَّهُ لَوْ حَدَثَ فِي الصَّلٰوةِ شَيْءٌ لَّنَبَّاْتُكُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ فَاِذَا نَسِيْتُ فَذَكِّرُوْنِيْ وَاِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ لْيُسَلِّمْ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَاٰخَرُوْنَ.

(بخاری کتاب الصلوٰۃ باب التوجہ نحو القبلۃ ج 1 ص 58)

سلام پھیرنے کے بعد سہو کے دو سجدے کرے پھر سلام پھیرے

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔ ابراہیم (راوی) کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ آپ نے اضافہ کیا یا کمی کی تو آپ کی خدمت میں عرض کی گئی یارسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کیا نماز کے بارے میں کوئی نیا حکم نازل ہوا ہے؟ تو آپ نے فرمایا وہ کیا؟ تو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم آپ نے اتنی نماز پڑھی ہے تو آپ نے اپنے پاؤں مبارک کو دوہرا فرما کر قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور دو سجدے کئے پھر آپ نے سلام پھیرا پس جب آپ اپنے چہرہ انور کے ساتھ ہماری طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا: اگر نماز کے متعلق کوئی نیا حکم نازل ہوتا میں ضرور تمہیں بتادیتا' میں بھی بشر ہوں جیسے تم بھولتے ہو میں بھی بھولتا ہوں' پس جب میں بھول جاؤں تو مجھے

یاددلا دیا کرو اور جب تم میں سے کسی کو نماز میں شک ہو تو اسے چاہئے کہ وہ درست کے لئے غور کرے اور اس کے مطابق نماز پوری کرے پھر سلام پھیرے پھر دو سجدے کرے۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اور دیگر محدثین نے روایت کیا ہے۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب نماز کلام کرنے سے فاسد نہ ہوتی تھی، چونکہ اس سوال و جواب کے باوجود نماز باقی تھی لہٰذا سجدۂ سہو کر لیا اب ایسا نہیں ہو سکتا۔ سَلَّم سے مراد وہی نماز کا سلام ہے جو نماز تمام کرنے کی نیت سے کیا گیا تھا۔ خیال رہے کہ اگر کسی نمازی کو سلام کے بعد اپنی بھول یاد آئے تو فوراً سجدۂ سہو میں گر جائے اور پھر التحیات پڑھ کر سلام پھیرے پہلا سلام سہو کا ہو جائے گا دوسرا نماز کا۔

یہ لفظ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے منہ سے سجتا ہے ہم بشر کہہ کر حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو نہیں پکار سکتے رب فرماتا ہے: "لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ" الخ۔ یہاں صرف بھولنے میں تشبیہ ہے نہ کہ بھولنے کی نوعیت میں اپنی اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بھول کا فرق ہم ابھی عرض کر چکے ہیں۔

یہ تلاش کا حکم اس صورت میں ہے جب کہ کسی جانب گمان غالب ہو اور اگر کوئی گمان غالب نہ ہو تو کم کو لے، لہٰذا یہ حدیث گزشتہ حدیث کے خلاف نہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۴۰)

798- وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْعَصْرَ فَسَلَّمَ فِيْ ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ ثُمَّ دَخَلَ مَنْزِلَهُ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ الْخِرْبَاقُ وَكَانَ فِيْ يَدَيْهِ طُوْلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَذَكَرَ لَهُ صَنِيْعَهُ وَخَرَجَ غَضْبَانَ يَجُرُّ رِدَائَهُ حَتّٰى انْتَهٰى إِلَى النَّاسِ فَقَالَ أَصَدَقَ هٰذَا قَالُوْا نَعَمْ فَصَلّٰى رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا الْبُخَارِيَّ وَالتِّرْمَذِيَّ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھائی تو تین رکعتوں پر سلام پھیر دیا، پھر اپنے گھر تشریف لے گئے تو آپ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا جس کو خرباق کہا جاتا تھا اور اس کے ہاتھوں میں کچھ طوالت تھی تو اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پھر آپ کی خدمت میں آپ کا فعل ذکر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم غصے کی حالت میں چادر گھسیٹتے ہوئے لوگوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کیا اس نے سچ کہا ہے تو لوگوں نے کہا ہاں تو آپ نے

ایک رکعت پڑھائی پھر سلام پھیرا پر دو سجدے کئے پھر سلام پھیرا۔ اس حدیث کو بخاری و ترمذی کے علاوہ محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

(مسلم کتاب المساجد باب من ترک الرکعتین اونحوهما۔ الخ ج 1 ص 214' ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب فی سجدتی السهو۔ ج 1 ص 146' نسائی کتاب السهو باب مایفعل من سلم من اثنتین۔ الخ ج 1 ص 183' ابن ماجة ابواب اقامة الصلوٰۃ باب فیمن سلم من ثنتین او ثلث ساهیا ص 86' مسند احمد ج 4 ص 427)

799- وَعَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ صَلَّى بِنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَلَمَّا صَلَّى رَكْعَتَيْنِ قَامَ وَلَمْ يَجْلِسْ فَسَبَّحَ مَنْ خَلْفَهُ فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنْ قُوْمُوْا فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَسَلَّمَ۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

(مسند احمد ج 4 ص 247' ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ماجاء فی الامام ینهض فی الرکعتین ج 1 ص 83)

حضرت زیادہ بن علاقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہمیں مغیرہ بن شعبہ نے نماز پڑھائی پس جب دو رکعتیں پڑھا چکے تو تشہد کے لئے بیٹھے بغیر کھڑے ہوگئے تو آپ کے مقتدیوں نے سبحان اللہ کہا تو انہوں نے ان کو کھڑا ہونے کا اشارہ کیا' پس جب نماز سے فارغ ہوئے تو سلام پھیرا' پھر دو سجدے کئے اور سلام پھیر دیا۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

800- وَعَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ فِيْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ يُسَلِّمُ ثُمَّ يَسْجُدُ ثُمَّ يُسَلِّمُ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔ (طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب سجود السهو ج 1 ص 299)

حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں عمران بن حصین نے سہو کے دو سجدوں کے بارے میں فرمایا کہ وہ سلام پھیرے پھر سجدے کرے پھر سلام پھیرے اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

بَابُ صَلٰوةِ الْمَرِيْضِ

بیمار کی نماز کا بیان

801- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهٖ خَلْفَ أَبِيْ بَكْرٍ قَاعِدًا فِيْ ثَوْبٍ مُتَوَشِّحًا فِيْهِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے مرض میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے بیٹھ کر ایک کپڑے میں نماز پڑھی جس کو آپ نے بغلوں کے نیچے

صحیح۔ (ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ماجاء اذا صلی الامام قاعدا فصلوا قعوداًباب منہ ج 1 ص 83)

سے نکال کر کندھوں پر ڈال رکھا تھا۔ اس کو امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا اور فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

802- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ صَلّٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَ أَبِيْ بَكْرٍ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ قَاعِدًا۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهٗ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مرض وصال میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا اور اسے صحیح قرار دیا۔

(ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ماجاءاذا صلی الامام قاعدا فصلوا قعوداًباب منہ ج 1 ص 83)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

آپ نے ۱۷ نمازیں پڑھائیں ہیں۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ بعد انبیاء افضل الخلق ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں کیونکہ امام افضل ہی کو بنایا جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خلافت کے آپ ہی مستحق ہیں کیونکہ، یہ امامت اصغریٰ امامت کبریٰ کی دلیل ہے گویا حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے عملی طور پر آپ کو اپنا خلیفہ بنادیا خلافت صرف قول سے ہی نہیں ہوا کرتی اسی لیئے تمام صحابہ خصوصاً حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ صدیق کو رسول اللہ نے ہمارے دین کا امام بنادیا تو ہم نے انہیں اسی دنیا کا امام بنالیا۔ تیسرے یہ کہ امامت کا مستحق پہلے عالم ہے پھر قاری۔ چوتھے یہ کہ ابوبکر صدیق تمام صحابہ میں بڑے عالم ہیں۔ (از مرقاۃ و مدارج النبوۃ) (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۶۴)

803- وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ بِيْ بَوَاسِيْرُ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَلِّ قَائِمًا فَإِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَإِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰى جَنْبٍ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ الا مسلمًا وزاد النَّسَائِيُّ فان لم تستطع فمستلقيا لا يكلف الله نفسًا الا وسعها۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں مجھے بواسیر تھی تو میں نے نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے (نماز کے متعلق) سوال کیا تو آپ نے فرمایا تو کھڑے ہو کر نماز پڑھ اگر نہ ہو سکے تو بیٹھ کر اور اگر بیٹھ کر بھی پڑھ سکو تو پہلو کے بل لیٹ کر نماز پڑھو۔ اس کو سوائے امام مسلم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا اور نسائی نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ اگر تو استطاعت نہ رکھے تو چت لیٹ کر نماز پڑھ اللہ تعالٰی ہر نفس کو اس کی طاقت کے مطابق ہی مکلف بناتا ہے۔

(بخاری ابواب تقصیر الصلوۃ باب ماذالم یطق قاعداً۔ الخ ج 1 ص 150' ترمذی ابواب صلوۃ باب ما جاء ان الصلوۃ القاعد علی النصف۔ الخ ج 1 ص 85' ابو داؤد کتاب الصلوۃ باب فی الصلوۃ القاعد ج 1 ص 137' ابن ماجۃ ابواب اقامۃ الصلوۃ باب ما جاء فی صلوۃ المریض ص 87' مسند احمد ج 4 ص 426)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

حضرت عمران ابن حصین کو سخت بواسیر کا مرض تھا جس سے وہ بعض اوقات نہ تو کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتے تھے نہ بیٹھ کر انہوں نے اپنے لیئے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا آپ نے یہ جواب فرمایا جیسا کہ مسلم کے سوا تمام صحاح میں ہے۔ خیال رہے کہ یہاں نماز سے فرض واجب وغیرہ تمام نمازیں مراد ہیں مجبور کے یہ ہی احکام ہیں۔ یہ بھی خیال رہے لیٹ کر نماز پڑھنے والے کے لیئے بہتر یہ ہے کہ چت لیٹے، روبقبلہ ہو، اس طرح کہ پاؤں بھی قبلہ کی طرف ہوں تا کہ اس کا رکوع وسجدہ بھی قبلہ رخ ہو حضرت عمران ابن حصین کو بواسیر تھی جس سے وہ چت بھی نہیں لیٹ سکتے تھے اس لیئے انہیں داہنی کروٹ پر لیٹنے کا حکم دیا گیا۔ (فتح القدیر) لہٰذا یہ حدیث احناف کے خلاف نہیں دارقطنی کی حدیث میں ہے "فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ صَلّٰى مُسْتَلْقِيًا رِجْلَاهُ مِمَّا يَلِي الْقِبْلَةَ" یعنی اگر بیٹھ کر نماز نہ پڑھ سکے تو چت لیٹ کر پڑھے قبلہ کی طرف پاؤں کر کے یہ حدیث احناف کی دلیل ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۸۶)

804- وَعَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُوْلُ اِذَا لَمْ يَسْتَطِعِ الْمَرِيْضُ السُّجُوْدَ اَوْمَاَ بِرَاْسِهٖ اِيْمَاءً وَّلَمْ يَرْفَعْ اِلٰى جَبْهَتِهٖ شَيْئًا۔ رَوَاهُ مَالِكٌ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت نافع رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما فرمایا کرتے تھے کہ بیمار اگر سجدہ نہ کر سکے تو اپنے سر سے اشارہ کرے اور اپنی پیشانی کی طرف کوئی چیز نہ اٹھائے اس کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مؤطا امام مالک کتاب قصر الصلوۃ فی السفر باب العمل فی جامع الصلوۃ ص 154)

بَابُ سُجُوْدِ الْقُرْاٰنِ

سجدہ تلاوت کا بیان

805- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَرَاَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّجْمَ بِمَكَّةَ فَسَجَدَ فِيْهَا وَسَجَدَ مَنْ كَانَ مَعَهٗ غَيْرَ شَيْخٍ اَخَذَ كَفًّا مِّنْ حَصًى اَوْ تُرَابٍ فَرَفَعَهٗ اِلٰى جَبْهَتِهٖ وَقَالَ يَكْفِيْنِيْ هٰذَا فَرَاَيْتُهٗ بَعْدُ قُتِلَ كَافِرًا۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔ (بخاری ابواب ما جاء فی فی سجود

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مکہ المکرمۃ میں سورۃ النجم کی تلاوت فرمائی تو اس میں سجدہ (تلاوت) کیا اور آپ کے ساتھ جتنے لوگ تھے سب نے سجدہ کیا سوائے ایک بوڑھے شخص کے اس نے کنکر یا مٹی کی مٹھی لی اور اسے پیشانی کی طرف اٹھا کر کہنے لگا

القرآن۔ الخ ج 1 ص 146' مسلم کتاب المساجد باب سجود التلاوۃ ج 1 ص 215)

مجھے یہی کافی ہے تو میں نے اسے اس کے بعد دیکھا کہ وہ کفر کی حالت میں قتل کیا گیا۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یعنی مؤمنین، مشرکین، انسان، جن جو بھی وہاں حاضر تھے سب سجدے میں گر گئے۔ اس کی وجہ پہلے بیان ہو چکی کہ چونکہ سورۂ والنجم میں یہاں لات وعزیٰ کا بھی ذکر ہے۔ اس لیے مشرکین نے ان کی تعظیم کرتے ہوئے سجدہ کیا یا اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلاوت میں ایسی ہیبت تھی کہ مشرکین بھی بے اختیار سجدے میں گر گئے۔ یا اس وقت شیطان نے بتوں کی تعریف کی، مسلمان تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پر سجدے میں گرے اور کفار شیطان کی آواز پر۔ یہ محض باطل ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان پر بے اختیار اس وقت بتوں کی آواز آ گئی نعوذ باللہ، امام عسقلانی نے شرح بخاری میں شیطان والے قصہ کو ثابت کیا ہے، رب تعالیٰ نے فرمایا: "اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِه"۔

اس کی یہ حرکت غرور وتکبر کے لیے تھی کہ سب کے ساتھ میرا سجدہ کرنا میری شان کے خلاف ہے

یعنی جن مشرکین نے آج سجدہ کیا تھا وہ سب بعد میں اسلام لے آئے جس نے سجدہ نہ کیا وہ کافر ہی مارا گیا

جو بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں بری طرح مارا گیا جیسے یہ حضرت بلال کو برچھیوں اور نیزوں سے چھیدا کرتا تھا اسی طرح بدر میں صورت یہ بنی کہ اسے چھید چھید کر ہی مارنا پڑا کیونکہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے ایفائے عہد کرتے ہوئے اسے بچانے کے لیے خود کو اس کے اوپر ڈال دیا تھا اور اس کا بھائی ابی بن خلف جنگ احد میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھوں مارا گیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے صرف اسی کو قتل فرمایا ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۶۱)

806- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ بِالنَّجْمِ وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سورۂ نجم کا سجدہ کیا تو آپ کے ساتھ مسلمانوں مشرکوں جنوں اور انسانوں نے سجدہ کیا۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

(بخاری ابواب ماجاء فی سجود القرآن۔ الخ باب سجود المسلمین مع المشرکین ج 1 ص 146)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

حضور علیہ السلام نے سجدے کی آیت پڑھ کر اور صحابہ نے سن کر سجدہ کیا، مشرکین نے اس موقعہ پر یا اپنے بتوں لات وعزیٰ کا ذکر سن کر سجدہ کیا یا حضور علیہ السلام سے ذکر الٰہی سن کر مرعوب ہوئے اور سجدہ میں گر گئے۔ بعض روایات میں آیا

ہے کہ اس موقع پر شیطان نے حضور علیہ السلام کی سی آواز بنا کر بتوں کی تعریف کی یا بغیر قصد حضور علیہ السلام کی زبان پر وہ الفاظ جاری ہوئے، مشرکین سمجھے کہ حضور علیہ السلام ہمارے دین کی طرف لوٹ آئے تو شکرانہ کے طور پر وہ سجدے میں گر گئے یعنی مسلمانوں نے سجدۂ تلاوت کیا اور مشرکوں نے اپنی غلط فہمی پر سجدۂ شکر مگر آپ کی زبان پر بتوں کی تعریف جاری ہونے کی روایت باطل محض ہے اور شیطان کا اپنی آواز کو حضور علیہ السلام کی آواز کی مثل بنا کر یہ کہہ دینا اسے بھی حضرت شیخ نے لمعات میں اور ملا علی قاری نے مرقاۃ میں باطل قرار دیا اور اس قصہ کو موضوع قرار دیا اور فرمایا کہ یہ مؤرخین کی ایجاد ہے، محدثین نے اسے نہیں لیا لیکن بعض علماء نے "اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِه" کی تفسیر میں یہ پہلا واقعہ بیان کیا یعنی شیطان کا یہ کہہ دینا معلوم ہوتا ہے، صحابہ نے اس موقع پر جنات کو بھی سجدہ کرتے دیکھا۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۴۷)

807- وَعَنْهُ قَالَ ص لَيْسَ مِنْ عَزَآئِمِ السُّجُوْدِ وَقَدْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِيْهَا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

(بخاری ابواب ما جاء فی سجود القرآن - الخ باب سجدة ص ج 1 ص 146)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ سورہ ص کا سجدہ فرضی سجدوں میں نہیں میں نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اس میں سجدہ کرتے دیکھا ہے اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یعنی اس کی فرضیت نماز اور زکوۃ کی سی نہیں جس کا منکر کافر ہو بلکہ واجب ہے جس کا انکار کفر نہیں۔ یہی حنفی کہتے ہیں کہ قرآن کے سارے سجدے واجب ہیں اور اگر یہ مطلب ہو کہ واجب نہیں بلکہ سنت ہے تو یہ سیدنا ابن عباس کا اپنا اجتہاد ہے کوئی حدیث مرفوع پیش نہیں فرمائی۔

یعنی میں بھی کرتا ہوں اور تم بھی کرو کیونکہ حضور علیہ السلام کا عمل ہے اور قرآنی حکم، آیت ہم پہلے پیش کر چکے ہیں۔

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۵۱)

808- وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِيْ ص وَقَالَ سَجَدَهَا دَاوٗدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ تَوْبَةً وَّنَسْجُدُهَا شُكْرًا۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔ (نسائی کتاب الافتتاح باب سجود القرآن السجود فی ص ج 1 ص 182)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سورۃ ص میں سجدہ کیا اور فرمایا حضرت داؤد علیہ السلام نے اس سورت کا سجدہ بطور توبہ کیا تھا اور ہم اس کو سجدہ بطور شکر کرتے ہیں اس کو امام نسائی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

اس کا شکر یہ کہ رب تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی جیسے عید الاضحیٰ کی نماز حضرت ابراہیم کی قربانی قبول ہونے کے شکر میں پڑھی جاتی ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ اہم واقعات کی یادگاریں منانا اوران پرعبادتیں کرنا سنت سے ثابت ہے۔لہٰذا میلاد شریف گیارہویں شریف،عرس بزرگانِ دین منانا اور ان موقعوں پر نوافل،صدقات وغیرہ عبادتیں ناجائز نہیں ہوسکتیں۔(مرآۃ المناجیح ج۲ص ۲۶۲)

809- وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ صٓ فَلَمَّا بَلَغَ السَّجْدَةَ نَزَلَ فَسَجَدَ وَسَجَدَ النَّاسُ مَعَهٗ فَلَمَّا كَانَ يَوْمٌ اٰخَرُ قَرَاَهَا فَلَمَّا بَلَغَ السَّجْدَةَ تَشَزَّنَ النَّاسُ لِلسُّجُوْدِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا هِيَ تَوْبَةُ نَبِيٍّ وَّلٰكِنِّيْ رَاَيْتُكُمْ تَشَزَّنْتُمْ لِلسُّجُوْدِ فَنَزَلَ فَسَجَدَ وَسَجَدُوْا۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب السجود فی صٓ ج 1 ص 200)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سورہ صٓ کی تلاوت فرمائی درانحالیکہ کہ آپ ممبر پر تھے پس جب آپ آیۂ سجدہ پر پہنچے تو (ممبر سے) نیچے اتر کر سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا پس جب دوسرا دن تھا تو آپ سورۃ صٓ کی تلاوت کی پس جب آیۂ سجدہ پر پہنچے تو لوگ سجدہ کے لئے تیار ہوگئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو صرف ایک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توبہ تھی لیکن میں نے تم کو دیکھا کہ تم سجدہ کے لئے تیار ہوگئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (ممبر سے) اتر کر سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی سجدہ کیا اس کو ابوداؤد نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

810- وَعَنِ الْعَوَّامِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ سَاَلْتُ مُجَاهِدًا عَنِ السُّجُوْدِ فِيْ صٓ فَقَالَ سَاَلْتُ عَنْهَا ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ اُسْجُدْ فِيْ صٓ فَتَلَا عَلٰى هٰؤُلَآءِ الْاٰيَاتِ مِنَ الْاَنْعَامِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمَانَ اِلٰى قَوْلِهٖ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

(طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب سجود التلاوۃ ج 1 ص 248)

حضرت عوام بن حوشب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سورۃ صٓ کے سجدہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا سورۃ صٓ کا سجدہ کرو پھر آپ نے سورۃ انعام کی یہ آیات تلاوت کیں۔ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمَانَ اِلٰى قَوْلِهٖ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

آپ تابعین میں سے ہیں، مکہ معظمہ کے مشہور عالم فقیہ اور قاری ہیں، حضرت عبداللہ ابن عباس سے تیس بار قرآن کریم معہ تفسیر پڑھا، ۱۰۴ھ میں وصال ہوا۔

اس آیت کا مضمون یہ ہے کہ نوح علیہ السلام کی اولاد میں بہت پیغمبر ہوئے جن میں حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام بھی ہیں۔ آپ ان تمام حضرات کے کمالات، اخلاق اختیار فرمائیں کیونکہ یہ رب تعالیٰ کے دیئے ہوئے کمالات تھے۔ یہ مطلب نہیں کہ ان کے سارے اعمال بھی کریں کیونکہ اسلام ان دینوں کا ناسخ ہے، نیز حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے متبع نہیں آپ تو ان کے پیشوا اور مقتدا ہیں ہاں ان کے کمالات کے جامع ہیں جیسے رب نے فرمایا: "قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا" فرماؤ ہم ملت ابراہیمی کی پیروی کرتے ہیں، یہاں پیروی سے مراد موافقت ہے نہ کہ اطاعت و فرماں برداری۔

یعنی حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گزشتہ انبیاء کرام کے کمالات کے جامع ہیں اور داؤد علیہ السلام نے قبول توبہ پر سجدۂ شکر کیا تھا یہ سجدہ ان کا کمال تھا، سورۂ ص میں یہ قصہ مذکور ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہاں سجدہ کیا ہم کو بھی سجدہ کرنا چاہیئے۔ امام احمد نے ابوبکر ابن عبداللہ مزنی سے روایت کی کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ سورۂ ص لکھ رہا ہوں جب سجدہ کی آیت پر پہنچا تو دوات وقلم وغیرہ سجدہ میں گر گئے میں نے یہ قصہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا، میں نے اس کے بعد دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی یہاں ہمیشہ سجدہ کرتے تھے۔ ان دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ ص کا سجدہ دوسرے سجدوں کی طرح واجب ہے۔ (مراۃ المناجیح ج۲ ص ۲۵۲)

811- عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ رَاَيْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَرَاَ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ بِهَا فَقُلْتُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اَلَمْ اَرَكَ تَسْجُدُ قَالَ لَوْ لَمْ اَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ لَمْ اَسْجُدْ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا انہوں نے سورۃ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ پڑھنے کے بعد سجدہ کیا تو میں نے کہا اے ابو ہریرہ کیا میں نے آپ کو سجدہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا تو انہوں نے کہا اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کرتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں سجدہ نہ کرتا۔ اس کو شیخین نے روایت کیا ہے۔

(بخاری ابواب ماجاء فی سجود القرآن ۔ الخ باب سجدة اذا السماء انشقت ج 1 ص 146، مسلم کتاب المساجد باب سجود التلاوۃ ج 1 ص 215)

812- وَعَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ السَّجْدَةِ الَّتِيْ فِيْ حٰمٓ قَالَ اُسْجُدْ بِاٰخِرِ الْاٰيَتَيْنِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔ (طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب سجود التلاوۃ ج 1 ص 247)

میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس سجدہ کے بارے میں پوچھا جو سورۃ حم میں ہے تو آپ نے فرمایا (آیت سجدہ کی) دو آیتوں میں سے آخری آیت میں سجدہ کرو اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: سجدۂ تلاوت کا بیان

قرآن مجید میں چودہ آیتیں ایسی ہیں کہ جن کے پڑھنے یا سننے سے پڑھنے والے اور سننے والے دونوں پر سجدہ کرنا واجب ہوجاتا ہے اس کو سجدۂ تلاوت کہتے ہیں۔ (الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج ۲ ص ۶۹۴، ۶۹۵)

مسئلہ:۔ سجدۂ تلاوت کا طریقہ یہ ہے کہ قبلہ رخ کھڑے ہوکر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جائے اور کم سے کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہے پھر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتا ہوا کھڑا ہوجائے بس، نہ اس میں اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے ہوئے ہاتھ اٹھانا ہے نہ اس میں تشہد ہے نہ سلام۔ (الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج ۲ ص ۶۹۹، ۷۰۰)

مسئلہ:۔ اگر آیت سجدہ نماز کے باہر پڑھی ہے تو فوراً ہی سجدہ کرلینا واجب نہیں ہے ہاں بہتر یہی ہے کہ فوراً ہی کرلے اور وضو ہو تو دیر کرنی مکروہ تنزیہی ہے۔ (الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج ۲ ص ۷۰۳)

مسئلہ:۔ اگر سجدہ کی آیت نماز میں پڑھی ہے تو فوراً ہی سجدہ کرنا واجب ہے اگر تین آیت پڑھنے کی مقدار میں دیر لگادی تو گنہگار ہوگا اور اگر نماز میں سجدہ کی آیت پڑھتے ہی فوراً رکوع میں چلا گیا اور رکوع کے بعد نماز کے دونوں سجدوں کو کرلیا تو اگرچہ سجدۂ تلاوت کی نیت نہ کی ہو مگر سجدۂ تلاوت بھی ادا ہوگیا۔ (الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج ۲ ص ۷۰۵)

مسئلہ:۔ نماز میں آیت سجدہ پڑھی تو اس کا سجدہ نماز ہی میں واجب ہے نماز کے باہر یہ سجدہ ادا نہیں ہوسکتا۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج ۲ ص ۷۰۵ / الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ، ج ۱ ص ۱۳۴)

اردو زبان میں اگر آیت سجدہ کا ترجمہ پڑھ دیا تب بھی پڑھنے والے اور سننے والے دونوں پر سجدہ واجب ہوگیا۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ، ج ۱ ص ۱۳۳)

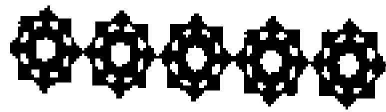
مسئلہ:۔ ایک مجلس میں آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ کرلیا پھر اسی مجلس میں دوبارہ اسی آیت کی تلاوت کی تو دوسرا سجدہ واجب نہیں ہوگا خلاصہ یہ ہے کہ ایک مجلس میں اگر بار بار آیت سجدہ پڑھی تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا اور اگر مجلس بدل کر وہی آیت سجدہ پڑھی تو جتنی مجلسوں میں اس آیت کو پڑھے گا اتنے ہی سجدے اس پر واجب ہوجائیں گے۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج ۲ ص ۷۱۲)

مسئلہ: مجلس بدلنے کی بہت سی صورتیں ہیں مثلاً کبھی تو جگہ بدلنے سے مجلس بدل جاتی ہے جیسے مدرسہ ایک مجلس ہے

اور مسجد ایک مجلس ہے اور کبھی ایک ہی جگہ میں کام بدل جانے سے مجلس بدل جاتی ہے جیسے ایک ہی جگہ بیٹھ کر سبق پڑھایا تو یہ مجلس درس ہوئی پھر اسی جگہ بیٹھے بیٹھے لوگوں نے کھانا شروع کر دیا تو یہ مجلس بدل گئی کہ پہلے مجلس درس تھی اب مجلس طعام ہو گئی کسی گھر میں ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں چلے جانے، کمرے سے صحن میں چلے جانے سے مجلس بدل جاتی ہے کسی بڑے ہال میں ایک کونے سے دوسرے کونے میں چلے جانے سے مجلس بدل جاتی ہے وغیرہ مجلس کے بدل جانے کی بہت سی صورتیں ہیں۔ (الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج ۲، ص ۷۱۲، ۷۱۶) (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ، ج ۱، ص ۱۳۴)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوی رضویہ جلد ۷ تا ۹، مراۃ المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ۲ حصہ چہارم، اور جنتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَبْوَابُ صَلٰوۃِ الْمُسَافِرِ
مسافر کی نماز کا بیان

بَابُ الْقَصْرِ فِی السَّفَرِ
سفر میں قصر نماز کا بیان

813- عَنْ عَائِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّھَا قَالَتْ فُرِضَتِ الصَّلٰوۃُ رَکْعَتَیْنِ رَکْعَتَیْنِ فِی الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَاُقِرَّتْ صَلٰوۃُ السَّفَرِ وَزِیْدَ فِیْ صَلٰوۃِ الْحَضَرِ. رَوَاہُ الشَّیْخَانِ.

نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا روایت کرتی ہیں کہ نماز سفر اور حضر میں دو دو رکعتیں فرض کی گئی پس سفر کی نماز کو برقرار رکھا گیا اور حضر (اقامت) کی نماز میں اضافہ کر دیا گیا۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری ابواب تقصیر الصلوۃ باب یقصر اذا خرج من موضعہ ج 1 ص 148' مسلم کتاب صلوۃ المسافرین وقصرھا ج 1 ص 241)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

ا۔ یعنی ہجرت سے پہلے ہر نماز دو، دو رکعت تھی، بعد ہجرت فجر تو دو رکعت رکھی گئی، مغرب تین، باقی نمازیں سفر میں وہی دو رکعتیں رہیں اور حضر میں چار رکعتیں کر دی گئیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اب سفر میں قصر کرنا اسی طرح فرض ہے جیسے اقامت میں پوری پڑھنا یہ حدیث وجوب قصر کی نہایت قوی دلیل ہے جس میں کوئی تاویل نہیں ہو سکتی اور مسلم، بخاری کی ہے اسے ضعیف نہیں کہا جا سکتا۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۷۸)

814- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ فَرَضَ اللّٰہُ الصَّلٰوۃَ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّکُمْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْحَضَرِ اَرْبَعًا وَفِی السَّفَرِ رَکْعَتَیْنِ وَفِی الْخَوْفِ رَکْعَۃً. رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالٰی نے تمہارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی زبان سے حضرت میں چار رکعت سفر میں دو اور حالت خوف میں ایک رکعت فرض فرمائی۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا۔

(مسلم کتاب صلوۃ المسافرین وقصرھا ج 1 ص 241)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

ا۔ اس طرح کہ غازی مسافر سخت خوف کی حالت میں امام کے پیچھے صرف ایک رکعت پڑھے گا اور ایک رکعت اکیلے جیسا کہ قرآن شریف سے معلوم ہو رہا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں قصر کرنا ایسے ہی فرض ہے جیسے حضر میں پوری پڑھنا، قصر و اتمام کا اختیار نہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۷۹)

815- وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ صَلٰوةُ السَّفَرِ رَكْعَتَانِ وَصَلٰوةُ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَانِ وَالْفِطْرُ وَالْاَضْحٰى رَكْعَتَانِ تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان سے (یہ بات ثابت ہے) سفر کی نماز دو رکعتیں جمعہ کی نماز دو رکعتیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز دو دو رکعتیں پوری ہیں ان میں قصر نہیں ہے اس کو ابن ماجہ اور نسائی نے روایت کیا اور ابن حبان نے اور اس کی سند صحیح ہے۔

(ابن ماجة ابواب اقامة الصلوٰة باب تقصير الصلوٰة فى السفر ص 76' نسائى كتاب تقصير الصلوٰة فى السفر ج 1 ص 211' صحيح ابن حبان كتاب الصلوٰة فصل فى الصلوٰة السفر ج 1 ص 179)

816- وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللهُ وَصَحِبْتُ اَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللهُ وَصَحِبْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللهُ وَصَحِبْتُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللهُ وَقَدْ قَالَ اللهُ (لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ)۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالْبُخَارِيُّ مُخْتَصَرًا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں مجھے سفر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل رہا پس آپ نے (سفر میں) تاحیات دو رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھیں اور میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رہا تو انہوں نے (سفر میں) تاحیات دو رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھیں اور میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رہا تو انہوں نے بھی تاحیات دو رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمہارے لئے رسول اللہ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مختصراً روایت کیا۔

(مسلم كتاب صلوٰة المسافرين وقصرها ج 1 ص 242)

817- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ يَقُوْلُ صَلّٰى بِنَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِمِنًى اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فَقِيْلَ ذٰلِكَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَاسْتَرْجَعَ ثُمَّ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَ اَبِيْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں منیٰ میں چار رکعات پڑھائیں جب یہ بات حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہی گئی تو انہوں نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ

بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ فَلَيْتَ حَظِّي مِنْ اَرْبَعِ رَكْعَاتٍ رَكْعَتَانِ مُتَقَبَّلَتَانِ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔ (بخاری ابواب تقصیر الصلوٰۃ باب ما جاء فی التقصیر ۔ الخ ج 1ص 147، مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصرھا ج1 ص243)

منٰی میں دو رکعتیں پڑھیں اور ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ساتھ منٰی میں دو رکعات پڑھیں اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ساتھ منٰی میں دو رکعتیں پڑھیں۔ کاش کہ میرا حصہ چار رکعات میں سے دو مقبول رکعتیں ہوں اس کو شیخین نے روایت کیا۔

818- وَعَنْ اَبِي لَيْلَى الْكِنْدِيِّ قَالَ خَرَجَ سَلْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلاً مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزَاةٍ وَّكَانَ سَلْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَسَنَّهُمْ حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَقَالُوْا تَقَدَّمْ يَا اَبَا عَبْدِ اللهِ فَقَالَ مَا اَنَا بِالَّذِيْ اَتَقَدَّمُ اَنْتُمُ الْعَرَبُ وَمِنْكُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَتَقَدَّمْ بَعْضُكُمْ فَتَقَدَّمَ بَعْضُ الْقَوْمِ فَصَلّٰى اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ قَالَ سَلْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَالَنَا وَلِلْمُرَبَّعَةِ اِنَّمَا يَكْفِيْنَا نِصْفُ الْمُرَبَّعَةِ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔ (طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ المسافر ج1 ص286)

حضرت ابو لیلٰی کندی رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سلمان رضی اللہ تعالٰی عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے تیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک غزوہ کے لئے نکلے اور آپ ان میں سے عمر رسیدہ تھے۔ نماز کا وقت آیا تو نماز کے لئے اقامت کہی گئی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا اے ابو عبداللہ آگے بڑھیں تو آپ نے فرمایا میں آگے بڑھنے والا نہیں ہوں تم اہل عرب ہو اور تم میں ہی اللہ کے نبی تشریف لائے۔ تم میں سے کوئی آگے بڑھے پس ایک صحابی آگے بڑھے تو انہوں نے چار رکعات نماز پڑھائی۔ جب وہ نماز پڑھا چکے تو حضرت سلمان رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا ہمیں چار رکعات کی کیا ضرورت ہے۔ ہمارے لئے تو چار کا آدھا یعنی دو رکعتیں ہی کافی ہیں۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

819- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهٗ اَتَمَّ الصَّلٰوةَ بِمِنًى ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ السُّنَّةَ سُنَّةُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُنَّةُ صَاحِبَيْهِ وَلٰكِنَّهٗ حَدَثَ

حضرت عبدالرحمٰن بن حمید رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنے والد سے اور وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے منٰی میں پوری نماز پڑھائی پھر لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا اے لوگوں سنت تو رسول اللہ اور آپ کے صاحبین (ابو بکر و عمر

الْعَامَ مِنَ النَّاسِ فَخِفْتُ اَنْ يَّسْتَنُّوْا۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ تَعْلِيْقًا وَّحَسَّنَ اِسْنَادَهٗ.

رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی سنت ہے لیکن اس سال نئے لوگ زیادہ ہیں پس مجھے خوف ہوا کہ کہیں یہ لوگ اسی کو سنت نہ بنالیں۔ اس کو امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے المعرفہ میں تعلیقاً روایت کیا اور اس کی سند کو حسن قرار دیا۔

(معرفة السنن و الآثار و ایضاً الکبری للبیهقی کتاب الصلوٰة باب من ترک القصر فی السفر غیر رغبة عن السنة ج 3 ص 144)

820- وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اِنَّمَا صَلّٰى عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِمِنًى اَرْبَعًا لِاَنَّ الْاَعْرَابَ كَانُوْا اَكْثَرَ فِيْ ذٰلِكَ الْعَامِ فَاَحَبَّ اَنْ يُّخْبِرَهُمْ اَنَّ الصَّلٰوةَ اَرْبَعٌ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ. (طحاوی کتاب الصلوٰة باب صلوٰة المسافر ج 1 ص 289، ابو داؤد کتاب المناسک باب الصلوٰة بمنیٰ ج 1 ص 270)

حضرت زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منیٰ میں چار رکعات صرف اس لئے پڑھائی تھیں کہ اس سال اعراب بہت زیادہ تھے تو انہوں نے چاہا کہ انہیں بتادیں کہ نماز چار رکعات ہے۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابو داؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند مرسل قوی ہے۔

شرح: سفر کی نماز

سفر کے لغوی معنی ہیں کھلنا، ظاہر ہونا اسی لیئے اجیالے کو اسفار کہتے ہیں اور کتابوں کے ڈھیر کو اسفار۔ اس کا مقلوب فسر ہے، اس کے معنی بھی یہی ہیں، اس سے تفسیر بنا، چونکہ سفر میں دوسرے مقامات کے حالات معلوم ہوتے ہیں اس لیئے اسے سفر کہتے ہے۔ اصطلاح شریعت میں راستہ طے کرنے کی مخصوص صورت کا نام سفر ہے۔ خیال رہے کہ سفر کے متعلق آئمہ دین میں چند اختلاف ہیں: ایک یہ کہ سفر کا فاصلہ کیا ہے؟ ہمارے امام صاحب کے ہاں تین دن کی راہ یعنی ستاون میل۔ دوسرے یہ کہ قصر واجب ہے یا جائز؟ ہمارے ہاں واجب ہے۔ تیسرے یہ کہ اقامت کی کم مدت کیا ہے جس سے مسافر مقیم بن جائے؟ ہمارے یہاں تین دن۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۶۳)

بَابُ مَنْ قَدَّرَ مَسَافَةَ الْقَصْرِ بِاَرْبَعَةِ بُرُدٍ

جس نے مسافت سفر چار منزل مقرر کی

821- عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَا

حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور

يُصَلِّيَانِ رَكْعَتَيْنِ وَيُفْطِرَانِ فِيْ اَرْبَعَةِ بُرُدٍ فَمَافَوْقَ ذٰلِكَ۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَابْنُ الْمُنْذِرِ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔ (سنن الکبرٰی للبیہقی کتاب الصلوٰۃ باب السفر الذی تقصر فی مثلہ الصلوٰۃ ج3 ص137)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما چار برد یا اس سے زیادہ کی مسافت میں دو رکعتیں پڑھتے تھے اور روزہ افطار کرتے تھے۔ اس کو امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اور ابن منذر رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا سند صحیح کے ساتھ۔

شرح: مسافر کی نماز کا بیان

جو شخص تقریباً ۹۲ کلومیٹر کی دوری کا سفر کا ارادہ کر کے گھر سے نکلا اور اپنی بستی سے باہر چلا گیا۔ تو شریعت میں یہ شخص مسافر ہو گیا۔ اب اس پر واجب ہو گیا کہ قصر کرے یعنی ظہر، عصر اور عشاء چار رکعت والی فرض نمازوں کو دو ہی رکعت پڑھے۔ کیونکہ اس کے حق میں دو ہی رکعت پوری نماز ہے۔ (الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج ۲، ص ۷۲۲، ۷۲۶)

مسئلہ:۔ اگر مسافر نے قصداً چار رکعت پڑھی اور دو پر قعدہ کیا تو فرض ادا ہو گیا اور آخری دو رکعتیں نفل ہو گئیں مگر گنہگار ہوا اگر دو رکعت پر قعدہ نہیں کیا تو فرض ادا نہ ہوا۔ (الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج ۲، ص ۷۳۳۔ ۷۳۴)

مسئلہ:۔ مسافر جب تک کسی جگہ پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت نہ کرے یا اپنی بستی میں نہ پہنچ جائے قصر کرتا رہے گا۔

مسئلہ:۔ مسافر اگر مقیم امام کے پیچھے نماز پڑھے تو چار رکعت پوری پڑھے قصر نہ کرے۔

(الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج ۲، ص ۷۳۶)

مسئلہ:۔ مقیم اگر مسافر امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام مسافر ہونے کی وجہ سے دو ہی رکعت پر سلام پھیر دے گا اب مقیم مقتدیوں کو چاہے کہ امام کے سلام پھیر دینے کے بعد اپنی باقی دو رکعتیں پڑھیں اور ان دونوں رکعتوں میں قرأت نہ کریں بلکہ سورۂ فاتحہ پڑھنے کی مقدار تک چپ چاپ کھڑے رہیں۔ (الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج ۲، ص ۷۳۵)

مسئلہ:۔ فجر و مغرب اور وتر میں قصر نہیں۔

مسئلہ:۔ سنتوں میں قصر نہیں ہے اگر موقع ہو تو پوری پڑھیں ورنہ معاف ہیں۔

(رد المحتار و در المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج ۲، ص ۷۳۷)

مسئلہ:۔ مسافر اپنی بستی سے باہر نکلتے ہی قصر شروع کر دے گا اور جب تک اپنی بستی میں داخل نہ ہو جائے یا کسی بستی میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کرے برابر قصر ہی کرتا رہے گا۔

(الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج ۲، ص ۷۲۶۔ ۷۲۸)

822۔ وَعَنْهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

حضرت عطاء رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ

اَنَّهٗ سُئِلَ اَتُقْصَرُ الصَّلٰوةُ اِلٰى عَرَفَةَ قَالَ لَا وَلٰكِنْ اِلٰى عَسْفَانَ وَاِلٰى جَدَّةَ وَاِلَى الطَّائِفِ اَخْرَجَهُ الشَّافِعِيُّ وَقَالَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ فِي التَّلْخِيصِ. اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے سوال کیا گیا کہ کیا عرفہ تک کی مسافت میں نماز قصر کی جائیگی؟ تو آپ نے فرمایا کہ نہیں لیکن عسفان جدہ اور طائف تک کے سفر میں نماز قضا کی جائیگی۔ اس کو امام شافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے نقل کیا اور حافظ ابن حجر نے تلخیص میں کہا کہ اس کی سند صحیح ہے۔

(مسند امام شافعی کتاب الصلوٰۃ باب الثامن عشر فی صلوٰۃ المسافرین ج 1 ص185، تلخیص الجبیر کتاب الصلوٰۃ المسافرین ج2ص46)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

۱؎ یعنی اس سے کم مسافت میں قصر نہ کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ سفر کے لیئے سفر کی حد مقرر ہے فقط گھر سے نکل جانے پر سفر نہیں ہو جاتا جیسا بعض عقلمندوں نے سمجھا۔ خیال رہے کہ عسفان مکہ معظمہ سے مدینہ کی راہ پر دو منزل ہے اور جدہ بڑا شہر ہے مکہ معظمہ سے تقریباً ۶۵ میل ہے، یہ فقط تشبیہ ہے تعیین نہیں۔

۲؎ ایک برید چار کوس کا ہے لہٰذا چار برید سولہ کوس ہوئے اور عرب کا ایک کوس تین میل عربی ہے، لہٰذا سولہ کوس ۴۸ میل عربی ہوئے، ایک میل چھ ہزار گز کا ایک گز چوبیس انگل کا۔ (لمعات) اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہ ہے کہ انگریزی میل سے یہ مسافت ۵۷ میل بنتی ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۸۱)

823۔ وَعَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ رَكِبَ اِلٰى رِيْمٍ فَقَصَرَ الصَّلٰوةَ فِيْ مَسِيْرِهٖ ذٰلِكَ. رَوَاهُ مَالِكٌ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ سوار ہو کر ریم تک گئے تو انہوں نے اپنے اس سفر میں نماز قصر پڑھی۔ اس کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مؤطا امام مالک کتاب قصر الصلوٰۃ فی السفر باب مایجب فیہ قصر الصلوٰۃ ص130)

824۔ وَعَنْهُ اَنَّ عَبْدَ اللهِ بن عمر رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا رَكِبَ اِلٰى ذَاتِ النُّصُبِ فَقَصَرَ الصَّلٰوةَ فِيْ مَسِيْرِهٖ ذٰلِكَ. رَوَاهُ مَالِكٌ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ. قَالَ النيموی وقدوری عن ابن عمر رضی الله عنهما خلاف ذٰلك.

حضرت سالم رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سوار ہو کر ذات العصب تک گئے تو انہوں نے اپنے اس سفر میں نماز قصر کی۔ اس کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔ علامہ نیموی فرماتے ہیں ابن عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کے خلاف بھی مروی ہے۔

(مؤطا امام مالک کتاب قصر الصلوٰۃ فی السفر باب مایجب فیہ قصر الصلوٰۃ ص 130)

825۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ اَدْنٰى مَا يَقْصُرُ فِيْهِ مَالٌ لَّهٗ بِخَيْبَرَ۔ رَوَاهُ عَبْدُالرَّزَّاقِ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔ قَالَ النِّيْمَوِيُّ بَيْنَ الْمَدِيْنَةِ وَخَيْبَرَ ثَمَانِيَةُ بُرُدٍ۔

(مصنف عبدالرزاق کتاب الصلوٰۃ باب فی کم یقصر الصلوٰۃ ج2 ص526)

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سب کم مسافت جس میں نماز قصر فرماتے تھے وہ آپ کی وہ زمین تھی جو خیبر میں ہے۔ اس کو عبدالرزاق نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔ علامہ نیموی فرماتے ہیں مدینہ اور خیبر کے درمیان آٹھ برد کا فاصلہ ہے۔

بَابُ مَا اسْتُدِلَّ بِهٖ عَلٰى اَنَّ مَسَافَةَ الْقَصْرِ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ

وہ روایات جن سے اس بات پر استدلال کیا گیا ہے کہ قصر کی مسافت تین دن ہے

826۔ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ اَتَيْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَسْاَلُهَا عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَتْ عَلَيْكَ بِابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَسَلْهُ فَاِنَّهٗ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْنَاهُ فَقَالَ جَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَّلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُقِيْمِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(مسلم کتاب الطهارة باب التوقیت فی المسح علی الخفین ج1 ص135)

حضرت شریح بن ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ موزوں پر مسح کے متعلق پوچھنے کے لئے تو آپ نے فرمایا علی بن ابوطالب کے پاس جاؤ پس بے شک وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کرتے تھے تو ہم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسافر کے لئے تین دن اور تین راتیں اور مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات مدت مسح بیان فرمائی۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

۱؎ آپ تابعی ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں پیدا ہو چکے تھے، آپ کے والد ہانی صحابی ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کی کنیت ابوشریح رکھی، حضرت علی مرتضیٰ کے مخصوص ساتھیوں میں سے ہیں۔

۲؎ ظاہر یہ ہے کہ آپ کا سوال مدت مسح کے متعلق تھا نہ کہ طریقہ مسح یا دلائل مسح کے متعلق، جیسا کہ جواب سے ظاہر

۳؎ یعنی مسافر بحالت سفر ایک بار موزے پہن کر مسلسل تین دن و رات مسح کر سکتا ہے۔ اور مقیم ایک دن و رات۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مالک احکام ہیں کہ علی مرتضٰی نے اس مدت کی تعیین حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف نسبت کی۔ دوسرے یہ کہ مدتیں ان لوگوں کے لئے ہیں جو اول سے آخر تک ایک حال پر رہیں، یعنی مثلاً پہنتے وقت بھی مقیم ہوں اور آخر تک مقیم رہیں۔ اگر پہنتے وقت تو مقیم تھا مگر مدت ختم ہونے سے پہلے مسافر ہو گیا تو اب مسافر کی مدت پوری کرے گا۔ یوں ہی مسافر اگر مقیم ہو جائے تو مقیم کی مدت پوری کرے۔ تیسرے یہ کہ مسح کی مدت حدث کے وقت سے شروع ہوگی کہ نہ پہننے کے وقت سے، نہ مسح کے وقت سے۔ چوتھے یہ کہ شرعاً مسافر وہ ہے جو تین دن کی راہ کا سفر کرے اس سے کم سفر سے مسافر نہ ہوگا۔ ورنہ ایک دن مسافت کا مسافر اس حدیث پر عمل نہیں کر سکتا، حالانکہ حدیث ہر مسافر کو عام ہے۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو۔

(مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۴۸۵)

827- وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَعَلَ لِلْمُقِیْمِ یَوْمًا وَّلَیْلَۃً وَّلِلْمُسَافِرِ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ وَّلَیَالِیْھِنَّ فِی الْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّیْنِ۔ رَوَاہُ ابْنُ جَارُوْدَ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

(منتقی ابن الجارود باب المسح علی الخفین ص 39)

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات اور مسافر کے لئے تین دن اور تین راتیں موزوں پر مسح کی مدت مقرر فرمائی۔ اس کو ابن جارود اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

۱؎ آپ کا نام شریف نفیع ہے، ثقفی ہیں، مشہور صحابی ہیں، غزوۂ طائف میں ایمان لائے، آخر عمر شریف میں بصرہ میں قیام رہا، ۴۹ھ میں وہیں وفات پائی۔

۲؎ اس کی پوری شرح اور اس سے مسائل کا استنباط پہلے گزر چکا۔ عام علماء کا یہی قول ہے کہ مسافر تین دن سے زیادہ اور مقیم ایک دن سے زیادہ مسح نہیں کر سکتے۔ ہاں حنفیوں کے نزدیک یہ مدت حدث کی وقت سے شروع ہوگی۔

۳؎ منتقی ابن تیمیہ حنبلی کی کتاب ہے۔ (مرقاۃ) شیخ فرماتے ہیں کہ یہ خطابی کی تصنیف ہے۔

(مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۴۸۷)

828- وَعَنْ عَلِیِّ بْنِ رَبِیْعَۃَ الْوَالِبِیِّ قَالَ سَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اِلٰی کَمْ تُقْصَرُ الصَّلٰوۃُ فَقَالَ اَتَعْرِفُ السُّوَیْدَاءَ قَالَ

حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ بن ربیعہ والبی روایت کرتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے پوچھا کہ کتنی مسافت تک نماز قصر کی جائیگی تو انہوں

قُلْتُ لَا وَلٰكِنِّيْ قَدْ سَمِعْتُ بِهَا قَالَ هِيَ ثَلَاثُ لَيَالٍ قَوَاصِدَ فَإِذَا خَرَجْنَا إِلَيْهَا قَصَرْنَا الصَّلٰوةَ. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي الْاٰثَارِ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

(کتاب الآثار باب الصلوٰة فی السافر ص 39)

نے فرمایا کیا تم (مقام) سویداء پہچانتے ہو تو میں نے کہا نہیں لیکن میں نے اس کے بارے میں سنا ہے تو آپ نے فرمایا وہ مسلسل تین راتوں کی مسافت ہے۔ پس جب ہم اتنی مسافت تک سفر کریں تو نماز قصر کرتے ہیں۔ اس کو محمد بن حسن نے الاثار میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

829۔ وَعَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ سُوَيْدَ بْنَ غَفَلَةَ الْجُعْفِيَّ يَقُوْلُ إِذَا سَافَرْتَ ثَلَاثًا فَاقْصُرْ. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي الْحُجَجِ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت ابراہیم بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے سوید بن غفلہ جعفی کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تو تین دن کی مسافت سفر کرے تو نماز قصر کر اس کو محمد بن حسن نے الحج میں بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(کتاب الحجة باب صلوٰة المسافر والصواب ابراهیم بن عبد الاعلیٰ وابراهیم بن عبد الله هو خطاء ج 1 ص 168)

بَابُ الْقَصْرِ إِذَا فَارَقَ الْبُيُوْتَ

جب گھروں سے جدا ہو جائے تو نماز قصر کرے

830۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَافَرْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كُلُّهُمْ صَلّٰى مِنْ حِيْنِ يَخْرُجُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ إِلٰى أَنْ يَّرْجِعَ إِلَيْهَا رَكْعَتَيْنِ فِي الْمَسِيْرِ وَالْقِيَامِ بِمَكَّةَ. رَوَاهُ أَبُوْ يَعْلٰى وَالطَّبْرَانِيُّ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رِجَالُ أَبِيْ يَعْلٰى رِجَالُ الصَّحِيْحِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ سفر کیا یہ سب کے سب مدینہ سے نکلنے کے وقت سے لے کر مدینہ واپس لوٹنے تک دوران سفر اور مکہ میں اقامت کی حالت میں دو رکعتیں نماز پڑھتے تھے۔ اس کو ابویعلیٰ اور طبرانی نے روایت کیا اور ہیثمی نے کہا کہ ابویعلیٰ کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

(مسند ابی یعلی الموصلی ج 10 ص 256' مجمع الزوائد کتاب الصلوٰة باب صلوٰة السفر نقلاً من ابی یعلی والطبرانی فی الاوسط ج 2 ص 156)

شرح: مفسرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں!

ا۔ یعنی حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور حضرات شیخین نے منٰی میں تشریف لاکر ہمیشہ نماز قصر ہی پڑھی کبھی پوری نہ پڑھی اور حضرت عثمان نے شروع خلافت میں ہمیشہ قصر ہی پڑھی کبھی پوری نہ پڑھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسافر کو قصر و اتمام کا اختیار نہیں بلکہ اس پر قصر پڑھنا ہی فرض ہے ورنہ وہ حضرات کبھی اتمام بھی کیا کرتے۔

۲۔ یعنی آخر خلافت میں حضرت عثمان صرف منٰی میں ہمیشہ چار پڑھنے لگے منٰی کے علاوہ اور سفر میں کبھی اتمام نہ کیا اور منٰی میں آکر کبھی قصر نہ کیا اگر آپ مسافر کو اختیار مانتے تو اس زمانہ میں کبھی قصر کرتے کبھی اتمام۔ خیال رہے کہ آپ کے منٰی میں اتمام کرنے کی وجہ یہ ہے کہ عہد عثمانی کے نومسلموں نے آپ کو منٰی میں قصر کرتے دیکھا تو سمجھے کہ اسلام میں نماز کی دو ہی رکعتیں ہیں اسی وہم کو دور کرنے کے لیئے آپ نے مکہ معظمہ میں اپنا ایک گھر بنایا وہاں اپنی ایک بیوی کو مقیم کر کے رکھا اب اگر ایک دن کے لیئے بھی آپ مکہ معظمہ آتے تو نماز پوری کرتے تھے۔ (مسند امام احمد، عبدالرزاق، دارقطنی، مرقاۃ، فتح القدیر وغیرہ) اس کی تحقیق ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں ملاحظہ کرو۔

۳۔ یعنی حضرت ابن عمر مکہ معظمہ میں جب عثمان غنی یا کسی اور مقیم امام کے پیچھے نماز پڑھتے تو پوری پڑھتے اکیلے پڑھتے تو قصر کرتے۔ حکم بھی یہی ہے کہ مسافر مقیم امام کے پیچھے نماز پوری پڑھے۔

ا۔ یعنی حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور حضرات شیخین نے منٰی میں تشریف لاکر ہمیشہ نماز قصر ہی پڑھی کبھی پوری نہ پڑھی اور حضرت عثمان نے شروع خلافت میں ہمیشہ قصر ہی پڑھی کبھی پوری نہ پڑھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسافر کو قصر و اتمام کا اختیار نہیں بلکہ اس پر قصر پڑھنا ہی فرض ہے ورنہ وہ حضرات کبھی اتمام بھی کیا کرتے۔

۲۔ یعنی آخر خلافت میں حضرت عثمان صرف منٰی میں ہمیشہ چار پڑھنے لگے منٰی کے علاوہ اور سفر میں کبھی اتمام نہ کیا اور منٰی میں آکر کبھی قصر نہ کیا اگر آپ مسافر کو اختیار مانتے تو اس زمانہ میں کبھی قصر کرتے کبھی اتمام۔ خیال رہے کہ آپ کے منٰی میں اتمام کرنے کی وجہ یہ ہے کہ عہد عثمانی کے نومسلموں نے آپ کو منٰی میں قصر کرتے دیکھا تو سمجھے کہ اسلام میں نماز کی دو ہی رکعتیں ہیں اسی وہم کو دور کرنے کے لیئے آپ نے مکہ معظمہ میں اپنا ایک گھر بنایا وہاں اپنی ایک بیوی کو مقیم کر کے رکھا اب اگر ایک دن کے لیئے بھی آپ مکہ معظمہ آتے تو نماز پوری کرتے تھے۔ (مسند امام احمد، عبدالرزاق، دارقطنی، مرقاۃ، فتح القدیر وغیرہ) اس کی تحقیق ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں ملاحظہ کرو۔

۳۔ یعنی حضرت ابن عمر مکہ معظمہ میں جب عثمان غنی یا کسی اور مقیم امام کے پیچھے نماز پڑھتے تو پوری پڑھتے اکیلے پڑھتے تو قصر کرتے۔ حکم بھی یہی ہے کہ مسافر مقیم امام کے پیچھے نماز پوری پڑھے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۷۷)

831۔ وَعَنْ اَبِیْ حَرْبِ بْنِ اَبِی الْاَسْوَدِ الدِّیْلِیِّ اَنَّ عَلِیًّا رَضِیَ اللهُ عَنْهُ خَرَجَ مِنَ الْبَصْرَةِ فَصَلَّى الظُّهْرَ اَرْبَعًا ثُمَّ قَالَ اِنَّا لَوْ جَاوَزْنَا هٰذَا الْخُصَّ

حضرت ابو حرب بن اسود دیلی رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ بصرہ سے نکلے تو ظہر کی نماز چار رکعات ادا کیں پھر فرمایا اگر ہم

لَصَلَّيْنَا رَكْعَتَيْنِ. رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَرُوَاتُهُ ثِقَاتٌ. (مصنف ابن ابی شیبة کتاب الصلوٰۃ من باب کان یقصر الصلوٰۃ ج 2 ص 449)

اس جھونپڑی کو عبور کر جاتے تو دو رکعت نماز پڑھتے۔ اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

832- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَقْصُرُ الصَّلٰوةَ حِيْنَ يَخْرُجُ مِنْ شُعَبِ الْمَدِيْنَةِ وَيَقْصُرُ إِذَا رَجَعَ حَتّٰى يَدْخُلَهَا. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَإِسْنَادُهُ لَا بَأْسَ بِهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ آپ جب مدینہ طیبہ کی گھاٹیوں سے نکلتے تو نماز قصر پڑھتے اور جب لوٹ کر آتے تو مدینہ طیبہ داخل ہونے تک نماز قصر ادا فرماتے۔ اس کو عبدالرزاق نے بیان کی اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مصنف عبدالرزاق صلوٰۃ المسافر باب المسافر متی یقصر اذا خرج مسافراً ج 2 ص 530)

بَابُ يَقْصُرُ مَنْ لَّمْ يَنْوِ الْإِقَامَةَ وَإِنْ طَالَ مُكْثُهُ وَالْعَسْكَرُ الَّذِيْ دَخَلَ أَرْضَ الْحَرْبِ وَإِنْ نَوَوُا الْإِقَامَةَ

وہ شخص نماز قصر پڑھے گا جس نے اقامت کی نیت کی، اگرچہ اس کو ٹھہرنا طویل ہوا اور وہ لشکر بھی نماز قصر پڑھے گا جو دارالحرب میں داخل ہوا اگرچہ انہوں نے اقامت کی نیت کی ہو

833- عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعَةَ عَشَرَ يَقْصُرُ فَنَحْنُ إِذَا سَافَرْنَا تِسْعَةَ عَشَرَ قَصَرْنَا وَإِنْ زِدْنَا أَتْمَمْنَا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(بخاری ابواب تقصیر الصلوٰۃ باب ماجاء فی التقصیر وکم یقیم حتی یقصر ج 1 ص 147)

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ، ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب انیس دن تک مقیم ہوتے تو آپ نماز قصر ادا فرماتے تھے۔ پس جب ہم (بھی) انیس دن کے لئے سفر کرتے تو نماز قصر ادا کرتے اور اگر زیادہ ٹھہرتے تو نماز پوری پڑھتے تھے۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا۔

شرح: مفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

ا۔ یہ سفر مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کی طرف فتح مکہ کے لیئے تھا۔ (اشعۃ اللمعات) اور حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس زمانہ میں پندرہ دن کی نیت سے مقیم نہ ہوئے تھے یہی ارادہ رہا کہ آج جائیں کل جائیں اور اتفاقاً انیس روز گزر گئے اس لیئے قصر ہی کرتے رہے۔ چنانچہ عبدالرزاق نے اپنی مسند میں، امام محمد نے کتاب الآثار میں حضرت ابن عمر سے روایت کی

کہ ہم ایک دفعہ آذر بائیجان میں برف میں گھر گئے تو چھ ماہ وہاں ٹھہرے مگر قصر ہی پڑھتے رہے، نیز حضرت انس عبدالملک ابن مروان کے ساتھ شام میں ایک جگہ دو مہینہ تک ٹھہرے قصر ہی پڑھتے رہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر مسافر بلا ارادہ کسی جگہ مہینوں ٹھہر جائے تو قصر ہی پڑھے گا۔

۲؎ یہ حضرت ابن عباس کا اجتہاد ہے جو انہوں نے فتح مکہ کے واقعہ سے کیا۔ ظاہر یہ ہے کہ بعد میں اس پر عمل چھوڑ دیا کیونکہ طحاوی میں انہی سے روایت آتی ہے کہ اگر تم سفر میں پندرہ دن قیام کی نیت کرو تو نماز پوری کرو ورنہ قصر۔ ابن حجر شافعی فرماتے ہیں یہ انیس دن کا قول صرف ابن عباس کا ہے اس میں کوئی فقیہ ان کے ساتھ نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ واقعہ غزوہ طائف یا غزوہ حنین میں تھا اور ظاہر ہے کہ غازی ہر وقت فتح کا منتظر رہتا ہے کہ کب فتح ہو اور کب لوٹوں، لہٰذا اس واقعہ سے استدلال قوی نہیں۔ (مرقاۃ) (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۶۷)

834- وَعَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ خَمْسَ عَشْرَةَ يَقْصُرُ الصَّلٰوةَ۔ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔

حضرت عبیداللہ بن عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں فتح والے سال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ المکرمہ میں پندرہ دن مقیم رہے تو نماز قصر ادا فرماتے رہے۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب متی یتم المسافر ج 1 ص 173)

835- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْمِسْوَرِ قَالَ كُنَّا مَعَ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ قُرَى الشَّامِ فَكَانَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ فَنُصَلِّيْ نَحْنُ أَرْبَعًا فَنَسْأَلُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ سَعْدٌ نَّحْنُ أَعْلَمُ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔

(طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ المسافر ج 1 ص 286)

حضرت عبدالرحمٰن بن مسور رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ شام کی بستیوں میں سے کسی بستی میں مقیم تھے تو آپ دو رکعتیں پڑھتے تھے تو ہم چار رکعات پڑھتے تھے تو ہم نے آپ سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ فرماتے ہم زیادہ جانتے ہیں۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

836- وَعَنْ أَبِيْ جَمْرَةَ نَصْرِ بْنِ عِمْرَانَ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِنَّا نُطِيْلُ الْقِيَامَ بِخُرَاسَانَ فَكَيْفَ تَرٰى قَالَ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ وَإِنْ

ابو جمرہ نصر بن عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا بے شک ہم خراسان میں طویل قیام کرتے ہیں تو آپ کیا

اَقَمْتَ عَشْرَ سِنِيْنَ. رَوَاهُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تو دو رکعت پڑھ اگرچہ تو دس سال مقیم رہے اس کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبة کتاب الصلوٰۃ باب فی المسافر یطلیل المقام فی المصر ج 2 ص 453)

837- وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ ارْتَجَّ عَلَيْنَا الثَّلْجُ وَنَحْنُ بِاَذْرَبَائِيْجَانَ سِتَّةَ اَشْهُرٍ فِيْ غَزَاةٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَكُنَّا نُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

حضرت نافع بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرتے ہیں آذربائجان میں ایک غزوہ کے دوران چھ ماہ تک ہم پر برفباری ہوتی رہی تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نماز دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ اس کو امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے المعرفہ میں بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(معرفة السنن والآثار کتاب الصلوٰۃ ج 4 ص 274' سنن الکبرٰی للبیہقی کتاب الصلوٰۃ باب من قال یقصر ابداً (___) مالم یجمع مکثاج 3 ص 152)

838- وَعَنِ الْحَسَنِ قَالَ كُنَّا مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِبَعْضِ بِلَادِ فَارِسٍ سَنَتَيْنِ فَكَانَ لَا يُجَمِّعُ وَلَا يَزِيْدُ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

حضرت حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں ہم دو سال تک فارس کے کسی شہر میں حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ساتھ رہے تو آپ نہ تو جمعہ پڑھاتے تھے اور نہ دو رکعتوں سے زیادہ نماز پڑھاتے تھے اس کو عبدالرزاق نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مصنف عبدالرزاق صلوٰۃ المسافر باب الرجل یخرج فی وقت الصلوٰۃ ج 2 ص 536)

839- وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقَامُوْا بِرَامَهُرْمُزَ تِسْعَةَ اَشْهُرٍ يُقَصِّرُوْنَ الصَّلٰوةَ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَاِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم رامہرمز میں نو ماہ مقیم رہے تو نماز قصر ادا فرماتے تھے۔ اس کو بیہقی نے روایت کیا اس کو سند حسن ہے۔

(سنن الکبرٰی للبیہقی کتاب الصلوٰۃ باب من قال یقصر ابداً مالم یجمع مکثاج 3 ص 152)

شرح: مسائل فقہیہ

شرعاً مسافر وہ شخص ہے جو تین دن کی راہ تک جانے کے ارادہ سے بستی سے باہر ہوا۔ (الفتاوی الرضویۃ، ج ۸، ص ۲۴۳)

مسئلہ: دن سے مراد سال کا سب میں چھوٹا دن اور تین دن کی راہ سے یہ مراد نہیں کہ صبح سے شام تک چلے کہ کھانے پینے، نماز اور دیگر ضروریات کے لیے ٹھہرنا تو ضرور ہی ہے، بلکہ مراد دن کا اکثر حصہ ہے مثلاً شروع صبح صادق سے دوپہر ڈھلنے تک چلا پھر ٹھہر گیا پھر دوسرے اور تیسرے دن یوہیں کیا تو اتنی دور تک کی راہ کو مسافت سفر کہیں گے دوپہر کے بعد تک چلنے میں بھی برابر چلنا مراد نہیں بلکہ عادۃً جتنا آرام لینا چاہے اس قدر اس درمیان میں ٹھہرتا بھی جائے اور چلنے سے مراد معتدل چال ہے کہ نہ تیز ہو نہ سست، خشکی میں آدمی اور اونٹ کی درمیانی چال کا اعتبار ہے اور پہاڑی راستہ میں اسی حساب سے جو اس کے لیے مناسب ہو اور دریا میں کشتی کی چال اس وقت کی کہ ہوا نہ بالکل رُکی ہو نہ تیز۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشرفي صلاۃ المسافر، ج۱، ص۱۳۸) (الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج۲، ص۷۲۴)

مسئلہ: سال کا چھوٹا دن اس جگہ کا معتبر ہے جہاں دن رات معتدل ہوں یعنی چھوٹے دن کے اکثر حصہ میں منزل طے کر سکتے ہوں لہٰذا جن شہروں میں بہت چھوٹا دن ہوتا ہے جیسے بلغار کہ وہاں بہت چھوٹا دن ہوتا ہے، لہٰذا وہاں کے دن کا اعتبار نہیں۔ (ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج۲، ص۷۲۵)

مسئلہ: کسی جگہ جانے کے دو راستے ہیں ایک سے مسافت سفر ہے دوسرے سے نہیں تو جس راستہ سے یہ جائے گا اس کا اعتبار ہے، نزدیک والے راستے سے گیا تو مسافر نہیں اور دور والے سے گیا تو ہے، اگرچہ اس راستہ کے اختیار کرنے میں اس کی کوئی غرض صحیح نہ ہو۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشرفي صلاۃ المسافر، ج۱، ص۱۳۸) (الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج۲، ص۷۲۶)

مسئلہ: کسی جگہ جانے کے دو راستے ہیں، ایک دریا کا دوسرا خشکی کا ان میں ایک دو دن کا ہے دوسرا تین دن کا، تین دن والے سے جائے تو مسافر ہے ورنہ نہیں۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشرفي صلاۃ المسافر، ج۱، ص۱۳۸)

مسئلہ: تین دن کی راہ کو تیز سواری پر دو دن یا کم میں طے کرے تو مسافر ہی ہے اور تین دن سے کم کے راستہ کو زیادہ دنوں میں طے کیا تو مسافر نہیں۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشرفي صلاۃ المسافر، ج۱، ص۱۳۹) (الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج۲، ص۷۲۶)

مسئلہ: تین دن کی راہ کو کسی ولی نے اپنی کرامت سے بہت تھوڑے زمانہ میں طے کیا تو ظاہر یہی ہے کہ مسافر کے احکام اس کے لیے ثابت ہوں مگر امام ابن ہمام نے اس کا مسافر ہونا مستبعد فرمایا۔

(ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج۲، ص۷۲۶)

مسئلہ: محض نیت سفر سے مسافر نہ ہوگا بلکہ مسافر کا حکم اس وقت سے ہے کہ بستی کی آبادی سے باہر ہو جائے شہر میں ہے تو شہر سے، گاؤں میں ہے تو گاؤں سے اور شہر والے کے لیے یہ بھی ضرور ہے کہ شہر کے آس پاس جو آبادی شہر سے متصل ہے اس سے بھی باہر ہو جائے۔ (الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج۲، ص۷۲۲)

مسئلہ: فنائے شہر سے جو گاؤں متصل ہے شہر والے کے لیے اس گاؤں سے باہر ہو جانا ضرور نہیں۔ یوہیں شہر کے متصل باغ ہوں اگر چہ ان کے نگہبان اور کام کرنے والے ان میں رہتے ہوں ان باغوں سے نکل جانا ضروری نہیں۔

(ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج ۲، ص ۷۲۲)

مسئلہ: فنائے شہر یعنی شہر سے باہر جو جگہ شہر کے کاموں کے لیے ہو مثلاً قبرستان، گھوڑ دوڑ کا میدان، کوڑا پھینکنے کی جگہ اگر یہ شہر سے متصل ہو تو اس سے باہر ہو جانا ضروری ہے۔ اور اگر شہر و فنا کے درمیان فاصلہ ہو تو نہیں۔

(ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج ۲، ص ۷۲۲)

مسئلہ: آبادی سے باہر ہونے سے مراد یہ ہے کہ جدھر جا رہا ہے اس طرف آبادی ختم ہو جائے اگر چہ اس کی محاذات میں دوسری طرف ختم نہ ہوئی ہو۔ (غنیۃ المتملي فصل في صلاۃ المسافر، ص ۵۳۶)

مسئلہ: کوئی محلہ پہلے شہر سے ملا ہوا تھا مگر اب جدا ہو گیا تو اس سے باہر ہونا بھی ضروری ہے اور جو محلہ ویران ہو گیا خواہ شہر سے پہلے متصل تھا یا اب بھی متصل ہے اس سے باہر ہونا شرط نہیں۔

(المرجع السابق، وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج ۲، ص ۷۲۳)

بَابُ الرَّدِّ عَلٰى مَنْ قَالَ اِنَّ الْمُسَافِرَ يَصِيْرُ مُقِيْمًا بِنِيَّةِ اِقَامَةِ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ

ان لوگوں کا رد جنہوں نے کہا کہ مسافر چار دن اقامت کی نیت سے مقیم ہو جاتا ہے

840۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلٰى مَكَّةَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى رَجَعَ قُلْتُ كَمْ اَقَامَ بِمَكَّةَ قَالَ عَشْرًا۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔ (بخاری ابواب تقصير الصلوٰة باب ماجاء فی التقصير وكم يقيم الخ ج 1 ص 147' مسلم كتاب صلوٰة المسافرين ج 1 ص 243)

حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے مکہ کی طرف نکلے تو آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واپس لوٹنے تک دو دو رکعتیں پڑھتے رہے تو میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہا آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مکہ میں کتنے دن مقیم رہے تو آپ نے فرمایا دس دن اس کو شیخین نے روایت کیا۔

بَابُ مَنْ قَالَ اِنَّ الْمُسَافِرَ يَصِيْرُ مُقِيْمًا بِنِيَّةِ اِقَامَةِ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا

جس نے کہا کہ مسافر پندرہ دن اقامت کی نیت سے مقیم ہو جاتا ہے

841۔ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ اِنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ اِذَا اَجْمَعَ عَلٰى اِقَامَةِ خَمْسَةَ عَشَرَ

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالٰی عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما جب پندرہ دن

يَوْمًا أَتَمَّ الصَّلٰوةَ۔ رَوَاهُ أَبُوْبَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔ (مصنف ابن ابی شیبة كتاب الصلوة باب من قال اذا اجمع على اقامة خمس عشرة اتم ج 2 ص 455)

اقامت کا پختہ ارادہ فرما لیتے تو پوری نماز پڑھتے تھے۔ اس کو ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

842- وَعَنْهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُقِيْمَ بِمَكَّةَ خَمْسَةَ عَشَرَ سَرَّجَ ظَهْرَهُ وَصَلّٰى أَرْبَعًا۔ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِيْ كِتَابِ الْحُجَجِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔

(كتاب الحجة باب صلوة المسافر ج 1 ص 170)

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب مکہ میں پندرہ دن اقامت کا ارادہ فرماتے تو گھوڑے سے زین اتار دیتے اور نماز (پوری) چار رکعات پڑھتے۔ اس کو محمد بن حسن نے کتاب الحج میں بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

843- وَعَنْهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ إِذَا كُنْتَ مُسَافِرًا فَوَطَّنْتَ نَفْسَكَ عَلٰى إِقَامَةِ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا فَأَتِمِّ الصَّلٰوةَ وَإِنْ كُنْتَ لَا تَدْرِيْ فَاقْصُرْ۔ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي الْآثَارِ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ۔ (كتاب الآثار ص 38)

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جب تو مسافر ہو پھر کسی جگہ کو پندرہ دن اقامت کے لئے اختیار کرے تو تو نماز پوری پڑھ اور اگر تو نہ جانتا ہو (کہ کب کوچ کرنا ہے) تو قصر نماز پڑھ۔ اس کو محمد بن حسن الاثار میں روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

844- وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ إِذَا قَدِمْتَ بَلْدَةً فَأَقَمْتَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا فَأَتِمِّ الصَّلٰوةَ۔ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي الْحُجَجِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب تو کسی شہر آئے اور وہاں پندرہ دن اقامت کرے تو نماز پوری پڑھ اس کو محمد بن حسن نے کتاب الحج میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(كتاب الحجة باب صلوة المسافر ج 1 ص 171)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جب وہاں (کہیں) سے بقصد وطن چلے اور وہاں کی آبادی سے باہر نکل آئے اس وقت سے جب تک اپنے شہر کی آبادی میں داخل نہ ہو قصر کرے گا جب اپنے وطن کی آبادی میں آ گیا قصر جاتا رہا، جب تک یہاں رہے گا اگرچہ ایک ہی ساعت، قصر نہ کر سکے گا کہ وطن میں کچھ پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت ضرور نہیں، پھر جب وطن سے اُس شہر کے قصد پر چلا اور وطن کی آبادی سے باہر نکل گیا اس وقت سے قصر واجب ہو گیا راستے بھر تو قصر کرے گا ہی اور اگر اُس شہر میں پہنچ کر اس بار پندرہ روز یا زیادہ قیام کا ارادہ نہیں بلکہ پندرہ دن سے کم میں واپس آنے یا وہاں سے اور کہیں جانے کا قصد ہے تو وہاں

جب تک ٹھہرے گا اس قیام میں بھی قصر ہی کرے گا اور اگر وہاں اقامت کا ارادہ ہے تو صرف راستہ بھر قصر کرے جب اس شہر کی آبادی میں داخل ہوگا قصر جاتا رہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (الفتاوی الرضویہ، ج ۸، ص ۲۵۸)

بَابُ صَلٰوةِ الْمُسَافِرِ بِالْمُقِيْمِ

مسافر مقیم کو نماز پڑھائے

845۔ عَنْ مُوْسَى بْنِ سَلَمَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا بِمَكَّةَ فَقُلْتُ إِنَّا إِذَا كُنَّا مَعَكُمْ صَلَّيْنَا أَرْبَعًا وَإِذَا رَجَعْنَا إِلَى رِحَالِنَا صَلَّيْنَا رَكْعَتَيْنِ قَالَ تِلْكَ سُنَّةُ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ۔ (مسند احمد ج 1 ص 216)

حضرت موسیٰ بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں ہم ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ مکہ میں تھے تو میں نے کہا بے شک ہم جب آپ کے ساتھ ہوتے ہیں تو چار رکعات پڑھتے ہیں اور جب اپنے ٹھکانوں کی طرف لوٹ کر جاتے ہیں تو دو رکعت پڑھتے ہیں تو آپ نے فرمایا یہ ابو القاسم کی سنت ہے۔

بَابُ صَلٰوةِ الْمُقِيْمِ بِالْمُسَافِرِ

مقیم مسافر کو نماز پڑھائے

846۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ إِذَا قَدِمَ مَكَّةَ صَلّٰى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَقُوْلُ يَا أَهْلَ مَكَّةَ أَتِمُّوْا صَلَاتَكُمْ فَإِنَّا قَوْمٌ سَفْرٌ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔ (مؤطا امام مالک کتاب قصر الصلوٰۃ فی السفر باب صلوٰۃ المسافر اذا کان اماما)

حضرت سالم بن عبد اللہ اپنے والد عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مکہ المکرمہ آتے تو ان کو دو رکعت نماز پڑھاتے پھر فرماتے اے اہل مکہ تم اپنی نماز مکمل کرو بے شک ہم مسافر لوگ ہیں۔ اس کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

847۔ وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَفْوَانَ أَنَّهُ قَالَ جَاءَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَعُوْدُ عَبْدَ اللهِ بْنَ صَفْوَانَ فَصَلّٰى لَنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقُمْنَا فَأَتْمَمْنَا۔ رَوَاهُ مَالِكٌ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔

حضرت صفوان بن عبد اللہ بن صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عبد اللہ صفوان کی عیادت کے لئے تشریف لائے تو ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں۔ پھر سلام پھیر دیا تو ہم نے اٹھ کر نماز مکمل کی۔ اس کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مؤطا امام مالک کتاب قصر الصلوٰۃ فی السفر باب صلوٰۃ المسافر اذا کان اماماً۔ الخ ج 1 ص 132)

شرح: مسئلہ: محل اقامت یعنی شہر یا گاؤں میں جو شخص چار رکعت والی نماز پڑھائے اور دو پر سلام پھیر دے، تو

ضرور ہے کہ مقتدی کو اس کا مقیم یا مسافر ہونا معلوم ہو خواہ مقتدی خود مقیم ہو یا مسافر، اگر امام نے نہ نماز سے پہلے اپنا مسافر ہونا بتایا نہ بعد کو اور چلا گیا نہ اس کا حال اور طرح معلوم ہوا تو مقتدی اپنی پھر پڑھیں، ہاں اگر جنگل میں یا منزل پر دو پڑھ کر چلا گیا تو ان کی نماز ہو جائے گی، یہی سمجھا جائے گا کہ مسافر تھا۔ (البحر الرائق، کتاب الصلاۃ، باب المسافر، ج ۲، ص ۲۳۸)

بَابُ جَمْعِ التَّقْدِيْمِ بَيْنَ الْعَصْرَيْنِ بِعَرَفَةَ

میدان عرفات میں ظہر اور عصر کو ظہر کے وقت میں جمع کرنے کا بیان

848۔ عن جابر بن عبد الله رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِيْ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ فِيْ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَذَّنَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا

(مسلم كتاب الحج باب حجة صلى الله تعالى عليه وسلم ج 1 ص 397)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حج کے بارے میں ایک طویل حدیث میں روایت کرتے ہیں کہ پھر مؤذن نے اذان کہی پھر اقامت کہی تو آپ نے ظہر کی نماز پڑھائی' پھر (مؤذن نے) اقامت کہی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھائی اور ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نماز نہیں پڑھی۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

849۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ غَدَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مِنًى حِيْنَ صَلَّى الصُّبْحَ فِيْ صَبِيْحَةِ يَوْمِ عَرَفَةَ حَتّٰى اَتٰى عَرَفَةَ فَنَزَلَ بِنَمِرَةَ وَهِيَ مَنْزِلُ الْاِمَامِ الَّذِيْ يَنْزِلُ بِهِ بِعَرَفَةَ حَتّٰى اِذَا كَانَ عِنْدَ صَلٰوةِ الظُّهْرِ رَاحَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُهَجِّرًا فَجَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ ثُمَّ رَاحَ فَوَقَفَ عَلَى الْمَوْقِفِ مِنْ عَرَفَةَ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ عرفہ کے دن صبح کی نماز پڑھانے کے بعد صبح سویرے ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منیٰ سے روانہ ہو گئے حتیٰ کہ آپ عرفات میں تشریف لائے تو (مقام) نمرہ میں اترے اور عرفہ میں آنیوالے امام کی یہی منزل ہے یہاں تک کہ ظہر کی نماز کے قریب آپ جلدی روانہ ہو گئے تو ظہر اور عصر کو جمع فرمایا پھر لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا پھر چلے تو میدان عرفات میں وقوف فرمایا۔ اس کو امام احمد ابو داؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(مسند احمد ج 1 ص 129' ابو داؤد کتاب المناسک باب الخروج الی عرفة ج 1 ص 265)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یہ جمع صلوتین ہے، عرفات میں ظہر وعصر ایک اذان اور دو تکبیروں سے ظہر کے وقت میں ادا کی جاتی ہے، ظہر کی سنتیں و نفل چھوڑ دی جاتی ہیں تاکہ عرفات پہاڑ پر جلد پہنچیں اور دعاؤں کے لیے کافی وقت ملے۔

لطیفہ معمہ: سوال: وہ کون سی جگہ ہے جہاں نفل کی وجہ سے فرض چھوڑ دیا جاتا ہے؟

جواب: وہ عرفات ہے جہاں نفل یعنی دعاؤں کی وجہ سے عصر کا وقت جو فرض ہے چھوڑ دیا جاتا ہے، امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ہاں یہ جمع صلوتین حج کی وجہ سے ہے، امام شافعی کے ہاں سفر کی وجہ سے مذہب حنفی قوی ہے کیونکہ خود مکہ والے جو مسافر نہیں ہوتے وہ بھی یہاں جمع صلوتین کرتے ہیں اب امام مکہ معظمہ میں رہتا ہے مگر جمع کرتا ہے۔

(مراۃ المناجیح ج ۴ ص ۱۷۰)

850- وَعَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ اِنَّ مِنْ سُنَّةِ الْحَجِّ اَنَّ الْاِمَامَ يَرُوْحُ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ يَخْطُبُ فَيَخْطُبُ النَّاسَ فَاِذَا فَرَغَ مِنْ خُطْبَتِهٖ نَزَلَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا۔ رَوَاهُ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہما کو فرماتے ہوئے سنا کہ حج کی ایک سنت یہ بھی ہے کہ جب سورج ڈھل جائے تو امام خطبہ کے لئے جائے اور لوگوں کو خطبہ دے کر جب اپنے خطبہ سے فارغ ہو تو ظہر اور عصر کی نماز کو جمع کر کے ادا کرے۔ اس کو ابن منذر نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

بَابُ جَمْعِ التَّاخِيْرِ بَيْنَ الْعِشَائَيْنِ بِالْمُزْدَلِفَةِ

مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازوں کو عشاء کے وقت میں اکٹھا پڑھنا

851- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ يَقُوْلُ حَجَّ عَبْدُ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاَتَيْنَا الْمُزْدَلِفَةَ حِيْنَ الْاَذَانِ بِالْعَتَمَةِ اَوْ قَرِيْبًا مِّنْ ذٰلِكَ فَاَمَرَ رَجُلًا فَاَذَّنَ وَاَقَامَ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَصَلّٰى بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ دَعَا بِعَشَائِهٖ فَتَعَشّٰى ثُمَّ اَمَرَ اُرٰى فَاَذَّنَ وَاَقَامَ قَالَ عَمْرٌو وَلَا اَعْلَمُ الشَّكَّ اِلَّا مِنْ زُهَيْرٍ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ فَلَمَّا طَلَعَ الْفَجْرُ قَالَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ

حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حج ادا فرمایا تو ہم عشاء کی اذان کے وقت یا اس کے قریب مزدلفہ آئے تو آپ نے ایک شخص کو حکم دیا تو اس نے اذان اور اقامت کہی پھر آپ نے مغرب کی نماز پڑھائی اور اس کے بعد دو رکعتیں پڑھیں پھر آپ نے رات کا کھانا منگوا کر تناول فرمایا' پھر میرے خیال میں آپ نے ایک شخص کو حکم دیا تو اس نے اذان اور

لَا يُصَلِّيْ هٰذِهِ السَّاعَةَ اِلَّا هٰذِهِ الصَّلٰوةَ فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ مِنْ هٰذَا الْيَوْمِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ هُمَا صَلَاتَانِ تُحَوَّلَانِ عَنْ وَقْتِهِمَا صَلٰوةُ الْمَغْرِبِ بَعْدَ مَا يَأْتِي النَّاسُ الْمُزْدَلِفَةَ وَالْفَجْرُ حِيْنَ يَبْزُغُ الْفَجْرُ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهٗ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔ قَالَ النِّيْمَوِيُّ الجمع بين الصلوتين بعرفة والمزدلفة للنسك لا للسفر خلافًا للشافعي۔

(بخاری کتاب المناسک باب من اذن و اقام لکل واحدۃ منھاج 1 ص 227)

اقامت کہی' عمرو کہتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق شک زہیر کی طرف سے ہے' پھر آپ نے عشاء کی نماز دو رکعتیں پڑھائیں پس جب فجر طلوع ہوگئی تو آپ نے فرمایا ہے اس دن اس جگہ اس وقت نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اس نماز کے علاوہ کوئی نماز ادا نہیں فرماتے تھے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں یہ دو نمازیں اپنے وقت سے پھیر کر پڑھی جائیں گی' مغرب کی نماز لوگوں کے مزدلفہ آنے کے بعد اور فجر کی نماز فجر طلوع ہوتے ہی پڑھی جائے گی' فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے روایت کیا۔ علامہ نیموی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں میدان عرفان اور مزدلفہ میں دو نمازوں کو جمع کرنا حج کی وجہ سے ہے نہ کہ سفر کی وجہ سے بخلاف امام شافعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے۔

شرح: رات بھر مزدلفہ میں

حاجی کو چاہیے سورج غروب ہو جانے کے بعد میدان عرفات سے مزدلفہ کو روانہ ہو جائیں اور پورے راستہ میں لبیک اور ذکر و دعا اور تکبیر کثرت سے بلند آواز سے پڑھتے چلیں مزدلفہ پہنچ کر مغرب کو عشاء کے وقت میں ادا کی نیت سے پڑھیں پھر مغرب کے بعد فوراً ہی عشاء پڑھیں۔

بَابُ جَمْعِ التَّقْدِيْمِ فِي السَّفَرِ

سفر میں جمع تقدیم کا بیان

852۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ فِيْ سَفَرٍ فَزَالَتِ الشَّمْسُ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا ثُمَّ ارْتَحَلَ۔ رَوَاهُ جَعْفَرٌ الْفِرْيَابِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جب سفر میں ہوتے تو ظہر اور عصر کو اکٹھا ادا فرماتے پھر کوچ کرتے۔ اس کو جعفر فریابی بیہقی اور اسماعیلی نے روایت کیا اور ابونعیم

وَالْاِسْمَاعِيْلِيُّ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ فِيْ مُسْتَخْرَجِهٖ عَلٰى مُسْلِمٍ وَهُوَ حَدِيْثٌ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ۔

نے مسلم پر اپنی تخریج میں اور یہ غیر محفوظ حدیث ہے۔

(سنن الکبرٰی البیہقی کتاب الصلٰوۃ باب الجمع بین الصلوتین ج 3 ص 162' تلخیص الخبیر کتاب الصلٰوۃ المسافرین باب الجمع بین الصلوتین فی السفر ج 2 ص 49' وفتح الباری نقلاً عن الاسمٰعیلی' جعفر الفریابی و ابی نعیم ج 2 ص 237)

863- وَعَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ اِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَحِلَ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَاِنْ يَّرْتَحِلْ قَبْلَ اَنْ تَزِيْغَ الشَّمْسُ اَخَّرَ الظُّهْرَ حَتّٰى يَنْزِلَ لِلْعَصْرِ وَفِي الْمَغْرِبِ مِثْلَ ذٰلِكَ اِنْ غَابَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَحِلَ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَاِنْ يَّرْتَحِلْ قَبْلَ اَنْ تَغِيْبَ الشَّمْسُ اَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتّٰى يَنْزِلَ لِلْعِشَاءِ ثُمَّ جَمَعَ بَيْنَهُمَا۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَهُوَ حَدِيْثٌ ضَعِيْفٌ۔ (ابوداؤد کتاب الصلٰوۃ باب الجمع بین الصلوتین ج 1 ص 171)

حضرت ابوزبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں از ابوطفیل از معاذ بن جبل کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم غزوہ تبوک میں تھے جب آپ کے کوچ فرمانے سے پہلے سورج ڈھل جاتا تو ظہر اور عصر کو جمع کر کے پڑھتے اور اگر زوال آفتاب سے پہلے آپ کوچ فرماتے تو ظہر کو مؤخر کرتے یہاں تک کہ آپ عصر کی نماز کے لئے اترتے اور مغرب کی نماز میں بھی ایسا ہی کرتے تھے کہ اگر آپ کے کوچ کرنے سے پہلے سورج غروب ہوجاتا تو مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھتے اور اگر غروب آفتاب سے پہلے کوچ فرماتے تو مغرب کو مؤخر فرماتے یہاں تک کہ عشاء کی نماز کے لئے اترتے پھر ان دونوں کو اکٹھا ادا فرماتے۔ اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت فرمایا اور یہ حدیث ضعیف ہے۔

شرح: مفسرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

۱۔ اس طرح کہ عصر کے وقت میں پڑھ لیتے، اس کا نام جمع تقدیم ہے یعنی نماز اپنے وقت سے پہلے ادا کرلینا۔

۲۔ اور ظہر عصر کے وقت پڑھتے اس کا نام جمع تاخیر ہے یعنی نماز کا وقت کے بعد پڑھنا۔

۳۔ یہاں جمع حقیقی ہی مراد ہے جمع صوری کا اس میں احتمال نہیں۔ یہ حدیث امام شافعی کی انتہائی دلیل ہے کہ سفر میں جمع تقدیم بھی جائز ہے اور جمع تاخیر بھی۔ اس کے متعلق چند طرح گفتگو ہے: اولاً یہ کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ ابوداؤد نے فرمایا کہ جمع تقدیم کے بارے میں کوئی حدیث صحیح نہ ملی۔ (مرقاۃ از مرقاۃ) دوسرے یہ کہ مسلم، بخاری میں حضرت ابن مسعود

کی روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کبھی غیر وقت میں نماز پڑھتے نہ دیکھا حالانکہ آپ غزوہ تبوک میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ کے ساتھ باجماعت نمازیں اس موقعہ پر ادا کرتے رہے، چونکہ حضرت ابن مسعود معاذ ابن جبل سے زیادہ فقیہ بھی ہیں اور زیادہ حافظ بھی اس لیئے ان کی حدیث کو زیادہ ترجیح ہوگی۔ تیسرے یہ کہ یہ حدیث آیت قرآنی جو ہم پیش کر چکے اور ان متواتر احادیث کے خلاف ہے جن میں نماز کے اوقات کا ذکر ہے لہذا یہ حدیث ہرگز قابل عمل نہیں۔ خیال رہے کہ عرفہ اور مزدلفہ میں نمازیں اپنے وقت سے نہ ہٹیں بلکہ وقت اپنی حدود سے ہٹ گئے اس طرح کہ عرفہ میں وقت عصر ظہر میں آ گیا نہ کہ نماز عصر وقت ظہر میں اور مزدلفہ میں وقت مغرب عشاء میں پہنچ گیا نہ کہ مغرب وقت عشاء میں حتی کہ اگر کوئی حاجی اس دن مغرب عشاء کے وقت سے پہلے پڑھ لے تو ہوگی ہی نہیں، نیز وہ احادیث متواتر المعنی ہیں۔ یہ فرق خیال میں رہے بہت باریک ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۷۴)

854- وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ اِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ زَيْغِ الشَّمْسِ اَخَّرَ الظُّهْرَ اِلٰى اَنْ يَّجْمَعَهَا اِلَى الْعَصْرِ فَيُصَلِّيَهُمَا جَمِيْعًا وَّاِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ زَيْغِ الشَّمْسِ عَجَّلَ الْعَصْرَ اِلَى الظُّهْرِ وَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا ثُمَّ سَارَ وَكَانَ اِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ الْمَغْرِبِ اَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتّٰى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْعِشَآءِ وَاِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ الْمَغْرِبِ عَجَّلَ الْعِشَآءَ فَصَلَّاهَا مَعَ الْمَغْرِبِ۔ رَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ وَهُوَ حَدِيْثٌ ضَعِيْفٌ جِدًّا۔

حضرت یزید بن حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں از ابوطفیل از معاذ بن جبل کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں تھے جب آپ سورج ڈھل جانے سے پہلے کوچ فرماتے تو ظہر کو موخر کر کے عصر کے ساتھ جمع کرتے پھر ان دونوں کو اکٹھا ادا فرماتے اور جب سورج ڈھل جانے کے بعد کوچ فرماتے تو عصر کو ظہر کی طرف جلدی کرتے اور ظہر اور عصر کو اکٹھا پڑھتے پھر روانہ ہوتے اور جب غروب آفتاب سے پہلے کوچ فرماتے تو مغرب کو موخر کر کے عشاء کے ساتھ ادا فرماتے اور جب مغرب کے بعد کوچ کرتے تو مغرب کو عشاء کی نماز تک موخر کرتے اور عشاء کی نماز مغرب کے ساتھ ادا فرماتے۔ اسکو ترمذی اور ابوداؤد نے روایات کیا اور یہ بہت زیادہ ضعیف حدیث ہے۔

(ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الجمع بین الصلوتین ج 1 ص 172' ترمذی ابواب صلوٰۃ السفر باب ما جاء فی الجمع بین الصلوتین ج 1 ص 124)

855- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي السَّفَرِ اِذَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ دوران سفر اگر پڑاؤ کی جگہ میں ہی سورج

زَاغَتِ الشَّمْسُ فِيْ مَنْزِلِهٖ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ يَّرْكَبَ فَاِذَا لَمْ تَزِغْ لَهٗ فِيْ مَنْزِلِهٖ سَارَ حَتّٰى اِذَا حَانَتِ الْعَصْرُ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَاِذَا حَانَتْ لَهُ الْمَغْرِبُ فِيْ مَنْزِلِهٖ جَمَعَ بَيْنَهُمَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ وَاِذَا لَمْ تَحِنْ فِيْ مَنْزِلِهٖ رَكِبَ حَتّٰى اِذَا كَانَتِ الْعِشَاءُ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ۔ (مسند احمد ج 1 ص 367)

ڈھل جاتا ہے تو نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سوار ہونے سے پہلے ظہر اور عصر کو جمع فرماتے اور جب پڑاؤ کی جگہ میں سورج نہ ڈھلتا تو روانہ ہوجاتے حتی کہ جب عصر کی نماز کا وقت قریب ہوتا تو اتر کر ظہر اور عصر کو اکٹھا ادا فرماتے اور جب پڑاؤ کی جگہ میں ہی مغرب کا وقت قریب ہوتا تو مغرب اور عشاء کو اکٹھا ادا فرماتے اور جب پڑاؤ کی جگہ میں مغرب کا وقت قریب نہ ہوتا تو سوار ہوجاتے یہاں تک کہ جب عشاء کا وقت ہوجاتا تو اتر کر مغرب وعشاء کو اکٹھا ادا فرماتے۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم نے روایت کیا اور اس کی سند ضعیف ہے۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

۱۔ یعنی سفر کرنے کی حالت میں ظہر اور عصر اسی طرح مغرب اور عشاء یوں جمع فرماتے کہ ظہر آخری وقت میں پڑھتے اور عصر اول وقت، یوں ہی مغرب آخری وقت ادا کرتے اور عشاء اول وقت یعنی ہر نماز اپنے وقت میں ادا ہوتی صورۃً جمع ہوتیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ عصر ظہر کے وقت میں پڑھ لیتے اور عشاء مغرب کے وقت میں یعنی جمع حقیقی مراد نہیں، ورنہ یہ حدیث قرآن شریف کے بھی خلاف ہوگی، رب تعالٰی فرماتا ہے: "اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا" یعنی نماز مسلمانوں پر اپنے اپنے اوقات میں فرض ہے اور دیگر احادیث کے بھی مخالف۔ چنانچہ طبرانی نے حضرت ابن مسعود سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سفر میں مغرب اور عشاء اس طرح جمع فرماتے کہ مغرب اس کے آخر وقت میں پڑھتے اور عشاء اول وقت میں اور بخاری نے حضرت سالم سے ایک طویل حدیث نقل کی جس میں یہ ہے کہ حضرت ابن عمر کو جب سفر میں جلدی ہوتی تو مغرب پڑھتے پھر تھوڑی دیر ٹھہر کر عشاء پڑھتے، نسائی نے حضرت نافع سے طویل حدیث نقل کی کہ حضرت ابن عمر مغرب کی نماز کے لیئے جب اترے جب کہ شفق قریب غروب تھی، مغرب پڑھی تو شفق غائب ہوگئی، شفق غائب ہوتے ہی عشاء پڑھ لی۔ وہ حدیثیں اس حدیث کی شرح ہیں اور احناف کے بالکل خلاف نہیں بلکہ حق میں ہیں۔ اس کی پوری تحقیق "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۶۹)

بَابُ مَا يَدُلُّ عَلٰى تَرْكِ جَمْعِ التَّقْدِيْمِ

ان روایات کا بیان جو دو نمازوں کو پہلے وقت

بَیْنَ الصَّلٰوتَیْنِ فِی السَّفَرِ

میں جمع کرنے کے ترک پر دلالت کرتی ہیں

856۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ اَنْ تَزِيْغَ الشَّمْسُ اَخَّرَ الظُّهْرَ اِلٰى وَقْتِ الْعَصْرِ ثُمَّ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا فَاِنْ زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَحِلَ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سورج ڈھل جاتا تو ظہر کی نماز پڑھ کر سفر پر روانہ ہوجاتے۔ اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے روایت کیا۔

(بخاری ابواب تقصیر الصلوٰۃ باب یوخر الظھر الی العصر اذا ارتحل۔ الخ ج 1 ص 150' مسلم کتاب المسافرین باب جواز الجمع بین الصلوٰتین فی السفر ج 1 ص 245)

857۔ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَعْجَلَهُ السَّيْرُ فِي السَّفَرِ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ حَتّٰى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَآءِ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں میں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ کو سفر پر جلدی جانا ہوتا تو مغرب کی نماز کو موخر کرتے حتیٰ کہ مغرب اور عشاء کی نماز کو اکٹھا ادا فرماتے۔ اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے روایت کیا۔

(بخاری ابواب تقصیر الصلوٰۃ باب ھل یؤذن او یقیم اذا جمع بین المغرب و العشاء ج 1 ص 149' مسلم کتاب المسافرین باب جواز الجمع بین الصلوٰتین فی السفر ج 1 ص 245)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اس کتاب جلی الصواب حلی الخطاب رفیع النصاب میں کلام کلام امام ہمام محرر المذہب سیدنا محمد بن الحسن تلمیذ سید الائمہ امام اعظم ابوحنیفہ اور تالیف رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین فرماتے ہیں:

قال ابوحنیفة رضی الله تعالی عنه: الجمع بین الصلاتین فی السفر فی الظهر والعصر، والمغرب والعشاء سواءٌ یؤخر الظهر الی اخر وقتها ثم ی صلی ویعجل العصر فی اول وقتها فی صلی فی اول وقتها، و کذلك المغرب والعشاء یؤخر المغرب الی اٰخر وقتها فی صلی قبل ان یغیب الشفق وذلك اٰخر وقتها، وی صلی العشاء فی اول وقتها حین یغیب الشفق، فهذا الجمع بینهما ؎

امام فقیہ محدث عیسیٰ بن ابان تلمیذ امام محمد نے امام ابوحنیفہ نے فرمایا ہے کہ سفر میں دو ۲ نمازوں کا جمع کرنا، خواہ ظہر اور عصر ہوں یا مغرب اور عشاء ہوں، یکساں ہے۔ یعنی ظہر کو آخر وقت موخر کرکے پڑھے اور عصر میں تعجیل کرکے اس کو اول وقت میں پڑھ لے۔ اسی طرح مغرب اور عشاء میں مغرب کو اتنا موخر کرے کہ اس کے آخری وقت میں، یعنی شفق غائب

ہونے سے تھوڑا پہلے پڑھے اور عشاء میں جلدی کر کے اس کو اول میں پڑھ لے، یعنی شفق غائب ہونے کے ساتھ ہی، یہ طریقہ ہے ان کو جمع کرنے کا۔(ت)(۴؎ کتاب الحجۃ باب جمع الصلاۃ فی السفر مطبوعہ دار المعارف النعمانیہ لاہور ۱/۱۶۴)

اُسی میں ہے: قال ابو حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ: من اراد ان یجمع بین الصلاتین بمطر او سفر اوغیرہ فلیؤخر الاولی منہما حتی تکون فی اخر وقتہا ویعجل الثانیۃ حتی ی صلیہا فی اول وقتہا فیجمع بینہما فتکون کل واحدۃ منہما فی وقتہا ۱؎ الخ۔

ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص بارش، سفر یا کسی اور وجہ سے دو ۲ نمازوں کو جمع کرنا چاہے تو اس کو چاہئے کہ پہلی کو آخر وقت تک مؤخر کر دے اور دوسری میں جلدی کر کے اول وقت میں ادا کرے، اس طرح دونوں کو جمع کر لے، تاہم ہوگی ہر نماز اپنے وقت میں الخ۔(۱؎ کتاب الحجۃ　باب الجمع بین الصلاتین　مطبوعہ دار المعارف النعمانیہ لاہور ۱/۱۵۹)

اس کلام برکت نظام امام کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم سے ظاہر ہوا کہ جواز جمع صوری صرف مرض وسفر پر متصور نہیں بضرورت شدت بارش بھی اجازت ہے مثلاً ظہر کے وقت مینہ برستا ہو تو انتظار کر کے آخر وقت حاضر مسجد ہوں جماعت ظہر ادا کریں اور وقت عصر پر تیقن ہوتے ہی جماعت عصر کر لیں کہ شاید شدتِ مطر بڑھ جائے اور حضور مسجد سے مانع آئے، مطر شدید میں تنہا گھر پڑھ لینے کی بھی اجازت ہے تو اُس صورت میں تو دونوں نمازوں کے لئے جماعت ومسجد کی محافظت ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔(الفتاوی الرضویہ، ج۵، ص ۱۶۲)

بَابُ جَمْعِ التَّاْخِیْرِ بَیْنَ الصَّلٰوتَیْنِ فِی السَّفَرِ

دورانِ سفر دو نمازوں کو دوسری نماز کے وقت میں اکٹھا پڑھنا

858۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ اَنْ تَزِيْغَ الشَّمْسُ اَخَّرَ الظُّهْرَ اِلٰى وَقْتِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا وَاِذَا زَاغَتْ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لمسلم اخر الظهر حتى يدخل اول وقت العصر ثم يجمع بينهما۔

(بخاری ابواب تقصیر الصلوۃ باب اذا ارتحل بعد ما زاغت الشمس ج 1 ص 150' مسلم کتاب المسافرین باب

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سورج ڈھلنے سے پہلے سفر پر تشریف لے جاتے تو ظہر کو عصر کے وقت تک مؤخر فرماتے پھر ان دونوں کو اکٹھا ادا فرماتے اور جب (سفر سے پہلے) سورج ڈھل جاتا تو ظہر کی نماز پڑھتے پھر سوار ہو جاتے یعنی سفر پر روانہ ہو جاتے تھے اور امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظہر کو مؤخر فرماتے حتیٰ کہ عصر کا پہلا وقت داخل ہو جاتا تو پھر ان

(جواز الجمع بین الصلوتین فی السفرج 1 ص 245)

859- وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَجِلَ عَلَيْهِ السَّفَرُ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ إِلَى أَوَّلِ وَقْتِ الْعَصْرِ فَيَجْمَعُ بَيْنَهُمَا وَيُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ حَتّٰى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ حِيْنَ يَغِيْبُ الشَّفَقُ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ (مسلم کتاب المسافرین باب جواز الجمع بین الصلوتین فی السفرج 1 ص 245)

دونوں کو جمع فرماتے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب سفر پر جلدی جانا ہوتا تو ظہر کو عصر کے پہلے وقت تک مؤخر کرتے پھر ان دونوں کو اکٹھا ادا فرماتے اور مغرب کو مؤخر فرماتے یہاں تک کہ شفق کے غروب ہوتے وقت مغرب اور عشاء کو اکٹھا ادا فرماتے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت ہے۔

860- وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بَعْدَ أَنْ تَغِيْبَ الشَّفَقُ وَيَقُوْلُ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ (مسلم کتاب المسافرین باب جواز الجمع بین الصلوتین فی السفرج 1 ص 245)

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جب سفر میں جلدی ہوتی تو شفق کے غائب ہونے کے بعد مغرب و عشاء کو اکٹھا ادا فرماتے اور فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب سفر میں جلدی ہوتی تو مغرب اور عشاء کو اکٹھا ادا فرماتے تھے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

861- وَعَنْهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ إِلَى رُبُعِ اللَّيْلِ۔ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ۔ قَالَ النِّيْمَوِيُّ هٰذِهِ الزِّيَادَةُ فِي الْمَرْفُوْعِ إِنَّمَا هُوَ وَهْمٌ وَّالصَّوَابُ وَقْفُهَا وَفِيْهَا إِضْطِرَابٌ وَالْمَحْفُوْظُ بِدُوْنِهَا۔

(دار قطنی کتاب الصلوۃ باب الجمع بین الصلوتین فی السفرج 1 ص 392)

اور آپ ہی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب سفر میں جلدی ہوتی تو مغرب اور عشاء کو رات کے چوتھائی حصے تک مؤخر کر کے اکٹھا ادا فرماتے اس کو دار قطنی نے روایت کیا۔ اس کتاب کے مرتب محمد بن علی نیموی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں حدیث مرفوع میں ان الفاظ کی زیادتی ایک وہم ہے اور درست بات یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے اور اس میں اضطراب ہے اور اس زیادتی کے بغیر یہ حدیث محفوظ ہے۔

862- وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَابَتْ لَهُ الشَّمْسُ بِمَكَّةَ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ میں ہی تھے کہ سورج

جَمَعَ بَيْنَهُمَا بِسَرِفَ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَآئِيُّ وَفِيْهِ اَبُو الزُّبَيْرِ الْمَكِّيُّ وَهُوَ مُدَلِّسٌ.

غروب ہوگیا تو آپ نے ان دونوں نمازوں کو مقام سرف میں اکٹھا ادا فرمایا۔ اس کو ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا اور اس حدیث کی (سند میں) ایک راوی ابوالزبیر ہیں جو کہ مدلس ہے۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب الجمع بین الصلوٰتین ج 1 ص 171' نسائی کتاب المواقیت باب الوقت الذی یجمع فیہ المسافرین المغرب والعشاء ج 1 ص 99)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوی رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(دو ۲ نمازوں کو اس طرح جمع کرنا) ناجائز ہے، قال اللہ تعالٰی: انّ الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتٰباً موقوتا ۱؎ (بیشک نماز مسلمانوں پر فرض ہے وقت باندھا ہوا) کہ نہ وقت سے پہلے صحیح نہ وقت کھو کر پڑھنا روا بلکہ فرض ہے کہ نماز اپنے وقت پر ادا ہو (۱؎ القرآن ۴/۱۰۳)

حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: لیس فی النوم تفریط انما التفریط فی الیقظۃ ان تؤخر صلاۃ حتی یدخل وقت صلاۃ اخری ۲؎ سونے میں کچھ تقصیر نہیں تقصیر تو جاگنے میں ہے کہ تو ایک نماز کو اتنا مؤخر کرے کہ دوسرے نماز کا وقت آجائے۔ (۲؎ مسند احمد بن حنبل مسانید ابن ابی قتادۃ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۵/۳۰۵)

یہ حدیث خود حالتِ سفر میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی تھی رواہ مسلم واحمد وابوداود والطحاوی وابن حبان عن ابی قتادۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ سفر وحضر میں حاضر بارگاہِ رسالت پناہ ہمرکاب نبوت مآب رہا کرتے صاف صریح انکار فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ سلم کو کبھی دو ۲ نمازیں جمع فرماتے نہ دیکھا مگر مزدلفہ عرفات میں جہاں کی جمع ہنگام حج حجاج کے لئے سب کے نزدیک متفق علیہ ہے نویں تاریخ عرفات میں ظہر وعصر پھر نویں شب مزدلفہ میں مغرب وعشا ملا کر پڑھتے ہیں صحیح بخاری صحیح مسلم وسنن ابی داود وسنن نسائی وشرح معانی الآثار امام طحاوی میں اُس جناب سے ہے:

قال ما رأیت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صلی صلاۃ لغیر میقاتھا الا صلاتین جمع بین المغرب والعشاء وصلی الفجر قبل میقاتھا ۱؎

وفی لفظ للنسائی کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یصلی الصلاۃ لوقتھا الا بجمع وعرفات ۲؎ (۱؎ صحیح مسلم باب استحباب زیادۃ التغلیس لصلوٰۃ الصبح مطبوعہ اصح المطابع قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۱۷) (۲؎ سنن النسائی الجمع بین الظہر والعصر بعرفۃ، مطبوعہ، سلفیہ لاہور، ۲/۳۹)

سیدنا امام محمد مؤطا شریف میں بسند صحیح امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی: انہ کتب فی الآفاق

ينهاهم ان يجمعوا بين الصلاتين ويخبرهم ان الجمع بين الصلاتين في وقت واحد كبيرة من الكبائر ۳؎

(یعنی اُس جناب خلافت مآب ناطق بالحق والصواب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے تمام آفاق میں فرمان تحریر فرمائے کہ کوئی شخص دو ۲ نمازیں جمع نہ کرے اور اُن میں ارشاد فرمایا کہ ایک وقت میں دو ۲ نمازیں ملانا کبیرہ گناہوں سے ایک گناہ کبیرہ ہے)(۳؎ مؤطا امام محمد، باب الجمع بین الصلاتین فی السفر والمطر مطبوعہ آفتاب عالم پریس مجتبائی لاہور ص ۱۳۲)

مخالفین کے پاس جمع حقیقی پر قرآن وحدیث سے اصلاً کوئی دلیل نہیں جو کچھ پیش کرتے ہیں یا تو جمع صوری صریح ہے یعنی ظہر یا مغرب کو اُس کے ایسے آخر وقت میں پڑھنا کہ فارغ ہوتے ہی فوراً یا ایک وقفہ قلیل کے بعد عصر یا عشا کا وقت آجائے پھر وقت ہوتے ہی معاً عصر یا عشا کا پڑھ لینا کہ حقیقت میں تو ہر نماز اپنے وقت پر ہُوئی مگر دیکھنے میں مل گئیں ایسی جمع مریض ومسافر کے لئے ہم بھی جائز مانتے ہیں اور حدیثوں سے یہی ثابت ہے یا محض مجمل ہے جس میں جمع حقیقی کی اصلاً بُو نہیں یا صاف محتمل کہ احادیث جمع صوری سے بہت اچھے طور پر متفق ہوسکتی ہے غرض کوئی حدیث صحیح وصریح مفسر اُن کے ہاتھ میں اصلاً نہیں بعونہٖ تعالٰی اس کا نہایت شافی ووافی بیان فقیر نے رسالہ حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین ۱۳۱۳ھ میں لکھا کہ اس سوال کے آنے پر تحریر کیا جسے تحقیق حق منظور ہو اس کی طرف رجوع کرے وباللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔ (الفتاوی الرضویہ، ج۵، ص ۳۲۳۔۳۲۴)

بَابُ مَا يَدُلُّ اَنَّ الْجَمْعَ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ فِي السَّفَرِ كَانَ جَمْعًا صُوْرِيًّا

ان روایات کا بیان جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ سفر میں دو نمازوں کو اکٹھا پڑھنا یہ جمع صوری تھا

863- عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا اِلَّا بِجَمْعٍ وَّعَرَفَاتٍ۔ رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔ (نسائی کتاب مناسک الحج باب الجمع بين الظهر و العصر بعرفة ج2 ص44)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مزدلفہ اور عرفات کے علاوہ ہر نماز کو اس کے وقت پر ادا فرماتے تھے۔ اس کو امام نسائی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

864- وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ وَيُقَدِّمُ الْعَصْرَ وَيُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَيُقَدِّمُ الْعِشَآءَ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہما روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دوران سفر ظہر کو مؤخر فرماتے اور عصر کو مقدم فرماتے تھے اور اسی طرح مغرب کو مؤخر فرماتے اور عشاء کو مقدم فرماتے تھے اس کو طحاوی احمد اور حاکم نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(طحاوی کتاب الصلوٰة باب الجمع بين الصلوتين ج1 ص113، مسند احمد ج6 ص135)

865- وَعَنْ كَثِيْرِ بْنِ قَارَوَنْدَ قَالَ سَاَلْنَا سَالِمَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ صَلٰوةِ اَبِيْهِ فِي السَّفَرِ وَسَاَلْنَاهُ هَلْ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ شَيْئٍ مِّنْ صَلٰوتِهٖ فِيْ سَفَرِهٖ فَذَكَرَ اَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ اَبِيْ عُبَيْدٍ كَانَتْ تَحْتَهٗ فَكَتَبَتْ اِلَيْهِ وَهُوَ فِيْ زِرَاعَةٍ لَّهٗ اِنِّيْ فِيْ اٰخِرِ يَوْمٍ مِّنْ اَيَّامِ الدُّنْيَا وَ اَوَّلِ يَوْمٍ مِّنَ الْاٰخِرَةِ فَرَكِبَ فَاَسْرَعَ السَّيْرَ اِلَيْهَا حَتّٰى اِذَا حَانَتْ صَلٰوةُ الظُّهْرِ قَالَ لَهُ الْمُؤَذِّنُ الصَّلٰوةَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَلَمْ يَلْتَفِتْ حَتّٰى اِذَا كَانَ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ نَزَلَ فَقَالَ اَقِمْ فَاِذَا سَلَّمْتُ فَاَقِمْ فَصَلّٰى ثُمَّ رَكِبَ حَتّٰى اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ قَالَ لَهُ الْمُؤَذِّنُ اَلصَّلٰوةُ فَقَالَ كَفِعْلِكَ فِيْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ ثُمَّ سَارَ حَتّٰى اِذَا اشْتَبَكَتِ النُّجُوْمُ نَزَلَ ثُمَّ قَالَ لِلْمُؤَذِّنِ اَقِمْ فَاِذَا سَلَّمْتُ فَاَقِمْ فَصَلّٰى ثُمَّ انْصَرَفَ فَالْتَفَتَ اِلَيْنَا فَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْاَمْرُ الَّذِيْ يَخَافُ فَوْتَهٗ فَلْيُصَلِّ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ-

(نسائی کتاب المواقیت باب الوقت الذی یجمع فیه المسافر بین الظهر و العصر ج1 ص98)

حضرت کثیر بن قاروند رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے سالم بن عبداللہ سے دوران سفر ان کے والد کی نماز کے بارے میں پوچھا اور ہم نے آپ سے پوچھا کہ کیا آپ دوران سفر نمازوں کو جمع فرماتے تھے تو آپ نے فرمایا حضرت صفیہ بنت ابوعبید رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کے نکاح میں تھیں تو انہوں نے آپ کی طرف خط لکھا درانحالیکہ آپ کھیتی باڑی میں مشغول تھے کہ بے شک میرا دنیا کے دنوں میں سے آخری دن ہے اور آخرت کے دنوں میں سے پہلا دن ہے تو آپ سوار ہوکر تیزی سے ان کی طرف چلے حتیٰ کہ جب ظہر کا وقت قریب آیا تو مؤذن نے آپ کو کہا: اے ابوعبدالرحمٰن نماز تو آپ ان کی طرف متوجہ نہ ہوئے حتیٰ کہ جب ظہر اور عصر کا درمیانی وقت آیا تو سواری سے اتر کر مؤذن سے کہا نماز تو آپ نے فرمایا ایسا ہی کرنا جیسے تو نے ظہر اور عصر کی نماز کے وقت کیا تھا' پھر آپ چلے حتیٰ کہ جب ستارے خوب ظاہر ہوگئے تو اتر کر مؤذن سے کہا کہ اقامت کہو پس جب میں سلام پھیروں پھر تو (عشاء کی نماز کے لئے) اقامت کہنا پھر آپ نماز سے فارغ ہوکر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو ایسا معاملہ درپیش ہو جس کے فوت ہونے کا تمہیں خوف ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اس طرح نماز پڑھ لے۔ اس کو امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

866- وَعَنْ نَّافِعٍ وَّعَبْدِاللّٰهِ بْنِ وَاقِدٍ اَنَّ مُؤَذِّنَ

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبداللہ بن واقد

ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ الصَّلٰوةُ قَالَ سِرْ سِرْ حَتّٰى اِذَا كَانَ قَبْلَ غُيُوْبِ الشَّفَقِ نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ انْتَظَرَ حَتّٰى غَابَ الشَّفَقُ فَصَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا عَجِلَ بِهٖ اَمْرٌ صَنَعَ مِثْلَ الَّذِيْ صَنَعْتُ فَسَارَ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ مَسِيْرَةَ ثَلَاثٍ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارُ قُطْنِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔ (ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب لاجمع بین الصلوٰتین ج 1 ص 171' دار قطنی کتاب الصلوٰۃ باب الجمع بین الصلوٰتین فی السفر ج 1 ص 393)

روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مؤذن نے کہا نماز' تو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا چلو چلو حتیٰ کہ سورج کے غروب ہونے سے پہلے اترے تو مغرب کی نماز پڑھی پھر شفق کے غائب ہونے تک انتظار کرتے رہے پھر عشاء کی نماز پڑھی' پھر فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی معاملہ میں جلدی ہوتی تو اس طرح ہی فرماتے جس طرح میں نے کیا ہے تو اس سفر میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے تین دنوں کی مسافت ایک دن اور رات میں طے کی۔ اس کو ابوداؤد اور دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

867- وَعَنِ ابْنِ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ سَفَرٍ يُرِيْدُ اَرْضًا لَّهٗ فَاَتَاهُ اٰتٍ فَقَالَ اِنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ اَبِيْ عُبَيْدٍ لَّمَا بِهَا فَانْظُرْ اَنْ تُدْرِكَهَا فَخَرَجَ مُسْرِعًا وَّمَعَهٗ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ يُّسَايِرُهٗ وَغَابَتِ الشَّمْسُ فَلَمْ يُصَلِّ الصَّلٰوةَ وَكَانَ عَهْدِيْ بِهٖ وَهُوَ يُحَافِظُ عَلَى الصَّلٰوةِ فَلَمَّا اَبْطَاَ قُلْتُ الصَّلٰوةُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَالْتَفَتَ اِلَيَّ وَمَضٰى حَتّٰى اِذَا كَانَ فِيْ اٰخِرِ الشَّفَقِ نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ اَقَامَ الْعِشَاءَ وَقَدْ تَوَارَى الشَّفَقُ فَصَلّٰى بِنَا ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا عَجِلَ بِهِ السَّيْرُ صَنَعَ هٰكَذَا۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالطَّحَاوِيُّ وَالدَّارُ قُطْنِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت ابن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ ایک سفر میں تھا آپ اپنی زمین جانے کا ارادہ رکھتے تھے تو ان کے پاس ایک آنیوالا آیا اور کہا کہ حضرت صفیہ بنت ابی عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیمار ہیں۔ آپ دیکھیں اگر ان کو (حالت حیات میں) پاسکیں پس آپ تیزی سے نکلے اور آپ کے ساتھ ایک قریشی شخص تھا جو آپ کے ساتھ سفر کر رہا تھا' سورج غائب ہوگیا لیکن آپ نے نماز نہیں پڑھی اور میرے خیال میں آپ نماز کی پابندی فرماتے تھے' پس جب انہوں نے تاخیر کی تو میں نے کہا اللہ آپ پر رحم کرے' نماز (وقت ہوگیا ہے) پس آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور چلتے رہے حتیٰ کہ شفق کے آخری وقت میں آپ نے اتر کر مغرب کی نماز پڑھی پھر

(نسائی کتاب المواقیت باب الوقت الذی یجمع فیه المسافر بین المغرب والعشاء ج 1 ص 99' ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الجمع بین الصلوٰتین ج 1 ص 171' دار قطنی کتاب الصلوٰۃ باب الجمع بین الصلوٰتین فی السفر ج 1 ص 393' طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب الجمع بین الصلوٰتین ج 1 ص 112)

عشاء کی اقامت کہی گئی جب کہ شفق غائب ہو چکا تھا تو آپ نے ہمیں نماز پڑھائی پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب سفر میں جلدی ہوتی تو اسی طرح کرتے تھے اس کو نسائی ابوداؤد طحاوی اور دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

868- وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ اِذَا سَافَرَ سَارَ بَعْدَ مَا تَغْرُبُ الشَّمْسُ حَتّٰى كَادَ اَنْ تَظْلِمَ ثُمَّ يَنْزِلُ فَيُصَلِّي الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَدْعُوْا بِعَشَاۤءٍ فَيَتَعَشّٰى ثُمَّ يُصَلِّي الْعِشَاۤءَ ثُمَّ يَرْتَحِلُ وَيَقُوْلُ هٰكَذَا كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ. رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہم اپنے والد اور اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سورج غروب ہوجانے کے بعد سفر پر چلتے تو جب تاریکی چھا جاتی تو اتر کر مغرب کی نماز پڑھتے پھر رات کا کھانا منگوا کر تناول فرماتے پھر کوچ کرتے اور فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ اس کو ابو داؤد نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب متی یتم المسافر ج 1 ص 174)

869- وَعَنْ اَبِي عُثْمَانَ قَالَ وَفَدْتُّ اَنَا وَسَعْدُ بْنُ مَالِكٍ وَّنَحْنُ نُبَادِرُ لِلْحَجِّ فَكُنَّا نَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ نُقَدِّمُ مِنْ هٰذِهٖ وَنُؤَخِّرُ مِنْ هٰذِهٖ وَنَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاۤءِ نُقَدِّمُ مِنْ هٰذِهٖ وَنُؤَخِّرُ مِنْ هٰذِهٖ حَتّٰى قَدِمْنَا مَكَّةَ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ. (طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب الجمع بین الصلوٰتین ج 1 ص 114)

حضرت ابو عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں میں اور سعد بن مالک حج کے لئے چلے اور ہم حج کی وجہ سے جلدی جا رہے تھے تو ہم ظہر اور عصر کو اکٹھا پڑھتے تھے ایک کو مقدم کرتے اور دوسری کو مؤخر کرتے اور مغرب وعشاء کو بھی اسی طرح اکٹھا پڑھتے تھے۔ ایک کو مقدم کرتے اور دوسری کو مؤخر کرتے اور مغرب وعشاء کو بھی اسی طرح اکٹھا پڑھتے تھے۔ ایک کو مقدم کرتے اور دوسری کو مؤخر کرتے حتیٰ کہ ہم مکہ پہنچ گئے۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوی رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اللہ عزوجل نے اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کے ارشادات سے نماز فرض کا ایک خاص وقت جداگانہ مقرر فرمایا ہے کہ نہ اُس سے پہلے نماز کی صحت نہ اس کے بعد تاخیر کی اجازت، ظہرین عرفہ وعشائین مزدلفہ کے سوا دو ۲ نمازوں کا قصداً ایک وقت میں جمع کرنا سفراً حضراً ہرگز کسی طرح جائز نہیں۔ قرآن عظیم واحادیث صحاح سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُس کی ممانعت پر شاہد عدل ہیں۔ یہی مذہب ہے حضرت ناطق بالحق والصواب موافق الرائے بالوحی والکتاب امیر المومنین عمر فاروق اعظم وحضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص احد العشرۃ المبشرۃ وحضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود من اجل فقہاء الصحابۃ البررۃ وحضرت سیدنا وابن سیدنا عبداللہ بن عمر فاروق وحضرت سیدتنا ام المومنین صدیقہ بنت الصدیق اعاظم صحابہ کرام وخلیفہ راشد امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز وامام سالم بن عبداللہ بن عمر وامام علقمہ بن قیس وامام اسود بن یزید نخعی وامام حسن بصری وامام ابن سیرین وامام ابراہیم نخعی وامام مکحول شامی وامام جابر بن زید وامام عمرو بن دینار وامام حماد بن ابی سلیمان وامام اجل ابوحنیفہ اجلہ ائمہ تابعین وامام سفین ثوری وامام لیث بن سعد وامام قاضی الشرق والغرب ابویوسف وامام ابوعبداللہ محمد الشیبانی وامام زفر بن الہذیل وامام حسن بن زیاد وامام دار الہجرۃ عالم المدینۃ مالک بن انس فی روایۃ ابن قاسم اکابر تبع تابعین وامام عبدالرحمن بن قاسم عتقی تلمیذ امام مالک وامام عیسیٰ بن ابان وامام ابوجعفر احمد بن سلامہ مصری وغیرہم ائمہ دین کا، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

تحقیق مقام یہ ہے کہ جمع بین الصلاتین یعنی دو ۲ نمازیں ملاکر پڑھنا دو ۲ قسم ہے: جمع فعلی جسے جمع صوری بھی کہتے ہیں کہ واقع میں ہر نماز اپنے وقت میں واقع مگر ادا میں مل جائیں جیسے ظہر اپنے آخر وقت میں پڑھی کہ اس کے ختم پر وقتِ عصر آ گیا اب فوراً عصر اوّل وقت پڑھ لی، ہوئیں تو دونوں اپنے اپنے وقت، اور فعلاً وصورۃً مل گئیں۔ اسی طرح مغرب میں دیر کی یہاں تک کہ شفق ڈوبنے پر آئی اُس وقت پڑھی ادھر فارغ ہوئے کہ شفق ڈوب گئی عشاء کا وقت ہو گیا وہ پڑھ لی، ایسا ملانا بعذر مرض وضرورت سفر بلاشبہہ جائز ہے۔ ہمارے علمائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس کی رخصت دیتے ہیں۔ ردالمحتار میں ہے:

للمسافر والمریض تاخیر المغرب للجمع بینها وبین العشاء فعلاً، کما فی الحلیۃ وغیرها. ای ان تصلی فی اٰخر وقتها والعشاء فی اول وقتها ا ؎

(ا ؎ ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ المصطفی البابی مصر ۱/۲۷۱)

مسافر اور مریض مغرب میں تاخیر کر سکتے ہیں تاکہ اس کو اور عشاء کو فعلاً اکٹھا کر لیں، جیسا کہ حلیہ وغیرہ میں ہے، یعنی مغرب آخری وقت میں پڑھی جائے اور عشاء اوّل وقت ہیں۔ (الفتاوی الرضویۃ، ج ۷، ص ۱۶۰۔۱۶۱)

بَابُ الْجَمْعِ حالت اقامت میں دو نمازوں کو

فِي الْحَضَرِ

870۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ جَمَعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمَدِيْنَةِ فِي غَيْرِ خَوْفٍ وَّلَا مَطَرٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ و اخرون. قَالَ النِّيْمَوِيُّ وللعلماء تاويلاتٌ فِي هٰذا الْحَدِيْثِ كلها سخيفة الا الحمل على الجمع الصورى۔ (مسلم کتاب المسافر ین باب جواز الجمع بین الصلوٰتین فی السفرج 1 ص 246)

جمع کرنے کا بیان

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں بغیر کسی خوف اور بارش ظہر اور عصر مغرب اور عشاء کی نمازوں کو اکٹھا پڑھا۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم نے روایت کیا۔ اس کتاب کے مرتب علامہ نیموی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں اس حدیث میں علماء نے کئی تاویلیں کی ہیں سب کی سب کمزور ہیں۔ سوائے اس کے کہ اس نماز کو جمع صوری پر محمول کیا جائے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْجَمْعِ فِي الْحَضَرِ

871۔ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى صَلٰوةً اِلَّا لِمِيْقَاتِهَا اِلَّا صَلٰوتَيْنِ صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ وَّصَلَّى الْفَجْرَ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ مِيْقَاتِهَا ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حالت اقامت میں دو نمازوں کو جمع کرنے کی ممانعت کا بیان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو کبھی کوئی نماز اس کے وقت کے بغیر پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا سوائے دو نمازوں کے مزدلفہ میں مغرب و عشاء کی نماز اور اس دن فجر کی نماز آپ نے اس کے وقت (معتاد) سے پہلے پڑھی اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما نے روایت کیا۔

(مسلم کتاب الحج باب زیادۃ التغلیس بصلوٰۃ الصبح ج 1 ص 417' بخاری کتاب المناسک باب متی ی صلی الفجر بجمع ج 1 ص 228)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

1۔ یہ حدیث امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی دلیل ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی سفر میں جمع بین الصلوتین نہ کیا یعنی چند نمازیں بیک وقت نہ پڑھیں، وہاں جمع صوری تھا کہ ظہر آخر وقت میں پڑھی اور عصر اول وقت میں، رہا غزوۂ خندق

میں چند نمازیں یکدم پڑھنا وہ جمع نہ تھا بلکہ قضاء پڑھی گئی تھیں، جمع اور ہے قضاء کچھ اور۔

۲۔ یعنی مزدلفہ میں مغرب وعشاء کو حقیقتاً جمع فرمایا کہ مغرب عشاء کے وقت میں پڑھی اور دوسری عرفات میں کہ وہاں عصر ظہر کے وقت میں پڑھی، چونکہ وہ جمع صلوتین دن میں اور سب کے سامنے ہوا تھا اسی لیے اس کا علیحدہ نام نہ لیا اور مزدلفہ میں نمازوں کا اجتماع رات میں تھا جس میں سارے حجاج جمع نہ تھے اس لیے صرف اس کا ذکر صراحۃً علیحدہ بھی کر دیا لہٰذا حدیث واضح ہے دو نمازوں سے مراد عرفہ و مزدلفہ کی نمازیں ہیں۔

۳۔ یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ فجر خوب اجیالا میں پڑھتے تھے مگر آج مزدلفہ میں پو پھٹنے کے بعد اندھیرے میں پڑھی، یہ حدیث امام اعظم قدس سرہ کی قوی دلیل ہے کہ ہمیشہ فجر اجیالہ میں پڑھی جائے، صرف مزدلفہ میں اندھیرے منہ پڑھے کیونکہ اگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ہی نماز فجر پو پھوٹتے ہی پڑھتے ہوتے تو آج وقت معتاد سے پڑھنے کے کیا معنی، کیا وقت سے پہلے پڑھ لی ہرگز نہیں لہٰذا قول احناف قوی ہے، یہاں تمام آئمہ کے ہاں وقت سے مراد وقت معتاد ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۲۲)

872- وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَمَا اِنَّہٗ لَیْسَ فِی النَّوْمِ تَفْرِیْطٌ اِنَّمَا التَّفْرِیْطُ عَلٰی مَنْ لَّمْ یُصَلِّ الصَّلٰوۃَ حَتّٰی یَجِیْءَ وَقْتُ الصَّلٰوۃِ الْاُخْرٰی۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَاٰخَرُوْنَ۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا نیند کی حالت میں کوئی کوتاہی نہیں' کوتاہی تو صرف اس شخص پر ہے جو دوسری نماز کا وقت داخل ہونے تک نماز نہ پڑھے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم نے روایت کیا۔

(مسلم کتاب المساجد باب قضاء الصلوۃ الفائتہ۔ الخ ج 1 ص 237' طحاوی کتاب الصلوۃ باب الجمع بین الصلوتین ج 1 ص 114)

873- وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَوْھَبٍ قَالَ سُئِلَ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَا التَّفْرِیْطُ فِی الصَّلٰوۃِ قَالَ اَنْ تُؤَخِّرَ حَتّٰی یَجِیْءَ وَقْتُ الْاُخْرٰی۔ رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ بن عبداللہ بن موہب روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے پوچھا گیا کہ نماز میں کوتاہی کیا ہے تو آپ نے فرمایا یہ کہ تو نماز کو موخر کرے حتیٰ کہ دوسری نماز کا وقت آجائے۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(طحاوی کتاب الصلوۃ باب الجمع بین الصلوتین ج 1 ص 114)

874- وَعَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ

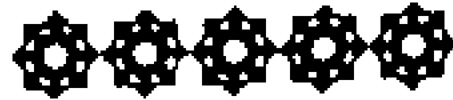
حضرت طاؤس رضی اللہ تعالٰی عنہ' ابن عباس رضی اللہ

عَنْهُمَا قَالَ لَا يَفُوْتُ صَلٰوةٌ حَتّٰى يَجِيْئَ وَقْتُ الْاُخْرٰى. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

(طحاوی کتاب الصلوۃ باب الجمع بین الصلاتین ج 1 ص 114)

تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں نماز فوت نہیں ہوتے حتیٰ کہ دوسری نماز کا وقت داخل ہوجائے۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کی اور اس کی سند صحیح ہے۔

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوٰی رضویہ جلد ۵ تا۹، مراۃ المناجیح ج ۲، بہارشریعت جلد ۲ حصہ چہارم، جنتی زیور اور جاء الحق کا مطالعہ فرمائیں۔



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

أَبْوَابُ الْجُمُعَةِ

جمعہ سے متعلق ابواب

بَابُ فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے دن کی فضیلت کا بیان

875۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ فِيهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللهَ تَعَالَى شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَأَشَارَ بِيَدِهِ يُقَلِّلُهَا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(بخاری کتاب الجمعة باب الساعة التی فی یوم الجمعة ج 1 ص 128' مسلم کتاب الجمعة ج 1 ص 281)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں ایک ایسی ساعت ہے جس کو مسلمان بندہ اس حال میں پالے کہ وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا ہو تو جو بھی اللہ سے مانگے اللہ تعالیٰ اس کو ضرور عطا فرمائے گا اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اس کے کم ہونے کی طرف اشارہ فرمایا۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی وہ ساعت قبولیت دعا کی ہے، رات میں روزانہ وہ ساعت آتی ہے مگر دنوں میں صرف جمعہ کے دن۔ یقیناً نہیں معلوم کہ وہ ساعت کب ہے۔ غالب یہ ہے کہ دو خطبوں کے درمیان یا مغرب سے کچھ پہلے۔

یعنی اس ساعت میں مسلمان کی دعا قبول ہوتی ہے نہ کہ کافر کی۔ نمازی متقی کی دعا قبول ہوتی ہے نہ کہ فساق و فجار کی جو جمعہ تک نہ پڑھیں صرف دعاؤں پر ہی زور دیں۔ یُصَلِّي میں اسی جانب اشارہ ہے ورنہ نماز کی حالت میں دعا کیسے مانگی جائے گی۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۸۷)

876۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا فِي الْجُمُعَةِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم کتاب الجمعة ج 1 ص 282)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' وہ بہترین دن جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ جمعہ کا دن ہے جس میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے' اسی دن میں آپ کو جنت میں داخل کیا گیا اور اسی دن آپ جنت سے خارج کئے گئے اور قیامت جمعہ کے دن ہی قائم ہوگی۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:
یعنی پہلے بھی بڑے بڑے واقعات اس دن میں ہی ہوئے اور آئندہ نہایت اہم اور سنگین واقعہ وقوع قیامت کا اسی دن ہوگا اس لیئے یہ دن بڑی عظمت والا ہے۔ خیال رہے کہ آدم علیہ السلام کا جنت میں جانا بھی اللہ کی رحمت تھی اور وہاں سے تشریف لانا بھی کیونکہ وہاں سیکھنے گئے تھے، یہاں سکھانے اور خلافت کرنے آئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس دن میں دینی اہم واقعات ہو چکے ہوں وہ دن تا قیامت افضل ہو جاتا ہے اور اس دن میں خوشیاں منانا، عبادتیں کرنا بہتر ہوتا ہے، دیکھو ماہ رمضان و شب قدر اس لیئے افضل ہیں کہ ان میں قرآن شریف نازل ہوا۔ مسلمان کا عقیدہ ہے کہ شب ولادت، شب معراج وغیرہ سب افضل راتیں ہیں۔ ان میں عبادات کرنا، خوشیاں منانا بہتر ہے، اس کا ماخذ یہ حدیث ہے۔

(مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۸۶)

877- وَعَنْ اَبِیْ لُبَابَةَ الْبَدْرِیِّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَیِّدُ الْاَیَّامِ یَوْمُ الْجُمُعَةِ وَاَعْظَمُهَا عِنْدَ اللهِ وَهُوَ اَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ مِنْ یَّوْمِ الْفِطْرِ وَیَوْمِ الْاَضْحٰی وَفِیْهِ خَمْسُ خِلَالٍ خَلَقَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ فِیْهِ اٰدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَاَهْبَطَ اللهُ فِیْهِ اٰدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِلَی الْاَرْضِ وَفِیْهِ تَوَفَّی اللهُ اٰدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَفِیْهِ سَاعَةٌ لَّا یَسْاَلُ الْعَبْدُ فِیْهَا شَیْئًا اِلَّا اٰتَاهُ اللهُ اِیَّاهُ مَالَمْ یَسْاَلْ حَرَامًا وَّفِیْهِ تَقُوْمُ السَّاعَةُ مَا مِنْ مَّلَكٍ مُّقَرَّبٍ وَّلَا سَمَآءٍ وَّلَا اَرْضٍ وَّلَا رِیَاحٍ وَّلَا جِبَالٍ وَّلَا بَحْرٍ اِلَّا هُنَّ یَشْفَقْنَ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ الْعِرَاقِیُّ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت ابولبابہ بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام دنوں سے زیادہ عظمت والا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ سے بھی زیادہ عظمت والا ہے اور اس میں پانچ خصلتیں ہیں۔ اسی دن میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور اسی دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین کی طرف اتارا اور اسی دن میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو وفات دی اور اس دن میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ بندہ اس میں جو کچھ بھی مانگے اللہ تعالیٰ اسے وہ عطا فرماتا ہے جب تک حرام کا سوال نہ کرے اور اسی دن میں قیامت قائم ہوگی۔ کوئی ایسا مقرب فرشتہ نہیں اور نہ ہی آسمان اور نہ ہی زمین اور نہ ہی ہوائیں اور نہ ہی پہاڑ اور نہ ہی سمندر مگر وہ اس دن سے ڈرتے ہیں۔ اس کو امام احمد اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور عراقی نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

آپ کا نام رفاعہ ہے، انصاری ہیں، اوسی ہیں، بیعت العقبہ میں حاضر ہوئے، بدر میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے مدینہ میں رہے، غنیمت میں آپ کا حصہ رکھا گیا، خلافت مرتضوی میں وفات پائی۔ (اکمال)

چنانچہ اگر حج جمعہ کو ہو تو اس کا ثواب ستر حجوں کا ہے اور حج اکبر کہلاتا ہے اور اگر شب قدر جمعہ کی شب میں ہو تو بہت برتر ہے۔ خیال رہے کہ یہاں کلی فضیلت کا ذکر ہے، جزئی فضیلت عیدین کو اس پر حاصل ہے۔ خیال رہے کہ یہاں دنوں کا مقابلہ ہے ورنہ شب قدر تمام دن راتوں سے بہت بہتر ہے یعنی دن جمعہ سب دنوں سے افضل ہے، لہٰذا یہ حدیث قرآن کے خلاف نہیں۔

حرام یا تو حلال کا مقابل ہے یعنی اس ساعت میں ناجائز دعائیں قبول نہیں ہوتیں یا بمعنی ممنوع اور ناممکن ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَحَرٰمٌ عَلٰی قَرْيَةٍ" یعنی ناممکن دعا قبول نہیں ہوتی بلکہ ناممکن دعا مانگنا بھی جائز نہیں جیسے کوئی کہے خدایا تو مجھے نبی یا فرشتہ بنا دے۔ (مرقاۃ) بہتر ہے کہ اس ساعت میں جامع دعا مانگے جیسے "رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ"۔

اس کے فوائد پہلے بیان کیئے جا چکے ہیں۔ اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ غافل انسان حیوانات، جمادات سے بھی بدتر ہے کہ وہ جمعہ جیسا برکت والا دن غفلت میں گزارتا ہے۔ مقرب فرشتوں کو اس دن خوف طبعی ہوتا ہے۔ خیال رہے کہ یہاں پانچ کا ذکر حصر کے لیئے نہیں۔ جمعہ کے فضائل بے شمار ہیں جن میں سے بہت کچھ ہم نے اپنی تفسیر میں بیان کیئے۔ اس جگہ مرقاۃ نے بھی بہت کچھ بیان کیا۔ (مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۹۳)

878- وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ إِنَّا لَنَجِدُ فِي كِتَابِ اللهِ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ سَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُؤْمِنٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللهَ فِيهَا شَيْئًا إِلَّا قَضٰى لَهُ حَاجَتَهُ قَالَ عَبْدُ اللهِ فَأَشَارَ إِلَيَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ بَعْضُ سَاعَةٍ فَقُلْتُ صَدَقْتَ أَوْ بَعْضُ سَاعَةٍ قُلْتُ أَيُّ سَاعَةٍ هِيَ قَالَ هِيَ آخِرُ سَاعَاتِ النَّهَارِ قُلْتُ إِنَّهَا لَيْسَتْ سَاعَةَ صَلٰوةٍ قَالَ بَلٰى إِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ إِذَا صَلّٰى ثُمَّ جَلَسَ لَا

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا اس حال میں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے کہ ہم کتاب اللہ میں پاتے ہیں کہ جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی ہے جس کو مسلمان بندہ اس حال میں پالے کہ وہ اس میں نماز پڑھ رہا ہو تو اس گھڑی میں جو بھی اللہ تعالیٰ سے مانگے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو پورا فرماتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا وہ ایک گھڑی کا بھی

يَحْبِسُهُ إِلَّا الصَّلٰوةُ فَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(ابن ماجة ابواب اقامة الصلوة باب ماجاء فی الساعة التی ترجی فی الجمعة ص 81)

بعض حصہ ہے تو میں نے کہا آپ نے سچ فرمایا وہ گھڑی ہے۔ میں نے عرض کیا وہ تو نماز کا وقت نہیں ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں بے شک بندہ مومن جب نماز پڑھتا پھر وہ نماز کے انتظار میں بیٹھتا تو وہ نماز میں ہی ہوتا ہے۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

879- وَعَنْ أَبِي سَعِيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللهَ عَزَّوَجَلَّ فِيْهَا خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَهِيَ بَعْدَ الْعَصْرِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ. (مسند احمد ج 2 ص 272)

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک جمعہ کے دن میں ایک ایسی گھڑی ہے جسے بندہ مسلم اس حال میں پائے کہ اللہ عزوجل سے اس میں بھلائی مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے وہ بھلائی عطا فرماتا ہے اور وہ گھڑی عصر کے بعد ہے اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

880- وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ اثْنَتَا عَشَرَةَ سَاعَةً لَا يُوْجَدُ فِيْهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللهَ شَيْئًا إِلَّا آتَاهُ إِيَّاهُ فَالْتَمِسُوْهَا آخِرَ سَاعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ. (ابو داؤد کتاب الصلوة باب الاجابة اية ساعة هی فی يوم الجمعة ج 1 ص 150)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن بارہ ساعتیں ہیں (ان میں سے ایک گھڑی ایسی ہے) جس میں بندہ مسلمان اس حال میں پایا جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے وہ عطا فرماتا ہے تم عصر کے بعد آخری گھڑی میں اسے تلاش کرو۔ اس کو امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

881- وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأَيَّامُ فَعُرِضَ عَلَيَّ فِيْهَا يَوْمُ الْجُمُعَةِ فَإِذَا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر دن پیش کیے گئے تو مجھ پر ان دنوں میں جمعہ کا دن

هِيَ كَمِرْاٰةٍ بَيْضَاءَ فَاِذَا فِيْ وَسْطِهَا نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فَقُلْتُ مَا هٰذِهٖ قِيْلَ السَّاعَةُ۔ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

(المعجم الاوسط ج 8 ص 151' مجمع الزوائد کتاب الصلوٰۃ باب فی الجمعه فی السفر ج 2 ص 164)

بھی پیش کیا گیا۔ پس اچانک وہ روشن شیشے کی طرح ہے اور اس کے درمیان میں ایک سیاہ نقطہ ہے تو میں نے کہا کہ یہ نقطہ کیسا ہے تو کہا گیا یہ وہ خاص گھڑی ہے (جس میں دعا قبول ہے) اس کو طبرانی نے اوسط میں بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

882۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَيْسَ بِتَارِكٍ اَحَدًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّا غُفِرَلَهٗ۔ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔ (المعجم الاوسط ج 5 ص 412' مجمع الزوائد کتاب الصلوٰۃ باب فی الجمعة فی السفر ج 2 ص 164)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ جمعہ کے دن مسلمانوں میں سے کسی مسلمان کو بغیر بخشے نہیں چھوڑتا (یعنی تمام مسلمانوں کی مغفرت فرمادیتا ہے) اس کو طبرانی نے اوسط میں بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

883۔ وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ نَاسًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْتَمَعُوْا فَتَذَاكَرُوا السَّاعَةَ الَّتِيْ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَتَفَرَّقُوْا وَلَمْ يَخْتَلِفُوْا اَنَّهَا اٰخِرُ سَاعَةٍ مِّنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ۔ رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ فِيْ سُنَنِهٖ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت سلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کچھ لوگ جمع ہوئے اور اس گھڑی کا ذکر کیا جو جمعہ کے دن میں ہے۔ پھر وہ جدا ہو گئے اور انہوں نے اس بارے میں اختلاف نہ کیا کہ وہ جمعہ کے دن آخری گھڑی ہے۔ اس کو سعید بن منصور نے اپنی سنن میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(فتح الباری کتاب الجمعة باب الساعة فی یوم الجمعة نقلاً عن سعید بن منصور ج 3 ص 72)

شرح: جمعہ کے دن ایک ساعت

اس ساعت کی تعیین میں علمائے کرام کا اختلاف ہے بعض کا خیال ہے کہ "یہ طلوع فجر سے طلوع شمس تک کا وقت ہے۔" ان کی دلیل میرے علم میں نہیں اور بعض کی رائے یہ ہے کہ "اس ساعت سے مراد امام کے خطبہ کیلئے منبر پر بیٹھنے سے نماز جمعہ پڑھ لینے تک کا وقت ہے۔" ان کی دلیل مسلم شریف کی حضرتِ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "اس ساعت سے مراد امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز جمعہ کی انتہا تک کا وقت ہے۔" جبکہ بعض کہتے ہیں کہ "یہ عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت ہے۔" ان کی دلیل ابن ماجہ میں حضرتِ سیدنا عبداللہ

بن سلام رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی صحیح حدیث ہے کہ نبئ اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے کہ میں نے عرض کیا"، یارسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم! ہم قرآن مجید میں جمعہ کے دن میں ایک ایسی ساعت کا تذکرہ پاتے ہیں جس میں کوئی مومن بندہ اس گھڑی میں نماز پڑھتے ہوئے اللہ عزوجل سے کسی شے کا سوال کرے تو اللہ عزوجل اسے وہ شے ضرور عطا فرمائے گا"تو سرورِکونین صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا" یا ساعت کا کچھ حصہ (یعنی تمہاری مراد ساعت کا کچھ حصہ تو نہیں؟)"تو میں نے عرض کیا"آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا، یہی میری مراد ہے۔"پھر میں نے عرض کیا"، یہ کونسی ساعت ہے؟"فرمایا"، دن کی آخری ساعت۔" میں نے عرض کیا"، یہ نماز کا وقت تو نہیں ہے؟"فرمایا"، کیوں نہیں بندہ جب ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھتا ہے تو وہ نماز ہی میں ہوتا ہے۔"

اوران کی دوسری دلیل حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا"، جمعہ کے دن میں بارہ گھنٹے ہیں ان میں جو بندہ اللہ عزوجل سے کچھ مانگے تو اللہ عزوجل اسے وہ چیز ضرور عطا فرمائے گا، لہذا! جمعہ کے دن عصر کے بعد آخری گھڑی میں اسے تلاش کرو۔" واللہ اعلم بالصواب

(بخاری شریف، کتاب الجمعہ، باب الساعۃ التی فی یوم الجمعہ، رقم ۹۳۵، ج ا، ص ۳۲۱)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوٰی رضویہ جلد ۵ تا ۸، مراۃ المناجیح ج ۲، بہارِ شریعت جلد ۲ حصہ چہارم، فیضان جمعہ اور جنتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔

بَابُ التَّغْلِيظِ فِيْ تَرْكِهَا لِمَنْ عَلَيْهِ الْجُمُعَةُ

جس شخص پر جمعہ واجب ہے اس پر جمعہ کو ترک کرنے کی وجہ سے سختی کا بیان

884- عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِقَوْمٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ رَجُلًا يُّصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ اُحَرِّقَ عَلٰى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوْتَهُمْ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم کتاب المساجد باب بیان فضل صلوٰۃ الجماعۃ و بیان التشدید فی التخلف عنها الخ ص 232)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کے بارے میں فرمایا جو جمعہ سے پیچھے رہتے ہیں کہ بے شک میں نے ارادہ کیا کہ کسی شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر ان لوگوں کے گھروں کو جلادوں جو جمعۃ المبارک سے پیچھے رہتے ہیں۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے روایت کیا ہے۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ فرض ہے۔ یہاں وہ لوگ مراد ہیں جو بلا عذر جمعہ نہیں پڑھتے جیسے اس زمانہ کے منافقین اور

آج کل کے بہت سے غافل مسلمان۔ اس حدیث کی شرح جماعت کے بیان میں گزر چکی۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۶۰۶)

885- وَعَنِ الْحَكَمِ بْنِ مِيْنَآءَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَاَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَاهُ اَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَلٰى اَعْوَادِ مِنْبَرِهٖ لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ اَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِيْنَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ (مسلم کتاب الجمعة ج 1 ص 284)

حضرت حکم بن میناء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا لوگ جمعہ کو چھوڑنے سے باز آجائیں گے یا اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا پھر وہ ضرور بے خبر لوگوں میں سے ہو جائیں گے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی جو سستی سے جمعہ ادا نہ کرے اس کے دل پر غفلت کی مہر لگ جائے گی جس کی وجہ سے ان کے دل گناہ پر دلیر ہوں گے اور نیکیوں میں سست۔ خیال رہے کہ یہاں روئے سخن یا تو ان منافقوں کی طرف ہے جو جمعہ میں حاضر نہ ہوتے تھے یا آئندہ آنے والے مسلمانوں کی طرف ہے ورنہ کوئی صحابی تارک جمعہ نہ تھے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۶۰۰)

886- وَعَنْ اَبِي الْجَعْدِ الضَّمْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَتْ لَهٗ صُحْبَةٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهٖ. رَوَاهُ الخمسة وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت ابو الجعد ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں اور آپ کو صحابیت کا شرف حاصل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو تین جمعے چھوڑ دے جمعہ کو حقیر سمجھتے ہوئے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے اس کو پانچ محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(ابو داؤد کتاب الصلوۃ باب التشدید فی ترک الجمعة ج 1 ص 151' نسائی کتاب الجمعة باب التشدید فی التخلف عن الجمعة ج 1 ص 202' ترمذی ابواب الجمعة باب ما جاء فی ترک الجمعة من غیر عذر ج 1 ص 112' ابن ماجة ابواب اقامة الصلوۃ والسنة فیها باب فیمن ترک الجمعة من غیر عذر ص 80' مسند احمد ج 3 ص 424)

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

بعض لوگوں نے کہا کہ آپ کا نام وہب ہے، کنیت ابو جعد قبیلہ بنی ضمرہ ابن بکر ابن عبد مناف سے ہیں۔ ان کے نام میں بڑا اختلاف ہے، آپ صحابی ہیں اور آپ سے ایک ہی حدیث منقول ہے، جنگ جمل میں شہید ہوئے۔

سستی کی قید سے معلوم ہوا کہ معذور کا یہ حکم نہیں، مہر سے مراد غفلت کی مہر ہے نہ کہ کفر کی کیونکہ جمعہ چھوڑ نا فسق ہے، کفر نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض گناہ دل کی سختی کا باعث ہیں اور گناہ صغیرہ بار بار کرنے سے گناہ کبیرہ بن جاتا ہے۔

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۰۱)

887- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثًا مِنْ غَيْرِ ضَرُوْرَةٍ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهٖ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ. (ابن ماجة ابواب اقامة الصلوٰة باب فيمن ترک الجمعة من غير عذر ج 1 ص 80)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے تین جمعے چھوڑے بغیر کسی حاجت کے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔ اس کو ابن ماجہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

جمعہ ج اور م کے پیش سے، جَمْعٌ سے بنا، بمعنی مجتمع ہونا، اکٹھا ہونا۔ چونکہ اس دن میں تمام مخلوقات وجود میں مجتمع ہوئی کہ تکمیلِ خلق اسی دن ہوئی، نیز حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی اس دن ہی جمع ہوئی، نیز اس دن میں لوگ نماز جمعہ جمع ہو کر ادا کرتے ہیں ان وجوہ سے اسے جمعہ کہتے ہیں۔ اسلام سے پہلے اہل عرب اسے عروبہ کہتے تھے۔ چنانچہ ان کے ہاں ہفتہ کے دنوں کے نام حسب ذیل تھے: اوّل، اَہْوَن، جُبار، دبار، مونس، عروبہ، شیاء۔ (اشعہ) نماز جمعہ فرض ہے، شعار اسلام میں سے ہے، اس کی فرضیت کا منکر کافر ہے مگر اس کی فرضیت کے لئے کچھ شرائط ہیں۔ چنانچہ یہ نماز مسلمان، مرد، عاقل، بالغ، آزاد، تندرست، شہری پر فرض ہے اس کی ادا کے لیئے جماعت، آزاد جگہ، شہر اور خطبہ شرط ہیں۔ نہ گاؤں والوں پر جمعہ فرض ہے اور نہ گاؤں میں جمعہ ادا ہو۔ اس کے مکمل دلائل ہمارے "فتاویٰ نعیمیہ" میں دیکھو۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۸۴)

888- وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِّنْ غَيْرِ ضَرُوْرَةٍ طُبِعَ عَلٰى قَلْبِهٖ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے تین مرتبہ جمعہ چھوڑا بغیر عذر کے تو اس کے دل پر مہر لگا دی جائے گی۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حاکم نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(مسند احمد ج 5 ص 300' مستدرک حاکم کتاب الجمعة باب التشديد في ترک الجمعة ج 1 ص 280)

شرح: جمعہ فرض ہونے کے لئے مندرجہ ذیل گیارہ شرطیں ہیں:

(۱) شہر میں مقیم ہونا لہٰذا مسافر پر جمعہ فرض نہیں (۲) آزاد ہونا لہٰذا غلام پر جمعہ فرض نہیں (۳) تندرستی یعنی ایسے

مریض پر جمعہ فرض نہیں جو جامع مسجد تک نہیں جا سکتا (۴) مرد ہونا یعنی عورت پر جمعہ فرض نہیں (۵) عاقل ہونا یعنی پاگل پر جمعہ فرض نہیں (۶) بالغ ہونا یعنی بچے پر جمعہ فرض نہیں (۷) انکھیارا ہونا لہٰذا اندھے پر جمعہ فرض نہیں (۸) چلنے کی قدرت رکھنے والا ہو یعنی اپاہج اور لنجے پر جمعہ فرض نہیں (۹) قید میں نہ ہونا لہٰذا جیل خانہ کے قیدیوں پر جمعہ فرض نہیں (۱۰) حاکم یا ظالم وغیرہ کا خوف نہ ہونا (۱۱) بارش کا آندھی کا اس قدر زیادہ نہ ہونا جس سے نقصان کا قوی اندیشہ ہو۔

(الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، مطلب فی شروط وجوب الجمعۃ، ج ۳، ص ۳۰، ۳۳)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوٰی رضویہ جلد ۵ تا ۸، مراۃ المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ۲ حصہ چہارم، فیضان جمعہ اور جنتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔

بَابُ عَدَمِ وُجُوْبِ الْجُمُعَةِ عَلَى الْعَبْدِ وَالنِّسَآءِ وَالصِّبْيَانِ وَالْمَرِيْضِ

غلام عورتوں بچوں اور بیمار پر جمعہ واجب نہ ہونے کا بیان

889- عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْجُمُعَةُ حَقٌّ وَّاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فِيْ جَمَاعَةٍ اِلاَّ اَرْبَعَةً عَبْدًا مَّمْلُوْكًا اَوِ امْرَأَةً اَوْ صَبِيًّا اَوْ مَرِيْضًا۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَاِسْنَادُهٗ مُرْسَلٌ جَيِّدٌ۔ (ابوداؤد کتاب الصلوۃ باب الجمعۃ للمملوک والمرأۃ ج1 ص153)

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جمعہ ہر مسلمان پر واجب ہے جماعت کے ساتھ سوائے چار لوگوں کے مملوک غلام عورت بچہ اور مریض اس کو ابوداؤد نے روایت کیا اور اس کی سند مرسل جید ہے۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

آپ قبیلہ احمس سے ہیں، کوفی ہیں، حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے مگر فرمان بہت کم سنے، زمانہ صدیقی وفارقی میں ۳۴ غزوؤں میں شریک ہوئے ۸۲ھ میں وفات پائی۔

بیمار سے وہ بیمار مراد ہے جسے مسجد میں آنے میں حرج ہو، یہ مطلب نہیں کہ سر میں درد ہو جمعہ چھوڑ دو۔ خیال رہے کہ حصر اضافی ہے ورنہ مجنون، مسافر، نابینا اور گاؤں والوں پر بھی جمعہ فرض نہیں لیکن اگر یہ لوگ جمعہ پڑھ لیں تو ان کا فرض ادا ہو جائے گا اور ظہر واجب نہ ہوگی۔ خیال رہے کہ جمعہ کے لیے جماعت شرط ہے یعنی امام کے علاوہ تین آدمی۔

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۶۰۵)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوٰی رضویہ جلد ۵ تا ۸، مراۃ المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ۲ حصہ چہارم، فیضان جمعہ اور جنتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔

بَابُ اَنَّ الْجُمُعَةَ غَيْرُ وَاجِبَةٍ عَلَى الْمُسَافِرِ

مسافر پر جمعہ کے واجب نہ ہونے کا بیان

890۔ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَبْصَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَجُلاً عَلَيْهِ هَيْئَةُ السَّفَرِ فَسَمِعَهُ يَقُوْلُ لَوْلَا اَنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ لَخَرَجْتُ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اُخْرُجْ فَاِنَّ الْجُمُعَةَ لَا تَحْبِسُ عَنِ السَّفَرِ۔ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ فِيْ مُسْنَدِهٖ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔ (مسند امام شافعی الباب الحادی عشر فی صلوٰۃ الجمعۃ ج 1 ص 150)

حضرت اسود بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا جس پر سفر کے آثار تھے تو آپ نے اسے یہ کہتے ہوئے سنا کہ اگر آج جمعہ کا دن نہ ہوتا تو میں سفر پر نکل جاتا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تو (سفر پر) نکل جا بے شک جمعہ کسی کو سفر سے نہیں روکتا۔ اس کو امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی مسند میں بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

ــ واجب سے مراد فرض ہے۔ فتح القدیر نے فرمایا کہ جمعہ دائمی فریضۂ اسلام ہے اور اس کی فرضیت ظہر سے زیادہ تاکیدی، جس کا منکر بالاتفاق کافر ہے، بعض بیوقوفوں نے اسے فرض کفایہ کہا یہ غلط محض ہے۔ فرض کفایہ وہ ہے کہ سب پر فرض ہو مگر بعض کی ادا سے سب بری الذمہ ہو جائیں، جمعہ میں یہ بات نہیں، جمعہ دیہاتیوں وغیرہ پر فرض ہی نہیں اور جن پر فرض ہے ان سب کو پڑھنا پڑے گا۔ جیسے نماز پنجگانہ حائضہ اور نفاس والی عورتوں پر فرض ہی نہیں مگر جن پر فرض ہے وہ سب پڑھیں، لہٰذا نہ نماز پنجگانہ کو فرض کفایہ کہہ سکتے ہیں اور نہ جمعہ کو۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۶۰۰)

بَابُ عَدَمِ وُجُوْبِ الْجُمُعَةِ عَلٰى مَنْ كَانَ خَارِجَ الْمِصْرِ

جو شخص شہر سے باہر ہے اس پر جمعہ کے واجب نہ ہونے کا بیان

891۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يَنْتَابُوْنَ الْجُمُعَةَ مِنْ مَنَازِلِهِمْ وَالْعَوَالِيّ الْحَدِيْثَ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں لوگ اپنے گھروں اور بالائی علاقوں سے باری باری جمعہ پڑھنے کے لئے آتے تھے۔ اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے روایت کیا ہے۔

(بخاری کتاب الجمعۃ باب من این تؤتی الجمعۃ ج 1 ص 123، مسلم کتاب الجمعۃ ج 1 ص 280)

892- وَعَنْ حُمَيْدٍ قَالَ كَانَ اَنَسٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِيْ قَصْرِهٖ اَحْيَانًا يُجَمِّعُ وَاَحْيَانًا لَا يُجَمِّعُ. رَوَاهُ مُسَدَّدٌ فِيْ مُسْنَدِهِ الْكَبِيْرِ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ وَّذَكَرَهُ الْبُخَارِيُّ تَعْلِيْقًا وَّزَادَ وَهُوَ بِالزَّاوِيَةِ عَلٰى فَرْسَخَيْنِ. (فتح الباری کتاب الجمعة باب من این تؤتی الجمعة نقلاً عن المسند الکبیر للمسدد تعلیقاً کتاب الجمعة باب من این تؤتی الجمعة ج 1 ص 123)

حضرت حمید رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنے مکان میں تھے کبھی آپ جمعہ پڑھاتے اور کبھی نہ پڑھاتے تھے۔ اس کو مسدد نے اپنی مسند کبیر میں نقل کیا اور اس کی سند صحیح ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اسے تعلیقاً روایت کیا اور ان الفاظ کا اضافہ ہے۔ آپ دو فرسخ کی مسافت پر مقام زاویہ میں تھے۔

893- وَعَنْ اَبِيْ عُبَيْدٍ مَّوْلَى ابْنِ اَزْهَرَ قَالَ شَهِدْتُّ الْعِيْدَ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَجَآءَ فَصَلّٰى ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ وَقَالَ اِنَّهٗ قَدِ اجْتَمَعَ لَكُمْ فِيْ يَوْمِكُمْ هٰذَا عِيْدَانِ فَمَنْ اَحَبَّ مِنْ اَهْلِ الْعَالِيَةِ اَنْ يَّنْتَظِرَ الْجُمُعَةَ فَلْيَنْتَظِرْهَا وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّرْجِعَ فَقَدْ اَذِنْتُ لَهٗ قَالَ اَبُوْ عُبَيْدٍ ثُمَّ شَهِدْتُّ الْعِيْدَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَّعُثْمَانُ مَحْصُوْرٌ فَجَآءَ فَصَلّٰى ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ. رَوَاهُ مَالِكٌ وَالْبُخَارِيُّ فِيْ كتاب الاضاحی.

ابن ازہر کے غلام ابوعبید روایت کرتے ہیں میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ساتھ (نماز) عید کے لئے حاضر ہوا۔ آپ تشریف لائے اور عید کی نماز ادا فرمائی۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا بے شک آج کے دن تمہارے لئے دو عیدین جمع ہو گئی ہیں۔ بالائی علاقہ والوں میں سے جو جمعہ کا انتظار کرنا چاہے وہ جمعہ کا انتظار کرے اور جو لوٹنا چاہے تو میں اسے اجازت دیتا ہوں اسے امام مالک نے روایت کیا اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اسے کتاب الاضاحی میں روایت کیا۔

(مؤطا امام مالک کتاب العیدین باب الامر بالصلوٰة قبل لخطبة ص 165' بخاری کتاب الاضاحی باب مایؤکل من لحوم الاضاحی وما یتزود منہاج 2 ص 835)

894- وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَيْسَ عَلٰى اَهْلِ الْقُرٰى جُمُعَةٌ اِنَّمَا الْجُمَعُ عَلٰى اَهْلِ الْاَمْصَارِ مِثْلُ الْمَدَآئِنِ. رَوَاهُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ مُرْسَلٌ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: بستی والوں پر جمعہ واجب نہیں۔ جمعہ تو مدائن کی مثل شہر والوں پر ہے۔ اس کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے روایت کی اور اس کی سند مرسل ہے۔

(مصنف ابن شیبة کتاب الصلوٰة باب من قال لا جمعة ولا تشریق الا فی مصر جامع ج 2 ص 101)

895- وَعَنِ الشَّافِعِيِّ قَالَ وَقَدْ كَانَ سَعِيْدُ بْنُ

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ روایت کرتے ہیں

زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَبُوْهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَكُوْنَانِ بِالشَّجَرَةِ عَلٰى اَقَلِّ سِتَّةِ اَمْيَالٍ يَشْهَدَانِ الْجُمُعَةَ وَيَدَعَانِهَا وَكَانَ يَرْوِيْ اَنَّ اَحَدَهُمَا كَانَ يَكُوْنُ بِالْعَقِيْقِ يَتْرُكُ الْجُمُعَةَ وَيَشْهَدُهَا وَكَانَ يَرْوِيْ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ عَلٰى مِيْلَيْنِ مِنَ الطَّائِفِ يَشْهَدُ الْجُمُعَةَ وَيَدَعُهَا۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ بِاِسْنَادِهٖ اِلَى الشَّافِعِيِّ۔

(معرفة السنن والآثار کتاب الجمعة ج1 ص315)

کہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھ میل کی مسافت پر شجرہ کے مقام میں تھے تو کبھی آپ جمعہ کے لئے آتے اور کبھی چھوڑ دیتے اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ بھی روایت کرتے تھے کہ ان میں سے ایک عقیق کے مقام پر رہتا تھا تو کبھی جمعہ چھوڑ دیتے اور کبھی جمعہ کے لئے حاضر ہو جاتے اور آپ روایت فرماتے تھے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ طائف سے دو میل کی مسافت پر رہتے تھے کبھی جمعہ کے لئے حاضر ہو جاتے اور کبھی چھوڑ دیتے۔ اس کو امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے المعرفہ میں امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوی رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اگر وہ ٹھیک دوپہر ہونے سے پہلے شہر کی آبادی سے نکل جاتا ہے تو اس پر اصلاً کچھ الزام نہیں اور اگر اسے شہر ہی میں وقت جمعہ ہو جاتا ہے اس کے بعد بے پڑھے چلا جاتا ہے تو ضرور گنہگار ہے مگر یہ باطل ہے کہ اسے قبرستان مسلمین میں دفن نہ کر سکیں اسے نفاقِ عملی کہہ سکتے ہیں نہ کہ حقیقی۔ ہاں اس جرم پر مسلمان اس سے میل جول ترک کر سکتے ہیں اور پہلی تقدیر پر تو جتنے احکام اس پر لگائے گئے سب غلط ہیں۔

فتاوی ظہیریہ وغیرہ شروح و درمختار وغیرہا میں ہے:

الصحيح انه يكره السفر بعد الزوال قبل ان يصليها ولا يكره ان يصليها قبل الزوال. والله تعالى اعلم۔ (درمختار باب الجمعہ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۱۳)

صحیح یہ ہے کہ زوال کے بعد جمعہ ادا کرنے سے پہلے سفر پر نکلنا مکروہ ہے البتہ قبل از زوال نکلنا مکروہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم! (الفتاوی الرضویہ، ج۸، ص ۳۵۸)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوی رضویہ جلد ۵ تا ۸، مراۃ المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ۲ حصہ چہارم، فیضان جمعہ اور جنتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔

بَابُ اِقَامَةِ الْجُمُعَةِ فِي الْقُرٰى

896۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ اِنَّ اَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ فِي الْاِسْلَامِ بَعْدَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللهِ بِالْمَدِيْنَةِ لَجُمُعَةٌ جُمِّعَتْ بِجُوَاثَا قَرْيَةٍ مِّنْ قُرَى الْبَحْرَيْنِ قَالَ عُثْمَانُ قَرْيَةٌ مِّنْ قُرٰى عَبْدِالْقَيْسِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔ قَالَ النِّيْمَوِيُّ قَوْلُهٗ قَرْيَةٌ مِّنْ قُرَى الْبَحْرَيْنِ اَوْ قَرْيَةٌ مِّنْ قُرٰى عَبْدِالْقَيْسِ تَفْسِيْرٌ مِّنْ جِهَةِ الرَّاوِيْ لَامِنْ كَلَامِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَالْقَرْيَةُ قَدْ تُطْلَقُ عَلَى الْمُدُنِ وَكَانَتْ بِجُوَاثٰى بَعْضُ اٰثَارِ الْمَدِيْنَةِ وَقَدْ قَالَ اَبُوْ عُبَيْدِ الْبَكْرِيُّ فِيْ مُعْجَمِهٖ هِيَ مَدِيْنَةٌ بِالْبَحْرَيْنِ لِعَبْدِ الْقَيْسِ۔

(ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الجمعۃ فی القریٰ ج 1 ص 153)

دیہات میں جمعہ قائم کرنے کا بیان

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں جمعہ قائم کرنے کے بعد اسلام میں سب سے پہلا جمعہ بحرین کی بستیوں میں سے ایک بستی جواثا میں قائم کیا گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں یہ عبدالقیس کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔ اس کتاب کے مرتب علامہ محمد بن علی نیموی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ راوی کا یہ قول کہ وہ بحرین کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے یا عبدالقیس کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے۔ یہ تفسیر راوی کی طرف سے ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کلام نہیں ہے اور قریہ کا اطلاق کبھی شہر پر بھی ہوتا اور جواثا میں کچھ شہر کے آثار موجود تھے اور ابوعبید بکری نے اپنے معجم میں کہا کہ جواثا عبدالقیس کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے۔

897۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَّكَانَ قَائِدَ اَبِيْهِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ بَصَرُهٗ عَنْ اَبِيْهِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا سَمِعَ النِّدَآءَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ تَرَحَّمَ لِاَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ فَقُلْتُ لَهٗ اِذَا سَمِعْتَ النِّدَآءَ تَرَحَّمْتَ لِاَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ قَالَ لِاَنَّهٗ اَوَّلُ مَنْ جَمَّعَ بِنَا فِيْ هَزْمِ النَّبِيْتِ مِنْ حَرَّةِ بَنِيْ بَيَاضَةَ فِيْ نَقِيْعٍ يُّقَالُ لَهٗ نَقِيْعُ الْخَضِمَاتِ قُلْتُ كَمْ اَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ قَالَ اَرْبَعُوْنَ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَاٰخَرُوْنَ وَقَالَ الْحَافِظُ

حضرت عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں اور یہ اپنے والد کی بینائی جانے کے بعد ان کو راستہ دکھاتے تھے کہ وہ جب جمعہ کے دن اذان کی آواز سنتے تو حضرت سعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے رحم کی دعا کرتے تو میں نے ان سے کہا جب آپ اذان سنتے ہیں تو حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا کرتے ہیں (اس کی کیا وجہ ہے) تو آپ نے فرمایا اس وجہ سے کہ وہ پہلا شخص ہے جس نے ہزم النبیت میں جمعہ قائم کیا تھا جو نقیع

فِي التَّلْخِيْصِ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ وَلِابْنِ مَاجَةَ فِيْهِ قَالَ اَیْ بُنَيَّ كَانَ اَوَّلَ مَنْ جَمَّعَ بِنَا صَلٰوةَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ مَقْدَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ. قَالَ النِّيْمَوِيُّ اَنْ تَجْمِيْعَهُمْ هٰذَا كَانَ بِرَأْيِهِمْ قَبْلَ اَنْ تُشْرَعَ الْجُمُعَةُ لَابِاَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا يَدُلُّ عَلَيْهِ مُرْسَلُ ابْنِ سِيْرِيْنَ اَخْرَجَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ.

(ابو داؤد کتاب الصلوية باب الجمعة في القرى ج 1 ص 153' ابن ماجة ابواب اقامة الصلوة باب فرض الجمعة ص 77' صحيح ابن خزيمة كتاب الجمعة ج 3 ص 113)

کے اندر بنی بیاضہ کی زمین میں ہے جس کو نقیع الخصمات کہا جاتا ہے تو میں نے کہا اس دن آپ کتنے لوگ تھے تو فرمایا چالیس اس کو ابوداؤد اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے روایت کیا اور حافظ نے تلخیص میں کہا کہ اس کی سند حسن ہے اور ابن ماجہ کے یہ الفاظ ہیں کہ انہوں نے کہا اے بیٹے وہ سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مکہ سے (مدینہ آنے سے) پہلے ہمیں جمعہ کی نماز پڑھائی۔ علامہ نیموی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ان لوگوں کا جمعہ کرانا جمعہ کی مشروعیت سے پہلے محض اپنی رائے سے تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حکم نہیں دیا تھا جیسا کہ مرسل ابن سیرین اس پر دلالت کرتی ہے۔ اس کو عبدالرزاق نے روایت کیا ہے۔

898- وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَّعَ فِيْ اَوَّلِ جُمُعَةٍ حِيْنَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فِيْ مَسْجِدِ بَنِيْ سَالِمٍ فِيْ مَسْجِدِ عَاتِكَةَ. رَوَاهُ عُمَرُ بْنُ شَبَّةَ فِيْ اَخْبَارِ الْمَدِيْنَةِ وَلَمْ اَقِفْ عَلٰى اِسْنَادِهٖ. قَالَ النِّيْمَوِيُّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْ اَهْلِ التَّارِيْخِ وَالسِّيَرِ اخْتَارُوْا مَا فِيْ هٰذَا الْخَبَرِ لٰكِنَّهٗ يُعَارِضُ بِمَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ رِوَايَةٍ حَتّٰى نَزَلَ بِهِمْ فِيْ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَّذٰلِكَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ مِنْ شَهْرِ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَاَقَامَ فِيْهِمْ اَرْبَعَ عَشَرَةَ لَيْلَةً. قَالَ النِّيْمَوِيُّ وَبَنُوْ سَالِمٍ كَانَتْ مَحَلَّةً مِّنْ مَّحَلَّاتِ الْمَدِيْنَةِ بِشَيْءٍ مِّنَ الْفَصْلِ.

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ آمد کے وقت سب سے پہلا جمعہ بنو سالم کی مسجد عاتکہ میں پڑھایا۔ اس کو عمر بن شبہ نے اخبار مدینہ میں روایت کیا اور مجھے اس کی سند پر واقفیت حاصل نہیں ہوئی۔ علامہ نیموی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اکثر مورخین اور سیرت نگاروں نے اس بات کو اختیار کیا ہے جو اس حدیث میں ہے لیکن یہ اس حدیث کے معارض ہے جو کہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک روایت میں بیان کیا (وہ الفاظ یہ ہیں) حتیٰ کہ آپ ان کے پاس بنو عمرو بن عوف میں اترے اور یہ ماہ ربیع الاول پیر کا دن تھا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ان میں پندرہ

(مصنف عبدالرزاق کتاب الجمعة باب اوّل من جمع ج 3 ص 159' تاریخ المدینة المنورہ عمر بن شبة ج 1 ص 68)

راتیں قیام فرمایا۔ علامہ نیموی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ بنو سالم کچھ فاصلے پر مدینہ کے محلوں میں سے ایک محلہ ہے۔

899۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُمْ كَتَبُوْا اِلٰى عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَسْاَلُوْنَهٗ عَنِ الْجُمُعَةِ فَكَتَبَ جَمِّعُوْا حَيْثُ مَا كُنْتُمْ. رَوَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَسَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّابْنُ خُزَيْمَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ وَقَالَ هٰذَا الْاَثَرُ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ. قَالَ الْعَيْنِيُّ مَعْنَاهُ جَمِّعُوْا حَيْثُ مَا كُنْتُمْ مِّنَ الْاَمْصَارِ اَلَا تَرٰى اَنَّهَا لَا تَجُوْزُ فِي الْبَرَارِيْ. قَالَ وَفِي الْبَابِ اٰثَارٌ اُخْرٰى لَا تَقُوْمُ بِمِثْلِهَا الْحُجَّةُ. (مصنف ابن ابی شیبة کتاب الصلوٰة باب من کان یری الجمعة فی القری وغیرها ج 2 ص 101' معرفة السنن والآثار کتاب الجمعة ج 4 ص 323' معلی ج 3 ص 52' تلخیص الحبیر ج 2 ص 54)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف خط لکھا جمعہ کے متعلق سوال کرنے کے لئے تو آپ نے (ان کی طرف جواباً) لکھا کہ تم جہاں ہو جمعہ قائم کرو اس کو ابوبکر بن ابوشیبہ اور سعید بن منصور اور ابن خزیمہ اور بیہقی نے روایت کیا ہے اور فرمایا کہ اس اثر کی سند حسن ہے۔ علامہ عینی نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم شہروں میں جہاں کہیں ہو جمعہ قائم کرو کیا تو نہیں دیکھتا کہ جنگلوں میں جمعہ جائز نہیں ہے۔ علامہ نیموی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اس باب میں دیگر آثار بھی ہیں جن کی مثل سے دلیل قائم نہیں ہو سکتی۔

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
جمعہ کے لئے ہمارے ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اتفاق واجماع سے شہر شرط ہے شہر کی صحیح تعریف مذہب حنفی میں یہ ہے جو خود امامِ مذہب سیّدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمائی، وہ آبادی جس میں متعدد محلّے اور دوامی بازار ہوں اور وہ ضلع یا پرگنہ ہو اُس کے متعلق دیہات ہوں اور اس میں کوئی حاکم با اختیار ایسا ہو کہ اپنی شوکت اور اپنے یا دوسرے کے علم کے ذریعہ سے مظلوم کا انصاف ظالم سے لے سکے۔

امام علاء الدین سمرقندی نے تحفۃ الفقہاء اور امام ملک العلماء ابوبکر مسعود نے بدائع میں اسی کی تصریح فرمائی غنیہ شرح منیہ میں ہے: صرح فی تحفة الفقهاء عن ابی حنیفة رضی الله تعالیٰ عنه انه بلدة کبیرة فیها سکك واسواق ولها رساتیق وفیها والٍ یقدر علی انصاف المظلوم من الظالم بحشمة وعلمه او علم غیره یرجع الناس الیه فیما یقع من الحوادث وهذا هو الاصح۔

(غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی صلوٰۃ الجمعۃ مطبوعہ ایچ ایم سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۵۰)

تحفۃ الفقہاء میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے تصریح ہے کہ بڑے شہر سے مراد وہ آبادی ہے جس میں محلے اور بازار ہوں، اس کے متعلق کچھ دیہات ہوں، وہاں کوئی ایسا بااختیار شخص ہو جو اپنی حشمت اور علم یا دوسرے کے علم کے ذریعے مظلوم کو ظالم سے انصاف دلا سکے اور لوگ حوادثات کی صورت میں اس کی طرف رجوع کریں اور یہی اصح ہے۔

کتبِ جلیلہ معتمدہ میں ظاہر الروایہ یعنی مذہب مہذب حنفی سے بالالفاظِ مختلفہ جتنی نقول ہیں سب کا مآل یہی ہے مثلاً ہدایہ ومتنِ کنز میں فرمایا:

هو كل موضع له امير وقاض ينفذ الاحكام ويقيم الحدود.

(کنزالدقائق باب صلوۃ الجمعۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ص ۴۷)

ہر وہ مقام جہاں کوئی ایسا امیر یا قاضی ہو جو احکام نافذ کر سکے اور حدود کا اجرا کر سکے۔ (الفتاوی الرضویۃ، ج ۶، ص ۳۵۷)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوی رضویہ جلد ۵ تا ۸، مراۃ المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ۲ حصہ چہارم، فیضان جمعہ اور جنتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔

بَابُ لَا جُمُعَةَ اِلَّا فِيْ مِصْرٍ جَامِعٍ

900- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ فِيْ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاَجَازَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَتٰى عَرَفَةَ فَوَجَدَ الْقُبَّةَ قَدْ ضُرِبَتْ لَهٗ بِنَمِرَةَ فَنَزَلَ بِهَا حَتّٰى اِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ اَمَرَ بِالْقَصْوَآءِ فَرُحِلَتْ لَهٗ فَاَتٰى بَطْنَ الْوَادِيْ فَخَطَبَ النَّاسَ اِلٰى اَنْ قَالَ ثُمَّ اَذَّنَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. قَالَ النِّيْمَوِيُّ وَكَانَ ذٰلِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. (مسلم كتاب الحج باب حجة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ج 1 ص 396)

صرف بڑے شہر میں جمعہ ہونے کا بیان

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے حج کے بارے میں ایک طویل حدیث میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم آگے بڑھے حتی کہ عرفات تشریف لائے تو وہاں ایک قبہ دیکھا جو آپ کے لئے دھاری دھار چادر سے بنایا گیا تھا تو آپ اس میں تشریف فرما ہوئے حتی کہ جب سورج ڈھل گیا تو آپ نے اپنی اونٹنی قصوا کو تیار کرنے کا حکم دیا تو آپ کے لئے اس پر کجاوہ باندھا گیا تو آپ بطن وادی تشریف لائے اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ آگے راوی نے بیان کیا کہ پھر موذن نے اذان کہی اور اقامت کہی تو آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھائی پھر اس نے اقامت کہی تو آپ نے عصر کی نماز پڑھائی اور ان دونوں نمازوں کے درمیان کچھ نہ پڑھا اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا۔

علامہ نیموی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اور یہ جمعہ کا دن تھا۔

901- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ أَوَّلُ جُمُعَةٍ جُمِعَتْ بَعْدَ جُمُعَةٍ جُمِعَتْ فِي مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسْجِدِ عَبْدِالْقَيْسِ بِجُوَاثَى يَعْنِي قَرْيَةً مِّنَ الْبَحْرَيْنِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ قال النيموى ان هذا الاثر يستفادمنه ان الجمعة تخص بالمدن كالمدينة وجواثاولا تجوز فى القرى۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سب سے پہلا جمعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں جمعہ قائم کئے جانے کے بعد بحرین کے علاقے جواثی میں عبدالقیس ادا کیا گیا۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔ علامہ نیموی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اس اثر سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ جواثا اور مدینہ جیسے شہروں کے ساتھ خاص ہے اور دیہات میں جائز نہیں ہے۔

(بخاری کتاب الجمعة باب الجمعة فی القرٰی والمدن ج 1 ص 122)

902- وَعَنْ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَا تَشْرِيْقَ وَلَا جُمُعَةَ إِلَّا فِي مِصْرٍ جَامِعٍ۔ رَوَاهُ عَبْدُالرَّزَّاقِ وَ أَبُوْبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَهُوَ أَثَرٌ صَحِيْحٌ۔

حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ تکبیرات تشریق اور جمعہ صرف بڑے شہر میں صحیح ہے۔ اس کو عبدالرزاق نے روایت کیا اور ابوبکر بن ابی شیبہ اور بیہقی نے المعرفہ میں اور یہ صحیح اثر ہے۔

(مصنف عبدالرزاق کتاب الجمعة باب القرٰی الصغار ج 3 ص 168، مصنف ابن ابی شیبة کتاب الصلوٰة من قال جمعة ولا تشریق۔ الخ ج 2 ص 101، سنن الکبرٰی للبیهقی کتاب الصلوٰة باب عدد الذین اذا کانو الی قریة۔ الخ ج 3 ص 179، معرفة السنن والآثار کتاب الجمعة ج 4 ص 322)

903- وَعَنِ الْحَسَنِ وَ مُحَمَّدٍ أَنَّهُمَا قَالَا الْجُمُعَةُ فِي الْأَمْصَارِ۔ رَوَاهُ أَبُوْبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور محمد بن سیرین روایت کرتے ہیں جمعہ صرف شہروں میں ہے۔ اس کو ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبة کتاب الصلوٰة باب من قال لا جمعة و لا تشریق الا فی مصر جامع ج 2 ص 101)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوٰی رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فرضیت وصحت وجوازِ جمعہ سب کے لئے اسلامی شہر ہونا شرط ہے، جو جگہ بستی نہیں جیسے بن، سمندر یا پہاڑ، یا بستی ہے مگر

شہر نہیں جیسے دیہات، یا شہر ہے مگر اسلامی نہیں جیسے روس فرانس کے بلاد، اُن میں جمعہ فرض ہے نہ صحیح نہ جائز بلکہ ممنوع و باطل وگناہ ہے اس کے پڑھنے سے فرض ظہر ذمہ سے ساقط نہ ہوگا شہر ہونے کے لئے یہ چاہئے کہ اس میں متعدد کوچے متعدد دائمی بازار ہوں، وہ پرگنہ ہو کہ اس کے متعلق دیہات گنے جاتے ہوں کہ موضع فلاں فلاں وفلاں پرگنہ شہر فلاں اور اُس میں کوئی حاکم یا فیصلہ مقدمات کا اختیار من جانب سلطنت رکھتا ہو دونوں باتیں عادۃً متلازم ہیں سلطنت جسے پرگنہ قرار دیتی ہے ضرور اس میں کوئی حاکم لا اقل منصف یا تحصیلدار رکھتی ہے اور جہاں سلطنت کوئی کچہری قائم کرتی ہے اسے ضرور ضلع یا کم از کم پرگنہ بناتی ہے اور عادۃً پہلی دو باتیں بھی ان دو کو لازم ہیں، جو پرگنہ ہوتا ہے جہاں کچہری مقرر ہوتی ہے وہاں ضرور متعدد بازار متعدد کوچے ہوتے ہیں،

ولاعکس فقد تتعدد ولاحاکم ولا رساتیق فذکر الاولین لایغنی عن الاخیرین بخلاف الاخیرین ففیھما الکفایۃ ولذا انما بنی الامر علیھما فی اقرب الاقاویل الی الصواب۔

اس کا عکس نہیں (یعنی جہاں بازار ہوں وہاں کچہری کا ہونا ضروری نہیں) اور کبھی کوچے بازار متعدد ہوتے ہیں مگر حاکم اور متعلقہ دیہات نہیں ہوتے تو پہلے دو کا ذکر آخری دو کے ذکر سے کفایت نہیں کرتا برخلاف آخری دونوں کا ذکر وہ کفایت کرتا ہے اسی لئے صحت کے قریب ترین قول میں معاملہ کی بنا ان دونوں پر کی گئی ہے۔

فتاوی غیاثیہ پھر غنیہ شرح منیہ میں ہے: لوصلی الجمعۃ فی قریۃ بغیر مسجد جامع و القریۃ کبیرۃ لھا قری وفیھا وال حاکم جازت الجمعۃ بنوا المسجد اولم یبنوا و ھوقول ابی القاسم الصفار وھذا اقرب الاقاویل الی الصواب۔ (غنیۃ المستملی فصل فی صلوۃ الجمعۃ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۵۱)

اگر جمعہ بغیر جامع مسجد کے قریہ میں پڑھ لیا حالانکہ وہ قریہ بڑا تھا اور اس کے ارد گرد متعدد دیہات تھے اور وہاں والی وحاکم بھی تھا تو جمعہ جائز ہے خواہ وہ مسجد بنائیں یا نہ بنائیں، شیخ ابوالقاسم الصفار کا یہی قول ہے اور یہ تمام اقوال میں سے صواب کے زیادہ قریب ہے۔

غنیۃ میں اسے نقل کر کے فرمایا: وھو لیس ببعید مماقبلہ والمسجد الجامع لیس بشرط انتھی واراد بما قبلہ ما قدم عن تحفۃ الفقھاء للامام علاء الدین السمرقندی عن الامام الاعظم رضی اللہ تعالی عنہ انہ بلدۃ کبیرۃ فیھا سکک واسواق ولھا رساتیق وفیھا وال قال فی التحفۃ ھذا ھو الاصح اھ (غنیۃ المستملی فصل فی صلوۃ الجمعۃ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۵۱) (غنیۃ المستملی فصل فی صلوۃ الجمعۃ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۵۰)

یہ قول اپنے ماقبل قول سے دور نہیں اور مسجد جامع ہونا جمعہ کے لئے شرط نہیں انتہی اور ماقبل قول سے وہی مراد ہے جو امام علاء الدین سمرقندی نے تحفۃ الفقہاء میں امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے حوالے سے لکھا کہ وہ مقام شہر ہے جو نہایت بڑا

ہو، اس میں کوچے بازار ہوں اور اس سے متعلقہ دیہات ہوں اور اس میں کوئی والی ہو، تحفہ میں کہا یہی اصح ہے اھ

(الفتاوی الرضویہ، ج ۸، ص ۳۷۷۔۳۷۸)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوی رضویہ جلد ۵ تا ۸، مراۃ المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ۲ حصہ چہارم، فیضان جمعہ اور جنتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔

بَابُ الْغُسْلِ لِلْجُمُعَةِ

جمعہ کے لئے غسل کا بیان

904۔ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا اَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْتِيَ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کوئی ایک جمعہ کے لئے آئے تو اسے چاہئے کہ وہ غسل کرلے۔ اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے روایت کیا ہے۔

(مسلم کتاب الجمعة واللفظ له ج 1 ص 279' بخاری کتاب الجمعة باب فضل الغسل یوم الجمعة ج 1 ص 120)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

اسلام میں غسل چار طرح کے ہیں: فرض، سنت، مستحب اور مباح۔ فرض غسل تین ہیں۔ جنابت سے، حیض سے، نفاس سے۔ جنابت خواہ شہوت سے منی نکلنے کی وجہ سے ہو یا صحبت سے انزال ہو یا نہ ہو۔ غسل سنت پانچ ہیں: جمعہ کا غسل، عیدین کا غسل، احرام کے وقت کا غسل، عرفہ کے دن کا غسل۔ غسل مستحب بہت ہیں: مسلمان ہوتے وقت، مردے کو نہلا کر، قربانی کے دن، طواف زیارت کے لیے، مدینہ منورہ حاضری کے موقعہ پر، وغیرہ۔ غسل مباح جو ٹھنڈک وغیرہ کے لیے کیا جائے۔ اس باب میں بہت سے اقسام کے غسل بیان ہوں گے۔ غسل میں تین فرض ہیں: کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، تمام ظاہری بدن پر پانی بہانا۔ (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۴۰۹)

905۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يَنْتَابُوْنَ الْجُمُعَةَ مِنْ مَّنَازِلِهِمْ وَمِنَ الْعَوَالِيْ فَيَاْتُوْنَ فِي الْعَبَاءِ فَيُصِيْبُهُمُ الْغُبَارُ وَالْعَرَقُ فَتَخْرُجُ مِنْهُمُ الْعَرَقُ فَاَتٰى رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْسَانٌ مِّنْهُمْ وَهُوَ عِنْدِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّكُمْ

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ لوگ اپنے گھروں اور بالائی علاقوں سے جمعہ پڑھنے کے لئے باری باری آتے تو گرد و غبار میں چل کر آتے جس کی وجہ سے انہیں غبار لگ جاتا تو ان سے پسینہ نکلتا پس ان میں سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ اس وقت آپ میرے ہاں تشریف فرما تھے تو

تَطَهَّرْتُمْ لِيَوْمِكُمْ هٰذَا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

(مسلم كتاب الجمعة ج 1 ص 280' بخاری کتاب الجمعة باب من این توتی الجمعة ج 1 ص 123)

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کاش کہ تم اپنے اس دن کے لئے غسل کر لیتے اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے روایت کیا۔

906- وَعَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ النَّاسُ اَهْلَ عَمَلٍ وَّلَمْ تَكُنْ لَهُمْ كُفَاةٌ فَكَانُوْا يَكُوْنُ لَهُمْ تَفَلٌ فَقِيْلَ لَهُمْ لَوِ اغْتَسَلْتُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ لوگ خود کام کاج کرتے تھے اور ان کے پاس کوئی جمع پونجی نہ تھی (اس وجہ سے) ان سے بدبو آنے لگی تو ان سے کہا گیا کاش تم لوگ جمعہ کے دن غسل کر لیتے۔ اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے روایت کیا۔

(مسلم کتاب الجمعة ج 1 ص 280' بخاری کتاب الجمعة باب وقت الجمعة اذا زالت الشمس ج 1 ص 123)

907- وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ اَفْضَلُ. رَوَاهُ الثلاثة وَقَالَ التِّرْمَذِيُّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو جمعہ کے دن وضو کرے تو یہ اچھا کام ہے اور جو غسل کرے تو غسل افضل ہے۔ اس کو اصحاب ثلاثہ نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(ترمذی ابواب الجمعة باب فی الوضوء یوم الجمعة ج 1 ص 111' ابو داؤد کتاب الطهارة باب الرخصة فی ترک الغسل یوم الجمعة ج 1 ص 51' نسائی کتاب الجمعة باب الرخصة فی ترک الغسل یوم الجمعة ج 1 ص 205)

908- وَعَنْ عِكْرَمَةَ اَنَّ اُنَاسًا مِّنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ جَآءُوْا فَقَالُوْا يَا ابْنَ عَبَّاسٍ اَتَرَى الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبًا قَالَ لَا وَلٰكِنَّهُ اَطْهَرُ وَخَيْرٌ لِّمَنِ اغْتَسَلَ وَمَنْ لَّمْ يَغْتَسِلْ فَلَيْسَ عَلَيْهِ بِوَاجِبٍ وَّسَاُخْبِرُكُمْ كَيْفَ بَدَاَ الْغُسْلُ كَانَ النَّاسُ مَجْهُوْدِيْنَ يَلْبَسُوْنَ الصُّوْفَ وَيَعْمَلُوْنَ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ وَكَانَ مَسْجِدُهُمْ ضَيِّقًا مُقَارِبَ السَّقْفِ اِنَّمَا هُوَ عَرِيْشٌ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَوْمٍ حَارٍّ وَّعَرَقَ النَّاسُ فِيْ

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں عراق کے رہنے والے کچھ لوگوں نے آ کر کہا اے ابن عباس (رضی اللہ عنہما)! کیا آپ جمعہ کے دن غسل کو واجب سمجھتے ہیں تو آپ نے فرمایا نہیں لیکن جو غسل کرے اس کے لئے زیادہ پاکی کا باعث ہے اور بہت بہتر ہے اور جو غسل نہ کرے تو اس پر جب نہیں ہے اور میں تمہیں بتاتا ہوں کہ جمعہ کے دن غسل کا آغاز کیسے ہوا۔ لوگ محنت و مزدوری کرتے تھے اور اونی کپڑے پہنتے تھے اور اپنی پیٹھ پر بوجھ اٹھاتے تھے اور ان کی مسجد تنگ نیچی چھت

ذٰلِكَ الصُّوْفِ حَتّٰى ثَارَتْ مِنْهُمْ رِيَاحٌ اٰذٰى بِذٰلِكَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فَلَمَّا وَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الرِّيْحَ قَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اِذَا كَانَ هٰذَا الْيَوْمَ فَاغْتَسِلُوْا وَلْيَمَسَّ اَحَدُكُمْ اَفْضَلَ مَا يَجِدُ مِنْ دُهْنِهٖ وَطِيْبِهٖ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ثُمَّ جَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى ذِكْرُهٗ بِالْخَيْرِ وَلَبِسُوْا غَيْرَ الصُّوْفِ وَكُفُوا الْعَمَلَ وَوُسِّعَ مَسْجِدُهُمْ وَذَهَبَ بَعْضُ الَّذِيْ كَانَ يُؤْذِيْ بَعْضُهُمْ بَعْضًا مِّنَ الْعَرَقِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالطَّحَاوِيُّ وَقَالَ الْحَافِظُ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

والی تھی۔ وہ تو ایک جھونپڑی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک گرم دن میں تشریف لائے تو اس اون کے لباس میں لوگوں کو پسینہ آیا تو اس سے بو پھیل گئی جس کی وجہ سے ان میں سے بعض کو بعض سے تکلیف پہنچی پس جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بو محسوس ہوئی تو آپ نے فرمایا اے لوگو جب جمعہ کا دن ہو تو تم غسل کر لیا کرو اور تم میں سے جو اچھا تیل یا خوشبو پائے تو وہ لگا لیا کرے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی حالت درست فرمادی تو وہ اونی کپڑوں کے سوا اور کپڑے پہننے لگے اور کام سے رک گئے اور انہوں نے اپنی مسجد کو وسیع کر دیا اور پسینہ کی وہ بو جس کی وجہ سے بعض کو بعض سے اذیت پہنچتی تھی ختم ہوگئی۔ اس کو ابوداؤد اور طحاوی نے روایت کیا اور حافظ نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔

(ابو داؤد کتاب الطهارہ باب الرخصة فی ترک الغسل یوم الجمعة ج 1 ص 51' طحاوی کتاب الطهارة باب غسل یوم الجمعة ج 1 ص 83)

909۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔ رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن غسل کرنا سنت ہے۔ اس کو بزار نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(کشف الاستار عن زوائد البزار ابواب الجمعة باب من السنة الغسل یوم الجمعة ج 1 ص 301)

شرح: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
اسی لیے حضرت محقق نے فتح القدیر میں اور ان کے تلمیذ سے حلیہ میں افادہ کیا ہے کہ سنیت حدیث ضعیف سے ثابت نہیں ہوتی۔ اس طرح کہ فتح القدیر میں یہ تحقیق فرمائی ہے کہ غسلِ جمعہ مستحب ہے، سنت نہیں۔ پھر آگے لکھا ہے: اسی پر باقی غسل (یعنی عیدین، عرفہ اور احرام کے غسل کا قیاس ہوگا) اور فرع کی جانب اصل ہی کا حکم آئے گا اور وہ استحباب ہے۔ رہی وہ حدیث جو ابنِ ماجہ نے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عید کے دن غسل فرماتے تھے، اور فاکِہ بن

سعد صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز عرفہ، روز عید قربان اور روز عید الفطر غسل فرماتے تھے۔ تو یہ حدیثیں ضعیف ہیں، جیسا کہ امام نووی وغیرہ نے فرمایا، اھ۔

(۱۔ فتح القدیر کتاب الطہارۃ فصل فی الغسل دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/۷۰)

فافادان ضعفهما يقعدهما عن افادة الاستنان وكذالك قال فی الحلية بعد ماذكر استنان غسل الجمعة مانصه واستنان غسل العيدين ان قلنا بان تعدد الطرق الواردة فيه تبلغ درجة الحسن والا فالندب ۲ اھ (۲۔ حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی)

حضرت محقق کے اس کلام سے مستفاد ہوا کہ دونوں حدیثیں چونکہ ضعیف ہیں اس لئے افادہ سنیت سے قاصر ہیں۔ اسی طرح حلیہ میں غسل جمعہ کا مسنون ہونا ذکر فرمانے کے بعد لکھتے ہیں" اور غسل عیدین کا سنت ہونا ثابت ہوگا اگر ہم یہ کہیں کہ اس بارے میں حدیث کے جو متعدد طرق وارد ہیں وہ اسے درجہ حسن تک پہنچا دیتے ہیں ورنہ وہ مندوب ہوگا، اھ۔

وقد الممنا بطرف من تحقيق هذا فی رسالتنا (ف) الهاد الكاف فی حكم الضعاف وايضاً حققنا فيها بمالا مزيد عليه ان الاستحباب يثبت بالحديث الضعيف. ہم نے اس کی کچھ تحقیق اپنے رسالہ" الهاد الكاف فی حكم الضعاف" میں رقم کی ہے۔ اور اس میں حدیث ضعیف سے استحباب ثابت ہونے کی ایسی تحقیق کی ہے جس پر اضافے کی گنجائش نہیں۔ (الفتاوی الرضویۃ، ج ۷، ص ۲۶۰۔۲۶۱)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوی رضویہ جلد ۵ تا ۸، مراۃ المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ۲ حصہ چہارم، فیضان جمعہ اور جنتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔

بَابُ السِّوَاكِ لِلْجُمُعَةِ

910۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جُمُعَةٍ مِّنَ الْجُمَعِ مَعَاشِرَ الْمُسْلِمِيْنَ اِنَّ هٰذَا يَوْمٌ جَعَلَهُ اللهُ لَكُمْ عِيْدًا فَاغْتَسِلُوْا وَعَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ۔ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ وَالصَّغِيْرِ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

جمعہ کے دن مسواک کرنے کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جمعوں میں سے کسی جمعہ کے موقع پر فرمایا اے مسلمانوں کے گروہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اس دن کو تمہارے لئے عید بنایا ہے پس تم غسل کرو اور مسواک کو لازم پکڑو۔ اس کو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مجمع الزوائد کتاب الصلوٰۃ باب حقوق الجمعة من الغسل والطيب ونحوذلک ج 2 ص 173، المعجم الصغير للطبرانی ج 1 ص 129، المعجم الاوسط ج 4 ص 259)

شرح: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی جمعہ ہفتہ کی عید ہے اس میں خوشی جشن اور مسلمانوں کا اجتماع ہوتا ہے اگر میلے کچیلے گئے تو کپڑوں اور جسم کی بدبو سے لوگوں کو تکلیف ہوگی، بعض حضرات عید میلاد و عرس بزرگان میں نہا کر، صاف کپڑے پہن کر جاتے ہیں، ان کی اصل یہ حدیث ہے۔ جب مسلمانوں کے مجمع میں جانا ہو وہاں اچھے لباس اور پاکیزہ جسم سے جانا چاہیئے اسی لیئے عرفات میں غسل کرنا، صاف کپڑے پہننا سنت ہے۔ نقصان نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ عطر و خوشبو عورتوں کے لیئے خاص نہیں جیسا کہ اس زمانہ میں لوگوں کا خیال تھا اور اس سے بھوت پلید چمٹتے ہیں جیسا کہ مشرکینِ ہند کا عقیدہ ہے اسی لیئے پرانے ہندو عطر نہیں ملتے۔

یعنی جمعہ کے وضو میں مسواک کرو۔ یہ مطلب نہیں کہ نماز پڑھتے وقت مسواک کرو کیونکہ مسواک سنت وضو ہے نہ کہ سنت نماز جیسا کہ وضو کی بحث میں عرض کیا جاچکا۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۶۲۵)

مزید تفصیلی معلومات کے لیئے فتاوٰی رضویہ جلد ۵ تا ۸، مراۃ المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ۲ حصہ چہارم، فیضان جمعہ اور جنتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔

بَابُ الطِّيبِ وَالتَّجَمُّلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

911۔ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهِ أَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيبِ بَيْتِهِ ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّي مَا كُتِبَ لَهُ ثُمَّ يُنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الْإِمَامُ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

(بخاری کتاب الجمعة باب الدهن للجمعة ج 1 ص 121)

جمعہ کے دن زینت اختیار کرنے اور خوشبو لگانے کا بیان

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور اپنی استطاعت کے مطابق طہارت حاصل کرے اور تیل لگائے یا اپنے گھر کی خوشبو لگائے پھر وہ (اپنے گھر سے اس طرح) نکلے کہ دو آدمیوں کے درمیان فرق نہ کرے پھر جو اس پر نماز فرض ہے پڑھے پھر جب امام خطبہ دے تو خاموش رہے تو اس کے اس جمعہ اور اگلے جمعہ کے درمیانی گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

شرح: مفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یہاں صرف مرد کا ذکر ہوا کیونکہ نماز جمعہ صرف مردوں پر فرض ہے عورتوں پر نہیں اور بعض احادیث میں عورتوں کا ذکر

ہے وہاں عبارت یہ ہے "مَنْ اَتَى الْجُمُعَةَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ" اس لیے جمعہ میں عورتوں کو آنا بھی مستحب ہے، مگر اب زمانہ خراب ہے عورتیں مسجدوں میں نہ آئیں۔ (مرقاۃ) اس کا مطلب یہ نہیں کہ عورتیں سینماؤں، بازاروں، کھیل تماشوں، اسکولوں، کالجوں میں جائیں، صرف مسجد میں نہ جائیں گھروں میں رہیں، بلاضرورت شرعیہ گھر سے باہر نہ نکلیں۔ اسی لیے فقیر کا یہ فتویٰ ہے کہ اب عورتوں کو باپردہ مسجدوں میں آنے سے نہ روکو اگر ہم انہیں روکیں تو یہ وہابیوں، مرزائیوں، دیوبندیوں کی مساجد میں پہنچتی ہیں جیسا کہ تجربہ ہوا۔ ان لوگوں نے عورتوں کے لیئے بڑے بڑے انتظامات اپنی اپنی مسجدوں میں کیئے ہوئے ہیں عورتوں کو گمراہ کر کے ان کے خاوندوں اور بچوں کو بہکاتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ گھر میں خوشبو عطر وغیرہ رکھنا اور کبھی ملتے رہنا خصوصاً جمعہ کو ملنا سنت ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خوشبو بہت پسند تھی۔

اس طرح کہ نہ تو لوگوں کی گردنیں پھلانگے اور نہ ساتھیوں کو چیر کر ان کے درمیان بیٹھے بلکہ جہاں جگہ ملے وہاں بیٹھ جائے۔ بعض لوگ مسجد میں پیچھے پہنچتے ہیں اور پہلی صف میں پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں وہ اس سے سبق لیں۔

تحیۃ المسجد کے نفل یا سنت جمعہ، پہلے معنی زیادہ قوی ہیں کیونکہ جمعہ کی پہلی چار سنتیں گھر میں پڑھنا بہتر ہے۔ غرضکہ اس سے جمعہ کے فرض مراد نہیں کیونکہ آئندہ خطبہ سننے کا ذکر ہے فرض جمعہ خطبہ کے بعد ہوتے ہیں۔

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ خطبہ کے وقت خاموش رہنا فرض ہے، لہٰذا اس وقت نفل پڑھنا، بات کرنا، کھانا پینا سب حرام ہے۔ دوسرے یہ کہ جس تک خطبہ کی آواز نہ پہنچتی ہو وہ بھی خاموش رہے کیونکہ یہاں خاموشی کو سننے پر موقوف نہ فرمایا۔

دوسرے جمعہ سے مراد آئندہ جمعہ ہے یا گزشتہ، دوسرے معنی زیادہ قوی ہیں جیسا کہ ابن خزیمہ بلکہ ابوداؤد کی روایات میں ہے۔ معلوم ہوا کہ بعض نیکیاں گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ"۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۰۹)

912- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا سَلْمَانُ هَلْ تَدْرِيْ مَا يَوْمُ الْجُمُعَةِ قُلْتُ هُوَ الَّذِيْ جَمَعَ اللّٰهُ فِيْهِ اَبَاكَ اَوْ اَبَوَيْكَ قَالَ لَا وَلٰكِنْ اُحَدِّثُكَ عَنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَطَهَّرُ وَيَلْبَسُ اَحْسَنَ ثِيَابِهٖ وَيَتَطَيَّبُ مِنْ طِيْبِ اَهْلِهٖ اِنْ كَانَ لَهُمْ طِيْبٌ وَّاِلَّا فَالْمَاءُ ثُمَّ يَاْتِي الْمَسْجِدَ فَيُنْصِتُ حَتّٰى

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے سلمان کیا تم جانتے ہو کہ جمعہ کا دن کیا ہے میں نے عرض کیا یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے باپ یا کہا آپ کے ماں باپ کو جمع فرمایا آپ نے فرمایا نہیں لیکن میں تم سے جمعہ کے دن کے بارے میں بیان کرتا ہوں جو مسلمان طہارت حاصل کرے اور اچھے

يَخْرُجَ الْاِمَامُ ثُمَّ يُصَلِّيْ اِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لَّهٗ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى مَا اجْتَنَبْتَ الْمَقْتَلَةَ وَذٰلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهٗ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

(المعجم الكبير للطبراني ج 6 ص 237، مجمع الزوائد كتاب الصلوٰة باب حقوق الجمعة ج 2 ص 174)

کپڑے پہنے اور اگر اس کے پاس خوشبو ہو تو خوشبو لگائے وگرنہ پانی سے غسل کرے، پھر وہ مسجد آ کر خاموش بیٹھ جائے حتیٰ کہ امام خطبہ کے لئے نکل آئے پھر وہ نماز پڑھے تو اس کا یہ عمل اس کے لئے جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیانی گناہ کا کفارہ بن جائے گا، جب تک تو قتل سے بچے اور یہ اجر سارا زمانہ ہے۔ اس کو امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور ہیثمی نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔

913۔ وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنِ اغْتَسَلَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَمَسَّ مِنْ طِیْبٍ اِنْ کَانَ عِنْدَهٗ وَلَبِسَ مِنْ اَحْسَنِ ثِیَابِهٖ ثُمَّ خَرَجَ وَعَلَیْهِ السَّکِیْنَةُ حَتّٰی یَاْتِیَ الْمَسْجِدَ فَیَرْکَعُ اِنْ بَدَا لَهٗ وَلَمْ یُؤْذِ اَحَدًا ثُمَّ اَنْصَتَ اِذَا خَرَجَ اِمَامُهٗ حَتّٰی یُصَلِّیْ کَانَتْ کَفَّارَةً لَّهٗ لِمَا بَیْنَهَا وَبَیْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰی. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِیُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ. (مسند احمد ج 5 ص 420، المعجم الکبیر للطبرانی ج 4 ص 161، مجمع الزوائد کتاب الصلوٰة باب حقوق الجمعة۔ الخ ج 2 ص 171)

حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں میں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جو جمعہ کے دن غسل کرے اور اگر اس کے پاس خوشبو ہو تو خوشبو لگائے اور اچھے کپڑے پہنے پھر وہ سکون سے نکل کر مسجد آئے اور اگر ہو سکے تو دو رکعتیں پڑھے اور کسی کو اذیت نہ دے پھر خاموش رہے جب امام خطبہ کے لئے نکلے یہاں تک کہ وہ نماز پڑھ لے تو اس کا یہ عمل اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح: مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ۵ تا ۸، مراۃ المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ۲ حصہ چہارم، فیضانِ جمعہ اور جنتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔

بَابٌ فِیْ فَضْلِ الصَّلٰوةِ عَلَی النَّبِیِّ صلی الله تعالٰی علیه وآله وسلم یَوْمَ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے دن نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کی فضیلت کا بیان

914۔ عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ

حضرت اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِيْهِ قُبِضَ وَفِيْهِ النَّفْخَةُ وَفِيْهِ الصَّعْقَةُ فَاَكْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِيْهِ فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَیَّ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلٰوتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ اَرِمْتَ قَالَ يَقُوْلُوْنَ بَلِيْتَ قَالَ اِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ۔ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ اِلَّا التِّرْمَذِیَّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارے دنوں میں سے سب سے افضل دن جمعہ کا دن ہے، اس میں حضرت آدم علیہ اسلام کی تخلیق ہوئی اور اسی میں آپ فوت ہوئے اور اسی میں صور پھونکا جائے گا اور اسی میں سب بیہوش ہوں گے پس تم اس دن میں مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو پس بے شک تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمارا درود آپ پر کس طرح پیش کیا جائے گا جبکہ آپ گل چکے ہوں گے یعنی مٹی ہوگئے ہوں گے تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل نے زمین پر انبیاء کے جسموں کو حرام قرار دیدیا۔ اس کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا سوائے ترمذی کے۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب تفریع ابواب الجمعۃ ج 1 ص 150' نسائی کتاب الجمعۃ باب اکثار الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یوم الجمعۃ ج 1 ص 203' ابن ماجۃ ابواب اقامۃ الصلوٰۃ باب فی فضل الجمعۃ ص 77' مسند احمد ج 4 ص 8' مستدرک حاکم کتاب الجمعۃ باب الجمعۃ باب الامر بکثرۃ الصلوٰۃ فی الجمعۃ ج 1 ص 278)

شرح: مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ جس تاریخ اور جس دن میں کوئی اہم واقعہ کبھی ہوجائے وہ دن اور تاریخ تاقیامت اہم بن جاتی ہے۔ دوسرے یہ کہ اس دن اور اس تاریخ میں ان واقعات کی یادگاریں قائم کرنا بہتر ہے۔ تیسرے یہ کہ وہ یادگاریں عبادات سے قائم کی جائیں نہ کہ لہو اور کھیل کود سے، یعنی اس دن زیادہ عبادتیں کی جائیں۔ میلاد شریف، گیارھویں شریف، عید معراج، عرس بزرگاں کا یہی مقصد ہے اور ان سب کی اصل یہ حدیث اور قرآن شریف کی یہ آیتیں ہیں، دیکھو "جاء الحق" حصہ اول۔

یعنی جمعہ کا دن تمام دنوں سے افضل کہ اس میں ایک نیکی کا ثواب ستر ۷۰ گنا ہے اور درود دوسری عبادتوں سے افضل، لہٰذا افضل دن میں افضل عبادت کرو کیونکہ اس دن کا درود خصوصی طور پر ہماری بارگاہ میں پیش ہوتا ہے اور ہم قبول فرماتے ہیں۔ خیال رہے کہ ہمیشہ ہی درود شریف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر پیش ہوتا ہے مگر جمعہ کے دن خصوصی پیشی

ہوتی ہے، خصوصی قبولیت۔ (مرقاۃ)

یہ سوال انکار کے لیئے نہیں بلکہ کیفیت پوچھنے کے لیئے ہے، یعنی آپ کی وفات کے بعد ہمارے درودوں کی پیشی فقط آپ کی روح شریف پر ہوگی یا روح مع الجسم پر جیسے زکریا علیہ السلام نے رب تعالیٰ کی طرف سے بیٹے کی خوش خبری پا کر عرض کیا تھا خدایا میرے بیٹا کیسے ہوگا؟ میں بوڑھا ہوں، میری بیوی بانجھ۔ یہ سوال بھی کیفیت پوچھنے کے لیئے ہے نہ کہ انکاراً، لہٰذا اس پر روافض کوئی اعتراض نہیں کر سکتے۔ خیال رہے کہ اولاد کے اعمال ماں باپ پر پیش ہوتے ہیں، مرید کے شیخ پر مگر وہاں پیشی کبھی کبھی ہوتی ہے وہ بھی فقط روح پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر یہ پیشی ہر وقت ہوتی ہے اور روح مع الجسم پر۔ (مرقاۃ)

لہٰذا ان کے اجسام زمین کھا سکتی ہی نہیں اور وہ گلنے سے محفوظ ہیں۔ قرآن کریم فرما رہا ہے کہ حضرت سلیمان بعد وفات چھ ماہ یا ایک سال نماز کی ہیئت پر لکڑی کے سہارے کھڑے رہے پھر دیمک نے آپ کی لاٹھی تو کھائی لیکن آپ کا پاؤں شریف نہ کھایا۔ اس حدیث کی بنا پر بعض علماء فرماتے ہیں کہ ایوب علیہ السلام کے زخموں پر جراثیم نہ تھے اور نہ انہوں نے آپ کا گوشت کھایا کوئی اور بیماری تھی کیونکہ پیغمبر کا جسم کیڑا نہیں کھا سکتا۔ جنہوں نے یہ واقعہ درست مانا ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہ حکم بعد وفات ہے، زندگی میں امتحاناً یہ ہوسکتا ہے جیسے تلوار جادو اور ڈنگ ان پر اثر کر دیتے ہیں۔ شیخ نے فرمایا اس جملہ کے معنی ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، وہ زندگی بھی دنیاوی جسمانی اور حقیقی ہے نہ کہ شہیدوں کی طرح صرف معنوی اور روحانی۔ اس کی پوری تحقیق جَذْبُ الْقُلُوْب اور تَارِیْخِ مَدِیْنَۃ میں ملاحظہ کیجئے۔ (اشعۃ) اور علامہ جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب شَرْحُ الصُّدُوْرِ فِیْ اَحْوَالِ الْقُبُوْرِ میں حیات انبیاء پر بہت ہی نفیس بحث فرمائی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ حضرات اپنی قبروں میں فرشتوں کی طرح کھانے پینے سے بے نیاز ہیں مگر نمازیں پڑھتے ہیں، قرآن کی تلاوت کرتے ہیں، ذکر اللہ کی لذت پاتے ہیں۔ (مرقاۃ)

اس روایت کو ابن حبان، ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں نقل کیا، حاکم نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے، علی شرط بخاری ہے، نووی کہتے ہیں کہ اس کی اسناد صحیح ہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۹۱)

بَابُ مَنْ اَجَازَ الْجُمُعَةَ قَبْلَ الزَّوَالِ

جس نے زوال سے پہلے جمعہ کو جائز قرار دیا

915۔ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَنْصَرِفُ وَلَيْسَ لِلْحِيْطَانِ ظِلٌّ نَسْتَظِلُّ فِيْهِ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھتے تھے پھر ہم لوٹ کر جاتے دیواروں کا سایہ نہ ہوتا تھا جس سے ہم سایہ حاصل کرتے اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے روایت کیا۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ ج 2 ص 599' مسلم کتاب الجمعۃ ج 1 ص 283)

916- وَعَنْ سَهْلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَا كُنَّا نَقِيلُ وَلَا نَتَغَدّٰى إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ وزاد مسلم فِيْ رِوَايَةٍ واحمد والتِّرْمِذِيُّ فِيْ عهد رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت سہل رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم جمعہ کے بعد ہی قیلولہ کرتے اور دوپہر کا کھانا کھاتے تھے۔ اس کو محدثین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم کی جماعت نے روایت کیا اور امام مسلم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ احمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں۔

(بخاری کتاب الجمعۃ باب قول اللہ عزوجل فاذا قضیت الصلوٰۃ۔ الخ ج 1 ص 128' مسلم کتاب الجمعۃ ج 1 ص 283' ترمذی ابواب الجمعۃ باب فی القائلۃ یوم الجمعۃ ج 1 ص 118' ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب وقت الجمعۃ ج 1 ص 155' مسند احمد ج 5 ص 336' مصنف ابن ابی شیبۃ کتاب الصلوٰۃ باب من کان یقیل بعد الجمعۃ ج 2 ص 106)

مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یعنی جمعہ کے دن ہم دوپہر کا آرام بھی نہ کرتے تھے اور کھانا بھی نہ کھاتے تھے، وہ وقت تیاریٔ جمعہ میں گزارتے تھے، یہ دونوں کام نماز جمعہ کے بعد کرتے تھے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ نماز جمعہ سویرے ہی پڑھ لیتے تھے جس کے بعد ناشتہ اور قیلولہ کا وقت آتا تھا کہ یہ معنی گزشتہ حدیث کے خلاف ہیں لہٰذا یہ حدیث حنفیوں کے مخالف نہیں یعنی کھانے کی وجہ سے نماز آگے نہ کرتے تھے بلکہ نماز کی وجہ سے کھانا اور آرام پیچھے کر دیتے تھے، چونکہ جمعہ کے بعد کا یہ کھانا اور آرام ناشتہ اور قیلولہ کا قائم مقام تھا اس لیئے اسے ناشتہ اور قیلولہ کہہ دیا گیا ورنہ لغۃً نہ یہ آرام قیلولہ ہے اور نہ یہ کھانا ناشتہ۔ خیال رہے کہ یہ حدیث ان بزرگوں کی انتہائی دلیل ہے جو زوال سے پہلے نماز جمعہ جائز مانتے ہیں۔ فقیر کی اس تقریر سے حدیث واضح ہوگئی۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۲۸)

917- وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَرْجِعُ إِلَى الْقَائِلَةِ فَنَقِيْلُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں ہم نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھتے پھر قیلولہ کے لئے لوٹ کر جاتے تو قیلولہ کرتے اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اور بخاری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا۔

(مسند احمد ج 3 ص 237' بخاری کتاب الجمعۃ باب القائلۃ بعد الجمعۃ ج 1 ص 128)

918- وَعَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَأَلَ مَتٰى كَانَ

حضرت جعفر رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنے والد سے روایت

رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ قَالَ كَانَ يُصَلِّي ثُمَّ نَذْهَبُ اِلٰى جِمَالِنَا فَنُرِيْحُهَا زَادَ عَبْدُاللهِ فِيْ حَدِيْثِهٖ حِيْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ يَعْنِي النَّوَاضِحَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم كتاب الجمعة وفى نسخة المسلم عندى من ابيه انه سال جابر بن عبدالله متى۔الخ ج 1 ص 2)

کرتے تھے انہوں نے ان سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کب نماز جمعہ پڑھاتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ آپ جمعہ پڑھاتے پھر ہم اپنے اونٹوں کی طرف جاتے اور ان کو آرام دیتے۔ عبداللہ نے ان الفاظ کا اضافہ کیا جب سورج ڈھلتا ہے کے وقت یعنی اونٹنیاں اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

919۔ وَعَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ السَّيْدَانِ السُّلَمِيِّ قَالَ شَهِدْتُّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مَعَ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَكَانَتْ صَلٰوتُهٗ وَخُطْبَتُهٗ قَبْلَ نِصْفِ النَّهَارِ ثُمَّ شَهِدْتُّهَا مَعَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَكَانَتْ صَلٰوتُهٗ وَخُطْبَتُهٗ اِلٰى اَنْ اَقُوْلَ اَنْتَصَفَ النَّهَارُ ثُمَّ شَهِدْتُّهَا مَعَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَكَانَتْ صَلٰوتُهٗ وَخُطْبَتُهٗ اِلٰى اَنْ اَقُوْلَ زَالَ النَّهَارُ فَمَا رَاَيْتُ عَابَ ذٰلِكَ وَلَا اَنْكَرَهٗ. رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ.

(سنن الدار قطنی كتاب الجمعة باب صلوٰة الجمعة قبل نصف النهار ج 2 ص 17)

حضرت عبداللہ بن سیدان سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نماز جمعہ کے لئے حاضر ہوا تو آپ کی نماز اور آپ کا خطبہ نصف النہار سے پہلے ہوتا تھا پھر میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ (نماز جمعہ کے لئے) حاضر ہوا تو ان کی نماز اور خطبہ اس وقت ہوتا کہ میں کہتا کہ نصف النہار ہو چکا ہے پھر میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ (نماز جمعہ کے لئے) حاضر ہوا تو ان کی نماز اور خطبہ اس وقت ہوتا کہ میں کہتا کہ دن ڈھل چکا ہے تو میں نے کسی کو اسے عیب سمجھتے ہوئے یا انکار کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اس کو دار قطنی اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے روایت کیا اور اس کی سند ضعیف ہے۔

920۔ وَعَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا عَبْدُ اللهِ يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الْجُمُعَةَ ضُحًى وَّقَالَ خَشِيْتُ عَلَيْكُمُ الْحَرَّ. رَوَاهُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ.

حضرت عبداللہ بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں ہمیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاشت کے وقت جمعہ کی نماز پڑھائی اور فرمایا مجھے تم پر گرمی کا خوف ہے۔ اس کو ابوبکر بن شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند قوی نہیں ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبة كتاب الصلوٰة باب من كان يقيل بعد الجمعة۔ الخ ج 2 ص 207)

921۔ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْجُمُعَةَ ضُحًى رَوَاهُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَسَعِيْدُ بْنُ سُوَيْدٍ ذَكَرَهُ ابْنُ عَدِيٍّ فِي الضُّعَفَاءِ۔

سعید بن سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہمیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جمعہ چاشت کے وقت پڑھائی اس کو ابوبکر بن شیبہ نے بیان کیا اور سعید بن سوید کو ابن عدی نے ضعیف راویوں میں ذکر کیا ہے۔

مصنف ابن ابی شیبة کتاب الصلوٰة باب من کان یقیل بعد الجمعة۔ الخ ج 2 ص 107' الکامل فی ضعفائ الرجال لابن عدی ج 3 ص 1243)

922۔ وَعَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ سَعْدٌ يَقِيْلُ بَعْدَ الْجُمُعَةِ۔ رَوَاهُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ وَّهٰذَا الْاَثَرُ لَا حُجَّةَ لَهُمْ فِيْهِ۔

(مصنف ابن ابی شیبة کتاب الصلوٰة باب من کان یقیل بعد الجمعة۔ الخ ج 2 ص 106)

حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کے بعد قیلولہ کرتے تھے۔ اس کو ابوبکر بن شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔ اس اثر میں زوال سے پہلے جمعہ کے قائلین کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے۔

بَابٌ فِي التَّجْمِيْعِ بَعْدَ الزَّوَالِ

زوال کے بعد جمعہ پڑھنے کا بیان

923۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَخْبِرْنِيْ عَنِ الصَّلٰوةِ قَالَ صَلِّ صَلٰوةَ الصُّبْحِ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَتَرْتَفِعَ فَاِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطٰنٍ وَّحِيْنَئِذٍ يَّسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ ثُمَّ صَلِّ فَاِنَّ الصَّلٰوةَ مَشْهُوْدَةٌ مَّحْضُوْرَةٌ حَتّٰى يَسْتَقِلَّ الظِّلُّ بِالرُّمْحِ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَاِنَّ حِيْنَئِذٍ تُسْجَرُ جَهَنَّمُ فَاِذَا اَقْبَلَ الْفَيْئُ فَصَلِّ فَاِنَّ الصَّلٰوةَ مَشْهُوْدَةٌ مَّحْضُوْرَةٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ الْحَدِيْثَ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَّاٰخَرُوْنَ۔

(مسند احمد ج 3 ص 111' کتاب فضائل القرآن باب الاوقات التی نہی عن الصلوٰة فیہا ج 1 ص 276)

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے نماز کے بارے میں بتائیں تو آپ نے فرمایا تو صبح کی نماز پڑھ پھر تو نماز سے رک جا حتیٰ کہ سورج طلوع ہوکر بلند ہوجائے پس بے شک وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت اسے کافر سجدہ کرتے ہیں پھر تو نماز پڑھ پس بے شک فرشتے نماز میں حاضر و موجود ہوتے ہیں پھر تو نماز سے رک جا پس بے شک اس وقت جہنم بھڑکائی جاتی ہے پس جب سایہ ڈھل جائے تو نماز پڑھ پس بے شک نماز میں فرشتے ہوئے ہیں۔ حتیٰ کہ تم عصر کی نماز پڑھ لو۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

مفسرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یہ امر اباحت کے لیے ہے یعنی سورج ڈھل جانے پر نماز پڑھ سکتے ہو، یہ مطلب نہیں کہ سورج ڈھلتے ہی ظہر پڑھ لو۔ اس کی تحقیق بھی باب الاوقات میں کی جا چکی گرمیوں میں ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھنا مستحب ہے۔

(مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۶۶)

924- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَقْتُ الظُّهْرِ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُوْلِهٖ مَا لَمْ تَحْضُرِ الْعَصْرُ۔ اَلْحَدِيْثُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ظہر کا وقت جب سورج ڈھل جائے اور آدمی کا سایہ اپنے قد کی مثل ہو جائے جب تک کہ عصر کا وقت نہ آئے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

(مسلم کتاب المساجد باب الاوقات الصلوۃ الخمس ج 1 ص 223)

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جمعہ اور ظہر کا ایک وقت ہے زوال شمس کے بعد اذانِ اول ہو پھر سنتیں پھر اذانِ ثانی پھر خطبہ پھر نماز، یہ اس کا اول وقت ہے اور ایسے وقت اذان و خطبہ و نماز ہوں کہ سایہ دو مثل ہونے سے پہلے اخیر سنتیں ہو جائیں یہ اس کا آخر وقت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم! (الفتاوی الرضویۃ، ج ۸، ص ۳۶۲)

925- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ رَّسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَّقْتِ الصَّلٰوةِ فَلَمَّا دَلَكَتِ الشَّمْسُ اَذَّنَ بِلَالٌ الظُّهْرَ فَاَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ اَلْحَدِيْثَ۔ اَخْرَجَهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے نماز کے وقت کے بارے میں پوچھا پس جب سورج ڈھل گیا تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ظہر کی اذان کہی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو حکم دیا تو انہوں نے نماز کے لئے اقامت کہی۔ الحدیث اس کو طبرانی نے اوسط میں بیان کیا ہے اور ہیثمی نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔

(المعجم الاوسط ج 7 ص 403، مجمع الزوائد کتاب الصلوۃ باب الوقت نقلاً عن الطبرانی فی الاوسط ج 1 ص 304)

926- وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنَّا نُجَمِّعُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ نَرْجِعُ نَتَتَبَّعُ الْفَيْئَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

سورج ڈھل جانے کے بعد جمعہ پڑھتے پھر ہم سایہ تلاش کرتے ہوئے لوٹتے اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے روایت کیا ہے۔

(مسلم کتاب الجمعة ج 1 ص 283' بخاری کتاب المغازی باب غزوة الحديبية ج 2 ص 599)

927- وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ حِيْنَ تَمِيْلُ الشَّمْسُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (بخاری كتاب الجمعة باب وقت الجمعة اذا زالت الشمس ج 1 ص 123)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمیں اس وقت جمعہ کی نماز پڑھاتے جب سورج ڈھل جاتا۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

928- وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ صَلَّى الْجُمُعَةَ فَنَرْجِعُ وَمَا نَجِدُ فَيْأً نَسْتَظِلُّ بِهِ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَقَالَ فِي التَّلْخِيْصِ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ. (المعجم الاوسط ج 7 ص 227' تلخيص الجبير كتاب الجمعة ج 2 ص 59)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب سورج ڈھل جاتا تب جمعہ کی نماز پڑھاتے پھر ہم لوٹتے تو کوئی ایسا سایہ نہ پاتے تھے جس سے ہم سایہ حاصل کریں۔ اس کو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا اور تلخیص میں فرمایا کہ اس کی سند حسن ہے۔

929- وَعَنْ مَالِكِ بْنِ أَبِيْ عَامِرٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أَرَى طِنْفِسَةً لِّعَقِيْلِ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ تُطْرَحُ إِلَى جِدَارِ الْمَسْجِدِ الْغَرْبِيِّ فَإِذَا غَشِيَ الطِّنْفِسَةَ كُلَّهَا ظِلُّ الْجِدَارِ خَرَجَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَصَلَّى الْجُمُعَةَ قَالَ مَالِكٌ وَالِدُ أَبِيْ سُهَيْلٍ ثُمَّ نَرْجِعُ بَعْدَ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ فَنَقِيْلُ قَائِلَةَ الضُّحٰى. رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّا وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

حضرت مالک بن ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عقیل بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چادر دیکھی جمعہ کے دن جو مسجد کی دیوار پر ڈالی ہوئی تھی پس جب دیوار کا سایہ ساری چادر پر چھا جاتا تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکلتے اور جمعہ کی نماز پڑھاتے پھر نماز جمعہ کے بعد لوٹ کر دوپہر کا قیلولہ کرتے۔ اس کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مؤطا میں بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مؤطا امام مالک کتاب وقوت الصلوة باب وقت الجمعة ص 6)

930- وَعَنْ أَبِي الْقَيْسِ عَمْرِو بْنِ مَرْوَانَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كُنَّا نُجَمِّعُ مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِذَا

حضرت ابو قیس عمرو بن مروان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں جب سورج ڈھل جاتا تو ہم

زَالَتِ الشَّمْسُ. رَوَاهُ أَبُوْبَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نماز جمعہ پڑھتے تھے۔ اس کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ: کتاب الصلوۃ: باب من کان یقول وقتہا زوال الشمس۔۔۔الخ، ج 2ص 108)

وقت ظہر و جمعہ:

آفتاب ڈھلنے سے اس وقت تک ہے، کہ ہر چیز کا سایہ علاوہ سایہ اصلی کے دو چند ہو جائے۔

(مختصر القدوری، کتاب الصلاۃ، ص ۱۵۳)

فائدہ: ہر دن کا سایہ اصلی وہ سایہ ہے، کہ اس دن آفتاب کے خط نصف النہار پر پہنچنے کے وقت ہوتا ہے اور وہ موسم اور بلاد کے مختلف ہونے سے مختلف ہوتا ہے، دن جتنا گھٹتا ہے، سایہ بڑھتا جاتا ہے اور دن جتنا بڑھتا ہے، سایہ کم ہوتا جاتا ہے، یعنی جاڑوں (سردیوں) میں زیادہ ہوتا ہے اور گرمیوں میں کم اور ان شہروں میں کہ خطِ استوا کے قرب میں واقع ہیں، کم ہوتا ہے، بلکہ بعض جگہ بعض موسم میں بالکل ہوتا ہی نہیں جب آفتاب بالکل سمت راس (یعنی بالکل سر کے اوپر) پر ہوتا ہے، چنانچہ موسم سرما ماہِ دسمبر میں ہمارے ملک کے عرض البلد پر کہ ۲۸ درجہ کے قریب پر واقع ہے، ساڑھے آٹھ قدم سے زائد یعنی سوائے کے قریب سایہ اصلی ہو جاتا ہے اور مکہ معظمہ میں جو ۲۱ درجہ پر واقع ہے، ان دنوں میں سات قدم سے کچھ ہی زائد ہوتا ہے، اس سے زائد پھر نہیں ہوتا اسی طرح موسم گرما میں مکہ معظمہ میں ۲۷ مئی سے ۳۰ مئی تک دوپہر کے وقت بالکل سایہ نہیں ہوتا، اس کے بعد پھر وہ سایہ الٹا ظاہر ہوتا ہے، یعنی سایہ جو شمال کو پڑتا تھا، اب مکہ معظمہ میں جنوب کو ہوتا ہے اور ۲۲ جون تک پاؤ قدم تک بڑھ کر پھر گھٹتا ہے، یہاں تک کہ پندرہ جولائی سے اٹھارہ جولائی تک پھر معدوم ہو جاتا ہے، اس کے بعد پھر شمال کی طرف ظاہر ہوتا ہے اور ہمارے ملک میں نہ کبھی جنوب میں پڑتا ہے، نہ کبھی معدوم ہوتا بلکہ سب سے کم سایہ ۲۲ جون کو نصف قدم باقی رہتا ہے۔ (از افاداتِ رضویہ)

فائدہ: آفتاب ڈھلنے کی پہچان یہ ہے کہ برابر زمین میں ہموار لکڑی اس طرح سیدھی نصب کریں کہ مشرق یا مغرب کو اصلاً جھکی نہ ہو آفتاب جتنا بلند ہوتا جائے گا، اس لکڑی کا سایہ کم ہوتا جائے گا، جب کم ہونا موقوف ہو جائے، تو اس وقت خط نصف النہار پر پہنچا اور اس وقت کا سایہ سایۂ اصلی ہے، اس کے بعد بڑھنا شروع ہوگا اور یہ دلیل ہے، کہ خط نصف النہار سے متجاوز ہوا اب ظہر کا وقت ہوا یہ ایک تخمینہ ہے اس لیے کہ سایہ کا کم و بیش ہونا خصوصاً موسم گرما میں جلد متمیز نہیں ہوتا، اس سے بہتر طریقہ خط نصف النہار کا ہے کہ ہموار زمین میں نہایت صحیح کمپاس سے سوئی کی سیدھ پر خط نصف النہار کھینچ دیں اور ان ملکوں میں اس خط کے جنوبی کنارے پر کوئی مخروطی شکل کی نہایت باریک نوک دار لکڑی خوب سیدھی نصب کریں کہ شرق یا غرب کو اصلاً جھکی ہو، اور وہ خط نصف النہار اس کے قاعدے کے عین وسط میں ہو۔ جب اس کی نوک کا سایہ اس خط پر

منطبق ہو ٹھیک دوپہر ہوگیا، جب بال برابر پورب کو نکلے دوپہر ڈھل گیا، ظہر کا وقت آ گیا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوٰۃ باب من کان یقول وقتھا زوال الشمس۔ الخ ج ۲ ص ۱۰۸)

بَابُ الْاَذَانَيْنِ لِلْجُمُعَةِ

جمعہ کے لئے دو اذانوں کا بیان

931- عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ الْاَذَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كَانَ اَوَّلُهُ حِيْنَ يَجْلِسُ الْاِمَامُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِي بَكْرٍ وَّعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَلَمَّا كَانَ فِي خِلَافَةِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَ كَثُرُوْا اَمَرَ عُثْمَانُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالْاَذَانِ الثَّالِثِ فَاُذِّنَ بِهِ عَلَى الزَّوْرَاءِ فَثَبَتَ الْاَمْرُ عَلَى ذٰلِكَ۔ رَوَاهُ البخاری وَالنَّسَائِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں جمعہ کی پہلی اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام ممبر پر بیٹھ جاتا پس جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں لوگ زیادہ ہو گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیسری اذان کا حکم دیا تو زوراء کے مقام پر یہ اذان کہی گئی تو معاملہ اسی طرح ثابت ہوگیا اس کو بخاری ابو داوٗد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

(بخاری کتاب الجمعۃ باب الاذان یوم الجمعۃ ج 1 ص 124' نسائی کتاب الجمعۃ باب الاذان للجمعۃ ج 1 ص 207, ابو داوٗد کتاب الصلوٰۃ باب النداء یوم الجمعۃ ج 1 ص 155)

مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یعنی پہلی اذان خطبے کی ہوتی ہے اور دوسری اذان خطبہ کے بعد یعنی تکبیر۔ شریعت میں تکبیر کو بھی اذان کہا جاتا ہے اس حدیث کی بنا پر بعض لوگوں نے کہا کہ خطبہ کی اذان سے تجارتیں اور دنیاوی کاروبار حرام ہوتے ہیں کیونکہ آیت کریمہ "اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ" الخ جب نازل ہوئی تو پہلی اذان تھی ہی نہیں۔

زوراء کے معنی دور بھی ہیں اور ٹیڑھا بھی۔ اہل عرب کہتے ہیں قَوْسٌ زَوْرَآءُ ٹیڑھی کمان اور کہتے ہیں اَرْضٌ زَوْرَاءُ دور کی زمین۔ یہاں مدینہ منورہ کی وہ جگہ مراد ہے جو مسجد سے دور اور مسجد کے مقابل سے ہٹی ہوئی بازار میں تھی، چونکہ یہ اذان ایجاد کے لحاظ سے تیسری ہے اس لیئے اسے ثالث فرمایا گیا۔ ہشام ابن عبدالملک کے زمانہ تک یہ اذان مسجد سے دور ہوتی رہی، ہشام نے اسے داخل مسجد کیا۔ (مرقاۃ) اب تک یہی رواج ہے اسی لیئے اس اذان کو حضرت ابن عمر بدعت فرماتے ہیں یعنی بدعت حسنہ۔ اس حدیث سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ کی اذان بھی مسجد سے باہر ہو مگر امام کے مقابل کیونکہ جب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں پہلی اذان تھی ہی نہیں تو اگر یہ اذان بھی تکبیر کی طرح اندرون

مسجد آہستہ آہستہ ہو جاتی ہوتو باہر والوں کو نماز کی اطلاع کیسے ہو سکتی تھی۔خیال رہے فتویٰ اس پر ہے کہ تجارتیں اور کاروبار بند کرنا اذان اول پر فرض ہے کیونکہ اِذَا نُوْدِیَ مطلق ہے آیت کے معنے یہ ہیں کہ جب جمعہ کی ندا ہو جائے کاروبار چھوڑ دو خواہ خطبہ کے وقت ہو یا اس سے پہلے۔(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۶۶)

بَابُ التَّأْذِيْنِ عِنْدَ الْخُطْبَةِ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ

932۔ عَنِ السَّآئِبِ بْنِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ يُؤَذَّنُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ وَاَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَّ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ. قَالَ النِّيْمَوِيُّ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ۔

(ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب النداء یوم الجمعۃ ج1 ص155)

خطبہ کے وقت مسجد کے دروازے پر اذان کا بیان

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب جمعہ کے دن ممبر پر بیٹھتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے مسجد کے دروازے پر اذان کہی جاتی اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بھی۔ اس کو ابو داؤد نے روایت کیا۔علامہ نیموی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں علی باب المسجد کا اضافہ محفوظ نہیں ہے۔

بَابُ مَا يَدُلُّ عَلَى التَّأْذِيْنِ عِنْدَ الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عِنْدَ الْاِمَامِ

933۔ عَنِ السَّآئِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كَانَ بِلَالٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُؤَذِّنُ اِذَا جَلَسَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِذَا نَزَلَ اَقَامَ ثُمَّ كَانَ كَذٰلِكَ فِيْ زَمَنِ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا. رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔ (نسائی کتاب الجمعة باب الاذان للجمعة ج1 ص207' مسند احمد ج3 ص449)

ان روایات کا بیان جو یوم جمعہ خطبہ کے وقت امام کے پاس اذان کہنے پر دلالت کرتی ہیں

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ممبر پر بیٹھ جاتے تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان کہا کرتے پھر جب آپ ممبر سے اترتے تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اقامت کہتے پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں بھی اسی طرح رہا۔اس کو امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوی رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثبوت ان کا اذان دلوانا کبھی ایک بار بھی ثابت نہیں، جو لوگ اس کا دعوی کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر افترا کرتے ہیں ہشام سے بھی اس اذان کا مسجد کے اندر دلوانا ہرگز ثابت نہیں البتہ پہلی اذان سے نسبت کہی ہے لہٰذا یہ کہ اُسے ہشام مسجد کی طرف منتقل کرلایا اور اس کے بھی یہ معنی نہیں کہ مسجد کے اندر دلوائی بلکہ امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار میں پہلی اذان دلواتے تھے ہشام نے مسجد کے منارہ پر دلوائی، رہی یہ دوسری اذان خطبہ اس کی نسبت تصریح ہے کہ ہشام نے اس میں کچھ تغیر نہ کیا اُسی حالت میں باقی رکھی جیسی زمانہ رسالت و زمانہ خلافت میں تھی۔ امام محمد بن عبدالباقی زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح مواہب شریف جلد ہفتم طبع مصر ص ۴۳۵ میں فرماتے ہیں:

فلما كان عثمٰن امر بالاذان قبله على الزوراء ثم نقله هشام الى المسجد اى امر بفعله فيه. وجعل الأخر الذى بعد جلوس الخطيب على المنبر بين يديه بمعنى انه ابقاه بالمكان الذى يفعل فيه. فلم يغيره. بخلاف ما كان بالزوراء فحوله الى المسجد على المنار انتهى۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد التاسع فی عبادتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطبوعہ عامرہ مصر ۷/ ۴۳۵)

یعنی جب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے اذان خطبہ سے پہلے ایک اذان بازار میں ایک مکان کی چھت پر دلوائی پھر اس پہلی اذان کو ہشام مسجد کی طرف منتقل کرلایا یعنی اس کے مسجد میں ہونے کا حکم دیا اور دوسری کہ خطیب کے منبر پر بیٹھنے کے وقت ہوتی ہے وہ خطیب کے مواجہ میں کی یعنی جہاں ہوا کرتی تھی وہیں باقی رکھی اس اذان ثانی میں ہشام نے کوئی تبدیل نہ کی بخلاف بازار والی اذان اول کے کہ اسے مسجد کی طرف منارہ پر لے آیا انتہی۔

ہاں وہ جمہور مالکیہ کہ اذان ثانی کو امام کی محاذات میں ہونا بدعت کہتے ہیں اور اس کا بھی منارہ پر ہی ہونا سنت بتاتے ہیں، اُن میں بعض کے کلام میں واقع ہوا کہ سب میں سے پہلے اذان ثانی امام کے روبرو ہشام نے کہلوائی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وخلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں یہ اذان بھی محاذات امام نہ ہوتی تھی منارہ ہی پر تھی، پھر اس سے کیا ہوا، غرض ہشام بیچارے سے بھی ہرگز اس کا ثبوت نہیں کہ اس نے اذان خطبہ مسجد کے اندر منبر کے برابر کہلوائی ہو جیسی اب کہی جانے لگی اس کا کچھ پتا نہیں کہ کس نے یہ ایجاد نکالی، اور اگر ہشام سے ثبوت ہوتا بھی تو اس کا قول و فعل کیا حجت تھا، وہ ایک مروانی ظالم بادشاہ ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیٹے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے امام زین العابدین کے صاحبزادے امام باقر کے بھائی سیدنا امام زید بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شہید کرا دیا سُولی دلوائی اور اس پر یہ شدید ظلم کہ نعش مبارک کو دفن نہ ہونے دیا برسوں سُولی پر رہی جب ہشام مرگیا تو نعش مبارک دفن ہوئی ان برسوں میں بدن مبارک کے کپڑے گل گئے تھے قریب تھا کہ بے ستری ہو اللہ عزوجل نے مکڑی کو حکم فرمایا کہ اس نے جسم مبارک پر ایسا جالا تان دیا کہ بجائے تہبند ہوگیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بعض صالحین نے دیکھا کہ امام مظلوم زید

شہید رضی اللہ تعالٰی عنہ کی سولی سے پشتِ اقدس لگائے کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں یہ کچھ کیا جاتا ہے میرے بیٹوں کے ساتھ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وخلفائے راشدین رضی اللہ تعالٰی عنہم کی سنت کے خلاف ایسے ظالم کی سنت پیش کرنا اور پھر امام اعظم وغیرہ ائمہ پر اس کی تہمت دھرنا کہ ان اماموں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وخلفائے راشدین کی سنت چھوڑ کر ظالم بادشاہ کی سنت قبول کر لی، کیسا صریح ظلم اور ائمہ کرام کی شان میں کیسی بڑی گستاخی ہے اللہ عزوجل پناہ دے، اس کے بدعت حسنہ ہونے کا دعوٰی محض باطل و بے اصل ہے۔

(الفتاوی الرضویۃ، ج۵، ص۴۰۸-۴۰۹)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّفْرِيقِ وَالتَّخَطِّيْ

لوگوں کو جدا کرنے اور کندھے پھلانگنے سے ممانعت کا بیان

934۔ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَتَطَهَّرَ بِمَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ ثُمَّ ادَّهَنَ اَوْ مَسَّ مِنْ طِيبٍ ثُمَّ رَاحَ فَلَمْ يُفَرِّقْ بَيْنَ اثْنَيْنِ فَصَلّٰى مَا كُتِبَ لَهٗ ثُمَّ اِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ اَنْصَتَ غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔ (بخاری کتاب الجمعة باب لا يفرق بين اثنين يوم الجمعة ج 1 ص 124)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو جمعہ کے دن غسل کرے اور اپنی طاقت کے مطابق طہارت حاصل کرے پھر تیل لگائے یا خوشبو لگائے پھر جمعہ کے لئے اس حال میں جائے کہ دو آدمیوں کے درمیان جدائی نہ ڈالے اور فرض نماز پڑھے پھر جب امام (خطبہ کے لئے) تشریف لائے تو خاموش رہے تو اس کا یہ عمل اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیانی گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا۔

935۔ وَعَنْ اَبِي الزَّاهِرِيَّةِ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ صَاحِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَجَآءَ رَجُلٌ يَتَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ بُسْرٍ جَآءَ رَجُلٌ يَتَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ لَهٗ

حضرت زاہریہ رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں جمعہ کے دن نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے صحابی حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ساتھ تھا کہ ایک شخص جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا درانحالیکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرمارہے تھے تو آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم

النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِجْلِسْ فَقَدْ اٰذَيْتَ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

نے اس سے فرمایا بیٹھ جا تو نے (لوگوں کو) اذیت دی ہے۔ اس کو ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب تخطی رقاب الناس یوم الجمعۃ ج 1 ص 159' نسائی کتاب الجمعۃ باب النھی عن تخطی رقاب الناس ج 1 ص 207)

گردنیں پھلانگنا

جمعہ کے دن مقتدی کا امام سے قریب ہونا افضل ہے مگر یہ جائز نہیں کہ امام سے قریب ہونے کے لئے لوگوں کی گردنیں پھلانگے البتہ اگر امام ابھی خطبہ کو نہیں گیا ہے اور آگے جگہ باقی ہے تو آگے جا سکتا ہے اور خطبہ شروع ہونے کے بعد آیا تو مسجد کے کنارے ہی بیٹھ جائے۔ (بہارِ شریعت، ج ۱، حصہ ۴، ص ۵۵)

بَابُ السُّنَّةِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ وَبَعْدَهَا

نمازِ جمعہ سے پہلے اور بعد میں سنتوں کا بیان

936۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اغْتَسَلَ ثُمَّ اَتَى الْجُمُعَةَ فَصَلّٰى مَا قُدِّرَ لَهٗ ثُمَّ اَنْصَتَ حَتّٰى يَفْرُغَ الْاِمَامُ مِنْ خُطْبَتِهٖ ثُمَّ يُصَلِّيْ مَعَهٗ غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى وَفَضْلُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ (مسلم کتاب الجمعة فصل من اغتسل او توضاء واتی الجمعة۔ الخ ج 1 ص 283)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو جمعہ کے دن غسل کرے پھر نماز جمعہ پڑھنے کے لئے آئے پھر جو نماز اس کے لئے مقرر کی گئی ہے پڑھے۔ پھر خاموش رہے حتیٰ کہ امام اپنے خطبہ سے فارغ ہو جائے پھر وہ امام کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کے اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان گناہ اور مزید تین دن کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

مفسرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

بعض علماء فرماتے ہیں کہ غسلِ جمعہ نماز کے لیئے مسنون ہے نہ کہ دن جمعہ کے لیئے لہٰذا جس پر جمعہ کی نماز نہیں ان کے لیئے غسل سنت نہیں، ان کی دلیل یہ حدیث ہے۔ بعض فرماتے ہیں کہ جمعہ کا غسل نماز جمعہ سے قریب کرو حتی کہ اس کے وضو سے جمعہ پڑھو۔ مگر حق یہ ہے کہ غسل جمعہ کا وقت طلوع فجر سے شروع ہو جاتا ہے۔

یعنی دس دن کے گناہ کہ ایک نیکی کا ثواب دس گنا ہوتا ہے، پچھلی حدیث میں آٹھ دن کا ذکر تھا یہاں دس کا مگر دونوں

درست ہیں۔ جتنا خشوع زیادہ اتنا ثواب زیادہ یا اولاً آٹھ دن کی بخشش کا وعدہ تھا پھر دس دن کا وعدہ ہوا۔

(مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۶۱۰)

937- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ اَرْبَعًا. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ الا البخاری۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو نماز جمعہ کے بعد نماز پڑھنا چاہے تو اسے چاہئے کہ وہ چار رکعات پڑھے اس کو سوائے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

(مسلم کتاب الجمعة فصل فی اربع رکعات او الرکعتین بعد الجمعة ج 1 ص 288' ترمذی ابواب الجمعة باب فی الصلوٰة قبل الجمعه وبعدھا ج 1 ص 117' ابو داؤد کتاب الصلوٰة بعد الجمعة ج 1 ص 161' نسائی کتاب الجمعة باب عدد الصلوٰة بعد الجمعة فی المسجد ج 1 ص 210' ابن ماجة ابواب اقامة الصلوٰة باب ماجاء فی الصلوٰة بعد الجمعة ص 80' مسند احمد ج 2 ص 249)

مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے کہ بعد جمعہ چار سنت مؤکدہ ہیں، امام یوسف کے ہاں چھ، اس طرح کہ فرض جمعہ کے بعد پہلے چار رکعتیں پڑھے پھر دو۔ اس کی بحث پہلے گزر چکی۔ (مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۹۰)

938- وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے اس کو محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

(مسلم کتاب الجمعة فصل فی اربع رکعات او الرکعتین بعد الجمعة واللفظله له ج 1 ص 288' بخاری کتاب الجمعة باب الصلوٰة بعد الجمعة و قبلها ج 1 ص 128' ترمذی ابواب صلوٰة الجمعة باب فی الصلوٰة قبل الجمعة وبعدھا ج 1 ص 117' ابو داؤد کتاب الصلوٰة باب الصلوٰة بعد الجمعة ج 1 ص 161' نسائی کتاب الجمعة باب صلوٰة الامام بعد الجمعة ج 1 ص 210' ابن ماجة ابواب اقامة الصلوٰة باب ماجاء فی الصلوٰة بعد الجمعة ص 80' مسند احمد ج 2 ص 11)

مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

جمعہ کے دن بعد کے متعلق تین روایتیں ہیں، دو پڑھتے تھے، چار پڑھتے تھے، چھ پڑھتے تھے پہلی روایت پر امام

شافعی کا عمل ہے، دوسری پر امام اعظم کا تیسری پر ابو یوسف کا چار کی روایات بھی آ رہی ہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۸۵)

939- وَعَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ إِذَا كَانَ بِمَكَّةَ فَصَلَّى الْجُمُعَةَ تَقَدَّمَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَصَلّٰى أَرْبَعًا وَّإِذَا كَانَ بِالْمَدِينَةِ صَلَّى الْجُمُعَةَ ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى بَيْتِهٖ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَلَمْ يُصَلِّ فِي الْمَسْجِدِ فَقِيلَ لَهٗ فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ إِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ. (ابو داؤد کتاب الصلوۃ باب الصلوۃ بعد الجمعۃ ج 1 ص 160)

حضرت عطا رضی اللہ تعالٰی عنہ، ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب مکہ میں ہوتے تو جمعہ کی نماز پڑھ کر آگے بڑھتے اور دو رکعتیں ادا کرتے پھر آگے بڑھ کر چار رکعتیں ادا کرتے اور جب مدینہ طیبہ میں ہوتے تو نماز جمعہ پڑھ کر گھر لوٹ جاتے اور مسجد میں (باقی) نماز نہ پڑھتے تو ان سے اس کا ذکر کیا گیا اور آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا اور عراقی نے کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے۔

940- وَعَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهٗ كَانَ يُصَلِّيْ قَبْلَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِسَلَامٍ ثُمَّ بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَرْبَعًا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ. (طحاوی کتاب الصلوۃ باب التطوع باللیل والنہار کیف ہو ج 1 ص 231)

حضرت جبلہ بن سحیم رضی اللہ تعالٰی عنہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں آپ جمعہ سے پہلے چار رکعات اس طرح پڑھتے کہ ان کے درمیان سلام کے ساتھ فصل نہیں کرتے تھے پھر جمعہ کے بعد دو رکعت پڑھتے پھر چار رکعت پڑھتے۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

941- وَعَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُّصَلِّيَ بَعْدَ صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ مِثْلَهَا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ. (طحاوی کتاب الصلوۃ باب التطوع بعد الجمعۃ ج 1 ص 233)

حضرت خرشہ بن حر رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نماز جمعہ کے بعد نماز جمعہ کی مثل نماز پڑھنے کو ناپسند کرتے تھے۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

942- وَعَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ قَيْسٍ أَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلّٰى يَوْمَ الْجُمُعَةِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ الْإِمَامُ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَإِسْنَادُهٗ

حضرت علقمہ بن قیس رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جمعہ کے دن امام کے سلام پھیرنے کے بعد چار رکعات

صَحِيحٌ. (المعجم الكبير للطبراني ج 2 ص 360 رقم الحديث:9554)

پڑھیں۔ اس کو طبرانی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

943- وَعَنْ اَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَأْمُرُنَا اَنْ نُّصَلِّيَ قَبْلَ الْجُمُعَةِ اَرْبَعًا. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيحٌ.

حضرت ابو عبدالرحمٰن سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ روایت کرتے ہیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم جمعہ سے پہلے چار رکعات پڑھیں۔ اس کو عبدالرزاق نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مصنف عبدالرزاق کتاب الجمعة باب الصلوٰة قبل الجمعة وبعدها ج 3 ص 247 رقم الحدیث:5525)

944- وَعَنْهُ قَالَ عَلَّمَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ النَّاسَ اَنْ يُّصَلُّوْا بَعْدَ الْجُمُعَةِ اَرْبَعًا فَلَمَّا جَآءَ عَلِيُّ ابْنُ اَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَّمَهُمْ اَنْ يُّصَلُّوْا سِتًّا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيحٌ. (طحاوی کتاب الصلوٰة باب التطوع بعد الجمعة ج 1 ص 233)

حضرت ابو عبدالرحمٰن سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے لوگوں کو سکھایا کہ وہ جمعہ کے بعد چار رکعات پڑھیں، پس جب حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ آئے تو انہوں نے لوگوں کو سکھایا کہ وہ چھ رکعات پڑھیں۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

945- وَعَنْهُ قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَكَانَ يُصَلِّيْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ اَرْبَعًا فَقَدِمَ بَعْدَهٗ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَكَانَ اِذَا صَلَّى الْجُمُعَةَ صَلّٰى بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَاَرْبَعًا فَاَعْجَبَنَا فِعْلُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاخْتَرْنَاهُ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيحٌ. (طحاوی کتاب الصلوٰة باب التطوع بعد الجمعة ج 1 ص 233)

حضرت ابو عبدالرحمٰن سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ جمعہ کے بعد چار رکعات پڑھا کرتے تھے۔ پھر آپ کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ تشریف لائے تو آپ جب نماز جمعہ پڑھ لیتے تو جمعہ کے بعد دو اور چار رکعتیں پڑھتے تھے تو ہمیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا فعل پسند آیا تو ہم نے اسے ہی اختیار کر لیا۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

946- وَعَنْهُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ كَانَ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ سِتًّا.

آپ ہی سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا جو نماز جمعہ کے بعد نماز پڑھنا

رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ. (طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب التطوع بعد الجمعۃ ج 1 ص 233)

چاہے تو اسے چاہئے کہ وہ چھ رکعات ادا کرے۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

سنتوں اور نفلوں کا بیان

سنت کی دو قسمیں ہیں ایک سنت مؤکدہ اور دوسری سنت غیر مؤکدہ۔

مسئلہ:۔ سنت مؤکدہ یہ ہیں دو رکعت فجر کی سنت فرض نماز سے پہلے، چار رکعت ظہر کی سنت فرض نماز سے پہلے اور دو رکعت بعد میں، مغرب کے بعد دو رکعت سنت، عشاء کے بعد دو رکعت سنت، جمعہ سے پہلے چار رکعت سنت اور جمعہ کے بعد چار رکعت سنت۔ یہ سب سنتیں مؤکدہ ہیں یعنی ان کو پڑھنے کی تاکید ہوئی ہے بلا عذر ایک مرتبہ بھی ترک کرے تو ملامت کے قابل ہے اور اس کی عادت ڈالے تو فاسق جہنم کے لائق ہے اور اس کے لئے شفاعت سے محروم ہو جانے کا ڈر ہے ان مؤکدہ سنتوں کو "سُنَنُ الْھُدٰی" بھی کہتے ہیں۔ (ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب فی السنن والنوافل، ج ۲ ص ۵۴۵)

مسئلہ:۔ سنت غیر موکدہ یہ ہیں چار رکعت عصر سے پہلے، چار رکعت عشاء سے پہلے، اسی طرح عشاء کے بعد دو رکعت کی بجائے چار رکعت اور جمعہ کی فرض نماز ادا کرنے کے بعد بجائے چار رکعت سنت کے چھ رکعت۔ سنت مغرب کے بعد چھ رکعت "صلوٰۃ الاوابین" اور دو رکعت تحیۃ المسجد دو رکعت تحیۃ الوضوء اگر مکروہ وقت نہ ہو، دو رکعت نماز اشراق، کم سے کم دو رکعت نماز چاشت اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت، کم سے کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعت نماز تہجد، صلوٰۃ التسبیح، نماز استخارہ، نماز حاجت وغیرہ ان سنتوں کو اگر پڑھے تو بہت زیادہ ثواب ہے اور اگر نہ پڑھے تو کوئی گناہ نہیں ہے ان سنتوں کو "سنن الزوائد" اور کبھی "سنت مستحبہ" کہتے ہیں۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل، ج ۱ ص ۱۱۲ / الدر المختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل مطلب فی السنن والنوافل، ج ۲ ص ۵۴۶، ۵۴۷)

مسئلہ:۔ قیام کی قدرت ہونے کے باوجود نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے لیکن جب قدرت ہو تو نفل کو بھی کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اور دو گنا ثواب ملتا ہے۔

(الدر المختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب مبحث المسائل الستۃ عشریۃ، ج ۲، ۵۸۴)

بَابٌ فِی الْخُطْبَۃِ

خطبہ کے بیان میں

947۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ یَقْعُدُ ثُمَّ یَقُوْمُ کَمَا تَفْعَلُوْنَ الْاٰنَ. رَوَاہُ الْجَمَاعَۃُ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے پھر بیٹھ جاتے پھر کھڑے ہو جاتے جیسا کہ اب تم کرتے ہو اس کو محدثین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم کی ایک

جماعت نے روایت کیا ہے۔

(بخاری کتاب الجمعة باب الخطبة قائماًج 1 ص 125' مسلم کتاب الجمعة ج 1 ص 283' ترمذی ابواب صلوة الجمعة باب ما جاء فی الجلوس بین الخطبتین ج 1 ص 113' ابو داؤد کتاب الصلوة باب الجلوس اذا صعد المنبر ج 1 ص 156' نسائی کتاب الجمعة باب الفصل بین الخطبتین ج 1 ص 209' ابن ماجة ابواب اقامة الصلوة باب ما جاء فی الخطبة یوم الجمعة ص 79' مسند احمد ج 2 ص 35)

948۔ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ يَقْعُدُ بَيْنَهُمَا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. (بخاری کتاب الجمعة باب القعدة بین الخطبتین یوم الجمعة ج 1 ص 127)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دو خطبے اس طرح دیتے کہ ان کے درمیان بیٹھتے تھے۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے روایت کیا ہے۔

مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

مکہ معظمہ کے علاوہ اور جگہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منبر پر خطبہ پڑھتے تھے اور مکہ مکرمہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدین نے دروازہ کعبہ پر خطبہ پڑھا ہے۔ وہاں منبر امیر معاویہ کی ایجاد ہے جسے صحابہ نے بغیر اعتراض منظور کیا اور جب سے اب تک وہاں بھی خطبہ منبر پر ہی ہو رہا ہے، وہاں منبر پر خطبہ سنتِ امیر معاویہ ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے منبر کی تین سیڑھیاں تھیں اور آپ تیسری پر کھڑے ہوتے تھے، یہی سنت ہے اب تو وہاں منبر کی بہت سیڑھیاں ہیں۔

یہی سنت ہے کہ امام پہلے منبر پر بیٹھے پھر اس کے سینہ کے مقابل خارج مسجد مؤذن اذان کہے، پھر امام کھڑا ہو کر دو خطبے دے جن کے درمیان بیٹھے مگر اس حال میں بھی دنیوی کلام نہ کرے خاموش رہے یا دل میں کوئی قرآنی آیت پڑھے۔ مرقات نے فرمایا کہ آج کل جو بادشاہوں کے نام لینے، انہیں عادل کہنے، ان کی تعریفیں کرنے کا خطبیوں میں رواج ہے یہ حرام ہے کیونکہ اب بادشاہ ظالم ہیں اور ظالم کو عادل کہنا کفر ہے اور ان کی تعریفیں کرنا جھوٹ اور خوشامد، حتیٰ کہ بعض امام فرماتے ہیں کہ اب خطیب سے دور بیٹھے تا کہ یہ جھوٹ اور فاسقوں کی تعریف نہ سنے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۴۹)

949۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَتَانِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيُذَكِّرُ النَّاسَ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ الا البخاری.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دو خطبے ہوتے ان کے درمیان بیٹھ کر قرآن مجید کی تلاوت فرماتے اور لوگوں کو نصیحت کرتے اس کو سوائے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم

کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

(مسلم کتاب الجمعۃ ج 1 ص 283' ترمذی ابواب صلوٰۃ الجمعۃ باب ماجاء فی الجلوس بین الخطبتین ج 1 ص 113' ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب الخطبۃ قائماً ج 1 ص 156' نسائی کتاب الجمعۃ باب السکوت فی القعدۃ بین الخطبتین ج 1 ص 209' ابن ماجۃ ابواب اقامۃ الصلوٰۃ باب ماجاء فی الخطبۃ یوم الجمعۃ ص 79' مسند احمد ج 5 ص 90)

مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ جمعہ کے لیئے خطبے دو پڑھے جائیں۔ دوسرے یہ کہ خطبہ میں قرآن کریم کی آیت بھی تلاوت کی جائے۔ تیسرے یہ کہ خطبے میں وعظ و نصیحت کے الفاظ بھی ہوں۔ چوتھے یہ کہ خطبہ نہ بہت دراز ہو نہ بہت مختصر۔ پانچویں یہ کہ دو خطبوں کے درمیان منبر پر بیٹھ کر فاصلہ کرے۔ خیال رہے کہ خلفاء اور صحابہ و اہل بیت رضی اللہ عنہم کا ذکر نہ سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے نہ سنت صحابہ، بلکہ بدعت حسنہ ہے جس کی وجہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں یہ ضروری کی جائے۔ جو لوگ ہر بدعت کو حرام کہتے ہیں وہ اس کو کیا کہیں گے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۳۹)

950- وَعَنْ سِمَاكٍ قَالَ اَنْبَأَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْطُبُ قَآئِمًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَخْطُبُ قَآئِمًا فَمَنْ نَبَّاكَ اَنَّهُ كَانَ يَخْطُبُ جَالِسًا فَقَدْ كَذَبَ وَاللهِ صَلَّيْتُ مَعَهُ اَكْثَرَ مِنْ اَلْفَيْ صَلٰوةٍ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(مسلم کتاب الجمعۃ ج 1 ص 283)

حضرت سماک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے پھر بیٹھ جاتے پھر کھڑے ہو کر حالت قیام میں ہی خطبہ ارشاد فرماتے پس جس نے تجھے یہ خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ اس نے جھوٹ کہا خدا کی قسم میں نے آپ کے ساتھ دو ہزار سے زائد نمازیں پڑھیں ہیں۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

ہر خطبہ کے لیئے کھڑا ہونا سنت ہے خواہ خطبہ جمعہ و عیدین ہو یا خطبہ وعظ یا خطبہ نکاح۔ جو شہر جہاد سے فتح ہوئے ہیں وہاں تلوار لے کر خطبہ پڑھے اور جو بخوشی مسلمان ہو گئے وہاں خالی ہاتھ پڑھے۔ (مرقات) دوسرے خطبہ کی آواز پہلے خطبہ سے کچھ کم ہو۔

یعنی نماز پنجگانہ اتنی پڑھیں نہ کہ نماز جمعہ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قریبًا پانچ سو جمعے پڑھے ہیں اس لیئے کہ جمعہ بعد ہجرت شروع ہوا جس کے بعد دس سال آپ کی زندگی شریف رہی، اس عرصہ میں جمعے اتنے ہی ہوتے

ہیں۔ (لمعات) (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۶۳)

951-وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ أُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَتْ صَلٰوتُهُ قَصْدًا وَّخُطْبَتُهُ قَصْدًا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَاٰخَرُوْنَ. (مسلم كتاب الجمعة فصل فى الخطبة والصلوٰة قصداً ج 1 ص 284)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز (جمعہ) پڑھتا تھا پس آپ کی نماز اور خطبہ مختصر ہوتے تھے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم نے روایت کیا ہے۔

952- وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ يُطِيْلُ الصَّلٰوةَ وَيَقْصُرُ الْخُطْبَةَ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

(نسائى كتاب الجمعة باب مايستحب من تقصير الخطبة ج 1 ص 209)

حضرت عبداللہ بن ابو اوفی رضی اللہ تعالٰی عنہ بیان فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نماز لمبی پڑھاتے اور خطبہ چھوٹا پڑھتے تھے۔ اس کو امام نسائی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے۔

953- وَعَنِ الْحَكَمِ بْنِ حَزْنِ الْكُلَفِيِّ قَالَ قَدِمْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابِعَ سَبْعَةٍ اَوْ تَاسِعَ تِسْعَةٍ فَلَبِثْنَا عِنْدَهٗ اَيَّامًا شَهِدْنَا فِيْهَا الْجُمُعَةَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ مُتَوَكِّئًا عَلٰى قَوْسٍ اَوْ قَالَ عَلٰى عَصًا. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

حضرت حکم بن حزن کلفی رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں، میں نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا درانحالیکہ میں سات میں سے ساتواں یا نو میں سے نواں تھا پس ہم آپ کے پاس کچھ دن ٹھہرے۔ ان دنوں میں جمعہ کے لئے بھی حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے کمان پر ٹیک لگا کر (خطبہ) کہا یا راوی نے کہا عصا مبارک پر ٹیک لگا کر (خطبہ) کہا۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اور ابو داؤد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(مسند احمد ج 4 ص 212' ابو داؤد كتاب الصلوٰة باب الرجل يخطب على قوس ج 1 ص 156)

954- وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ بَلَغَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبْدَأُ فَيَجْلِسُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَاِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ قَامَ فَخَطَبَ

حضرت ابن شہاب رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم تک یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم آغاز اس طرح فرماتے کہ منبر پر تشریف

الْخُطْبَةَ الْأُوْلٰى ثُمَّ جَلَسَ شَيْئًا يَسِيْرًا ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ الْخُطْبَةَ الثَّانِيَةَ حَتّٰى إِذَا قَضَاهَا اسْتَغْفَرَ اللهَ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰى قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَّكَانَ إِذَا قَامَ أَخَذَ عَصًا فَتَوَكَّأَ عَلَيْهَا وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ كَانَ أَبُوْبَكْرِ نِ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَعُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ فِيْ مَرَاسِيْلِهٖ وَهُوَ مُرْسَلٌ جَيِّدٌ۔

(مراسیل ابی داؤد ملحقة سنن ابی داؤد باب ماجاء فی الخطبة یوم الجمعة ص 7)

فرماہوتے پس جب مؤذن (اذان دے کر) خاموش ہوجاتا تو کھڑے ہوکر پہلا خطبہ دیتے پھر تھوڑی دیر بیٹھتے پھر کھڑے ہوکر دوسرا خطبہ دیتے حتیٰ کہ جب خطبہ پورا کرلیتے تو استغفر اللہ کہتے پھر (ممبر) سے اتر کر نماز پڑھاتے۔ ابن شہاب فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب (خطبہ کے لئے) کھڑے ہوتے تو عصیٰ مبارک پکڑ کر اس پر ٹیک لگاتے درانحالیکہ آپ ممبر پر کھڑے ہوتے پھر ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اسی طرح کرتے تھے اس کو ابو داؤد نے اپنی مراسیل میں روایت کیا اور یہ مرسل جید ہے۔

خطبہ

مسئلہ: خطبہ جمعہ میں شرط یہ ہے، کہ:

(۱) وقت میں ہو اور

(۲) نماز سے پہلے اور

(۳) ایسی جماعت کے سامنے ہو جو جمعہ کے لیے شرط ہے یعنی کم سے کم خطیب کے سوا تین مرد اور

(۴) اتنی آواز سے ہو کہ پاس والے سُن سکیں اگر کوئی امر مانع نہ ہو تو اگر زوال سے پیشتر خطبہ پڑھ لیا یا نماز کے بعد پڑھا یا تنہا پڑھا یا عورتوں بچوں کے سامنے پڑھا تو ان سب صورتوں میں جمعہ نہ ہوا اور اگر بہروں یا سونے والوں کے سامنے پڑھا یا حاضرین دور ہیں کہ سنتے نہیں یا مسافر یا بیماروں کے سامنے پڑھا جو عاقل بالغ مرد ہیں تو ہو جائے گا۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، مطلب فی نیۃ آخر ظہر بعد صلاۃ الجمعۃ، ج ۳، ص ۲۱)

مسئلہ: خطبہ ذکرِ الٰہی کا نام ہے اگرچہ صرف ایک بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہ یا سُبْحٰنَ اللہ یا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہا اسی قدر سے فرض ادا ہو گیا مگر اتنے ہی پر اکتفا کرنا مکروہ ہے۔ (الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج ۳، ص ۲۲، وغیرہ)

مسئلہ: چھینک آئی اور اس پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا یا تعجب کے طور پر سُبْحٰنَ اللہ یا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہا تو فرض ادا نہ ہوا۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ، ج ۱، ص ۱۴۶)

مسئلہ: خطبہ و نماز میں اگر زیادہ فاصلہ ہو جائے تو وہ خطبہ کافی نہیں۔ (الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج ۳، ص ۲۷)

مسئلہ ۲۴: سنت یہ ہے کہ دو خطبے پڑھے جائیں اور بڑے بڑے نہ ہوں اگر دونوں مل کر طوال مفصل سے بڑھ جائیں تو مکروہ ہے خصوصا جاڑوں (سردیوں) میں۔(الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج ۳، ص ۲۳)

مسئلہ: خطبہ میں یہ چیزیں سنت ہیں:

(۱) خطیب کا پاک ہونا۔(۲) کھڑا ہونا۔(۳) خطبہ سے پہلے خطیب کا بیٹھنا۔(۴) خطیب کا منبر پر ہونا۔اور (۵) سامعین کی طرف مونھ۔اور (۶) قبلہ کو پیٹھ کرنا اور بہتر یہ ہے کہ منبر محراب کی بائیں جانب ہو۔(۷) حاضرین کا متوجہ بامام ہونا۔(۸) خطبہ سے پہلے اَعُوْذُ بِاللہِ آہستہ پڑھنا۔(۹) اتنی بلند آواز سے خطبہ پڑھنا کہ لوگ سنیں۔(۱۰) الحمد سے شروع کرنا۔(۱۱) اللہ عزوجل کی ثنا کرنا۔(۱۲) اللہ عزوجل کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دینا۔(۱۳) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر درود بھیجنا۔(۱۴) کم سے کم ایک آیت کی تلاوت کرنا۔(۱۵) پہلے خطبہ میں وعظ و نصیحت ہونا۔(۱۶) دوسرے میں حمد وثنا وشہادت ودرود کا اعادہ کرنا۔(۱۷) دوسرے میں مسلمانوں کے لیے دُعا کرنا۔(۱۸) دونوں خطبے ہلکے ہونا۔(۱۹) دونوں کے درمیان بقدر تین آیت پڑھنے کے بیٹھنا۔مستحب یہ ہے کہ دوسرے خطبہ میں آواز بہ نسبت پہلے کے پست ہو اور خلفائے راشدین وعمین مکرمین حضرت حمزہ وحضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر ہو بہتر یہ ہے کہ دوسرا خطبہ اس سے شروع کریں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ.

(۲۰) مرد اگر امام کے سامنے ہو تو امام کی طرف مونھ کرے اور دہنے بائیں ہو تو امام کی طرف مڑ جائے۔اور (۲۱) امام سے قریب ہونا افضل ہے مگر یہ جائز نہیں کہ امام سے قریب ہونے کے لیے لوگوں کی گردنیں پھلانگے، البتہ اگر امام ابھی خطبہ کو نہیں گیا ہے اور آگے جگہ باقی ہے تو آگے جا سکتا ہے اور خطبہ شروع ہونے کے بعد مسجد میں آیا تو مسجد کے کنارے ہی بیٹھ جائے۔

(۲۲) خطبہ سننے کی حالت میں دو زانو بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں۔(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ، ج ۱، ص ۱۴۶، ۱۴۷)(الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج ۳، ص ۲۳۔۲۶)

مسئلہ ۲۶: بادشاہ اسلام کی ایسی تعریف جو اس میں نہ ہو حرام ہے، مثلاً مالک رقاب الامم کہ یہ محض جھوٹ اور حرام ہے۔(الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج ۳، ص ۲۴)

مسئلہ ۲۷: خطبہ میں آیت نہ پڑھنا یا دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ نہ کرنا یا اثنائے خطبہ میں کلام کرنا مکروہ ہے، البتہ اگر خطیب نے نیک بات کا حکم کیا یا بُری بات سے منع کیا تو اسے اس کی ممانعت نہیں۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ، ج ۱، ص ۱۴۶)

مسئلہ ۲۸: غیر عربی میں خطبہ پڑھنا یا عربی کے ساتھ دوسری زبان خطبہ میں خلط کرنا خلاف سنت متوارثہ ہے۔ یونہی خطبہ میں اشعار پڑھنا بھی نہ چاہیے اگرچہ عربی ہی کے ہوں، ہاں دوایک شعر پند ونصائح کے اگر کبھی پڑھ لے تو حرج نہیں۔

بَابُ کَرَاهَةِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الْمِنْبَرِ

ممبر پر ہاتھوں کا اٹھانا ناپسندیدہ ہے

955۔ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ قَالَ رَاٰى بِشْرَ بْنَ مَرْوَانَ عَلَى الْمِنْبَرِ رَافِعًا يَّدَيْهِ فَقَالَ قَبَّحَ اللّٰهُ هَاتَيْنِ الْيَدَيْنِ لَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَزِيْدُ عَلٰى اَنْ يَّقُوْلَ بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَاَشَارَ بِاِصْبَعِهِ الْمُسَبِّحَةِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَاٰخَرُوْنَ۔

حضرت حصین عمارہ بن رویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بشر بن مروان کو ممبر پر ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھا تو فرمایا اللہ تعالیٰ ان دونوں ہاتھوں کو برباد کرے میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دوران خطبہ صرف شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے دیکھا۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے روایت کیا۔

(مسلم کتاب الجمعۃ فصل فی الاشارۃ فی الخطبۃ بالمسبحۃ ج 1 ص 287)

بَابُ التَّنَفُّلِ حِيْنَ يَخْطُبُ الْاِمَامُ

امام کے خطبہ دیتے وقت نفل پڑھنے کا بیان

956۔ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ اَصَلَّيْتَ قَالَ لَا قَالَ قُمْ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں ایک شخص جمعہ کے دن (مسجد میں) داخل ہوا درانحالیکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو آپ نے پوچھا کیا تو نے نماز (سنت) پڑھ لی ہے تو اس نے عرض کیا نہیں تو آپ نے فرمایا تو دو رکعتیں پڑھ لو اس کو محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

(بخاری کتاب الجمعۃ باب اذا رأی الامام رجلاً جاء وهو يخطب۔ الخ ج 1 ص 127، مسلم کتاب الجمعۃ فصل من دخل المسجد والامام يخطب۔ الخ ج 1 ص 287، ترمذی ابواب صلوٰۃ الجمعۃ باب فی الرکعتین اذا جاء الرجل والامام یخطب ج 1 ص 114، ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب اذا دخل الرجل والامام یخطب ج 1 ص 159، نسائی کتاب الجمعۃ باب مخاطبۃ الامام رعیۃ وهو على المنبر ج 1 ص 208، ابن ماجۃ ابواب اقامۃ الصلوٰۃ باب ماجاء فیمن دخل المسجد والامام یخطب ص 79، مسند احمد ج 3 ص 308)

957- وَعَنْهُ قَالَ جَاءَ سُلَيْكٌ الْغَطَفَانِيُّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَجَلَسَ فَقَالَ لَهُ يَا سُلَيْكُ قُمْ فَارْكَعْ رَكْعَتَيْنِ وَتَجَوَّزْ فِيْهِمَا ثُمَّ قَالَ إِذَا جَاءَ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ وَلْيَتَجَوَّزْ فِيْهِمَا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَاٰخَرُوْنَ۔ (مسلم كتاب الجمعة فصل من دخل المسجد والامام يخطب ج 1 ص 287)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں سلیک غطفانی جمعہ کے دن آیا درانحالیکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرمارہے تھے تو وہ بیٹھ گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے سلیک اٹھو اور دو رکعتیں پڑھ اور ان میں اختصار کرنا پھر فرمایا جب تم سے کوئی شخص جمعہ کے دن کے اس حال میں آئے کہ امام خطبہ کہہ رہا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ دو رکعتیں پڑھے اور ان میں اختصار کرے اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے روایت کیا۔

958- وَعَنْ سُلَيْكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَاءَ اَحَدُكُمْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالطَّبَرَانِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔ (مسند احمد ج 3 ص 317، المعجم الكبير للطبراني ج 7 ص 161 رقم الحديث: 6697)

حضرت سلیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص اس حال میں آئے کہ امام خطبہ کہہ رہا ہو تو اسے چاہئے کہ دو ہلکی رکعتیں پڑھ لے۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جو صاحب ترتیب نہیں اسے قضا نماز بھی خطبہ کے وقت ادا کرنی جائز نہیں کہ بعد کو بھی پڑھ سکتا ہے اور صاحب ترتیب کو وقتی نماز سے پہلے قضا کا ادا کرنا ضرور، ورنہ وقتی بھی نہ ہوگی، ایسے شخص نے اگر ابھی قضائے فجر ادا نہ کی اور خطبہ شروع ہوگیا تو اسے قضا پڑھنے سے ممانعت نہیں بلکہ ضرور ولازم ہے ورنہ جمعہ بھی نہ ہوگا، ہاں بلا عذر شرعی اتنی دیر لگائی کہ خاص خطبہ کے وقت پڑھنی پڑے اسے بھی جائز نہیں۔

لتادیه الی ترك الاستماع وهو فی نفسه محظور وكل ما ادی الی محظور محظور۔ کیونکہ اس میں خطبہ کا عدم سماع لازم آرہا ہے جو فی نفسہ ممنوع ہے اور ہر وہ شیئ جو ممنوع تک پہنچائے ممنوع ہوتی ہے۔

درمختار میں ہے: اذا خرج الامام فلا صلوٰة ولا كلام الی تمامها خلا قضا فائتة لم يسقط الترتيب بينها وبين الوقتية فانها لا تكره۔ (درمختار باب الجمعہ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۱۳)

جب امام جمعہ آجائے تو تمام جمعہ تک نہ نماز ہے نہ کلام، البتہ فوت شدہ نماز کی قضا مکروہ نہیں کیونکہ فوت شدہ اور وقتی

نماز کے درمیان ترتیب ساقط نہیں ہوئی تھی۔

سراج وغیرہ میں ہے: لضرورة صحة الجمعة والا لا۔ (سراج الوہاج)

(جمعہ کی صحت کے پیش نظر ہے ورنہ نہیں۔)

ردالمحتار میں ہے: قوله فانها لاتكره (بل يجب فعلها قوله والا لا) اى وان سقط الترتيب تكره۔ انتهى واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ردالمحتار باب الجمعہ مطبوعہ مصطفے البابی مصر ۱/ ۶۰۲)

ماتن کا قول "کیونکہ اس میں کراہت نہیں" بلکہ اس کا کرنا واجب ہے (ورنہ نہیں) یعنی اگر ترتیب ساقط ہو چکی ہو تو کراہت لازم آئے گی انتہی۔ واللہ تعالیٰ اعلم ت۔ (الفتاوی الرضویہ، ج ۸ ص ۱۴۱۔۱۴۲)

بَابٌ فِي الْمَنْعِ مِنَ الْكَلَامِ وَالصَّلٰوةِ عِنْدَ الْخُطْبَةِ

خطبہ کے وقت نماز اور گفتگو سے ممانعت کا بیان

959۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَنْصِتْ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تو نے جمعہ کے دن اپنے ساتھی سے کہا خاموش رہو درانحالیکہ امام خطبہ دے رہا ہو تو تو نے لغو بات کہی اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے روایت کیا۔

(بخاری کتاب الجمعة باب الانصات یوم الجمعة ج 1 ص 127، مسلم کتاب الجمعة فصل فی عدم ثواب من تکلم والامام یخطب۔الخ ج 1 ص 281)

960۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ الْمَسْجِدَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَجَلَسَ اِلٰى جَنْبِ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَسَاَلَهُ عَنْ شَيْءٍ اَوْ كَلَّمَهُ بِشَيْءٍ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ اُبَيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَظَنَّ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهَا مُوْجِدَةٌ فَلَمَّا انْفَتَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ صَلٰوتِهٖ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَا اُبَيُّ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَرُدَّ عَلَيَّ قَالَ اِنَّكَ لَمْ تَحْضُرْ مَعَنَا الْجُمُعَةَ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں داخل ہوئے درانحالیکہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرمارہے تھے تو وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے اور ان سے کچھ پوچھا یا کوئی بات کی تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو جواب نہ دیا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمجھے کہ وہ ناراض ہیں پس جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے

قَالَ وَلِمَ قَالَ تَكَلَّمْتَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَامَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ أُبَيٌّ أَطِعْ أُبَيًّا۔ رَوَاهُ أَبُوْ يَعْلَى وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔ (مسند ابی یعلی ج 3 ص 335 رقم الحدیث:1799' مجمع الزوائد ج2 ص185)

تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے ابی تجھے میری بات کا جواب دینے سے کس چیز نے روکا تو انہوں نے کہا آپ ہمارے ساتھ جمعہ میں حاضر ہی نہیں ہوئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیوں کہ آپ نے گفتگو کی حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے پس حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھ کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کا آپ کی خدمت میں ذکر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابی ابن کعب نے سچ کہا تو ابی کی اطاعت کر۔ اس کو ابو یعلی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

961- وَعَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ أَبِيْ مَالِكٍ الْقُرَظِيِّ قَالَ إِنَّ جُلُوْسَ الْإِمَامِ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ وَكَلَامُهُ يَقْطَعُ الْكَلَامَ وَقَالَ إِنَّهُمْ كَانُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ حِيْنَ يَجْلِسُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلَى الْمِنْبَرِ حَتّٰى يَسْكُتَ الْمُؤَذِّنُ فَإِذَا قَامَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنْبَرِ لَمْ يَتَكَلَّمْ أَحَدٌ حَتّٰى يَقْضِيَ خُطْبَتَيْهِ كِلْتَيْهِمَا ثُمَّ إِذَا نَزَلَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ الْمِنْبَرِ وَقَضٰى خُطْبَتَيْهِ تَكَلَّمُوْا۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔

حضرت ثعلبہ بن ابو مالک قرظی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ امام کا ممبر پر بیٹھنا نماز کو ختم کر دیتا ہے اور اس کا خطبہ دینا گفتگو کو ختم کر دیتا ہے اور آپ نے کہا کہ بے شک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ممبر پر بیٹھنے کے وقت باتیں کرتے تھے حتیٰ کہ موذن اذان سے خاموش ہو جاتا پس جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ممبر سے اترتے اور اپنا خطبہ پورا فرما لیتے تو لوگ باتیں کرتے۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(طحاوی کتاب الصلوۃ باب الانصات عند الخطبۃ ج 1 ص 254)

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوی رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اذا خرج الامام من الحجرۃ ان کان والا فقیامہ للصعود فلا صلوۃ ولا کلام الی تمامہا وقالا لاباس بالکلام قبل الخطبۃ وبعدھا واذاجلس عند الثانی والخلاف فی کلام یتعلق

بالآخرة اما غيره فيكره اجماعا وعلى هذا فالترقية المتعارفة فى زماننا تكره عنده والعجب ان المرقى ينهى عن الامر بالمعروف بمقتضى حديثه ثم يقول انصتوا رحمكم الله اھ ملخصا

(درمختار باب الجمعة مطبوعہ مجتبائی دہلی بھارت ۱ / ۱۱۳)

جب امام حجرہ سے نکلے اگر حجرہ ہو، ورنہ جب وہ منبر پر چڑھنے کے لئے کھڑا ہو تو تمام خطبہ تک نہ نماز ہے اور نہ ہی کلام، صاحبین کہتے ہیں کہ خطبہ سے پہلے اور اس کے بعد گفتگو میں حرج نہیں، اور امام ابو یوسف کے نزدیک جب امام بیٹھے اس وقت بھی کلام میں کوئی حرج نہیں، اور اختلاف اس گفتگو میں ہے جو آخرت سے متعلق ہو لیکن اس کے علاوہ گفتگو تو بالاتفاق مکروہ ہے، اس بناء پر ہمارے زمانہ میں متعارف ترقیہ (ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی الخ) (خطیب کے منبر پر بیٹھتے وقت پڑھنا) امام اعظم کے نزدیک مکروہ ہے اور تعجب ہے کہ ترقیہ پڑھنے والا امر بامعروف سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی حدیث کی وجہ سے روکتا ہے اور پھر خود کہتا ہے خاموش رہو، اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے اھ ملخصا،

(الفتاوی الرضویہ، ج ۸، ص ۳۰۱)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوی رضویہ جلد ۷ تا ۸، مراۃ المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ۲ حصہ چہارم، فیضان جمعہ اور جنتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔

بَابُ مَا يُقْرَأُ بِهِ فِي صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ

جمعہ کی نماز میں کون سی سورت پڑھی جائے

962- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الم تَنْزِيْلُ السَّجْدَةِ وَهَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ وَاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ سُوْرَةَ الْجُمُعَةِ وَالْمُنَافِقِيْنَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فجر کی نماز میں جمعہ کے دن الم تَنْزِيْلُ السَّجْدَةِ اور هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ پڑھتے اور جمعہ کی نماز میں سورۃ جمعہ اور سورۃ منافقون پڑھتے اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

(مسلم کتاب الجمعۃ فصل فی قرأۃ الم تنزیل۔ الخ ج 1 ص 288)

963- وَعَنِ ابْنِ اَبِيْ رَافِعٍ قَالَ اسْتَخْلَفَ مَرْوَانُ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى الْمَدِيْنَةِ وَخَرَجَ اِلٰى مَكَّةَ فَصَلّٰى لَنَا اَبُوْهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الْجُمُعَةَ فَقَرَاَ بَعْدَ سُوْرَةِ الْجُمُعَةِ فِي الرَّكْعَةِ

حضرت ابن ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مروان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ پر امیر مقرر کیا اور خود مکہ مکرمہ گیا پس حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں جمعہ کے دن

الْآخِرَةِ إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ قَالَ فَأَدْرَكْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ حِيْنَ انْصَرَفَ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّكَ قَرَأْتَ بِسُوْرَتَيْنِ كَانَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقْرَأُ بِهِمَا بِالْكُوْفَةِ فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهِمَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم كتاب الجمعة فصل فى قراءة سورة الجمعة والمنافقين ج 1 ص 287)

نماز پڑھائی تو دوسری رکعت میں سورۃ جمعہ کے بعد سورۃ منافقون پڑھی تو آپ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نماز سے فارغ ہو کر جانے لگے تو میں نے ان کو پالیا اور کہا کہ بے شک آپ نے ایسی دو سورتیں پڑھی ہیں جو حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کے دن کوفہ میں پڑھا کرتے تھے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جمعہ کے دن یہ دو سورتیں پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے۔

مُفسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

آپ مدنی ہیں، مشہور تابعین میں سے ہیں، حضرت علی مرتضیٰ کے کاتب تھے، آپ کے والد ابو رافع حضور کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

یعنی جب مروان مدینہ منورہ کا حاکم تھا تو ایک دفعہ اپنے زمانۂ حکومت میں خروج کرنے گیا اور اپنی جگہ حضرت ابو ہریرہ کو حاکم مدینہ بنایا گیا تب یہ واقعہ پیش آیا۔

یعنی مروان اپنی موجودگی میں خود جمعہ پنجگانہ پڑھایا کرتا تھا کیونکہ امامت کا حق سلطانِ اسلام یا اس کے نائب کو ہے، جب حضرت ابو ہریرہ حاکم اسلام مقرر ہوئے تب آپ نے جمعہ پڑھایا۔

آپ جمعہ میں کبھی کبھی یہ سورتیں بھی پڑھتے تھے یہاں ہمیشگی کا ذکر نہیں لہٰذا یہ حدیث دیگر احادیث کے خلاف نہیں۔

964۔ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْعِيْدَيْنِ وَفِي الْجُمُعَةِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ قَالَ وَإِذَا اجْتَمَعَ الْعِيْدُ وَالْجُمُعَةُ فِيْ يَوْمٍ وَاحِدٍ يَقْرَأُ بِهِمَا أَيْضًا فِي الصَّلَاتَيْنِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم كتاب الجمعة فصل فى قراءة الم تنزيل۔ الخ ج 1 ص 288)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عیدین اور جمعہ کی نماز میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی اور ھَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَۃِ پڑھتے تھے اور جب ایک ہی دن میں جمعہ اور عید جمع ہو جاتے تو پھر بھی دونوں نمازوں میں انہی دو سورتوں کو پڑھتے تھے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

مفسرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

عید میں بھی اور جمعہ میں بھی۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ ایک عید اور جمعہ جمع ہو جائیں تو نمازِ عید کی وجہ سے نمازِ جمعہ معاف نہ ہو جائے گی یہ بدستور فرض رہے گی۔ حضرت عثمان غنی نے جو اپنے دورِ خلافت میں نمازِ عید کے بعد فرمایا تھا کہ جمعہ کی نماز کے لیے جو چاہے ٹھہرے جو چاہے چلا جائے یہ ان گاؤں والوں سے خطاب تھا جن پر نہ نمازِ عید واجب تھی اور نہ نمازِ جمعہ فرض، برکت کے لیے عید و جمعہ پڑھنے شہر آجاتے تھے لہٰذا ان کا فرمان اس حدیث کے خلاف نہیں۔ دوسرے یہ کہ عید و جمعہ کا اجتماع منحوس نہیں جیسا کہ آج کل جہلاء نے سمجھ رکھا ہے بلکہ اس میں دو برکتوں کا اجتماع ہے اور حضور کے زمانہ میں ایسا ہوا ہے۔ تیسرے یہ کہ ایک سورت دو نمازوں میں پڑھنا جائز ہے۔ خیال رہے کہ یہاں بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اکثری عمل مراد ہے دائمی نہیں ورنہ آپ سے نمازِ جمعہ و عیدین میں اور سورتیں پڑھنا بھی ثابت ہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۶۸)

965- وَعَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كَتَبَ الضَّحَّاكُ بْنُ قَيْسٍ اِلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ يَسْأَلُهُ اَيُّ شَيْءٍ قَرَاَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سِوٰى سُوْرَةِ الْجُمُعَةِ فَقَالَ كَانَ يَقْرَاُ هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم کتاب الجمعة فصل فی قرأة الم تنزیل۔ الخ ج1 ص288)

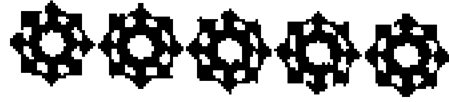
حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں ضحاک بن قیس نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف خط لکھا تاکہ یہ پوچھیں کہ جمعہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سورۃ جمعہ کے علاوہ کون سی سورت پڑھتے تو حضرت نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سورۃ هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ پڑھتے تھے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

966- وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَاُ فِي الْجُمُعَةِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَهَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَ اَبُوْدَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کی نماز میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ پڑھتے تھے۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مسند احمد ج5 ص13' نسائی کتاب الجمعة باب القرائة فی صلوٰة الجمعة بسبح اسم ربک الاعلیٰ۔ الخ ج1 ص210'
ابوداؤد کتاب الصلوٰة باب مایقرأفی الجمعة ج1 ص160)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوی رضویہ جلد ۵ تا ۸، مراۃ المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ۲ حصہ چہارم، فیضان جمعہ اور جنتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔



بسم الله الرحمٰن الرحيم

اَبْوَابُ صَلٰوةِ الْعِيْدَيْنِ
عیدین کی نماز کا بیان

بَابُ التَّجَمُّلِ يَوْمَ الْعِيْدِ
عید کے دن زینت حاصل کرنے کا بیان

967۔ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْبَسُ بُرْدَةَ الْاَحْمَرِ فِي الْعِيْدَيْنِ وَالْجُمُعَةِ۔ رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم سرخ رنگ کی دھاری دھار چادر عیدین اور جمعہ کے موقع پر پہنتے تھے۔ اس کو ابن خزیمہ نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا۔

(وایضاً اخرجه البيهقي في سنن الكبرٰى كتاب صلوٰة العيدين باب الزينة للعيدين ج3 ص280)

968- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ يَوْمَ الْعِيْدِ بُرْدَةً حَمْرَآءَ۔ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ عیدین کے موقع پر رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم سرخ رنگ کی دھاری دھار چادر پہنتے تھے۔ اس کو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(المعجم الاوسط ج 8 ص 295 رقم الحديث: 7605' مجمع الزوائد ابواب العيدين باب اللباس يوم العيد ج 2 ص198)

چادر

یمن کی تیار شدہ سوتی دھاری دار چادریں جو عرب میں "حَبِرہ" یا برد یمانی کہلاتی تھیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہت زیادہ پسند تھیں اور آپ ان چادروں کو بکثرت استعمال فرماتے تھے۔ کبھی کبھی سبز رنگ کی چادر بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے استعمال فرمائی ہے۔

969- عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْدُوْ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَأْكُلَ تَمَرَاتٍ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ وياكلهن وترًا۔ (بخاری كتاب العيدين باب الاكل يوم الفطر قبل الخروج ج 1 ص 130)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عید الفطر کے دن رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم تشریف نہ لے جاتے حتیٰ کہ آپ کھجوریں تناول فرماتے اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ آپ طاق عدد کھجوریں تناول فرماتے تھے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ الْاَكْلِ قَبْلَ الْخُرُوْجِ يَوْمَ الْفِطْرِ وَبَعْدَ الصَّلٰوةِ يَوْمَ الْاَضْحٰى

عیدالفطر کے دن عیدگاہ جانے سے پہلے اور عیدالاضحیٰ کے دن نماز کے بعد (کچھ کھانے کے) کے استحباب کا بیان

970- وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَطْعَمَ وَكَانَ لَا يَأْكُلُ يَوْمَ النَّحْرِ شَيْئًا حَتّٰى يَرْجِعَ فَيَأْكُلُ مِنْ اُضْحِيَتِهٖ۔ رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم عیدالفطر کے دن گھر سے تشریف نہ لے جاتے حتیٰ کہ کچھ تناول فرماتے اور قربانی کے دن کچھ نہ کھاتے حتیٰ کہ واپس لوٹ کر اپنی قربانی کا گوشت تناول فرماتے۔ اس کو دارقطنی اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(دار قطنی کتاب العیدین ج 2 ص 45' مستدرک حاکم کتاب العیدین ج 1 ص 294' ترمذی ابواب العیدین باب الاکل یوم الفطر قبل الخروج ج 1 ص 120)

مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

معلوم ہوا کہ عید کے دن کھا کر جانا اور بقرعید کے دن آ کر کھانا سنت ہے۔ بہتر یہ ہے کہ پہلے قربانی ہی کا گوشت کھائے۔ مرقات اور فتح القدیر میں ہے بہتر یہ ہے کہ عید کے دن کوئی میٹھی چیز کھا کر جائے، لہٰذا سویاں، شیر خرمہ وغیرہ کھا لینے سے بھی یہ سنت ادا ہو جائے گی۔ بعض علماء فرماتے ہیں بہتر یہ ہے کہ بقرعید کے دن عورتیں، بچے بھی نماز سے پہلے کچھ نہ کھائیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۶۶)

971- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ مِنَ السُّنَّةِ اَنْ لَّا تَخْرُجَ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى تُخْرِجَ الصَّدَقَةَ وَتَطْعَمَ شَيْئًا قَبْلَ اَنْ تَخْرُجَ۔ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَالدَّارُ قُطْنِيُّ وَالْبَزَّارُ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ وَاِسْنَادُ الطَّبْرَانِيِّ حَسَنٌ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ مسنون یہ ہے کہ عیدالفطر کے دن تو صدقہ فطر نکالے بغیر عیدگاہ کی طرف نہ جا اور یہ کہ تو عیدگاہ جانے سے پہلے کچھ کھا لے اس کو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا اور دارقطنی اور بزار نے اور ہیثمی نے کہا کہ طبرانی کی سند حسن ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی ج 11 ص 142 رقم الحدیث: 11296' دار قطنی کتاب العیدین ج 2 ص 45، کشف الاستار عن زوائد البزار ابواب صلوٰۃ العیدین باب الاکل یوم الفطر قبل الصلوٰۃ ج 1 ص 312 رقم الحدیث: 651' مجمع الزوائد

ابواب العیدین باب الاکل یوم الفطر قبل الخروج ج 2 ص 199)

972- وَعَنْ عَطَآءٍ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا یَقُوْلُ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَّا یَغْدُوَ اَحَدُکُمْ یَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰی یَطْعَمَ فَلْیَفْعَلْ قَالَ فَلَمْ اَدَعْ اَنْ اٰکُلَ قَبْلَ اَنْ اَغْدُ وَمُنْذُ سَمِعْتُ ذٰلِكَ مِنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَاٰکُلُ مِنْ طَرْفِ الصَّرِیْفَةِ الْاُکْلَةَ وَاَشْرَبُ اللَّبَنَ وَالْمَآءَ فَقُلْتُ عَلٰی مَا تَاَوَّلَ هٰذَا قَالَ سَمِعَهٗ اَظُنُّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ کَانُوْا لَا یَخْرُجُوْنَ حَتّٰی یَمْتَدَّ الضُّحٰی فَیَقُوْلُوْنَ نَطْعَمُ لِئَلَّا نَعْجَلَ عَنْ صَلٰوتِنَا۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَقَالَ الْهَیْثَمِیُّ رِجَالُهٗ رِجَالُ الصَّحِیْحِ۔

(مسند احمد ج 1 ص 313' مجمع الزوائد کتاب العیدین باب الاکل یوم الفطر قبل الخروج ج 1 ص 198)

حضرت عطاء رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں ان عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ کوفرماتے ہوئے سنا کہ اگر تم سے ہو سکے کہ تم میں سے کوئی عیدالفطر کے دن نہ نکلے حتیٰ کہ کچھ کھالے تو وہ ایسا کرے تو حضرت عطاء رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں جب سے میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے یہ سنا ہے تو میں نے عیدگاہ جانے سے پہلے کچھ کھانا نہ چھوڑا پس میں چپاتی کے ایک کنارہ سے کھالیتا اور دودھ اور پانی پی لیتا میں نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے یہ کہاں سے لیا ہے تو انہوں نے کہا میرے خیال میں انہوں نے نبی اکرم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلّم سے سنا ہے۔ حضرت عطاء رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں لوگ (عیدگاہ کی طرف) نہیں نکلتے حتیٰ کہ دن خوب روشن ہو جاتا چڑھ جاتا وہ کہتے تھے کہ ہم اس لئے (عیدگاہ جانے سے پہلے) کھاتے ہیں تاکہ ہم اپنی نماز میں جلدی نہ کریں۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا اور ہیثمی نے کہا کہ اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

عِید کے اِکیس مستحبات

(۱) حَجامت بنوانا، (مگر زُلفیں بنوایے نہ کہ انگریزی بال) (۲) ناخن ترشوانا (۳) غُسل کرنا (۴) مسواک کرنا (یہ اُس کے عِلاوہ ہے جو وُضُو میں کی جاتی ہے) (۵) اچھے کپڑے پہننا، نئے ہوں تو نئے ورنہ دُھلے ہوئے (۶) خُوشبو لگانا (۷) انگوٹھی پہننا، (اسلامی بھائی جب کبھی انگوٹھی پہنیں تو اِس بات کا خاص خیال رکھیں کہ صِرف ساڑھے چار ماشہ سے کم وَزن چاندی کی ایک ہی انگوٹھی پہنیں۔ ایک سے زیادہ نہ پہنیں اور اُس ایک انگوٹھی میں بھی نگینہ ایک ہی ہو ایک سے زیادہ نگینے نہ ہوں اور بِغیر نگینے کی بھی نہ پہنیں۔ نگینے کے وَزن کی کوئی قید نہیں۔ چاندی یا کسی اور دھات کا چھلّہ یا چاندی کے بیان کردہ وَزن وغیرہ کے عِلاوہ کسی بھی دھات کی انگوٹھی یا چھلّہ مرد نہیں پہن سکتا) (۸) نمازِ فجر مسجدِ محلّہ میں پڑھنا (۹)

عِیْدُ الفِطر کی نماز کو جانے سے پہلے چند کھجوریں کھالینا۔ تین، پانچ، سات یا کم وبیش مگر طاق ہوں۔ کھجوریں نہ ہوں تو کوئی میٹھی چیز کھالیجئے۔ اگر نماز سے پہلے کچھ بھی نہ کھایا تو گناہ نہ ہوا۔ مگر عِشاء تک نہ کھایا تو عِتاب (ملامت) کیا جائے گا (۱۰) نمازِ عید، عید گاہ میں ادا کرنا (۱۱) عید گاہ پیدل جانا (۱۲) سُواری پر بھی جانے میں حَرَج نہیں مگر جس کو پیدل جانے پر قُدرت ہو اُس کیلئے پیدل جانا اَفضل ہے اور واپسی پر سُواری پر آنے میں حَرَج نہیں (۱۳) نمازِ عید کیلئے ایک راستے سے جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا (۱۴) عید کی نماز سے پہلے صَدَقۂ فِطر ادا کرنا۔ (اَفضل تو یہی ہے مگر عید کی نماز سے قبل نہ دے سکے تو بعد میں دیدیں) (۱۵) خُوشی ظاہر کرنا (۱۶) کثرت سے صَدَقہ دینا (۱۷) عیدگاہ کو اطمینان ووقار اور نیچی نِگاہ کیے جانا (۱۸) آپس میں مُبارک باد دینا (۱۹) بعدِ نمازِ عید مُصافَحہ (یعنی ہاتھ مِلانا) اور مُعانَقہ (یعنی گلے ملنا) جیسا کہ عُموماً مسلمانوں میں رائج ہے بہتر ہے کہ اِس میں اظہارِ مَسَرَّت ہے (بہارِ شریعت حصہ ۴ ص ۱۷۱) مگر اَمْرَدِ خوبصورت سے گلے ملنا محلِّ فِتنہ ہے (۲۰) عِیدُ الاَضحٰی (یعنی بَقَر عید) تمام اَحکام میں عِیدُ الفِطر (یعنی میٹھی عید) کی طرح ہے۔ صِرف بَعض باتوں میں فَرق ہے۔ مَثَلاً اِس میں (یعنی بَقَر عید میں) مُستَحَب یہ ہے کہ نماز سے پہلے کچھ نہ کھائے چاہے قُربانی کرے یا نہ کرے اور اگر کھالیا تو کَراہت بھی نہیں (۲۱) عِیدُ الفِطر (یعنی میٹھی عید) کی نماز کیلئے جاتے ہوئے راستے میں آہستہ سے تکبیر کہئے اور نمازِ عیدُ الاَضحٰی کیلئے جاتے ہوئے راستے میں بُلند آواز سے تکبیر کہیے۔ تکبیر یہ ہے:۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

بَابُ الْخُرُوْجِ اِلَى الْجَبَّانَةِ لِصَلٰوةِ الْعِيْدِ

عید کی نماز کے لئے صحرا (ہموار زمین) کی طرف نکلنا

973۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى اِلَى الْمُصَلّٰى۔ الْحَدِيْثُ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ کی طرف تشریف لے جاتے۔ اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے روایت کیا ہے۔

(بخاری کتاب العیدین باب الخروج الی المصلی ج 1 ص 131، مسلم کتاب صلوۃ العیدین ج 1 ص 290)

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مرقاۃ شرح مشکوۃ میں علامہ ابن ملک سے ہے:

الافضل اداؤھا فی الصحراء فی سائر البلدان وفی مکۃ خلاف۔

(مرقاۃ شرح المشکوۃ باب صلوۃ العیدین مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۲۹۸/۳)

تمام شہروں میں میدان میں عید ادا کرنا افضل ہے لیکن مکہ میں اختلاف ہے۔

متنِ تنویر و فتح القدیر و درر و ہندیہ و مضمرات و بزازیہ و غنیۃ و خانیہ و خلاصہ و خزانۃ المفتین و فتاوٰی ظہیریہ وغیرہا میں ہے:

الخروج الیہا سنّۃ۔ (تنویر الابصار مع الدرالمختار باب العیدین مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۱۴)

(عیدگاہ کی طرف نکلنا سنّت ہے۔)

بحر میں ہے: التوجہ الی المصلی مندوب کما افادہ فی التجنیس وان کانت صلوۃ العید واجبۃ حتی لو صلی العید فی الجامع ولم یتوجہ الی المصلی فقد ترک السنۃ۔

(بحرالرائق باب العیدین مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۱۵۹)

عیدگاہ کی طرف جانا مندوب ہے جیسا کہ تجنیس میں ہے اگرچہ نماز عید واجب ہے حتی کہ اگر کسی نے جامع مسجد میں عید پڑھی اور عیدگاہ کی طرف نہیں گیا تو اس نے سنّت کو ترک کیا۔

شرح نقایہ قہستانی میں ہے: الخروج الیہ یندب وان کان الجامع یسعہم فالخروج لیس بواجب۔ (جامع الرموز فصل صلوۃ العیدین مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱/۲۷۱)

عیدگاہ کی طرف نکلنا مندوب ہے اگر جامع مسجد میں لوگوں کی گنجائش ہو البتہ نکلنا واجب نہیں۔

غنیۃ میں جامع الفقہ و منیۃ المفتی و ذخیرہ سے ہے:

یجوز اقامتہا فی المصر و فنائہ و موضعین فاکثر و بہ قال الشافعی واحمد۔

(غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فروع خروج الی المصلی مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۷۲)

شہر اور فنائے شہر میں عید دو یا زیادہ مقامات پر ادا کی جاسکتی ہے، امام شافعی اور امام احمد کی یہی رائے ہے۔

ہاں جو سنت مؤکدہ ہو اور کوئی شخص بلاضرورت بے عذر براہ تہاون و بے پروائی اس کے ترک کی عادت کرے اُسے ایک قسم اثم لاحق ہوگی نہ ترکِ سنت بلکہ اس کی کم قدری و قلت مبالات کے باعث،

فی شرح المنیۃ للعلامۃ ابراہیم الحلبی لا یترک رفع الیدین عند التکبیر لانہ سنۃ مؤکدۃ ولو اعتاد ترکہ یاثم لا لنفس الترک بل لانہ استخفاف و عدم مبالاۃ بسنۃ واظب علیہا النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مدۃ عمرہ اما لو ترکہ بعض الاحیان من غیر اعتیاد لا یاثم وہذا مطرد فی جمیع السنن المؤکدۃ اھ واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔

(۲؎ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی باب صفۃ الصلوۃ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۳۰۰)

شرح منیۃ میں علامہ ابراہیم حلبی کہتے ہیں کہ تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھانا ترک نہ کیا جائے کیونکہ یہ سنت مؤکدہ ہے اور اگر ترک کو عادت بنالیتا ہے تو گناہ گار ہوگا مگر نفسِ ترک کی وجہ سے نہیں بلکہ ایسی سنت کو ہلکا سمجھنے اور اس سے لاپروائی کی وجہ

سے ہوگا جس پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمام عمر ہیشگی فرمائی، ہاں بغیر عادت کے بعض اوقات ترک کر دے تو گنہگار نہ ہوگا اور یہی اصول تمام سنن مؤکدہ میں جاری ہوتا ہے اھ واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم (الفتاوی الرضویۃ، ج ۸، ص ۵۶۰۔۵۶۱)

بَابُ صَلوٰةِ الْعِیْدِ فِی الْمَسْجِدِ لِعُذْرٍ

کسی عذر کی وجہ سے مسجد میں نماز عید پڑھنے کا میدان

974۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَصَابَ النَّاسَ مَطَرٌ فِیْ یَوْمِ عِیْدٍ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی بِهِمْ فِی الْمَسْجِدِ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَ اَبُوْدَاوٗدَ وَفِیْ اِسْنَادِهٖ عیسی بن عبد الاعلی وھو مجھول۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے زمانہ میں عید کے دن بارش ہوئے تو نبی اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے لوگوں کو مسجد میں نماز عید پڑھائی۔ اس کو ابن ماجہ اور ابو داؤد نے روایت کیا اور اس کی سند میں ایک راوی عیسیٰ بن عبد الاعلیٰ ہیں جو کہ مجہول ہیں۔

- (ابن ماجة ابواب اقامة الصلوٰة باب ماجاء فی صلوٰة العید فی المسجد اذاکان مطر' ابو داؤد کتاب الصلوٰة باب یصلی بالناس فی المسجد اذاکان یوم مطرج 1 ص 164)

مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یعنی آپ ہمیشہ نماز عید جنگل میں پڑھاتے تھے لیکن ایک بار بارش ہوگئی تو لوگوں کو جنگل جانا بھی گراں تھا اور وہاں کوئی جگہ سایہ دار بھی نہ تھی اس لیے مسجد نبوی میں عید پڑھائی گئی۔ علماء فرماتے ہیں کہ ہمیشہ ہر جگہ نماز عید جنگل میں پڑھنا بہتر ہے سوائے بارش کے، ہاں مکہ معظمہ میں یہ نماز بھی حرم شریف میں افضل، مسلمانوں کا اسی پر ہمیشہ سے عمل رہا، صحابہ اور دیگر علماء نے اس پر کبھی اعتراض نہ کیا حتی کہ نماز جنازہ، استسقاء وغیرہ بھی حرم شریف میں بلاکراہت جائز ہیں، دوسری مساجد میں نماز جنازہ مکروہ ہے، امام سیوطی نے درالمنثور میں فرمایا کہ آدم علیہ السلام کی نماز جنازہ دروازہ کعبہ کے پاس پڑھی گئی۔ (از مرقاۃ) (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۷۴)

975۔ وَعَنْ حَنَشٍ قَالَ قِیْلَ لِعَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ ضُعْفَةً مِّنَ النَّاسِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ الْخُرُوْجَ اِلَی الْجَبَّانَةِ فَاَمَرَ رَجُلًا یُّصَلِّیْ بِالنَّاسِ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ رَكْعَتَیْنِ لِلْعِیْدِ وَرَكْعَتَیْنِ لِمَكَانِ خُرُوْجِهِمْ اِلَی الْجَبَّانَةِ۔ رَوَاهُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ ضَعِیْفٌ۔

حضرت حنش رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کچھ کمزور لوگ عیدگاہ کی طرف جانے کی طاقت نہیں رکھتے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو چار رکعات نماز پڑھائے دو رکعتیں عید کے لئے اور دو رکعتیں ان کے عیدگاہ کی طرف نہ نکلنے کی وجہ سے۔ اس

(مصنف ابن ابی شیبة کتاب الصلوٰۃ باب القوم یصلون فی المسجد کم یصلون ج2 ص184)

976- قَالَ الْبُخَارِيُّ اَمَرَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَوْلَاهُ ابْنَ اَبِيْ عُتْبَةَ بِالزَّاوِيَةِ فَجَمَعَ اَهْلَهٗ وَبَنِيْهِ وَصَلّٰى كَصَلٰوةِ اَهْلِ الْمِصْرِ وَتَكْبِيْرِهِمْ اِنْتَهٰى وَهُوَ مُعَلَّقٌ۔

کو ابوبکر بن ابی شیبہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے روایت اور اس کی سند ضعیف ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے غلام ابن ابی عتبہ کو زاویہ کے مقام میں حکم دیا تو اس نے آپ کے اہل اور بیٹوں کو جمع کیا اور ان کو شہر والوں کی طرح نماز پڑھائی اور ان کی طرح تکبیرات کہیں۔ یہ حدیث معلق ہے۔

(بخاری کتاب العیدین باب اذا فاته العید یصلی رکعتین وکذلک النساء ج1 ص134)

بَابُ صَلٰوةِ الْعِيْدَيْنِ فِي الْقُرٰى

دیہات میں نماز عیدین پڑھنے کا بیان

977- وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِذَا فَاتَتْهُ صَلٰوةُ الْعِيْدِ مَعَ الْاِمَامِ جَمَعَ اَهْلَهٗ يُصَلِّيْ بِهِمْ مِثْلَ صَلٰوةِ الْاِمَامِ فِي الْعِيْدِ۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَاِسْنَادُهٗ غَيْرُ صَحِيْحٍ۔

حضرت عبداللہ بن ابو بکر بن انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب امام کے ساتھ عید کی نماز فوت ہو جاتی تو آپ اپنے گھر والوں کو جمع کر کے امام کی نماز عید کی طرح نماز پڑھاتے۔ اس کو بیہقی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح نہیں ہے۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی کتاب العیدین باب صلوٰۃ العیدین سنة اهل الاسلام...... الخ ج3 ص305)

978- وَعَنْ بَعْضِ اٰلِ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ اَنَسًا كَانَ رُبَّمَا جَمَعَ اَهْلَهٗ وَحَشَمَهٗ يَوْمَ الْعِيْدِ فَيُصَلِّيْ بِهِمْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَبِيْ عُتْبَةَ مَوْلَاهُ رَكْعَتَيْنِ۔ رَوَاهُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَرِجَالُهٗ ثِقَاتٌ لٰكِنْ بَعْضُ اٰلِ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَجْهُوْلٌ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اہل میں سے ایک شخص روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عید کے دن اپنے گھر والوں اور غلاموں کو جمع کرتے تو آپ کے غلام عبداللہ بن ابو عتبہ ان کو دو رکعت نماز پڑھاتے۔ اس کو ابوبکر بن ابو شیبہ نے روایت کیا اور اس کے رجال ثقہ ہے لیکن بعض آل انس مجہول ہیں۔

(مصنف ابن ابی شیبة کتاب الصلوٰۃ باب الرجل تفوته الصلوٰۃ فی العید کم یصلی ج2 ص183)

بَابُ لَا صَلٰوةَ الْعِيْدِ فِي الْقُرٰى

دیہات میں نماز عید نہیں ہوتی

979- عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ

حضرت ابوعبدالرحمٰن سُلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَا تَشْرِيْقَ وَلَا جُمُعَةَ اِلَّا فِيْ مِصْرٍ جَامِعٍ. رَوَاهُ عَبْدُالرَّزَّاقِ وَاٰخَرُوْنَ وَهُوَ اَثَرٌ صَحِيْحٌ. (مصنف عبدالرزاق کتاب الجمعة باب القرٰی الصغار ج3 ص168 رقم الحدیث:5177)

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بڑے شہر کے علاوہ کسی جگہ تکبیرات تشریق اور جمعہ نہیں ہوتا اس کو عبدالرزاق اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے روایت اور یہ اثر صحیح ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوٰی رضویہ میں لکھتے ہیں:

درمختار میں ہے:

صلٰوۃ العید فی القری تکرہ تحریما لانہ اشتغال بمالا یصح لان المصر شرط الصحۃ۔

(درمختار باب العیدین مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۱۴)

دیہاتوں میں عید کی نماز مکروہ تحریمی ہے کیونکہ یہ ایسے عمل میں مشغول ہونا ہے جو درست نہیں کیونکہ اس کی صحت کے لئے شہر کا ہونا شرط ہے۔

خود نہ پڑھیں گے حکم پوچھا جائے گا تو فتوی یہ دیں گے جہاں نہیں ہوتے قائم نہ کریں گے بااینہمہ اگر عوام پڑھتے ہوں منع نہ کریں گے۔ (الفتاوی الرضویۃ، ج۷، ص۹۲)

بَابُ صَلٰوةِ الْعِيْدَيْنِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَّلَا نِدَآءٍ وَّلَا اِقَامَةٍ

عیدین کی نماز اذان واقامت اور اعلان کے بغیر ہونے کا بیان

980۔ عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَا لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا يَوْمَ الْاَضْحٰى. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عیدالفطر اور عیدالاضحٰی کے دن اذان نہیں کہی جاتی تھی۔ اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے روایت کیا۔

(بخاری کتاب العیدین باب المشی والرکوب الی العید بغیر اذان ولا اقامۃ ج1 ص131، مسلم کتاب صلوۃ العیدین ج1 ص290)

981۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيْدَيْنِ غَيْرَ مَرَّةٍ وَّلَا مَرَّتَيْنِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ متعدد مرتبہ بغیر اذان اور بغیر اقامت کے عیدین کی نماز پڑھی۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے

(مسلم کتاب صلوٰۃ العیدین ج 1 ص 290) روایت کیا۔

982- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنْ لَا اَذَانَ لِلصَّلٰوةِ يَوْمَ الْفِطْرِ حِيْنَ يَخْرُجُ الْاِمَامُ وَلَا بَعْدَ مَا يَخْرُجُ وَلَا اِقَامَةَ وَلَا نِدَاءَ وَلَا شَيْئَ وَلَا نِدَاءَ يَوْمَئِذٍ وَّلَا اِقَامَةَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم کتاب صلوٰۃ العیدین ج 1 ص 290)

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عیدالفطر کے دن نماز عید کے لئے امام کے آنے کے وقت اور آنے کے بعد کوئی اذان نہیں تھی اور نہ ہی اقامت اور نہ ہی کوئی اور شے اور نہ ہی اعلان اور اقامت بھی نہیں ہوتی تھی۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

مسائلِ فقہیہ

عیدین کی نماز واجب ہے مگر سب پر نہیں بلکہ انھیں پر جن پر جمعہ واجب ہے اور اس کی ادا کی وہی شرطیں ہیں جو جمعہ کے لیے ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ جمعہ میں خطبہ شرط ہے اور عیدین میں سنت، اگر جمعہ میں خطبہ نہ پڑھا تو جمعہ نہ ہوا اور اس میں نہ پڑھا تو نماز ہوگئی مگر برا کیا۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ جمعہ کا خطبہ قبل نماز ہے اور عیدین کا بعد نماز، اگر پہلے پڑھ لیا تو برا کیا، مگر نماز ہوگئی لوٹائی نہیں جائے گی اور خطبہ کا بھی اعادہ نہیں اور عیدین میں نہ اذان ہے نہ اقامت، صرف دوبارا اتنا کہنے کی اجازت ہے۔ اَلصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع عشر فی صلاۃ العیدین، ج ۱، ص ۱۵۰) (الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ج ۳، ص ۵۱، وغیرہما)

بلا وجہ عید کی نماز چھوڑنا گمراہی و بدعت ہے۔ (الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ص ۱۱۹)

بَابُ صَلٰوةِ الْعِيْدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ
خطبہ سے پہلے نماز عیدین کا بیان

983- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يُصَلُّوْنَ الْعِيْدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عیدین کی نماز خطبہ سے پہلے پڑھاتے تھے۔ اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے روایت کیا۔

(بخاری کتاب العیدین باب الخطبۃ بعد العید ج 1 ص 131 مسلم کتاب صلوٰۃ العیدین ج 1 ص 290)

984- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ شَهِدْتُ الْعِيْدَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ فَكُلُّهُمْ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ قَبْلَ الْخُطْبَةِ. رَوَاهُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نماز عید کے

الشَّيْخَانِ۔ (بخاری کتاب العیدین باب الخطبۃ بعد العید ج 1 ص 131' مسلم کتاب صلوٰۃ العیدین ج 1 ص 289)

985- وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى اِلَى الْمُصَلّٰى فَاَوَّلُ شَيْءٍ يَّبْدَاُ بِهِ الصَّلٰوةُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَقُوْمُ مُقَابِلَ النَّاسِ وَالنَّاسُ جُلُوْسٌ عَلٰى صُفُوْفِهِمْ فَيَعِظُهُمْ وَيُوْصِيْهِمْ وَيَاْمُرُهُمْ فَاِنْ كَانَ يُرِيْدُ اَنْ يَّقْطَعَ بَعْثًا قَطَعَهٗ اَوْ يَاْمُرَ بِشَيْءٍ اَمَرَ بِهٖ ثُمَّ يَنْصَرِفُ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ فَلَمْ يَزَلِ النَّاسُ عَلٰى ذٰلِكَ حَتّٰى خَرَجْتُ مَعَ مَرْوَانَ وَهُوَ اَمِيْرُ الْمَدِيْنَةِ فِيْ اَضْحٰى اَوْ فِطْرٍ فَلَمَّا اَتَيْنَا الْمُصَلّٰى اِذَا مِنْبَرٌ بَنَاهُ كَثِيْرُ بْنُ الصَّلْتِ فَاِذَا مَرْوَانُ يُرِيْدُ اَنْ يَّرْتَقِيَهٗ قَبْلَ اَنْ يُّصَلِّيَ فَجَبَذْتُ بِثَوْبِهٖ فَجَبَذَنِيْ فَارْتَفَعَ فَخَطَبَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَقُلْتُ لَهٗ غَيَّرْتُمْ وَاللّٰهِ فَقَالَ يَا اَبَا سَعِيْدٍ قَدْ ذَهَبَ مَا تَعْلَمُ فَقُلْتُ مَا اَعْلَمُ وَاللّٰهِ خَيْرٌ مِّمَّا لَا اَعْلَمُ فَقَالَ اِنَّ النَّاسَ لَمْ يَكُوْنُوْا يَجْلِسُوْنَ لَنَا بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَجَعَلْتُهَا قَبْلَ الصَّلٰوةِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔ (بخاری کتاب العیدین باب الخروج الی المصلی بغیر منبر و اللفظ لہ ج 1 ص 131' مسلم کتاب العیدین ج 1 ص 290)

لئے حاضر ہوا تو وہ سب خطبہ سے پہلے نماز پڑھتے تھے۔ اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے روایت کیا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عیدگاہ کی طرف تشریف لے جاتے تو سب سے پہلے جس چیز سے آغاز فرماتے تھے وہ نماز ہوتی پھر نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کھڑے ہو جاتے اور لوگ صفوں میں بیٹھے ہوتے تو آپ ان کو وعظ اور نصیحت فرماتے پس اگر آپ کسی لشکر کو (جہاد) کے لئے بھیجنا چاہتے تو بھیجتے یا کچھ حکم دینا ہوتا تو حکم صادر فرماتے پھر واپس پلٹ جاتے حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں لوگ اسی پر عمل پیرا رہے حتیٰ میں عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے دن مروان کے ساتھ (عیدگاہ کی طرف) نکلا اور وہ مدینہ کا گورنر تھا۔ پس جب ہم عیدگاہ آئے تو اچانک ایک ممبر نظر آیا جس کو کثیر بن صلت نے بنایا تھا پس جب عید کی نماز سے پہلے مروان نے اس پر چڑھنے کا ارادہ کیا تو میں نے اسے کپڑے سے پکڑ کر کھینچا تو وہ مجھ سے دامن چھڑا کر (ممبر پر) چڑھ گیا اور نماز عید سے پہلے لوگوں کو خطبہ دیا تو میں نے کہا خدا کی قسم تم نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو تبدیل کر دیا تو اس نے کہا اے ابو سعید جو تو جانتا ہے وہ دور گزر گیا' تو میں نے کہا خدا کی قسم جو میں جانتا ہوں یہ اس سے بہتر ہے جو میں نہیں جانتا تو اس نے کہا لوگ ہمارا خطبہ سننے کے لئے نہیں بیٹھتے تو ہم نے خطبہ نماز عید سے پہلے دینا شروع کر دیا۔ اس کو امام

بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

مروان بن حکم نے نمازِ عید سے پہلے خطبہ دیا تو ایک شخص نے کہا: "خطبہ نماز کے بعد ہوتا ہے۔" مروان نے کہا: "اے فلاں! یہ کام چھوڑ دیا گیا ہے۔" حضرت سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "اس شخص نے اپنا فرض پورا کیا ہے، رسول عَزَّ وَجَلَّ وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ہمیں ارشاد فرمایا:

مَنْ رَاٰی مُنْكَرًا فَلْيُنْكِرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذَالِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید الخدری، الحدیث ۱۱۸۷۶، ج ۴، ص ۱۸۴، بتغیر)

ترجمہ: جو شخص برائی کو دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے روکے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو دل میں برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ (لباب الاحیاء صفحہ ۱۷۵)

بَابُ مَا يُقْرَأُ فِيْ صَلوٰةِ الْعِيْدَيْنِ

عیدین کی نماز میں کیا پڑھا جائے

986- عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَاَلَ اَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَا كَانَ يَقْرَاُ بِهٖ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْاَضْحٰى وَالْفِطْرِ فَقَالَ كَانَ يَقْرَاُ فِيْهِمَا بِقٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(مسلم کتاب صلوٰۃ العیدین فصل فی قراۃ ق والقرآن الجید ج1 ص 291)

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو واقد لیثی سے پوچھا کہ عید الاضحیٰ اور عید الفطر (کی نماز) میں رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کونسی سورت پڑھتے تھے تو انہوں نے کہا کہ ان دونوں نمازوں میں آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ اور اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ پڑھا کرتے تھے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یہ عبید اللہ تابعی ہیں، آپ کا نام عبید اللہ ابن عتبہ ابن مسعود ہزلی ہے، حضرت عبد اللہ ابن مسعود کے بھتیجے ہیں، اور ابو واقد کا نام ابن حارث۔

حضرت عمر کا یہ سوال حاضرین کو مسئلہ سمجھانے کے لیے تھا ورنہ آپ حضور کے حالات طیبہ سے بہت زیادہ واقف تھے، حاضرین کے ذہن میں بٹھانے کے لیے آپ نے یہ سوال کیا۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۶۹)

987- وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم عیدین اور

يَقْرَأُ فِي الْعِيْدَيْنِ وَفِي الْجُمُعَةِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَهَلْ آتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ قَالَ وَإِذَا اجْتَمَعَ الْعِيْدُ وَالْجُمُعَةُ فِي يَوْمٍ وَّاحِدٍ يَقْرَأُ بِهِمَا أَيْضًا فِي الصَّلَاتَيْنِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

جمعہ کی نماز میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى اور هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ پڑھتے تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ اور جب عید اور جمعہ ایک دن میں جمع ہو جاتے تب بھی آپ یہ دوسورتیں دونوں نمازوں میں پڑھتے اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

(مسلم کتاب الجمعة فصل فی قرأة سورة الجمعة والمنافقین۔الخ ج 1 ص 288)

988- وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِيْدَيْنِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَهَلْ أَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم عیدین کی نماز میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى اور هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ پڑھتے۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے کبیر میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مسند احمد ج 5 ص 7' مصنف ابن ابی شیبة کتاب الصلوة باب ما یقرأ به فی العید ج 2 ص 176' المعجم الکبیر للطبرانی ج 7 ص 183 رقم الحدیث:6773)

بَابُ صَلٰوةِ الْعِيْدَيْنِ بِثِنْتَيْ عَشَرَةَ تَكْبِيْرَةً

بارہ تکبیروں کے ساتھ عیدین کی نماز کا بیان

989- عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فِي عِيْدٍ ثِنْتَيْ عَشَرَةَ تَكْبِيْرَةً سَبْعًا فِي الْأُوْلَى وَخَمْسًا فِي الْآخِرَةِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارُ قُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَإِسْنَادُهُ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے اور ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم عید کی نماز میں بارہ تکبیریں کہتے سات تکبیریں پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ' ابن ماجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ' دار قطنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند قوی نہیں ہے۔

(مسند احمد ج 2 ص 180' ابن ماجة ابواب اقامة الصلوة باب ما جاء فی کم یکبر الامام فی صلوة العیدین ص 92' دار قطنی کتاب العیدین ج 2 ص 48' سنن الکبزی للبیهقی کتاب الصلوة باب التکبیر فی صلوة العیدین ج 3 ص 286)

990- وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فِي الْعِيْدَيْنِ فِي الْاُوْلٰى سَبْعًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ. رَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَاِسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ جِدًّا.

حضرت عمرو بن عوف مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عیدین کی پہلی رکعت میں نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم قرأت سے پہلے سات تکبیریں کہتے تھے۔ اس کو امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند بہت زیادہ ضعیف ہے۔

(ترمذی ابواب العیدین باب فی التکبیر فی العیدین ج 1 ص119' ابن ماجۃ ابواب اقامۃ الصلوٰۃ باب ما جاء فی کم یکبر الامام فی صلوٰۃ العیدین ص92)

991- وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فِي الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى سَبْعًا وَّخَمْسًا سِوٰى تَكْبِيْرَتَيِ الرُّكُوْعِ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَ اَبُوْدَاوٗدَ وَفِيْ اِسْنَادِهٖ ابن لهيعة وفيه كلام مشهور.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں سات اور پانچ تکبیریں کہتے رکوع کی تکبیر کے علاوہ اس کو ابن ماجہ اور ابو داؤد نے روایت کیا اور اس کی سند میں ابن لھیعہ ہے جس کے بارے میں مشہور کلام ہے۔

(ابن ماجة ابواب اقامة الصلوٰة باب ما جاء فی کم یکبر الامام فی صلوٰة العیدین ص92' ابو داؤد کتاب الصلوٰة باب التکبیر فی العیدین ج 1 ص163)

992- وَعَنْ سَعْدٍ الْمُؤَذِّنِ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُكَبِّرُ فِي الْعِيْدَيْنِ فِي الْاُوْلٰى سَبْعًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَفِي الْاٰخِرَةِ خَمْسًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاِسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ. (ابن ماجة ابواب اقامة الصلوٰة باب ما جاء فی کم یکبر الامام فی صلوٰة العیدین ص92)

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ مؤذن روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم عیدین کی نماز میں پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات تکبیریں کہتے اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیرات کہتے' اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا اور اس کی سند ضعیف ہے۔

993- وَعَنْ نَّافِعٍ مَوْلٰى عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ قَالَ شَهِدْتُّ الْاَضْحٰى وَالْفِطْرَ مَعَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَكَبَّرَ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى سَبْعَ تَكْبِيْرَاتٍ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَفِي الْاٰخِرَةِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے غلام حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی نماز میں حاضر ہوا تو آپ نے پہلی رکعت

خَمْسَ تَكْبِيْرَاتٍ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ. رَوَاهُ مَالِكٌ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ. (مؤطا امام مالک کتاب العیدین باب ما جاء فی التکبیر و القراءۃ فی صلوٰۃ العیدین ص166)

میں قرأت سے پہلے سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہتے اس کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

994۔ وَعَنْ عَمَّارِ بْنِ اَبِيْ عَمَّارٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَبَّرَ فِيْ عِيْدٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ تَكْبِيْرَةً سَبْعًا فِي الْاُوْلٰى وَخَمْسًا فِي الْاٰخِرَةِ. رَوَاهُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

حضرت عمار بن ابو عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی عید کی نماز میں بارہ تکبیریں کہتے سات تکبیریں پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں اس کو ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ کتاب الصلوٰۃ باب فی التکبیر فی العیدین واختلا فهم فیه ج2ص 176)

بَابُ صَلٰوةِ الْعِيْدَيْنِ بِسِتِّ تَكْبِيْرَاتٍ زَوَآئِدَ

چھ زائد تکبیروں کے ساتھ عیدین کی نماز کا بیان

995۔ عَنْ اَبِيْ عَآئِشَةَ جَلِيْسٍ لِاَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ سَاَلَ اَبَا مُوْسٰى الْاَشْعَرِيَّ وَحُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ فِي الْاَضْحٰى وَالْفِطْرِ فَقَالَ اَبُوْمُوْسٰى كَانَ يُكَبِّرُ اَرْبَعًا تَكْبِيْرَةً عَلَى الْجَنَائِزِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ صَدَقَ فَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰى كَذٰلِكَ كُنْتُ اُكَبِّرُ فِي الْبَصْرَةِ حَيْثُ كُنْتُ عَلَيْهِمْ قَالَ اَبُوْ عَآئِشَةَ وَاَنَا حَاضِرٌ سَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ. (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب التکبیر فی العیدین ج1ص163)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم مجلس ابو عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بے شک حضرت سعید بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں نبی اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کیسے تکبیرات کہتے تھے تو حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا آپ نماز جنازہ کی تکبیروں کی طرح چار تکبیریں کہتے تھے تو حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سچ کہا اور ابو موسیٰ نے کہا کہ میں بصرہ میں اسی طرح تکبیرات کہتا تھا۔ جب میں ان پر گورنر تھا۔ حضرت ابو عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت سعید بن عاص رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کے پاس موجود تھا اس کو ابوداؤد نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

مفسرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

آپ اموی ہیں، قرشی ہیں، اللہ نے آپ کو اعلیٰ درجے کی سخاوت وفصاحت بخشی، عثمان غنی کے لیے مصحف قرآنی جمع کرنے والے آپ بھی تھے، آپ کا لب ولہجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ تھا، جنگ بدر سے پہلے پیدا ہوئے، تابعی ہیں۔

اس طرح کہ رکعت اول میں ایک تکبیر تحریمہ اور تین تکبیر عید اور دوسری رکعت میں تین تکبیر عید اور ایک تکبیر رکوع، یہی امام اعظم کا مذہب ہے۔ ابن ہمام نے فرمایا کہ اس موقعہ پر ابوموسیٰ اشعری بولے کہ میں بصرے میں یوں ہی تکبیریں کہا کرتا ہوں۔ خیال رہے کہ یہ حدیث درحقیقت دو حدیثوں کا مجموعہ ہے کیونکہ حضرت حذیفہ کا تصدیق کرنا مستقل حدیث ہے، نیز حضرت ابن مسعود ہمیشہ چار تکبیریں کہتے تھے، آپ کا یہی مذہب ہے۔ خیال رہے کہ تکبیرات عید میں مختلف روایتیں ہیں اسی لیے اس میں اماموں کے مذہب مختلف ہیں۔ چنانچہ امام مالک، احمد کے ہاں اول رکعت میں چھ دوسری میں چار، امام شافعی کے ہاں اول میں سات دوسری میں پانچ، ہمارے ہاں دونوں میں تین تین، ہمارے امام سیدنا ابن مسعود ہیں اور امام شافعی کے مقتداء عبداللہ ابن عباس، امام اعظم فرماتے ہیں کہ تکبیر اور رفع یدین خلاف معہود ہے اس لیے ہم نے کم کی روایت پر عمل کیا۔ (اشعۃ اللمعات وغیرہ) (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۶۲۹)

996- وَعَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ قَالَا كَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَالِسًا وَعِنْدَهٗ حُذَيْفَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَبُوْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَسَاَلَهُمْ سَعِيْدُ بْنُ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ التَّكْبِيْرِ فِيْ صَلٰوةِ الْعِيْدِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ سَلِ الْاَشْعَرِيَّ فَقَالَ الْاَشْعَرِيُّ سَلْ عَبْدَ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ اَقْدَمُنَا وَاَعْلَمُنَا فَسَاَلَهٗ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ يُكَبِّرُ اَرْبَعًا ثُمَّ يَقْرَاُ ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَرْكَعُ فَيَقُوْمُ فِي الثَّانِيَةِ فَيَقْرَاُ ثُمَّ يُكَبِّرُ اَرْبَعًا بَعْدَ الْقِرَاءَةِ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

(مصنف عبد الرزاق کتاب صلوٰۃ العیدین باب التکبیر)

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اسود روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے پاس حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے تو حضرت سعید بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان حضرات سے عید کی تکبیرات کے بارے میں پوچھا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اشعری سے پوچھو تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا عبداللہ بن مسعود سے پوچھو بے شک وہ (اسلام لانے میں) ہم سے مقدم ہیں اور ہم میں سب سے زیادہ جاننے والے ہیں پس تو ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

فی الصلوٰۃ یوم العید ج 3 ص 293 رقم الحدیث: 5687)

پوچھا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا کہ آپ چار تکبیریں کہتے تھے۔ پھر قرأت کرتے پھر تکبیر کہہ کر رکوع کرتے پھر (جب) دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے تو قرأت کرتے پھر قرأت کے بعد چار تکبیریں کہتے۔ اس کو عبدالرزاق نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

997- وَعَنْ كُرْدُوْسٍ قَالَ اَرْسَلَ الْوَلِيْدُ اِلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّحُذَيْفَةَ وَاَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ وَاَبِيْ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ بَعْدَ الْعَتَمَةِ فَقَالَ اِنَّ هٰذَا عِيْدٌ لِّلْمُسْلِمِيْنَ فَكَيْفَ الصَّلٰوةُ فَقَالُوْا سَلْ اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ يَقُوْمُ فَيُكَبِّرُ اَرْبَعًا ثُمَّ يَقْرَاُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَةٍ مِّنَ الْمُفَصَّلِ ثُمَّ يُكَبِّرُ اَرْبَعًا يَّرْكَعُ فِيْ اٰخِرِهِنَّ فَتِلْكَ تِسْعٌ فِي الْعِيْدَيْنِ فَمَا اَنْكَرَهٗ اَحَدٌ مِّنْهُمْ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ. (المعجم الکبیر للطبرانی ج 9 ص 350 رقم الحدیث: 9514)

حضرت کردوس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ روایت کرتے ہیں ولید نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی طرف رات کی پہلی تہائی کے بعد پیغام بھیج کر کہا کہ (کل) مسلمانوں کی عید کا دن ہے تو نماز کا طریقہ کیا تو انہوں نے کہا ابوعبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے پوچھو تو اس نے حضرت ابوعبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا وہ کھڑا ہو کر چار تکبیرات کہے پھر سورۃ فاتحہ اور طوال مفصل میں سے ایک سورت پڑھے۔ پھر چار تکبیریں کہے ان کے آخر میں رکوع کرے تو یہ تکبیر تحریمہ اور رکن کی تکبیر سمیت عیدین میں نو تکبیریں ہو جائیں گے تو ان میں سے کسی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا۔ اس کو طبرانی نے روایت کیا الکبیر میں اور اس کی سند حسن ہے۔

998- وَعَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يُكَبِّرُ فِي الْعِيْدَيْنِ تِسْعًا اَرْبَعًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَرْكَعُ وَفِي الثَّانِيَةِ يَقْرَاُ فَاِذَا فَرَغَ كَبَّرَ اَرْبَعًا ثُمَّ رَكَعَ.

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور اسود روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود عیدین کی نماز میں نو تکبیرات کہتے چار تکبیریں قرأت سے پہلے کہتے پھر تکبیر کہہ کر رکوع کرتے اور دوسری رکعت میں قرأت کرتے پس

رَوَاهُ عَبْدُالرَّزَّاقِ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔ (مصنف عبدالرزاق كتاب صلوٰة العيدين باب التكبير فى الصلوٰة يوم العيدج 3 ص 293 رقم الحديث:5686)

جب قرأت سے فارغ ہوتے تو چار تکبیریں کہتے پھر رکوع کرتے اس کو عبدالرزاق نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

999- وَعَنْ كُرْدُوْسٍ قَالَ كَانَ عَبْدُاللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُكَبِّرُ فِي الْاَضْحٰى وَالْفِطْرِ تِسْعًا تِسْعًا يَبْدَأُ فَيُكَبِّرُ اَرْبَعًا ثُمَّ يُكَبِّرُ وَاحِدَةً فَيَرْكَعُ بِهَا ثُمَّ يَقُوْمُ فِي الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ فَيَبْدَأُ فَيَقْرَأُ ثُمَّ يُكَبِّرُ اَرْبَعًا ثُمَّ يَرْكَعُ بِاِحْدَاهُنَّ۔ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔ (المعجم الكبير للطبراني ج 9 ص 350 رقم الحديث:9513)

حضرت کردوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر میں نو نو تکبیریں کہتے آپ نماز کا آغاز کرتے تو چار تکبیریں کہتے پھر ایک تکبیر کہہ کر رکوع کرتے پھر دوسری رکعت میں کھڑے ہوتے تو قرأت سے آغاز کرتے پھر چار تکبیریں کہتے پھر ان میں سے ایک تکبیر کے ساتھ رکوع کرتے۔ اس کو طبرانی نے کبیر میں بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

1000- وَعَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ شَهِدْتُّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَبَّرَ فِي صَلٰوةِ الْعِيْدِ بِالْبَصْرَةِ تِسْعَ تَكْبِيْرَاتٍ وَالٰى بَيْنَ الْقِرَاءَ تَيْنِ قَالَ وَشَهِدْتُّ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ۔ رَوَاهُ عَبْدُالرَّزَّاقِ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي التَّلْخِيْصِ اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے بصرہ میں عید کی نماز میں نو تکبیریں کہیں اور دونوں قرأتیں پے در پے کیں۔ راوی کہتے ہیں کہ میں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے بھی اسی کی مثل تکبیرات کہیں۔ اس کو عبدالرزاق نے بیان کیا اور حافظ نے تلخیص میں کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے۔

(مصنف عبدالرزاق کتاب صلوٰۃ العیدین باب التکبیر فی الصلوٰۃ یوم العیدج 3 ص 294 رقم الحدیث:5689)

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزّت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

عالمگیری کے باب تکبیرات عیدین میں ہے کہ "امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز عید میں تکبیرات زوائد کے بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کو پسند کرتے تھے (یعنی چھ زائد تکبیریں) امام اگر اس کے علاوہ اتنی تکبیریں کہے جو کسی فقیہ کا مذہب نہ ہو تو مقتدی امام کی پیروی نہ کرے۔" پھر بدائع سے نقل کیا" یہ اس وقت ہے جب مقتدی امام کے قریب ہو کہ خود اس کی آواز سن رہا ہو، اور اتنی دور ہو کہ خود اس کی نہ سنتا ہو، بلکہ مکبروں سے سن کر ادا کرتا ہو تو جتنی سنے سب

ہی ادا کرے اگر چہ وہ اقوال صحابہ سے بھی باہر ہو، کیونکہ غلطی کا امکان مکبروں کی طرف سے بھی ہے، اور چھ تکبیریں چھوڑنے میں خطرہ یہ ہے کہ کہیں امام کی کہی ہوئی تکبیریں ہی نہ چھوٹ گئی ہوں۔

(۳ــ) الفتاوی الھندیۃ کتاب الصلوۃ الباب السابع عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۱۵۱)(الفتاوی الرضویۃ ج ۲۹ص ۴۰۵)

بَابُ تَرْكِ التَّنَفُّلِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْعِيْدِ وَبَعْدَهَا

نماز عید سے پہلے اور اس کے بعد نفل نہ پڑھنا

1001- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عیدالفطر کے دن تشریف لائے تو دو رکعتیں اس طرح پڑھائیں کہ اس سے پہلے اور بعد میں نفل نہیں پڑھے اس کو محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

(بخاری کتاب العیدین باب الصلوۃ قبل العید و بعدھا ج 1 ص 135' مسلم کتاب العیدین ج 1 ص 291' ترمذی ابواب العیدین باب لا صلوٰۃ قبل العیدین و لا بعدھما ج 1 ص 120' ابو داؤد کتاب الصلوۃ باب الصلوۃ بعد صلوۃ العید ج 1 ص 164' نسائی کتاب صلوۃ العیدین باب الصلوۃ قبل العیدین و بعدھا ج 1 ص 235' ابن ماجۃ ابواب اقامۃ الصلوۃ باب ما جاء فی الصلوۃ قبل صلوۃ العید و بعدھا ص 93' مسند احمد ج 1 ص 355)

مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

اس حدیث کی بنا پر علماء فرماتے ہیں کہ نماز عید سے پہلے نفل مکروہ ہیں حتی کہ اس دن اشراق والے اشراق بھی نہ پڑھیں، ہاں اگر کسی کی فجر قضاء ہوگئی ہو تو وہ گھر میں قضاء پڑھے نہ کہ عید گاہ میں۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ قضاء نماز مسجد میں پڑھنا منع ہے تاکہ لوگوں پر اپنا عیب ظاہر نہ ہو۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۶۵۶)

1002- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا خَرَجَ يَوْمَ عِيْدٍ فَلَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا وَذَكَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَهُ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالْحَاكِمُ وَاِسْنَادُهُ حَسَنٌ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عید کے دن (نماز عید کے لئے) تشریف لائے تو (عید کی نماز) سے پہلے اور بعد میں کوئی نفل نماز نہیں پڑھی اور فرمایا کہ نبی پاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور حاکم نے اور اس کی سند حسن ہے۔

(مسند احمد ج 2 ص 52، ترمذی ابواب العیدین باب لا صلوٰۃ قبل العیدین ولا بعدھما ج 1 ص 120، مستدرک حاکم کتاب العیدین باب لا یصلی قبل العید ولا بعدھا ج 1 ص 295)

1003۔ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُصَلِّیْ قَبْلَ الْعِیْدِ شَیْئًا فَاِذَا رَجَعَ اِلٰی مَنْزِلِہٖ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ۔ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ وَاِسْنَادُہٗ حَسَنٌ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نمازِ عید سے پہلے کوئی (نفل) نماز نہیں پڑھتے تھے۔ پس جب گھر واپس تشریف لاتے تو دو رکعتیں ادا فرماتے۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(ابن ماجۃ ابواب اقامۃ الصلوٰۃ باب ما جاء فی الصلوٰۃ قبل صلوٰۃ العید وبعدھا ص 93)

1004۔ وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ لَیْسَ مِنَ السُّنَّۃِ الصَّلٰوۃُ قَبْلَ خُرُوْجِ الْاِمَامِ یَوْمَ الْعِیْدِ۔ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ امام کے عید کے دن (نمازِ عید کے لئے) آنے سے پہلے نفل نماز پڑھنا مسنون نہیں ہے۔ اس کو طبرانی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی ج 17 ص 248 رقم الحدیث: 5000(692))

1005۔ وَعَنِ ابْنِ سِیْرِیْنَ اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ وَّحُذَیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کَانَا یَنْھَیَانِ النَّاسَ اَوْ قَالَ یُجْلِسَانِ مَنْ یَّرَیَانِہٖ یُصَلِّیْ قَبْلَ خُرُوْجِ الْاِمَامِ فِی الْعِیْدِ۔ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ وَاِسْنَادُہٗ مُرْسَلٌ قَوِیٌّ۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ج 9 ص 353 رقم الحدیث: 9524)

حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو روکتے تھے یا فرمایا ان لوگوں کو بٹھا دیتے تھے جن کو عید کے دن امام کے نکلنے سے پہلے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے۔ اس کو امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند مرسل قوی ہے۔

عید سے قبل نفل نماز

نمازِ عید سے قبل نفل نماز مطلقاً مکروہ ہے جیسا کہ علامہ علاؤالدین حصکفی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "نمازِ عید سے قبل نفل نماز مطلقاً مکروہ ہے، عیدگاہ میں ہو یا گھر میں، اس پر عید کی نماز واجب ہو یا نہ ہو۔ یہاں تک کہ عورت اگر چاشت کی نماز گھر میں پڑھنا چاہے تو (عید کی) نماز ہو جانے کے بعد پڑھے اور نمازِ عید کے بعد عیدگاہ میں نفل پڑھنا مکروہ ہے، گھر میں پڑھ سکتا ہے بلکہ مستحب ہے کہ چار رکعتیں پڑھے۔ یہ احکام خواص کے ہیں، عوام اگر نفل پڑھیں اگرچہ نمازِ عید سے

پہلے، اگر چہ عیدگاہ میں انہیں منع نہ کیا جائے۔ (الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ج ۳، ص ۵۷ تا ۶۰)

بَابُ الذِّهَابِ إِلَى الْمُصَلّٰى فِيْ طَرِيْقٍ وَّالرُّجُوْعِ فِيْ طَرِيْقٍ أُخْرٰى

ایک راستہ سے عیدگاہ جانا اور دوسرے راستہ سے لوٹنا

1006- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدٍ خَالَفَ الطَّرِيْقَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(بخاری کتاب العیدین باب من خالف الطریق ج 1 ص 134)

حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب عید کا دن ہوتا تو نبی اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم راستہ بدل کر آتے جاتے' اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا۔

مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی عیدگاہ جاتے اور راستے سے واپس ہوتے دوسرے راستہ سے تاکہ دونوں راستوں کو برکت حاصل ہو اور دونوں طرف کے باشندے آپ سے فیض پائیں، اور ہر طرف کے منافقین مسلمانوں کے ازدہام کو دیکھ کر جلیں اور راستوں میں بھیڑ کم ہو دونوں راستوں کے فقراء پر خیرات ہو، اہلِ قرابت کی قبور کی زیارتیں ہوں جو ان راستوں میں واقع ہیں اور دونوں راستے ہماری نماز و ایمان کے گواہ بن جائیں، لیکن جاتے وقت دراز رستہ اختیار فرماتے اور لوٹتے وقت مختصر، تاکہ جاتے ہوئے قدم زیادہ پڑیں اور ثواب زیادہ ملے۔ معلوم ہوا کہ عیدگاہ پیدل جانا اور جاتے آتے راستہ بدلنا سنت ہے۔
(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۶۰)

1007- وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ إِلَى الْعِيْدِ يَرْجِعُ فِيْ غَيْرِ الطَّرِيْقِ الَّذِيْ خَرَجَ فِيْهِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم جب عید کے لئے تشریف لے جاتے تو اس راستہ کے علاوہ کسی اور راستہ سے تشریف لے جاتے جس سے عیدگاہ گئے تھے۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ' ترمذی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اور ابن حاکم نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(مسند احمد ج 2 ص 338' ترمذی ابواب العیدین باب ماجاء فی خروج النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم الی العید فی طریق۔ الخ ج 1 ص 120' صحیح ابن حبان باب العیدین ج 5 ص 207' مستدرک حاکم کتاب العیدین باب لا یصلی قبل العید و لا بعدھا ج 1 ص 296)

مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

اس حدیث کی شرح اور راستہ تبدیل کرنے کی حکمتیں پہلے بیان ہو چکی ہیں۔ خیال رہے کہ عید کے دن امام اور تمام نمازی عیدگاہ کے راستے میں آہستہ تکبیر تشریق کہتے جائیں اور بقر عید میں بلند آواز سے لیکن اگر عوام عید میں بلند آواز سے تکبیر کہیں تو منع نہ کیا جائے گا۔ وہ پہلے ہی سے اللہ اللہ میں کم رغبت رکھتے ہیں۔ (مرقات) کسی نے امام اعظم سے پوچھا کہ لوگ بقر عید کے زمانہ میں بازاروں میں تکبیریں کہتے پھرتے ہیں فرمایا مت روکو۔ اگر بالجہر کی پوری تحقیق ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ اول میں دیکھو۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۶۲)

1008- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ يَوْمَ الْعِيْدِ فِيْ طَرِيْقٍ ثُمَّ رَجَعَ فِيْ طَرِيْقٍ آخَرَ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عید کے دن ایک راستہ اختیار کرتے اور پھر دوسرے راستے سے واپس تشریف لاتے۔ اس کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب یخرج الی العید فی طریق ویرجع فی طریق ج 1 ص 163' ابن ماجۃ ابواب اقامۃ الصلوٰۃ باب ماجاء فی الخروج یوم العید من طریق۔ الخ ص 93' مسند احمد ج 2 ص 109)

بَابُ تَكْبِيْرَاتِ التَّشْرِيْقِ

تکبیرات تشریق کا بیان

1009- عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُكَبِّرُ مِنْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ يَوْمَ عَرَفَةَ إِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ النَّحْرِ يَقُوْلُ اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ. رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

حضرت ابوالاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرفہ کے دن فجر کی نماز سے قربانی کے دن عصر کی نماز تک تکبیرات تشریق اس طرح کہتے اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ' اس کو ابو بکر بن ابوشیبہ نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ کتاب الصلوٰۃ باب التکبیر من ای یوم هو الی ای ساعۃ ج 2 ص 165)

1010- وَعَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يُكَبِّرُ بَعْدَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ يَوْمَ عَرَفَةَ إِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ مِنْ آخِرِ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ وَيُكَبِّرُ بَعْدَ الْعَصْرِ. رَوَاهُ أَبُوْبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

حضرت شقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ عرفہ کے دن فجر کی نماز سے ایام تشریق کے آخری دن عصر کی نماز تک تکبیرات تشریق کہتے اور عصر کے بعد بھی تکبیرات کہتے۔ اس کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے روایت کیا اور اس کی

سند صحیح ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبة کتاب الصلوٰة باب التکبیر من ای یوم ھو الی ای ساعة ج 2 ص165)

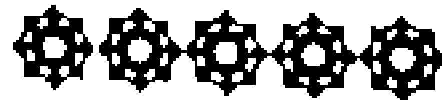
تکبیر تشریق

نویں ذوالحجہ کی فجر سے تیرھویں کی عصر تک پانچوں وقت کی ہر نماز کے بعد جو جماعت مستحبہ کے ساتھ ادا کی گئی ہو ایک بار بلند آواز سے تکبیر کہنا واجب اور تین بار کہنا افضل ہے اس کو تکبیر تشریق کہتے ہیں اور وہ یہ ہے

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.

(الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ج ۳، ص ۷۱۔۷۴)

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوٰی رضویہ جلد ۷ تا ۸، مراۃ المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ۲ حصہ چہارم، فیضان عید الفطر اور جنتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔



بسم الله الرحمٰن الرحيم

اَبْوَابُ صَلٰوةِ الْكُسُوْفِ

سورج گرہن کے وقت نماز

بَابُ الْحِثِّ عَلَى الصَّلٰوةِ وَالصَّدَقَةِ وَالْاِسْتِغْفَارِ فِي الْكُسُوْفِ

سورج گرہن کے وقت نماز، صدقہ اور استغفار پر ابھارنے کے متعلق باب

1011- عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ وَلٰكِنَّهُمَا اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللهِ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهَا فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ سورج اور چاند میں گہن لوگوں میں سے کسی کی موت کی وجہ سے نہیں لگتا لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں پس جب تم انہیں دیکھو تو کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔

(بخاری ابواب الکسوف باب الصلوٰة فی کسوف الشمس ج 1 ص 142' مسلم کتاب الکسوف فصل صلوٰة الکسوف رکعتان الخ ج 1 ص 299

1012- وَعَنِ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ اِبْرَاهِيْمُ فَقَالَ النَّاسُ انْكَسَفَتْ لِمَوْتِ اِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُمَا فَادْعُوا اللهَ وَصَلُّوْا حَتّٰى يَنْجَلِيَ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔ (بخاری ابواب الکسوف باب الصلوٰة فی کسوف الشمس ج 1 ص 142' مسلم کتاب الکسوف فصل صلوٰة الکسوف رکعتان الخ ج 1 ص 300)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جس دن حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا سورج میں گہن لگا تو لوگوں نے کہا کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت کی وجہ سے سورج میں گہن لگا ہے تو رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا بے شک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ ان میں کسی کی موت اور حیات کی وجہ سے گہن نہیں لگتا پس جب تم گہن دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اور نماز پڑھو حتیٰ کہ وہ روشن ہو جائے۔ اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے روایت کیا۔

1013- وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ فَإِذَا رَاَيْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوا اللهَ وَكَبِّرُوْا وَصَلُّوْا وَتَصَدَّقُوْا۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

(بخاری ابواب الکسوف باب اصدقة فی الکسوف ج 1 ص 142 مسلم کتاب الکسوف فصل فی صلوٰة الکسوف رکعتان الخ ج 1 ص 295)

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں ان میں کسی کی موت اور حیات کی وجہ سے گہن نہیں لگتا۔ پس جب تم گہن دیکھو تو اللہ کو یاد کرو اور اس کی بڑائی بیان کرو اور نماز پڑھو اور صدقہ ادا کرو۔ اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے روایت کیا۔

1014- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ وَلٰكِنَّهُمَا اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللهِ فَإِذَا رَاَيْتُمُوْهُمَا فَصَلُّوْا۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ سورج اور چاند میں کسی کی موت اور حیات کی وجہ سے گہن نہیں لگتا لیکن وہ تو اللہ تعالیٰ ں نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں پس جب تم گہن دیکھو تو نماز پڑھو' اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے روایت کیا۔

(بخاری ابواب الکسوف باب الصلوٰة فی کسوف الشمس ص 142' مسلم کتاب الکسوف فصل صلوٰة الکسوف رکعتان۔الخ ج 1 ص 299)

1015- وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزِعًا يَّخْشٰى اَنْ تَكُوْنَ السَّاعَةُ فَاَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى بِاَطْوَلِ قِيَامٍ وَّرُكُوْعٍ وَّسُجُوْدٍ مَّا رَاَيْتُهٗ قَطُّ يَفْعَلُهٗ وَقَالَ هٰذِهِ الْاٰيَاتُ الَّتِيْ يُرْسِلُ اللهُ لَا تَكُوْنُ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ وَلٰكِنْ (يُخَوِّفُ اللهُ بِهٖ عِبَادَهٗ) فَإِذَا رَاَيْتُمْ شَيْئًا مِّنْ ذٰلِكَ فَافْزَعُوْا اِلٰى ذِكْرِهٖ وَدُعَائِهٖ وَاسْتِغْفَارِهٖ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔ (بخاری ابواب الکسوف باب الذکر فی الکسوف ج 1 ص 145' مسلم کتاب

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں سورج میں گہن لگا تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گھبرا کر اٹھے اس خوف سے قیامت آ گئی۔ پس آپ مسجد تشریف لائے تو قیام رکوع اور سجود اتنا لمبا کیا کہ میں نے کبھی بھی آپ کو ایسا کرتے ہوئے نہیں دیکھا تھا اور فرمایا یہ نشانیاں اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے یہ کسی کی موت اور حیات کی وجہ سے نہیں ہوتیں لیکن اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے پس جب تم ان میں سے کچھ دیکھو تو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس سے دعا مانگنے اور اس سے بخشش طلب کرنے کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ اس کو

الکسوف فصل صلوٰۃ الکسوف رکعتان۔ الخ ج 1 ص 299)

1016- وَعَنْ اَسْمَاءَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا قَالَتْ لَقَدْ اَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَتَاقَةِ فِیْ کُسُوْفِ الشَّمْسِ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے روایت کیا۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے چاند گرہن کے موقع پر غلام آزاد کرنے کا حکم دیا۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

(بخاری ابواب الکسوف باب من احب العتاقۃ فی کسوف الشمس ج 1 ص 144)

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاویٰ رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

نمازِ کسوف واجب ہے یا سنّت؟ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اصل (مبسوط) میں جو تحریر فرمایا ہے اس سے عدمِ وجوب کا پتا چلتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: "قیامِ رمضان اور نمازِ کسوف کے علاوہ کوئی نمازِ نفل باجماعت نہ ادا کی جائے گی"۔ اور حسن بن زیاد نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے سورج گہن کے بارے میں فرمایا ہے کہ "لوگ اگر چاہیں تو دو ۲ رکعت پڑھیں، چاہیں تو چار پڑھیں اور چاہیں تو زیادہ پڑھیں" اور تخییر نوافل ہی میں ہوتی ہے اور ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ نماز کسوف واجب ہے اس لئے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے (اس کے بعد حدیثِ کسوف ذکر کی ہے رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے) نماز ادا کرو یہاں تک کہ سورج روشن ہوجائے۔ اور حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: "تو جب تم اسے دیکھو تو کھڑے ہوجاؤ اور نماز پڑھو"۔ اور مطلق امر وجوب کیلئے ہوتا ہے۔ اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا اسے نفل کے نام سے ذکر کرنا وجوب کی نفی نہیں کرتا اس لئے کہ نفل کا معنی "زائد" ہے، اور ہر واجب مقررہ فرائض سے زائد ہی ہے۔ دیکھ لیجئے کہ انہوں نے نمازِ کسوف کو قیامِ رمضان کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ یہ نماز تراویح ہے جو سنّتِ مؤکدہ ہے اور سنّتِ مؤکدہ واجب کا معنیٰ رکھتی ہے اور حسن بن زیاد کی روایت سے بھی وجوب کی نفی نہیں ہوتی اس لئے کہ تخییر واجبات میں بھی ہوتی ہے جیسے باری تعالیٰ کے اس ارشاد میں ہے: "تو اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا دینا ہے جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو اس میں سے متوسط قسم کا کھانا یا دس مسکینوں کو کپڑا دینا یا ایک بردہ آزاد کرنا"۔ ملک العلماء قدس سرہ کا کلام ختم ہوا۔

(بدائع الصنائع صلوٰۃ الکسوف ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۲۸۰) (الفتاوی الرضویۃ، ج ۳، ص ۷۶ ۴)

بَابُ صَلٰوةِ الْكُسُوْفِ بِخَمْسِ رُكُوْعَاتٍ فِیْ كُلِّ رَكْعَةٍ

نماز کسوف کی ہر رکعت میں پانچ رکوع کا بیان

1017- عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ انْکَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے زمانے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِهِمْ فَقَرَأَ سُوْرَةً مِّنَ الطُّوَلِ وَرَكَعَ خَمْسَ رَكْعَاتٍ وَّسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ الثَّانِيَةَ فَقَرَأَ سُوْرَةً مِّنَ الطُّوَلِ وَرَكَعَ خَمْسَ رَكْعَاتٍ وَّسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ كَمَا هُوَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ يَدْعُوْ حَتّٰى انْجَلٰى كُسُوْفُهَا. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَفِيْ اِسْنَادِهٖ لِيْنٌ. (ابو داؤد کتاب الکسوف باب من قال اربع رکعات ج 1 ص 167)

میں سورج میں گہن لگا تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھائی تو آپ نے طویل سورتوں میں سے ایک سورت پڑھی اور پانچ رکوع اور دو سجدے کئے پھر دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوئے تو طویل سورتوں میں سے ایک سورت پڑھی اور پانچ رکوع اور دو سجدے کئے پھر آپ جیسے قبلہ کی طرف بیٹھے ہوئے تھے ویسے ہی دعا فرماتے کیا اور اس کی سند میں کمزوری ہے۔

مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

سورۂ حجرات سے بروج تک کی سورتیں طوال یا طول کہلاتی ہیں، حضرت اُبی ابن کعب کا یہ فرمانا اندازے سے ہے نہ کہ سن کر اسی لیے آپ نے سورۃ کا نام نہیں لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت تو آہستہ تھی جیسا کہ پہلے گزر چکا، یعنی اتنی لمبی رکعت ادا کی کہ شاید طوال کی سورۃ پڑھی۔

اس حدیث میں فی رکعت پانچ رکوع ثابت ہوئے۔ چار، تین، دو، ایک کی روایتیں گزر چکیں۔ ان احادیث میں مطابقت ناممکن ہے اسی لیے ایک رکوع کی روایت قابل عمل ہے۔ خیال رہے کہ نماز گرہن کے بعد دعا مانگنا بھی سنت ہے، بیٹھ کر مانگے یا کھڑے ہو کر قبلہ رو ہو یا قوم کی طرف رخ کرے، امام دعا مانگے لوگ آمین کہیں گے، کھڑے ہو کر دعا مانگے، لاٹھی یا کمان پر ٹیک لگانا بہتر ہے۔ (فتح القدیر وغیرہ) (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۶۷)

1018- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَرَكَعَ خَمْسَ رَكَعَاتٍ وَّسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَا صَلَّاهَا اَحَدٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرِيْ. رَوَاهُ ابْنُ جَرِيْرٍ وَّصَحَّحَهٗ.

حضرت عبدالرحمٰن ابن ابو لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سورج میں گہن لگا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھائی اور (اس میں) پانچ رکوع اور دو سجدے کئے پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا پھر سلام پھیر کر فرمایا کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے بعد میرے علاوہ کسی نے یہ نماز نہیں پڑھی۔ اس کو ابن جریر نے روایت کیا اور صحیح قرار دیا۔

1019- وَعَنِ الْحَسَنِ قَالَ نُبِّئْتُ اَنَّ الشَّمْسَ كَسَفَتْ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِالْكُوْفَةِ فَصَلّٰى

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے خبر دی گئی کہ سورج میں گہن لگا اور حضرت علی رضی اللہ

بِهِمْ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ خَمْسَ رَكْعَاتٍ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ عِنْدَ الْخَامِسَةِ ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ خَمْسَ رَكْعَاتٍ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ عِنْدَ الْخَامِسَةِ قَالَ عَشْرُ رَكْعَاتٍ وَاَرْبَعُ سَجَدَاتٍ. رَوَاهُ ابْنُ جَرِيْرٍ. قَالَ النِّيْمَوِيُّ اِتِّصَالُ الْحَسَنِ بِعَلِيٍّ ثَابِتٌ بِوُجُوْهٍ لٰكِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْ هٰذِهِ الْوَاقِعَةَ عَلٰى مَا يَقْتَضِيْهِ قَوْلُهُ نُبِّئْتُ.

تعالٰی عنہ کوفہ میں تھے تو حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے لوگوں کو پانچ رکوع کے ساتھ نماز پڑھائی پھر پانچوں رکوع کے وقت دو سجدے کئے پھر کھڑے ہوئے تو پانچ رکوع کئے اور پانچوں رکوع کے وقت دو سجدے کئے۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ آپ نے دس رکوع اور چار سجدے کئے اس کو ابن جریر نے روایت کیا۔ علامہ نیموی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ملاقات حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ساتھ کئی وجوہ سے ثابت ہے لیکن وہ اس واقع میں حاضر نہیں تھے جیسا کہ آپ کا قول نُبِّئْتُ اس کا تقاضا کرتا ہے۔

بَابُ كُلِّ رَكْعَةٍ بِاَرْبَعِ رُكُوْعَاتٍ

ہر رکعت چار رکوعوں کے ساتھ

1020- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ صَلّٰى فِيْ كُسُوْفٍ قَرَاَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَاَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَاَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَاَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ قَالَ وَالْاُخْرٰى مِثْلَهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّاٰخَرُوْنَ وَفِيْ رِوَايَةٍ صَلّٰى ثَمَانَ رَكعاتٍ فِيْ اربعِ سَجَدَاتٍ.

(مسلم كتاب الكسوف فصل صلوٰة الكسوف ركعتان۔ الخ ج 1 ص 299)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلّم نے سورج گرہن میں نماز پڑھائی تو آپ نے قرأت کی پھر رکوع کیا پھر قرأت کی پھر رکوع کیا پھر قرأت رکوع کیا پھر رکوع کیا پھر سجدہ کیا۔ راوی فرماتے ہیں دوسری رکعت بھی اسی کی مثل پڑھی۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم نے روایت کیا ہے کہ آپ نے آٹھ رکوع کئے اور چار سجدے کئے۔

مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی دو رکعتیں پڑھائیں ہر رکعت میں چار رکوع اور دو سجدے انہی حضرت ابن عباس کی دو رکوعوں والی روایت اس سے پہلے گزر گئی۔ ان کی احادیث میں تعارض ہے، لہٰذا کوئی روایت قابل عمل نہیں جیسا کہ تعارض میں ہوتا ہے۔ خیال رہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں صرف ایک بار سورج گرہن ہوا ہے اور ایک ہی بار چاند گرہن اس لیے۔

نہیں کہا جاسکتا کہ یہ مختلف واقعوں کا ذکر ہے ان میں کوئی تاویل نہیں ہو سکتی۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۷۱)

1021۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُسِفَتِ الشَّمْسُ فَصَلّٰى عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لِلنَّاسِ فَقَرَأَ يٰسٓ اَوْنَحْوَهَا ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِّنْ قَدْرِ السُّوْرَةِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ فَقَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ثُمَّ قَامَ قَدْرَ السُّوْرَةِ يَدْعُوْ وَيُكَبِّرُ ثُمَّ رَكَعَ قَدْرَ قِرَآءَتِهٖ اَيْضًا ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ثُمَّ قَامَ اَيْضًا قَدْرَ السُّوْرَةِ ثُمَّ رَكَعَ قَدْرَ ذٰلِكَ اَيْضًا حَتّٰى صَلّٰى اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ اِلَى الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ فَفَعَلَ كَفِعْلِهٖ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى ثُمَّ جَلَسَ يَدْعُوْ وَيَرْغَبُ حَتّٰى انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ حَدَّثَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذٰلِكَ فَعَلَ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔ (مسند احمد ج1 ص143)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سورج میں گہن لگا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی تو آپ نے سورۃ یٰسین یا اس کی مثل کوئی سورت پڑھی پھر آپ نے سورت کی مقدار رکوع کیا پھر اپنا سر اٹھا کر سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہا پھر سورت کی مقدار کھڑے ہو کر دعا مانگی اور تکبیر کہتے رہے پھر رکوع بھی سورت کی مقدار کیا پھر سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہا پھر سورت کی مقدار قیام کیا۔ پھر رکوع بھی اسی مقدار کیا حتیٰ آپ نے چار رکوع کئے پھر سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہا پھر سجدہ کیا پھر دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوئے تو ایسا ہی عمل کیا جیسا کہ آپ نے پہلی رکعت میں کیا پھر آپ بیٹھ کر دعا مانگتے رہے اور رغبت دلاتے رہے حتیٰ کہ سورج روشن ہو گیا پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایسا ہی کیا اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت اور اس کی سند صحیح ہے۔

بَابُ ثَلَاثِ رُكُوْعَاتٍ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ

ہر رکعت میں تین رکوع کا بیان

1022۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ مَاتَ اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّاسُ اِنَّمَا انْكَسَفَتْ لِمَوْتِ اِبْرَاهِيْمَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ سِتَّ رَكَعَاتٍ بِاَرْبَعِ سَجَدَاتٍ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے زمانے میں جس دن آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہوئے تو سورج میں گہن لگا تو لوگوں نے کہا کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کی وجہ سے سورج میں گہن لگا ہے تو نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ چھ رکوع چار

(مسلم کتاب الکسوف فصل صلوۃ الکسوف رکعتان۔ سجدوں کے ساتھ الحدیث' اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ
المرجع ج ا ص 297) علیہ نے روایت کیا۔

مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

حضرت ابراہیم ذی الحجہ ۸ھ میں مدینہ پاک میں پیدا ہوئے، سولہ ۱۶ یا اٹھارہ مہینے زندہ رہے اور منگل کے دن دس ربیع الاول یا جمادی الاول ۱۰ھ میں وفات پائی، اس دن سورج کو گرہن لگا۔ (لمعات ومرقات) اس سے معلوم ہوا کہ ریاضی والوں کا یہ کہنا غلط ہے کہ سورج گرہن چاند کی ۲۷، ۲۸ یا ۲۹ ہی ہوسکتا ہے۔

یعنی دو رکعتیں پڑھائیں جس کی ہر رکعت میں تین رکوع اور دو سجدے کیے۔ اس سے پہلے گزر چکا کہ ہر رکعت میں دو رکوع تھے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۱۰)

1023- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى سِتَّ رَكَعَاتٍ فِيْ اَرْبَعِ سَجَدَاتٍ۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔ (نسائی کتاب الکسوف باب کیف صلوۃ الکسوف ج 1 ص 215' مسند احمد عن جابر ج 3 ص 318)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے (نماز کسوف) میں چھ رکوع اور چار سجدے کئے اس کو امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

1024- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ صَلّٰى فِيْ كُسُوْفٍ فَقَرَاَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَاَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَاَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ وَالْاُخْرٰى مِثْلَهَا۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهٗ۔ (ترمذی ابواب صلوۃ الکسوف باب فی صلوۃ الکسوف ج 1 ص 125)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے سورج گرہن میں نماز پڑھائی تو آپ نے قرأت فرمائی پھر رکوع کیا پھر قرأت فرمائی پھر قرأت کی پھر رکوع فرمایا پھر سجدہ کیا اور دوسری رکعت بھی اسی کی مثل ادا کی۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا اور صحیح قرار دیا۔

مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

خسوف یا خسف کے معنی ہیں دھنس جانا، اہل عرب کہتے ہیں "خَسَفَتِ الْعَيْنُ فِي الرَّاْسِ" آنکھ سر میں دھنس گئی اور کہا جاتا ہے "خَسَفَ الْقَارُوْنُ فِي الْاَرْضِ" قارون زمین میں دھنس گیا، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ"۔ اب اصطلاح میں چاند گرہن کو خسوف اور سورج گرہن کو کسوف کہتے ہیں کیونکہ اس وقت چاند، سورج دھنسا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ خیال رہے کہ یہاں خسوف سے مطلقًا گرہن مراد ہے چاند کا ہو یا سورج کا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن کی نماز بھی پڑھی ہے اور چاند گرہن کی بھی کیونکہ ۵ھ میں چاند گرہن لگا تھا جمادی

الآخرہ میں جیسا کہ ابن حبان وغیرہ میں۔ نماز کسوف باجماعت ہوگی اور چاند گرہن کی نماز علیحدہ علیحدہ یہ دونوں نمازیں سنت ہیں، دو، دو رکعتیں ہیں عام نمازوں کی طرح پڑھی جائیں گی، ہاں ان میں قیام، رکوع وغیرہ بہت دراز ہوگا۔

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۰۵)

بَابُ کُلِّ رَکْعَۃٍ بِرُکُوْعَیْنِ

ہر رکعت میں دو رکوع

1025۔ عَنْ عَائِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِیْ حَیَاۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ اِلَی الْمَسْجِدِ فَصَفَّ النَّاسُ وَرَائَہٗ فَکَبَّرَ فَاقْتَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قِرَائَۃً طَوِیْلَۃً ثُمَّ کَبَّرَ فَرَکَعَ رُکُوْعًا طَوِیْلًا ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ فَقَامَ وَلَمْ یَسْجُدْ وَقَرَأَ قِرَائَۃً طَوِیْلَۃً ھِیَ اَدْنٰی مِنَ الْقِرَائَۃِ الْاُوْلٰی ثُمَّ کَبَّرَ وَرَکَعَ رُکُوْعًا طَوِیْلًا وَّھُوَ اَدْنٰی مِنَ الرُّکُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَالَ فِی الرَّکْعَۃِ الْاٰخِرَۃِ مِثْلَ ذٰلِکَ فَاسْتَکْمَلَ اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ فِیْ اَرْبَعِ سَجَدَاتٍ وَّانْجَلَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ یَّنْصَرِفَ۔ رَوَاہُ الشَّیْخَانِ۔

نبی اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی زوجہ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی حیات مبارکہ میں سورج میں گہن لگا تو آپ مسجد تشریف لائے اور لوگوں نے آپ کے پیچھے صفیں باندھیں تو رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے تکبیر کہہ کر لمبی قرأت کی پھر تکبیر کہہ کر طویل رکوع کیا پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر کھڑے رہے اور سجدہ نہ کیا اور طویل قرأت کی یہ پہلی قرأت سے کم تھی پھر تکبیر کہہ کر لمبا رکوع کیا جو کہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ کہا پھر سجدہ کیا پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا تو آپ نے چار سجدوں کے ساتھ نماز مکمل فرمائی اور آپ کے نماز سے فارغ ہونے سے پہلے سورج روشن ہوگیا۔ اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے روایت کیا۔

(بخاری ابواب الکسوف باب خطبۃ الامام فی الکسوف ج 1 ص142' مسلم کتاب الکسوف فصل صلوٰۃ الکسوف رکعتان۔ الخ ج 1 ص296)

مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی اندازاً اتنا قیام۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرأت آہستہ تھی ورنہ آپ قیام کا اندازہ نہ لگاتے کسی صحابی سے پوچھ لیتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کون سی سورۃ پڑھی۔

یہاں دونوں جگہ سجدے مراد ہیں جو عام طور پر نماز کی ہر رکعت میں کیے جاتے ہیں لہٰذا اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ نے ایک سجدہ کیا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھیں اور ہر رکعت میں دو رکوع اور دو سجدے کیے، دو رکوع کی

...بھی ... جلی۔

یعنی گرہن کا پورا وقت لمبی نماز میں گزار دو یا اگر وقت کچھ بچ رہتا تو دعائیں گزارتے۔

...اس کا ... حدیث شریف میں اس جہالت کے عقیدہ کا رد ہے جو اہل عرب میں پھیلا ہوا تھا اور اتفاقاً اس دن حضرت ابراہیم کا انتقال بھی ہوا تھا اس سے ان کے خیالات میں اور پختگی ہونے کا اندیشہ تھا اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا۔ ...اگر نصف النہار کا وقت نہ ہو تو نماز گرہن پڑھو ورنہ تسبیح، تکبیر، استغفار اور باقی ذکر کرو۔ سبحان اللہ! کیا جامع کلام ہے۔ (مرآۃ ... ج ۲ ص ۴۰۷)

1026- وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ قَالَ انْخَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مَعَهٗ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا نَحْوًا مِنْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلّم کے زمانے میں سورج میں گہن لگا تو آپ نے سورۃ بقرہ کی قرأت کی مثل طویل قیام فرمایا پھر طویل رکوع کیا پھر سر مبارک اٹھا کر طویل قیام کیا جو کہ پہلے قیام سے کم تھا۔ پھر طویل رکوع کیا جو کہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر آپ نے سجدہ کیا پھر طویل قیام کیا جو پہلے قیام سے کم تھا۔ پھر طویل رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر آپ نے سر مبارک اٹھایا تو طویل قیام فرمایا جو کہ پہلے قیام سے کم تھا۔ پھر طویل رکوع کیا جو کہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر سجدہ کیا پھر نماز سے فارغ ہوئے تو سورج روشن ہو چکا تھا۔ اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما نے روایت کیا۔

(بخاری ابواب الکسوف باب صلوٰۃ الکسوف جماعۃ ج 1 ص 143، مسلم کتاب الکسوف فصل صلوٰۃ الکسوف رکعتان ج 1 ص 298)

1027- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُسِفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَوْمٍ شَدِيْدِ الْحَرِّ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلّم کے زمانے میں ایک سخت گرمی والے دن سورج میں گہن لگا تو رسول

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَصْحَابِهِ فَأَطَالَ الْقِيَامَ حَتّٰى جَعَلُوْا يَخِرُّوْنَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَصَنَعَ نَحْوًا مِّنْ ذٰلِكَ فَكَانَتْ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَّأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَحْمَدُ وَأَبُوْدَاوٗدَ۔

اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھائی تو طویل قیام کیا حتی کہ لوگ گرمی کی شدت سے بیہوش ہو کر گرنے لگے پھر آپ نے طویل رکوع کیا پھر دو سجدے کئے پھر کھڑے ہو کر اسی کی مثل عمل فرمایا پس یہ (دو رکعتوں میں) چار رکوع اور چار سجدے ہوئے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابو داؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

(مسلم کتاب الکسوف فصل صلوٰۃ الکسوف رکعتان۔ الخ ج 1 ص 297' مسند احمد ج 3 ص 374' ابو داؤد کتاب الکسوف باب من قال اربع رکعات ج 1 ص 167)

بَابُ كُلِّ رَكْعَةٍ بِرُكُوْعٍ وَّاحِدٍ

ہر رکعت میں ایک رکوع

1028۔ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجُرُّ رِدَاءَهٗ حَتّٰى دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلْنَا فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وزاد كما تصلون وَابْنُ حِبَّانَ وَقَالَ رَكْعَتَيْنِ مثل صلٰوتكم۔

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس تھے تو سورج میں گہن لگ گیا تو رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم اپنی چادر مبارک گھسیٹتے ہوئے اٹھے اور مسجد میں تشریف لائے تو ہم بھی مسجد میں داخل ہوئے تو آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور نسائی نے یہ الفاظ زائد روایت کئے ہیں جیسا کہ تم نماز پڑھتے ہو اور ابن حبان نے فرمایا تمہاری نماز کی مثل دو رکعتیں پڑھائیں۔

(بخاری ابواب الکسوف باب الصلوٰۃ فی کسوف الشمس ج 1 ص 141' نسائی کتاب الکسوف باب کیف صلوٰۃ الکسوف ج 1 ص 221' صحیح ابن حبان باب صلوٰۃ الکسوف ج 5 ص 215 رقم الحدیث: 2826)

1029۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا أَرْمِيْ بِأَسْهُمِيْ فِيْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذِ انْكَسَفَتِ

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی حیات مبارکہ میں میں تیر اندازی کر رہا تھا کہ اچانک

الشَّمْسُ فَنَبَذْتُهُنَّ وَقُلْتُ لَاَنْظُرَنَّ اِلٰى مَا يَحْدُثُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ انْكِسَافِ الشَّمْسِ الْيَوْمَ فَانْتَهَيْتُ اِلَيْهِ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ يَدْعُوْ وَيُكَبِّرُ وَيَحْمَدُ وَيُهَلِّلُ حَتّٰى جُلِيَ عَنِ الشَّمْسِ فَقَرَاَ سُوْرَتَيْنِ وَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالنَّسَائِيُّ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَاَرْبَعَ سَجَدَاتٍ.

(مسلم كتاب الكسوف فصل صلوٰة الكسوف ركعتان ج1ص299' نسائی كتاب الكسوف باب التسبيح و التكبير والدعاعندكسوف الشمس ج1ص213)

سورج میں گہن لگا تو میں نے تیروں کو پھینکا اور سوچا کہ میں ضرور دیکھوں گا کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم سورج گرہن کے موقع پر کیا کرتے ہیں پس میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس حال میں کہ آپ اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھائے دعا کر رہے تھے تکبیر و تہلیل کہہ رہے تھے حتیٰ کہ سورج روشن ہوگیا تو آپ نے دوسورتیں پڑھیں اور دو رکعت نماز پڑھائی۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور نسائی نے یہ الفاظ زائد روایت کئے کہ آپ نے دو رکعتیں پڑھائیں اور چار سجدے کئے۔

مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

آپ کی کنیت ابو سعید انجعی ہے، آپ عبدالشمس ابن عبد مناف کی اولاد سے ہیں، آپ کا اصلی نام عبدالکعبہ تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمان رکھا، خلافت عثمانیہ میں بجستان اور کابل آپ ہی نے فتح کیا۔ (اشعۃ اللمعات) فتح مکہ کے دن ایمان لائے، بصرہ میں قیام رہا، ۵۱ھ میں وفات پائی۔ (اکمال)

یعنی آپ اس وقت کیا کر رہے ہیں تاکہ میں خود بھی وہ عمل کیا کروں اور لوگوں کو تبلیغ بھی کروں۔

یعنی زیر ناف ہاتھ باندھے کیونکہ اس وقت ہاتھ چھوٹے اور لٹکے ہوئے نہیں ہوتے بلکہ اٹھے اور بندھے ہوئے ہوتے ہیں یا صلوٰۃ بمعنی دعا ہے، یعنی آپ نماز سے فارغ ہو چکے تھے یا تیاری نماز میں تھے، ہاتھ اٹھائے دعا مانگ رہے تھے ورنہ نماز گرہن کے قیام میں ہاتھ اٹھانے کا کوئی موقع نہیں اور نہ یہ کسی کا مذہب ہے۔

یعنی پوری کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ نے نماز گرہن میں دیر تک تسبیح و تہلیل وغیرہ کی، پھر سورۃ فاتحہ وغیرہ پڑھ کر رکوع سجدہ وغیرہ کر کے سلام پھیر دیا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر رکعت میں ایک ہی رکوع اور دو سجدے کیے، نماز کو زیادہ رکوعوں سے دراز نہیں کیا، بلکہ زیادہ ذکروں سے، یہ حدیث بھی امام اعظم کی دلیل ہے۔

یعنی مصابیح میں بجائے عبدالرحمن کے جابر ہے، میں نے درست کر کے مشکوٰۃ میں عبدالرحمن کر دیا۔ اس جگہ مرقاۃ نے ترمذی، بخاری و ابوداؤد، نسائی اور حاکم کی احادیث بروایت ابن عمر، عبداللہ ابن عمر، سمرہ ابن جندب، نعمان ابن بشیر، قبیصہ ہلالی، ابی بکرہ وغیرہم سے بہت احادیث نقل کیں، جن میں نماز گرہن کی ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدوں کا ذکر ہے اور فرمایا کہ چند رکوع والی احادیث مضطرب متعارض ہیں۔ ہم وہ تفصیل یہاں چھوڑتے ہیں اگر کسی کو شوق ہو تو اس جگہ مرقاۃ کا

مطالعہ کرے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۲ ص ۴۱۲)

1030۔ وَعَنْ قَبِيْصَةَ الْهِلَالِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ فَزِعًا يَجُرُّ ثَوْبَهٗ وَاَنَا مَعَهٗ يَوْمَئِذٍ بِالْمَدِيْنَةِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَاَطَالَ فِيْهِمَا الْقِيَامَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَانْجَلَتْ فَقَالَ هٰذِهِ الْاٰيَاتُ يُخَوِّفُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ بِهَا فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهَا فَصَلُّوْا كَاَحْدَثِ صَلٰوةٍ صَلَّيْتُمُوْهَا مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔ (ابو داؤد کتاب الکسوف باب من قال اربع رکعات ج 1 ص 168' نسائی کتاب الکسوف باب کیف صلوٰۃ الکسوف ج 1 ص 219)

حضرت قبیصہ ہلالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے زمانے میں سورج میں گہن لگا تو رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم خوفزدہ ہوکر اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے نکلے اور میں اس دن مدینہ میں آپ کے ساتھ تھا تو آپ نے دو رکعتیں پڑھائیں پس آپ نے ان میں طویل قیام فرمایا پھر نماز سے فارغ ہوئے تو سورج روشن ہو چکا تھا تو آپ نے فرمایا یہ نشانیاں ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ ڈراتا ہے پس جب تم اسے دیکھو تو اپنی اس فرض نماز کی طرح نماز پڑھو جو ابھی تم نے پڑھی ہے اس کو ابوداؤد اور نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

1031۔ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا اَنَا وَغُلَامٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ نَرْمِيْ غَرَضَيْنِ لَنَا حَتّٰى اِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ قِيْدَ رُمْحَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةٍ فِيْ عَيْنِ النَّاظِرِ مِنَ الْاُفُقِ اسْوَدَّتْ حَتّٰى اٰضَتْ كَاَنَّهَا تَنُّوْمَةٌ فَقَالَ اَحَدُنَا لِصَاحِبِهٖ اِنْطَلِقْ بِنَا اِلَى الْمَسْجِدِ فَوَ اللهِ لَيُحْدِثَنَّ شَاْنُ هٰذِهِ الشَّمْسِ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اُمَّتِهٖ حَدَثًا قَالَ فَدُفِعْنَا فَاِذَا هُوَ بَارِزٌ فَاسْتَقْدَمَ فَصَلّٰى فَقَامَ بِنَا كَاَطْوَلِ مَا قَامَ بِنَا فِيْ صَلٰوةٍ قَطُّ لَا نَسْمَعُ لَهٗ صَوْتًا قَالَ ثُمَّ رَكَعَ بِنَا كَاَطْوَلِ مَا رَكَعَ بِنَا فِيْ صَلٰوةٍ قَطُّ لَا نَسْمَعُ لَهٗ صَوْتًا قَالَ ثُمَّ سَجَدَ بِنَا

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں اور انصار کا ایک لڑکا اپنے اپنے نشانہ پر تیر اندازی کررہے تھے حتیٰ کہ سورج دو یا تین نیزوں کے برابر ہوگیا اور دیکھنے والے کی نظر میں افق سے وہ سیاہ ہو کر تنوعہ گھاس کی طرح ہوگیا تو ہم میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا ہمارے ساتھ مسجد چل خدا کی قسم سورج کی یہ حالت ضرور رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی امت کے بارے میں کوئی نئی بات پیدا کریگی۔ ہم جارہے تھے پس اچانک آپ تشریف لے آئے اور آگے بڑھ کر ہمیں نماز پڑھائی پس آپ نے نماز میں ہمارے ساتھ اتنا طویل قیام کیا کہ کبھی کسی نماز میں نہیں کیا تھا۔ لیکن ہم آپ کی آواز نہیں سن رہے تھے

كَأَطْوَلِ مَا سَجَدَ بِنَا فِي صَلٰوةٍ قَطُّ لَا نَسْمَعُ لَهٗ صَوْتًا ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

(ابو داؤد کتاب الکسوف باب من قال اربع رکعات ج 1 ص 168، نسائی کتاب الکسوف باب کیف صلوٰۃ الکسوف ج 1 ص 218)

پھر آپ نے ہمارے ساتھ اتنا طویل رکوع کیا جو کہ کسی نماز میں کیا تھا (لیکن) ہم آپ کی آواز نہیں سن رہے تھے پھر آپ نے ہمارے ساتھ اتنا طویل سجدہ کیا کہ کسی نماز میں نہیں کیا تھا۔ لیکن ہم آپ کی آواز بالکل نہیں سن رہے تھے۔ پھر آپ نے دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا اس کو ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا۔ اور اس کی سند صحیح ہے۔

1032- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكَدْ يَرْكَعُ ثُمَّ رَكَعَ فَلَمْ يَكَدْ يَرْفَعُ ثُمَّ رَفَعَ فَلَمْ يَكَدْ يَسْجُدُ ثُمَّ سَجَدَ فَلَمْ يَكَدْ يَرْفَعُ ثُمَّ رَفَعَ فَلَمْ يَكَدْ يَسْجُدُ ثُمَّ سَجَدَ فَلَمْ يَكَدْ يَرْفَعُ ثُمَّ رَفَعَ وَفَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ وَاٰخَرُوْنَ وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔ (ابو داؤد کتاب الکسوف باب من قال یرکع رکعتین ج 1 ص 169)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے زمانے میں سورج میں گہن لگا تو رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو قریب نہ تھا کہ آپ رکوع کرتے پھر آپ نے رکوع کیا تو قریب نہ تھا کہ رکوع سے اپنا سر اٹھاتے پھر آپ نے رکوع سے اپنا سر مبارک اٹھایا تو قریب نہ تھا کہ آپ سجدہ کرتے پھر آپ نے سجدہ کیا تو قریب نہ تھا کہ آپ سجدہ سے اپنا سر مبارک اٹھاتے پھر آپ نے سجدہ سے سر مبارک اٹھایا تو قریب نہ تھا کہ (دوسرا) سجدہ کرتے پھر آپ نے سجدہ کیا اور قریب نہ تھا کہ سجدہ سے اپنا سر انور اٹھاتے پھر آپ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا۔ اس کو ابوداؤد اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

1033- وَعَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيْمُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا كَسَفَتِ الشَّمْسُ لِمَوْتِ

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جس دن رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہوئے تو سورج میں گہن لگا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا

اِبْرَاهِيْمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اَلَا وَاِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهَا كَذٰلِكَ فَافْزَعُوْا اِلَى الْمَسَاجِدِ ثُمَّ قَامَ فَقَرَاَ فِيْمَا نَرٰى بَعْضَ الٓرٰ كِتٰبٌ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ اعْتَدَلَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَفَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ فِي الْاُوْلٰى۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

(مسند احمد ج5 ص428)

کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت کی وجہ سے سورج میں گہن لگا ہے تو رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں اور بے شک ان میں کسی کی موت اور زندگی کی وجہ سے گہن نہیں لگتا۔ پس جب تم ان دونوں کو اس حالت میں دیکھو تو مسجد کی طرف جاؤ؟ پھر آپ نے قیام فرمایا تو ہمارے خیال میں آپ نے الرٰ کتٰب کا کچھ حصہ تلاوت فرمایا۔ پھر آپ نے رکوع کیا پھر آپ سیدھے کھڑے ہوئے پھر آپ نے دو سجدے کئے پھر آپ کھڑے ہوئے تو دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا جس طرح آپ نے پہلی رکعت میں کیا۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

1034- وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْ كُسُوْفِ الشَّمْسِ نَحْوًا مِّنْ صَلٰوتِكُمْ يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَآئِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔ (مسند احمد ج4 ص271، نسائی کتاب الکسوف باب کیف صلوٰۃ الکسوف ج1 ص220)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے سورج گرہن میں نماز پڑھائی جیسا کہ تم رکوع اور سجود کرتے ہوئے نماز پڑھتے ہو اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

1035- وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا خُسِفَتِ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ فَصَلُّوْا كَاَحْدَثِ صَلٰوةٍ صَلَّيْتُمُوْهَا۔ رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ وَزَادَ فِيْ رِوَايَةٍ مِّنَ الْمَكْتُوْبَةِ وَاِسْنَادُهُمَا صَحِيْحٌ۔ (نسائی کتاب الکسوف باب کیف صلوٰۃ الکسوف ج1 ص219)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ جب سورج اور چاند میں گہن لگے تو اس فرض نماز کی طرح نماز پڑھو جو تم نے ابھی پڑھی ہے۔ اس کو امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور ان کی سند حسن ہے۔

بَابُ الْقِرَاءَةِ بِالْجَهْرِ فِيْ صَلٰوةِ الْكُسُوْفِ

نماز کسوف میں جہراً قرأت کرنے کا بیان

1036۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَهَرَ فِي الْخُسُوْفِ بِقِرَاءَتِهٖ فَصَلّٰى اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِيْ رَكْعَتَيْنِ وَاَرْبَعَ سَجَدَاتٍ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلّم نے نماز کسوف میں بلند آواز سے قرأت کی پس آپ نے دو رکعتوں میں چار رکوع اور چار سجدے کئے۔ اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما نے روایت کیا۔

(مسلم کتاب الکسوف فصل صلوٰۃ الکسوف رکعتان ج 1 ص 296' بخاری کتاب الکسوف باب الجهر بالقراۃ فی الکسوف ج 1 ص 145)

بَابُ الْاِخْفَاءِ بِالْقِرَاءَةِ فِيْ صَلٰوةِ الْكُسُوْفِ

نماز کسوف میں سراً قرأت کرنا

1037۔ عَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِهِمْ فِيْ كُسُوْفِ الشَّمْسِ لَا نَسْمَعُ لَهٗ صَوْتًا. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت سمرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلّم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سورج گہن میں نماز پڑھائی ہم آپ کی آواز نہیں سنتے تھے۔ اس کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(ترمذی ابواب صلوٰۃ الکسوف باب کیف القراۃ فی الکسوف ج 1 ص 126' ابو داؤد کتاب الکسوف باب من قال اربع رکعات ج 1 ص 168' نسائی کتاب الکسوف باب ترک الجهر فیها بالقراۃ ج 1 ص 222' ابن ماجۃ ابواب اقامۃ الصلوٰۃ باب ما جاء فی صلوٰۃ الکسوف ج 1 ص 91' مسند احمد ج 5 ص 14)

1038۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلَّيْتُ اِلٰى جَنْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ فَلَمْ اَسْمَعْ لَهٗ قِرَاءَةً. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما روایت کرتے ہیں کہ جس دن سورج میں گہن لگا میں نے رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلّم کے پہلو میں نماز پڑھی تو میں نے آپ کی قرأت نہیں سنی۔ اس کو طبرانی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی ج 1 ص 240 رقم الحدیث: 11612)

گہن کی نماز

سورج گہن کی نماز سنت مؤکدہ اور چاند گہن کی نماز مستحب ہے سورج گہن کی نماز جماعت سے مستحب ہے اور تنہا تنہا بھی ہوسکتی ہے اگر جماعت سے پڑھی جائے تو خطبہ کے سوا جمعہ کی تمام شرطیں اس کے لئے شرط ہیں وہی شخص اس کی جماعت قائم کرسکتا ہے جو جمعہ کی جماعت قائم کرسکتا ہو اگر وہ نہ ہو تو لوگ تنہا تنہا پڑھیں چاہے گھر میں پڑھیں یا مسجد میں۔

(ردالمحتار، کتاب الصلوۃ، باب الکسوف، ج ۳، ص ۷۷۔ ۷۸)

مسئلہ:۔ گہن کی نماز نفل کی طرح دو رکعت لمبی لمبی سورتوں کے ساتھ پڑھیں پھر اس وقت تک دعا مانگتے رہیں کہ گہن ختم ہوجائے۔ (الدرالمختار، کتاب الصلوۃ، باب الکسوف، ج ۳، ص ۷۸)

مسئلہ:۔ گہن کی نماز میں نہ اذان ہے نہ اقامت، نہ بلند آواز سے قرأت۔

(الدرالمختار، کتاب الصلوۃ، باب الکسوف، ج ۳، ص ۷۸)

بَابُ صَلوٰةِ الْاِسْتِسْقَآءِ

1039- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَرَجَ يَسْتَسْقِي قَالَ فَحَوَّلَ اِلَى النَّاسِ ظَهْرَهٗ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ يَدْعُوْ ثُمَّ حَوَّلَ رِدَآئَهٗ ثُمَّ صَلّٰى لَنَا رَكْعَتَيْنِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وزاد البخاری جهر فِيْهِمَا بالقرآءة.

(بخاری ابواب الاستقاء باب کیف حول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ظهره الی الناس ج 1 ص 139، مسلم کتاب صلوٰۃ الاستسقاء ج 1 ص 293)

بارش طلب کرنے کے لئے نماز پڑھنا

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو دیکھا جس دن آپ بارش کی دعا مانگنے کے لئے تشریف لائے تو آپ نے لوگوں کی طرف اپنی پشت مبارک فرمائی اور قبلہ کی طرف منہ کرکے دعا مانگی پھر اپنی چادر مبارک پلٹ دی پھر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی۔ اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما نے روایت کیا اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے۔ ان دونوں رکعتوں میں جہراً قرأت فرمائی۔

مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یہ عبداللہ ابن زیاد ابن عاصم ابن مازنی انصاری ہیں، خود بھی صحابی ہیں اور والدین بھی صحابی، آپ بدر میں شریک نہ تھے، احد میں تھے، آپ نے وحشی کے ساتھ مل کر مسیلمہ کذاب کو قتل کیا، یہ عبداللہ ابن زیاد ابن عبدربہ نہیں ہیں جنہوں نے اذان خواب میں دیکھی تھی، وہ بھی انصاری ہیں مگر وہ بیعت عقبہ اور جنگ بدر وغیرہ میں شریک ہوئے۔ (مرقاۃ)

اس سے معلوم ہوا کہ نماز استسقاء نماز عید کی طرح جنگل میں پڑھی جائے باجماعت، اس میں قرأت بلند آواز سے ہو۔ بہتر یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ ق اور دوسری میں غاشیہ پڑھی جائے بعد میں خطبہ ہو، پھر قبلہ رخ ہو کر دعا مانگی جائے اور دعا میں اپنی چادر الٹی کی جائے کہ خدایا جیسے چادر کا رخ بدل گیا ایسے ہی موسم کا رخ بدل دے۔ یہ تمام چیزیں سنت ہیں، ہاں سنت مؤکدہ نہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی یہ نماز ادا کی ہے، کبھی صرف دعا مانگی۔ امام اعظم کے سنیت سے انکاری کا بھی یہی مطلب ہے۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر شریف چار گز لمبی اور دو گز ایک بالشت چوڑی تھی۔ جن روایات میں آیا ہے کہ آپ نے رکعت اول میں سات تکبیریں کہیں اور دوسری میں پانچ وہ سب ضعیف ہیں کیونکہ ان سب میں محمد ابن عبدالعزیز ابن عمر ابن عبدالرحمن ابن عوف ہے جسے بخاری نے منکر حدیث فرمایا اور نسائی نے متروک الحدیث کہا، ابوحاتم نے ضعیف الحدیث قرار دیا اسی لیے ان احادیث پر کسی نے عمل نہیں کیا، نماز استسقاء کی ہر رکعت میں ایک ایک ہی تکبیر ہوگی دیگر نوافل کی طرح۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۲۲)

1040- وَعَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمُصَلّٰى وَاسْتَسْقٰى وَحَوَّلَ رِدَآءَهٗ حِيْنَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَبَدَأَ بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَدَعَا۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔ (مسند احمد ج4 ص41)

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم عید گاہ تشریف لے گئے اور بارش کے لئے دعا کی اور اپنی چادر پلٹ دی جس وقت قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور خطبہ سے پہلے نماز سے آغاز کیا پھر قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر دعا فرمائی اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

اس حدیث میں صرف دو کاموں کا ذکر ہے: نیک فال کے لیئے اپنی اوڑھی ہوئی چادر الٹی کرنا تاکہ موسم کا حال الٹا ہوجائے، خشکی جائے تری آئے، گرانی جائے ارزانی آئے۔ دوسرے دعا مانگنا۔ معلوم ہوا کہ آپ نے نماز استسقاء نہ پڑھی، لہٰذا یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے کہ استسقاء میں نماز شرط نہیں صرف دعا سے بھی ہوسکتا ہے۔

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۲۷)

1041- وَعَنْهُ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَسْقٰى وَعَلَيْهِ خَمِيْصَةٌ لَّهٗ سَوْدَآءُ فَأَرَادَ أَنْ يَّأْخُذَ بِأَسْفَلِهَا فَيَجْعَلَهٗ أَعْلَاهَا فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ فَقَلَّبَهَا عَلَيْهِ الْأَيْمَنَ عَلَى

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے بارش کے لئے دعا فرمائی درانحالیکہ آپ پر سیاہ چادر تھی پس رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارادہ فرمایا کہ

الْأَيْسَرِ وَالْأَيْسَرَ عَلَى الْأَيْمَنِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ أَبُوْ دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ

(مسند احمد ج 4 ص 41، ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ جماع ابواب صلوٰۃ الاستسقاء۔ الخ ج 1 ص 164)

اس نے نچلے حصہ کو اوپر کر دو پر لیکن یہ آپ پر دشوار ہو گیا تو اس کی دائیں جانب کو بائیں جانب پر اور بائیں جانب کو دائیں جانب پر الٹ دیا۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابو داؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

1042- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا يَسْتَسْقِيْ فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ بِلَا أَذَانٍ وَّلَا إِقَامَةٍ ثُمَّ خَطَبَنَا وَدَعَا اللهَ وَحَوَّلَ وَجْهَهٗ نَحْوَ الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ ثُمَّ قَلَبَ رِدَاءَهٗ فَجَعَلَ الْأَيْمَنَ عَلَى الْأَيْسَرِ وَالْأَيْسَرَ عَلَى الْأَيْمَنِ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَآخَرُوْنَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ۔

(ابن ماجة ابواب اقامة الصلوٰة باب ما جاء في صلوٰۃ الاستسقاء، ص 91)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں جس دن رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے بارش کے لئے دعا مانگی تو آپ باہر تشریف لائے تو آپ نے ہمیں بغیر اذان اور اقامت کے دو رکعت نماز پڑھائی پھر آپ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اپنا چہرہ انور قبلہ کی طرف کیا درانحالیکہ آپ اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھائے ہوئے تھے۔ پھر اپنی چادر مبارک پلٹ دی اس کی دائیں طرف بائیں پر اور بائیں طرف دائیں پر رکھ دی اس کو ابن ماجہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

1043- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ شَكَا النَّاسُ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُحُوْطَ الْمَطَرِ فَأَمَرَ بِمِنْبَرٍ فَوُضِعَ لَهٗ فِي الْمُصَلّٰى وَوَعَدَ النَّاسَ يَوْمًا يَخْرُجُوْنَ فِيْهِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ بَدَا حَاجِبُ الشَّمْسِ فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَكَبَّرَ وَحَمِدَ اللهَ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ قَالَ إِنَّكُمْ شَكَوْتُمْ جَدْبَ دِيَارِكُمْ وَاسْتِئْخَارَ الْمَطَرِ عَنْ إِبَّانِ زَمَانِهٖ عَنْكُمْ وَقَدْ أَمَرَكُمُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ لوگوں نے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم سے بارشوں کے بند ہونے کی شکایت کی تو آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ممبر کا حکم دیا جو آپ کے لئے عیدگاہ میں رکھ دیا گیا اور آپ نے لوگوں سے ایک دن کا وعدہ کیا کہ وہ اس دن (گھروں سے) نکلیں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سورج نظر آنے لگا تو رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم باہر تشریف لائے تو ممبر پر بیٹھ کر تکبیر کہی اور اللہ عزوجل کی حمد کی پھر فرمایا کہ تم نے

اَنْ تَدْعُوْهُ وَوَعَدَكُمْ اَنْ يَّسْتَجِيْبَ لَكُمْ ثُمَّ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَآءُ اَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ قُوَّةً وَّبَلَاغًا اِلٰى حِيْنٍ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمْ يَزَلْ فِي الرَّفْعِ حَتّٰى بَدَآ بَيَاضُ اِبْطَيْهِ ثُمَّ حَوَّلَ اِلَى النَّاسِ ظَهْرَهٗ وَقَلَّبَ اَوْ حَوَّلَ رِدَآءَهٗ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ وَنَزَلَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَاَنْشَاَ اللّٰهُ سَحَابَةً فَرَعَدَتْ وَبَرَقَتْ ثُمَّ اَمْطَرَتْ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَلَمْ يَاْتِ مَسْجِدَهٗ حَتّٰى سَالَتِ السُّيُوْلُ فَلَمَّا رَاٰى سُرْعَتَهُمْ اِلَى الْكِنِّ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّاَنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ اِسْنَادُهٗ جَيِّدٌ۔ (ابو داؤد کتاب الصلوۃ باب رفع الیدین فی الاستسقاء ج1 ص165)

اپنے علاقوں کی خشک سالی اور بارش کے اپنے وقت سے مؤخر ہونے کی شکایت کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم اس سے دعا کرو اور اس نے تم سے وعدہ کیا ہے کہ وہ تمہاری دعا قبول فرمائے گا۔ پھر آپ نے یہ دعا فرمائی تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ نہایت رحم فرمانے والا بہت مہربان روز جزا کا مالک اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اے اللہ تو ہی اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو غنی ہے اور ہم محتاج ہیں ہم پر بارش نازل فرما جو ایک مدت تک ہمیں قوت اور فائدہ دے پھر آپ نے اپنے دونوں مبارک ہاتھ اٹھائے اور مسلسل اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کرتے رہے حتیٰ کہ آپ دونوں بغلوں کی سفیدی ظاہر ہوگئی پھر آپ نے لوگوں کی طرف اپنی پیٹھ مبارک پھیری اور اپنی چادر مبارک پلٹ دی درانحالیکہ کہ آپ اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھائے ہوئے تھے پھر آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ممبر سے اتر کر دو رکعتیں پڑھائی تو اللہ تعالیٰ نے بادل ظاہر فرمائے جن میں گرج اور چمک تھی پھر اللہ کے حکم سے بارش برسی آپ ابھی مسجد تک نہ پہنچے تھے کہ نالے بہہ پڑے پس جب آپ نے لوگوں کو تیزی سے اپنی نگاہوں کی طرف جاتے دیکھا تو آپ ہنسے حتیٰ کہ آپ کے مبارک دانت ظاہر ہوگئے پھر آپ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر اور بے شک میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند جید ہے۔

1044- وَعَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ كِنَانَةَ قَالَ أَرْسَلَنِي أَمِيرٌ مِّنَ الْأُمَرَاءِ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَسْأَلُهُ عَنِ الْإِسْتِسْقَاءِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَّا مَنَعَهُ أَنْ يَّسْأَلَنِي خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَاضِعًا مُّتَبَذِّلًا مُّتَخَشِّعًا مُّتَضَرِّعًا فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَمَا يُصَلِّي فِي الْعِيدَيْنِ وَلَمْ يَخْطُبْ خُطْبَتَكُمْ هٰذِهٖ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(نسائی کتاب الاستسقاء باب کیف صلوٰۃ الاستسقاء ج1 ص226 ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ جماع ابواب الاستسقاء الخ ج1 ص165)

حضرت اسحٰق بن عبداللہ بن کنانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ مجھے امراء میں سے کسی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس نماز استسقاء کے متعلق پوچھنے کے لئے بھیجا تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اسے مجھ سے سوال کرنے سے کس نے روکا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھنے کے لئے سادہ کپڑوں میں تشریف لائے عاجزی اور انکساری کرتے ہوئے پس آپ نے نماز عیدین کی طرح دو رکعتیں پڑھائیں لیکن تمہارے اس خطبہ کی طرح خطبہ نہ پڑھا۔ اس کو نسائی اور ابوداؤد نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

نمازِ استسقاء کا بیان

صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نماز استسقا کا طریقہ بہارِ شریعت میں اس طرح نقل فرماتے ہیں: "استسقاء دُعا و استغفار کا نام ہے۔ استسقا کی نماز جماعت سے جائز ہے مگر جماعت اس کے لئے سنت نہیں۔ چاہیں جماعت سے پڑھیں یا تنہا تنہا دونوں (طرح) اختیار ہے۔ استسقاء کے لئے پرانے یا پیوند لگے کپڑے پہن کر تذلّل و خشوع و خضوع و تواضع کے ساتھ سر برہنہ پیدل جائیں اور پا (یعنی پاؤں) برہنہ ہوں تو بہتر اور جانے سے پیشتر خیرات کریں۔ کفار کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں کہ جاتے ہیں رحمت کے لئے اور کافر پر لعنت اترتی ہے تین دن پیشتر سے روزے رکھیں اور توبہ و استغفار کریں۔ پھر میدان میں جائیں اور وہاں توبہ کریں اور زبانی توبہ کافی نہیں بلکہ دل سے کریں اور جن کے حقوق اس کے ذمہ ہیں سب ادا کرے یا معاف کرائے۔ کمزوروں، بوڑھوں، بڑھیوں، بچوں کے توسل سے دُعا کرے اور سب آمین کہیں کہ

صحیح بخاری شریف میں ہے: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: "تمہیں روزی اور مدد کمزوروں کے ذریعہ سے ملتی ہے" اور ایک روایت میں ہے"، اگر جوان خشوع کرنے والے اور چوپائے چرنے والے اور بوڑھے رکوع کرنے والے اور بچے دودھ پینے والے نہ ہوتے تو تم پر شدت سے عذاب کی بارش ہوتی"

اس وقت بچے اپنی ماؤں سے جدا رکھے جائیں اور مویشی بھی ساتھ لے جائیں۔ غرض یہ کہ توجہ رحمت کے تمام اسباب مہیا کریں اور تین دن متواتر جنگل کو جائیں اور دُعا کریں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ امام دو رکعت کے ساتھ نماز پڑھائے

اور بہتر یہ ہے کہ پہلی میں سَبِّحِ اسْمَ اور دوسری میں هَلْ اَتٰكَ پڑھے اور نماز کے بعد زمین پر کھڑا ہو کر خطبہ پڑھے اور دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ کرے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک ہی خطبہ پڑھے اور خطبہ میں دُعا و تسبیح و استغفار کرے اور اثنائے خطبہ میں چادر لوٹ دے یعنی اوپر کا کنارہ نیچے اور نیچے کا اوپر کر دے کہ حال بدلنے کی فال ہو۔

خطبہ سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف پیٹھ اور قبلہ کو منہ کر کے دُعا کرے۔ بہتر وہ دُعائیں ہیں جو احادیث میں وارد ہیں اور دُعا میں ہاتھوں کو خوب بلند کرے اور پشتِ دست (یعنی ہاتھوں کی پشت) جانب آسمان رکھے (یعنی اور دعاؤں میں تو قاعدہ یہ ہے کہ ہتھیلی آسمان کی طرف ہو، اور اس میں ہاتھ لوٹ دیں کہ حال بدلنے کی فال ہو)۔

(بہار شریعت، نماز استسقا کا بیان، حصہ ۴، ص ۱۴۲)

بَابُ صَلٰوةِ الْخَوْفِ

1045- عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اَقْبَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِذَاتِ الرِّقَاعِ قَالَ كُنَّا اِذَا اَتَيْنَا عَلٰى شَجَرَةٍ ظَلِيْلَةٍ تَرَكْنَاهَا لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَجَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَسَيْفُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعَلَّقٌ بِشَجَرَةٍ فَاَخَذَ سَيْفَ نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاخْتَرَطَهٗ فَقَالَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَخَافُنِيْ قَالَ لَا قَالَ فَمَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ قَالَ اللهُ يَمْنَعُنِيْ مِنْكَ قَالَ فَتَهَدَّدَهٗ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَغْمَدَ السَّيْفَ وَعَلَّقَهٗ قَالَ فَنُوْدِيَ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰى بِطَائِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ تَاَخَّرَ وَصَلّٰى بِالطَّائِفَةِ الْاُخْرٰى رَكْعَتَيْنِ قَالَ فَكَانَتْ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعُ رَكَعَاتٍ وَّلِلْقَوْمِ رَكْعَتَانِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَالْبُخَارِيُّ تَعْلِيْقًا۔ (مسلم کتاب فضائل القرآن باب

نمازِ خوف کا بیان

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ چلے حتیٰ کہ ہم جب ذات الرقاع میں تھے تو جب سایہ دار درخت کے پاس پہنچتے تو اسے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے آرام کے لئے چھوڑ دیا تو مشرکین میں سے ایک شخص آیا درانحالیکہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی تلوار درخت کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی تو اس نے آپ کی تلوار لے کر سونت لی اور کہنے لگا کیا آپ مجھ سے ڈرتے ہیں تو آپ نے فرمایا نہیں اس نے کہا تجھے مجھ سے کون بچائے گا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا مجھے تم سے اللہ تعالیٰ بچائے گا تو رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسے دھمکایا تو اس نے تلوار نیام میں ڈال کر لٹکا دی پھر نماز کے لئے اذان کہی گئی تو آپ نے ایک جماعت کو دو رکعتیں پڑھائیں پھر وہ پیچھے ہٹ گئے تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دوسری جماعت کو دو رکعتیں پڑھائیں تو رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی چار

صلوٰۃ الخوف ج 1 ص 279، بخاری کتاب المغازی باب غزوۂ ذات الرقاع تعلیقاج2ص592) رکعتیں ہوئیں اور لوگوں کی دو رکعتیں اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا اور بخاری نے اسے تعلیق روایت کیا۔

مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

تا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سایہ میں آرام کریں، باقی لوگ اور درختوں کے نیچے دوپہر گزارتے تھے کیونکہ ان کے ساتھ خیمے اور چھولداریاں نہ تھیں، جب پہننے کے لیئے جوتے نہ تھے تو خیمے وغیرہ کہاں سے آتے یہاں بھی حسب دستور ایک درخت کے نیچے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آرام کیا صحابہ نے اور درخت کے نیچے۔

کیونکہ اس وقت سرکار یا سو رہے تھے یا اس طرف سے بے توجہ تھے۔

یہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا توکل رب تعالٰی پر کیوں نہ ہوتا، رب تعالٰی نے آپ سے وعدہ کرلیا تھا "وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ"۔ اس واقعہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت، آپ کا تکلیفوں پر صبر، جاہلوں پہ حلم سب کچھ معلوم ہوا۔

علامہ واقدی نے اس جگہ لکھا کہ اسے قدرتی طور پر ایسی بیماری ہوگئی جس سے تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی اور وہ خود بھی گر گیا۔ بعض روایات میں ہے کہ وہ مسلمان ہوگیا اور اس سے بہت خلقت نے ہدایت پائی، مگر ابو عمارہ فرماتے ہیں وہ اسلام تو نہ لایا لیکن آئندہ کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل نہ ہوا، آپ کے اخلاق کریمانہ دیکھ کر کیونکہ وہ توقتل کا مستحق ہو چکا تھا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معاف کردیا۔ ہوسکتا ہے کہ اسے صحابہ نے دھمکایا بھی ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت بھی اس پر طاری ہوگئی ہو جس سے پہلے وہ گر گیا، بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تسلی دینے پر اٹھ کر تلوار اس نے خود ہی ٹانگی ہو۔ (از مرقاۃ)

یہ حدیث مشکلات میں سے ہے کیونکہ اس سے پہلے ذات الرقاع میں دو رکعتیں پڑھنے کا ذکر ہو چکا ہے اور یہاں چار کا اس لیے علماء فرماتے ہیں کہ پچھلی حدیث میں نماز فجر کا ذکر تھا اور یہاں نماز ظہر کا ذکر ہے کیونکہ ابھی یہاں دھوپ میں آرام کرنے کا ذکر ہو چکا ہے، نیز یہ حدیث امام شافعی کے بھی مخالف ہے کیونکہ ان کے نزدیک اگر امام چار رکعتیں پڑھے گا تو مقتدیوں کو چار رکعتیں لامحالہ پڑھنی پڑیں گی اور یہاں ذکر ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکعتیں پڑھی اور قوم نے دو ۲ دو ۲۔ اس کی توجیہ صرف یہی ہوسکتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں پندرہ دن ٹھہر کر کفار کے محاصرے کی نیت فرمائی ہو اور اس بناء پر تمام صحابہ نے اور آپ نے چار رکعتیں ہی پڑھیں مگر صحابہ کی ہر جماعت نے دو رکعتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھیں اور دو علیحدہ یہاں دو رکعتیں پڑھنے سے یہی مراد ہے اس کے علاوہ اور کوئی توجیہ اشکال سے خالی نہ ہوگی۔ بعض نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی جماعت کے ساتھ فرض ادا کئے اور دوسری جماعت کے ساتھ نفل مگر

یہ غلط ہے ورنہ پھر درمیان میں سلام پھیرنا چاہیئے تھا، نیز پھر صحابی یہ نہ فرماتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار رکعتیں ہوئیں کیونکہ اب تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو نمازیں ہوئیں نہ کہ ایک نماز کی چار رکعتیں، بعض نے فرمایا کہ اس وقت قصر کے احکام آئے نہ تھے اس لیئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو چار پڑھائیں، دو اپنی اقتداء میں اور دو علیحدہ مگر یہ بھی درست نہیں کیونکہ ذات الرقاع کا غزوہ ۵ھ یا ۷ھ میں ہے، بعض نے کہا: ۸ھ میں ہے کیونکہ اس غزوہ میں ابو موسیٰ اشعری بھی شریک تھے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فتح خیبر کے بعد آئے ہیں اور فتح خیبر ۷ھ میں ہے، بعض مورخین نے فرمایا کہ غزوہ ذات الرقاع دو بار ہوا ہے ایک بار ۵ھ میں اور ایک بار ۷ھ یا ۸ھ میں کچھ بھی سہی نماز قصر ۵ھ سے پہلے آچکی تھی، لہٰذا جو فقیر نے پہلے عرض کیا وہ ہی زیادہ قوی ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۶۴۸)

1046- وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ فَوَازَيْنَا الْعَدُوَّ فَصَافَفْنَا لَهُمْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ لَنَا فَقَامَتْ طَائِفَةٌ مَّعَهٗ تُصَلِّيْ وَاَقْبَلَتْ طَائِفَةٌ عَلَى الْعَدُوِّ وَرَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْ مَّعَهٗ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفُوْا مَكَانَ الطَّائِفَةِ الَّتِيْ لَمْ تُصَلِّ فَجَاءُوْا فَرَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِمْ رَكْعَةً وَّسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ فَرَكَعَ لِنَفْسِهٖ رَكْعَةً وَّسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں میں رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ نجد کی طرف ایک غزوہ میں شریک ہوا پس جب ہم دشمن کے سامنے ہوئے تو ہم نے ان کے مقابلے کے لئے صفیں باندھیں تو رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم ہمیں نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے تو ایک جماعت آپ کے ساتھ کھڑی ہوگئی اور ایک جماعت دشمن کے مقابل کھڑی ہوگئی تو رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے پیچھے کھڑی جماعت کو ایک رکعت پڑھائی (جس میں) ایک رکوع اور دو سجدے فرمائے پھر یہ جماعت اس گروہ کی جگہ چلی گئی جنہوں نے نماز نہیں پڑھی وہ آئے تو رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کو ایک رکعت پڑھائی اور دو سجدے فرمائے پھر سلام پھیر دیا۔ پھر ان میں سے ہر ایک نے کھڑے ہوکر اکیلے ایک رکوع اور دو سجدے کئے یعنی ایک رکعت پڑھی اس کو محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

(بخاری ابواب صلوٰۃ الخوف ج 1 ص 128، مسلم کتاب فضائل القرآن باب صلوٰۃ الخوف ج 1 ص 278، ترمذی ابواب

الصلوٰة والسجدة باب ماجاء في صلوٰة الخوف ج 1 ص 126' ابو داؤد كتاب الصلوٰة باب من قال يصلي بكل طائفة ركعة ج 1 ص 176' نسائي كتاب صلوٰة الخوف ج 1 ص 229' ابن ماجة ابواب اقامة الصلوٰة باب ماجاء في صلوٰة الخوف ص 90' مسند احمد ج 2 ص 150)

مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

نجد کے لغوی معنی ہیں اونچی جگہ، لیکن اصطلاح میں عرب کے ایک صوبہ کا نام ہے، شیخ نے فرمایا کہ یہاں نجد، عراق اور حجاز مراد ہے نہ کہ نجد یمن۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر صحابہ کے دو حصے کر دیئے ایک کو اپنے پیچھے کھڑا کیا ایک کو دشمن کے مقابل نہ کسی کو علیحدہ نماز پڑھنے کی اجازت دی نہ دوسری جماعت کرنے کی، نہ دوسرے امام کی اقتدا میں تاکہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کا فیض پالیں۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ جماعت ایسی اہم چیز ہے جو ایسے نازک موقع پر بھی نہ چھوڑی گئی۔ افسوس ان لوگوں پر جو بلا عذر نماز با جماعت چھوڑ دیں۔ دوسرے یہ کہ نفل والے کے پیچھے فرض نماز جائز نہیں، ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو دو بار نماز پڑھا دیتے اول جماعت کو فرض کی نیت سے اور دوسری کو نفل کی نیت سے۔ تیسرے یہ کہ جماعت واجب ہے محض سنت نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ پہلی جماعت نے پہلی رکعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی اور دشمن کے مقابل ہو گئے اور دوسرے گروہ نے دوسری رکعت حضور کے ساتھ پڑھی اور دشمن کے مقابل کھڑے ہو گئے اب پہلی جماعت نے اپنی دوسری رکعت بطریق لاحق پوری کر لی پھر دوسری جماعت نے بطریق مسبوق رکعت اول پوری کی، یہی امام ابوحنیفہ کا قول ہے ان کا ماخذ یہ حدیث ہے۔

اسی ترتیب سے جو ابھی فقیر نے عرض کی۔ پہلے جماعت اول نے رکعت اپنی قضا کی پھر جماعت دوم نے جیسا کہ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں یہ طریقہ قرآن کریم کی اس آیت کے بہت موافق ہے جو صلوۃ خوف کے بارے میں آئی۔

یعنی سخت خوف کے موقعہ پر جب اس طرح نماز پڑھنا بھی ممکن نہ ہو تو غازی نماز قضا نہ کریں بھاگتے دوڑتے، پیدل یا سوار جیسے ہو سکے پڑھ لیں مگر پڑھیں وقت میں۔ خیال رہے کہ غزوہ خندق میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پانچ نمازیں قضاء فرما دینا اس خوف کی بنا پر نہ تھا کیونکہ وہاں اس وقت دشمن موجود ہی نہ تھا وقت تنگ تھا، کھدائی زیادہ تھی، نمازوں کا وقت کھدائی میں صرف ہوا، لہٰذا واقعہ خندق نہ منسوخ ہے نہ اس کے مخالف کیونکہ جنگ میں غازیوں کو صرف اپنی جانوں کا خطرہ ہوتا ہے اور جنگ خندق میں سارا مدینہ خطرے میں تھا۔

کیونکہ صحابی کا وہ قول جو عقل سے وراء ہو حدیث مرفوع کے حکم میں ہوتا ہے، اس کی تائید قرآن کریم کی اس آیت سے بھی ہو رہی ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا"۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۲۶)

1047- وَعَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ اِذَا سُئِلَ عَنْ صَلَاةِ الْخَوْفِ قَالَ يَتَقَدَّمُ الْاِمَامُ وَطَائِفَةٌ مِّنَ النَّاسِ فَيُصَلِّيْ بِهِمُ الْاِمَامُ رَكْعَةً وَّتَكُوْنُ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْعَدُوِّ لَمْ يُصَلُّوْا فَاِذَا صَلَّى الَّذِيْنَ مَعَهٗ رَكْعَةً اسْتَأْخَرُوْا مَكَانَ الَّذِيْنَ لَمْ يُصَلُّوْا وَلَا يُسَلِّمُوْنَ وَيَتَقَدَّمُ الَّذِيْنَ لَمْ يُصَلُّوْا فَيُصَلُّوْنَ مَعَهٗ رَكْعَةً ثُمَّ يَنْصَرِفُ الْاِمَامُ وَقَدْ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَتَقُوْمُ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِّنَ الطَّائِفَتَيْنِ فَيُصَلُّوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً رَكْعَةً بَعْدَ اَنْ يَّنْصَرِفَ الْاِمَامُ فَيَكُوْنُ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِّنَ الطَّائِفَتَيْنِ قَدْ صَلَّوْا رَكْعَتَيْنِ فَاِنْ كَانَ خَوْفًا هُوَ اَشَدَّ مِنْ ذٰلِكَ صَلَّوْا رِجَالًا قِيَامًا عَلٰى اَقْدَامِهِمْ اَوْ رُكْبَانًا مُّسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ اَوْ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِيْهَا. قَالَ مَالِكٌ قَالَ نَافِعٌ لَا اَرٰى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهٗ اِلَّا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الموطا ثم البخاری من طریقه فِيْ کتاب التفسیر من صَحِيْحِهٖ. قَالَ النِّيْمَوِيُّ ان صلوٰة الخوف لها انواع مختلفة و صفات متنوعة وردتْ فيها اخبارٌ صَحِيْحَةٌ (مؤطا امام کتاب صلوٰة الخوف ص 170، بخاری کتاب التفسیر باب قوله عزوجل وان خفتم فرجالاً۔ الخ ج2 ص650)

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جب صلوٰۃ خوف کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا امام اور لوگوں میں سے ایک جماعت آگے بڑھے اور امام ان کو ایک رکعت پڑھائے اور ایک گروہ امام اور دشمن کے درمیان کھڑا ہو۔ پس جب امام کے ساتھ والے لوگ ایک رکعت پڑھ لیں تو وہ پیچھے ہٹ کر ان لوگوں کی جگہ چلے جائیں جنہوں نے نماز نہیں پڑھی اور یہ سلام نہ پھیریں اور جنہوں نے نماز نہیں پڑھی وہ آگے بڑھیں اور امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھیں پھر امام سلام پھیر دے اور وہ دو رکعتیں پڑھ چکا ہے۔ پھر دونوں گروہوں میں سے ہر ایک امام کے سلام پھیرنے کے بعد اکیلے اکیلے ایک ایک رکعت پڑھیں تو ہر ایک کی دو دو رکعتیں ہو جائیں گی۔ اگر خوف اس سے بھی زیادہ ہو تو لوگ پیدل کھڑے ہو کر نماز پڑھیں یا سوار ہو کر قبلہ کی طرف متوجہ ہوں یا نہ ہوں۔ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں میرے خیال میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم سے ہی بیان کیا ہے۔ اس کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مؤطا میں روایت کیا۔ پھر بخاری نے اسی سند سے اپنی صحیح کی کتاب التفسیر میں نقل کیا۔ علامہ نیموی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں صلوٰۃ الخوف کی مختلف قسمیں اور مختلف طریقے ہیں جن کے متعلق صحیح احادیث وارد ہوئی ہیں۔

مزید تفصیلی معلومات کے لئے فتاوٰی رضویہ جلد ۷ تا ۸، مراۃ المناجیح ج ۲، بہار شریعت جلد ۲ حصہ چہارم، فیضان عید الفطر اور جنتی زیور کا مطالعہ فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَبْوَابُ الْجَنَآئِزِ

جنازہ کے احکام

بَابُ تَلْقِيْنِ الْمُحْتَضِرِ

قریب المرگ شخص کو (کلمہ کی) تلقین کرنے کا بیان

1048- عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ اِلَّا الْبخاري.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے قریب المرگ لوگوں کو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کی تلقین کرو۔ اس کو سوائے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

(مسلم کتاب الجنائز ج 1 ص 300' ابواب الجنائز باب ماجائ فی تلقین المریض عندالموت ج 1 ص 192' ابو داؤد کتاب الجنائز باب فی التلقین ج 2 ص 88' نسائی کتاب الجنائز باب تلقین المیت ج 1 ص 259' ابن ماجة ابواب ما جاء فی الجنائز باب ماجاء فی تلقین المیت۔ الخ ص 105' مسند احمد ج 3 ص 3)

مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یہ حکم استحبابی ہے، یہی جمہور علماء کا مذہب ہے، بعض مالکیوں کے ہاں وجوبی ہے۔ موتے کے حقیقی معنے ہیں جو مر چکا ہو، مجازاً قریب الموت کو موتے کہہ دیتے ہیں یعنی جو مر رہا ہو اسے کلمہ سکھاؤ اس طرح کہ اس کے پاس بلند آواز سے کلمہ پڑھو اس کا حکم نہ دو کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ جس کا آخری کلام "لا الہ الا اللہ" ہو وہ جنتی ہے۔ خیال رہے کہ اگر مؤمن بوقت موت کلمہ نہ پڑھ سکے جیسے بے ہوش یا شہید وغیرہ تو وہ ایمان پر ہی مرا کہ زندگی میں مؤمن تھا لہٰذا اب بھی مؤمن بلکہ اگر نزع کی غشی میں اس کے منہ سے کلمۂ کفر سنا جائے تب بھی وہ مؤمن ہی ہوگا اس کا کفن دفن، نماز سب کچھ ہوگی کیونکہ غشی کی حالت کا ارتداد معتبر نہیں۔ (از شامی) اس سے معلوم ہوا کہ مرتے وقت کلمہ پڑھانا اس حدیث مذکورہ پر عمل کے لیے ہے نہ کہ اسے مسلمان بنانے کے لیے، مسلمان تو وہ پہلے ہی ہے یا مطلب یہ ہے کہ میت کو بعد دفن کلمہ کی تلقین کرو کہ قبر پر کلمہ پڑھو یا قبر کے سرہانے اذان کہہ دو کیونکہ یہ وقت امتحان قبر کا ہے، اذان میں نکیرین کے سارے سوالات کے جوابات کی تلقین بھی ہے اور اس سے میت کے دل کو تسکین بھی ہوگی اور شیاطین کا دفعیہ بھی ہوگا اور اگر قبر میں آگ ہے تو اس کی برکت سے بجھے گی اسی لیے پیدائش کے وقت بچے کے کان میں دل کی گھبراہٹ، آگ لگنے، جنات کے غلبے وغیرہ پر اذان سنت ہے، یہ دوسرے معنی زیادہ قوی ہیں۔ شامی نے یہی معنے اختیار کیے کیونکہ حقیقتاً موتے وہی ہے جو مر چکا ہو مگر زیادہ قوی یہ ہے کہ عموم مجاز

کے طریقہ پر دونوں معنی ہی مراد لیے جائیں یعنی جو مر رہا ہو اور جو مر چکا ہو دونوں کو تلقین کرو۔ ہمارے ہاں بعد دفن قبر پر اذان دی جاتی ہے اس کا ماخذ یہ حدیث بھی ہے۔ اس مسئلے کی پوری تحقیق ہماری کتاب جاء الحق حصہ اول میں دیکھو۔

(مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۸۰)

1049- وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقِّنُوْا مَوْتَاکُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم کتاب الجنائز ج1 ص300)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مردوں کو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تلقین کرو۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

1050- وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ اٰخِرُ کَلَامِهٖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

(ابو داؤد کتاب الجنائز باب التلقین ج2 ص88)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا آخری کلام لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہوا تو وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ اس کو ابو داؤد اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

بَابُ تَوْجِیْهِ الْمُحْتَضَرِ اِلَی الْقِبْلَةِ

قریب المرگ شخص کا منہ قبلہ کی طرف کرنا

1051- عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ قَدِمَ الْمَدِیْنَةَ سَاَلَ عَنِ الْبَرَآءِ ابْنِ مَعْرُوْرٍ فَقَالُوْا تُوُفِّیَ وَاَوْصٰی اَنْ یُّوَجَّهَ اِلَی الْقِبْلَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَصَابَ الْفِطْرَةَ ثُمَّ ذَهَبَ فَصَلّٰی عَلَیْهِ. رَوَاهُ الْحَاکِمُ فِی الْمُسْتَدْرَكِ وَقَالَ حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ.

(مستدرک حاکم کتاب الجنائز باب یوجه المحتضر الی القبلة ج1 ص353)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو براء بن معرور کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے عرض کیا کہ وہ فوت ہو گئے ہیں اور انہوں نے وصیت کی ہے کہ (مرنے کے بعد) ان کا منہ قبلہ کی طرف کر دیا جائے تو رسول اللہ نے فرمایا اس نے فطرت کو پالیا پھر آپ تشریف لے گئے اور اس کی نماز جنازہ پڑھائی اس حدیث کو امام حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مستدرک میں روایت کیا اور فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔

تلقین کا طریقہ:

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اپنی مایہ ناز تالیف بہار شریعت میں لکھتے ہیں: جانکنی کی

حالت میں جب تک روح گلے کو نہ آئی (ہو) مرنے والے کو تلقین کریں یعنی اس کے پاس بلند آواز سے أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ پڑھیں مگر اسے (یعنی مرنے والے کو) اس کے کہنے کا حکم نہ کریں۔ جب اس (یعنی مرنے والے) نے کلمہ پڑھ لیا تو تلقین موقوف کر دیں۔ ہاں اگر کلمہ پڑھنے کے بعد اس نے کوئی بات کی تو پھر تلقین کریں کہ اس کا آخر کلام لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ ہو۔ (بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۱۵۷)

بَابُ قِرَآءَةِ يٰسٓ عِنْدَ الْمَيِّتِ

میت کے پاس سورہ یٰسین پڑھنے کا بیان

1052- عَنْ مَّعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَءُوْا يٰسٓ عَلٰى مَوْتَاكُمْ۔ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالنَّسَآئِيُّ وَأَعَلَّهُ ابْنُ الْقَطَّانِ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ۔

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے مرنے والوں کے پاس سورہ یٰسین کی تلاوت کرو۔ اس کو ابوداؤد وابن ماجہ اور نسائی نے روایت کیا اور ابن قطان نے اسے معلل قرار دیا اور ابن حبان اسے صحیح قرار دیا۔

(ابو داؤد کتاب الجنائز باب القراۃ عندالمیت ج 2 ص 89' ابن ماجۃ ابواب ماجاء فی الجنائز ما جاء فی مایقال عند المریض اذا حضر ص 105' صحیح ابن حبان کتاب الجنائز فصل فی المحتضر ج 6 ص 3 رقم الحدیث: 2991)

مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:
اس میں سارے وہ احتمالات ہیں جو پہلی حدیث میں عرض کیے گئے، یعنی جس کی جان نکل رہی ہوں وہاں بیٹھ کر یٰسین پڑھو تا کہ جان کنی آسان ہو بعد دفن قبر پر پڑھو، نیز کچھ روز تک میت کے گھر میں پڑھتے رہو۔ (اشعۃ اللمعات) قرآن کی ہر سورۃ میں کوئی خاص فائدہ ہوتا ہے، سورہ یٰسین میں حل مشکلات کی تاثیر ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۴۶)

بَابُ تَغْمِيْضِ الْمَيِّتِ

میت کی آنکھیں بند کرنے کا بیان

1053- عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أَبِيْ سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهٗ فَأَغْمَضَهٗ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الرُّوْحَ إِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ فَضَجَّ نَاسٌ مِّنْ أَهْلِهٖ فَقَالَ لَا تَدْعُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ فَإِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى مَا تَقُوْلُوْنَ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِيْ سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهٗ فِي الْمَهْدِيِّيْنَ وَاخْلُفْهُ فِيْ عَقِبِهٖ فِي الْغَابِرِيْنَ وَاغْفِرْ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لائے در انحالیکہ ان کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں تو آپ نے ان کی آنکھوں کو بند فرما دیا پھر فرمایا جب روح قبض کی جاتی ہے تو آنکھیں اس کو دیکھتی ہیں اور ان کے گھر والوں میں کچھ لوگوں نے رونا شروع کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے لیے صرف خیر مانگو پس بے شک فرشتے

لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ وَافْسَحْ لَهُ فِيْ قَبْرِهٖ وَنَوِّرْ لَهُ فِيْ قَبْرِهٖ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم کتاب الجنائز ج 1 ص 300)

اس پر آمین کہتے ہیں جو تم کہتے ہیں پھر آپ نے یہ دعا مانگی اے اللہ! ابو سلمہ کی مغفرت فرما اور مہدیین میں ان کا درجہ بلند فرما اور اس کے پیچھے رہنے والوں کی نگہبانی فرما اور ہماری اور اس کی مغفرت فرما اے رب العالمین اور ان کی قبر کو کشادہ فرما اور ان کی قبر کو روشن فرما ان کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی روح کے ساتھ نورِ نگاہ بھی نکل جاتی ہے اس لیے کبھی مرنے والے کی آنکھیں کھلی رہ جاتی ہیں، آنکھیں کھلی رہنے سے فائدہ کچھ ہوتا نہیں البتہ شکل ڈراونی ہوجاتی ہے اس لیے آنکھیں فوراً بند کردو بلکہ اگر منہ کھلا رہ گیا ہو تو اسے بھی بند کردیا جائے اور جبڑے باندھ دیے جائیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ میت پر بلند آواز سے رونا اور اچھی باتیں منہ سے نکالنا برا نہیں، ہاں پیٹنا اور بکواس کرنا برا ہے بلکہ کبھی کفر جیسے ہائے پہاڑ گر گیا ہائے کمر ٹوٹ گئی، ہائے موت نے یا اللہ نے ظلم کردیا اَلْعِیَاذُ بِاللہ، یا اللہ ہمیں بھی موت دے دے وغیرہ۔

سبحان اللہ! کیا پاکیزہ اور جامع دعا ہے، میت کے پسماندگان اپنے اور سارے مسلمانوں کے لیے ہر طرح کی دعا مانگ لی گئی۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۸۳)

بَابُ تَسْجِيَةِ الْمَيِّتِ

میت کو کپڑے سے ڈھانکنا

1054- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّيَ سُجِّيَ بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو آپ کو یمنی چادر میں ڈھانک دیا گیا اس کو شیخین نے روایت کیا۔

(بخاری کتاب الجنائز باب الدخول علی المیت بعد الموت۔ الخ ج 1 ص 166، مسلم کتاب الجنائز فصل فی کفن المیت۔ الخ ج 1 ص 306)

مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یعنی اس چادر میں کفن دیا گیا، حبرہ یمن کا ایک شہر ہے جہاں کی چادریں مخطط اور بہترین ہوتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ میت کو حتی الامکان بہتر کفن دیا جائے، بلکہ زندگی میں جو کپڑا اسے پسند تھا اسی میں کفن دینا بہتر، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بردیمانی نہایت پسند تھی۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۸۴)

بَابُ غُسْلِ الْمَيِّتِ

1055۔ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ الْاَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّيَتِ ابْنَتُهٗ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ اِنْ رَاَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّاجْعَلْنَ فِي الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا اَوْ شَيْئًا مِّنْ كَافُوْرٍ فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِيْ فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَاَعْطَانَا حِقْوَهٗ فَقَالَ اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ تَعْنِيْ اِزَارَهٗ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ وَفِيْ رِوَايَةٍ لهم ابدان بميا مِنِهَا ومواضع الوضوء مِنْهَا۔

میت کو غسل دینے کا بیان

حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی فوت ہوئیں تو آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اس کو تین یا پانچ مرتبہ غسل دو یا اگر مناسب سمجھو تو اس سے زیادہ مرتبہ بیری کے پتوں اور پانی سے غسل دو اور آخر میں کچھ کافور لگا دینا جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے خبر دینا پس جب ہم فارغ ہو گئیں تو ہم نے آپ کو اطلاع دی تو آپ نے ہمیں اپنی چادر اتار کر دی اور فرمایا اس کو سب کپڑوں سے نیچے پہنا دو یعنی اس کا ازار بنا دو۔ اس کو محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی ایک جماعت نے روایت کیا اور ایک روایت میں ہے کہ تم اس کی دائیں جانب اور وضو کی جگہوں سے غسل کا آغاز کرو۔

(بخاری کتاب الجنائز غسل المیت۔ الخ ج 1 ص 167' مسلم کتاب الجنائز فصل فی غسل المیت وترأج 1 ص 304' ترمذی ابواب الجنائز باب ما جاء فی غسل المیت ج 1 ص 193' ابو داؤد کتاب الجنائز باب کیف غسل المیت ج 2 ص 92' نسائی کتاب الجنائز باب غسل المیت وترأج 1 ص 266' ابن ماجۃ ابواب ما جاء فی الجنائز باب ما جاء فی غسل المیت وترا ص 106' مسند احمد ج 6 ص 407)

مفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

آپ کا نام نسیبہ بنت کعب ہے، انصاریہ ہیں، اکثر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ غزوؤں میں شریک رہیں، زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھی۔

یہ صاحبزادی حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زوجہ ابو العاص ابن ربیع ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمام اولاد میں بڑی تھیں، ۸ھ میں وفات پائی، بعض نے فرمایا کہ امّ کلثوم زوجہ حضرت عثمان تھیں جن کی وفات ۹ھ میں ہوئی مگر قول اول قوی ہے۔

اس طرح کہ بیری کے پتے پانی میں جوش دے لو کیونکہ بیری سے میل خوب کٹتا ہے، جوئیں وغیرہ صاف ہوتی ہیں اور

اس سے میت کا بدن جلد بگڑتا نہیں۔ تین بار غسل دینا سنت ہے، سات بار تک جائز اور بلا وجہ اس سے زیادہ مکروہ۔ بیری کا استعمال پہلی بار میں سنت ہے، باقی میں جائز۔ خیال رہے کہ غسل میت میں کلی اور ناک میں پانی نہیں۔

یعنی آخری بار جو پانی ان پر بہاؤ اس میں کچھ کافور ملا ہو کیونکہ یہ بہترین خوشبو ہے، اس سے کیڑے مکوڑے جسم کے قریب نہیں آتے۔ جمہور علماء یہی فرماتے ہیں کہ کافور آخری پانی میں ملایا جائے۔ بعض نے فرمایا کہ اسے خوشبوؤں میں شامل کیا جائے۔ بہتر یہ ہے کہ دونوں جگہ استعمال کیا جائے۔

شعار وہ کپڑا کہلاتا ہے جو جسم سے ملا رہے، شعر یعنی بالوں سے ملا ہوا، دثار اوپر والے کپڑے کو یعنی میرا تہبند شریف ان کے جسم سے ملا ہوا رکھو اور کفن اوپر۔ یہ تہبند کفن میں شمار نہ تھا بلکہ برکت اور قبر کی مشکلات حل کرنے کے لیے رکھا گیا۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ بزرگوں کے بال، ناخن، ان کے استعمال کے کپڑے تبرک ہیں جن سے دنیا، قبر و آخرت کی مشکلات حل ہوتی ہیں، قرآن شریف میں ہے کہ یوسف علیہ السلام کی قمیض کی برکت سے یعقوب علیہ السلام کی نابینا آنکھیں روشن ہوگئیں۔ احادیث میں ثابت ہے کہ حضرت امیر معاویہ، عمرو ابن عاص و دیگر صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ناخن، بال و تہبند شریف اپنے ساتھ قبر میں لے جانے کے لیے محفوظ رکھے۔ دوسرے یہ کہ بزرگوں کے تبرکات اور قرآنی آیت یا دعا کسی کپڑے یا کاغذ پر لکھ کر میت کے ساتھ قبر میں دفن کرنا جائز بلکہ سنت ہے۔ تیسرے یہ کہ ان چیزوں کے متعلق یہ خیال نہ کیا جائے کہ جب میت پھولے پھٹے گی تو ان کی بے حرمتی ہوگی، دیکھو سورۂ فاتحہ لکھ کر دھو کر بیمار کو پلاتے ہیں، یونہی آبِ زمزم برکت کے لیے پیتے ہیں حالانکہ پانی پیٹ میں پہنچ کر کیا بنتا ہے سب کو معلوم ہے۔ کفنی الفی لکھنے اور تبرکات کفن میں رکھنے کی پوری بحث ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ اول میں دیکھو۔

یعنی پہلے میت کو وضو کراؤ پھر اس طرح غسل دو کہ اولاً داہنا حصہ دھوؤ پھر بایاں، یہاں مرقاۃ نے فرمایا کہ اگر غسال انگلی پر کپڑا لپیٹ کر تر کرکے اس کے دانتوں اور نتھنوں پر پھیر دے تو مستحب ہے۔

حضرت ام عطیہ کا یہ عمل اپنی رائے سے ہوگا کہ عموماً عورتیں بالوں کے تین حصے کرکے چوٹی گُندھتی ہیں جس سے وہ سارے بال پیٹھ کے پیچھے رہتے ہیں۔ سنت یہ ہے کہ میت عورت کے بال کے دو حصے کیے جائیں ایک حصہ داہنی طرف سے دوسرا بائیں سے سینہ پر ڈال دیا جائے، سارے بالوں کا پیچھے رہنا مسنون نہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۸۵۸)

بَابُ غُسْلِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ

مرد کا اپنی بیوی کو غسل دینا

1056۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَجَعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَقِيعِ فَوَجَدَنِي وَأَنَا أَجِدُ صُدَاعًا فِي رَأْسِي وَأَنَا أَقُوْلُ وَارَأْسَاهُ فَقَالَ بَلْ أَنَا يَا عَائِشَةُ وَارَأْسَاهُ ثُمَّ قَالَ مَا ضَرَّكِ لَوْ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جنت البقیع سے واپس تشریف لائے تو آپ نے مجھے اس حال میں پایا کہ میں اپنے سر میں درد محسوس کر رہی تھی اور کہہ رہی تھی اور کہہ

مِتِّ قَبْلِي فَقُمْتُ عَلَيْكِ فَغَسَّلْتُكِ وَ كَفَّنْتُكِ وَصَلَّيْتُ عَلَيْكِ وَدَفَنْتُكِ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاٰخَرُوْنَ قَالَ النِّيْمَوِيُّ قوله فغسلتك غير محفوظ۔ (ابن ماجة ابواب ما جاء فی الجنائز ماجاء فی غسل الرجل المرأته۔ الخ ص 107)

رہی تھی ہائے میرا سر تو آپ نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا بلکہ میں کہتا ہوں وارأساہ پھر آپ نے فرمایا تجھے کیا نقصان ہے اگر تو مجھ سے پہلے فوت ہو جائے تو میں تیرے پاس ہوں گا تجھے غسل دوں اور کفن دوں گا اور تجھ پر نماز جنازہ پڑھوں گا اور تجھے دفن کروں گا۔ اس کو ابن ماجہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے روایت کیا علامہ نیموی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں راوی کا قول فَغَسَّلْتُكِ محفوظ نہیں ہے۔

1057- وَعَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ لَمَّا مَاتَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا غَسَّلْتُ اَنَا وَعَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہوا تو میں نے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو غسل دیا۔

(معرفة السنن والآثار کتاب الجنائز ج5 ص 231 رقم الحدیث: 7359-7361' سنن الکبرٰی للبیہقی کتاب الجنائز باب الرجل یغسل امرأته اذا ماتت ج3 ص 397)

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوٰی رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فی تنویر الابصار، یمنع زوجها من غسلها۔

(تنویر الابصار متن الدر المختار باب صلوٰۃ الجنائز مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۲۰)

تنویر الابصار میں ہے: خاوند کو بیوی کے غسل سے منع کیا جائے گا۔

اور وہ جو منقول ہوا کہ سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ، نے حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غسل دیا،

اوّلاً اسکی ایسی صحت ولیاقت تحجیت محلِ نظر ہے۔

ثانیاً دوسری روایت یوں ہے کہ اُس جناب کو حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دائی نے غسل دیا۔ (الفتاوی الرضویۃ، ج۹، ص ۹۲)

بَابُ غُسْلِ الْمَرْاَةِ لِزَوْجِهَا

بیوی کا اپنے شوہر کو غسل دینا

1058- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ اَسْمَآءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ امْرَاَةَ اَبِيْ بَكْرٍ

حضرت عبداللہ بن ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

نِ الصِّدِّيْقِ غَسَّلَتْ اَبَا بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ حِيْنَ تُوُفِّيَ ثُمَّ خَرَجَتْ فَسَاَلَتْ مَنْ حَضَرَهَا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ فَقَالَتْ اِنِّيْ صَائِمَةٌ وَّاِنَّ هٰذَا يَوْمٌ شَدِيْدُ الْبَرْدِ فَهَلْ عَلَيَّ مِنْ غُسْلٍ فَقَالُوْا لَا. رَوَاهُ مَالِكٌ وَاِسْنَادُهٗ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ. (مؤطا امام مالک کتاب الجنائز باب غسل المیت ص 204)

زوجہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسل دیا جب آپ کا وصال ہوا پھر باہر تشریف لا کر اپنے پاس موجود مہاجرین سے پوچھا کہ میں روزہ کی حالت میں ہوں اور بے شک یہ سخت سرد دن ہے تو کیا مجھ پر (میت کو غسل دینے کی وجہ سے) غسل لازم ہے تو انہوں نے کہا نہیں۔ اس کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند مرسل قوی ہے۔

بَابُ التَّكْفِيْنِ فِي الثِّيَابِ الْبِيْضِ

سفید کپڑوں میں کفن دینے کا بیان

1059- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلْبَسُوْا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَاِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ اِلَّا النَّسَائِيَّ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ وَاٰخَرُوْنَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے کپڑوں میں سے سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ یہ تمہارے کپڑوں میں بہتر کپڑے ہیں اور انہی کپڑوں میں اپنے مردوں کو کفن دو۔ اس کو امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علاوہ دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے روایت کیا اور امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے صحیح قرار دیا۔

(ترمذی ابواب الجنائز باب ما جاء ما یستحب الاکفان ج 1 ص 193' ابو داؤد کتاب اللباس باب فی البیاض ج 2 ص 206' ابن ماجة ابواب ما جاء فی الجنائز باب ما جاء ما یستحب من الکفن ص 107' مسند احمد ج 1 ص 247)

مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یہ حکم استحبابی ہے کہ زندوں اور مُردوں کے لیے سفید کپڑا مستحب ہے ورنہ عورت میت کے لیے ریشمی، سوتی، سرخ، پیلا ہر طرح کا کفن جائز ہے اگرچہ بہتر سفید اور سوتی ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۸۶۲)

1060- وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلْبَسُوْا ثِيَابَ الْبَيَاضِ فَاِنَّهَا اَطْهَرُ وَاَطْيَبُ وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول نے فرمایا تم سفید کپڑے پہنو پس بے شک وہ بہت پاکیزہ اور بہت اچھے ہیں اور انہی میں اپنے مردوں کو کفن دو۔ اس کو احمد نسائی' ترمذی اور

وَالتِّرْمَذِيُّ وَالْحَاكِمُ، وَصَحَّحَاهُ.

حاکم نے روایت کیا اور حاکم و ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا۔

(مسند احمد ج 5 ص 10' نسائی کتاب الجنائز باب الامر بتحسین الکفن ج 1 ص 268' مستدرک حاکم کتاب الجنائز باب الکفن فی ثیاب البیض۔ الخ ص 354)

مُفَسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

اطیب بنا ہے طیب سے اگر طیب خبیث کا مقابل ہو تو بمعنی حلال ہوتا ہے جیسے رب تعالٰی کا فرمان: "لَا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ" ورنہ اس کے معنی ہوتے پسندیدہ شرعاً یا عقلاً یا طبعاً یہاں اس ہی آخری معنی میں ہے یعنی سفید کپڑا پاکیزہ بھی ہے کہ ذرا سا دھبہ دور سے معلوم ہو جاتا ہے اور دھو لیا جاتا ہے، رنگین کپڑے کے داغ دھبے نظر نہیں آتے، نیز رنگین کپڑے کے دھونے میں رنگ ڈھل جانے کا خطرہ ہوتا ہے سفید کپڑے میں یہ خطرہ نہیں، نیز سفید کپڑا اپنے پیدائشی رنگ پر ہے رنگین کپڑے کا رنگ عارضی۔ اطیب کے معنی میں دل پسند، جتنا حسن و زیبائش سفید کپڑے میں ہے اتنا دوسرے میں نہیں۔ وہ جو وارد ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ عمامہ باندھا یا سرخ جوڑا یعنی سرخ دھاری والا جوڑا پہنا یا عورت کا کپڑا رنگین ہو وہ سب بیان جواز کے لیے ہے یہ فرمان عالی بیان استحباب کے لیے۔ بعض طلباء صوفیاء رنگین کپڑے پہنتے ہیں وہ محض اس لیے کہ جلد جلد دھونا نہ پڑیں ورنہ مسلمان کے لیے سفید کپڑا بہت ہی بہتر ہے۔

بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ عورت کو رنگین کفن دو غلط ہے ہر مردہ کو سفید کفن دینا بہتر ہے کہ اب اس کی گفتگو اور ملاقات فرشتوں سے ہونے والی ہے تو اچھے کپڑوں میں ہونی چاہیے اچھے کپڑے سفید ہیں۔ یہاں مرقات نے سفید رنگت پر بہت اعلٰی گفتگو کی ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۸۳)

بَابُ التَّحْسِيْنِ فِي الْكَفَنِ

اچھا کفن پہنانے کا بیان

1061- عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَفَّنَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو اسے چاہیے کہ وہ اسے اچھا کفن دے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا۔

(مسلم کتاب الجنائز فصل فی کفن المیت فی ثلاثۃ اثواب۔ الخ ج 1 ص 306)

مُفَسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یہاں اچھے سے مراد بہت بھاری اور بیش قیمت کفن نہیں بلکہ جیسے کپڑے مرنے والا جمعہ کو پہنتا تھا ایسے کپڑے میں کفن دیا جائے نہ عیدوالوں میں نہ شادی والوں میں یعنی درمیانہ، لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ کفن میں غلو نہ

کرو۔ بعض روایات میں ہے کہ مُردوں کو اچھا کفن دو کیونکہ وہ آپس میں ملتے ہیں تو اچھے کفن سے خوش ہوتے ہیں۔

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۸۶۰)

1062- وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَلِيَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهُ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ والتِرْمَذِيُّ وحَسَّنَهُ.

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کا ولی بنے تو اسے چاہیے کہ وہ اسے اچھا کفن دے۔ اس کو ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا اور حسن قرار دیا۔

(ابن ماجة ابواب ما جاء في الجنائز باب ما جاء مايستحب من الكفن ص 107' ترمذی ابواب الجنائز باب ما جاء ما يستحب من الاكفان ج 1 ص 194)

بَابُ تَكْفِيْنِ الرَّجُلِ فِيْ ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ

مرد کو تین کپڑوں میں کفن دینے کا بیان

1063- عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِيْ ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ بِيْضٍ سَحُوْلِيَّةٍ لَيْسَ فِيْهَا قَمِيْصٌ وَّلَا عِمَامَةٌ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تین سوتی یمنی سحولی سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں قمیص اور عمامہ نہ تھے۔ اس کو محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

(بخاری کتاب الجنائز باب الكفن بلا عمامة ج 1 ص 169' مسلم کتاب الجنائز فصل في كفن الميت في ثلاثة اثواب۔ الخ ص 305' ترمذی ابواب الجنائز باب ما جاء في كم كفن النبی صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ج 1 ص 195' ابو داؤد کتاب الجنائز باب في الكفن ج 2 ص 93' نسائی کتاب الجنائز باب كفن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ج 1 ص 268' ابن ماجة ابواب ما جاء في الجنائز باب ما جاء في كفن النبی صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ص 107' مسند احمد ج 6 ص 165)

مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سوتی یعنی سفید کپڑے کا کفن دیا گیا یہی سنت ہے، اونی یا ریشمیں کفن سنت کے خلاف ہے بلکہ مرد کے لیے ریشمیں کفن حرام ہے۔ یہاں قمیص سے سلی ہوئی قمیص مراد ہے جو زندگی میں پہنی جاتی ہے کفن کی قمیص مراد نہیں کہ وہ تو سنت ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غسل کے وقت قمیص اتار لی گئی تھی، لہٰذا یہ حدیث حضرت جابر ابن سمرہ کی اس حدیث کے خلاف نہیں جس میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا: قمیص، ازار اور لفافہ کہ وہاں کفن کی قمیص مراد ہے۔ عمامہ کے متعلق بعض علماء نے اس کے معنی کیے ہیں کہ ان تین میں عمامہ نہ تھا بلکہ عمامہ

ان کے عادہ وقت، اس بناء پر مشائخ، علماء، صوفیاء کے کفن میں عمامہ دینا مستحب ہے۔ واللہ اعلم۔ (مرقاۃ شرح ج ۲ ص ۹۵۹)

1064- وَعَنْ اَبِي سَلَمَةَ اَنَّهُ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهَا فِيْ كَمْ كُفِّنَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ فِيْ ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ سَحُوْلِيَّةٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم كتاب الجنائز فصل فى كفن الميت فى ثلاثة اثواب ج 1 ص 306)

حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا تو آپ نے فرمایا تین سحولی کپڑوں میں۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

1065- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ اَبُوْبَكْرٍ قَالَ اَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قُلْنَا يَوْمُ الْاِثْنَيْنِ قَالَ فَاَيُّ يَوْمٍ قُبِضَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا قُبِضَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ قَالَ فَاِنِّيْ اَرْجُوْ مَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ اللَّيْلِ قَالَتْ وَكَانَ عَلَيْهِ ثَوْبٌ فِيْهِ رَدْعٌ مِّنْ مَّشْقٍ فَقَالَ اِذَا اَنَا مِتُّ فَاغْسِلُوْا ثَوْبِيْ هٰذَا وَضُمُّوْا اِلَيْهِ ثَوْبَيْنِ جَدِيْدَيْنِ فَكَفِّنُوْنِيْ فِيْ ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ فَقُلْنَا اَفَلَا نَجْعَلُهَا جُدُدًا كُلَّهَا قَالَتْ فَقَالَ لَا اِنَّمَا هُوَ لِلْمُهْلَةِ قَالَتْ فَمَاتَ لَيْلَةَ الثُّلَاثَاءِ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبُخَارِيُّ وَقَالَ رَدْعٌ مِّنْ زَعْفَرَانٍ. (مسند احمد ج 7 ص 45، بخاری كتاب الجنائز باب موت يوم الاثنين ج 1 ص 186)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہوئے تو فرمایا آج کونسا دن تو ہم نے کہا آج پیر کا دن ہے تو انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کس دن وصال ہوا تو ہم نے کہا کہ آپ کا وصال پیر کے دن ہوا تو آپ نے فرمایا مجھے بھی اس وقت اور رات کے درمیان (اس کی) امید ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں اور آپ پر ایک کپڑا تھا جس میں گیرو کے نشان تھے تو آپ نے فرمایا جب میرا انتقال ہو جائے تو میرے اس کپڑے کو دھو کر اس کے ساتھ مزید دو نئے کپڑے ملا کر مجھے کپڑوں میں کفن دینا تو ہم نے کہا کیا سب کپڑے نئے نہ لے لیں۔ آپ نے فرمایا وہ تو مردہ سے نکلنے والی پیپ کے لئے ہے تو آپ فرماتی ہیں کہ آپ منگل کی رات فوت ہو گئے۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور آپ نے فرمایا زعفران کے نشان۔

بَابُ تَكْفِيْنِ الْمَرْاَةِ فِيْ خَمْسَةِ اَثْوَابٍ

عورت کو پانچ کپڑوں میں کفنانا

1066- عَنْ لَيْلٰى بِنْتِ قَانِفٍ الثَّقَفِيَّةِ رَضِيَ

حضرت لیلیٰ بنت قانف ثقفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت

عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ فِيمَنْ غَسَّلَ أُمَّ كُلْثُوْمِ بِنْتَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ وَفَاتِهَا فَكَانَ أَوَّلُ مَا أَعْطَانِي رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحِقَاءَ ثُمَّ الدِّرْعَ ثُمَّ الْخِمَارَ ثُمَّ الْمِلْحَفَةَ ثُمَّ أُدْرِجَتْ بَعْدُ فِي الثَّوْبِ الْآخِرِ قَالَتْ وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ عِنْدَ الْبَابِ مَعَهُ كَفْنُهَا يُنَاوِلُنَاهَا ثَوْبًا ثَوْبًا. رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَفِيْ إِسْنَادِهِ مَقَالٌ.

(ابو داؤد کتاب الجنائز باب فی کفن المرأۃ ج2 ص94)

کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے وقت میں بھی ان عورتوں میں شامل تھی جو حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غسل دے رہی تھیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے سب سے پہلے ازار عطا فرمائی پھر قمیض پھر اوڑھنی پھر چادر پھر اس کے بعد ان کو لپیٹنے کے لئے ایک اور کپڑا دیا آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دروازے کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کفن آپ کے پاس تھا جس میں سے ایک ایک کپڑا آپ ہمیں عطا فرما رہے تھے۔ اس کو ابو داؤد نے روایت کی اور اس کی سند میں کلام ہے۔

کفن کا بیان

مسئلہ ۱: میت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے، کفن کے تین درجے ہیں۔

(۱) ضرورت (۲) کفایت (۳) سنت

مرد کے لیے سنت تین کپڑے ہیں۔ (۱) لفافہ (۲) اِزار (۳) قمیص

اور عورت کے لیے پانچ۔

تین یہ اور (۴) اوڑھنی (۵) سینہ بند

کفنِ کفایت مرد کے لیے دو کپڑے ہیں۔ (۱) لفافہ (۲) اِزار

اور عورت کے لیے تین۔

(۱) لفافہ (۲) اِزار (۳) اوڑھنی یا

(۱) لفافہ (۲) قمیص (۳) اوڑھنی۔

کفنِ ضرورت دونوں کے لیے یہ کہ جو میسّر آئے اور کم از کم اتنا تو ہو کہ سارا بدن ڈھک جائے۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج ۳، ص ۱۱۲۔۱۱۶) (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۱۶۰، وغیرہما)

بَابُ مَا جَآءَ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْمَيِّتِ

میت پر نماز پڑھنے کے بارے میں جو روایات وارد ہوئی ہیں

1067- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتّٰى يُصَلِّيَ فَلَهٗ قِيْرَاطٌ وَّمَنْ شَهِدَ حَتّٰى تُدْفَنَ كَانَ لَهٗ قِيْرَاطَانِ قِيْلَ وَمَا الْقِيْرَاطَانِ قَالَ مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيْمَيْنِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے جنازہ میں حاضر ہو کر نماز جنازہ پڑھی اس کے لئے ایک قیراط ہے اور جو میت کے دفن کیے جانے تک موجود رہا اس کے لئے دو قیراط اجر ہے عرض کیا گیا دو قیراط کیا ہیں تو فرمایا دو بڑے پہاڑوں کی مثل ہیں۔ اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما نے روایت کیا۔

(بخاری کتاب الجنائز باب من انتظر حتی یدفن ج 1 ص 177' مسلم کتاب الجنائز فصل حصول ثواب القیراط۔ الخ ج 1 ص 307)

مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

ان دو قیدوں سے دو فائدے حاصل ہوئے: ایک یہ کہ کافر کا میت کے ساتھ جانا ثواب کا باعث نہیں کیونکہ اعمال کا ثواب ایمان سے ملتا ہے۔ دوسرے یہ کہ ریا کاری، قومی نظریے، کسی مالدار کو خوش کرنے کے لیے ساتھ جانے پر بھی کوئی ثواب نہیں جیسا کہ آج عموماً دیکھا جا رہا ہے کہ غریب کے جنازے پر اٹھانے والے بھی مشکل سے جمع ہوتے ہیں اور امیر کے جنازے پر اکثر خوشامدیوں کا ہجوم ہوتا ہے جو بغیر نماز جانے ہوئے بھی بے وضو ہی ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ عموماً دینار کے بیسویں حصے کو قیراط کہا جاتا ہے مگر شام والے چالیسویں حصے کو بعض اور علاقوں میں دینار کے چھٹے حصے کو قیراط کہتے ہیں یہاں تجریداً صرف حصہ مراد ہے نہ کہ دینار کا حصہ جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے یعنی صرف نماز جنازہ میں شرکت کرنے والا آدھا ثواب پاتا ہے اور دفن میں بھی شرکت کرنے والا دگنا۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۸۵۹)

1068- وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مَيِّتٍ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ اُمَّةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَبْلُغُوْنَ مِائَةً كُلُّهُمْ يَشْفَعُوْنَ لَهٗ اِلَّا شُفِّعُوْا فِيْهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم کتاب الجنائز فصل فی قبول شفاعۃ الاربعین ج 1 ص 308)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا جس میت پر مسلمانوں کی ایک ایسی جماعت نماز پڑھے جن کی تعداد سو ہو وہ سب اس کے حق میں شفاعت کریں تو ان کی شفاعت اس میت کے حق میں قبول کی جائے گی۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا۔

مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یہ حدیث گزشتہ چالیس کی روایت کے خلاف نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ اولاً سو کی قید ہو پھر رب نے اپنی رحمت وسیع فرمادی ہو اور چالیس کی نماز پر بھی بخشش کا وعدہ فرمالیا ہو، بعض روایات تو اور بھی امید افزاء ہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۸۸۴)

1069- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ فَيَقُوْمُ عَلَى جَنَازَتِهٖ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُوْنَ بِاللهِ شَيْئًا اِلَّا شَفَّعَهُمُ اللهُ فِيْهِ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ مُسْلِمٌ وَاَبُوْدَاوٗدَ۔ (مسند احمد ج 1 ص 277' مسلم کتاب الجنائز فصل فی قبول شفاعة مايقول فی الصلوة على الميت ج1 ص198)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو مسلمان شخص فوت ہوجائے پھر اس کی نماز جنازہ ایسے چالیس افراد پڑھیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت اس میت کے حق میں قبول فرمائے گا۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابو داؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

مرقات میں ہے کہ جہاں چالیس مسلمان جمع ہوں ان میں کوئی ولی ضرور ہوتا ہے جس کی دعا قبول ہوتی ہے، اس کی برکت سے دوسروں کی بھی۔ خیال رہے کہ یہ ذکر ولی تشریعی کا ہے، ولی تکوینی کی تعداد مقرر ہے کہ ہر زمانہ میں اتنے ابدال اتنے غوث اور ایک قطب عالم ہوں گے اور مسلمانوں سے مراد متقی مسلمان ہیں، ورنہ سینماؤں اور تماشہ گاہوں میں سینکڑوں فساق ہوتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۸۸۳)

1070- وَعَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا لَمَّا تُوُفِّيَ سَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَتِ ادْخُلُوْا بِهِ الْمَسْجِدَ حَتّٰى اُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَاُنْكِرَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ وَاللهِ لَقَدْ صَلّٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ابْنَيْ بَيْضَاءَ فِي الْمَسْجِدِ سُهَيْلٍ وَّاَخِيْهِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(مسلم کتاب الجنائز فصل فی جواز الصلوة على الميت فی المسجد ج 1 ص313)

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ان کا (جنازہ) مسجد میں داخل کرو تا کہ میں بھی ان کی نماز جنازہ پڑھوں تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر اس کا انکار کیا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیضاء کے دو بیٹوں سہیل اور ان کے بھائی کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھائی تھی۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

1071- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلٰى جِنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَلَيْسَ لَهٗ شَيْءٌ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مسجد میں میت پر نماز جنازہ پڑھی اس کے لئے کوئی اجر نہیں۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(ابن ماجة ابواب ماجاء فی الجنائز باب ماجاء فی الصلوٰۃ علی الجنائز فی المسجد ص110' ابو داؤد کتاب الجنائز باب الصلوٰۃ علی الجنائز علی الجنازۃ فی المسجد ج2 ص98)

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوٰی رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اقول وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالیٰ ہی سے ہے۔ت) یہاں اطلاق ہی اوفق واحق والصق بدلیل ہے کہ امعاء غالباً فضلات سے خالی نہیں ہوتیں اور موت مزیل استمساک وموجب استرخائے تام ہے اور جنازہ لے چلنے کی حرکت مؤید خروج، تو ہر میت میں خوف تلویث موجود۔ باقی کس خاص وجہ سے غلبہ ظن کی کیا حاجت، ناسمجھ بچوں کو مسجد میں لانا مطلقاً ممنوع ہوا کہ سب میں احتمال تلویث قائم، کچھ یہ شرط نہیں کہ جس بچہ کو اسہال وغیرہ کا عارضہ لاحق ہو وہی مسجد میں نہ لایا جائے، یونہی میت بلکہ اس سے بھی زائد کما لایخفی علی الفطن (جیسا کہ زیرک پر پوشیدہ نہیں۔ت) پھر یہ بھی امام ثانی سے ایک روایت نادرہ ہے ظاہر الروایۃ میں ہمارے ائمہ ثلثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک مسجد میں جنازہ مطلقاً مکروہ ہے اگرچہ میّت بیرونِ مسجد ہو، یہی ارجح واصح ومختار ومأخوذ ہے: فان الفتوی متی اختلفت وجب المصیر الی ظاهر الروایة کما افاده فی البحر والدر و غیرهما۔ اس لئے جب فتوٰی میں اختلاف ہو تو ظاہر الروایۃ کی طرف رجوع ضروری ہے، جیسا کہ بحر اور درمختار وغیرہما میں افادہ کیا۔

اب عبارتِ علماء سُنئے۔ تنویر الابصار ودرمختار میں ہے: کرهت تحریما وقیل تنزیها فی مسجد جماعة هو ای المیت فیه وحده او مع القوم واختلف فی الخارجة عن المسجد وحده او مع بعض القوم والمختار الکرهة مطلقا خلاصة۔ (درمختار باب صلوٰۃ الجنازۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۲۳)

مکروہ تحریمی -- اور کہا گیا کہ تنزیہی ہے مسجدِ جماعت میں، جس میں تنہا میّت ہو یا پڑھنے والوں کے ساتھ ہو، اور اس جنازہ کے بارے میں اختلاف ہے جو تنہا یا بعض لوگوں کے ساتھ بیرونِ مسجد ہو، اور مختار یہ ہے کہ مطلقاً مکروہ ہے۔ خلاصہ۔

ردالمحتار میں ہے: مطلقا ای فی جمیع الصور المتقدمة کما فی الفتح عن الخلاصة وفی مختارات النوازل سواء کان المیت فیه او خارجه و ظاهر الروایة، وفی روایة لایکره اذا کان المیت خارج

المسجد. (ردالمحتار باب صلوۃ الجنازۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۲۲۵)

مطلقاً یعنی گزشتہ تمام صورتوں میں، جیسا کہ فتح القدیر میں خلاصہ سے منقول ہے۔ اور مختارات النوازل میں ہے کہ خواہ میت مسجد کے اندر ہو یا باہر، یہی ظاہر الروایۃ ہے -- اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جب میت مسجد کے باہر ہو تو مکروہ نہیں۔

(الفتاوی الرضویۃ، ج ۹ ص ۲۵۹۔۲۶۰)

1072- وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى النَّجَاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ وَخَرَجَ بِهِمْ اِلَى الْمُصَلّٰى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ اَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نجاشی کی موت کی خبر دی جس دن ان کا انتقال ہوا اور صحابہ کو لے کر عید گاہ کی طرف نکلے صحابہ رضی اللہ عنہم کو صفیں بندھوائیں اور چار تکبیر نماز جنازہ پڑھی۔ اس کو محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی ایک جماعت نے روایت کیا۔ اس کو محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

(بخاری کتاب الجنائز ج 1 ص 167' مسلم کتاب الجنائز فصل فی النعی للناس المیت ج 1 ص 301' ترمذی ابواب الجنائز باب ماجاء فی التکبیر علی الجنازۃ ج 1 ص 198' ابو داؤد کتاب الجنائز باب الصلوٰۃ علی المسلم یموت فی بلاد الشرک ج 2 ص 101' نسائی کتاب الجنائز باب عدد التکبیر علی الجنازۃ ج 1 ص 280' ابن ماجۃ ابواب ما جاء فی الجنائز باب ماجاء فی الصلوۃ علی النجاشی ص 111' مسند احمد ج 2 ص 529)

مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

نجاشی بادشاہ حبشہ کا لقب تھا، ان کا نام اصحمہ تھا، یہ پہلے عیسائی تھے بعد میں مسلمان ہوئے اور حبشہ میں مہاجر صحابہ کو امن بھی دی، ان کی خدمتیں بھی کیں، ان کا انتقال رجب ۹ ھ میں ہوا۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہ دور نزدیک، غائب حاضر سب کو دیکھ لیتی ہیں کہ حبشہ اور مدینہ منورہ میں ایک مہینہ کا فاصلہ ہے۔ (مرقات)

اس سے معلوم ہوا کہ پنجگانہ جماعت کی مسجد میں نماز جنازہ منع ہے میت مسجد میں ہو یا نہ ہو اسی لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ نماز مسجد نبوی شریف میں نہ پڑھی بلکہ ان کو باہر لے گئے۔ اس حدیث کی بنا پر بعض لوگ نماز جنازہ غائبانہ کے قائل ہیں مگر ان کی یہ دلیل کمزور ہے اس لیے کہ نماز غائبانہ صرف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی نے پڑھی کسی صحابی نے کبھی نہ پڑھی۔ چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے وقت جو صحابہ غزووں یا مکہ مکرمہ وغیرہ میں تھے انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نماز غائبانہ نہ پڑھی، نیز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی یہی نماز غائبانہ پڑھی بارہا صحابہ کی شہادتوں یا وفات کی خبریں آتی تھیں آپ نماز نہ پڑھتے تھے۔ جن روایات میں ہے کہ آپ نے معاویہ ابن معاویہ

مزنی، زید ابن حارثہ، جعفر ابن ابی طالب پر یہ غزوہ موتے میں شہید ہوئے تھے نماز غائبانہ پڑھی ہے ان کی اسناد میں محدثین کو کلام ہے کیونکہ ان اسنادوں میں علاء ابن زید یا بقیہ ابن ولید وغیرہم راوی ہیں جو بالاتفاق ضعیف ہیں اور اگر یہ احادیث صحیح بھی ہوں تو ان نمازوں کی وجہ یہ ہے کہ جبریل امین نے ان میتوں کو حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سامنے لا کر حاضر کردیا۔ چنانچہ حضرت ابن عباس کے الفاظ یہ ہیں "كُشِفَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّجَاشِيِّ حَتّٰى رَآهُ وَصَلّٰى عَلَيْهِ" لہٰذا یہ نماز حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خصوصیت میں سے ہے کیونکہ میت کا امام کے آگے ہونا کافی ہے مقتدی دیکھیں یا نہ دیکھیں، ورنہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تو ہر صحابی کا جنازہ پڑھاتے تھے حتی کہ جو رات میں دفن کردیئے جاتے ان کی قبر پر جاکر جنازہ پڑھاتے اور فرماتے کہ مجھے ہر ایک کی موت کی خبر دیا کرو، میری نماز ان کے لیے رحمت ہے مگر سوائے اس کے اور کسی غائب صحابی پر نماز غائبانہ نہ پڑھی، لہٰذا اس حدیث سے نماز غائبانہ کا جواز ثابت کرنا بہت کمزور ہے۔ مذہب حنفی نہایت قوی ہے کہ جنازے کی نماز حاضر میت پر ہوسکتی ہے نہ کہ غائب پر۔

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۷۵)

1073- وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلٰى اَصْحَمَةَ النَّجَاشِيِّ فَكَبَّرَ اَرْبَعًا

حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اصحمہ نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی تو اس میں چار تکبیریں کہیں۔ اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما نے روایت کیا۔

(بخاری کتاب الجنائز باب التکبیر علی الجنازۃ اربعاً ج 1 ص 178، مسلم کتاب الجنائز فصل فی التکبیر علی المیت اربعاً ج 1 ص 309)

اعلٰی حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوٰی رضویہ میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
جنازہ کی ابتداء، تو یہ سیدنا آدم علیہ السلام کے دور سے ہے۔ حاکم نے مستدرک، طبرانی اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جنازہ پر جو آخری عمر میں تکبیرات کہیں وہ چار تھیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جنازہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ پر چار تکبیرات کہیں، اور ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جنازہ حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ پر، امام حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جنازہ حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ پر اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جنازہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ پر چار تکبیرات کہیں، ملائکہ نے سیدنا آدم علیہ السلام پر چار تکبیریں کہیں اور اسلام میں وجوب نماز جنازہ کا حکم مدینہ منورہ میں نازل ہوا،

(الفتاوی الرضویہ، ج ۵، ص ۳۷۴)

1074- وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ رَضِيَ

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت

اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّى عَلٰى جَنَازَةٍ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَاعْفُ عَنْهُ وَعَافِهٖ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِمَاءٍ وَثَلْجٍ وَبَرَدٍ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَقِهٖ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ قَالَ عَوْفٌ فَتَمَنَّيْتُ اَنْ لَّوْ كُنْتُ اَنَا الْمَيِّتَ لِدُعَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى ذٰلِكَ الْمَيِّتِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم کتاب الجنائز فصل فی الدعاء للمیت ج 1 ص 311)

کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھی تو میں نے آپ کو دعا کرتے ہوئے سنا اے اللہ اس کی مغفرت فرما اس پر رحم فرما اس کو معاف فرما اس کو عافیت میں رکھ عزت کے ساتھ اس کی مہمانی کر اور اس کی قبر کو وسیع کر اور اسے پانی برف اور اولوں سے دھو ڈال اور اس کو گناہوں سے اس طرح پاک کر دے جس طرح میلے کپڑے کو میل سے صاف کیا جاتا ہے اور اس کو دنیاوی گھر کے بدلے بہتر گھر عطا فرما اور دنیاوی اہل سے بہتر اہل عطا فرما اور دنیاوی بیوی سے بہتر بیوی عطا فرما اور اس کو قبر کے فتنے اور جہنم کے عذاب سے بچا حضرت عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اس میت پر دعا کی وجہ سے میں نے یہ آرزو کی کاش کہ یہ مرنے والا میں ہوتا۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا۔

مفسرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

یہاں رب کی رحمت کو پانی، برف اور اولہ کہا گیا کیونکہ ٹھنڈے پانی سے نہانے میں دل کو خوشی، دماغ کو فرحت، جسم کی صفائی اور راحت سب کچھ ہی حاصل ہوتی ہے، یعنی مولے اسے دوزخ کی آگ میں تپا کر صاف نہ کرنا بالکل معافی اور رحمت کے ٹھنڈے پانی سے۔

سفید کپڑے کی صفائی دور سے محسوس ہوتی ہے اسی لیے سفید کپڑے کی قید لگائی گئی۔

قیامت کے بعد اسے جنت میں گھر دے، غلمان، خدام دے اور حوریں اور دنیا کی بیوی جو وہاں حوروں سے بھی خوبصورت ہوگی اور جس میں دنیا کی سی ظاہر و باطن کوئی خرابی نہ ہوگی وہ اسے نصیب کر، لہٰذا اس دعا پر اعتراض نہیں کہ جنت میں دنیا کی عورتیں حوروں سے بھی اچھی ہوں گی پھر یہ الفاظ کیوں ارشاد فرمائے گئے۔

تا کہ مجھے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی اتنی دعائیں نصیب ہوتیں۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یہ دعا اتنی آواز سے پڑھی جو قریب کے مقتدیوں نے سن لی۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۸۷۸)

1075- وَعَنْ اَبِيْ اِبْرَاهِيْمَ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ

حضرت ابو ابراہیم انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنے والد

أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْمَيِّتِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالتِّرْمَذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو میت پر نماز جنازہ میں یہ دعا کرتے ہوئے سنا اے اللہ ہمارے زندہ، فوت شدہ ہمارے حاضر وغائب اور ہمارے مردوں اور عورتوں اور ہمارے چھوٹوں اور بڑوں کی مغفرت فرما۔ اس کو نسائی اور ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(نسائی کتاب الجنائز باب الدعا ج 1 ص 281' ترمذی ابواب الجنائز باب مایقول فی الصلوٰۃ علی المیت ج 1 ص198)

1076- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى عَلَى الْمَيِّتِ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَآئِبِنَا وَلِاُنَاثِنَا وَلِذُكُوْرِنَا مَنْ اَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَاَحْيِهِ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْاِيْمَانِ اَللّٰهُمَّ عَفْوَكَ عَفْوَكَ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَالْاَوْسَطِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ اِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب کسی میت پر نماز جنازہ پڑھتے تو یہ دعا فرماتے اے اللہ ہمارے زندہ اور مردہ حاضر اور غائب ہماری عورتوں اور مردوں کی مغفرت فرما ہم میں سے جس کو زندہ رکھے اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جس کو تو موت دے ایمان پر موت دے اے اللہ ہم تجھ سے عفوودرگزر کی دعا کرتے ہیں اس کو طبرانی نے الکبیر میں روایت کیا اور ہیثمی نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی ج 12 ص 133 رقم الحدیث: 12680' مجمع الزوائد کتاب الجنائز باب الصلوٰۃ علی الجنازۃ ج 3 ص 33' المعجم الاوسط للطبرانی ج 2 ص 81 رقم الحدیث: 1158)

مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

یہ ان چار کلمات کا مقصد دعا کو عام کرنا ہے یعنی صرف میت کے لیے ہی دعا نہ کرے بلکہ سارے زندوں مردوں کے لیے دعا کرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گزشتہ حدیث میں جو فرمایا گیا تھا کہ "اَخْلِصُوْا لَہُ الدُّعَاءَ" اس کے معنے یہ نہیں تھے کہ صرف حاضر میت ہی کو دعا کرے اور کو شامل نہ کرے جیسا کہ بعض شارحین نے سمجھا بلکہ اس کے معنے وہ ہیں جو ہم نے وہاں عرض کر دیے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۸۹۸)

بَابٌ فِيْ تَرْكِ الصَّلٰوةِ عَلَى الشُّهَدَاءِ

شہداء پر نماز جنازہ نہ پڑھنے کا بیان

1077- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلٰى أُحُدٍ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ ثُمَّ يَقُوْلُ أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْاٰنِ فَإِذَا أُشِيْرَ لَهٗ إِلٰى أَحَدِهِمَا قَدَّمَهٗ فِي اللَّحْدِ وَقَالَ أَنَا شَهِيْدٌ عَلٰى هٰؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ فِيْ دِمَائِهِمْ وَلَمْ يُغَسَّلُوْا وَلَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِمْ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. (بخاری کتاب الجنائز باب الصلوۃ علی الشهید ج 1 ص 179)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شہداء احد میں سے دو دو آدمیوں کو ایک کپڑے میں جمع فرماتے پھر فرماتے کہ ان میں سے کس کو قرآن زیادہ یاد ہے پس جب ان میں سے ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے تو اس کو پہلے لحد میں رکھتے اور فرماتے قیامت کے دن میں ان پر گواہ ہوں گا اور آپ نے ان کو ان کے خون (آلودہ کپڑوں) سمیت دفن کرنے کا حکم دیا ان کو غسل نہ دیا گیا اور نہ ہی ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

اس طرح کہ دو شہیدوں کو ایک چادر میں لپیٹتے ان کے اپنے کپڑے ان ہی پر تھے لہٰذا اس سے لازم یہ نہیں آیا کہ ان کی کھالیں مل گئیں ہوں اور یہ اس لیے کیا گیا تھا کہ اس وقت کپڑے کی بہت تنگی تھی۔

یعنی ان کی عدالت، شہادت، تقویٰ، جہاد کمال ایمانی کا خصوصی گواہ ہوں ورنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ساری امت کے خصوصی گواہ ہیں لہٰذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں "وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا"۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علم قرآن دنیا اور آخرت کی عزت کا ذریعہ ہے۔

اس پر تمام علماء متفق ہیں کہ شہید کا نہ خون دھویا جائے نہ اسے غسل دیا جائے مگر اس میں اختلاف ہے کہ اس پر نماز ہوگی یا نہیں؟ ہمارے ہاں شہید پر نماز ہے جس کی بیشمار احادیث ہیں، بلکہ خاص شہدائے احد کے متعلق طحاوی وغیرہ میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دس دس شہیدوں کو جمع کر کے ان پر نماز پڑھتے تھے مگر حضرت حمزہ کی میت اسی طرح ہر نماز میں شامل تھی یعنی ہر دفعہ نو شہید نئے لائے جاتے تھے دسویں حمزہ ہوتے تھے، یہ حدیث حضرت عبداللہ ابن عباس، عبداللہ ابن زبیر، ابو مالک غفاری وغیرہم صحابہ سے مروی ہے۔ (طحاوی) بعض روایات میں ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ پر ستر بار نماز جنازہ پڑھی۔ مشکوٰۃ شریف میں ایک حدیث آئے گی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شہدائے احد پر ان کی شہادت کے آٹھ سال بعد اپنی وفات سے قریب بھی نماز جنازہ پڑھی، نیز نماز جنازہ گناہ معاف کرانے کے لیے نہیں ہوتی ورنہ بچے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نماز جنازہ نہ پڑھی جاتی، بلکہ شرافت انسانی کے

اظہار کے لیے ہے جس کا شہید بھی بدرجہ اولے مستحق ہے۔ امام شافعی کے ہاں شہید پر نماز نہیں، ان کی دلیل یہ حدیث ہے مگران کا یہ استدلال بہت کمزور ہے چند وجہ سے: ایک یہ کہ یہ حدیث نفی کی ہے اور ہماری پیش کردہ احادیث میں ثبوت نماز ہے لہٰذا ترجیح ثبوت کو ہوگی۔ دوسرے یہ کہ حضرت جابر ہی سے یہ روایت بھی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شہدائے احد کا جنازہ پڑھا لہٰذا تعارض کی وجہ سے یہ حدیث قابل عمل نہیں۔ تیسرے یہ کہ یہاں اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خاص احد کے دن ان شہداء کی نماز نہ پڑھی کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس دن خود زخمی تھے، دانت مبارک شہید ہو چکا تھا، سر مبارک میں خود ٹوٹ کر گڑھ گیا تھا جو بمشکل نکالا گیا۔ چوتھے یہ کہ حضرت جابر اس دن سخت پریشان تھے کیونکہ ان کے والد اور ماموں شہید ہو چکے تھے جن کی میتوں کو منتقل کر کے مدینہ پاک لے گئے تھے، اس پریشانی اور مشغولیت کی وجہ سے آپ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز پر مطلع نہ ہو سکے۔ پانچویں یہ کہ حاکم نے روایت صحیح حضرت جابر سے شہدائے احد کی نماز جنازہ اور ہر بار میں حضرت حمزہ کا رکھا رہنا نقل کیا، ان وجوہات کے باعث اس حدیث سے استدلال کمزور ہے۔ اس کی پوری تحقیق اس مقام پر لمعات واشعہ ومرقات میں دیکھو۔

(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۸۸۸)

بَابٌ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الشُّهَدَآءِ

1078- عَنْ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَعْرَابِ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاٰمَنَ بِهٖ وَاتَّبَعَهٗ ثُمَّ قَالَ اُهَاجِرُ مَعَكَ فَاَوْصٰى بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ اَصْحَابِهٖ فَلَمَّا كَانَتْ غَزْوَةٌ غَنَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَقَسَّمَ وَقَسَّمَ لَهٗ فَاَعْطٰى اَصْحَابَهٗ مَا قُسِّمَ لَهٗ وَكَانَ يَرْعٰى ظَهْرَهُمْ فَلَمَّا جَآءَ دَفَعُوْهُ اِلَيْهِ فَقَالَ مَا هٰذَا قَالُوْا قِسْمٌ قَسَّمَهٗ لَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَهٗ فَجَآءَ بِهٖ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا هٰذَا قَالَ قَسَمْتُهٗ لَكَ قَالَ مَا عَلٰى هٰذَا اتَّبَعْتُكَ وَلٰكِنِّيْ اتَّبَعْتُكَ عَلٰى اَنْ اُرْمٰى اِلٰى هٰهُنَا وَاَشَارَ اِلٰى حَلْقِهٖ بِسَهْمٍ فَاَمُوْتَ

شہداء پر نماز جنازہ پڑھنے کا بیان

حضرت شداد بن ہاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی شخص نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور آپ کی اتباع کی پھر اس نے کہا میں آپ کے ساتھ ہجرت کروں گا پھر نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس کے بارے میں حکم دیا اس کے بعد ایک غزوہ ہوا جس میں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کچھ چیزیں بطور غنیمت حاصل ہوئیں تو آپ نے ان کو تقسیم فرمایا اور اس کا حصہ بھی مقرر فرمایا تو اس کا حصہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیا اور وہ ان کے اونٹ چرایا کرتے تھے پس جب وہ آئے تو لوگوں نے اسے اس کا حصہ دیا تو اس نے کہا یہ کیا ہے تو صحابہ رضی اللہ عنہم

فَأَدْخُلَ الْجَنَّةَ فَقَالَ إِنْ تَصْدُقِ اللهَ يَصْدُقْكَ فَلَبِثُوا قَلِيلًا ثُمَّ نَهَضُوا فِي قِتَالِ الْعَدُوِّ فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْمَلُ قَدْ أَصَابَهُ سَهْمٌ حَيْثُ أَشَارَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهُوَ هُوَ قَالُوا نَعَمْ قَالَ صَدَقَ اللهَ فَصَدَقَهُ ثُمَّ كَفَّنَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جُبَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَدَّمَهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ فَكَانَ مِمَّا ظَهَرَ مِنْ صَلٰوتِهِ اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَبْدُكَ خَرَجَ مُهَاجِرًا فِي سَبِيلِكَ فَقُتِلَ شَهِيدًا أَنَا شَهِيدٌ عَلَى ذٰلِكَ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. (نسائی کتاب الجنائز باب الصلوٰۃ علی الشہداء ج 1 ص 277، طحاوی کتاب الجنائز باب الصلوٰۃ علی الشہداء ج 1 ص 339)

نے کہا یہ تیرا حصہ ہے جو تیرے لئے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا ہے تو اس نے اسے لے لیا اور وہ اسے لے کر نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ کیا ہے تو آپ نے فرمایا: میں نے یہ تیرا حصہ بنایا ہے تو وہ کہنے لگا میں نے اس لئے آپ کی اتباع نہیں کی میں نے تو اس لئے آپ کی پیروی کی ہے کہ مجھے یہاں تیر مارا جائے اور انہوں نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا اور میں فوت ہو جاؤں اور جنت میں داخل ہو جاؤں تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم نے اللہ کی تصدیق کی تو اللہ تعالیٰ تجھے سچا کر دے گا تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد دشمن کے ساتھ جنگ کے لئے اٹھے پس اسے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا اس حال میں اس کو اسی جگہ تیر لگا تھا جس جگہ کی طرف اس نے اشارہ کیا تھا تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وہی ہے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا جی ہاں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے اللہ سے سچ کہا تو اللہ تعالیٰ نے اسے سچا کر دیا پھر نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو اپنے جبہ مبارک میں کفن دیا پھر اس کو مقدم کر کے اس کی نماز جنازہ پڑھی آپ کی نماز سے جو کچھ ظاہر ہوا اس میں سے یہ الفاظ بھی تھے اے اللہ بے شک یہ تیرا بندہ ہے جو تیرے راستے میں ہجرت کرتے ہوئے نکلا اور شہید کر دیا گیا اور میں اس پر گواہ ہوں۔ اس کو امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور طحاوی رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

1079- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أُتِيَ بِهِمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ فَجَعَلَ يُصَلِّيْ عَلَى عَشَرَةٍ عَشَرَةٍ وَّحَمْزَةُ هُوَ كَمَا هُوَ يُرْفَعُوْنَ وَهُوَ كَمَا هُوَ مَوْضُوْعٌ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالطَّحَاوِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَفِيْ إِسْنَادِهٖ لِيْنٌ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ غزوہ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس شہداء لائے جاتے تو آپ ان پر نماز جنازہ پڑھتے اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی طرح پڑے رہتے اور دیگر شہداء کو اٹھا لیا جاتا اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ ویسے ہی پڑا رہتا تھا۔ اس کو ابن ماجہ طحاوی طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا اور اس کی سند میں کمزوری ہے۔

(ابن ماجة ابواب ما جاء في الجنائز باب ما جاء في الصلوٰة على الشهدآء الخ ص 110' طحاوی كتاب الجنائز باب الصلوٰة على الشهداء ج 1 ص 338' سنن الكبرى للبيهقي كتاب الجنائز باب من زعم ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم على شهداء احد ج 4 ص 12' تلخيص الحبير كتاب الجنائز نقلاً عن الطبراني ج 2 ص 117)

1080- وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ يَوْمَ أُحُدٍ بِحَمْزَةَ فَسُجِّيَ بِبُرْدِهٖ ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْهِ فَكَبَّرَ تِسْعَ تَكْبِيْرَاتٍ ثُمَّ أُتِيَ بِالْقَتْلٰى يُصَفُّوْنَ وَيُصَلِّيْ عَلَيْهِمْ وَعَلَيْهِ مَعَهُمْ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهٗ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ وَهُوَ مُرْسَلُ صَحَابِيٍّ۔

(طحاوی كتاب الجنائز باب الصلوٰة على الشهداء ج 1 ص 338)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُحد کے دن حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حکم دیا تو ان کو ایک چادر سے ڈھانپا گیا پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان پر نماز جنازہ پڑھی تو تکبیرات کہیں پھر شہداء کو لایا گیا تو ان کو ایک صف میں رکھا گیا تو آپ ان پر نماز جنازہ پڑھتے اور ان کے ساتھ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی نماز جنازہ پڑھتے۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند مرسل قوی ہے اور یہ حدیث صحابی کی مرسل ہے۔

1081- وَعَنْ أَبِيْ مَالِكٍ الْغِفَارِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلٰى قَتْلٰى أُحُدٍ

حضرت ابو مالک غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احد کے

عَشَرَةً عَشَرَةً فِيْ كُلِّ عَشَرَةٍ حَمْزَةُ حَتّٰى صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعِيْنَ صَلٰوةً۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ فِي الْمَرَاسِيْلِ وَالطَّحَاوِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَاِسْنَادُهٗ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ۔

شہداء پر دس دس کر کے نماز پڑھتے ہر دس میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہوتے تھے آپ نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ستر مرتبہ نماز پڑھی۔ اس کو ابو داؤد نے مراسیل میں روایت کیا اور طحاوی اور بیہقی نے روایت کیا اور اس کی سند مرسل قوی ہے۔

(طحاوی کتاب الجنائز باب الصلوٰۃ علی الشھداء ج 1 ص 338، مراسیل ملحقة بسنن ابی داؤد ص 18، سنن الکبری للبیهقی کتاب الجنائز باب من زعم ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم صلی علی شهداء احد ج 4 ص 12، تلخیص الحبیر ج 2 ص 117)

بَابٌ فِيْ حَمْلِ الْجَنَازَةِ

جنازہ کو اٹھانے کے بیان میں

1082- عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةً فَلْيَحْمِلْ بِجَوَانِبِ السَّرِيْرِ كُلِّهَا فَاِنَّهٗ مِنَ السُّنَّةِ ثُمَّ اِنْ شَاءَ فَلْيَتَطَوَّعْ وَاِنْ شَاءَ فَلْيَدَعْ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاِسْنَادُهٗ مُرْسَلٌ جَيِّدٌ۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص جنازہ کے پیچھے چلے تو وہ اسے چاروں طرف سے اُٹھائے کیونکہ یہ سنت ہے پھر اگر چاہے تو مزید اٹھائے اور اگر چاہے تو چھوڑ دے۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کی اور اس کی سند مرسل جید ہے۔

(ابن ماجة ابواب اقامة الصلوٰۃ باب ماجاء فی شھود الجنائز ص 107)

1083- عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ مِنْ تَمَامِ اَجْرِ الْجَنَازَةِ اَنْ تُشَيِّعَهَا مِنْ اَهْلِهَا وَاَنْ تَحْمِلَ بِاَرْكَانِهَا الْاَرْبَعَةِ وَاَنْ تَحْثُوَ فِي الْقَبْرِ۔ رَوَاهُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ فِيْ مُصَنَّفِهٖ وَاِسْنَادُهٗ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں جنازہ کا پورا اجر یہ ہے کہ تو اسے گھر سے لے کر چلے اور تو اس کو چاروں کناروں سے اُٹھائے اور تو اس کی قبر پر مٹی ڈالے۔ اس کو ابو بکر بن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں روایت کیا اور اس کی سند مرسل قوی ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبة کتاب الجنائز فی المیت یحثی فی قبرہ ج 3 ص 332)

بَابٌ فِيْ اَفْضَلِيَّةِ الْمَشْيِ خَلْفَ الْجَنَازَةِ

جنازہ کے پیچھے چلنے کے افضل ہونے کا بیان

1084- عَنْ طَاؤُوْسٍ قَالَ مَا مَشٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى مَاتَ اِلَّا خَلْفَ

حضرت طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے وصال مبارک تک

الْجَنَازَةِ. رَوَاهُ عَبْدُالرَّزَّاقِ وَاِسْنَادُهٗ مُرْسَلٌ صَحِيْحٌ.

جنازہ کے پیچھے ہی چلتے تھے۔ اس کو عبدالرزاق نے بیان کیا اور اس کی سند مرسل صحیح ہے۔

(مصنف عبدالرزاق کتاب الجنائز باب المشی امام الجنازۃ ج 3 ص 445 رقم الحدیث: 6262)

1085- وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ كُنْتُ فِيْ جَنَازَةٍ وَّاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَمْشِيَانِ اَمَامَهَا وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَمْشِيْ خَلْفَهَا فَقُلْتُ لِعَلِيٍّ اَرَاكَ تَمْشِيْ خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَهٰذَانِ يَمْشِيَانِ اَمَامَهَا فَقَالَ عَلِيٌّ لَقَدْ عَلِمَا اَنَّ فَضْلَ الْمَشْيِ خَلْفَهَا عَلَى الْمَشْيِ اَمَامَهَا كَفَضْلِ صَلٰوةِ الْجَمَاعَةِ عَلَى الْفَذِّ وَلٰكِنَّهُمَا اَحَبَّا اَنْ يَّيْسِرَا عَلَى النَّاسِ. رَوَاهُ عَبْدُالرَّزَّاقِ وَالطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

(مصنف عبدالرزاق کتاب الجنائز باب المشی امام الجنازۃ ج 3 ص 446 رقم الحدیث: 6263، طحاوی کتاب الجنائز باب المشی امام الجنازۃ ج 1 ص 325)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں ایک جنازہ میں شریک تھا (جس میں) ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنازہ کے آگے چل رہے تھے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنازہ کے پیچھے چل رہے تھے تو میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ آپ جنازہ کے پیچھے چل رہے ہیں اور یہ دونوں جنازہ کے آگے چل رہے ہیں تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ دونوں بھی جانتے ہیں کہ جنازہ کے پیچھے چلنے کو آگے چلنے پر ایسے ہی فضیلت حاصل ہے جیسا کہ باجماعت نماز کو اکیلے نماز پڑھنے پر فضیلت حاصل لیکن ان دونوں نے چاہا کہ لوگوں پر آسانی کریں۔ اس کو عبدالرزاق اور طحاوی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

1086- وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ اَبَاهُ قَالَ لَهٗ كُنْ خَلْفَ الْجَنَازَةِ فَاِنَّ مُقَدَّمَهَا لِلْمَلَائِكَةِ وَخَلْفَهَا لِبَنِيْ اٰدَمَ. رَوَاهُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد عمرو بن عاص نے ان سے کہا کہ تو جنازہ کے پیچھے ہو جا، پس بے شک جنازہ کی اگلی جگہ فرشتوں کے لئے ہے اور جنازہ کے پیچھے اولاد آدم کے لئے۔ اس کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ کتاب الجنائز باب فی الجنازۃ یسرع بھا اذا خرج بھا۔ عن عبداللہ بن عمرج 3 ص 282)

جنازہ لے چلنے کا بیان

سنت یہ ہے کہ چار آدمی جنازہ اٹھائیں اور سنت یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے چاروں پایوں کو کندھا دے اور ہر بار دس دس قدم چلے اور پوری سنت یہ ہے کہ پہلے داہنے سرہانے کندھا دے پھر داہنی پائنتی پھر بائیں سرہانے پھر بائیں پائنتی اور دس دس قدم چلے تو کل چالیس قدم ہوئے حدیث شریف میں ہے کہ جو چالیس قدم جنازہ لے چلے اس کے چالیس گناہ کبیرہ مٹا دیے جائیں گے اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ جو جنازہ کے چاروں پایوں کو کندھا دے اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مغفرت فرمادے گا۔ (الدر المختار، کتاب الصلوۃ، باب فی صلوۃ الجنازۃ، ج ۳، ص ۱۵۸، ۱۵۹)

مسئلہ:۔ جنازہ لے چلنے میں سرہانا آگے ہونا چاہیے اور عورتوں کو جنازہ کے ساتھ جانا ممنوع و ناجائز ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الرابع فی حمل الجنازۃ، ج ۱، ص ۱۶۲)

مسئلہ:۔ میت اگر پڑوسی یا رشتہ دار یا نیک آدمی ہو تو اس کے جنازہ کے ساتھ جانا نفل نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

مسئلہ:۔ میت اگر پڑوسی یا رشتہ دار یا نیک آدمی ہو تو اس کے جنازہ کے ساتھ جانا نفل نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

مسئلہ:۔ جنازہ کے ساتھ پیدل چلنا افضل ہے اور ساتھ چلنے والوں کو جنازہ کے پیچھے چلنا چاہیے داہنے بائیں نہ چلیں اور جنازہ کے آگے چلنا مکروہ ہے۔

پیچھے چلنا چاہیے داہنے بائیں نہ چلیں اور جنازہ کے آگے چلنا مکروہ ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الرابع فی حمل الجنازۃ، ج ۱، ص ۱۶۲)

مسئلہ:۔ جنازہ کو تیزی کے ساتھ لے کر چلیں مگر اس طرح کہ میت کو جھٹکا نہ لگے۔

(الفتاوی الھندیۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الرابع فی حمل الجنازۃ، ج ۱، ص ۱۶۲)

بَابُ الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ

1087- عَنْ عَامِرِ ابْنِ رَبِيعَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا حَتّٰى تُخَلِّفَكُمْ اَوْ تُوضَعَ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ۔

جنازہ کے لئے کھڑے ہونے کا بیان

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جایا کرو حتیٰ کہ وہ تمہیں پیچھے چھوڑ جائے یا جنازہ رکھ دیا جائے۔ اس کو محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

(بخاری کتاب الجنائز باب القیام للجنازۃ ج 1 ص 175' مسلم کتاب الجنائز فصل فی استحباب القیام للجنازۃ الخ ج 1 ص 310' ترمذی ابواب الجنائز باب ما جاء فی القیام للجنازۃ ج 1 ص 201' ابو داؤد کتاب الجنائز باب القیام للجنازۃ ج 2 ص 96' نسائی کتاب الجنائز باب الامر لاقیام للجنازۃ ج 1 ص 271' ابن ماجۃ ابواب اقامۃ الصلوۃ باب ما جاء۔

فی القیام للجنائز ص 112' مسند احمد ج 3 ص 446)

1088- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّبِنَا جَنَازَةٌ فَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُمْنَا فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا جَنَازَةُ یَهُوْدِیٍّ قَالَ اِذَا رَاَیْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا. رَوَاهُ الشَّیْخَانِ. (بخاری کتاب الجنائز باب من قام لجنازة یهودی ج 1 ص 175' مسلم کتاب الجنائز فصل فی استحباب القیام للجنازہ۔ الخ ج 1 ص 310)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں ہمارے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کھڑے ہوگئے تو ہم بھی کھڑے ہوگئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یہ تو ایک یہودی کا جنازہ ہے تو آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہوجایا کرو۔ اس کو شیخین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما نے روایت کیا۔

مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

گھبراہٹ اور خوف ظاہر کرنے کے لیے نہ کہ کافر میت کی تعظیم کے لیے اس وقت کھڑا ہونا خوف کی علامت ہے اور بیٹھا رہنا سختی دل اور غفلت کی نشانی مگر یہ حکم منسوخ ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۸۷۲)

1089- عَنْ نَّافِعِ بْنِ جُبَیْرٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ مَسْعُوْدَ بْنَ الْحَکَمِ الْاَنْصَارِیَّ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَقُوْلُ فِیْ شَاْنِ الْجَنَائِزِ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَامَ ثُمَّ قَعَدَ وَاِنَّمَا حَدَّثَ بِذٰلِكَ لِاَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَیْرٍ رَاَی وَاقِدَ بْنَ عَمْرٍو قَامَ حَتّٰی وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم کتاب الجنائز فصل فی استحباب القیام للجنازة۔ الخ ج 1 ص 310)

حضرت نافع بن جبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں مسعود بن حکم انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے انہیں خبر دی کہ انہوں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنہ کو جنازہ کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کھڑے ہوئے پھر بیٹھ گئے اور انہوں نے یہ اس لئے بیان کیا کہ نافع بن جبیر نے واقد بن عمرو کو دیکھا کہ وہ اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک جنازہ رکھ نہ دیا جاتا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

بَابُ نَسْخِ الْقِیَامِ لِلْجَنَازَةِ

جنازہ کے لئے قیام کے منسوخ ہونے کا بیان

1090- وَعَنْهُ عَنْ مَّسْعُوْدِ بْنِ الْحَکَمِ الزُّرَقِیِّ اَنَّهُ سَمِعَ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ بِرَحْبَةِ الْکُوْفَةِ وَهُوَ یَقُوْلُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَنَا بِالْقِیَامِ فِی الْجَنَازَةِ ثُمَّ جَلَسَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَاَمَرَنَا بِالْجُلُوْسِ. رَوَاهُ اَحْمَدُ

حضرت نافع مسعود بن حکم زرقی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالٰی عنہ کو کوفہ کے میدان میں فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ہمیں جنازہ میں کھڑے ہونے کا حکم دیا پھر اس کے بعد

وَالطَّحَاوِيُّ وَالْحَازِمِيُّ فِي النَّاسِخِ وَالْمَنْسُوْخِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔ (مسند احمد ج 1 ص 82' طحاوی کتاب الجنائزۃ باب القیام للجنازۃ ج 1 ص 328)

آپ بیٹھ گئے اور ہمیں بھی بیٹھنے کا حکم دیا۔اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ' طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حازمی نے ناسخ ومنسوخ میں بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں

یہ حدیث گزشتہ احادیث کی ناسخ ہے،یعنی پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنازہ دیکھ کر کھڑے ہوجاتے تھے ہم بھی اسی پر عامل تھے، پھر بعد میں آپ نے یہ عمل چھوڑ دیا ہم نے بھی چھوڑ دیا لہٰذا وہ کھڑا ہونا منسوخ ہے۔خیال رہے کہ وہ قیام منسوخ ہوا ہے جو صرف گھبراہٹ کے اظہار یا ملائکہ موت کی تعظیم کے لیے ہو اور ساتھ جانے کا ارادہ نہ ہو، ساتھ جانے کے لیے اٹھنا تو اب بھی ضروری ہے۔(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۸۷۳)

1091- وَعَنْ إِسْمَاعِيْلَ الزُّرَقِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ شَهِدْتُّ جَنَازَةً بِالْعِرَاقِ فَرَأَيْتُ رِجَالاً قِيَامًا يَّنْتَظِرُوْنَ أَنْ تُوْضَعَ وَرَأَيْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُشِيْرُ إِلَيْهِمْ أَنِ اجْلِسُوْا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَمَرَنَا بِالْجُلُوْسِ بَعْدَ الْقِيَامِ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔ (طحاوی کتاب الجنازۃ باب القیام للجنازۃ ج 1 ص 328)

حضرت اسمٰعیل زرقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں عراق میں ایک جنازہ میں شریک ہوا تو میں نے کچھ لوگوں کو کھڑے جنازہ رکھنے کا انتظار کرتے ہوئے دیکھا اور میں نے حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ لوگوں کو بیٹھنے کا اشارہ فرمارہے اور فرمارہے تھے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں جنازہ کے لئے کھڑے ہونے کے بعد بیٹھنے کا حکم فرمایا۔اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

مُفَسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں

اولاً میت کے لیے کھڑے ہوجانے کا حکم تھا یا تو میت کی تعظیم کے لیے یا ساتھ والے فرشتوں کی یا موت کی گھبراہٹ کے اظہار کے لیے،لیکن یہ حکم بعد میں منسوخ ہوگیا اس کی ناسخ حدیثیں آگے آرہی ہیں۔اکثر علماء فرماتے ہیں کہ جو میت کے ساتھ جانا نہ چاہے اسے کھڑا ہونا مکروہ ہے۔(مرقاۃ)

لوگوں کی گردنوں سے زمین پر تاکہ اگر اس کی امداد کی ضرورت پڑے تو یہ بآسانی امداد کرسکے،یہ حکم اب بھی باقی ہے کہ میت کو کندھوں سے اتارنے سے پہلے بیٹھ جانا مکروہ ہے اور اگر یہ معنی ہیں کہ قبر میں رکھ دیا جائے تو یہ حدیث منسوخ ہے جس کا ناسخ آگے آرہا ہے۔شروع اسلام میں دفن سے پہلے بیٹھنا مکروہ تھا اب جائز ہے۔(مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۸۷۳)

1092- وَعَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ تَذَاكَرْنَا

حضرت زید بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے

الْقِيَامَ اِلَى الْجَنَازَةِ عِنْدَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ قَدْ كُنَّا نَقُوْمُ فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ذٰلِكَ وَاَنْتُمْ يَهُوْدُ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهُ حَسَنٌ. (طحاوی کتاب الجنازہ باب القیام للجنازۃ ج 1 ص 329)

ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ہم نے باہم جنازہ کے لئے کھڑے ہونے کے متعلق مباحثہ کیا تو ابو مسعود نے کہا کہ ہم بھی کھڑے ہوتے تھے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ کام کرو گے کیا تم یہودی ہو؟ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

بَابٌ فِي الدَّفْنِ وَبَعْضِ اَحْكَامِ الْقُبُوْرِ

دفن اور قبروں کے بعض احکام کا بیان

1093- عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَلْحَدُ وَآخَرُ يَضْرَحُ فَقَالُوْا نَسْتَخِيْرُ رَبَّنَا وَنَبْعَثُ اِلَيْهِمَا فَاَيُّهُمَا سُبِقَ تَرَكْنَاهُ فَاُرْسِلَ اِلَيْهِمَا فَسَبَقَ صَاحِبُ اللَّحْدِ فَلَحَدُوْا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَآخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهُ حَسَنٌ. (ابن ماجۃ ابواب اقامۃ الصلوۃ باب ماجاء في الشق ص 113)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو مدینہ طیبہ میں ایک شخص لحد قبر بناتے تھے اور دوسرے شق قبر بناتے تھے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم اپنے رب سے استخارہ کرتے ہیں اور ان دونوں کی طرف پیغام بھیجتے ہیں تو ان میں سے جو پہلے آئے گا ہم اسے قبر بنانے کے لئے چھوڑ دیں گے تو ان دونوں کی طرف پیغام بھیجا گیا تو لحد قبر بنانے والے پہلے آگئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر لحد بنائی۔ اس کو ابن ماجہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

1094- وَعَنْ اَبِي اِسْحَاقَ اَوْصَى الْحَارِثُ اَنْ يُّصَلِّيَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيْدَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَصَلّٰى عَلَيْهِ ثُمَّ اَدْخَلَهُ الْقَبْرَ مِنْ قِبَلِ الرِّجْلِ وَقَالَ هٰذَا مِنَ السُّنَّةِ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالطَّبْرَانِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَقَالَ اِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

حضرت ابو اسحٰق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی کہ ان کی نماز جنازہ عبداللہ بن یزید پڑھائیں پس انہوں نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی پھر ان کو پاؤں کی جانب سے قبر میں داخل کیا اور فرمایا کہ یہ سنت ہے۔ اس کو ابوداؤد طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا اور فرمایا کہ اس کی سند صحیح ہے۔

(ابوداؤد کتاب الجنائز باب کیف یدخل المیت قبرہ ج 2 ص 102' سنن الکبرٰی للبیہقی کتاب الجنائز باب من قال

يدخل الميت من قبل رجل القبر ج 4 ص 54)

1095- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَعُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُدْخِلُوْنَ الْمَيِّتَ قِبَلَ الْقِبْلَةِ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَفِيْ اِسْنَادِهٖ عَبْدُاللهِ بْنُ خِرَاشٍ وَثَّقَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَضَعَّفَهُ جَمَاعَةٌ. (المعجم الكبير للطبرانی ج 11 ص 81 رقم الحدیث:1112)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میت کو قبلہ کی جانب سے (قبر میں) داخل کرتے تھے۔ اس کو طبرانی نے کبیر میں داخل کیا اور اس کی سند میں عبداللہ بن خراش ہے جس کو ابن حبان نے ثقہ قرار دیا اور محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی ایک جماعت نے ضعیف قرار دیا۔

1096- وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهٗ اَدْخَلَ يَزِيْدَ بْنَ الْمُكَفَّفِ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ. رَوَاهُ عَبْدُالرَّزَّاقِ وَاَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حَزْمٍ فِي الْمُحَلّٰى.

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے یزید بن مکفف کو قبلہ کی جانب سے قبر میں داخل کیا۔ اس کو عبدالرزاق اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کو محلّٰی میں مکفف ابن حزم نے صحیح قرار دیا۔

(مصنف عبدالرزاق کتاب الجنائز باب من حیث یدخل المیت القبر ج 3 ص 449 رقم الحدیث:6472' مصنف ابن ابی شیبۃ کتاب الجنائز باب من ادخل میتا من قبل القبلۃ ج 3 ص 328' محلی ابن حزم کتاب الجنائز یدخل المیت کیف امکن۔ الخ ج 3 ص 182)

1097- وَعَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ قَالَ شَهِدْتُّ جَنَازَةَ الْحَارِثِ فَمَدُّوْا عَلٰى قَبْرِهٖ ثَوْبًا فَجَبَذَهٗ عَبْدُاللهِ بْنُ يَزِيْدَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَقَالَ اِنَّمَا هُوَ رَجُلٌ. رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت ابواسحٰق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں حارث کے جنازہ میں شریک ہوا تو لوگوں نے ان کی قبر پر کپڑا پھیلایا تو عبداللہ بن یزید نے کپڑا کھینچ کر کہا کہ یہ مرد ہے (عورت نہیں ہے)۔ اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ کتاب الجنائز باب ماقالوا فی مد الثوب علی القبر ج 3 ص 326)

1098- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا وَضَعَ الْمَيِّتَ فِي الْقَبْرِ قَالَ بِسْمِ اللهِ وَعَلٰى سُنَّةِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب میت کو قبر میں داخل کرتے تو فرماتے بسم اللہ وعلی سنۃ رسول اللہ صلی

رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَاٰخَرُوْنَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ.

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کو ابو داؤد اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے روایت کیا اور ابن حبان نے اس کو صحیح قرار دیا۔

(ابو داؤد کتاب الجنائز باب فی الدعاء للمیت اذا وضع فی قبرہ ج 2 ص 102' صحیح ابن حبان کتاب الجنائز ج 6 ص 43 رقم الحدیث: 3100)

1099- وَعَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ ابْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ اَنَّ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ هَلَكَ فِيْهِ اِلْحَدُوْا لِيْ لَحْدًا وَانْصِبُوْا عَلَيَّ اللَّبِنَ نَصْبًا كَمَا صُنِعَ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَاٰخَرُوْنَ.

(مسلم کتاب الجنائز فصل فی استحباب اللحد ج 1 ص 311)

حضرت عامر بن سعد بن ابو وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مرض الوصال میں فرمایا کہ تم میری قبر لحد کھودنا اور مجھ پر پکی اینٹیں رکھنا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر بنائی۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے روایت کیا۔

1100- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلٰى جِنَازَةٍ ثُمَّ اَتٰى قَبْرَ الْمَيِّتِ فَحَثٰى عَلَيْهِ مِنْ قِبَلِ رَاْسِهٖ ثَلَاثًا. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وابن اَبِيْ دَاوُدَ وَصَحَّحَهٗ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کی نماز جنازہ پڑھائی پھر اس میت کی قبر پر تشریف لائے تو سر کی جانب سے تین لپ مٹی ڈالی۔ اس کو ابن ماجہ اور ابن ابی داؤد نے روایت کیا اور اس کو صحیح قرار دیا۔

(ابن ماجۃ ابواب ماجاء فی اقامۃ الصلوۃ باب ماجاء فی حثو التراب فی القبر ص 113' تلخیص الحبیر کتاب الجنائز نقلاً عن ابن ماجۃ وابن ابی داؤد فی کتاب التضرد ج 2 ص 131)

1101- وَعَنِ الْقَاسِمِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَقُلْتُ يَا اُمَّهْ اِكْشِفِيْ لِيْ عَنْ قَبْرِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبَيْهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَكَشَفَتْ لِيْ عَنْ ثَلَاثَةِ قُبُوْرٍ لَا مُشْرِفَةٍ وَّلَا لَاطِئَةٍ مَّبْطُوْحَةٍ بِبَطْحَاءِ الْعَرْصَةِ الْحَمْرَاءِ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَاٰخَرُوْنَ وفی

حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا اے امی جان میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں صحابہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کھولیں تو انہوں نے میرے لئے تینوں کی قبریں کھولیں جو نہ ہی

اِسْنَادُهٗ مَسْتُوْرٌ۔ (ابو داؤد کتاب الجنائز فی باب فی تسویۃ القبور ج2 ص103)

بہت بلند تھیں اور نہ ہی زمین سے ملی ہوئی تھی اور آپ کی قبر پر میدان کی سرخ کنکریاں ڈالی ہوئی تھیں۔ اس کو ابو داؤد اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے روایت کیا اور اس کی سند میں راوی مستور الحال ہیں۔

1102- وَعَنْ سُفْيَانَ التَّمَّارِ اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ رَاٰی قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسَنَّمًا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر کوہان نما دیکھی۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔

(بخاری کتاب الجنائز باب ماجاء فی قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ج 1 ص186)

1103- وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ الرَّشَّ عَلَى الْقَبْرِ كَانَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّالْبَيْهَقِيُّ وَاِسْنَادُهٗ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ۔

حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ قبر پر پانی چھڑکنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے سے تھا۔ اس کو سعید بن منصور اور بیہقی نے روایت کیا اور اس کی سند مرسل قوی ہے۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الجنائز باب رش الماء علی القبر۔ الخ ج 3 ص 411 تلخیص الحبیر کتاب الجنائز نقلاً عن سعید بن منصور فی سننہ ج2 ص133)

1104- وَعَنْهُ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَشَّ عَلٰى قَبْرِ ابْنِهٖ اِبْرَاهِيْمَ وَوَضَعَ عَلَيْهِ حَصْبَاءَ۔ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَاِسْنَادُهٗ مُرْسَلٌ جَيِّدٌ۔ (مسند امام شافعی الباب الثالث والعشرون فی صلوۃ الجنائز ج1 ص215 رقم الحدیث:599)

اور آپ ہی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر پانی چھڑکا اور اس پر کنکر رکھے۔ اس کو امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند مرسل جید ہے۔

1105- وَعَنْهُ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَشَّ عَلٰى قَبْرِهِ الْمَاءَ وَوَضَعَ عَلَيْهِ حَصْبًا مِّنْ حَصْبَاءِ الْعَرْصَةِ وَرَفَعَ قَبْرَهٗ قَدْرَ شِبْرٍ۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَهُوَ مُرْسَلٌ۔

حضرت آپ ہی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادے کی قبر پر پانی چھڑکا اس پر میدان کی کنکریوں میں سے کچھ کنکریاں رکھیں اور ایک بالشت ان کی قبر کو بلند کیا۔ اس کو امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا اور یہ حدیث مرسل ہے۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الجنائز باب لایزاد علی اکثر من ترابہ ج3 ص411)

1106- وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّجَصَّصَ الْقُبُوْرُ وَاَنْ يُّقْعَدَ عَلَيْهِ وَاَنْ يُّبْنٰى عَلَيْهِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبر کو پختہ بنانے اس پر بیٹھنے اور اس پر عمارت تعمیر کرنے سے منع فرمایا۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

(مسلم کتاب الجنائز فصل فی تسویۃ القبر ج1 ص312)

1107- وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِاَخِيْكُمْ وَاسْأَلُوْا لَهٗ بِالتَّثْبِيْتِ فَاِنَّهُ الْاٰنَ يُسْأَلُ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَصَحَّحَهُ الْحَاكِمُ۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب میت کو دفن کرنے سے فارغ ہوتے تو اس کے پاس ٹھہر جاتے پھر فرماتے ہیں کہ اپنے بھائی کے لئے بخشش طلب کرو اور اس کے لئے ثابت قدمی کی دعا کرو پس بے شک ابھی ان سے سوال کیا جائیگا۔ اس کو ابوداؤد نے روایت اور حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا۔

(ابو داؤد کتاب الجنائز باب الاستغفار عندالقبر۔ الخ ج2 ص103، مستدرک حاکم کتاب الجنائز باب استغفار و سوال الثبیت للمیت۔ الخ ج1 ص370)

قبر و دفن کا بیان

مسئلہ ۱: میّت کو دفن کرنا فرض کفایہ ہے اور یہ جائز نہیں کہ میّت کو زمین پر رکھ دیں اور چاروں طرف سے دیواریں قائم کر کے بند کر دیں۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج۱، ص۱۶۵) (ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی دفن المیت، ج۳، ص۱۶۳)

مسئلہ ۲: جس جگہ انتقال ہوا اسی جگہ دفن نہ کریں کہ یہ انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کے لیے خاص ہے بلکہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کریں، مقصد یہ کہ اس کے لیے کوئی خاص مدفن نہ بنایا جائے میّت بالغ ہو یا نابالغ۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی دفن المیت، ج۳، ص۱۶۶)

مسئلہ ۳: قبر کی لنبائی میّت کے قد برابر ہو اور چوڑائی آدھے قد کی اور گہرائی کم سے کم نصف قد کی اور بہتر یہ کہ گہرائی بھی قد برابر ہو اور متوسط درجہ یہ کہ سینہ تک ہو۔ (ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی دفن المیت، ج۳، ص۱۶۴)

اس سے مراد یہ کہ لحد یا صندوق اتنا ہو، یہ نہیں کہ جہاں سے کھودنی شروع کی وہاں سے آخر تک یہ مقدار ہو۔

مسئلہ ۴: قبر دو قسم ہے، لحد کہ قبر کھود کر اس میں قبلہ کی طرف میّت کے رکھنے کی جگہ کھودیں اور صندوق وہ جو ہندوستان

میں عموماً رائج ہے، لحد سنت ہے اگر زمین اس قابل ہو تو یہی کریں اور نرم زمین ہو تو صندوق میں حرج نہیں۔

(الفتاوی الهندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج۱ص۱۶۵)

مسئلہ ۵: قبر کے اندر چٹائی وغیرہ بچھانا ناجائز ہے کہ بے سبب مال ضائع کرنا ہے۔

(الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳ص۱۶۴)

مسئلہ ۶: تابوت کہ میّت کو کسی لکڑی وغیرہ کے صندوق میں رکھ کر دفن کریں یہ مکروہ ہے، مگر جب ضرورت ہو مثلاً زمین بہت تر ہے تو حرج نہیں اور اس صورت میں تابوت کے مصارف اس میں سے لیے جائیں جو میّت نے مال چھوڑا ہے۔

(الفتاوی الهندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج۱ص۱۶۶) (الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳ص۱۶۵، وغیرہما)

مسئلہ ۷: اگر تابوت میں رکھ کر دفن کریں تو سنت یہ ہے کہ اس میں مٹی بچھا دیں اور دہنے بائیں خام (کچی) اینٹیں لگا دیں اور اوپر کہگل (مٹی کی لپائی) کر دیں غرض یہ کہ اندر کا حصہ مثل لحد کے ہو جائے اور لوہے کا تابوت مکروہ ہے اور قبر کی زمین نم ہو تو دھول بچھا دینا سنت ہے۔ (رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی دفن المیت، ج۳ص۱۶۵)

مسئلہ ۸: قبر کے اس حصہ میں کہ میّت کے جسم سے قریب ہے، پکی اینٹ لگانا مکروہ ہے کہ اینٹ آگ سے پکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو آگ کے اثر سے بچائے۔

(الفتاوی الهندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج۱ص۱۶۶، وغیرہ)

مسئلہ ۹: قبر میں اترنے والے دو تین جو مناسب ہوں کوئی تعداد اس میں خاص نہیں اور بہتر یہ کہ قوی و نیک و امین ہوں کہ کوئی بات نامناسب دیکھیں تو لوگوں پر ظاہر نہ کریں۔

(الفتاوی الهندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج۱ص۱۶۶)

مسئلہ ۱۰: جنازہ قبر سے قبلہ کی جانب رکھنا مستحب ہے کہ مردہ قبلہ کی جانب سے قبر میں اتارا جائے، یوں نہیں کہ قبر کی پائنتی رکھیں اور سر کی جانب سے قبر میں لائیں۔ (الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳ص۱۶۶، وغیرہ)

مسئلہ ۱۱: عورت کا جنازہ اتارنے والے محارم ہوں، یہ نہ ہوں تو دیگر رشتہ والے یہ بھی نہ ہوں تو پرہیزگار اجنبی کے اتارنے میں مضایقہ نہیں۔ (الفتاوی الهندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج۱ص۱۶۶)

مسئلہ ۱۲: میّت کو قبر میں رکھتے وقت یہ دعا پڑھیں:

بِسْمِ اللهِ وَبِاللهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللهِ.

اور ایک روایت میں بِسْمِ اللهِ کے بعد وَفِيْ سَبِيْلِ اللهِ بھی آیا ہے۔ (تنویر الابصار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی دفن المیت، ج۳ص۱۶۶) (الفتاوی الهندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج۱ص۱۶۶)

مسئلہ ۱۳: میت کو دہنی طرف کروٹ پر لٹائیں اور اس کا مونھ قبلہ کو کریں، اگر قبلہ کی طرف مونھ کرنا بھول گئے تختہ لگانے کے بعد یاد آیا تو تختہ ہٹا کر قبلہ رُو کر دیں اور مٹی دینے کے بعد یاد آیا تو نہیں۔ یونہیں اگر بائیں کروٹ پر رکھا یا جدھر سرہانا ہونا چاہیے ادھر پاؤں کیے تو اگر مٹی دینے سے پہلے یاد آیا ٹھیک کر دیں ورنہ نہیں۔

(الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في دفن المیت، ج ۳، ص ۱۶۷) (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج ۱، ص ۱۶۶)

مسئلہ ۱۴: قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی بندش کھول دیں کہ اب ضرورت نہیں اور نہ کھولی تو حرج نہیں۔

(الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص ۱۴۰)

مسئلہ ۱۵: قبر میں رکھنے کے بعد لحد کو کچی اینٹوں سے بند کریں اور زمین نرم ہو تو تختے لگانا بھی جائز ہے، تختوں کے درمیان جھری رہ گئی تو اُسے ڈھیلے وغیرہ سے بند کر دیں، صندوق کا بھی یہی حکم ہے۔

(الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في دفن المیت، ج ۳، ص ۱۶۷)

مسئلہ ۱۶: عورت کا جنازہ ہو تو قبر میں اتارنے سے تختہ لگانے تک قبر کو کپڑے وغیرہ سے چھپائے رکھیں، مرد کی قبر کو دفن کرتے وقت نہ چھپائیں البتہ اگر مینھ وغیرہ کوئی عذر ہو تو چھپانا جائز ہے، عورت کا جنازہ بھی ڈھکا رہے۔ (الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في دفن المیت، ج ۳، ص ۱۶۸) (الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص ۱۴۰)

مسئلہ ۱۷: تختے لگانے کے بعد مٹی دی جائے مستحب یہ ہے کہ سرہانے کی طرف دونوں ہاتھوں سے تین بار مٹی ڈالیں۔ باقی مٹی ہاتھ یا کھرپی یا پھوڑے وغیرہ جس چیز سے ممکن ہو قبر میں ڈالیں اور جتنی مٹی قبر سے نکلی اُس سے زیادہ ڈالنا مکروہ ہے۔ (الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص ۱۴۱) (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج ۱، ص ۱۶۶)

مسئلہ ۱۸: ہاتھ میں جو مٹی لگی ہے، اسے جھاڑ دیں یا دھو ڈالیں اختیار ہے۔

مسئلہ ۱۹: قبر چوکھونٹی نہ بنائیں بلکہ اس میں ڈھال رکھیں جیسے اونٹ کا کوہان اور اس پر پانی چھڑکنے میں حرج نہیں، بلکہ بہتر ہے اور قبر ایک بالشت اونچی ہو یا کچھ خفیف زیادہ۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج ۱، ص ۱۶۶) (رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في دفن المیت، ج ۳، ص ۱۶۸)

مسئلہ ۲۰: جہاز پر انتقال ہوا اور کنارہ قریب نہ ہو، تو غسل و کفن دے کر نماز پڑھ کر سمندر میں ڈبو دیں۔

(رد المحتار، المرجع السابق، ص ۱۶۵ و"غنیۃ المتملي" "فصل في الجنائز"، ص ۶۰۷)

مسئلہ ۲۱: علما و سادات کی قبور پر قبہ وغیرہ بنانے میں حرج نہیں اور قبر کو پختہ نہ کیا جائے۔

(الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في دفن المیت، ج ۳، ص ۱۶۹)

یعنی اندر سے پختہ نہ کی جائے اور اگر اندر خام ہو، اوپر سے پختہ تو حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۲: اگر ضرورت ہو تو قبر پر نشان کے لیے کچھ لکھ سکتے ہیں، مگر ایسی جگہ نہ لکھیں کہ بے ادبی ہو، ایسے مقبرہ میں دفن کرنا بہتر ہے جہاں صالحین کی قبریں ہوں۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج ۳، ص ۱۷۰) (الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص ۱۴۱)

مسئلہ ۲۳: مستحب یہ ہے کہ دفن کے بعد قبر پر سورۂ بقرہ کا اوّل و آخر پڑھیں سرہانے الٓمّٓ سے مُفْلِحُوْنَ تک اور پائنتی اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے ختم سورت تک پڑھیں۔ (الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص ۱۴۱، وغیرہ)

مسئلہ ۲۴: دفن کے بعد قبر کے پاس اتنی دیر تک ٹھہرنا مستحب ہے جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے گوشت تقسیم کر دیا جائے، کہ ان کے رہنے سے میت کو انس ہوگا اور نکیرین کا جواب دینے میں وحشت نہ ہوگی اور اتنی دیر تک تلاوتِ قرآن اور میت کے لیے دُعا و استغفار کریں اور یہ دُعا کریں کہ سوال نکیرین کے جواب میں ثابت قدم رہے۔ (المرجع السابق)

مسئلہ ۲۵: ایک قبر میں ایک سے زیادہ بلا ضرورت دفن کرنا جائز نہیں اور ضرورت ہو تو کر سکتے ہیں، مگر دو میتوں کے درمیان مٹی وغیرہ سے آڑ کر دیں اور کون آگے ہو کون پیچھے یہ اوپر مذکور ہوا۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج ۱، ص ۱۶۶)

مسئلہ ۲۶: جس شہر یا گاؤں وغیرہ میں انتقال ہوا وہیں کے قبرستان میں دفن کرنا مستحب ہے اگرچہ یہ وہاں رہتا نہ ہو، بلکہ جس گھر میں انتقال ہوا اس گھر والوں کے قبرستان میں دفن کریں اور دو ایک میل باہر لے جانے میں حرج نہیں کہ شہر کے قبرستان اکثر اتنے فاصلے پر ہوتے ہیں اور اگر دوسرے شہر کو اس کی لاش اٹھا لے جائیں تو اکثر علما نے منع فرمایا اور یہی صحیح ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ دفن سے پیشتر لے جانا چاہیں اور دفن کے بعد تو مطلقاً نقل کرنا ممنوع ہے، سوا بعض صورتوں کے جو مذکور ہوں گی۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج ۱، ص ۱۶۷)

اور یہ جو بعض لوگوں کا طریقہ ہے کہ زمین کو سپرد کرتے ہیں پھر وہاں سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرتے ہیں، یہ ناجائز ہے اور رافضیوں کا طریقہ ہے۔

بَابُ قِرَآءَةِ الْقُرْاٰنِ لِلْمَيِّتِ

1108- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْعُلَاءِ بْنِ اللَّجْلَاجِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ لِيْ اَبِي اللَّجْلَاجُ اَبُوْ خَالِدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَا بُنَيَّ اِذَا اَنَا مِتُّ فَالْحَدْلِيْ فَاِذَا وَضَعْتَنِيْ فِيْ لَحْدِيْ فَقُلْ بِسْمِ اللهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ سُنَّ

میت کے لئے قرآن پڑھنے کا بیان

حضرت عبدالرحمٰن بن علاء بن لجلاج رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے ابو لجلاج ابو خالد نے کہا اے بیٹے جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے لئے لحد قبر بنانا پس جب تو مجھے قبر میں رکھ دے تو بسم اللہ وعلی ملت رسول اللہ پڑھ کر رکھنا پھر مجھ پر مٹی برابر کرنا پھر

عَلَيَّ التُّرَابَ سَنًّا ثُمَّ اقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِيْ بِفَاتِحَةِ الْبَقَرَةِ وَخَاتِمَتِهَا فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ذٰلِكَ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْمُعْجَمِ الْكَبِيْرِ وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

میرے سر کے پاس سورۂ بقرہ کی ابتدائی اور آخری آیات پڑھنا پس میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ اس کو طبرانی معجم الکبیر میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(مجمع الزوائد کتاب الجنائز باب مایقول عند ادخال المیت القبر نقلاً عن الطبرانی فی الکبیر ج 3 ص 44)

ایصالِ ثواب

یعنی قرآن مجید کی تلاوت یا کلمہ شریف یا نفلی نمازوں یا کسی بھی بدنی یا مالی عبادتوں کا ثواب کسی دوسرے کو پہنچانا یہ جائز ہے اسی کو عام طور پر لوگ فاتحہ دینا اور فاتحہ دلانا کہتے ہیں زندوں کے ایصال ثواب سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے فقہ اور عقائد کی کتابوں مثلاً ہدایہ و شرح عقائد نسفیہ میں اس کا بیان موجود ہے اس کو بدعت اور ناجائز کہنا جہالت اور ہٹ دھرمی ہے حدیث سے بھی اس کا جائز ہونا ثابت ہے چنانچہ حضرت سعد بن عبادہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا جب انتقال ہو گیا تو انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میری ماں کا انتقال ہو گیا ان کے لئے کون سا صدقہ افضل ہے؟ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پانی (بہترین صدقہ ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانے کے مطابق) حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنواں کھدوادیا (اور اسے اپنی ماں کی طرف منسوب کرتے ہوئے) کہا یہ کنواں سعد کی ماں کے لئے ہے (یعنی اس کا ثواب اس کی روح کو ملے)

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الزکاۃ، باب فضل الصدقۃ، الفصل الثانی، رقم ۱۹۱۲، ج ۱، ص ۵۲۷)

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میری ماں کا اچانک انتقال ہو گیا اور وہ کسی بات کی وصیت نہ کر سکی میرا گمان ہے کہ وہ انتقال کے وقت کچھ بول سکتی تو صدقہ ضرور دیتی تو اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کردوں تو کیا اس کی روح کو ثواب پہنچے گا؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں پہنچے گا۔ (صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب وصول ثواب الصدقۃ۔۔۔الخ، رقم ۱۰۰۴، ص ۵۰۲)

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں ارشاد فرمایا کہ۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر میت کی طرف سے صدقہ دیا جائے تو میت کو اس کا فائدہ اور ثواب پہنچتا ہے اسی پر علماء کا اتفاق ہے۔ (شرح صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب وصول ثواب الصدقۃ۔۔۔الخ، ج ۱، ص ۳۲۴)

بَابٌ فِيْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ

قبروں کی زیارت کا بیان

1109- عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے

نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ (مسلم کتاب الجنائز فصل فی الذھاب الی زیارۃ القبور ج 1 ص 314)

تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا پس (اب) تم زیارت کیا کرو۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔

مفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:

شروع اسلام میں زیارت قبور مسلمان مَردوں عورتوں کو منع تھی کیونکہ لوگ نئے نئے اسلام لائے تھے، اندیشہ تھا کہ بت پرستی کے عادی ہونے کی وجہ سے اب قبر پرستی شروع کردیں، جب ان میں اسلام راسخ ہوگیا تو یہ ممانعت منسوخ ہوگئی، جیسے جب شراب حرام ہوئی تو شراب کے برتن استعمال کرنا بھی ممنوع ہوگیا تاکہ لوگ برتن دیکھ کر پھر شراب یاد نہ کرلیں، جب لوگ ترک شراب کے عادی ہوگئے تو برتنوں کے استعمال کی ممانعت منسوخ ہوگئی۔

یہ امر استحبابی ہے۔حق یہ ہے کہ اس حکم میں عورتوں بھی شامل ہیں کہ انہیں بھی زیارت قبر کی اجازت دی گئی۔ (لمعات، اشعہ ومرقات) لیکن اب عورتوں کو زیارت قبور سے روکا جائے یعنی گھر سے زیارت قبور کے لیئے نہ نکلیں سوائے روضہ اطہر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کو نہ جائیں، ہاں اگر کہیں جارہی ہوں اور راستہ میں قبر واقع ہو تو زیارت کرلیں جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے حضرت عبدالرحمان کی قبر کی زیارت کی اور اگر کسی گھر میں ہی اتفاقاً قبر واقع ہو تو زیارت کرسکتی ہیں۔حضرت عائشہ صدیقہ کے گھر میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر شریف تھی جہاں آپ مجاورہ منتظمہ تھیں۔خیال رہے کہ زُوْرُوْا مطلق امر ہے لہٰذا مسلمانوں کو زیارت قبر کے لیئے سفر بھی جائز ہے۔جب ہسپتالوں اور حکیموں کے پاس سفر کرکے جاسکتے ہیں تو مزارات اولیاء پر بھی سفر کرکے جاسکتے ہیں کہ ان کی قبور روحانی ہسپتال ہیں، نیز اگر کہیں قبر پر لوگ ناجائز حرکتیں کرتے ہوں تو اس سے زیارت قبور نہ چھوڑے، ہو سکے تو ان حرکتوں کو بند کرے کیونکہ زُوْرُوْا مطلق ہے، دیکھو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہجرت سے پہلے بتوں کی وجہ سے کعبہ نہ چھوڑا بلکہ جب موقعہ ملا تو بت نکال دیئے۔آج بھی نکاح میں لوگ ناجائز حرکتیں کرتے ہیں مگر اس کی وجہ سے نہ نکاح بند کیئے جاتے ہیں نہ وہاں کی شرکت۔نکاح بھی سنت مطلقہ ہے اور زیارت قبور بھی سنت مطلقہ۔نکاح و زیارت قبور دونوں کے لیئے سفر بھی درست ہے اور ناجائز امور کی وجہ سے ان میں شرکت ممنوع نہیں۔یہ دونوں مسائل شامی نے جلد اول باب زیارت قبور میں بہت تفصیل سے بیان فرمائے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۵٦٦)

1110- وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ كَيْفَ اَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ قُوْلِي السَّلَامُ عَلٰى اَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَيَرْحَمُ اللهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (جب میں قبرستان جاؤں) تو کیا کہوں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وَالْمُسْتَاْخِرِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ (مسلم کتاب الجنائز فصل فی الذھاب الی زیادۃ القبور ج 1 ص 314)

وسلم نے فرمایا (جا کر کہنا) اے مؤمنوں اور مسلمانوں کے گھر والو ہم میں سے جو پہلے جا چکے ہیں اور جو بعد میں جانے والے ہیں سب پر اللہ رحم فرمائے اور بے شک انشاء اللہ ہم بھی تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا۔

مُفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کو زیارت قبور کی اجازت ہے۔ وہ جو حدیث شریف میں ہے کہ خدا زیارت قبور کرنے والی عورتوں پر لعنت کرے وہ منسوخ ہے، دیکھو نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ کو زیارت قبور سے منع فرمایا، بلکہ انہیں اس کا طریقہ اور وہاں پڑھنے کی دعائیں سکھائیں۔ بعض نے فرمایا کہ عام عورتوں کو زیارت قبور سے روکو جو وہاں رونا پیٹنا کریں، خاص عورتیں جنہیں اس کے احکام معلوم ہوں زیارت قبور کریں۔ وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم! اس کی تحقیق ابھی کچھ پہلے ہو چکی۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۹۸۹)

1111- وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُهُمْ اِذَا خَرَجُوْا اِلَى الْمَقَابِرِ اَنْ يَّقُوْلَ قَائِلُهُمْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ نَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَابْنُ مَاجَةَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھاتے تھے کہ جب وہ قبرستان کی طرف نکلیں تو ان میں سے کہنے والا یہ کہے اے مؤمنوں اور مسلمانوں کے گھر والو تم پر سلام ہو اور بے شک ہم انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں ہم اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اور مسلم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا اور ابن ماجہ نے۔

(مسند احمد ج 5 ص 353، مسلم کتاب الجنائز فصل فی الذھاب الی زیارۃ القبور ج 1 ص 314، ابن ماجۃ ابواب ماجاء فی اقامۃ الصلوٰۃ باب ماجاء فیما یقال اذا أدخل المقابر ص 112)

بَابٌ فِيْ زِيَارَةِ قَبْرِ النَّبِيِّ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کی زیارت کا بیان

1112- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما روایت کرتے

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ. رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ فِیْ صَحِيْحِهٖ وَالدَّارُ قُطْنِیُّ وَالْبَيْهَقِیُّ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری قبرانور کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت لازم ہوگئی۔ اس کو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں دارقطنی بیہقی اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(صحیح ابن خزیمة شعب الایمان للبیهقی باب فی المناسک ج 3 ص 490' دارقطنی کتاب الحج ج 2 ص 278' کشف الاستار کتاب الحج باب زیارۃ قبر سیدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ج 2 ص 57 رقم الحدیث: 1198)

شفاعتِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن شفاعت کبریٰ اور مقام محمود کا شرف عطا فرمایا ہے۔ جب تک ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شفاعت کا دروازہ نہیں کھولیں گے کسی کو بھی مجال شفاعت نہ ہوگی بلکہ تمام انبیاء ومرسلین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی کے دربار میں اپنی اپنی شفاعت پیش کریں گے۔ اللہ عزوجل کے دربار میں درحقیقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی شفیع اول وشافع اعظم ہیں۔

(روح البیان، پ ۱۵، الاسراء: ۷۹، ج ۵، ص ۱۹۲ / روح المعانی، پ ۱۵، الاسراء: ۸۹، ج ۸، ص ۲۰۲۔۲۰۴)

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کے بعد تمام انبیاء واولیاء وصلحا وشہداء وغیرہ سب شفاعت کریں گے۔

(المعتقد المنتقد مع المستند المعتمد، تکمیل الباب، ص ۱۲۹)

1113- وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِنَّ بِلَالًا رَاٰی فِیْ مَنَامِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُوْلُ لَهٗ مَا هٰذِهِ الْجَفْوَةُ يَا بِلَالُ اَمَا اٰنَ لَكَ اَنْ تَزُوْرَنِیْ يَا بِلَالُ فَانْتَبَهَ حَزِيْنًا وَّجِلًا خَائِفًا فَرَكِبَ رَاحِلَتَهٗ وَقَصَدَ الْمَدِيْنَةَ فَاَتٰى قَبْرَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَبْكِیْ عِنْدَهٗ وَيُمَرِّغُ وَجْهَهٗ عَلَيْهِ فَاَقْبَلَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَجَعَلَ يَضُمُّهُمَا وَيُقَبِّلُهُمَا فَقَالَا لَهٗ نَشْتَهِیْ نَسْمَعُ اَذَانَكَ الَّذِیْ كُنْتَ تُؤَذِّنُ بِهٖ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی درانحالیکہ آپ ان سے فرمارہے تھے اے بلال! یہ کیسی بے وفائی ہے کیا تیرا دل نہیں کرتا کہ تو میری زیارت کرے تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ غمزدہ گھبرائے ہوئے بیدار ہوئے اور اپنی سواری پر سوار ہوکر مدینہ کی طرف چل پڑے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبرانور پر حاضر ہوکر رونا شروع کردیا اور اپنا چہرہ اس پر ملنے لگے اتنے میں امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حسین رضی اللہ

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَفَعَلَ فِعْلًا سَطْحَ الْمَسْجِدِ فَوَقَفَ مَوْقِفَهُ الَّذِيْ كَانَ يَقِفُ فِيْهِ فَلَمَّا اَنْ قَالَ اَللهُ اَكْبَرُ اَللهُ اَكْبَرُ اِرْتَجَّتِ الْمَدِيْنَةُ فَلَمَّا اَنْ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ اِزْدَادَ رَجَّتُهَا فَلَمَّا اَنْ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ خَرَجَتِ الْعَوَاتِقُ مِنْ خُدُوْرِهِنَّ وَقَالُوْا اَبُعِثَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَاٰى يَوْمًا اَكْبَرَ بَاكِيًا وَّلَا بَاكِيَةً بِالْمَدِيْنَةِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ۔ رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرَ وَقَالَ التَّقِيُّ السُّبْكِيُّ اِسْنَادُهٗ جَيِّدٌ۔

تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو آپ نے انہیں اپنے سینے سے لگانا اور چومنا شروع کر دیا تو ان دونوں نے کہا ہم آپ سے وہی اذان سننا چاہتے ہیں جو آپ مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کہتے تھے تو آپ مسجد کی چھت پر چڑھ کر اسی جگہ کھڑے ہوئے جہاں (اذان کہنے کے لئے) آپ کھڑے ہوتے تھے پس جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اَللهُ اَكْبَرُ اَللهُ اَكْبَرُ کہا تو مدینہ طیبہ میں کہرام مچ گیا جب انہوں نے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کہا تو رونے کی آوازیں اور زیادہ ہوگئیں پھر جب اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ کہا تو نوجوان لڑکیاں پردوں سے باہر نکل آئیں اور لوگ کہنے لگے کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوبارہ تشریف لے آئے ہیں پس مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی نے اس دن سے زیادہ کسی رونے والے اور رونے والیوں کو نہ دیکھا۔ اس کو ابن عساکر نے روایت کیا اور تقی سبکی نے کہا کہ اس کی سند جید ہے۔

شوقِ زیارت

جب حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن کی تلاوت اور اسلام کی تفسیر کر رہے تھے حضرت ابو عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی طرف متوجہ ہو کر سن رہے تھے اس دوران جب بھی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ذکر آتا تو ابو عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا شوق دیدار چمک اٹھتا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ملاقات کے لئے وہ بے چین ہو جاتے۔ ایک بار ابو عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت کا کس قدر اشتیاق ہے کب سال جائے گا اور موسم حج آئے گا اور ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوں گے حضرت مصعب رضی اللہ

تعالٰی عنہ مسکرائے اور فرمایا: ابوعبدالرحمن! صبر کرو، دن جلد ہی گزر جائیں گے۔

ابن مسلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم کی دید کے بغیر مجھے سکون میسر نہیں کب یہ دن گزریں گے، پھر وہ کچھ دیر خاموش رہے اور فرمایا مجھے اندیشہ ہے کہ کسی وجہ سے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم سے میری ملاقات نہ ہو سکے اس لیے کیا آپ ہمارے سامنے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم کا سراپا ہی بیان کر سکتے ہیں، آپ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم کی صحبت میں رہے ہیں اور حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم کے چہرہ اقدس کی زیارت سے بہرہ ور ہوئے ہیں۔ سبھی حاضرین نے بیک زبان کہا ابن مسلمہ تم نے ہمارے دل کی بات کہہ دی۔ ابن عمیر! رضی اللہ تعالٰی عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم کا سراپا بیان کیجئے۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالٰی عنہ قعدہ سے (دوزانو ہوکر) بیٹھ گئے، اپنا سر جھکایا، نظریں نیچی کیں جیسے آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم کا سراپا اپنے ذہن میں لا رہے ہوں۔ پھر آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم کے رنگ میں سفیدی و سرخی کا حسین امتزاج ہے، چشمان مبارک بڑی ہی خوبصورت ہیں، بھویں ملی ہوئی ہیں، بال سیدھے ہیں گھنگریالے نہیں ہیں، داڑھی گھنی ہے، دونوں مونڈھوں کے بیچ فاصلہ ہے، آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم کی گردن مبارک جیسے چاندی کی چھاگل، ہتھیلی اور قدم موٹے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم جب چلتے ہیں تو ایسا لگتا ہے جیسے آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم اونچائی سے نیچے آرہے ہوں اور جب کھڑے ہوتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم کسی چٹان سے نکل پڑے ہوں، جب آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم کسی کی طرف رخ فرماتے تو مکمل طور پر متوجہ ہوتے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم کے چہرہ مبارک پر پسینہ موتی کے مانند ہوتا ہے، نہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم پست قد ہیں نہ دراز قامت، آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہے۔ جو آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم کو یکا یک دیکھتا ہے مرعوب ہو جاتا ہے اور جو آشنا ہو کر آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم کی صحبت میں رہتا ہے وہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم سے محبت کرنے لگتا ہے، آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ جرأت مند ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم کا طرز تکلم سب سے سچا، ایفاءِ عہد میں سب سے پکے، سب سے نرم طبع، اور رہن سہن میں سب سے اچھے ہیں۔ میں نے آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم جیسا کسی کو نہ پہلے دیکھا اور نہ ہی بعد میں۔

جس وقت حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالٰی عنہ یہ بیان کر رہے تھے صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کی اس جماعت پر سکوت چھایا ہوا تھا، وہ سبھی حضرات پوری توجہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم کے اس سراپائے اقدس کو

سماعت کررہے تھے ابھی حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا بیان مکمل بھی نہ کر سکے تھے کہ [illegible]
تھے۔صلی اللہ علیک یارسول اللہ!

